سُنن ابن ماجہ (اردو) (مترجم)

جلد دوم

أبواب إقامة الصلوات - أبواب الصيام

أحاديث: 803 - 1782

امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ

ترجمہ و فوائد: مولانا عطاء اللہ ساجد

تحقیق و تخریج: حافظ ابو طاہر زبیر علی زئی

دارالسلام

جلد دوم

سنن ابن ماجہ

(مترجم)

أبواب إقامة الصلوات ــ أبواب الصيام احادیث: 803 ــ 1782

تالیف

امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ القزوینی رحمہ اللہ

ترجمہ و فوائد

فضیلۃ الشیخ مولانا عطاء اللہ ساجد حفظہ اللہ

تحقیق و تخریج

حافظ ابو طاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ

نظر ثانی، تخریج و تنقیح اور اضافات

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

مولانا ابو عبد اللہ محمد عبد الجبار حفظہ اللہ
حافظ آصف اقبال حفظہ اللہ

مولانا ابو محمد محمد اجمل حفظہ اللہ
حافظ عبد الخالق حفظہ اللہ

مولانا عثمان منیب حفظہ اللہ

فہرست مضامین (جلددوم)

15

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ٥) أَبْوَابُ إِقَامَةِ الصَّلَوَاتِ وَالسُّنَّةِ فِيهَا (التحفة . . .)

نماز کی اقامت اور اس کا طریقہ

(المعجم ١) - بَابُ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ (التحفة ٤٠)

باب:١- نماز شروع کرنے کا بیان

٨٠٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ ابْنُ مُحَمَّدٍ الطَّنَافِسِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِيَّ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ: «اللهُ أَكْبَرُ».

٨٠٣- حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو قبلے کی طرف منہ کرتے' اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور کہتے: [اَللّٰهُ أَكْبَرُ] ''اللہ سب سے بڑا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① نماز میں قبلے کی طرف منہ کرنا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ﴾ (البقرة:١٤٤) ''(اے نبی!) اپنا چہرہ مسجد حرام (احترام والی مسجد) کی طرف پھیر لیجیے اور (اے مومنو!) تم جہاں بھی ہو' (نماز میں) اپنے چہرے اس کی طرف کیا کرو۔'' ② مسجد حرام سے مراد وہ مسجد ہے جس میں خانہ کعبہ واقع ہے۔ اس مسجد کے اندر نماز پڑھتے ہوئے کعبہ شریف کی طرف منہ کرنا ضروری ہے کیونکہ اصل قبلہ وہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے کعبہ شریف کے قریب دو رکعت نماز ادا کی' پھر فرمایا: ''یہ قبلہ ہے۔'' (صحيح البخاري' الصلاة' باب قوله تعالى: واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى' حديث:٣٩٨) بیت اللہ سے دور نماز پڑھتے ہوئے صرف اس سمت کا اندازہ کر لینا کافی ہے کیونکہ انسان اپنی طاقت کے مطابق ہی حکم کی تعمیل کا مکلف ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾

٨٠٣- [صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ١١٦ من حديث أبي أسامة به، وصححه ابن حبان، ح: ٤٤٢.

(البقرة:۲۸۶) ''اللہ تعالیٰ کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ ذمہ داری عائد نہیں فرماتا۔'' ③ نفلی نماز سواری پر ادا کرتے ہوئے اگر چہرہ کسی دوسری طرف بھی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں' نماز درست ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ سواری پر نفل نماز ادا کر لیتے تھے' خواہ آپ کا چہرۂ مبارک کسی طرف ہوتا اور وتر بھی سواری ہی پر پڑھ لیتے تھے' البتہ فرض نماز سواری پر ادا نہیں کرتے تھے۔'' (صحیح البخاري' الوتر' باب الوتر في السفر' حدیث:۱۰۰۰' و صحیح مسلم' صلاۃ المسافرین' باب جواز صلاۃ النافلۃ علی الدابۃ في السفر حیث توجهت' حدیث:۷۰۰) تاہم آغاز میں سواری کا رُخ قبلے کی طرف کر لیا جائے جیسا کہ ابوداود کی روایت میں نبی ﷺ کے اس طرح کرنے کی صراحت ہے۔ (سنن أبي داود' صلاۃ السفر' حدیث:۱۲۲۵) نماز شروع کرنے کے بعد سواری کا رُخ پھر جدھر بھی ہو جائے' کوئی حرج نہیں۔ ④ نماز شروع کرتے وقت' رکوع کرتے وقت اور رکوع سے اٹھ کر بھی رفع یدین کرنا سنت ہے جیسے کہ اگلے ابواب میں بیان ہوگا۔ دیکھیے: (حدیث:۸۵۸' ۸۵۹) ⑤ کانوں تک ہاتھ اٹھانا بھی درست ہے اور کندھوں تک بھی۔ (حوالہ مذکورہ بالا) ⑥ نماز شروع کرتے وقت اللہ اکبر کہنا ''تکبیر تحریمہ'' کہلاتا ہے کیونکہ اس سے نمازی پر کچھ پابندیاں لگ جاتی ہیں اور ''تحریم'' کا مطلب پابندی لگانا ہوتا ہے۔ ارشاد نبوی ہے: [مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ' وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ' وَ تَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ] ''پاکیزگی (وضو) نماز کی چابی ہے اور اس کی پابندیاں عائد کرنے والی چیز تکبیر ہے اور پابندی ختم کرنے والی چیز سلام ہے۔'' (جامع الترمذي' الطهارة' باب ماجاء أن مفتاح الصلاة الطهور' حدیث:۳)

٨٠٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ عَلِيٍّ الرِّفَاعِيُّ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَسْتَفْتِحُ صَلَاتَهُ يَقُولُ: «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَى جَدُّكَ، وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ».

۸۰۴- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو یہ دعا پڑھتے: [سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ' وَتَبَارَكَ اسْمُكَ' وَ تَعَالٰى جَدُّكَ' وَ لَا إِلٰهَ غَيْرُكَ] ''اے اللہ! تو پاک ہے' ہم تیری تعریف کے ساتھ تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں اور تیرا نام برکتوں والا ہے اور تیری شان بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔''

فائدہ: تکبیر تحریمہ کے بعد پڑھنے کے لیے رسول اللہ ﷺ سے متعدد دعائیں مروی ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی دعا پڑھی جا سکتی ہے۔ بہتر ہے کہ کبھی کوئی دعا پڑھی جائے' کبھی کوئی۔

٨٠٤- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب من رأى الاستفتاح بسبحانك اللهم وبحمدك، ح: ٧٧٥ من حديث جعفر به، وصححه ابن خزيمة.

٨٠٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالاَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا كَبَّرَ سَكَتَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ، قَالَ فَقُلْتُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، أَرَأَيْتَ سُكُوتَكَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ، فَأَخْبِرْنِي مَا تَقُولُ. قَالَ: «أَقُولُ: اللَّهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اللَّهُمَّ نَقِّنِي مِنْ خَطَايَايَ كَالثَّوْبِ الأَبْيَضِ مِنَ الدَّنَسِ، اللَّهُمَّ اغْسِلْنِي مِنْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ».

٨٠٥- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب تکبیر تحریمہ کہتے تو تکبیر اور قراءت کے درمیان تھوڑی دیر خاموش رہتے۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر قربان! تکبیر اور قراءت کے درمیان آپ خاموش رہتے ہیں۔ ارشاد فرمایئے کہ آپ اس وقت کیا پڑھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں کہتا ہوں: [اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَ بَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِي مِنْ خَطَايَايَ كَالثَّوْبِ الْأَبْيَضِ مِنَ الدَّنَسِ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْنِي مِنْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ] ”اے اللہ! میرے درمیان اور میرے گناہوں کے درمیان اس طرح دوری ڈال دے جس طرح تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان فاصلہ کر دیا ہے۔ اے اللہ! مجھے میرے گناہوں سے پاک کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے پاک کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! مجھے پانی، برف اور اولوں کے ذریعے سے میرے گناہوں سے صاف کر دے۔“

فوائد و مسائل: ① صحابۂ کرام ؓ کو علم کا اس قدر شوق تھا کہ خود رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لیتے تھے اور یہ انتظار نہیں کرتے تھے کہ خود آپ ﷺ بیان فرمائیں، البتہ بعض اوقات اس خیال سے توقف کرتے تھے کہ یہ سوال رسول اللہ ﷺ کو ناگوار محسوس نہ ہو۔ اور بلا ضرورت سوال کرنے سے بھی پرہیز کرتے تھے۔ ② گناہوں سے فاصلہ کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور توفیق کے ساتھ گناہوں سے محفوظ رکھے اور ہم گناہوں کا ارتکاب تو درکنار ان کے قریب بھی نہ پھٹکیں۔ ③ گناہوں کو میل کچیل سے تشبیہ دی جاتی ہے اس لیے انتہائی صفائی کو سفید کپڑے کی صفائی سے تشبیہ دی گئی ہے کیونکہ سفید کپڑے کو زیادہ توجہ اور اہتمام سے صاف کیا جاتا ہے کہ اگر معمولی سا بھی داغ یا دھبہ رہ گیا تو بہت برا محسوس ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام چھوٹے بڑے گناہ معاف فرما دے۔ ④ گناہ جہنم

٨٠٥- أخرجه البخاري، الأذان، باب ما يقول بعد التكبير، ح: ٧٤٤، ومسلم، المساجد، باب ما يقال بين تكبيرة الإحرام والقراءة، ح: ٥٩٨ من حديث عمارة به.

میں لے جانے کا باعث ہیں' ان سے روح بے چینی محسوس کرتی ہے جس طرح جسم ظاہری گرمی سے بے چینی محسوس کرتا ہے۔ اس لیے گناہوں سے صفائی کے لیے زیادہ ٹھنڈی اشیاء کا ذکر کیا گیا ہے کہ دل کو ٹھنڈک اور تسکین حاصل ہو جائے۔ ⑤ نبی اکرم ﷺ معصوم تھے لیکن اظہار عبودیت کے لیے اور امت کو تعلیم دینے کے لیے استغفار فرماتے تھے۔

٨٠٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَعَبْدُاللهِ بْنُ عِمْرَانَ، قَالاَ: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا حَارِثَةُ بْنُ أَبِي الرِّجَالِ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلاَةَ قَالَ: «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالٰى جَدُّكَ، وَلاَ إِلٰهَ غَيْرُكَ».

(المعجم ٢) - بَابُ الاسْتِعَاذَةِ فِي الصَّلاَةِ (التحفة ٤١)

باب:۲- نماز میں تعوذ پڑھنے کا بیان

٨٠٧- حَدَّثنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَاصِمٍ الْعَنَزِيِّ، عَنِ ابْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ حِينَ دَخَلَ فِي الصَّلاَةِ، قَالَ: «اللهُ أَكْبَرُ كَبِيراً، اللهُ أَكْبَرُ كَبِيراً» ثَلاَثاً. «الْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيراً، الْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيراً» ثَلاَثاً. «سُبْحَانَ اللهِ بُكْرَةً وَأَصِيلاً» ثَلاَثَ مَرَّاتٍ. «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ

۸۰۷- حضرت جبیر بن مطعم ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ نماز شروع کرتے تو تین بار فرماتے: [اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا' اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا] ''اللہ بڑا ہے' سب سے بڑا' اللہ بڑا ہے' سب سے بڑا'' پھر تین بار فرماتے: [اَلْحَمْدُلِلّٰهِ كَثِيرًا' اَلْحَمْدُلِلّٰهِ كَثِيرًا] ''سب تعریف اللہ ہی کی ہے' بہت زیادہ تعریف۔ سب تعریف اللہ ہی کی ہے۔ بہت زیادہ تعریف۔'' پھر تین بار کہتے: [سُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّأَصِيلًا] ''میں صبح شام اللہ کی

٨٠٦ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ما يقول عند افتتاح الصلاة، ح: ٢٤٣ من حديث أبي معاوية به، وانظر، ح: ٥٦ لعلته، وح: ٨٠٤ شاهد له.

٨٠٧ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب ما يستفتح به الصلاة من الدعاء، ح: ٧٦٤ من حديث شعبة به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي.

الرَّجِيمِ، مِنْ هَمْزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ».

تسبیح و تقدیس کرتا ہوں۔'' (اور بعد میں یہ کلمات بھی پڑھتے:) [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، مِنْ هَمْزِهِ وَ نَفْخِهِ وَ نَفْثِهِ] ''اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں مردود شیطان سے' اس کے (شرارت کے ساتھ) چھونے سے' اس کی پھونک سے اور اس کے تھتکارنے سے۔''

قَالَ عَمْرٌو: هَمْزُهُ الْمُوتَةُ، وَنَفْثُهُ الشِّعْرُ، وَنَفْخُهُ الْكِبْرُ.

حضرت عمرو (بن مرہ) رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کے چھونے سے مراد موتہ کی بیماری ہے۔ اور اس کا تھتکارنا (خلاف شریعت) شاعری ہے' اور اس کی پھونک تکبر ہے۔

٨٠٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، وَهَمْزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ».

٨٠٨- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، وَ هَمْزِهِ وَ نَفْخِهِ وَ نَفْثِهِ] ''اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں مردود شیطان سے' اس کے چھونے سے' اس کی پھونک سے اور اس کے تھتکارنے سے۔''

قَالَ: هَمْزُهُ الْمُوتَةُ، وَنَفْثُهُ الشِّعْرُ، وَنَفْخُهُ الْكِبْرُ.

راوی بیان کرتے ہیں کہ: اس کے چھونے سے مراد موتہ کی بیماری ہے' اور اس کا تھتکارنا شاعری ہے' اور اس کی پھونک تکبر ہے۔

فوائد و مسائل: ① [هَمْز] کا مطلب ہے دوسرے کے جسم میں ہاتھ کی انگلیاں زور سے چبھونا جس سے اسے تکلیف محسوس ہو۔ موتہ ایک بیماری ہے جو شیطان کے اثر سے ہوتی ہے اور جنون یا مرگی کے دورے سے مشابہ ہے۔ اس میں انسان کو اپنا ہوش نہیں رہتا۔ دورہ ختم ہونے پر مریض پوری طرح ہوش و حواس میں آ جاتا ہے۔ ② [نَفْث] سے پھونک مارنے کا وہ انداز مراد ہوتا ہے جسے دم کرتے ہوئے اختیار کیا جاتا ہے۔ فحش شاعری' گندے گانے اور بے ہودہ اشعار شیطان کی ترغیب کا نتیجہ ہیں جن کا کوئی فائدہ نہیں' البتہ اخلاقی اور معاشرتی خرابیاں اور نقصانات واضح ہیں' اس لیے ان کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرنا ضروری ہے۔ [نَفْث] کا مطلب وسوسہ بھی ہوسکتا ہے۔ ③ [نَفْخ]

٨٠٨ـ [حسن] سنده ضعيف، وانظر الحديث السابق، فهو شاهد له.

سے مراد پھونک مارنے کا وہ انداز ہے جیسے کسی چیز میں ہوا بھری جاتی ہے یا زور سے کسی چیز پر پھونک ماری جاتی ہے۔ دعا میں اس سے مراد فخر وتکبر کی کیفیت ہے جس کی وجہ سے انسان دوسروں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے اور خود کو ان سے برتر محسوس کرتا ہے۔ اس کی وجہ سے اور بہت سی اخلاقی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔

(المعجم ٣) - بَابُ وَضْعِ الْيَمِينِ عَلَى الشِّمَالِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٤٢)

باب:٣-نماز میں بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھنا

٨٠٩- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ هُلْبٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَؤُمُّنَا، فَيَأْخُذُ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ.

٨٠٩- حضرت ہُلب ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ہمیں نماز پڑھاتے تھے تو دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑ لیتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ قیام میں سنت ہاتھ باندھنا ہے چھوڑنا نہیں جس طرح بعض حضرات ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں۔ ② پکڑنے سے مراد بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھنا ہے جیسے کہ حدیث:٨١١ میں آ رہا ہے۔ ③ صحیح بخاری کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دایاں ہاتھ بائیں بازو پر رکھنا چاہیے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري، الأذان، باب وضع اليمنى على اليسرى في الصلاة، حديث:٧٤٠) یعنی حدیث:٨١١ میں "ید" سے مراد ہتھیلی نہیں بلکہ بازو ہے۔ اس طرح دونوں حدیثوں میں تطبیق ہو جاتی ہے اور ہاتھ باندھنے کی وہ کیفیت متعین ہو جاتی ہے جو صحیح بخاری کی روایت سے معلوم ہوتی ہے۔ ④ قیام میں دونوں ہاتھ سینے پر باندھنے چاہئیں جیسے کہ متعدد احادیث میں مروی ہے۔ حضرت وائل بن حجر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: "میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ ﷺ نے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر اپنے سینے پر رکھا۔" (صحيح ابن خزيمة، الصلاة، باب وضع اليمين على الشمال في الصلاة قبل افتتاح القراءة، حديث:٤٧٩) اس کے حاشیے میں شیخ البانی ؒ لکھتے ہیں: اس کی سند ضعیف ہے لیکن یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ دوسری کئی سندوں سے اسی سے ملتے جلتے الفاظ میں مروی ہے۔ اس کی مزید تائید سینے پر ہاتھ باندھنے کی دوسری احادیث سے بھی ہوتی ہے۔ یہ احادیث مسند احمد، طبرانی، ابن ابی حاتم اور بیہقی میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔ (الحاكم:٢/٥٣٧، والبيهقي:٢/٣٠،٢٩ والطبراني:٣٠/٣٢٥).

٨٠٩_ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في وضع اليمين على الشمال في الصلاة، ح:٢٥٢ من حديث أبي الأحوص به، وقال: "حديث حسن"، وأحمد:٥/٢٢٦ بإسناد صحيح عن سماك بسنده به، وفيه: "رأيت النبي ﷺ ... يضع هذه على صدره" يعني في الصلاة، وإسناده حسن.

٨١٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، ح: وحَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الضَّرِيرُ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي، فَأَخَذَ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ.

۸۱۰- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا۔ آپ ﷺ نے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑ لیا۔

٨١١- حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَرَوِيُّ، إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَاتِمٍ: أَنْبَأَنَا هُشَيْمٌ: أَنْبَأَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ أَبِي زَيْنَبَ السُّلَمِيُّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: مَرَّ بِي النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا وَاضِعٌ يَدِي الْيُسْرَى عَلَى الْيُمْنَى، فَأَخَذَ بِيَدِي الْيُمْنَى فَوَضَعَهَا عَلَى الْيُسْرَى.

۸۱۱- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ میرے پاس سے گزرے میں نے (نماز میں) اپنے دائیں ہاتھ پر بایاں ہاتھ رکھا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے میرا دایاں ہاتھ پکڑا اور اسے بائیں ہاتھ پر رکھ دیا۔

فائدہ: بعض اوقات غلطی پر تنبیہ کرنے کے لیے عملی طور پر فوراً اصلاح کر دینا مناسب ہوتا ہے۔

(المعجم ٤) - بَابُ افْتِتَاحِ الْقِرَاءَةِ (التحفة ٤٣)

باب:۴- نماز میں قراءت کی ابتدا کرنا

٨١٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ، عَنْ

۸۱۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ سے قراءت کی ابتدا فرماتے تھے۔

٨١٠- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، ح: ٧٢٦ من حديث بشر بن المفضل به مطولاً، وصححه ابن خزيمة، ح: ٤٨٠، ٧١٤، وابن حبان: ١/ ٤٨٥، والترمذي، ح: ٢٩٢ وغيرهم.

٨١١- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب وضع اليمنى على اليسرى في الصلاة، ح: ٧٥٥ من حديث هشيم به، وحسنه الحافظ في الفتح.

٨١٢- أخرجه مسلم، الصلاة، باب ما يجمع صفة الصلاة، وما يفتتح به ويختم به . . . الخ، ح: ٤٩٨ من حديث حسين المعلم به مطولاً.

عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَفْتَتِحُ الْقِرَاءَةَ بِـ ﴿ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ﴾.

[الفاتحة: ١]

فائدہ: ﴿اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ﴾ سے قراءت شروع کرنے کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ قراءت میں سورۂ فاتحہ ضرور پڑھتے تھے' اس کے بعد کوئی دوسری سورت یا آیات تلاوت کرتے تھے۔ اس صورت میں ﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ بھی اونچی آواز میں پڑھنا ثابت ہوگا کیونکہ وہ سورۂ فاتحہ کے ساتھ ہی شامل ہے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ کی آیت جہر سے نہیں پڑھتے تھے۔ ﴿اَلْحَمْدُلِلّٰهِ﴾ سے شروع کرتے تھے۔ صحابۂ کرام ؓ سے دونوں طرح کی روایات آئی ہیں۔ امام ترمذی ؒ نے ﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ جہر سے پڑھنے کے قائلین میں حضرت ابوہریرہ' حضرت ابن عمر' حضرت ابن عباس' حضرت ابن زبیر ؓ کے اسمائے گرامی ذکر کیے ہیں اور ﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ آہستہ پڑھنے والوں میں خلفائے اربعہ ؓ کے اسمائے گرامی بیان کیے ہیں۔ دیکھیے: (جامع الترمذي' الصلاة' باب ماجاء في ترك الجهر ببسم الله الرحمٰن الرحيم' حديث:٢٤٤ و باب من رأى الجهر ببسم الله الرحمٰن الرحيم' حديث:٢٤٥)

٨١٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، ح: وَحَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ يَفْتَتِحُونَ الْقِرَاءَةَ بِـ ﴿ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ﴾.

۸۱۳- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ' حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ؓ ﴿اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ﴾ سے قراءت شروع کرتے تھے۔

٨١٤- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، وَ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ، وَ عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى:

۸۱۴- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ قراءت کی ابتدا ﴿اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ﴾ سے کرتے تھے۔

٨١٣ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب ما يقول بعد التكبير، ح:٧٤٣، ومسلم، الصلاة، باب حجة من قال لا يجهر بالبسملة، ح:٣٩٩ من حديث قتادة به.

٨١٤ـ [صحيح] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، أبوعبدالله الدوسي، ابن عم أبي هريرة مجهول الحال" وبشر فقيه ضعيف الحديث" (تقريب)، وله شواهد صحيحة.

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ رَافِعٍ، عَنْ أَبِي [عَبْدِ] اللهِ، ابْنِ عَمِّ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَفْتَتِحُ الْقِرَاءَةَ بِـ ﴿ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ﴾.

٨١٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عَبَايَةَ: حَدَّثَنِي ابْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الْمُغَفَّلِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: وَقَلَّمَا رَأَيْتُ رَجُلاً أَشَدَّ عَلَيْهِ فِي الْإِسْلَامِ حَدَثاً مِنْهُ، فَسَمِعَنِي وَأَنَا أَقْرَأُ ﴿بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ﴾ فَقَالَ: أَيْ بُنَيَّ! إِيَّاكَ وَالْحَدَثَ، فَإِنِّي صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ، وَمَعَ عُمَرَ، وَمَعَ عُثْمَانَ، فَلَمْ أَسْمَعْ رَجُلاً مِنْهُمْ يَقُولُهُ، فَإِذَا قَرَأْتَ فَقُلْ: ﴿ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ﴾.

٨١٥- حضرت یزید بن عبداللہ بن مغفل سے روایت ہے انھوں نے اپنے والد (حضرت عبداللہ بن مغفل ؓ) کے بارے میں فرمایا: میں نے اسلام میں بدعت سے نفرت کرنے میں ان سے سخت افراد شاذ و نادر ہی دیکھے ہیں۔ انھوں نے مجھے (نماز میں) ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾ پڑھتے سنا۔ تو فرمایا: بیٹا! بدعت سے اجتناب کرو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں بھی نمازیں پڑھی ہیں اور ابوبکر، عمر اور عثمان ؓ کے ساتھ بھی۔ میں نے ان میں سے کسی کو ایسے پڑھتے نہیں سنا۔ اس لیے جب تم قراءت کرو تو کہو: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾

(المعجم ٥) - بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ (التحفة ٤٤)

باب:٥- نمازِ فجر میں قراءت کا بیان

٨١٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، عَنْ قُطْبَةَ بْنِ مَالِكٍ،

٨١٦- حضرت قطبہ بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کو صبح کی نماز میں یہ آیت پڑھتے سنا: ﴿وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيدٌ﴾ (ق:١٠)

٨١٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في ترك الجهر بـبسم الله الرحمٰن الرحيم، ح: ٢٤٤ من حديث إسماعيل به، وقال: "حديث حسن" * وابن عبدالله بن مغفل، اسمه يزيد كما في مسند أحمد: ٤/ ٨٥، وسنن الترمذي، ولم أجد من وثقه غير الترمذي، فهو مجهول الحال، أخرجه النسائي، ح: ٩٠٩ من طريق آخر عن قيس بن عباية به.

٨١٦ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب القراءة في الصبح، ح: ٤٥٧ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الصُّبْحِ ﴿وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيدٌ﴾. [ق: ١٠]

''اور ہم نے کھجور کے بلند وبالا درخت پیدا کیے' جن کے خوشے تہ بہ تہ ہوتے ہیں۔''

فائدہ: سورۂ فاتحہ کے بعد قرآن مجید میں سے کسی بھی مقام سے حسب خواہش تلاوت کی جاسکتی ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ (المزمل: ٢٠) ''جتنا قرآن آسانی سے پڑھ سکو پڑھ لو۔'' اس حدیث میں یہ بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز میں سورۂ قٓ کی تلاوت فرمائی۔

٨١٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ أَصْبَغَ، مَوْلَى عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ، كَأَنِّي أَسْمَعُ قِرَاءَتَهُ ﴿فَلَا أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۝ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ﴾. [التكوير: ١٥، ١٦]

٨١٧- حضرت عمرو بن حریث ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ فجر کی نماز میں قراءت فرما رہے تھے۔ (مجھے وہ تلاوت اس طرح یاد ہے) گویا میں اب بھی آپ سے یہ آیات سن رہا ہوں: ﴿فَلَا أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ' الْجَوَارِ الْكُنَّسِ﴾ ''میں قسم کھاتا ہوں پیچھے ہٹنے والے' چلنے والے' چھپنے والے ستاروں کی۔''

٨١٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ، عَنْ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ، ح: وَحَدَّثَنَا سُوَيْدٌ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ حَدَّثَهُ أَبُو الْمِنْهَالِ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ مَا بَيْنَ السِّتِّينَ إِلَى الْمِائَةِ.

٨١٨- حضرت ابو برزہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز میں ساٹھ سے سو آیات تک تلاوت کرتے تھے۔

فائدہ: یہ ایک عمومی اندازہ ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ اس سے کم یا زیادہ مقدار جائز نہیں۔ آیتیں لمبی ہوں تو ساٹھ آیات پڑھ لی جائیں' مثلاً: سورۂ سجدہ اور سورۂ ملک دونوں میں تیس تیس آیات ہیں تو دو رکعتوں میں دو سورتیں پڑھنے سے ساٹھ آیات ہو جائیں گی۔ اور مختصر آیات والی سورتوں میں سے سو آیات تلاوت کر لی جائیں' مثلاً: سورۂ

٨١٧_ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب القراءة في الفجر، ح: ٨١٧ من حديث إسماعيل به، وله طريق آخر عند مسلم، الصلاة، باب القراءة في الصبح، ح: ٤٥٦ وغيره.

٨١٨_ أخرجه مسلم، الصلاة، باب القراءة في الصبح، ح: ٤٦١ من حديث أبي المنهال به.

واقعہ دونوں رکعتوں میں تقسیم کرکے پڑھ لی جائے جس کی چھیانوے آیات ہیں۔ اگر آیات زیادہ لمبی ہوں جیسے سورۂ بقرہ وغیرہ میں ہیں' تو تعداد اس سے کم بھی ہو سکتی ہے۔ جس قدر تلاوت آسانی سے ہو سکے اور مقتدی آسانی سے سن سکیں' جائز ہے۔

۸۱۹- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ، بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ حَجَّاجٍ الصَّوَّافِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي بِنَا، فَيُطِيلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مِنَ الظُّهْرِ وَيُقْصِرُ فِي الثَّانِيَةِ. وَكَذٰلِكَ فِي الصُّبْحِ.

۸۱۹- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھاتے تھے تو ظہر کی پہلی رکعت میں طویل قراءت کرتے تھے اور دوسری رکعت میں (اس سے) کم قراءت کرتے تھے۔ صبح کی نماز بھی اسی طرح پڑھاتے تھے۔

فائدہ: اس میں یہ حکمت ہے کہ پہلی رکعت میں طبیعت میں نشاط اور آمادگی ہوتی ہے' اس لیے زیادہ قرآن پڑھا اور سنا جا سکتا ہے جب کہ دوسری رکعت میں جسم تھکاوٹ محسوس کرتا ہے اور طبیعت کی آمادگی اس درجہ کی نہیں رہتی' اس لیے قراءت نسبتاً مختصر کر دی جانی چاہیے۔ اور اس میں یہ فائدہ بھی ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو جماعت مل جائے اور پہلی رکعت فوت نہ ہو۔

۸۲۰- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: قَرَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ بِالْمُؤْمِنِينَ فَلَمَّا أَتَى عَلَى ذِكْرِ عِيسَى، أَصَابَتْهُ شَرْقَةٌ، فَرَكَعَ. - يَعْنِي: سَعْلَةً -.

۸۲۰- حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز میں سورۃ المومنون تلاوت فرمائی۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر آیا تو آپ ﷺ کو کھانسی آگئی تو آپ رکوع میں چلے گئے۔

۸۱۹ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب القراءة في الظهر والعصر، ح: ٤٥١ من حديث ابن أبي عدي به، وله طرق أخرى عند البخاري، ومسلم وغيرهما به باختلاف يسير.

۸۲۰ـ [صحيح] وله طريق آخر عند مسلم، الصلاة، باب القراءة في الصبح، ح: ٤٥٥ عن عبدالله بن السائب به، وعلقه البخاري في صحيحه قبل، ح: ٧٧٤.

فوائد ومسائل: ① حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر سورۂ مومنون کی آیت (۵۰) میں وارد ہے۔ جہاں تین رکوع مکمل ہوتے ہیں' گویا رسول اللہ ﷺ مزید تلاوت کرنا چاہتے تھے لیکن کھانسی کی وجہ سے تلاوت ختم کردی۔ اس سے بھی حدیث: ۸۱۸ کی تائید ہوتی ہے جس میں ساٹھ سے سوتک آیات پڑھنے کا ذکر ہے۔ ② اس روایت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نماز میں پوری سورت کا پڑھنا لازم نہیں۔ ③ اگر دوران قراءت میں امام کو کوئی ایسا عارضہ پیش آجائے کہ قراءت کو جاری رکھنا مشکل ہو تو اسے قراءت ختم کر کے رکوع میں چلے جانا چاہیے۔

(المعجم ٦) - بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ٤٥)

باب: ٦- جمعہ کے دن نماز فجر میں قراءت

٨٢١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُخَوَّلٍ، عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ، يَوْمَ الْجُمُعَةِ: ﴿الٓمٓ تَنزِيلُ﴾، [السَّجْدَة] وَ﴿هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنسَانِ﴾. [الإنسان]

۸۲۱- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں ﴿الٓمٓ تَنزِيل﴾ اور ﴿هَلْ أَتٰى عَلَى الْإِنسَان﴾ پڑھا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① ائمہ مساجد کو چاہیے کہ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں یہ سورتیں پڑھا کریں۔ اگرچہ کوئی اور سورت پڑھنے سے بھی نماز درست ہوگی لیکن ان سورتوں کا پڑھنا مسنون ہے۔ ② اس میں شاید یہ حکمت ہوگی کہ ان دونوں سورتوں میں انسان کی پیدائش' خاتمہ' آدم علیہ السلام' جنت' دوزخ اور قیامت کا ذکر ہے۔ اور یہ سب باتیں جمعہ کے دن ہونے والی ہیں اور کچھ ہو چکی ہیں۔

٨٢٢- حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ نَبْهَانَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ بَهْدَلَةَ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ

۸۲۲- حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن نماز فجر میں ﴿الٓمٓ تَنزِيل﴾ اور ﴿هَلْ أَتٰى عَلَى الْإِنسَان﴾ پڑھا کرتے تھے۔

٨٢١ـ أخرجه مسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في يوم الجمعة، ح: ٨٧٩ من حديث وكيع وغيره به.

٨٢٢ـ [صحيح] سنده ضعيف، والحديث السابق شاهد له.

الْفَجْرِ، يَوْمَ الْجُمُعَةِ: ﴿الٓمٓ تَنزِيلُ﴾، وَ﴿هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنسَانِ﴾.

٨٢٣- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ ابْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ، يَوْمَ الْجُمُعَةِ: ﴿الٓمٓ تَنزِيلُ﴾ وَ﴿هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنسَانِ﴾.

۸۲۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن صبح کی نماز میں ﴿الٓمٓ تَنزِيل﴾ اور ﴿هَلْ أتٰى عَلَى الْإِنْسَان﴾ پڑھا کرتے تھے۔

٨٢٤- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَنْبَأَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ: أَنْبَأَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي قَيْسٍ، عَنْ أَبِي فَرْوَةَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ، يَوْمَ الْجُمُعَةِ: ﴿الٓمٓ تَنزِيلُ﴾ وَ﴿هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنسَانِ﴾.

۸۲۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن صبح کی نماز میں ﴿الٓمٓ تَنْزِيل﴾ اور ﴿هَلْ أَتٰى عَلَى الْإِنْسَان﴾ پڑھا کرتے تھے۔

قَالَ إِسْحَاقُ: هٰكَذَا حَدَّثَنَا عَمْرٌو، عَنْ عَبْدِ اللهِ، لَا أَشُكُّ فِيهِ.

اسحاق راوی بیان کرتے ہیں ہمیں عمرو نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی طرح بیان کیا ہے۔ میں اس میں کسی قسم کا شک نہیں کرتا۔

(المعجم ٧) - بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ (التحفة ٤٦)

باب:۷- ظہر اور عصر کی نمازوں میں قراءت

٨٢٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۸۲۵- حضرت قزعہ (بن یحییٰ بصری) سے روایت

٨٢٣- أخرجه البخاري، الجمعة، باب ما يقرأ في صلاة الفجر يوم الجمعة، ح: ٨٩١، ومسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في يوم الجمعة، ح: ٨٨٠ من حديث إبراهيم به.

٨٢٤- [إسناده حسن] وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

٨٢٥- أخرجه مسلم، الصلاة، باب القراءة في الظهر والعصر، ح: ٤٥٤ من حديث معاوية بن صالح به.
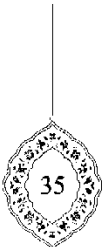
حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا رَبِيعَةُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ قَزَعَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ: لَيْسَ لَكَ فِي ذٰلِكَ خَيْرٌ، قُلْتُ: بَيِّنْ. رَحِمَكَ اللهُ. قَالَ: كَانَتِ الصَّلَاةُ تُقَامُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ الظُّهْرَ، فَيَخْرُجُ أَحَدُنَا إِلَى الْبَقِيعِ، فَيَقْضِي حَاجَتَهُ، فَيَجِيءُ، فَيَتَوَضَّأُ، فَيَجِدُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مِنَ الظُّهْرِ.

ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق سوال کیا۔ انھوں نے فرمایا: تیرے لیے اس میں بھلائی نہیں۔ میں نے کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے بیان فرما دیجیے۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ظہر کی اقامت کہی جاتی تھی تو ہم میں سے ایک شخص بقیع کی طرف جاتا (وہاں پہنچ کر) حاجت سے فارغ ہوتا پھر واپس آ کر وضو کرتا اور (جب مسجد میں پہنچتا تو) رسول اللہ ﷺ کو ظہر کی پہلی رکعت میں پالیتا۔

فوائد ومسائل: ① ''بقیع'' اس جگہ کا نام ہے جسے آج کل ''جنت البقیع'' کہتے ہیں' یہ مدینہ کا قبرستان ہے' رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں اس کے ایک حصے میں قبریں تھیں' باقی خالی میدان تھا۔ اس وقت مسجد نبوی کی عمارت بھی تھوڑے سے رقبے پر بنی ہوئی تھی۔ ② ''اس میں تیرے لیے بھلائی نہیں۔'' مطلب یہ ہے کہ علم کا مقصد عمل کرنا ہے اور آپ لوگ اس کے مطابق عمل کر کے اتنی لمبی نماز نہیں پڑھ سکتے۔ پھر پوچھنے کا کیا فائدہ؟ ③ پہلی رکعت کو طویل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ زیادہ لوگ پوری نماز باجماعت کا ثواب حاصل کر لیں۔ ④ اگر نمازی لمبی نماز پڑھنے میں مشقت محسوس نہ کریں تو نماز کو معمول سے زیادہ طول دیا جا سکتا ہے ورنہ مناسب حد تک تخفیف کرنے کا حکم ہے۔

٨٢٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، قَالَ، قُلْتُ لِخَبَّابٍ: بِأَيِّ شَيْءٍ كُنْتُمْ تَعْرِفُونَ قِرَاءَةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ؟ قَالَ: بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهِ.

٨٢٦- حضرت ابو معمر رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ لوگوں کو ظہر اور عصر میں رسول اللہ ﷺ کی قراءت کا کس طرح علم ہوتا تھا؟ انھوں نے فرمایا: آپ کی ریش مبارک کی حرکت سے۔

فوائد ومسائل: ① سری اور جہری تمام نمازوں میں قراءت ہوتی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: [فِي كُلِّ صَلَاةٍ يُقْرَأُ، فَمَا أَسْمَعَنَا رَسُولُ اللهِ أَسْمَعْنَاكُمْ، وَمَا أَخْفٰى عَنَّا أَخْفَيْنَا عَنْكُمْ] (صحيح البخاري'

٨٢٦ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب رفع البصر إلى الإمام في الصلاة، ح:٧٤٦، ٧٦٠، ٧٦١ من حديث الأعمش به.

الأذان' باب القراء ة في الفجر' حديث:٧٧٢)''قراءت ہر نماز میں ہوتی ہے' جو کچھ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے سنایا' ہم تمھیں سناتے ہیں اور جو کچھ نبی ﷺ نے ہم سے چھپایا' ہم تم سے چھپاتے ہیں۔''یعنی جن رکعتوں میں رسول اللہ ﷺ نے جہری قراءت کی' ہم بھی جہری قراءت کرتے ہیں اور جن نمازوں یا رکعتوں میں آپ ﷺ نے سرّی قراءت کی' ہم بھی سرّی قراءت کرتے ہیں۔ ② سرّی نمازوں اور رکعتوں میں قراءت کی صورت یہ ہے کہ ہونٹوں کو کلمات کے مطابق حرکت دی جائے محض دل میں پڑھنا کہ ہونٹوں کی حرکت نہ ہو کافی نہیں۔ ③ نماز میں امام کی طرف نظر اٹھ جانے سے نماز میں خلل نہیں آتا۔ ④ سرّی نمازوں میں رسول اللہ ﷺ کی ڈاڑھی مبارک کی حرکت سے صحابۂ کرام نے اندازہ لگایا کہ رسول اللہ ﷺ قراءت کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ بعض اوقات کسی آیت کا کچھ حصہ آواز سے پڑھ دینے سے بھی صحابۂ کرام ﷺ کو آپ کی قراءت کا علم ہو جاتا تھا۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الأذان' باب القراء ة في العصر' حديث:٧٦٢)

٨٢٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ: حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنِي بُكَيْرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَارَأَيْتُ أَحَداً أَشْبَهَ صَلَاةً بِرَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ فُلَانٍ. قَالَ: وَكَانَ يُطِيلُ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ، وَيُخَفِّفُ الْأُخْرَيَيْنِ، وَيُخَفِّفُ الْعَصْرَ.

٨٢٧- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے فلاں سے زیادہ کسی کی نماز رسول اللہ ﷺ کی نماز سے مشابہ نہیں دیکھی۔ حضرت سلیمان بن یسار ؒ نے فرمایا: وہ صاحب ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں طویل قراءت کرتے تھے اور آخری دو رکعتوں میں تخفیف فرماتے تھے اور عصر کی نماز (ظہر کے مقابلے میں) ہلکی پڑھاتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① علامہ وحید الزمان ؒ بیان کرتے ہیں کہ وہ شخص حضرت علی ؓ تھے یا عمر بن عبدالعزیز یا عمر بن سلمہ ؓ' یعنی حضرت ابو ہریرہ ؓ کا اشارہ ان حضرات میں سے کسی ایک کی طرف ہے کہ ان کی نماز رسول اللہ ﷺ کی نماز سے بہت ملتی جلتی ہے۔ ② عصر کی نماز ظہر کی نماز سے ہلکی پڑھنا مسنون ہے تاہم اس میں بھی پہلی رکعتیں نسبتاً طویل اور آخری رکعتیں مختصر ہونی چاہییں۔

٨٢٨- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا

٨٢٨- حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے'

٨٢٧ـ [صحيح] أخرجه النسائي: ٢/ ١٦٧، ١٦٨، الافتتاح، باب تخفيف القيام والقراءة، ح: ٩٨٣ من حديث الضحاك به، وسنده حسن، وصححه ابن خزيمة، ح: ٥٢٠، وابن حبان (الإحسان)، ح: ١٨٣٧.

٨٢٨ـ [إسناده ضعيف] * زيد تقدم حاله، ح: ٣٥٦، ٣٦٩، وتلميذه "اختلط بآخره" كما قال البوصيري، وغيره، وسماع الطيالسي منه بعد اختلاطه كما في التقييد والإيضاح للعراقي ص: ٤٣١، وحديث مسلم، ح: ٤٥٢ يغني عنه.

أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ: حَدَّثَنَا زَيْدٌ الْعَمِّيُّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: اجْتَمَعَ ثَلَاثُونَ بَدْرِيًّا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالُوا: تَعَالَوْا حَتَّى نَقِيسَ قِرَاءَةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِيمَا لَمْ يَجْهَرْ فِيهِ مِنَ الصَّلَاةِ فَمَا اخْتَلَفَ مِنْهُمْ رَجُلَانِ، فَقَاسُوا قِرَاءَتَهُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مِنَ الظُّهْرِ بِقَدْرِ ثَلَاثِينَ آيَةً، وَفِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرَى قَدْرَ النِّصْفِ مِنْ ذَلِكَ، وَقَاسُوا ذَلِكَ فِي الْعَصْرِ عَلَى قَدْرِ النِّصْفِ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ.

انھوں نے فرمایا: (ایک بار) تیس بدری صحابہ ؓ (ایک جگہ) جمع ہوگئے۔ انھوں نے (آپس میں) کہا: آیئے' رسول اللہ ﷺ کی سری نمازوں میں قراءت (کی مقدار) کا اندازہ کریں۔ ان میں سے کسی دو میں اختلاف نہیں ہوا (اور انھوں نے بالاتفاق فیصلہ دیا) ان کا اندازہ یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی قراءت ظہر کی پہلی رکعت میں تیس آیتوں کے برابر ہوتی تھی اور دوسری رکعت میں اس سے نصف اور عصر کی نماز کے بارے میں ان کا اندازہ یہ تھا کہ وہ ظہر کی آخری رکعتوں سے نصف ہوتی تھی۔

فائدہ: مذکورہ بالا روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم معناً صحیح ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت ابوسعید خدری ؓ سے مروی ہے' انھوں نے فرمایا: ''نبی ﷺ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں تیس تیس آیات کے برابر قراءت کرتے تھے اور پچھلی رکعتوں میں پندرہ آیتوں کے برابر یا فرمایا: اس (تیس) سے نصف اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سے ہر رکعت میں پندرہ آیتوں کے برابر قراءت کرتے تھے اور پچھلی دو رکعتوں میں اس سے نصف۔'' دیکھیے: (صحیح مسلم' الصلاۃ' باب القراءۃ في الظھر و العصر' حدیث:۴۵۲)

(المعجم ٨) بَابُ الْجَهْرِ بِالْآيَةِ أَحْيَانًا فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ (التحفة ٤٧)

باب:۸- ظہر اور عصر کی نماز میں کبھی کبھار کوئی آیت آواز سے پڑھ دینا

٨٢٩- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ

۸۲۹- حضرت ابوقتادہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھاتے ہوئے ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں قراءت کرتے تھے اور کبھی کبھی ہمیں آیت سنا دیتے تھے۔

٨٢٩ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب القراءة في العصر، ح: ٧٦٢، ٧٧٩ من حديث هشام، ومسلم، الصلاة باب القراءة في الظهر، ح: ٤٥١ من حديث يحيى به.

رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ بِنَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ الأُولَيَيْنِ مِنْ صَلاَةِ الظُّهْرِ، وَيُسْمِعُنَا الآيَةَ أَحْيَاناً.

فوائد ومسائل: ① سری نماز میں کوئی آیت یا لفظ آواز سے پڑھنے سے نماز میں نقص نہیں آتا۔ ② ممکن ہے رسول اللہ ﷺ اس انداز سے قراءت کا اظہار اس لیے کرتے ہوں کہ صحابۂ کرام ﷺ کو معلوم ہو جائے کہ سری نماز میں فاتحہ کے بعد کسی بھی مقام سے قراءت کی جا سکتی ہے۔ واللہ أعلم.

٨٣٠- حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ: حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ، عَنْ هَاشِمِ بْنِ الْبَرِيدِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي بِنَا الظُّهْرَ، فَنَسْمَعُ مِنْهُ الآيَةَ بَعْدَ الآيَاتِ مِنْ سُورَةِ لُقْمَانَ وَالذَّارِيَاتِ.

٨٣٠- حضرت براء بن عازب ﷺ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں ظہر کی نماز پڑھاتے تھے اور ہمیں چند آیتوں کے بعد ایک آیت سورۂ لقمان اور ذاریات کی سنائی دیتی تھی۔

(المعجم ٩) - بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلاَةِ الْمَغْرِبِ (التحفة ٤٨)

باب: ٩- نماز مغرب میں قراءت

٨٣١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُمِّهِ - قَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: هِيَ: لُبَابَةُ - أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالْمُرْسَلاَتِ عُرْفاً.

٨٣١- حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ نے اپنی والدہ (حضرت لبابہ ﷺ) سے روایت کیا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو مغرب کی نماز میں ﴿وَالْمُرْسَلاَتِ عُرْفًا﴾ (سورۂ مرسلات) پڑھتے سنا۔

٨٣٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي: ٢/ ١٦٣، الافتتاح، باب القراءة في الظهر، ح: ٩٧٢ من حديث سلم به، وانظر، ح: ٤٦ لعلته.

٨٣١ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب القراءة في المغرب، ح: ٧٦٣، ٤٤٢٩، ومسلم، الصلاة، باب القراءة في الصبح، ح: ٤٦٢ من حديث الزهري به.

٨٣٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ.

قَالَ جُبَيْرٌ، فِي غَيْرِ هٰذَا الْحَدِيثِ: فَلَمَّا سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ: ﴿أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ﴾ كَادَ قَلْبِي يَطِيرُ. [الطور: ٣٥ تا ٣٨]

٨٣٢- حضرت جبیر بن مطعم ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو مغرب کی نماز میں سورۂ طور پڑھتے سنا۔

حضرت جبیر ؓ نے ایک اور حدیث کے دوران میں فرمایا: جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ آیات پڑھتے سنا: ﴿أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ...... فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ﴾ ''کیا وہ بغیر کسی (پیدا کرنے والے) کے (خود بخود) پیدا کیے گئے ہیں؟ یا وہ خود پیدا کرنے والے ہیں؟ کیا انھوں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے؟ بلکہ وہ لوگ یقین نہیں رکھتے۔ یا کیا ان کے پاس تیرے رب کے خزانے ہیں؟ یا وہ (ان خزانوں کے) داروغے ہیں؟ یا کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے کہ وہ اس پر (چڑھ کر آسمان کی باتیں) سن لیتے ہیں؟ (اگر ایسا ہے) تو پھر چاہیے کہ ان کا سننے والا کوئی روشن دلیل پیش کرے۔'' تو قریب تھا کہ میرا دل اڑ جائے گا۔

فائدہ: حضرت جبیر بن مطعم ؓ جنگ بدر میں مشرکوں کی طرف سے شریک تھے۔ مسلمانوں نے جن غیر مسلموں کو جنگ میں گرفتار کیا تھا ان میں یہ بھی شامل تھے۔ جب انھیں گرفتار کر کے مدینہ لایا گیا' اس دوران میں انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے مغرب کی نماز میں قرآن سنا۔ (صحیح البخاري' الجهاد' باب فداء المشركين' حديث: ٣٠٥٠) اس موقع پر ان کے دل میں ایمان جاگزیں ہو گیا۔ (صحیح البخاري' المغازي' باب: ١٢' حديث: ٤٠٢٣) قرآن کے اس اثر کو زیر مطالعہ حدیث میں انھوں نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ قرآن سن کر مجھے یوں محسوس ہوا گویا میرا دل سینے سے نکل جائے گا' یعنی دل پر قرآن کا اس قدر اثر ہوا کہ دل اسلام قبول کرنے کے لیے بے تاب ہو گیا۔

٨٣٢ـ أخرجه البخاري، التفسير، سورة "والطور"، ح: ٤٨٥٤ من حديث سفيان، وعن غيره، ومسلم، الصلاة، باب القراءة في الصبح، ح: ٤٦٣ من حديث سفيان بن عيينة به.

٨٣٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ بُدَيْلٍ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ: ﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْكَٰفِرُونَ﴾ وَ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾.

٨٣٣- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ مغرب کی نماز میں ﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَد﴾ تلاوت کیا کرتے تھے۔

(المعجم ١٠) - بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْعِشَاءِ (التحفة ٤٩)

باب: ١٠- نماز عشاء میں قراءت

٨٣٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ جَمِيعاً عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ، قَالَ: فَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ بِالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ.

٨٣٤- حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں نماز عشاء ادا کی انھوں نے فرمایا: میں نے آپ ﷺ کو ﴿وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ﴾ پڑھتے سنا۔

٨٣٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ، ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، جَمِيعاً، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ الْبَرَاءِ، مِثْلَهُ، قَالَ: فَمَا سَمِعْتُ

٨٣٥- حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے انھوں نے مذکورہ بالا ارشاد فرما کر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ خوش آواز یا اچھی قراءت کرنے والا کوئی انسان نہیں سنا۔

٨٣٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الخطيب: ٤/ ٤٩ من حديث أحمد بن بديل به، وقال ابن عدي: "حدث عن حفص بن غياث وغيره أحاديث أنكرت عليه وهو ممن يكتب حديثه على ضعفه"، والحديث طعن فيه أبوزرعة الرازي، والدارقطني وغيرهما (تهذيب الكمال وغيره)، فالجرح مقدم.

٨٣٤ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب الجهر في العشاء، ح: ٧٦٧، ٧٦٩، ٤٩٥٢، ٧٥٤٦، ومسلم، الصلاة، باب القراءة في العشاء، ح: ٤٦٤ عن يحيى بن سعيد وغيره من حديث عدي به.

٨٣٥ـ [صحيح] انظر الحديث السابق.

إِنْسَاناً أَحْسَنَ صَوْتاً أَوْ قِرَاءَةً مِنْهُ.

فائدہ: قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے کوشش [illegible] چاہیے کہ بہترین انداز سے اور خوش الحانی کے ساتھ تلاوت کی جائے لیکن گانے' موسیقی کا انداز اختیار کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

٨٣٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ صَلَّى بِأَصْحَابِهِ الْعِشَاءَ، فَطَوَّلَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اقْرَأْ بِالشَّمْسِ وَضُحَاهَا، وَسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلٰى، وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى، وَاقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ».

٨٣٦- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اپنے مقتدیوں کو عشاء کی نماز پڑھائی اور اس میں طویل قراءت کی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم (ایسی سورتیں) پڑھا کرو: ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا۔ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى۔ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى اور اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾.''

فوائد ومسائل: ① حضرت معاذ رضی اللہ عنہ عشاء کی نماز نبی اکرم ﷺ کی اقتدا میں ادا کرنے کے بعد اپنے محلے کی مسجد میں جا کر نماز کی امامت کیا کرتے تھے۔ ایسی صورت میں جب کہ ان کی نماز مسجد نبوی کی نماز سے بھی لیٹ ادا ہوتی تھی' طویل قراءت لوگوں کے لیے مزید مشقت اور گرانی کا باعث ہوتی حتی کہ بعض لوگوں نے آ کر نبی ﷺ سے ان کی شکایت بھی کی جس پر آپ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو تنبیہ فرمائی۔ (صحیح مسلم' الصلاۃ' باب القراءۃ في العشاء' حدیث:٤٦٥) ② اس موقع پر شکایت کرنے والے صاحب کو ایک اور وجہ سے بھی مشقت ہوئی۔ وہ محنت مشقت سے روزی کمانے والے آدمی تھے۔ مزدوری سے فارغ ہو کر آئے۔ دو اونٹ ساتھ تھے۔ دیکھا مسجد میں جماعت کھڑی ہے تو نماز میں شامل ہو گئے۔ کچھ دن بھر کی تھکاوٹ' کچھ اونٹوں کا فکر' کچھ جلدی گھر پہنچ کر کھانے پینے اور آرام کی خواہش۔ ادھر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے سورۂ بقرہ شروع کر دی۔ اب معلوم نہیں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ تلاوت سے لطف اندوز ہوتے ہوئے کہاں تک پڑھتے چلے جائیں' چنانچہ اس صحابی نے جماعت سے الگ ہو کر اپنی نماز پڑھی اور چلے گئے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اسے نامناسب خیال کیا اور تنقید کے طور پر کچھ ارشاد فرما دیا۔ انھیں خبر ملی تو رسول اللہ ﷺ سے جا شکایت کی۔ تب آپ ﷺ نے یہ بات فرمائی۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الأذان' باب من شکا إمامه إذا طوّل' حدیث:٧٠٥) ③ امام کو نماز میں کمزور اور ضرورت مند مقتدیوں کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ ④ اگر کسی سے شکایت ہو تو اس کے متعلق کسی اعلیٰ شخصیت کو بتانا غیبت میں شامل نہیں کیونکہ اس سے غلطی کی تلافی اور اس کی اصلاح مقصود ہے۔ ⑤ عشاء کی نماز میں قراءت مختصر ہونی چاہیے۔ اس میں مذکورہ بالا سورتیں یا اس مقدار میں تلاوت کرنا مسنون ہے۔

٨٣٦_ أخرجه مسلم، الصلاة، باب القراءة في العشاء، ح: ٤٦٥ عن محمد بن رمح وغيره مطولاً.

(المعجم ١١) - **بَابُ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ** (التحفة ٥٠)

باب:۱۱- امام کے پیچھے (سورۂ فاتحہ) پڑھنا

٨٣٧- **حَدَّثَنَا** هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَسَهْلُ ابْنُ أَبِي سَهْلٍ، وَ إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ».

۸۳۷- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے نماز میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی' اس کی کوئی نماز نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① اس سے ثابت ہوا کہ سورۂ فاتحہ پڑھنا نماز کا رکن ہے جس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ ② ''کوئی نماز نہیں'' کا مطلب ہے کہ فرض اور نفل نماز' امام' مقتدی اور اکیلے کی نماز' سب کا ایک ہی حکم ہے' یعنی سب کے لیے سورۂ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے۔ ③ بعض حضرات اس حدیث کو آیت مبارکہ ﴿فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ (المزمل:۲۰) کے خلاف تصور کرتے ہیں۔ آیت کا ترجمہ یہ ہے: ''پڑھو قرآن میں سے جو آسان ہو۔'' حقیقت یہ ہے کہ آیت مبارکہ اس حدیث شریف سے متعارض نہیں جیسے کہ آیت کے ابتدائی حصے سے واضح ہوتا ہے۔ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سمیت رات کو کئی کئی گھنٹے تہجد پڑھتے تھے۔ اب اس حکم میں تخفیف کردی گئی ہے۔ اب چھ یا آٹھ گھنٹے نماز پڑھنا ضروری نہیں بلکہ ہر شخص اپنی ہمت اور شوق کے مطابق کم یا زیادہ وقت تک تہجد پڑھ سکتا ہے۔ اس کا سورۂ فاتحہ کے وجوب سے کوئی تعارض نہیں۔ آیت اور حدیث کو ملا کر مسئلہ واضح ہو جاتا ہے کہ سورۂ فاتحہ لازماً پڑھو' اس کے بعد باقی قرآن میں سے جتنا آسانی سے پڑھ سکو پڑھ لو۔ ویسے بھی سورۂ فاتحہ اتنی مشکل نہیں کہ اسے ''آسانی سے پڑھی جانے والی قراءت'' کے حکم کے خلاف سمجھا جائے۔

٨٣٨- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْقُوبَ، أَنَّ

۸۳۸- حضرت ابوسائب رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کوئی نماز پڑھی اور اس میں

٨٣٧ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب وجوب القراءة للإمام والمأموم في الصلوات كلها . . . الخ، ح: ٧٥٦، ومسلم، الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة . . . الخ، ح: ٣٩٤ من حديث ابن عيينة به.

٨٣٨ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة . . . الخ، ح: ٣٩٥ من حديث ابن جريج به، وفي رواية الحميدي (نسخة ديوبندية: ٩٧٤) "قال عبدالرحمٰن: فقلت لأبي هريرة: فإني أسمع قراءة الإمام فغمزني بيده، فقال: يافارسي، أو قال يا ابن الفارسي! اقرأ بها في نفسك".

أَبَاالسَّائِبِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ، غَيْرُ تَمَامٍ». فَقُلْتُ: يَاأَبَاهُرَيْرَةَ فَإِنِّي أَكُونُ أَحْيَانًا وَرَاءَ الْإِمَامِ، فَغَمَزَ ذِرَاعِي، وَقَالَ: يَا فَارِسِيُّ! اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ.

ام القرآن (سورۂ فاتحہ) نہ پڑھی تو وہ (نماز) ناقص ہے' نامکمل ہے۔'' (ابوسائب ؒ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا: حضرت ابوہریرہ ؓ! کبھی میں امام کے پیچھے بھی ہوتا ہوں (تو پھر بھی پڑھوں؟) انھوں نے میرے بازو کو دبایا اور فرمایا: اے فارسی! اسے اپنے جی میں (آہستہ) پڑھ لے۔

فوائد و مسائل: ① اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۂ فاتحہ نماز کا رکن ہے۔ مقتدی اور اکیلے دونوں پر فرض ہے کہ سورۂ فاتحہ پڑھیں۔ ② نقص دو طرح کا ہوتا ہے' مثلاً: ایک انسان کا بازو یا پاؤں کٹ جائے تو انسان زندہ رہ سکتا ہے اگرچہ وہ ناقص ہوگا لیکن اگر کسی کا سر کاٹ دیا جائے یا دل نکال لیا جائے تو وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ سورۂ فاتحہ نہ پڑھنے سے ہونے والے نقص کو عام طور پر پہلی قسم کا نقص قرار دے دیا جاتا ہے لیکن یہ قول درست نہیں کیونکہ مرفوع حدیث سے ثابت ہے کہ سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [لَا تُجزِئُ صَلَاةٌ لَايُقْرَأُ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ] ''جس نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے' وہ کفایت نہیں کرتی۔'' (صحيح ابن خزيمة' الصلاة' جماع أبواب الأذان والإقامة' باب ذكر الدليل على أن الخداج...... هو النقص الذي لاتجزئ الصلاة معه...... ' حدیث: ٤٩٠) کفایت نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایسی پڑھی ہوئی نماز کافی نہیں' دوبارہ پڑھنی پڑے گی۔ ③ [اِقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ] ''دل میں پڑھ لے'' اس کا مطلب زبان کو حرکت دیے بغیر دل میں سوچنا نہیں کیونکہ اسے قراءت (پڑھنا) نہیں کہا جاتا بلکہ اس طرح پڑھنا مراد ہے کہ ساتھ کھڑا ہوا نمازی آواز نہ سنے۔ اس طرح پڑھنا استماع اور انصات کے خلاف بھی نہیں ہے جیسا کہ قراءت فاتحہ خلف الامام کو استماع اور انصات کے خلاف باور کرا کے اس حکم نبوی سے انکار کیا جاتا ہے۔

٨٣٩- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ. ح: وَحَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ جَمِيعاً عَنْ أَبِي سُفْيَانَ السَّعْدِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا

٨٣٩- حضرت ابوسعید ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس شخص کی کوئی نماز نہیں جو فرض اور نفل نماز کی ہر رکعت میں ﴿اَلْحَمْدُلِلّٰهِ﴾ اور اس کے ساتھ کوئی اور سورت نہیں پڑھتا۔''

٨٣٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ١/ ٣٦١، ح: ٣٦٣٢ عن ابن فضيل به وانظر، ح: ٥٢٠ لحال أبي سفيان طريف بن شهاب، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف".

صَلاَةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ: اَلْحَمْدَ وَسُورَةً، فِي فَرِيضَةٍ أَوْ غَيْرِهَا».

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۂ فاتحہ کے ساتھ کسی اور سورت کا پڑھنا بھی ضروری ہے لیکن یہ روایت سنداً ضعیف ہے اس لیے صرف سورۂ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے اور دوسری سورت کا پڑھنا مستحب ہے واجب (فرض) نہیں۔ (إنجاز الحاجة)

٨٤٠- حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ الْجَزَرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «كُلُّ صَلاَةٍ لاَ يُقْرَأُ فِيهَا بِأُمِّ الْكِتَابِ، فَهِيَ خِدَاجٌ».

۸۴۰- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد مبارک سنا: ”ہر وہ نماز جس میں ام الکتاب (سورۂ فاتحہ) نہ پڑھی جائے وہ خداج (ناقص) ہے۔“

٨٤١- حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السُّكَيْنِ: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ السَّلَعِيُّ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «كُلُّ صَلاَةٍ لاَ يُقْرَأُ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، فَهِيَ خِدَاجٌ، فَهِيَ خِدَاجٌ».

۸۴۱- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر وہ نماز جس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہے وہ ناقص ہے۔“

٨٤٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ يُونُسَ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ

۸۴۲- حضرت ابو درداء ؓ سے روایت ہے ان سے ایک شخص نے سوال کیا: کیا میں اس وقت بھی قراءت کیا کروں جب امام قراءت کر رہا ہو؟ حضرت ابو درداء

٨٤٠- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٧٥ عن ابن إسحاق قال حدثني يحيىٰ بن عباد به الخ، باختلاف يسير، وللحديث شواهد كثيرة، انظر الحديث الآتي.

٨٤١- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٠٤، ٢١٥.

٨٤٢- [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في كتاب القراءة، (ح: ٣٥٧ ط باكستان) من حديث إسحاق بن سليمان به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد فيه معاوية بن يحيى الصدفي أبوروح، وهو ضعيف".

الْخَوْلاَنِيِّ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: سَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: أَقْرَأُ وَالإِمَامُ يَقْرَأُ؟ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ: أَفِي كُلِّ صَلاَةٍ قِرَاءَةٌ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نَعَمْ» فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: وَجَبَ هٰذَا.

ؓ نے فرمایا: ایک آدمی نے نبی ﷺ سے سوال کیا تھا: کیا ہر نماز میں قراءت ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' حاضرین میں سے ایک صاحب نے کہا: یہ تو واجب ہوگئی۔

٨٤٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ يَزِيدَ الْفَقِيرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كُنَّا نَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ خَلْفَ الإِمَامِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الأُولَيَيْنِ، بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ، وَفِي الأُخْرَيَيْنِ، بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ.

۸۴۳- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ امام کے پیچھے ظہر اور عصر کی نمازوں میں پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور کوئی اور سورت پڑھتے تھے اور بعد کی دو رکعتوں میں (صرف) سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① امام کے پیچھے بھی سورۂ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔ ② سری نمازوں میں امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھ لینے کے بعد دوسری سورت بھی پڑھی جا سکتی ہے۔

(المعجم ١٢) - بَابٌ: فِي سَكْتَتَيِ الإِمَامِ (التحفة ٥١)

باب: ۱۲- امام کے دو سکتوں کا بیان

٨٤٤- حَدَّثَنَا جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ جَمِيلٍ الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلٰى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ ابْنِ جُنْدَبٍ قَالَ: سَكْتَتَانِ حَفِظْتُهُمَا عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ عِمْرَانُ بْنُ الْحُصَيْنِ. فَكَتَبْنَا إِلٰى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ

۸۴۴- حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ کے دو سکتے یاد ہیں۔ حضرت عمران بن حصین ؓ نے اس سے اتفاق نہ کیا تو ہم نے مدینہ میں حضرت ابی بن کعب ؓ کو (خط) لکھا (کہ اس مسئلہ میں فیصلہ دیں) انھوں نے (جوابی طور پر) لکھ بھیجا کہ حضرت سمرہ ؓ نے (صحیح) یاد

٨٤٣ـ [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٢/ ١٧٠ من حديث محمد بن يحيى به، قال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

٨٤٤ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب السكتة عند الافتتاح، ح: ٧٧٩، ٧٨٠ من حديث سعيد به، وحسنه الترمذي، ح: ٢٥١ * الحسن عن سمرة كتاب، والرواية عن كتاب صحيحة عند الجمهور.

بِالْمَدِينَةِ ، فَكَتَبَ أَنَّ سَمُرَةَ قَدْ حَفِظَ .

رکھا ہے۔

قَالَ سَعِيدٌ: فَقُلْنَا لِقَتَادَةَ: مَا هَاتَانِ السَّكْتَتَانِ؟ قَالَ: إِذَا دَخَلَ فِي صَلاَتِهِ، وَإِذَا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ.

سعید ؒ نے فرمایا: ہم نے قتادہ ؒ سے دریافت کیا: یہ دو سکتے کون کون سے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: (ایک تو) جب نماز میں داخل ہوتے ہیں اور (ایک) جب (امام) قراءت سے فارغ ہوتا ہے۔

ثُمَّ قَالَ بَعْدُ: وَإِذَا قَرَأَ ﴿غَيْرِ ٱلْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا ٱلضَّآلِّينَ﴾ .

دوسرے موقع پر قتادہ ؒ نے فرمایا: جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّينَ﴾ کہتا ہے۔''

قَالَ: وَكَانَ يُعْجِبُهُمْ إِذَا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ، أَنْ يَسْكُتَ حَتَّى يَتَرَادَّ إِلَيْهِ نَفَسُهُ .

حضرت قتادہ ؒ نے فرمایا: صحابۂ کرام کو یہ بات پسند تھی کہ جب امام قراءت سے فارغ ہو تو تھوڑا سا خاموش ہو جائے حتی کہ اس کا سانس درست ہو جائے۔

٨٤٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ خِدَاشٍ، وَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِشْكَابَ . قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ قَالَ، قَالَ سَمُرَةُ: حَفِظْتُ سَكْتَتَيْنِ فِي الصَّلاَةِ. سَكْتَةً قَبْلَ الْقِرَاءَةِ، وَسَكْتَةً عِنْدَ الرُّكُوعِ، فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ عِمْرَانُ بْنُ الْحُصَيْنِ. فَكَتَبُوا إِلَى الْمَدِينَةِ إِلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، فَصَدَّقَ سَمُرَةَ .

٨٤٥- حضرت حسن ؒ سے روایت ہے کہ حضرت سمرہ ؓ نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ کے دو سکتے یاد ہیں۔ ایک سکتہ قراءت سے پہلے اور ایک سکتہ رکوع سے پہلے۔ حضرت عمران بن حصین ؓ نے ان سے اتفاق نہ کیا۔ چنانچہ انھوں نے حضرت ابی بن کعب ؓ کی طرف مدینہ منورہ خط لکھا۔ تو حضرت ابی ؓ نے حضرت سمرہ ؓ کی تائید فرمائی۔

فائدہ: اس تفصیل سے تین سکتے (تھوڑا خاموش رہنا) معلوم ہوتے ہیں۔ ایک سکتہ تکبیر تحریمہ کے بعد (جس میں حمد وثنا پڑھی جاتی ہے) دوسرا سکتہ سورۂ فاتحہ کے خاتمے پر (تاکہ امام کا سانس درست ہو جائے' نیز آمین اور قراءت قرآن کے درمیان امتیاز ہو جائے۔) تیسرا سکتہ قراءت سے فراغت کے بعد' رکوع میں جانے سے قبل (اس کا مقصد بھی سانس درست کرنا ہے۔) بعض لوگ کہتے ہیں کہ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ امام کے ساتھ ساتھ اپنے جی میں نہ پڑھے بلکہ ان سکتات میں سے کسی ایک سکتے میں پڑھ لے لیکن یہ موقف اس لیے صحیح نہیں کہ نبی ﷺ نے یہ سکتے اس

٨٤٥- [حسن] انظر الحديث السابق .

مقصد کے لیے نہیں کیے تھے' اس لیے یہ نہایت مختصر ہوتے تھے' علاوہ ازیں صحابۂ کرام ؓ نے بھی ان سکتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کا التزام نہیں کیا۔ اس لیے صرف سکتات ہی میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کی اجازت دینے والے موقف کی کوئی مضبوط بنیاد نہیں ہے۔

(المعجم ١٣) - **بَابٌ: إِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ فَأَنْصِتُوا** (التحفة ٥٢)

باب: ١٣- جب امام قراءت کرے تو خاموش رہو

٨٤٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا، وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا، وَإِذَا قَالَ: ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾، فَقُولُوا: آمِينَ، وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا: اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا، وَإِذَا صَلَّى جَالِساً فَصَلُّوا جُلُوساً أَجْمَعِينَ».

٨٤٦- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''امام اس لیے مقرر کیا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے' چنانچہ جب وہ اللہ اکبر کہے تو تم اللہ اکبر کہو' جب وہ قراءت کرے تو خاموش رہو اور جب وہ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ پڑھے تو تم آمین کہو' جب وہ رکوع کرے تو رکوع کرو' جب وہ [سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہے' تو کہو [اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] ''اے اللہ! اے ہمارے رب! تیرے ہی لیے تعریفیں ہیں'' جب وہ سجدہ کرے' تو تم سجدہ کرو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم سب بیٹھ کر نماز پڑھو۔''

فوائد ومسائل: ① مقتدی کو اپنی حرکات وسکنات میں امام سے آگے بڑھنا منع ہے بلکہ امام سے پیچھے رہنا چاہیے۔ ② امام کی قراءت کے وقت خاموش رہنے کا مطلب یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ کے بعد جب امام دوسری سورت پڑھے تو مقتدی خاموشی سے سنیں وہ کوئی دوسری سورت نہ پڑھیں سورۂ فاتحہ کے بارے میں حضرت ابوہریرہ ؓ کی روایت میں گزر چکا ہے کہ مقتدی کو فاتحہ ضرور پڑھنی چاہیے۔ دیکھیے: (حدیث:٨٣٨) ③ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدیوں کا بھی کوئی اور عذر نہ ہونے کے باوجود بیٹھ کر نماز ادا کرنے کا حکم منسوخ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ کے آخری ایام میں بیماری کی شدت کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ حضرت ابوبکر ؓ آپ کے ساتھ کھڑے تھے اور تمام صحابۂ کرام ؓ نے بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ رسول اللہ ﷺ ضعف کی وجہ سے بلند آواز

٨٤٦ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الإمام يصلي من قعود، ح: ٦٠٤ من حديث أبي خالد به، وصححه الإمام مسلم، وله شاهد في صحيحه، والحديث لا يدل على منع الفاتحة خلف الإمام، انظر، ح: ٨٣٨.

سے تکبیر نہیں کہہ سکتے تھے‘ اس لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی تکبیر سن کر بلند آواز سے تکبیر کہتے تھے تا کہ تمام نمازی سن سکیں۔ دیکھیے: (صحيح البخاري‘ الأذان‘ باب حد المريض أن يشهد الجماعة‘ حديث: ٦٦٤)

٨٤٧- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي غَلَّابٍ، عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ فَأَنْصِتُوا، فَإِذَا كَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ فَلْيَكُنْ أَوَّلَ ذِكْرِ أَحَدِكُمُ التَّشَهُّدُ».

٨٤٧- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب امام قراءت کرے تو خاموش رہو اور جب وہ قعدہ تک پہنچ جائے تو سب سے پہلے اللہ کا جو ذکر کرو وہ تشہد ہونا چاہیے۔“

٨٤٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ أُكَيْمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ بِأَصْحَابِهِ صَلَاةً، نَظُنُّ أَنَّهَا الصُّبْحُ. فَقَالَ: «هَلْ قَرَأَ مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ؟» قَالَ رَجُلٌ: أَنَا. قَالَ: «إِنِّي أَقُولُ مَا لِي أُنَازَعُ الْقُرْآنَ».

٨٤٨- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے صحابہ کو نماز پڑھائی جو غالباً صبح کی نماز تھی۔ (نماز کے بعد) فرمایا: ”کیا تم میں سے کسی نے قراءت کی ہے؟“ ایک آدمی نے کہا: جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں کہہ رہا تھا‘ کیا وجہ ہے کہ مجھ سے تلاوت قرآن میں کشمکش ہو رہی ہے؟“

فوائد ومسائل: ① جہری نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد امام کی قراءت خاموشی سے سننی چاہیے۔ ② تشہد میں سب سے پہلے اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ...... آخر تک پوری دعا‘ اس کے بعد درود شریف اور پھر دوسری دعائیں پڑھنی چاہئیں۔

٨٤٩- حَدَّثَنَا جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ

٨٤٩- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی...... اس

٨٤٧ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب التشهد في الصلاة، ح: ٤٠٤ من حديث جرير به مختصرًا، وانظر الحديث السابق.

٨٤٨ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب من رأى القراءة إذا لم يجهر، ح: ٨٢٦ من حديث الزهري به، وحسنه الترمذي، ح: ٣١٢، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان.
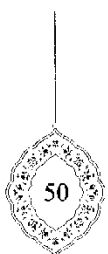
٨٤٩ـ [صحيح] انظر الحديث السابق.

الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ أُكَيْمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ، وَزَادَ فِيهِ، قَالَ: فَسَكَتُوا بَعْدُ، فِيمَا جَهَرَ فِيهِ الإِمَامُ.

کے بعد راوی نے پوری حدیث ذکر کی' اس کے آخر میں یہ اضافہ ہے۔ اس کے بعد صحابہ نے ان نمازوں میں خاموشی اختیار فرمائی جن میں امام بلند آواز سے قراءت کرتا ہے۔

فوائد و مسائل: ① ان دونوں روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۂ فاتحہ کے علاوہ تلاوت کی ممانعت جہری نمازوں میں ہے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: [فَلَا تَقْرَءُوا بِشَيْءٍ مِّنَ الْقُرْآنِ إِذَا جَهَرْتُ إِلَّا بِأُمِّ الْقُرْآنِ] (سنن أبي داود' الصلاة' أبواب تفريع استفتاح الصلاة' باب من ترك القراءة في صلاته بفاتحة الكتاب' حديث:٨٢٤) ''جب میں جہری قراءت کروں تو صرف سورۂ فاتحہ پڑھا کرو۔'' البتہ صحیح مسلم کی ایک حدیث میں مذکور ہے کہ ایسا ہی واقعہ کسی سری نماز میں بھی پیش آیا تھا کہ ظہر یا عصر کی نماز میں کسی مقتدی نے ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ پڑھی تو رسول اللہ ﷺ نے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا: (صحيح مسلم' الصلاة' باب نهي المأموم عن جهره بالقراءة خلف إمامه' حديث:٣٩٨) ② امام نووی نے صحیح مسلم کی شرح میں اس حدیث پر جو عنوان ذکر فرمایا ہے' اس سے اشارہ ملتا ہے کہ مقتدی نے سورۃ الاعلیٰ بلند آواز سے پڑھی تھی۔ کشمکش کے الفاظ سے بھی اس کا اشارہ ملتا ہے۔ واللہ أعلم. خلاصہ یہ ہے کہ جہری نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد مقتدی کو کچھ نہیں پڑھنا چاہیے' البتہ سری نماز میں دوسری سورت پڑھ سکتا ہے لیکن بلند آواز سے نہ پڑھے۔

٨٥٠ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ، فَقِرَاءَةُ الإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ».

٨٥٠- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کا کوئی امام ہو تو امام کی قراءت اسی کی قراءت ہے۔''

فائدہ: اس حدیث سے استدلال کر کے کہا جاتا ہے کہ مقتدی کو قراءت کی ضرورت نہیں' امام کی قراءت ہی اس کے لیے کافی ہے لیکن یہ حدیث سخت ضعیف ہے' اس لیے اس سے استدلال صحیح نہیں۔

٨٥٠ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الدارقطني: ١/ ٣٣١ من حديث الحسن بن صالح به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، جابر هو ابن يزيد الجعفي متهم"، وله شواهد، كلها ضعيفة، وصنف فيه شيخنا الإمام أبومحمد بديع الدين شاه الراشدي السندي رحمه الله كتابًا مستقلاً وبين أنه حديث ضعيف من جميع طرقه * أبوالزبير مدلس كما تقدم، ح: ٣٩٥.

(المعجم ١٤) - بَابُ الْجَهْرِ بِآمِينَ (التحفة ٥٣)

باب:۱۴- بلند آواز سے آمین کہنا

٨٥١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَمَّنَ الْقَارِئُ فَأَمِّنُوا، فَإِنَّ الْمَلاَئِكَةَ تُؤَمِّنُ، فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلاَئِكَةِ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۸۵۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب قراءت کرنے والا (امام) آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں تو جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل گئی' اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔''

فوائد ومسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ مقتدی کو اس وقت آمین کہنی چاہیے جب امام آمین کہے اگرچہ مقتدی کی قراءت امام سے آگے پیچھے ہی ہو۔ ② اس سے امام کا بلند آواز سے آمین کہنا ظاہر ہوتا ہے کیونکہ مقتدی اس کی آواز سن کر آمین کہیں گے۔ ③ نمازی کی آمین کا فرشتوں کی آمین سے مل جانے کا کیا مطلب ہے؟ اس کی تشریح مختلف انداز سے کی گئی ہے: (ا) وقت میں موافقت' یعنی جس وقت فرشتے آمین کہیں' اسی وقت نمازی آمین کہیں۔ (ب) خلوص میں موافقت: فرشتوں کا ہر عمل اخلاص کے ساتھ محض اللہ کی رضا کے لیے ہوتا ہے۔ اگر نمازی بھی اسی طرح اخلاص کے ساتھ آمین کہے تو اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ (ج) خشوع میں موافقت: آمین دعا ہے اور دعا میں خشوع قبولیت کا باعث ہے۔ فرشتوں کے اعمال میں خشوع پایا جاتا ہے' اسی طرح مومن کی دعا اور خصوصاً آمین میں خشوع اور ادب واحترام ہونا چاہیے۔ ④ امام بخاری نے یہ حدیث اس عنوان کے تحت ذکر کی ہے: باب جهر المأموم بالتأمين ''مقتدی کا بلند آواز سے آمین کہنا۔'' (صحيح البخاري' الأذان' باب جهر المأموم بالتأمين' حديث:۷۸۲)

٨٥٢- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ، وَجَمِيلُ ابْنُ الْحَسَنِ قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالأَعْلَى: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ. ح: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو ابْنِ السَّرْحِ الْمِصْرِيُّ، وَ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ

۸۵۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب قراءت کرنے والا (امام) آمین کہے تو تم بھی آمین کہو جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہو گئی' اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔''

٨٥١ـ أخرجه البخاري، الدعوات، باب التأمين، ح: ٦٤٠٢ من حديث سفيان به.

٨٥٢ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب جهر الإمام بالتأمين، ح: ٧٨٠، ومسلم، الصلاة، باب التسميع والتحميد والتأمين، ح: ٤١٠ من حديث الزهري به.

الْحَرَّانِيُّ قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، جَمِيعاً عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَمَّنَ الْقَارِئُ فَأَمِّنُوا، فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلاَئِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

٨٥٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسٰى: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ رَافِعٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ، ابْنِ عَمِّ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: تَرَكَ النَّاسُ التَّأْمِينَ، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا قَالَ: « ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝﴾» قَالَ: «آمِينَ» حَتَّى يَسْمَعَهَا أَهْلُ الصَّفِّ الأَوَّلِ، فَيَرْتَجُّ بِهَا الْمَسْجِدُ.

٨٥٣- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: لوگوں نے آمین کہنا چھوڑ دیا ہے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ جب ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہتے تھے تو (بلند آواز سے) آمین کہتے تھے حتی کہ پہلی صف والے سن لیتے' پھر اس (آمین کی) آواز سے مسجد گونج اٹھتی۔
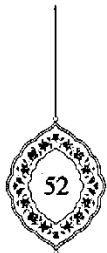
فائدہ: اس روایت کی سند ضعیف ہے' تاہم یہ مسئلہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ دیکھیے: (سلسلة الأحاديث الصحيحة' حدیث: ٤٦٤) امام بخاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے والے (مقتدی) حضرات نے آمین کہی حتی کہ مسجد گونج اٹھی۔ (صحيح البخاري' الأذان' باب جهر الإمام بالتأمين)

٨٥٤- حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي لَيْلَى، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ حُجَيَّةَ

٨٥٤- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جب آپ نے ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہا تو فرمایا: ''آمین۔''

٨٥٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب التأمين وراء الإمام، ح: ٩٣٤ من حديث صفوان به، وانظر، ح: ٨١٤ لعلته، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف".

٨٥٤ـ [صحيح] وقال البوصيري: "ابن أبي ليلى هو محمد بن عبدالرحمٰن بن أبي ليلى، ضعفه الجمهور . . ."، وله شواهد صحيحة.

ابْنِ عَدِيٍّ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ إِذَا قَالَ: «وَلاَ الضَّالِّينَ» قَالَ: «آمِينَ».

٨٥٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، وَعَمَّارُ بْنُ خَالِدٍ الْوَاسِطِيُّ قَالاَ: حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ. فَلَمَّا قَالَ: ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ قَالَ: «آمِينَ». فَسَمِعْنَاهَا مِنْهُ.

۸۵۵- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھی جب نبی ﷺ نے ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہا تو فرمایا: ''آمین'' ہم سب نے آپ کی آمین سنی۔

٨٥٦- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ مَا حَسَدَتْكُمْ عَلَى السَّلاَمِ وَالتَّأْمِينِ».

۸۵۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہودی تم سے کسی چیز پر اتنا حسد نہیں کرتے جتنا سلام اور آمین پر تم سے حسد کرتے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① آپس میں سلام اور نماز میں آمین کہنا مسلمان معاشرے کی ایک ایسی خوبی ہے جسے غیر مسلم بھی محسوس کرتے ہیں۔ ② حسد کی وجہ سے وہ خود تو اس نیکی کو اختیار نہیں کرتے' البتہ یہ خواہش ضرور رکھتے ہیں کہ مسلمان ایسی خوبیوں سے محروم ہو جائیں۔ ③ آپس میں ملاقات کے وقت مسلمانوں کا طریقہ ''السلام علیکم'' اور ''وعلیکم السلام'' کہنا ہے جو مختصر الفاظ کا ایک جملہ ہونے کے باوجود ایک بہترین دعا ہے۔ یہود ونصاریٰ اولاً تو ہاتھ کے اشارے پر اکتفا کرتے ہیں یا ''ہیلو' ہائے'' کے الفاظ بولتے ہیں جن میں دعا کا عنصر سرے سے شامل نہیں یا ''گڈ مارننگ' گڈ ایوننگ'' جیسے الفاظ استعمال کرتے ہیں جس میں خیر کی خواہش محدود کر دی گئی ہے۔ ''صبح بخیر'' ''شب

٨٥٥- [صحيح] * عبدالجبار لم يسمع من أبيه كما في التهذيب وغيره، وأبوإسحاق تقدم، ح: ٤٦، وابن عياش ضعيف على الراجح، وللحديث شواهد صحيحة عند أبي داود، ح: ٩٣٢، ٩٣٣ وغيره.

٨٥٦- [إسناده صحيح] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٩٨٨ عن إسحاق به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٥٨٥، والمنذري، والبوصيري، وحسنه الهيثمي في المجمع: ٢/ ١١٣، وقال المنذري في الترغيب: ١/ ٣٩٦، ح: ٧١٩، "رواه الطبراني في الأوسط بإسناد حسن، ولفظه قال: إن اليهود قد سئموا دينهم، وهم قوم حُسّد ولم يحسدوا المسلمين على أفضل من ثلاث، رد السلام وإقامة الصفوف وقولهم خلف إمامهم في المكتوبة آمين".

بخیر' وغیرہ کے الفاظ بھی انھی کی نقل ہیں جب کہ مسلمانوں کا طریقہ دعا پر مبنی ہے اور دعا بھی محدود وقت کے لیے نہیں۔ ان لوگوں کا رویہ قابل افسوس ہے جو اس بہترین دعا کو چھوڑ کر غیر مسلموں کے فضول اور بے فائدہ جملے اختیار کرتے ہیں۔ ③ ''آمین'' کا مطلب ہے ''قبول فرما'' یہ لفظ گویا مفصل دعا کے بعد مختصراً انھی دعاؤں کی تکرار ہے۔ یہود و نصاریٰ بھی یہ لفظ استعمال کرتے ہیں۔ ہوسکتا ہے یہ انھوں نے مسلمانوں ہی سے سیکھا ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان کے انبیائے کرام کی جو تعلیمات تحریف سے بچ کر ان تک پہنچ گئی ہیں' ان میں یہ بھی شامل ہو' اس لیے وہ نہیں چاہتے کہ یہ خوبیوں بھرا لفظ مسلمانوں کے استعمال میں آئے۔ ان کی حالت تو وہ ہے جو قرآن مجید نے بیان کی ہے کہ ﴿مَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ (البقرۃ:١٠٥) ''اہل کتاب اور (دیگر) مشرکین اور کافر یہ پسند نہیں کرتے کہ تم پر تمھارے رب کی طرف سے کوئی بھی بھلائی نازل ہو۔'' مسلمانوں کو چاہیے کہ کافروں کے بہکاوے میں نہ آئیں اور سلام اور آمین جیسے پاکیزہ آداب سے کنارہ کش نہ ہوں۔

٨٥٧- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الْخَلَّالُ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَ أَبُو مُسْهِرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ صُبَيْحٍ الْمُرِّيُّ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ مَا حَسَدَتْكُمْ عَلَى آمِينَ. فَأَكْثِرُوا مِنْ قَوْلِ آمِينَ».

٨٥٧- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہودی تم سے کسی بات پر اتنا حسد نہیں کرتے' جتنا تم سے آمین پر حسد کرتے ہیں' اس لیے آمین کثرت سے کہا کرو۔''

(المعجم ١٥) - بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ إِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ (التحفة ٥٤)

باب:١٥- رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھ اٹھانا (رفع الیدین کرنا)

٨٥٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ،

٨٥٨- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے'

٨٥٧ــ [إسناده ضعيف جدًا] وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف لاتفاقهم على ضعف طلحة بن عمرو".

٨٥٨ــ أخرجه مسلم، الصلاة، باب استحباب رفع اليدين حذو المنكبين . . . الخ، ح: ٣٩٠ من حديث سفيان بن عيينة به، أخرجه البخاري، الأذان، باب رفع اليدين في التكبيرة الأولى . . . الخ، ح: ٧٣٥، ٧٣٦، ٧٣٨، ومسلم وغيرهما من طرق عن الزهري به، وهو من الأحاديث المتواترة كما في نظم المتناثر وغيره.

وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَأَبُو عُمَرَ الضَّرِيرُ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ. وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ.

انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ نماز شروع کرتے تو اپنے ہاتھ اٹھاتے حتی کہ انھیں کندھے کے برابر بلند کر لیتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے (تو بھی رفع یدین کرتے) اور آپ ﷺ سجدوں کے درمیان ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① نماز شروع کرتے وقت ہاتھ اٹھانا (رفع الیدین کرنا) بالاتفاق مسنون ہے۔ ② اس حدیث میں کندھوں تک ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے' دوسری احادیث میں کانوں تک ہاتھ اٹھانا مذکور ہے' اس لیے دونوں طرح سنت ہے۔ کبھی کندھوں تک ہاتھ اٹھا لینے چاہییں' کبھی کانوں تک۔ ③ رکوع میں جاتے وقت' رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور تیسری رکعت کے لیے اٹھتے وقت بھی رفع الیدین مسنون ہے۔ ④ حافظ زین الدین ابوالفضل عبدالرحیم عراقی رحمہ اللہ نے ''تقریب الأسانید'' میں فرمایا ہے: ''رفع الیدین کی حدیثیں پچاس صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں جن میں حضرات عشرۂ مبشرہ رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں۔'' (طرح التثریب: ۲/۲۵۴) ان میں سے صحاح ستہ میں مندرجہ ذیل صحابہ رضی اللہ عنہم سے رکوع کو جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع الیدین کی احادیث مروی ہیں: ❁ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (صحاح ستہ) ❁ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ (صحاح ستہ' سوائے ترمذی) ❁ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ (صحاح ستہ سوائے ترمذی) ❁ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (ابن ماجہ' ابوداود) ❁ حضرت عمیر بن حبیب لیثی رضی اللہ عنہ (ابن ماجہ) ❁ حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ (ابن ماجہ' ابوداود' ترمذی) ❁ حضرت ابواسید ساعدی رضی اللہ عنہ (ابن ماجہ' ابوداود) ❁ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ (ابن ماجہ' ابوداود) ❁ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ (ابن ماجہ' ابوداود) ❁ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (ترمذی' ابوداود' ابن ماجہ) ❁ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (ابن ماجہ' ابوداود) ❁ حضرت انس رضی اللہ عنہ (ابن ماجہ) ❁ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما (ابن ماجہ) ❁ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما (ابوداود) ❁ حضرت ابوقتادہ بن ربعی رضی اللہ عنہ (ترمذی) ❁ امام ترمذی رحمہ اللہ نے متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی ذکر کیے ہیں جن سے رفع الیدین کی احادیث مروی ہیں' ان میں سے اکثر کے نام مذکورہ بالا حضرات میں شامل ہیں۔ انھوں نے ان کے علاوہ ❁ حضرت عمر اور ❁ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کے نام بھی ذکر کیے ہیں۔ امام احمد' بیہقی' دارقطنی اور طبرانی رحمہم اللہ نے بعض دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی یہ مسئلہ روایت کیا ہے۔

٨٥٩- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ:

٨٥٩- حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت

٨٥٩ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب استحباب رفع اليدين حذو المنكبين ... الخ، ح: ٣٩١ من حديث قتادة به.

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ : حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ : أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يَجْعَلَهُمَا قَرِيباً مِنْ أُذُنَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ صَنَعَ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، صَنَعَ مِثْلَ ذٰلِكَ.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اللہ اکبر کہتے تو اپنے ہاتھ اٹھاتے حتی کہ انھیں کانوں کے قریب لے جاتے۔ اور جب رکوع کرتے تو اسی طرح کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اسی طرح کرتے۔

٨٦٠- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالاَ : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلاَةِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ حِينَ يَفْتَتِحُ الصَّلاَةَ، وَحِينَ يَرْكَعُ، وَحِينَ يَسْجُدُ.

٨٦٠- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز میں کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے دیکھا' جب نماز شروع کرتے' جب رکوع کرتے اور جب سجدہ کرتے۔

٨٦١- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا رِفْدَةُ بْنُ قُضَاعَةَ الْغَسَّانِيُّ : حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عُمَيْرِ بْنِ قَتَادَةَ، قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ مَعَ كُلِّ تَكْبِيرَةٍ فِي الصَّلاَةِ الْمَكْتُوبَةِ.

٨٦١- حضرت عمیر بن قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ فرض نماز میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے تھے۔

◄◄ وله طرق أخرى عند البخاري، ح: ٧٣٧، ومسلم وغيرهما، وانظر الحديث السابق.

٨٦٠ـ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٥٩٥ لعلته، والسند ضعفه البوصيري، وللحديث طريق آخر عند أبي داود، ح: ٧٣٨ وغيره بغير هٰذا اللفظ، بإثبات رفع اليدين قبل الركوع وبعده، وإسناده صحيح، وصححه ابن خزيمة وغيره.

٨٦١ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد فيه رفدة بن قضاعة وهو ضعيف، وعبدالله لم يسمع من أبيه شيئا".

٨٦٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُهُ، وَهُوَ فِي عَشَرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، أَحَدُهُمْ أَبُو قَتَادَةَ بْنُ رِبْعِيٍّ قَالَ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. كَانَ إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ اعْتَدَلَ قَائِماً، وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: «اللهُ أَكْبَرُ» وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، فَإِذَا قَالَ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» رَفَعَ يَدَيْهِ فَاعْتَدَلَ، فَإِذَا قَامَ مِنَ الثِّنْتَيْنِ، كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا صَنَعَ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ.

٨٦٢- حضرت ابوحمید ساعدی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے دس صحابۂ کرام ؓ کی موجودگی میں فرمایا جن میں حضرت قتادہ بن ربعی ؓ بھی تھے: میں رسول اللہ ﷺ کی نماز (کا طریقہ) تم سب سے زیادہ جانتا ہوں۔ آپ ﷺ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو بالکل سیدھے کھڑے ہوتے اور اپنے ہاتھ اتنے بلند کرتے کہ کندھوں کے برابر اٹھا لیتے' پھر کہتے: [اَللّٰهُ أَكْبَر] پھر جب رکوع کرنا چاہتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے حتی کہ انھیں کندھوں کے برابر بلند کر لیتے' جب [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَہ] کہتے تو رفع یدین کرتے اور سیدھے کھڑے ہو جاتے' جب وہ دو رکعتیں پڑھ کر (تیسری رکعت کے لیے) اٹھتے تو [اَللّٰهُ أَكْبَر] کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے' حتی کہ کندھوں کے برابر بلند کر لیتے جیسے نماز شروع کرتے وقت کیا تھا۔

فائدہ: اس حدیث سے دیگر مقامات کے علاوہ دو رکعت پڑھ کر التحیات سے اٹھ کر بھی رفع الیدین کا ثبوت ملتا ہے۔ مزید برآں اس پر دس صحابۂ کرام ؓ کی گواہی ہے کیونکہ کسی نے انکار نہیں کیا۔

٨٦٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ: حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ السَّاعِدِيُّ، قَالَ: اجْتَمَعَ أَبُو حُمَيْدٍ وَأَبُو أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ، وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ، فَذَكَرُوا صَلَاةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ

٨٦٣- حضرت عباس بن سہل ساعدی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: حضرت ابوحمید (ساعدی)' حضرت ابواسید ساعدی' حضرت سہل بن سعد اور حضرت محمد بن مسلمہ ؓ (ایک مجلس میں) جمع ہو گئے۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی نماز کا تذکرہ کیا۔ تو ابوحمید ؓ نے فرمایا: تم سب سے زیادہ میں اللہ کے رسول ﷺ کی نماز

٨٦٢- [صحيح] تقدم، ح: ٨٠٣.

٨٦٣- [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب افتتاح الصلاة، ح: ٧٣٤ من حديث أبي عامر به، وصححه الترمذي، وابن خزيمة، وابن حبان وغيرهم.

بِصَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَامَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، ثُمَّ رَفَعَ حِينَ كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ، ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَاسْتَوٰى حَتّٰى رَجَعَ كُلُّ عَظْمٍ إِلَى مَوْضِعِهِ.

سے واقف ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے تو [اَللّٰهُ أَكْبَرُ] کہا اور رفع الیدین کیا۔ پھر جب رکوع کے لیے [اَللّٰهُ أَكْبَرُ] کہا تو رفع الیدین کیا' پھر کھڑے ہوئے تو رفع الیدین کیا' اور سیدھے کھڑے ہوگئے حتی کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر واپس آ گئی۔

فائدہ: رکوع سے اٹھ کر بالکل سیدھا کھڑا ہونا ضروری ہے۔ پوری طرح کھڑا ہوئے بغیر جلدی سے سجدہ میں چلے جانا خلاف سنت ہے' ہر ہڈی کے اپنی جگہ پہنچ جانے کا یہی مطلب ہے۔

٨٦٤- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُوأَيُّوبَ الْهَاشِمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَإِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ.

۸۶۴- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ جب فرض نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے' تو [اَللّٰهُ أَكْبَرُ] کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے حتی کہ وہ کندھوں کے برابر (بلند) ہو جاتے۔ جب رکوع کرنا چاہتے تو اسی طرح کرتے' جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اسی طرح کرتے اور جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے تو (پھر) اسی طرح کرتے۔

٨٦٥- حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْهَاشِمِيُّ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ [رِيَاحٍ]، عَنْ

۸۶۵- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔

٨٦٤ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب من ذكر أنه يرفع يديه إذا قام من الثنتين، ح: ٧٤٤ من حديث سليمان به، وصححه الترمذي، وابن خزيمة، وابن حبان، وأحمد وغيرهم.

٨٦٥ـ [إسناده ضعيف جدًا] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، فيه عمر بن رياح، وقد اتفقوا على تضعيفه" ❊ وهو "متروك، وكذبه بعضهم" (تقريب).

عَبْدِ اللهِ بْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ كُلِّ تَكْبِيرَةٍ.

٨٦٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ، وَإِذَا رَكَعَ.

٨٦٦- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے تو دونوں ہاتھ اٹھایا کرتے تھے۔

٨٦٧- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الضَّرِيرُ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ: قُلْتُ لأَنْظُرَنَّ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ كَيْفَ يُصَلِّي، فَقَامَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى حَاذَتَا أُذُنَيْهِ، فَلَمَّا رَكَعَ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذٰلِكَ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذٰلِكَ.

٨٦٧- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے دل میں کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو (توجہ سے) دیکھوں گا کہ آپ کس طرح نماز پڑھتے ہیں۔ (میں نے دیکھا کہ) رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے' قبلہ کی طرف منہ کیا' اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے حتی کہ وہ آپ کے کانوں کے برابر ہو گئے۔ جب آپ نے رکوع کیا تو پھر انھیں اسی طرح اٹھایا جب رکوع سے سر اٹھایا تو اسی طرح انھیں بلند کیا۔

٨٦٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا أَبُو حُذَيْفَةَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ: أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ

٨٦٨- حضرت ابو زبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما جب نماز شروع کرتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو اسی طرح کرتے اور فرماتے:

٨٦٦_ [صحيح] أخرجه أبويعلى في مسنده، ح: ٣٧٩٣ من حديث عبدالوهاب الثقفي به، وزاد: "وإذا رفع رأسه من الركوع"، وعلله الدارقطني فالسند ضعيف، وهو صحيح بالشواهد الصحيحة * حميد الطويل ثقة مدلس (تقريب) وعنعن، ذكره الحافظ في المرتبة الثالثة من المدلسين.

٨٦٧_ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب رفع اليدين في الصلاة، ح: ٧٢٦ من حديث بشر به مطولاً، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان وغيرهما.

٨٦٨_ [إسناده حسن] * أبوالزبير صرح بالسماع عند السراج (ق ٢٥/ ١).

[رَأْسَهُ] مِنَ الرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَيَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَرَفَعَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ يَدَيْهِ إِلَى أُذُنَيْهِ.

میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔ (ابوزبیر رحمہ اللہ کے شاگرد) حضرت ابراہیم بن طہمان رحمہ اللہ نے (حدیث بیان کرتے وقت) کانوں تک ہاتھ اٹھائے۔

(المعجم ١٦) - بَابُ الرُّكُوعِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٥٥)

باب:۱۶-نماز میں رکوع (کرنے کا طریقہ)

٨٦٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عَنْ بُدَيْلٍ، عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا رَكَعَ لَمْ يُشْخِصْ رَأْسَهُ وَلَمْ يُصَوِّبْهُ، وَلٰكِنْ بَيْنَ ذٰلِكَ.

۸۶۹-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب رکوع کرتے تو اپنا سر نہ اونچا رکھتے نہ اسے (بہت زیادہ) جھکا دیتے بلکہ (ان دونوں حالتوں کے) درمیان میں رکھتے۔

فائدہ: اس حدیث سے رکوع کرنے کا صحیح طریقہ معلوم ہوتا ہے کہ سر اور کمر برابر رکھے جائیں۔

٨٧٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَعَمْرُو ابْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تُجْزِئُ صَلَاةٌ لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ فِيهَا صُلْبَهُ، فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ».

۸۷۰-حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص رکوع اور سجدے میں کمر سیدھی نہیں کرتا' اس کی نماز درست نہیں۔“

فوائد ومسائل: ① رکوع اور سجدے میں کمر سیدھی کرنے کا مطلب اطمینان سے رکوع اور سجدہ ادا کرنا ہے' یعنی رکوع کرتے وقت پوری طرح جھک جائے جس طرح رکوع کا صحیح طریقہ ہے۔ اور سجدہ کرتے وقت پوری طرح اطمینان سے سجدہ کرے جس طرح سجدے کا مسنون طریقہ ہے۔ ② نماز کے ارکان اطمینان اور اعتدال کے ساتھ ادا

٨٦٩ـ [صحيح] تقدم، ح: ٨١٢.

٨٧٠ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب صلاة من لا يقيم صلبه في الركوع والسجود، ح: ٨٥٥ من حديث الأعمش به، وحسنه الحافظ في الفتح.

نہ کرنے سے نماز قبول نہیں ہوتی۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اس صحابی کو دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا تھا جس نے نماز کے افعال جلدی جلدی بلا اطمینان ادا کیے تھے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري، الأذان، باب أمر النبي ﷺ الذي لایتم رکوعه بالإعادة، حدیث: ۷۹۳)

٨٧١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُلاَزِمُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَدْرٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ، عَنْ أَبِيهِ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ، وَكَانَ مِنَ الْوَفْدِ قَالَ: خَرَجْنَا حَتَّى قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَبَايَعْنَاهُ وَصَلَّيْنَا خَلْفَهُ، فَلَمَحَ بِمُؤْخِرِ عَيْنِهِ رَجُلاً لاَ يُقِيمُ صَلاَتَهُ - يَعْنِي: صُلْبَهُ - فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ، فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ الصَّلاَةَ، قَالَ: «يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ! لاَ صَلاَةَ لِمَنْ لاَ يُقِيمُ صُلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ».

۸۷۱- حضرت علی بن شیبان ؓ جو اپنے قبیلے کے وفد میں شامل تھے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ (اپنے علاقے سے) روانہ ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم نے آپ ﷺ کی بیعت کی اور آپ کے پیچھے نماز ادا کی۔ آپ ﷺ نے آنکھ کے کنارے سے ایک آدمی کو دیکھا کہ رکوع اور سجدہ صحیح ادا نہیں کر رہا تھا، یعنی کمر سیدھی نہیں کر رہا تھا۔ جب نبی ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''اے مسلمانوں کی جماعت! اس شخص کی کوئی نماز نہیں جو رکوع اور سجدہ میں کمر سیدھی نہیں کرتا۔''

فوائد ومسائل: ① دین کا علم حاصل کرنے کے لیے سفر کر کے بڑے علماء کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیے۔ ② چہرے کا رخ موڑے بغیر آنکھ کے کنارے سے دیکھ کر دوسرے کی حرکات وسکنات کا علم ہو جائے تو نماز میں فرق نہیں پڑتا، گردن موڑ کر دیکھنا منع ہے۔ ③ جماعت میں ایک شخص سے کوئی غلطی ہو جائے تو سب کو مسئلہ بتا دینا چاہیے تاکہ دوسرے بھی اس غلطی سے اجتناب کریں اور غلطی کرنے والے کا پردہ بھی رہ جائے۔

٨٧٢- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ الْفِرْيَابِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَطَاءٍ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ رَاشِدٍ قَالَ: سَمِعْتُ وَابِصَةَ بْنَ مَعْبَدٍ

۸۷۲- حضرت وابصہ بن معبد ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا۔ آپ ﷺ جب رکوع کرتے تھے تو کمر اس قدر برابر کرتے تھے کہ اگر کمر پر پانی ڈالا جائے تو ٹھہر جائے۔

٨٧١_ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٣ من حديث ملازم به، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

٨٧٢_ [ضعيف] ضعفه البوصيري، وإسناده ضعيف جدًا، وللحديث شواهد ضعيفة.

يَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُصَلِّي، فَكَانَ إِذَا رَكَعَ سَوَّى ظَهْرَهُ، حَتَّى لَوْ صُبَّ عَلَيْهِ الْمَاءُ لَاسْتَقَرَّ.

فائدہ: ہمارے فاضل محقق نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیے: (الروض النضير في ترتيب و تخريج معجم الطبراني الصغير، رقم:٧٨ وصفة الصلاة للألباني رحمه الله)

(المعجم ١٧) - بَابُ وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ (التحفة ٥٦)

باب:١٧- رکوع میں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کا بیان

٨٧٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: رَكَعْتُ إِلَى جَنْبِ أَبِي فَطَبَّقْتُ، فَضَرَبَ يَدِي وَقَالَ: قَدْ كُنَّا نَفْعَلُ هٰذَا، ثُمَّ أُمِرْنَا أَنْ نَرْفَعَ إِلَى الرُّكَبِ.

٨٧٣- حضرت مصعب بن سعد رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کے قریب (نماز پڑھتے ہوئے) رکوع کیا تو تطبیق کی۔ انھوں نے میرے ہاتھ پر مارا اور فرمایا: ہم پہلے اس طرح کیا کرتے تھے پھر ہمیں حکم دیا گیا کہ (ہاتھ) گھٹنوں کے اوپر رکھیں۔

فوائد ومسائل: ① ''تطبیق'' کا مطلب یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو ملا کر انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر رانوں کے درمیان ہاتھ رکھے جائیں۔ رکوع کا یہ طریقہ منسوخ ہو چکا ہے۔ ② جو حکم منسوخ ہو چکا ہو اس پر عمل کرنا جائز نہیں۔ ③ رکوع کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ گھٹنوں پر اس طرح رکھے جائیں جس طرح گھٹنوں کو پکڑا جاتا ہے۔ دیکھیے: (جامع الترمذي، الصلاة، باب ماجاء أنه يجافي يديه عن جنبيه في الركوع، حديث:٢٦٠)

٨٧٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ أَبِي الرِّجَالِ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ:

٨٧٤- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ رکوع کرتے تھے تو اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے تھے اور بازوؤں کو (پہلوؤں سے) دور

٨٧٣ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب وضع الأكف على الركب في الركوع، ح:٧٩٠، ومسلم، المساجد، باب الندب إلى وضع الأيدي على الركب في الركوع ونسخ التطبيق، ح:٥٣٥ من حديث مصعب به، أخرجه مسلم من حديث إسماعيل به.

٨٧٤ـ [حسن] انظر، ح:٥٦ لعلته، وللحديث شواهد حسنة عند أبي داود وغيره.

كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَرْكَعُ فَيَضَعُ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، وَيُجَافِي بِعَضُدَيْهِ.

رکھتے تھے۔

فائدہ: رکوع اور سجدہ دونوں میں بازوؤں کو جسم سے دور رکھنا چاہیے۔ جیسے کہ حدیث: ۸۸۰ اور ۸۸۶ میں ذکر ہوگا۔

(المعجم ١٨) - بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ (التحفة ٥٧)

باب: ۱۸- رکوع سے سر اٹھانے کے بعد کیا پڑھے؟

٨٧٥- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ، وَ يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، وَ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَالَ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» قَالَ: «رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ».

۸۷۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه] کہتے تو (اس کے بعد) [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] کہتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ رکوع سے اٹھتے تو [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه] کہتے' پھر جب سیدھے کھڑے ہو جاتے تو [رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ] یا [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] کہتے۔ (صحیح البخاري' الأذان' باب التکبیر إذا قام من السجود' حدیث: ۷۸۹) ② تحمید کا جملہ مختلف انداز سے مروی ہے جس طریقے سے بھی پڑھا جائے درست ہے یعنی [رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ] یا [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] یا [اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ] یا [اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ]۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' الصلاۃ' باب مایقول إذا رفع رأسه من الرکوع' حدیث: ۴۷۶' ۴۷۷)

٨٧٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا قَالَ الْإِمَامُ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ».

۸۷۶- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب امام کہے: [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] ''اللہ اس کی بات سنتا ہے جو اس کی تعریف کرتا ہے'' تو کہو: [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] ''اے

٨٧٥- [صحيح] وللحديث طرق عند البخاري، ح: ٨٠٣، ٨٠٤ وغيره.

٨٧٦- أخرجه البخاري، الأذان، باب: يهوي بالتكبير حين يسجد، ح: ٨٠٥، ومسلم، الصلاة، باب ائتمام المأموم بالإمام، ح: ٤١١ من حديث سفيان بن عيينة به مطولاً.

ہمارے رب! اور تیرے لیے ہی سب تعریفیں ہیں۔"

فوائد ومسائل: ① "اللہ تعریف کرنے والوں کی بات (یا تعریف) سنتا ہے۔" اللہ تعالیٰ ہر کسی کی ہر بات سنتا ہے۔ یہاں سننے سے مراد خوشنودی اور قبولیت کے ساتھ سننا ہے۔ گویا امام مقتدیوں کو ترغیب دلا رہا ہے کہ اللہ کی تعریف کرو اور خوشخبری دے رہا ہے کہ وہ سنتا اور قبول کرتا ہے' اس لیے مقتدی اللہ کی تعریف کرتے ہیں۔ ② "جب امام کہے...... تب تم کہو......" ان الفاظ سے بعض علماء نے یہ استنباط کیا ہے کہ [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہنا امام کا کام ہے۔ مقتدیوں کا نہیں۔ اور [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] صرف مقتدی کہیں' امام نہ کہے لیکن یہ استدلال درست نہیں جیسے کہ گزشتہ حدیث میں امام' یعنی نبی ﷺ کا دونوں اذکار پڑھنا مذکور ہے' اس لیے تقسیم کا تصور درست نہیں۔

٨٧٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا قَالَ الْإِمَامُ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا: اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ».

٨٧٧- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب امام [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہے تو تم [اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] کہو۔"

فائدہ: تسمیع [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه] تحمید [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْد] اور دیگر دعاؤں میں منفرد' امام اور مقتدی سب ہی شریک ہوں' احادیث کے عموم کا یہی تقاضا ہے۔ امام شافعی' مالک' عطاء' ابوداود' ابوبردہ' محمد بن سیرین' اسحاق اور داود ؒ کا میلان اسی طرف ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (نیل الأوطار' باب مایقول في رفعه من الركوع و بعد انتصابه: ٢/٢٧٩) جبکہ کچھ لوگ دوسری طرف بھی گئے ہیں۔ جیسے کہ امام شعبی ؒ کا یہ قول بیان ہوا ہے۔ لیکن پہلی صورت ہی راجح ہے۔

٨٧٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ

٨٧٨- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تھے تو فرماتے تھے: [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ. اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ'

٨٧٧- [إسناده حسن] وله شواهد عند مسلم، ح: ٤٧٧ وغيره، وهو بها صحيح.

٨٧٨- أخرجه مسلم، الصلاة، باب ما يقول إذا رفع رأسه من الركوع، ح: ٤٧٦ من حديث وكيع وغيره به.

قَالَ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ. اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الأَرْضِ، وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ».

وَ مِلْءَ مَاشِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ] ''اللہ نے سن لی جس نے بھی اس کی تعریف کی' اے اللہ! اے ہمارے رب! تیرے ہی لیے (سب) تعریفیں ہیں' آسمانوں اور زمین کے بھراؤ کے برابر اور ہر اس چیز کے بھراؤ کے برابر جو تو اس کے بعد چاہے۔''

فوائد و مسائل: ① نماز کا اصل مقصد ذکر الٰہی ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِى﴾ (طٰهٰ:١٤) ''میری یاد کے لیے نماز قائم کر۔'' اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز کے رکوع و سجود اور قومہ و جلسہ وغیرہ میں پڑھنے کے لیے بہت سے اذکار سکھائے ہیں۔ ان اذکار اور دعاؤں کو یاد کرنا چاہیے اور نمازوں میں پڑھتے رہنا چاہیے۔ بالخصوص تہجد کی نماز میں طویل دعائیں اور اذکار پڑھ کر زیادہ سے زیادہ ثواب اور قرب الٰہی حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ② بعض روایات میں مذکورہ بالا الفاظ کے بعد یہ اضافہ ہے: [أَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ، أَحَقُّ مَاقَالَ الْعَبْدُ، وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ، اَللّٰهُمَّ لَامَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّمِنْكَ الْجَدُّ] ''اے تعریفوں اور عظمتوں والے! بندہ (تیری تعریف میں) جو کچھ بھی کہے' اس میں سب سے سچی بات یہ ہے۔ اور ہم سب تیرے ہی بندے ہیں۔ کہ اے اللہ! جو کچھ تو عطا فرمائے' اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے تو روک لے' وہ چیز کوئی دے نہیں سکتا' کسی (دنیوی) شان و شوکت والے کی شان و شوکت تیرے غضب سے بچاؤ کے لیے اسے کوئی فائدہ نہیں دے سکتی۔'' (صحيح مسلم' الصلاة' باب مايقول إذا رفع رأسه من الركوع' حديث: ٤٧٧)

٨٧٩- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى السُّدِّيُّ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ يَقُولُ: ذُكِرَتِ الْجُدُودُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ رَجُلٌ: جَدُّ فُلَانٍ فِي الْخَيْلِ، وَقَالَ آخَرُ: جَدُّ فُلَانٍ فِي الْإِبِلِ، وَقَالَ آخَرُ: جَدُّ فُلَانٍ فِي الْغَنَمِ، وَقَالَ آخَرُ: جَدُّ فُلَانٍ فِي الرَّقِيقِ، فَلَمَّا قَضٰى

٨٧٩- حضرت ابو جحیفہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ (اس اثنا میں) آپ کے پاس (دنیوی) خوش قسمتی (اور مال دولت) کا ذکر کیا گیا۔ ایک نے کہا: فلاں گھوڑوں کے لحاظ سے بڑا خوش نصیب ہے۔ (بہت سے گھوڑے اس کی دولت ہیں) دوسرے نے کہا: فلاں کی خوش قسمتی اونٹوں سے ہے۔ ایک اور بولا: فلاں کی اچھی قسمت بکریوں سے ہے۔ ایک اور بولا: فلاں لونڈی غلاموں کے لحاظ سے

٨٧٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢٢/ ١٣٣، ١٣٤، ح: ٣٥٥ من حديث شريك به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، أبوعمر لا يعرف حاله"، وهو مجهول كما في التقريب وغيره.

رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلاَتَهُ، وَرَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ آخِرِ الرَّكْعَةِ، قَالَ: «اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الأَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، اللَّهُمَّ لاَ مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلاَ مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلاَ يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ». وَطَوَّلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ صَوْتَهُ بـ: الْجَدِّ، لِيَعْلَمُوا أَنَّهُ لَيْسَ كَمَا يَقُولُونَ.

بڑا خوش بخت ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے نماز مکمل کی اور آخری رکعت میں رکوع سے سر اٹھایا تو فرمایا: [اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ' مِلْءَ السَّمٰوَاتِ' وَ مِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَاشِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ' اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ' وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ' وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ] ''اے اللہ! اے ہمارے رب! تیرے ہی لیے (سب) تعریف ہے۔ آسمانوں بھر' زمین بھر اور اس کے بعد جو چیز تو چاہے اس کے بھرنے کے برابر۔ اے اللہ! جو کچھ تو عنایت فرمائے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جو کچھ تو روک لے (اور نہ دینا چاہے) وہ چیز کوئی دے نہیں سکتا اور کسی (دنیوی) قسمت (اور مال و دولت) والے کی (ظاہری) خوش قسمتی (اور دولت) اسے تجھ سے (بچانے میں) کام نہیں آسکتی۔'' رسول اللہ ﷺ نے (آخری جملہ) [ذَالْجَدِّ] فرماتے وقت آواز کو طول دیا کہ ان (صحابہ) کو معلوم ہو جائے کہ حقیقت وہ نہیں جو وہ لوگ کہہ رہے ہیں۔

(المعجم ١٩) - بَابُ السُّجُودِ (التحفة ٥٨)

باب:۱۹- سجدوں کا بیان

٨٨٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الأَصَمِّ، عَنْ عَمِّهِ يَزِيدَ بْنِ الأَصَمِّ، عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا سَجَدَ جَافَى يَدَيْهِ، فَلَوْ أَنَّ بَهْمَةً أَرَادَتْ أَنْ تَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ لَمَرَّتْ.

۸۸۰- حضرت میمونہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب سجدہ کرتے تو ہاتھوں (اور بازوؤں) کو (پہلوؤں سے) الگ کرتے۔ اگر کوئی میمنا سامنے سے (بازوؤں کے نیچے سے) گزرنا چاہتا تو گزر جاتا۔

٨٨٠- أخرجه مسلم، الصلاة، باب الاعتدال في السجود ووضع الكفين على الأرض ... الخ، ح:٤٩٦ من حديث سفيان به.

فائدہ: سجدہ کرتے وقت بازو پہلوؤں سے اور پیٹ رانوں سے الگ ہونا چاہیے۔

٨٨١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ [عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ] بْنِ أَقْرَمَ الْخُزَاعِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَبِي بِالْقَاعِ مِنْ نَمِرَةَ، فَمَرَّ بِنَا رَكْبٌ وَأَنَاخُوا بِنَاحِيَةِ الطَّرِيقِ، فَقَالَ لِي أَبِي: كُنْ فِي بَهْمِكَ حَتَّى آتِيَ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ فَأَسْأَلُهُمْ، قَالَ: فَخَرَجَ. وَجِئْتُ - يَعْنِي: دَنَوْتُ - فَإِذَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّيْتُ مَعَهُمْ. فَكُنْتُ أَنْظُرُ إِلَى عُفْرَتَيْ إِبْطَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ كُلَّمَا سَجَدَ.

قَالَ ابْنُ مَاجَه: النَّاسُ يَقُولُونَ: عُبَيْدُاللهِ ابْنُ عَبْدِ اللهِ، وَقَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: يَقُولُ النَّاسُ: عَبْدُ اللهِ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، وَ صَفْوَانُ بْنُ عِيسٰى، وَ أَبُو دَاوُدَ. قَالُوا: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَقْرَمَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

٨٨١- حضرت عبداللہ بن اقرم خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ''میں نمرہ کے میدان میں اپنے والد کے ساتھ تھا۔ ہمارے پاس سے ایک قافلے کا گزر ہوا۔ ان لوگوں نے راستے کے قریب پڑاؤ ڈالا۔ مجھے اباجان نے کہا: تم بکریوں میں رہو (ان کا خیال رکھو۔) میں ان لوگوں (قافلہ والوں) کے پاس جا کر ان سے بات چیت کروں گا۔ ابا جان چلے گئے' میں بھی قریب چلا گیا' دیکھا تو رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے۔ نماز کا وقت ہوا تو میں نے ان کے ساتھ نماز (باجماعت) ادا کی۔ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تھے تو مجھے آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آتی تھی۔

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے کہا: لوگ راوی کا نام عبیداللہ بن عبداللہ لیتے ہیں جبکہ ابوبکر بن ابی شیبہ نے کہا کہ لوگ راوی کو عبداللہ بن عبیداللہ کہتے ہیں۔

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے اپنے استاد محمد بن بشار سے بھی عبیداللہ بن عبداللہ بن اقرم خزاعی عن ابیہ کے واسطے سے نبی ﷺ سے اسی طرح روایت بیان کی۔

فوائد ومسائل: ① سفر کے دوران میں رستے میں ٹھہرنا پڑے تو سڑک پر ٹھہرنے کے بجائے نیچے اتر کر ایک طرف ٹھہرنا چاہیے۔ ② صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی نظر میں نماز باجماعت کی اہمیت اس قدر زیادہ تھی کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بکریوں کو اپنی جگہ چھوڑ کر نماز باجماعت میں شرکت کی۔ ③ رسول اللہ ﷺ نے سجدہ کرتے وقت بازوؤں کو

٨٨١_[إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في التجافي في السجود، ح: ٢٧٤ من حديث داود به، وقال حسن.

پہلوؤں سے ملا کر نہیں رکھا' اس لیے صحابہ کو نبی ﷺ کی بغلیں اچھی طرح نظر آ گئیں۔ ④ بغلوں کی سفیدی کے لیے [عُفْرَۃ] کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس سے مراد ایسا سفید رنگ ہے جس میں سیاہی کی ہلکی سی آمیزش ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی ﷺ کی جلد مبارک کا رنگ بالکل سفید تھا اور بالوں کے اگتے ہوئے سرے سیاہ رنگ کے تھے' ان دونوں کے ملنے سے بغلوں کا رنگ سیاہی مائل سفید نظر آیا۔ ⑤ بغلوں کے بال اکھاڑنا مسنون ہے۔ جب بال اتنے چھوٹے ہوں کہ اکھاڑنا مشکل ہو' اس وقت جسم کے سفید رنگ سے مل کر مذکورہ بالا کیفیت پیدا ہو سکتی ہے۔ اس میں یہ اشارہ بھی ہے کہ بال بہت بڑھے ہوئے نہیں تھے ورنہ عفرہ (خاکستری رنگ) کے بجائے سواد (سیاہی) کا لفظ بولا جاتا۔ صفائی کا تقاضا ہے کہ جسم کے غیر ضروری بال مناسب حد سے زیادہ نہ بڑھنے دیے جائیں' بروقت صفائی کر لی جائے۔

٨٨٢- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا شَرِيكٌ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ، وَإِذَا قَامَ مِنَ السُّجُودِ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ.

٨٨٢- حضرت وائل بن حجر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ سجدہ کرتے تھے تو ہاتھوں سے پہلے گھٹنے (زمین پر) رکھتے تھے اور جب سجدے سے سر اٹھاتے تھے تو گھٹنوں سے پہلے ہاتھ اٹھاتے تھے۔
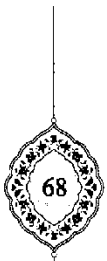
فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے' اس لیے سجدے میں جاتے وقت پہلے گھٹنے نہیں بلکہ ہاتھ زمین پر رکھنے چاہئیں جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو ایسے نہ بیٹھے جیسے کہ اونٹ بیٹھتا ہے' چاہیے کہ اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھے۔'' (سنن أبي داود' الصلاة' باب كيف يضع ركبتيه قبل يديه' حدیث: ٨٤٠) نیز صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابن عمر ؓ اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھا کرتے تھے۔ (صحيح البخاري' الأذان' باب: ١٢٨) حضرت ابو ہریرہ ؓ کی حدیث کی سند جید ہے جیسے کہ امام نووی اور زرقانی نے لکھا ہے اور حافظ ابن حجر ؒ نے ابو ہریرہ ؓ کی حدیث کو حدیث وائل کی نسبت قوی تر لکھا ہے۔ دیکھیے: (تمام المنة: ١٩٣' ١٩٤) حافظ ابن حجر ؒ کی ترجیح بھی یہی ہے کہ سجدے میں جاتے ہوئے اونٹ کی مشابہت سے بچتے ہوئے پہلے ہاتھ زمین پر رکھنے چاہئیں۔ عام محدثین اور حنابلہ اسی کے قائل ہیں مگر احناف اور شوافع حضرت وائل ؓ والی (ضعیف) روایت پر عامل ہیں اور پہلے گھٹنے رکھتے ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (تحفة الأحوذي' تمام المنة)

٨٨٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب كيف يضع ركبتيه قبل يديه، ح: ٨٣٨ عن الحسن بن علي وغيره به، وحسنه الترمذي، ح: ٢٦٨ * شريك تقدم، ح: ١٤٩، ولم أجد تصريح سماعه.

٨٨٣- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الضَّرِيرُ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، وَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ».

۸۸۳- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔''

فائدہ: ''سات ہڈیوں'' سے مراد جسم کے سات اعضاء ہیں جن کی وضاحت اگلی حدیث میں ہے۔

٨٨٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعٍ، وَلَا أَكُفَّ شَعَراً وَلَا ثَوْباً».

۸۸۴- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ سات (اعضاء) پر سجدہ کروں اور بالوں یا کپڑوں کو نہ سمیٹوں۔''

قَالَ ابْنُ طَاوُسٍ: فَكَانَ أَبِي يَقُولُ: الْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ، وَكَانَ يَعُدُّ الْجَبْهَةَ وَالْأَنْفَ وَاحِداً.

ابن طاوس ؒ نے کہا: میرے والد (ابن عباس ؓ کے شاگرد حضرت طاوس ؒ) فرمایا کرتے تھے: یعنی دو ہاتھ' دو گھٹنے' دو قدم (اور پیشانی اور ناک) وہ پیشانی اور ناک کو ایک ہی عضو شمار کرتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ سجدے میں یہ ساتوں اعضاء زمین پر لگنے چاہئیں۔ ② ناک اور ماتھے کو ایک عضو اس لیے شمار کیا گیا کیونکہ اگلی حدیث میں اس کے لیے ''چہرے'' کا لفظ آیا ہے۔ ③ سجدہ کرتے وقت اگر بال زمین پر لگتے ہوں تو پروا نہیں کرنی چاہیے۔ بالوں' کپڑوں وغیرہ کو زمین پر موجود معمولی سی گرد و غبار سے بچانے کی کوشش میں سجدے اور اس کے اذکار کی طرف توجہ نہیں رہتی جو نماز میں نقص کا باعث ہے۔ ④ بالوں کو سمیٹنے کا مطلب ان کا جوڑا بنانا بھی ہے جو نماز میں منع ہے۔ عورتوں کو بھی چاہیے کہ نماز میں چوٹی کو جوڑے کی طرح نہ لپیٹیں بلکہ لٹکی رہنے دیں۔ ⑤ وضو کرنے کے لیے قمیص وغیرہ کے جو بازو چڑھائے گئے ہوں' نماز

أخرجه البخاري، الأذان، باب لا يكف شعرًا، ح: ٨١٥، ٨١٦، ومسلم، الصلاة، باب أعضاء السجود ... ، ح: ٤٩٠ من حديث حماد بن زيد وغيره به.

أخرجه البخاري، الأذان، باب السجود على الأنف، ح: ٨١٢، ومسلم، الصلاة، باب أعضاء السجود ... ، ح: ٤٩٠ من حديث ابن طاوس به.
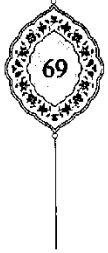
شروع کرنے سے قبل انھیں کھول لیا جائے۔

٨٨٥- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ الْعَبَّاسِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا سَجَدَ الْعَبْدُ سَجَدَ مَعَهُ سَبْعَةُ آرَابٍ: وَجْهُهُ وَكَفَّاهُ وَرُكْبَتَاهُ وَقَدَمَاهُ».

٨٨٥- حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے نبی ﷺ سے یہ ارشاد مبارک سنا: ”جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ سات اعضاء سجدہ کرتے ہیں۔ اس کا چہرہ، اس کے دونوں ہاتھ، اس کے دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں۔“

فائدہ: سجدہ اللہ کے حضور بندے کی عاجزی کے اظہار کا سب سے افضل طریقہ ہے۔ اس موقع پر جسم کے سات اعضاء زمین کو چھوتے ہیں گویا یہ سب اعضاء عملی طور پر عبودیت کا اظہار کر رہے ہیں۔ دل کے خشوع اور اعضاء کے زمین کو چھونے کا مجموعہ اصل سجدہ ہے۔ بندے کو کوشش کرنی چاہیے کہ اس کا سجدہ زیادہ کامل ہو تا کہ اللہ کی زیادہ سے زیادہ خوشنودی حاصل ہو سکے۔

٨٨٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ رَاشِدٍ، عَنِ الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا أَحْمَرُ صَاحِبُ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: إِنْ كُنَّا لَنَأْوِي لِرَسُولِ اللهِ ﷺ مِمَّا يُجَافِي بِيَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ إِذَا سَجَدَ.

٨٨٦- رسول اللہ ﷺ کے صحابی حضرت احمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو ہاتھوں (اور بازوؤں) کو پہلوؤں سے اتنا دور کرتے کہ ہمیں (اس مشقت کی کیفیت کو دیکھ کر) ترس آتا۔

(المعجم ٢٠) - بَابُ التَّسْبِيحِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ (التحفة ٥٩)

باب: ٢٠- رکوع اور سجدے کی تسبیحات کا بیان

٨٨٧- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ الْبَجَلِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ

٨٨٧- حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿فَسَبِّحْ

٨٨٥- أخرجه مسلم، الصلاة، باب أعضاء السجود . . . الخ، ح: ٤٩١ من حديث ابن الهاد به.

٨٨٦- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب صفة السجود، ح: ٩٠٠ من حديث عباد به.

٨٨٧- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب ما يقول الرجل في ركوعه وسجوده، ح: ٨٦٩ من حديث ابن المبارك به، وصححه ابن حبان، والحاكم، ووافقه الذهبي مرة: ٢/ ٤٧٧.

مُوسَى بْنِ أَيُّوبَ الْغَافِقِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَمِّي إِيَاسَ بْنَ عَامِرٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عُقْبَةَ ابْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ يَقُولُ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ﴾ [الحاقة: ٥٢] قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اجْعَلُوهَا فِي رُكُوعِكُمْ» فَلَمَّا نَزَلَتْ: «سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى» قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اجْعَلُوهَا فِي سُجُودِكُمْ».

بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ﴾ ''اپنے عظمت والے رب کے نام کی تسبیح کیجیے۔'' تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ''یہ کام اپنے رکوع میں کرو۔'' اور جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ ''اپنے رب کے نام کی تسبیح کیجیے جو سب سے بلند ہے۔'' تو رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: ''یہ کام اپنے سجدوں میں کرو۔''

٨٨٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِي الأَزْهَرِ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ إِذَا رَكَعَ: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَإِذَا سَجَدَ قَالَ: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الأَعْلَى» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

٨٨٨- حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا کہ جب آپ رکوع کرتے تو تین بار [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ] کہتے اور جب سجدہ کرتے تو تین بار [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى] کہتے۔''

فائدہ: تین بار یہ تسبیحات کہنا رکوع اور سجدہ کی کم از کم مقدار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز تہجد کے رکوع وسجود میں بھی یہ تسبیحات پڑھی ہیں جبکہ یہ رکوع وسجود انتہائی طویل تھے۔ دیکھیے: (صحيح مسلم' صلاة المسافرين' باب استحباب تطويل القراءة في صلاة الليل' حدیث:٧٧٢) اس حدیث کو بعض حضرات نے صحیح کہا ہے۔ دیکھیے: (الإرواء رقم:٣٣٣)

٨٨٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ

٨٨٩- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ رکوع اور سجدے میں یہ دعا

٨٨٨- [إسناده ضعيف] أخرجه المزي في تهذيب الكمال: ٣٣/ ٢٦ من حديث ابن ماجه به، انظر، ح: ٣٣٠ لعلته وأبوالأزهر مستور، وللحديث شواهد مرفوعة وموقوفة عند ابن أبي شيبة وغيره.

٨٨٩- أخرجه البخاري، التفسير، سورة إذا جاء نصر الله، باب٢، ح: ٤٩٦٨، ومسلم، الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود؟، ح: ٤٨٤ من حديث جرير به، وله طرق أخرى وغيرهما.

مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ. اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي» يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ.

کثرت سے پڑھتے تھے: [سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ ' اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي] ''اے اللہ! میں تیری تعریف کے ساتھ تیری پاکیزگی بیان کرتا ہوں' اے اللہ! مجھے بخش دے۔'' آپ (اس دعا کے ذریعے سے) قرآن پر عمل کرتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① رکوع اور سجدے میں بہت سے اذکار مروی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ نمازی کو چاہیے کہ کبھی کوئی دعا پڑھ لے کبھی کوئی۔ ② سورۂ نصر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾ (النصر:٣) ''اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکیزگی بیان کیجیے' اور اس سے مغفرت کا سوال کیجیے۔ بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے اس حکم کی تعمیل اس طرح کی کہ رکوع اور سجدے میں مذکورہ بالا دعا بار بار پڑھتے رہے۔

٨٩٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ يَزِيدَ الْهُذَلِيِّ، عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا رَكَعَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ فِي رُكُوعِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ، ثَلَاثًا، فَإِذَا فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ تَمَّ رُكُوعُهُ، وَإِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ فِي سُجُودِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الأَعْلَى ثَلَاثًا. فَإِذَا فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ تَمَّ سُجُودُهُ، وَذٰلِكَ أَدْنَاهُ».

٨٩٠- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص رکوع کرے تو اسے چاہیے کہ رکوع میں تین بار کہے: [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ] ''پاک ہے میرا رب عظمتوں والا۔'' جب اس نے ایسا کیا تو اس کا رکوع پورا ہو گیا اور جب کوئی شخص سجدہ کرے تو سجدے میں تین بار کہے: [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى] ''پاک ہے میرا رب سب سے بلند و برتر'' جب اس نے ایسا کیا تو اس کا سجدہ مکمل ہو گیا اور یہ کم از کم مقدار ہے۔''

(المعجم ٢١) - بَابُ الاعْتِدَالِ فِي السُّجُودِ (التحفة ٦٠)

باب:٢١- سجدوں میں اعتدال کا بیان

٨٩٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب مقدار الركوع والسجود، ح: ٨٨٦ من حديث ابن أبي ذئب به، وقال: "هٰذا مرسل، عون لم يدرك عبدالله"، وقال الترمذي: "ليس إسناده بمتصل، عون لم يلق ابن مسعود"، ح: ٢٦١ * وإسحاق بن يزيد مجهول (تقريب).

٨٩١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَعْتَدِلْ، وَلاَ يَفْتَرِشْ ذِرَاعَيْهِ افْتِرَاشَ الْكَلْبِ».

٨٩١- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص سجدہ کرے تو اعتدال کو اختیار کرے اور اپنے بازو اس طرح نہ پھیلائے جس طرح کتا پھیلاتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① سجدے میں اعتدال کا مطلب یہ ہے کہ نہ اتنا اونچا رہے کہ سجدے کے بعض اعضاء زمین پر نہ لگیں' نہ اتنا نیچا ہو جائے کہ پورے بازو زمین پر لگ جائیں یا پیٹ رانوں سے مل جائے۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ نہ بہت لمبا سجدہ کرے' نہ بہت مختصر لیکن زیادہ طویل سجدہ اس وقت منع ہوگا جب اس کی اقتدا میں کوئی اور بھی نماز پڑھ رہا ہو' خواہ فرض نماز ہو یا نفل۔ ② کتا جب زمین پر اطمینان سے بیٹھتا ہے تو پورے ہاتھ زمین پر پھیلا لیتا ہے۔ سجدے میں اس طرح بازو پھیلانا درست نہیں بلکہ ہتھیلیاں زمین پر لگی ہونی چاہییں اور کہنیاں زمین سے بلند رہیں جیسے کہ گزشتہ احادیث میں بیان ہوا۔

٨٩٢- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اعْتَدِلُوا فِي السُّجُودِ، وَلاَ يَسْجُدْ أَحَدُكُمْ وَهُوَ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ كَالْكَلْبِ».

٨٩٢- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''سجدے میں اعتدال اختیار کرو اور سجدہ کرتے وقت کتے کی طرح بازو (زمین پر) نہ پھیلاؤ۔''

(المعجم ٢٢) - بَابُ الْجُلُوسِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ (التحفة ٦١)

باب: ٢٢- دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا (جلسہ)

٨٩٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

٨٩٣- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں

٨٩١ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في الاعتدال في السجود، ح: ٢٧٥ من حديث الأعمش به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٦٤٤ * الأعمش عنعن، وتقدم، ح: ١٧٨، ولحديثه شاهد متفق عليه، البخاري، ح: ٥٣٢، ٨٢٢، ومسلم، ح: ٤٩٣ من حديث أنس نحوه، انظر الحديث الآتي.

٨٩٢ـ متفق عليه، انظر الحديث السابق.

٨٩٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ٨١٢.

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عَنْ بُدَيْلٍ، عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ لَمْ يَسْجُدْ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَائِماً، فَإِذَا سَجَدَ فَرَفَعَ رَأْسَهُ، لَمْ يَسْجُدْ حَتَّى يَسْتَوِيَ جَالِساً، وَكَانَ يَفْتَرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى.

نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اس وقت تک سجدہ نہیں کرتے تھے جب تک پوری طرح کھڑے نہ ہو جاتے۔ اور جب سجدہ کر کے سر اٹھاتے' اس وقت تک (دوسرا) سجدہ نہیں کرتے تھے جب تک اچھی طرح بیٹھ نہ جاتے اور آپ اپنا بایاں پاؤں بچھا لیتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہونا ''قومہ'' کہلاتا ہے۔ اس مقام پر پڑھی جانے والی بعض دعائیں باب: ۱۸ میں بیان ہو چکی ہیں۔ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا ''جلسہ'' کہلاتا ہے۔ اس کے اذکار باب: ۲۳ میں بیان ہوں گے۔ ② قومہ اور جلسہ نماز کا اسی طرح ضروری حصہ ہیں جس طرح رکوع اور سجدہ نماز کے ضروری اجزا ہیں' رسول اللہ ﷺ نے نماز میں غلطی کرنے والے صحابی کو اس کی غلطیوں پر متنبہ کرتے ہوئے فرمایا تھا: ''...... پھر رکوع کر' حتی کہ اطمینان سے رکوع کر لے' پھر سر اٹھا حتی کہ ٹھیک طرح کھڑا ہو جائے' پھر سجدہ کر حتی کہ اطمینان سے سجدہ کر لے' پھر سر اٹھا حتی کہ اطمینان سے بیٹھ جائے۔ پھر سجدہ کر حتی کہ اطمینان سے سجدہ کر لے......'' (صحیح البخاري' الأذان' باب أمر النبي ﷺ الذي لايتم ركوعه بالإعادة' حدیث: ۷۹۳) ③ سجدوں کے درمیان بیٹھنے کا طریقہ یہ ہے کہ بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھا جائے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھا جائے۔ آخری تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ یہ ہے کہ بایاں پاؤں دائیں پاؤں کے نیچے سے نکال دیا جائے اور زمین پر بیٹھا جائے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الأذان' باب سنة الجلوس في التشهد' حدیث: ۸۲۸)

٨٩٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تُقْعِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ».

۸۹۴- حضرت علی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''دو سجدوں کے درمیان اس طرح نہ بیٹھ کہ سرین اور ایڑیاں زمین پر ہوں اور دونوں پنڈلیاں کھڑی ہوں۔''

٨٩٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَوَابٍ: حَدَّثَنَا

۸۹۵- حضرت علی ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ

٨٩٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في كراهية الإقعاء بين السجدتين، ح: ٢٨٢ من حديث عبيدالله به، وانظر، ح: ٩٥ لعلته.

٨٩٥ـ [ضعيف] انظر الحديث السابق، وحديث مسلم، ح: ٤٩٨ يغني عنه.

أَبُونُعَيْمٍ النَّخَعِيُّ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي مُوسٰى وَأَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَا عَلِيُّ! لاَ تُقْعِ إِقْعَاءَ الْكَلْبِ».

نے فرمایا: ''اے علی! کتے کی طرح ایڑیوں پر مت بیٹھ۔''

فائدہ: ''ایڑیوں پر بیٹھنا'' اقعاء کا ترجمہ ہے۔ اقعاء کی دو صورتیں ہیں: ایک صورت ممنوع ہے ایک جائز۔ ممنوع صورت یہ ہے کہ پنڈلیاں کھڑی کر کے سرین زمین پر رکھ کر بیٹھے اور ہاتھ زمین پر رکھے۔ یہ صورت کتے کے بیٹھنے سے مشابہ ہے اس لیے صحیح احادیث سے اس ضعیف حدیث کی تائید ہوتی ہے کیونکہ صحیح احادیث میں کتوں اور درندوں کی طرح بیٹھنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ جائز صورت یہ ہے کہ دو سجدوں کے درمیان بیٹھتے وقت دونوں پاؤں کھڑے کر کے ایڑیوں پر بیٹھے جب کہ پنڈلیاں اور گھٹنے زمین پر ہوں۔ اسی کو حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے سنت قرار دیا ہے۔ (صحيح مسلم' المساجد' باب جواز الإقعاء على العقبين ' حديث:٥٣٦)

٨٩٦- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا الْعَلَاءُ أَبُو مُحَمَّدٍ. قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ مِنَ السُّجُودِ فَلاَ تُقْعِ كَمَا يُقْعِي الْكَلْبُ ضَعْ أَلْيَتَيْكَ بَيْنَ قَدَمَيْكَ، وَأَلْزِقْ ظَاهِرَ قَدَمَيْكَ بِالأَرْضِ».

٨٩٦- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''جب تو سجدے سے سر اٹھائے تو اس طرح نہ بیٹھ جس طرح کتا بیٹھتا ہے۔ اپنے سرین اپنے قدموں کے درمیان رکھ اور پاؤں کی اوپر کی سمت زمین سے ملا دے۔''

(المعجم ٢٣) - بَابُ مَا يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ (التحفة ٦٢)

باب:٢٣- (نمازی) دو سجدوں کے درمیان (جلسہ میں) کیا کہے

٧٩٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا

٨٩٧- حضرت حذیفہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی

٨٩٦ـ [إسناده ضعيف جدًا] * العلاء متروك، ورماه أبوالوليد بالكذب (تقريب)، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف الخ".

٨٩٧ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب تطويل القراءة في صلاة الليل، ح: ٧٧٢ من حديث الأعمش به مطولاً، ولم يسق هٰذا اللفظ.

حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ حُذَيْفَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ الأَحْنَفِ، عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ، عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ: «رَبِّ اغْفِرْلِي، رَبِّ اغْفِرْلِي».

ﷺ دو سجدوں کے درمیان یوں کہا کرتے تھے: [رَبِّ اغْفِرْلِي، رَبِّ اغْفِرْلِي] ''اے میرے رب! مجھے بخش دے' اے میرے رب! میری مغفرت فرما۔''

٨٩٨- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ صَبِيحٍ، عَنْ كَامِلٍ أَبِي الْعَلَاءِ، قَالَ: سَمِعْتُ حَبِيبَ ابْنَ أَبِي ثَابِتٍ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ: «رَبِّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاجْبُرْنِي وَارْزُقْنِي وَارْفَعْنِي».

٨٩٨- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کی نماز (تہجد) میں دو سجدوں کے درمیان (جلسہ میں) یوں کہتے تھے: [رَبِّ اغْفِرْلِي وَارْحَمْنِي وَاجْبُرْنِي وَارْزُقْنِي وَارْفَعْنِي] ''اے میرے رب! میری مغفرت فرما' مجھ پر رحم کر' میرے نقص دور فرما' مجھے رزق دے اور مجھے بلندی عطا فرما۔''

فوائد و مسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے مذکورہ روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے صحیح اور حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد بن حنبل: ٥/٧٣، حديث: ٢٨٩٥، وصفة الصلاة' للألباني رحمه الله، وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشارعواد: ٢/١٦٣، ١٦٤، حديث: ٨٩٨) بنابریں مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل حجت اور قابل عمل ہے۔ ② یہ دعا قدرے مختلف الفاظ سے جامع الترمذی اور سنن ابوداود میں بھی موجود ہے۔ ذیل میں ان دونوں روایات کے مطابق بھی دعا درج کی جاتی ہے تاکہ آپ ان میں سے جس طریقے سے چاہیں دعا پڑھ سکیں: (ا) [اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي وَارْحَمْنِي وَاجْبُرْنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي] (جامع الترمذي' الصلاة' باب مايقول بين السجدتين' حديث: ٢٨٤)

٨٩٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الدعاء بين السجدتين، ح: ٨٥٠ من حديث كامل به، واستغربه الترمذي، وصححه الحاكم، والذهبي * حبيب عنعن، وانظر، ح: ٣٨٣ لتدليسه.

''اے اللہ! میری مغفرت فرما' مجھ پر رحم کر' میرے نقص دور فرما' مجھے ہدایت دے' اور مجھے رزق دے۔'' (ب) [اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِي وَارْحَمْنِي وَعَافِنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي] ''اے اللہ! میری مغفرت فرما' مجھ پر رحم کر' مجھے عافیت بخش' مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق دے۔'' (سنن أبي داود' الصلاة' باب الدعاء بين السجدتين' حديث:٨٥٠) ⑨ اس دعا کا پڑھنا سنت ہے مگر کچھ لوگ اس سے غافل ہیں بلکہ زیادہ ہی غافل ہیں۔ امام شوکانی رحمہ اللہ اس پر اس انداز میں افسوس کا اظہار کرتے ہیں: ''لوگوں نے صحیح احادیث سے ثابت شدہ سنت کو چھوڑ رکھا ہے' اس میں ان کے محدث' فقیہ' مجتہد اور مقلد سبھی شریک ہیں' نہ معلوم یہ لوگ کس چیز پر تکیہ کیے ہوئے ہیں۔'' (نيل الأوطار:٢/٢٩٣)' نیز شیخ ابن باز رحمہ اللہ اور کچھ دیگر علماء اور ائمہ کم از کم [رَبِّ اغْفِرْلِي' رَبِّ اغْفِرْلِي] پڑھنے کو واجب قرار دیتے ہیں۔

(المعجم ٢٤) - بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشَهُّدِ (التحفة ٦٣)

باب:٢٤- تشہد کا طریقہ

٨٩٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ. ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ قُلْنَا: السَّلَامُ عَلَى اللهِ قَبْلَ عِبَادِهِ. السَّلَامُ عَلَى جِبْرَائِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَعَلَى فُلَانٍ وَفُلَانٍ. - يَعْنُونَ الْمَلَائِكَةَ -. فَسَمِعَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «لَا تَقُولُوا: السَّلَامُ عَلَى اللهِ، فَإِنَّ اللهَ هُوَ السَّلَامُ، فَإِذَا جَلَسْتُمْ فَقُولُوا: التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا

٨٩٩- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم جب نبی ﷺ کے ساتھ نماز ادا کرتے تو کہتے: ''بندوں کی طرف سے اللہ کو سلام' جبرائیل کو سلام' میکائیل کو سلام' فلاں فلاں فرشتوں کو سلام۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں (یہ کہتے) سن لیا تو فرمایا: ''یوں نہ کہو: [اَلسَّلَامُ عَلَى اللهِ] ''اللہ کو سلام'' اللہ تعالیٰ تو خود السلام (سلامتی بخشنے والا) ہے جب تم (تشہد میں) بیٹھو تو کہو: [اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ' السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ' السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِاللهِ الصَّالِحِينَ] ''تمام آداب و تسلیمات اللہ ہی کے لیے ہیں اور تمام نمازیں اور پاکیزہ اعمال بھی اسی کے لیے ہیں۔ اے نبی! آپ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں۔ ہم پر بھی سلامتی ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی۔'' جب

٨٩٩- أخرجه البخاري، الأذان، باب التشهد في الآخرة، ح:٨٣١، ٨٣٥، ٦٢٣٠، ومسلم، الصلاة، باب التشهد في الصلاة، ح:٤٠٢ من حديث الأعمش به، وله طرق عندهما.

وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، فَإِنَّهُ إِذَا قَالَ ذٰلِكَ أَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالأَرْضِ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ».

بندہ یہ کہتا ہے تو دعا آسمان اور زمین میں موجود ہر نیک بندے (انسان' جن اور فرشتے) کو پہنچ جاتی ہے۔ (پھر کہو:) [أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ' وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ] ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا الثَّوْرِيُّ، عَنْ مَنْصُورٍ، وَالأَعْمَشِ، وَحُصَيْنٍ، وَأَبِي هَاشِمٍ، وَحَمَّادٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ. وَعَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الأَسْوَدِ وَأَبِي الأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے ایک اور سند سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہی سے مذکورہ بالا روایت کی مانند حدیث بیان کی۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الأَعْمَشِ، وَمَنْصُورٍ، وَحُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ. ح: قَالَ: وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ وَالأَسْوَدِ وَأَبِي الأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُعَلِّمُهُمُ التَّشَهُّدَ. فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''نبی ﷺ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ تشہد سکھاتے تھے۔'' اس کے بعد راوی نے مذکورہ حدیث کی مثل بیان کیا۔

فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ کی عظمت و شان کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایسے اقوال و افعال سے پرہیز کرنا چاہیے جو اس کے ادب کے منافی ہوں۔ ② بعض اوقات غلط فہمی کی بنا پر انسان ایک لفظ کو مناسب تصور کرتا ہے' حالانکہ وہ نامناسب ہوتا ہے۔ جب ایسی کسی غلطی پر متنبہ کیا جائے تو فوراً اصلاح کر لینی چاہیے۔ ③ [التحیات] ان الفاظ کو کہا جاتا ہے جن کے ذریعے سے لوگ ایک دوسرے کے لیے نیک جذبات کا اظہار کرتے ہیں۔ اسلامی تہذیب میں اس مقصد کے لیے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اور وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ جیسے الفاظ مقرر ہیں۔ اللہ کے لیے تحیات سے مراد وہ

عبادتیں ہیں جن کا تعلق زبان اور گویائی سے ہے' مثلاً: اللہ کی تعریف' شکر' ذکر' دعا' قسم وغیرہ۔ یہ سب عبادتیں اللہ کا حق ہیں' ان میں کسی اور کو شریک کرنا درست نہیں۔ مخلوق کی کسی ظاہری خوبی کی تعریف جس میں عبادت کے جذبات شامل نہیں ہوتے وہ اس عبادت میں شامل نہیں۔ ④ [الصلوات] صلاۃ کی جمع ہے جس کے لغوی معنی دعا اور شرعی معنی نماز کے ہیں۔ یہاں اس سے مراد بدنی عبادتیں ہیں' مثلاً: رکوع' سجدہ' قیام' طواف اور روزہ وغیرہ۔ کسی کے لیے احتراماً جھکنا یا کسی کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا یا اللہ کے گھر کے سوا کسی چیز' قبر' عمارت اور درخت وغیرہ کا طواف کرنا شرک ہے۔ سجدۂ تعظیمی پہلی شریعتوں میں جائز تھا' اب حرام ہے۔ یہ اور اس قسم کی تمام عبادتیں صرف اللہ کا حق ہیں۔ ⑤ [الطیبات] پاک چیزیں' پاک اعمال۔ اس سے مالی عبادتیں مراد لی گئی ہیں' مثلاً: زکوۃ' صدقات' نذر و نیاز وغیرہ۔ مخلوق میں سے کسی کے نام کی نذر جائز نہیں' خواہ وہ مالی نذر ہو یا بدنی۔ ان تین الفاظ میں ہر قسم کی عبادات اللہ ہی کے لیے خاص ہونے کا اقرار ہے اور یہی توحید ہے۔ ⑥ دوسروں کے حق میں دعا کرتے وقت اپنے لیے بھی دعا کر لینی چاہیے۔ اسی طرح جب اپنے لیے دعا کرنا مقصود ہو تو دوسروں کو بھی شامل کر لینا چاہیے۔ خصوصاً جو مسلمان بھائی نظروں سے اوجھل اور جسمانی طور پر دور ہوں ان کے لیے دعا کرنا خلوص کی علامت ہے۔ ممکن ہے اس کی برکت سے دعا مانگنے والے کی اپنے حق میں دعا قبول ہو جائے۔ ⑦ زمین اور آسمان میں موجود نیک بندوں میں تمام نیک انسان' جن اور تمام فرشتے شامل ہو جاتے ہیں' اس لیے جبرئیل' میکائیل علیہما السلام وغیرہ کا نام لینے کی ضرورت نہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ مسنون دعاؤں میں جو جامعیت اور خوبی ہے وہ خود ساختہ دعاؤں میں نہیں' لہٰذا مسنون اذکار کو چھوڑ کر غیر مسنون دعاؤں اور اذکار میں مشغول نہیں ہونا چاہیے۔ دعائے گنج العرش' درود تاج' درود ماہی' درود لکھی وغیرہ کے نام سے بہت سی چیزیں مشہور ہیں جن کی کوئی بنیاد نہیں۔ ⑧ التحیات کی دعا میں مختلف روایات میں الفاظ کا معمولی فرق ہے۔ صحیح سندوں سے روایت شدہ الفاظ کے مطابق جیسے بھی پڑھ لیا جائے درست ہے۔ ان میں سے بعض آئندہ روایات میں مذکور ہیں۔

٩٠٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ، فَكَانَ يَقُولُ: «التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ

٩٠٠- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں تشہد اس طرح سکھاتے تھے جس طرح قرآن کی کوئی سورت سکھاتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ [اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ' السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ' السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ' أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا

٩٠٠_ أخرجه مسلم، الصلاة، باب التشهد في الصلاة، ح: ٤٠٣ عن محمد بن رمح وغيره به.

وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلاَمُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ».

اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ] ''برکتوں والے آداب' پاکیزہ عبادات' اللہ کے لیے ہیں۔ اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکات (نازل) ہوں' ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام ہو' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① قرآن کی طرح دعا سکھانے کا مطلب یہ ہے کہ بہت اہتمام اور توجہ سے یہ دعا سکھائی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعا نماز میں ضرور پڑھنی چاہیے۔ ② جس طرح قرآن کے الفاظ گھٹا بڑھا لینا جائز نہیں لیکن بعض الفاظ کئی طرح نازل ہوئے ہیں اور ان طریقوں میں سے کسی بھی طریقے سے انھیں پڑھنا درست ہے۔ اسی طرح جو دعائیں کئی طرح مروی ہیں انھیں انھی روایت شدہ طریقوں میں سے کسی بھی طریقے سے پڑھا جاسکتا ہے۔ ③ [أَيُّهَا النَّبِيُّ] ''اے نبی!'' سے مقصود رسول اللہ ﷺ کو سنانا نہیں بلکہ یہ الفاظ اسی طرح پڑھے جاتے ہیں جس طرح قرآن مجید کے الفاظ پڑھے جاتے ہیں' مثلاً: ﴿يٰنُوحُ' يَا إِبْرَاهِيمُ' يٰٓأَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ' يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا' يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ' يٰبَنِي آدَمَ' يٰفِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ﴾ وغیرہ۔ ان کو پڑھتے وقت قاری انھیں مخاطب کرنے کی نیت نہیں رکھتا اور نہ حاضر و موجود سمجھتا ہے۔

٩٠١- حَدَّثَنَا جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، وَهِشَامُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللهِ، عَنْ قَتَادَةَ.

وَهٰذَا حَدِيثُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَطَبَنَا وَبَيَّنَ لَنَا سُنَّتَنَا، وَعَلَّمَنَا صَلاَتَنَا، فَقَالَ: «إِذَا

٩٠١- حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور ہمارے لیے ہماری سنتیں بیان فرمائیں اور ہمیں نماز کی تعلیم دی' (اسی دوران میں) فرمایا: ''جب تم نماز پڑھو' اور قعدہ تک پہنچ جاؤ تو تم میں سے (ہر) کسی کو سب سے پہلے یوں کہنا چاہیے: [اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ' السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ' السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ' أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ

٩٠١- [صحيح] تقدم، ح: ٨٤٧ مختصرًا، وهٰذا طرف منه.

صَلَّيْتُمْ، فَكَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ، فَلْيَكُنْ مِنْ أَوَّلِ قَوْلِ أَحَدِكُمْ: التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، سَبْعُ كَلِمَاتٍ هُنَّ تَحِيَّةُ الصَّلَاةِ».

مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ] ''پاکیزہ آداب اور عبادات اللہ ہی کے لیے ہیں۔ اے نبی! آپ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں (نازل) ہوں' ہم پر بھی سلامتی ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔'' یہ سات جملے نماز کا تحیہ (التحیات) ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① نماز کے افعال واذکار جس ترتیب سے بتائے گئے ہیں' انھیں اسی ترتیب سے پڑھنا چاہیے' البتہ جن مقامات پر ترتیب ضروری نہ ہونے کا قرینہ موجود ہو وہاں ترتیب ضروری نہیں۔ ② سات جملے اس لیے فرمایا گیا ہے کہ التحیات' الصلوات اور الطیبات تینوں اہم مسائل ہیں' اس لیے اسے ایک جملے کے بجائے تین جملے شمار کیا گیا۔ اس کے بعد نبی علیہ السلام کے لیے دعا چوتھا جملہ اور تمام مومنین کے لیے دعا پانچواں جملہ ہے۔ شہادتین ''توحید اور رسالت کی گواہی'' چھٹے اور ساتویں جملے پر مشتمل ہیں۔ واللہ أعلم. ③ توحید پر صحیح ایمان کے لیے ضروری ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی عبدیت اور رسالت دونوں پر ایمان رکھا جائے' کفار کی طرح نبی ﷺ کی رسالت سے انکار کیا جائے' نہ انھیں اس طرح الوہیت کے مقام پر فائز قرار دیا جائے جس طرح نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہہ دیا تھا کہ مسیح علیہ السلام ہی اللہ ہیں جیسے کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے: ﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ﴾ (المائدۃ: ۱۷) ''وہ لوگ یقیناً کافر ہو گئے جنھوں نے یہ کہا کہ اللہ ہی مسیح ابن مریم ہے۔''

٩٠٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ. ح: وَحَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَيْمَنُ بْنُ نَابِلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ: «بِاسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ، التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ

٩٠٢- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں تشہد اس طرح سکھاتے تھے جس طرح قرآن کی کوئی سورت سکھاتے تھے۔ (اور وہ اس طرح ہے): [بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ' اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ' السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ' السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ' أَشْهَدُ أَنْ لَا

٩٠٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي: ٢/ ٢٤٣، التطبيق، نوع آخر من التشهد، ح: ١١٧٦، ٣/ ٤٣، ح: ١٢٨٢ من حديث أيمن به، وانظر، ح: ٣٩٥ لعلته.

وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. أَسْأَلُ اللهَ الْجَنَّةَ، وَأَعُوذُ بِاللهِ مِنَ النَّارِ».

إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، أَسْأَلُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ] ''اللہ کے نام سے اللہ کی توفیق سے زبانی عبادتیں اللہ کے لیے ہیں بدنی عبادتیں اور مالی عبادتیں اللہ کے لیے ہیں اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلامتی ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور جہنم سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔''

(المعجم ٢٥) - **بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ** ﷺ (التحفة ٦٤)

باب: ۲۵- نبی ﷺ پر درود شریف کے پڑھنے کا بیان

٩٠٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ قَالَ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْهَادِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ! هٰذَا السَّلَامُ عَلَيْكَ قَدْ عَرَفْنَاهُ، فَكَيْفَ الصَّلَاةُ؟ قَالَ: «قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ [وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ] كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ».

۹۰۳- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ہمیں آپ کو سلام کہنے کا طریقہ تو معلوم ہو چکا ہے لیکن درود کیسے پڑھیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہو: [اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ۔ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ] ''اے اللہ! اپنے بندے اور رسول محمد (ﷺ) پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر رحمت نازل فرمائی۔ اور محمد (ﷺ) پر اور محمد (ﷺ) کی آل پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر برکت نازل فرمائی۔''

٩٠٣_ أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: "إن الله وملئكته يصلون على النبي"، ح: ٤٧٩٧، ٦٣٥٨ من حديث يزيد به.

فوائد ومسائل: ① قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (الأحزاب:٥٦) ''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے مومنو! تم بھی ان پر درود پڑھو اور سلام عرض کرو۔'' صحابہ ؓ نے اس آیت کی وضاحت دریافت فرمائی تو رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ بالا ارشاد فرمایا۔ ② سلام کہنے کا طریقہ نماز کے باہر تو وہی ہے جو عام مسلمانوں کا باہمی سلام ہے۔ صحابہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے تو اس معروف طریقے سے سلام عرض کرتے تھے۔ نماز کے اندر سلام کا طریقہ پچھلے باب میں بیان ہو چکا' اس لیے صحابۂ کرام ؓ نے کہا کہ سلام ہمیں معلوم ہے۔ ③ صلاۃ کا مطلب دعا' رحمت اور درود ہے۔ نماز کو بھی صلاۃ اسی لیے کہتے ہیں کہ یہ دعاؤں پر مشتمل ہے۔ مومنوں اور فرشتوں کی طرف سے نبی پر درود بھی ایک دعا ہے جیسے کہ درود شریف کے الفاظ سے واضح ہے۔ اللہ کی طرف سے نبی پر صلاۃ (درود) کا مطلب انسانوں اور فرشتوں کی دعا قبول کر کے اپنے نبی پر رحمت نازل کرنا اور اس کے درجات بلند کرنا ہے۔ ④ درود کا حکم نازل ہونے پر صحابۂ کرام ؓ نے اپنی طرف سے مناسب الفاظ جمع کر کے دعا نہیں بنائی بلکہ رسول اللہ ﷺ سے اس کا طریقہ معلوم کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اذکار کے الفاظ وہی درست ہوتے ہیں جو قرآن و حدیث سے ثابت ہوں۔ ان الفاظ میں کمی بیشی کرنا یا اپنے پاس سے اذکار بنا لینا درست نہیں' نہ ان خود ساختہ اذکار کا کوئی ثواب ہے۔ ⑤ آل سے عام طور پر اولاد مراد لی جاتی ہے لیکن شریعت کی اصطلاح میں آل سے مراد وہ سب لوگ ہوتے ہیں جو کسی عظیم شخصیت سے محبت رکھنے والے اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے ہوں۔ اسی طرح کسی دنیوی سردار کے ساتھی اور متبعین کو بھی اس کی آل کہا جا سکتا ہے جیسے کہ قرآن مجید میں آل فرعون کے الفاظ وارد ہیں حالانکہ فرعون کی کوئی صلبی اولاد نہ تھی اسی وجہ سے اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بیٹے کے طور پر پالنا منظور کر لیا تھا۔ ⑥ درود شریف کے لیے مختلف الفاظ صحیح احادیث میں وارد ہیں۔ ان میں سے کسی بھی صحیح روایت کے مطابق درود شریف پڑھ لینا درست ہے۔ اس سلسلے میں بعض روایات اسی باب میں آ رہی ہیں۔

٩٠٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلَى،

٩٠٤- حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے بیان کیا کہ حضرت کعب بن عجرہ ؓ مجھے ملے تو فرمایا: کیا میں تمھیں ایک تحفہ نہ دوں؟ (وہ یہ ہے کہ ایک بار) رسول اللہ ﷺ (گھر سے) باہر تشریف لائے تو ہم نے کہا: ہم آپ کو سلام کہنے کا

٩٠٤- أخرجه البخاري، الدعوات، باب الصلاة على النبي ﷺ، ح:٦٣٥٧، ومسلم، الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ بعد التشهد، ح:٤٠٦ من حديث شعبة به، وله طريق آخر جميل عند البخاري، أحاديث الأنبياء، باب(١٠)، ح:٣٣٧٠.

قَالَ: لَقِيَنِي كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ: أَلاَ أُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً؟ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَقُلْنَا: قَدْ عَرَفْنَا السَّلاَمَ عَلَيْكَ، فَكَيْفَ الصَّلاَةُ عَلَيْكَ؟ قَالَ: «قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ. اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ».

طریقہ تو جانتے ہیں' درود کیسے پڑھیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہو: [اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیمَ' إِنَّکَ حَمِیدٌ مَّجِیدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیمَ إِنَّکَ حَمِیدٌ مَّجِیدٌ] ''اے اللہ! محمد (ﷺ) پر اور محمد (ﷺ) کی آل پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر رحمت نازل فرمائی۔ تو یقیناً قابل تعریف اور بزرگیوں والا ہے۔ اے اللہ! محمد (ﷺ) پر اور محمد (ﷺ) کی آل پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر برکت نازل فرمائی۔ تو یقیناً قابل تعریف اور بزرگیوں والا ہے۔''

٩٠٥- حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ طَالُوتَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْمَاجِشُونُ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُمْ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! أُمِرْنَا بِالصَّلاَةِ عَلَيْكَ. فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ فَقَالَ: «قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ

۹۰۵- حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمیں آپ پر درود پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے تو ہم آپ پر کس طرح درود پڑھیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہو: [اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ کَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیمَ۔ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی آلِ إِبْرَاھِیمَ فِي الْعَالَمِینَ' إِنَّکَ حَمِیدٌ مَّجِیدٌ] ''اے اللہ! محمد (ﷺ) پر' آپ کی ازواج مطہرات پر اور آپ کی اولاد پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر رحمت نازل فرمائی اور محمد (ﷺ) پر آپ کی ازواج پر اور آپ کی اولاد پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے

٩٠٥- أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب(١٠)، ح: ٣٣٦٩، ومسلم، الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ بعد التشهد، ح: ٤٠٧ من حديث مالك به.

مَّجِيدٌ».

جہانوں میں ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر برکت نازل فرمائی۔ بے شک تو قابل تعریف اور بزرگیوں والا ہے۔''

٩٠٦- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ بَيَانٍ: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ، عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي فَاخِتَةَ، عَنِ الأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَحْسِنُوا الصَّلَاةَ عَلَيْهِ، فَإِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ لَعَلَّ ذٰلِكَ يُعْرَضُ عَلَيْهِ، قَالَ، فَقَالُوا لَهُ: فَعَلِّمْنَا، قَالَ، قُولُوا: «اللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَاتَكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ، وَإِمَامِ الْمُتَّقِينَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ، مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ إِمَامِ الْخَيْرِ، [وَقَائِدِ] الْخَيْرِ، وَرَسُولِ الرَّحْمَةِ، اللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَاماً مَّحْمُوداً يَغْبِطُهُ بِهِ الأَوَّلُونَ وَالآخِرُونَ. اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ، اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ».

٩٠٦- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب تم رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھو تو درود کو مزین کرو' تمھیں کیا معلوم کہ وہ آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا جاتا ہو۔ ساتھیوں نے کہا: ہمیں سکھا دیجیے (کہ کس طرح مزین کر کے درود پڑھیں) ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یوں کہو: [اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَاتَكَ وَ رَحْمَتَكَ وَ بَرَكَاتِكَ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ' وَ إِمَامِ الْمُتَّقِينَ وَ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ' مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُولِكَ إِمَامِ الْخَيْرِ' وَ قَائِدِ الْخَيْرِ' وَ رَسُولِ الرَّحْمَةِ. اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُودًا يَغْبِطُهُ بِهِ الْأَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّ عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّ عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ] ''اے اللہ! اپنے درود' رحمت اور برکات نازل فرما' رسولوں کے سردار' متقین کے امام' انبیاء کے خاتم (حضرت) محمد (ﷺ) پر جو تیرے بندے' تیرے رسول' نیکی کے امام' نیکی کے رہبر اور رحمت کے رسول ہیں۔ اے اللہ! انھیں مقام محمود پر فائز فرما جہاں ان پر پہلے اور پچھلے (سب جن اور انسان) رشک کریں

٩٠٦- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "المسعودي ... اختلط بآخره"، وانظر التقييد والإيضاح: (٤٣٠-٤٣٣)، ولم يثبت هل سمع زياد منه قبل اختلاطه أو بعده، والثاني أظهر.

گے۔ اے اللہ! محمد (ﷺ) پر اور محمد (ﷺ) کی آل پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر اور ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر رحمت نازل فرمائی۔ بے شک تو قابل تعریف اور بزرگیوں والا ہے۔ اے اللہ! محمد (ﷺ) اور محمد (ﷺ) کی آل پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر اور ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر برکت نازل فرمائی۔ بے شک تو قابل تعریف اور بزرگیوں والا ہے۔"

٩٠٧- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ أَبُو بِشْرٍ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الحارِثِ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصَلِّي عَلَيَّ إِلَّا صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلاَئِكَةُ مَا صَلَّى عَلَيَّ، فَلْيُقِلَّ الْعَبْدُ مِنْ ذٰلِكَ أَوْ لِيُكْثِرْ».

٩٠٧- حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: "جو مسلمان مجھ پر درود پڑھتا ہے فرشتے اس وقت تک اس کے لیے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں جب تک وہ مجھ پر درود پڑھتا رہتا ہے۔ اب بندہ چاہے یہ عمل کم کرے یا زیادہ کر لے (اس کی مرضی ہے۔")

فائدہ: اس حدیث سے درود شریف کی فضیلت اور فائدہ واضح ہوتا ہے اور اس میں بکثرت درود پڑھنے کی ترغیب ہے۔ درود کی فضیلت صحیح احادیث سے ثابت ہے اس لیے بعض حضرات نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد بن حنبل: ٢٤/ ٣٥١، ٣٥٢)

٩٠٨- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ نَسِيَ الصَّلاَةَ عَلَيَّ خَطِئَ طَرِيقَ الْجَنَّةِ».

٩٠٨- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے مجھ پر درود پڑھنا فراموش کر دیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔"

٩٠٧- [إسناده ضعيف] * عاصم ضعيف كما في التقريب وغيره، وضعفه الجمهور (مجمع الزوائد: ٨/ ١٥٠)، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف"، وله شواهد عند إسحاق القاضي في الصلاة على النبي ﷺ، ح: ٣ وغيره.

٩٠٨- [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني: ١٢/ ١٨٠ من حديث جبارة به، وله شواهد عند البيهقي: ٦/ ٢٨٦، وإسماعيل القاضي في الصلاة على النبي ﷺ، ح: ٤١-٤٤ وغيرهما، انظر، ح: ٧٤٠ لعلته.

فوائد و مسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے مذکورہ روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے شواہد کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیں: (الصحيحة' رقم: ٢٣٣٧' و فضل الصلاة على النبيﷺ بتحقيق الشيخ الباني رحمه الله' رقم: ٤١'٤٢) ② نیکیاں جنت میں لے جاتی ہیں جو شخص درود جیسی عظیم نیکی سے غفلت کرتا ہے وہ دوسری بہت سی نیکیوں سے بھی غافل ہوگا اور ایسے شخص کا جنت میں جانا مشکل ہے۔

(المعجم ٢٦) - بَابُ مَا يُقَالُ فِي التَّشَهُّدِ وَالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ٦٥)

باب: ٢٦- تشہد اور درود (کے بعد) کے اذکار

٩٠٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَائِشَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا فَرَغَ أَحَدُكُمْ مِنَ التَّشَهُّدِ الْأَخِيرِ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللهِ مِنْ أَرْبَعٍ: مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ».

٩٠٩- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص جب آخری تشہد سے فارغ ہو جائے تو اسے چاہیے کہ چار چیزوں سے اللہ کی پناہ طلب کرے' جہنم کے عذاب سے' قبر کے عذاب سے' زندگی اور موت کے فتنہ سے اور مسیح دجال کے فتنہ سے۔''

فوائد و مسائل: ① آخری تشہد میں سلام سے پہلے اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی بھلائی اور اپنی حاجات طلب کرنے کا موقع ہے۔ اس موقع کے لیے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے: [ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ فَيَدْعُوْ] (صحيح البخاري' الأذان' باب مايتخير من الدعاء بعد التشهد وليس بواجب' حديث: ٨٣٥) ''پھر (تشہد کے بعد) اسے جو دعا زیادہ پسند ہو وہ منتخب کر لے اور دعا کرے۔'' ② پسند کی دعا منتخب کرنے کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعائیں واجب نہیں' البتہ ثواب کا باعث ہیں۔ امام بخاری رحمه الله نے اس حدیث سے یہی استنباط فرمایا ہے۔ ③ ''اسے چاہیے کہ چار چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگے۔'' اس حکم کی تعمیل اس طرح ہو سکتی ہے کہ ہم پڑھیں: [اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ] ''اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں جہنم کے عذاب سے' قبر کے عذاب سے' زندگی اور موت کے فتنے سے اور مسیح دجال کے فتنے سے۔'' یہ دعا الفاظ کے معمولی فرق کے ساتھ مختلف روایات میں

٩٠٩- أخرجه مسلم، المساجد، باب ما يستعاذ منه في الصلاة، ح: ٥٨٨ من حديث الوليد بن مسلم به.

آئی ہے' مثلاً: ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں: [اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ' وَ أَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ' وَ أَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَ فِتْنَةِ الْمَمَاتِ' اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ] (صحيح البخاري' الأذان' باب الدعاء قبل السلام' حديث:٨٣٢) ''اے اللہ! میں عذاب قبر سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور مسیح دجال کے فتنہ سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور زندگی اور موت کے فتنہ سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ اے اللہ! میں گناہ اور تاوان (قرض وغیرہ) سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔''

٩١٠- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِرَجُلٍ: «مَا تَقُولُ فِي الصَّلَاةِ؟» قَالَ: التَّشَهُّدَ ثُمَّ أَسْأَلُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ، وَأَعُوذُ بِهِ مِنَ النَّارِ، أَمَا وَاللّٰهِ مَا أُحْسِنُ دَنْدَنَتَكَ وَلَا دَنْدَنَةَ مُعَاذٍ، فَقَالَ: «حَوْلَهَا نُدَنْدِنُ».

٩١٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: ''تم نماز میں کیا پڑھتے ہو؟'' اس نے کہا: میں تشہد پڑھتا ہوں' پھر اللہ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور جہنم سے اس کی پناہ مانگتا ہوں۔ قسم ہے اللہ کی! مجھے وہ دعائیں تو آتی نہیں جو آپ آہستہ آہستہ پڑھتے رہتے ہیں یا جو معاذ رضی اللہ عنہ گنگناتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم بھی یہی کچھ گنگناتے ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① [دَنْدَنَة] اس کلام کو کہتے ہیں جو سمجھ میں نہ آئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھے آپ کی طرح لمبی لمبی دعائیں نہیں آتیں' میں تو مختصر سی دعا مانگتا ہوں۔ ② رسول اللہ ﷺ نے اس کی دعا کو پسند فرمایا کیونکہ یہ مختصر اور جامع ہے۔ اور سب سے اہم چیز بلکہ عبادات کا مقصود ہی یہ ہے کہ آخرت میں اللہ کی رضا حاصل ہو جائے۔ ③ [حَوْلَهَا نُدَنْدِنُ] ''ہم بھی اس کے بارے میں گنگناتے ہیں۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری لمبی چوڑی دعاؤں کا مقصود بھی یہی ہے کہ دنیا اور آخرت میں اللہ کی رضا حاصل ہو اور اس کے غضب سے محفوظ رہیں۔ ④ صوفیا میں جو مشہور ہے کہ ہم صرف اللہ کی محبت کی وجہ سے عمل کرتے ہیں' جنت کی خواہش میں یا جہنم کے خوف سے نہیں کرتے' یہ سوچ درست نہیں۔ رسول اللہ ﷺ اللہ کے عظیم ترین اور مقرب ترین بندے ہیں' بندے پر اللہ کے حقوق اور اللہ سے محبت کے آداب سے جس قدر نبی ﷺ واقف تھے' کوئی اور اس مقام تک نہیں پہنچ سکتا اس کے باوجود آپ ﷺ نے جنت کی دعا کی اور جہنم سے پناہ مانگی کیونکہ جنت اللہ کی نعمتوں کا نام ہے اور جنت ہی میں اللہ کا دیدار ہوگا' اس لیے جنت سے اعراض اصل میں اللہ کے قرب سے اعراض ہے جو محبت الٰہی کے منافی ہے اور جہنم سے بے

٩١٠_ [صحيح] أخرجه ابن حبان (موارد)، ح: ٥١٤ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٧٢٥، والبوصيري، والنووي، وأخرجه أبوداود، ح: ٧٩٢ من طريق آخر به، وله شواهد عند أبي داود، ح: ٥٩٩، ٧٩٣ وغيره.

خوفی اللہ کے غضب سے بے خوفی ہے جو اہل ایمان کا شیوہ نہیں۔

(المعجم ٢٧) - بَابُ الْإِشَارَةِ فِي التَّشَهُّدِ (التحفة ٦٦)

باب: ۲۷- تشہد میں (انگلی سے) اشارہ کرنا

٩١١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ عِصَامِ بْنِ قُدَامَةَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ نُمَيْرٍ الْخُزَاعِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَاضِعاً يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى فِي الصَّلَاةِ، وَيُشِيرُ بِإِصْبَعِهِ.

۹۱۱- حضرت نمیر خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو نماز میں دائیں ران پر دایاں ہاتھ رکھے ہوئے اور اپنی انگلی سے اشارہ کرتے دیکھا۔

فوائد ومسائل: ① تشہد میں انگلی سے اشارہ کرنا سنت ہے۔ ② اشارہ صرف دائیں ہاتھ کی انگلی سے کرنا چاہیے۔ (دیکھیے: حدیث: ۹۱۳) ③ اشارہ کرتے وقت ہاتھ کی کیفیت کا ذکر اگلی حدیثوں میں آ رہا ہے۔

٩١٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ حَلَّقَ الْإِبْهَامَ وَالْوُسْطَى، وَرَفَعَ الَّتِي تَلِيهِمَا، يَدْعُو بِهَا فِي التَّشَهُّدِ.

۹۱۲- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے انگوٹھے اور درمیان کی انگلی سے حلقہ بنایا اور اس کے قریب کی انگلی (شہادت کی انگلی) کو اٹھایا' آپ تشہد میں اس کے ساتھ (اشارہ کرتے ہوئے) دعا کر رہے تھے۔

٩١٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، وَ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ

۹۱۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے اور دائیں ہاتھ کی انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی اٹھاتے' اس کے ساتھ دعا کرتے اور آپ نے بایاں ہاتھ اپنے

٩١١ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الإشارة في التشهد، ح: ٩٩١ من حديث عصام به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان * مالك بن نمير وثقه ابن خزيمة وابن حبان.

٩١٢ـ [إسناده صحيح] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

٩١٣ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب صفة الجلوس في الصلاة وكيفية وضع اليدين على الفخذين، ح: ٥٨٠ من حديث عبدالرزاق به.

النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَرَفَعَ إِصْبَعَهُ الْيُمْنَى الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ، فَيَدْعُو بِهَا، وَالْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ، [بَاسِطَهَا] عَلَيْهَا.

گھٹنے پر پھیلا کر رکھا ہوا ہوتا تھا۔

فوائد ومسائل: ① انگلی سے اشارہ تشہد میں ہوتا ہے' سجدوں کے درمیان جلسے میں نہیں۔ اس حدیث میں ''نماز میں'' بیٹھنے کا مطلب ''تشہد میں'' بیٹھنا ہے جیسے کہ حدیث: ۹۱۲ سے واضح ہے۔ ② تشہد میں بایاں ہاتھ تو اسی طرح رکھا جائے گا جس طرح سجدوں کے درمیان جلسہ میں ہوتا ہے۔ دائیں ہاتھ کا ایک طریقہ اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ انگوٹھے کو درمیانی انگلی کے ساتھ ملا کر حلقہ بنایا جائے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا جائے۔ اس صورت میں چھوٹی دونوں انگلیاں بند رکھی جائیں گی۔ (سنن أبي داود ' الصلاة' تفريع أبواب الركوع والسجود...... باب الإشارة في التشهد' حديث: ۹۸۷) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ انگوٹھا شہادت کی انگلی کی نچلی پور پر رکھا جائے اور باقی تینوں انگلیاں بند ہوں۔ اسے حدیث میں ترپن کے عدد سے تعبیر کیا گیا ہے۔ دیکھیے: (صحيح مسلم' المساجد' باب صفة الجلوس في الصلاة...... ' حديث: ۵۸۰) اہل عرب میں اعداد کے جو خاص اشارات رائج تھے ان کے مطابق ترپن کا عدد اسی طرح بنتا ہے' اس لیے اس کیفیت کو اس لفظ سے ظاہر کیا گیا۔ ③ انگلی کے ساتھ دعا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دعا کے دوران میں انگلی اٹھا کر اشارہ کیا جائے۔ ④ یہ اشارہ ابتدا سے انتہا' یعنی سلام پھیرنے تک کیا جائے۔ ⑤ اشارے کے ساتھ انگلی کو حرکت دینا یا دیتے رہنا ضروری نہیں ہے۔ بعض لوگ صرف [إِلَّا اللهُ] پر انگلی کو اٹھاتے اور پھر رکھ دیتے ہیں' یہ بالکل بے بنیاد ہے اور بعض لوگ مسلسل حرکت دیتے رہتے ہیں یہ بھی صحیح نہیں۔ بعض روایات میں [يُحَرِّكُهَا] کے الفاظ تو آتے ہیں لیکن اس کا مطلب بھی [يَدْعُو بِهَا يَا يُشِيْرُبِهَا] ہی ہے' یعنی دعا یا اشارہ کرتے۔

(المعجم ٢٨) - بَابُ التَّسْلِيمِ (التحفة ٦٧)

باب: ۲۸- سلام پھیرنے کا طریقہ

٩١٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ

۹۱۴- حضرت عبداللہ (بن مسعود) ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دائیں طرف اور بائیں طرف سلام پھیرتے تھے حتی کہ آپ کے رخساروں کی سفیدی نظر آتی۔ (اور فرماتے:) [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللهِ]

٩١٤- [صحيح] * أبوإسحاق عنعن، وتقدم، ح:٤٦، وأصل الحديث صحيح، أخرجه أبوداود، ح:٩٩٦ وغيرهم، وصححه الترمذي، وابن خزيمة، وابن حبان.

شِمَالِهِ، حَتَّى يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهِ «اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ». ”تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت ہو۔“

فوائد ومسائل: ① نماز سے فارغ ہونے کا طریقہ سلام پھیرنا ہے جیسے کہ حدیث:٢٧٥ اور ٢٧٦ میں بیان ہوا ہے۔ ② سلام پھیرنے کے مختلف طریقے وارد ہیں‘ مثلاً: (ا) لسلام علیکم و رحمة الله - السلام علیکم و رحمة الله۔ (جیسے حدیث:٩١٦ میں آ رہا ہے۔) (ب) السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته - السلام علیکم و رحمة الله وبرکاته۔ (بلوغ المرام لابن حجر‘ الصلاة‘ باب صفة الصلاة‘ حدیث:٢٥٣) (ج) صرف ایک سلام کے ساتھ نماز سے فارغ ہونا بھی درست ہے۔ ایک سلام کہتے ہوئے تھوڑا سا دائیں طرف منہ کرنا چاہیے۔ (جامع الترمذي‘ الصلاة باب:١٠٦‘ حدیث:٢٩٦)

٩١٥- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ.

٩١٥- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دائیں اور بائیں جانب سلام پھیرا کرتے تھے۔

٩١٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ، حَتَّى يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهِ «اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ. اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ».

٩١٦- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ دائیں طرف اور بائیں طرف سلام پھیرتے تھے حتی کہ آپ کے رخساروں کی سفیدی نظر آتی اور فرماتے: [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ‘ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ] ”تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت ہو۔ تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت ہو۔“

٩١٥- أخرجه مسلم، المساجد، باب السلام للتحليل من الصلاة عند فراغها وكيفيته، ح:٥٨٢ من حديث إسماعيل به.

٩١٦- [صحيح] * أبوإسحاق عنعن، وتقدم، ح:٤٦، وأبوبكر بن عياش تقدم، ح:٨٥٥، وللحديث شواهد كثيرة عند أبي داود، ح:٩٩٧ وغيره، والسند حسنه البوصيري.

٩١٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ [بُرَيْدِ] بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: صَلَّى بِنَا عَلِيٌّ، يَوْمَ الْجَمَلِ صَلَاةً ذَكَّرَنَا صَلَاةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَإِمَّا أَنْ نَكُونَ نَسِينَاهَا، وَإِمَّا أَنْ نَكُونَ تَرَكْنَاهَا، فَسَلَّمَ عَلَى يَمِينِهِ وَعَلَى شِمَالِهِ.

۹۱۷- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جنگ جمل کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں ایسی نماز پڑھائی کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی نماز کی یاد دلا دی جسے ہم فراموش کر چکے تھے یا (کوتاہی کی وجہ سے) چھوڑ بیٹھے تھے۔ (اس نماز میں) انھوں نے دائیں طرف اور بائیں طرف سلام پھیرا۔

(المعجم ٢٩) - بَابُ مَنْ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً (التحفة ٦٨)

باب:۲۹- ایک طرف سلام پھیرنا بھی درست ہے

٩١٨- حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ [الْمَدَنِيُّ]، أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمُهَيْمِنِ ابْنُ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سَلَّمَ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً تِلْقَاءَ وَجْهِهِ.

۹۱۸- حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سامنے کی طرف ایک ہی سلام پھیرا۔

٩١٩- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مُحَمَّدٍ [الصَّنْعَانِيُّ:] حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً تِلْقَاءَ وَجْهِهِ.

۹۱۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سامنے کی طرف ایک سلام پھیرا کرتے تھے۔

٩١٧ـ [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق لعلته، ومع ذلك صححه البوصيري.

٩١٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ٦/ ١٢٢، ح: ٥٧٠٣ من حديث عبدالمهيمن به، وانظر، ح: ١٦٤ لعلته.

٩١٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب منه أيضًا، ح: ٢٩٦ من حديث عمرو بن أبي سلمة (الشامي) عن زهير به، وقال: قال محمد بن إسماعيل (البخاري): "زهير بن محمد، أهل الشام يروون عنه مناكير ... الخ"، وكذا قال أحمد وغيره، وللحديث شواهد كلها ضعيفة.

٩٢٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَارِثِ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ رَاشِدٍ، عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى سَلَمَةَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى فَسَلَّمَ مَرَّةً وَاحِدَةً.

۹۲۰- حضرت سلمہ بن اکوع ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے نماز ادا فرمائی تو ایک ہی سلام پھیرا۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ باب میں تینوں روایات ہمارے فاضل محقق کے نزدیک سنداً ضعیف ہیں جبکہ مسئلہ فی نفسہ درست ہے کیونکہ یہ دیگر صحیح روایات سے ثابت ہے۔ دیکھیے: (مسند أحمد: ٢/ ٢٣٦، و سنن أبي داود، التطوع، باب في صلاة الليل، حديث: ١٣٤٥) غالباً اسی وجہ سے دیگر محققین نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح ابن ماجه، حدیث: ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰) ② سامنے کی طرف سلام کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح دونوں طرف سلام پھیرتے وقت چہرہ پوری طرح پھیرا جاتا ہے، اس طرح نہیں پھیرا بلکہ تھوڑا سا دائیں منہ پھیرا، جیسے حدیث: ۹۱۴ کے فوائد میں ذکر ہوا۔

(المعجم ٣٠) - بَابُ رَدِّ السَّلَامِ عَلَى الْإِمَامِ (التحفة ٦٩)

باب: ۳۰- امام کو سلام کا جواب دینا

٩٢١- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْهُذَلِيُّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا سَلَّمَ الْإِمَامُ فَرُدُّوا عَلَيْهِ».

۹۲۱- حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب امام سلام کہے تو اسے (سلام کا) جواب دو۔''

٩٢٢- حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ الْقَاسِمِ: أَنْبَأَنَا

۹۲۲- حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم

٩٢٠- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف يحيى بن راشد" يعني المازني البراء.

٩٢١- [ضعيف] * أبوبكر الهذلي (البصري) أخباري متروك الحديث (تقريب)، وله شاهد ضعيف عند ابن خزيمة، ١٧١١.

٩٢٢- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الرد على الإمام، ح: ١٠٠١ من حديث قتادة به، وصححه الحاكم، والذهبي * قتادة مدلس تقدم، ح: ١٧٥، ولم أجد تصريح سماعه في هٰذا الحديث.

هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نُسَلِّمَ عَلَى أَئِمَّتِنَا، وَأَنْ يُسَلِّمَ بَعْضُنَا عَلَى بَعْضٍ.

اپنے اماموں کو سلام کہیں اور ہم ایک دوسرے کو سلام کہیں۔"

فائدہ: یہ دونوں روایات ضعیف ہیں' اس لیے ان سے جواب دینے کا مسئلہ ثابت نہیں ہوتا۔

(المعجم ٣١) - **بَابٌ: وَلَا يَخُصُّ الْإِمَامُ نَفْسَهُ بِالدُّعَاءِ** (التحفة ٧٠)

باب:٣١- امام صرف اپنے لیے دعا نہ مانگے

٩٢٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِي حَيٍّ الْمُؤَذِّنِ، عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَؤُمُّ عَبْدٌ، فَيَخُصَّ نَفْسَهُ بِدَعْوَةٍ دُونَهُمْ. فَإِنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَهُمْ».

٩٢٣- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کوئی بندہ نماز پڑھائے تو انھیں (نمازیوں کو) چھوڑ کر صرف اپنے لیے دعا نہ کرے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو ان کی خیانت کی۔"

(المعجم ٣٢) - **بَابُ مَا يُقَالُ بَعْدَ التَّسْلِيمِ** (التحفة ٧١)

باب:٣٢- سلام کے بعد کی دعائیں اور اذکار

٩٢٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا سَلَّمَ لَمْ يَقْعُدْ إِلَّا مِقْدَارَ مَا يَقُولُ: «اللَّهُمَّ أَنْتَ

٩٢٤- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب سلام پھیرتے تھے تو (سلام کے بعد) صرف اتنا عرصہ بیٹھتے تھے کہ یہ دعا پڑھ لیتے: [اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وِمِنْكَ السَّلَامُ' تَبَارَكْتَ يَا ذَالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ] "اے اللہ! تو سلامتی والا ہے اور تجھی سے سلامتی (حاصل ہوتی) ہے' اے عظمت و بزرگی والے! تو بہت برکتوں والا ہے۔"

٩٢٣ـ [حسن] تقدم، ح: ٦١٩.

٩٢٤ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة وبيان صفته، ح: ٥٩٢ عن ابن أبي شيبة (وغيره) به.

السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ. تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ».

فوائد ومسائل: ① فرض نماز کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہیے۔ ② مسنون دعا صرف اسی قدر ہے جو اس حدیث میں بیان ہوئی۔ باقی جملے لوگوں کے خود ساختہ ہیں' مثلاً: [وإليك يرجع السلام' حيّنا ربنا بالسلام' وأدخلنا دارالسلام]۔ اسی طرح [تبارکت] کے بعد [ربنا و تعاليت] کے الفاظ بھی اضافہ شدہ ہیں۔ ان زائد جملوں سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ③ ''صرف اتنا عرصہ بیٹھتے'' کا مطلب یہ ہے کہ قبلہ رخ صرف اتنا عرصے بیٹھتے ورنہ ذکر واذکار کے لیے طویل عرصہ تک بیٹھنا سنت سے ثابت ہے۔ (صحيح مسلم' المساجد' باب استحباب الذكر بعد الصلاة و بيان صفته' حديث: ٥٩٢)

٩٢٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ، عَنْ مَوْلًى لِأُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ، إِذَا صَلَّى الصُّبْحَ حِينَ يُسَلِّمُ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْماً نَافِعاً، وَرِزْقاً طَيِّباً، وَعَمَلاً مُتَقَبَّلاً».

٩٢٥- حضرت ام المومنین ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب صبح کی نماز سے سلام پھیرتے تو فرماتے تھے: [اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَّ رِزْقًا طَيِّبًا وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا] ''اے اللہ! میں تجھ سے فائدہ دینے والے علم' پاک رزق اور قبول ہونے والے عمل کا سوال کرتا ہوں۔''

فوائد ومسائل: ① یہ ایک جامع دعا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اکثر ایسی دعائیں مانگتے تھے جو جامع ہوں اور تھوڑے الفاظ میں زیادہ فائدے کی چیزوں کی دعا ہو جائے۔ ② علم نافع سے مراد وہ علم ہے جس پر انسان کو عمل کی توفیق نصیب ہو اور اس سے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچے یعنی تحریر و تقریر اور اسوۂ حسنہ کے ذریعے سے دوسروں تک پہنچے تاکہ وہ بھی عمل کر کے اس شخص کی نیکیوں میں اضافے کا باعث ہوں۔ ③ پاک رزق سے مراد حلال رزق ہے جو جائز طریقے سے کمایا گیا ہو۔ ④ قبول ہونے والا عمل وہ ہے جو خالص نیت سے اللہ کی رضا کے لیے کیا جائے اور سنت کے مطابق ادا کیا جائے۔

٩٢٦- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا

٩٢٦- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے

٩٢٥ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٠٥، ٣٢٢ من حديث شعبة به * مولى لأم سلمة، اسمه عبدالله بن شداد كما في تقريب التهذيب والنكت الظراف: ١٣/ ٤٦ وغيرهما، فالسند صحيح، وله شاهد ضعيف عند الطبراني في الصغير، ح: ٧٣٥، وقال الهيثمي في المجمع: ١٠/ ١١١، "ورجاله ثقات".

٩٢٦ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الأدب، باب في التسبيح عند النوم، ح: ٥٠٦٥ من حديث شعبة عن عطاء به، وقال الترمذي، ح: ٣٤١٠: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان.

إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، وَأَبُو يَحْيَى التَّيْمِيُّ، وَ[ابْنُ] الأَجْلَحِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَصْلَتَانِ لاَ يُحْصِيهِمَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَهُمَا يَسِيرٌ، وَمَنْ يَعْمَلُ بِهِمَا قَلِيلٌ. يُسَبِّحُ اللهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلاَةٍ عَشْراً، وَيُكَبِّرُ عَشْراً، وَيَحْمَدُ عَشْراً» فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَعْقِدُهَا بِيَدِهِ: «فَذٰلِكَ خَمْسُونَ وَمِائَةٌ بِاللِّسَانِ، وَأَلْفٌ وَخَمْسُمِائَةٍ فِي الْمِيزَانِ، وَإِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ سَبَّحَ وَحَمِدَ وَكَبَّرَ مِائَةً، فَتِلْكَ مِائَةٌ بِاللِّسَانِ، وَأَلْفٌ فِي الْمِيزَانِ، فَأَيُّكُمْ يَعْمَلُ فِي الْيَوْمِ أَلْفَيْنِ وَخَمْسَمِائَةِ سَيِّئَةٍ» قَالُوا: وَكَيْفَ لاَ يُحْصِيهِمَا؟ قَالَ: «يَأْتِي أَحَدَكُمُ الشَّيْطَانُ، وَهُوَ فِي الصَّلاَةِ، فَيَقُولُ: اذْكُرْ كَذَا وَكَذَا، حَتَّى يَنْفَكَّ الْعَبْدُ لاَ يَعْقِلُ، وَيَأْتِيهِ وَهُوَ فِي مَضْجَعِهِ، فَلاَ يَزَالُ يُنَوِّمُهُ حَتَّى يَنَامَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو چیزوں پر جو شخص بھی پابندی سے عمل کرتا ہے جنت میں داخل ہو جاتا ہے اور وہ چیزیں (کام) آسان ہیں (لیکن) ان پر عمل کرنے والے کم ہیں۔ ہر نماز کے بعد دس دفعہ [سُبْحَانَ اللّٰهِ] کہے دس دفعہ [اَللّٰهُ أَكْبَرُ] کہے اور دس دفعہ [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ] کہے۔'' صحابی کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ سے اس عدد کا اشارہ کیا اور فرمایا: ''یہ زبان سے کہنے میں (پانچوں نمازوں کے حساب سے) ایک سو پچاس (کلمات) ہیں اور (قیامت کے دن نیکیوں کے) ترازو میں (ایک نیکی کا اجر دس گنا کے اعتبار سے) ایک ہزار پانچ سو ہوں گے۔ اور جب اپنے بستر پر جائے تو [سُبْحَانَ اللّٰهِ] اور [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ] اور [اَللّٰهُ أَكْبَرُ] (سب ملا کر کل) سو مرتبہ کہہ لے' یہ زبان سے کہنے میں سو ہیں اور ترازو میں (دس گنا کے حساب سے) ایک ہزار۔ بھلا تم میں سے کون ہے جو دن میں ڈھائی ہزار گناہ کرتا ہو؟'' (جب کہ نیکیاں وہ ڈھائی ہزار کماتا ہو۔) صحابہ نے عرض کیا: انسان پابندی سے یہ دونوں عمل کیوں نہیں کر سکتا؟ فرمایا: ''ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہوتا ہے کہ شیطان آ جاتا ہے اور اسے کہتا ہے: فلاں بات یاد کر، فلاں بات یاد کر حتی کہ بندہ (نماز سے) غافل ہو جاتا ہے اور جب بندہ بستر پر جاتا ہے تو شیطان آ جاتا ہے اور اسے سلانے لگتا ہے حتی کہ آدمی کو نیند آ جاتی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① نیکی کے کام کے بارے میں کوشش ہونی چاہیے کہ اسے ہمیشہ کیا جائے کیونکہ ہمیشہ کیا جانے والا تھوڑا سا نیک عمل مجموعی طور پر بہت زیادہ ہو جاتا ہے لیکن کبھی کبھار کیا جانے والا زیادہ عمل اس سے کم رہ جاتا ہے۔ ② شیطان نیکی سے روکنے کے لیے ہر حربہ استعمال کرتا ہے۔ بندے کو چاہیے کہ اس کی شرارتوں سے ہوشیار رہے

تاکہ وہ دھوکا دینے میں کامیاب نہ ہوجائے۔ ③ فرض نمازوں کے بعد [سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور اَللّٰهُ أَكْبَرُ] دس دس بار کہنا بھی درست ہے اور تینتیس تینتیس بار کہنا بھی جیسے کہ اگلی حدیث میں آ رہا ہے۔ ④ ایک نیکی کا ثواب دس گنا ملنے کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے۔ ارشاد ہے: ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾ (الأنعام:١٦٠) ''جو شخص نیکی کا کام کرے گا' اس کو دس گنا (ثواب) ملے گا۔'' ⑤ آسانی سے انجام دیے جانے والے نیک کام کو معمولی سمجھ کر نظر انداز نہیں کر دینا چاہیے۔ بعض بظاہر معمولی کام حقیقت میں بڑے اجر وثواب کا باعث ہوتے ہیں۔ ⑥ سنت سے ثابت چھوٹی چھوٹی دعائیں اوراذکار لمبے لمبے غیر مسنون اوراد ووظائف سے بہتر ہیں۔ ⑦ ''یہ ایک سو پچاس کلمات ہیں'' کا مطلب یہ ہے کہ یہ تیس کلمات جب پانچ فرض نمازوں کے بعد کہے جائیں گے تو ایک سو پچاس مجموعہ ہوگا۔

٩٢٧- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ بِشْرِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قِيلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ - وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ قُلْتُ -: يَا رَسُولَ اللهِ! ذَهَبَ أَهْلُ الْأَمْوَالِ وَالدُّثُورِ بِالْأَجْرِ، يَقُولُونَ كَمَا نَقُولُ وَيُنْفِقُونَ وَلَا نُنْفِقُ. قَالَ لِي: «أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَمْرٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ أَدْرَكْتُمْ مَنْ قَبْلَكُمْ وَفُتُّمْ مَنْ بَعْدَكُمْ، تَحْمَدُونَ اللهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ وَتُسَبِّحُونَهُ، وَتُكَبِّرُونَهُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَأَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ».

٩٢٧- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ سے عرض کیا گیا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے خود کہا: اے اللہ کے رسول! مال ودولت والے تو اجر وثواب لے گئے (اور ہم غریب پیچھے رہ گئے) زبان سے ادا کی جانے والی عبادت جس طرح ہم کرتے ہیں وہ بھی کرتے ہیں اور وہ (اپنے مال اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں اور ہم (استطاعت نہ ہونے کی وجہ سے) خرچ نہیں کرتے۔ نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''کیا میں تمھیں ایسا عمل نہ بتاؤں کہ جب تم اسے کرو گے تو آگے نکل جانے والوں کو جالو گے اور پیچھے رہ جانے والے تم تک نہ پہنچ سکیں گے۔ ہر نماز کے بعد تینتیس' تینتیس اور چونتیس بار [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ اور اَللّٰهُ أَكْبَرُ] کہا کرو۔

قَالَ سُفْيَانُ: لَا أَدْرِي أَيَّتُهُنَّ أَرْبَعٌ.

امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے فرمایا: مجھے معلوم نہیں ان میں سے کون سا کلمہ چونتیس بار ہے۔

٩٢٧- [إسناده صحيح] أخرجه الحميدي من حديث سفيان به، وصححه ابن خزيمة، ح:٧٤٨، وله طرق عند أحمد:١٥٨/٥ وغيره.

فوائد و مسائل: ① نیکیوں میں مسابقت کا جذبہ قابل قدر ہے۔ ② ذکر الٰہی بعض اوقات مالی عبادات سے بھی زیادہ ثواب کا باعث ہوتا ہے۔ ③ آگے نکل جانے والوں کو پالینے کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ بہت سی دوسری نیکیاں کر کے تم سے زیادہ بلند درجات تک پہنچ گئے ہیں، تم ذکر الٰہی کی برکت سے ان سے زیادہ درجات حاصل کر سکتے ہو۔ اور ذکر الٰہی سے غافل، دوسری نیکیاں زیادہ کرنے والے تمھارے جتنے درجات حاصل نہیں کر سکتے، اس لیے دوسری نیکیوں کے ساتھ ساتھ ذکر الٰہی کی طرف بھی توجہ ضروری ہے۔ ④ یہاں راوی کو شک ہے کہ تینوں کلمات میں سے کون سا کلمہ چونتیس بار ہے۔ دوسری روایات سے اس کا یقین ہو جاتا ہے کہ چونتیس بار کہا جانے والا کلمہ الله أكبر ہے۔ (سنن أبي داود، الأدب، باب في التسبيح عند النوم، حديث: ٥٠٦٣)

٩٢٨- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ حَبِيبٍ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ. ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي شَدَّادٌ، أَبُوعَمَّارٍ: حَدَّثَنِي أَبُوأَسْمَاءَ الرَّحَبِيُّ: حَدَّثَنِي ثَوْبَانُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. ثُمَّ يَقُولُ: «اللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ».

٩٢٨- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین بار [اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ] کہتے، پھر فرماتے: [اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَاذَالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ] ”اے اللہ! تو سلامتی والا ہے اور تجھی سے سلامتی (حاصل ہوتی) ہے۔ اے عظمت و بزرگی والے! تو بہت برکتوں والا ہے۔“

(المعجم ٣٣) - بَابُ الِانْصِرَافِ مِنَ الصَّلَاةِ (التحفة ٧٢)

باب: ٣٣- نماز سے فارغ ہو کر کس طرف منہ کرے؟

٩٢٩- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ

٩٢٩- حضرت ہُلب طائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ہمیں نماز پڑھاتے تھے تو

٩٢٨- أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة وبيان صفته، ح: ٥٩١ من حديث الوليد بن مسلم به.

٩٢٩- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب كيف الانصراف من الصلاة؟ ح: ١٠٤١ من حديث شعبة عن سماك بن حرب به، وحسنه الترمذي، والنووي في المجموع، وصححه ابن عبدالبر في الاستيعاب، وانظر، ح: ٨٠٩.

قَبِيصَةَ بْنِ هُلْبٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَمَّنَا النَّبِيُّ ﷺ فَكَانَ يَنْصَرِفُ عَنْ جَانِبَيْهِ جَمِيعاً.

دونوں طرف سے پھرتے تھے۔

فائدہ: نماز سے فارغ ہو کر امام کا قبلے سے رخ پھیر کر مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنا مسنون ہے۔ اس مقصد کے لیے دائیں طرف سے بھی گھوم کر مقتدیوں کی طرف منہ کیا جا سکتا ہے اور بائیں طرف سے بھی۔ دونوں طرح درست ہے۔

٩٣٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ. ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: لَا يَجْعَلَنَّ أَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ فِي نَفْسِهِ جُزْءاً، يَرَى أَنَّ حَقًّا لِلَّهِ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَنْصَرِفَ إِلَّا عَنْ يَمِينِهِ. قَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، أَكْثَرُ انْصِرَافِهِ عَنْ يَسَارِهِ.

٩٣٠- حضرت عبداللہ (بن مسعود) ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: کوئی شخص اپنے کام میں شیطان کا حصہ مقرر نہ کر لے۔ (وہ اس طرح) کہ صرف دائیں طرف سے گھومنا اللہ کا حق (اور اپنا فرض) سمجھ لے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اکثر بائیں طرف سے گھومتے دیکھا ہے۔

فوائد و مسائل: ① صحابۂ کرام ؓ بدعت سے اس قدر احتیاط فرماتے تھے کہ بظاہر معمولی نظر آنے والے امور میں بھی سنت پر من و عن عمل کرنا ضروری سمجھتے تھے۔ ② غیر واجب اور مستحب کو واجب کی طرح اختیار کر لینا درست نہیں۔ ایسے معاملات میں کبھی کبھار دوسرے طریقہ پر بھی عمل کر لینا چاہیے۔ ③ شیطان انسان کو افراط و تفریط دونوں طریقوں سے گمراہ کرتا ہے۔ نفل کو فرض کا درجہ دینا بھی ایک غلو ہے اس لیے حضرت ابن مسعود ؓ نے اسے شیطان کا حصہ قرار دیا ہے۔

٩٣١- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ

٩٣١- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو نماز سے (فارغ ہو کر) دائیں طرف مڑتے بھی دیکھا ہے اور

٩٣٠- أخرجه البخاري، الأذان، باب الانفتال والانصراف عن اليمين والشمال، ح:٨٥٢، ومسلم، صلاة المسافرين، باب جواز الانصراف من الصلاة عن اليمين والشمال، ح:٧٠٧ من حديث الأعمش به.

٩٣١- [إسناده حسن] أخرجه أحمد:٢/ ١٧٤، ١٧٩، ٢٠٥، ٢١٥ من حديث حسين المعلم به، وقال البوصيري: "رجاله ثقات".

قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَنْفَتِلُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ فِي الصَّلاَةِ.

بائیں طرف بھی۔

٩٣٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ وَاقِدٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ [هِنْدٍ] بِنْتِ الْحَارِثِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا سَلَّمَ قَامَ النِّسَاءُ حِينَ يَقْضِي تَسْلِيمَهُ، ثُمَّ يَلْبَثُ فِي مَكَانِهِ يَسِيراً قَبْلَ أَنْ يَقُومَ.

٩٣٢- حضرت ام المومنین ام سلمہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ سلام پھیرتے تھے تو آپ کے سلام پھیرتے ہی عورتیں اٹھ کھڑی ہوتی تھیں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اٹھنے سے پہلے کچھ دیر اپنی جگہ تشریف رکھتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① عورتوں کا مردوں کے ساتھ نماز باجماعت میں شریک ہونا مسنون ہے' تاہم ان کا گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ دیکھیے: (سنن أبي داود' الصلاة' باب ماجاء في خروج النساء إلى المسجد' حدیث:٥٦٧) ② سلام پھیرنے کے بعد عورتوں کے جلدی اٹھ جانے میں یہ حکمت ہے کہ مردوں سے اختلاط نہ ہو۔ عورتوں کی صفیں بھی اسی لیے پیچھے ہوتی ہیں کہ وہ جلدی مسجد سے نکل جائیں۔ آج کل عورتیں جمعہ کی نماز میں شرکت کے لیے مسجد میں اور عیدین کی نماز کے لیے عیدگاہ میں جاتی ہیں' ان کی جگہیں اور دروازے اگرچہ مردوں سے الگ ہوتے ہیں لیکن باہر نکل کر گزرگاہوں میں مردوں سے اختلاط ہو جاتا ہے جس سے بچنے کا اہتمام نہیں کیا جاتا۔ ظاہر بات ہے کہ یہ بات شرعاً نامناسب ہے۔

(المعجم ٣٤) - بَابُ إِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَوُضِعَ الْعَشَاءُ (التحفة ٧٣)

باب:٣٤- جب جماعت کھڑی ہو اور کھانا سامنے آ جائے

٩٣٣- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ وَأُقِيمَتِ الصَّلاَةُ، فَابْدَأُوا بِالْعَشَاءِ».

٩٣٣- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب رات کا کھانا پیش کر دیا جائے اور نماز کی اقامت ہو جائے تو پہلے کھانا کھا لو۔''

٩٣٢- [صحيح] أخرجه البخاري، الأذان، باب التسليم، ح: ٨٣٧، ٨٤٩، ٨٧٠ من حديث إبراهيم بن سعد به.

٩٣٣- أخرجه مسلم، المساجد، باب كراهة الصلاة بحضرة الطعام الذي يريد أكله في الحال . . . الخ، ح: ٥٥٧ من حديث سفيان بن عيينة به.

فوائد و مسائل: ① جب بھوک لگی ہوئی ہو اور کھانا تیار ہو تو نماز کے دوران میں توجہ کھانے کی طرف رہے گی اور نماز کما حقہ ادا نہیں ہو سکے گی' اس لیے بھوک کی صورت میں پہلے کھانا کھا لینا بہتر ہے تا کہ دلجمعی سے نماز ادا کی جا سکے۔ ② اگر کھانا تیار ہونے میں دیر ہو تو نماز پڑھ لینی چاہیے کیونکہ اس صورت میں نماز میں تاخیر سے کوئی فائدہ نہیں۔ ③ دین اسلام دین فطرت ہے' اس میں جسم اور روح دونوں کی ضروریات کا خیال رکھتے ہوئے ایک حسین توازن قائم کر دیا گیا ہے۔ ہندو جوگیوں یا عیسائی راہبوں کی طرح محض جسم کو تکلیف دینے کو نیکی سمجھ لینا گمراہی ہے۔

٩٣٤- حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَابْدَأُوا بِالْعَشَاءِ».

قَالَ: فَتَعَشَّى ابْنُ عُمَرَ لَيْلَةً، وَهُوَ يَسْمَعُ الْإِقَامَةَ.

٩٣٤- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب رات کا کھانا پیش کر دیا جائے اور نماز کھڑی ہو جائے تو پہلے کھانا کھا لو۔''

امام نافع ؒ نے فرمایا: ایک رات حضرت ابن عمر ؓ نے کھانا کھایا' حالانکہ انھیں اقامت کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

٩٣٥- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ جَمِيعاً عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا حَضَرَ الْعَشَاءُ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَأُوا بِالْعَشَاءِ».

٩٣٥- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کھانا (سامنے) آ جائے اور نماز کی اقامت ہو جائے تو پہلے کھانا کھا لو۔''

فائدہ: نماز سے پہلے کھانا کھا لینے کا حکم شدید بھوک ہی کی صورت میں ہے بصورت دیگر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے گریز' سخت نامناسب ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٣٥) - بَابُ الْجَمَاعَةِ فِي اللَّيْلَةِ الْمَطِيرَةِ (التحفة ٧٤)

باب: ٣٥- بارش والی رات میں جماعت میں شریک ہونا

٩٣٤ـ أخرجه البخاري، الأطعمة، باب إذا حضر العشاء فلا يعجل عن عشائه، ح: ٥٤٦٣، ٥٤٦٤، ومسلم، المساجد، باب كراهة الصلاة بحضرة الطعام . . . الخ، ح: ٥٥٩ من حديث أيوب به.

٩٣٥ـ أخرجه البخاري، الباب السابق، ح: ٥٤٦٥، ومسلم، الباب السابق، ح: ٥٥٨ من حديث هشام به.

٩٣٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ قَالَ: خَرَجْتُ فِي لَيْلَةٍ مَطِيرَةٍ، فَلَمَّا رَجَعْتُ اسْتَفْتَحْتُ، فَقَالَ أَبِي: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: أَبُوالْمَلِيحِ، قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ، وَأَصَابَتْنَا سَمَاءٌ لَمْ تَبُلَّ أَسَافِلَ نِعَالِنَا، فَنَادٰى مُنَادِي رَسُولِ اللهِ ﷺ: «صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ».

٩٣٦- حضرت ابوالملیح عامر رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں ایک بارش والی رات میں (نماز کے لیے گھر سے) نکلا۔ جب واپس آ کر دروازہ کھلوایا تو والد صاحب (حضرت اسامہ بن عمیر ہذلی رضی اللہ عنہ) نے کہا کون ہے؟ میں نے کہا: ابوالملیح ہوں۔ فرمایا: میں نے تو دیکھا ہے کہ ہم لوگ صلح حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ (اس دوران میں ہلکی سی) بارش ہوگئی جس سے ہمارے جوتوں کے تلوے بھی گیلے نہ ہوئے۔ (لیکن) رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے (نبی ﷺ کے حکم سے) اعلان کر دیا کہ ”اپنے ٹھکانوں پر (خیموں میں) نماز پڑھ لو۔“

فوائد ومسائل: ① بارش کے موقع پر گھر میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ ② ایسے موقع پر مؤذن کو اذان میں یہ اعلان کر دینا چاہیے کہ [صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ] ”اپنی اقامت گاہوں پر نماز پڑھ لو۔“ ③ جب کسی سے پوچھا جائے کہ آپ کون ہیں تو جواب میں اپنا نام لینا چاہیے۔ ”میں ہوں“ کہنا مناسب نہیں۔

٩٣٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُنَادِي مُنَادِيهِ، فِي اللَّيْلَةِ الْمَطِيرَةِ، أَوِ اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ ذَاتِ الرِّيحِ: «صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ».

٩٣٧- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا مؤذن بارش اور تیز ہوا والی سرد رات میں اعلان کر دیا کرتا تھا: ”گھروں میں نماز پڑھ لو۔“

٩٣٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ

٩٣٨- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

٩٣٦ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الجمعة في اليوم المطير، ح: ١٠٥٩ من حديث خالد به وله طرق أخرٰى عند أبي داود، ح: ١٠٥٧ وغيره، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي وغيرهم.

٩٣٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب التخلف عن الجماعة في الليلة الباردة أو الليلة المطيرة، ح: ١٠٦٠، ١٠٦١ من حديث أيوب به، وله طرق عند البخاري، ح: ٦٦٦، ومسلم، ح: ٦٩٧ وغيرهما.

٩٣٨ـ [حسن] أخرجه ابن خزيمة، ح: ١٨٦٦ من حديث أبي عاصم الضحاك بن مخلد به * عباد صدوق، رمي بالقدر، وكان يدلس، وتغير بآخره (تقريب)، وصرح بالسماع، ولحديثه شواهد، انظر الحديثين السابقين والآتي.

عَبْدِالْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ مَنْصُورٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَطَاءً يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ يَوْمِ مَطَرٍ: «صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ».

ہے کہ نبی ﷺ نے بارش والے دن جمعے کے روز فرمایا: ''گھروں میں نماز پڑھ لو۔''

٩٣٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ الْمُهَلَّبِيُّ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَمَرَ الْمُؤَذِّنَ أَنْ يُؤَذِّنَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَطِيرٌ. فَقَالَ: اللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لاَّ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ. أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللهِ. ثُمَّ قَالَ: نَادِ فِي النَّاسِ فَلْيُصَلُّوا فِي بُيُوتِهِمْ. فَقَالَ لَهُ النَّاسُ: مَا هٰذَا الَّذِي صَنَعْتَ؟ قَالَ: قَدْ فَعَلَ هٰذَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنِّي، تَأْمُرُنِي أَنْ أُخْرِجَ النَّاسَ مِنْ بُيُوتِهِمْ فَيَأْتُونِي يَدُوسُونَ الطِّينَ إِلٰى رُكَبِهِمْ.

٩٣٩- حضرت عبداللہ بن حارث بن نوفل رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ (ایک بار) جمعہ کے دن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مؤذن کو اذان کہنے کا حکم دیا۔ اس دن بارش ہو رہی تھی۔ مؤذن نے کہا: [اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَر۔ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ] پھر (ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مؤذن سے) فرمایا: لوگوں میں اعلان کر دو کہ گھروں میں نماز پڑھ لیں۔ (مؤذن نے صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ کہہ کر باقی اذان مکمل کر دی) لوگوں نے انھیں کہا: آپ نے یہ کیا (عجیب کام) کر دیا؟ انھوں نے فرمایا: یہ کام تو انھوں نے بھی کیا تھا جو مجھ سے افضل تھے (رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح اذان کہلوائی تھی) کیا آپ مجھ سے یہ چاہتے ہیں کہ میں لوگوں کو گھروں سے نکالوں اور وہ گھٹنوں تک کیچڑ میں دھنستے ہوئے میرے پاس (نماز باجماعت کی ادائیگی کے لیے) آئیں؟

فوائد ومسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ [صَلُّوا فِي الرِّحَالِ] کے کلمات [حَيَّ عَلَى الصَّلَاة] اور [حَيَّ عَلَى الفَلَاحِ] کے عوض کہے جائیں گے۔ ② اسلام آسانی والا دین ہے' اس میں بہت سی رخصتیں موجود ہیں' اس کے باوجود اس کے احکام پر عمل میں کوتاہی کرنا ایمان کی کمزوری کی علامت ہے۔ ③ جو مسئلہ کبھی کبھار سامنے آتا

٩٣٩- أخرجه البخاري، الأذان، باب الكلام في الأذان، ح:٦١٦، ومسلم، صلوة المسافرين، باب الصلاة في الرحال في المطر، ح:٦٩٩ من حديث عاصم وغيره به.

ہے' اکثر لوگ اس سے واقف نہیں ہوتے۔ ان کے اعتراض پر ناراض ہونے کے بجائے مسئلہ کی وضاحت کر دینی چاہیے۔ ④ بارش کی وجہ سے گھروں میں نماز کی اجازت صرف پنجگانہ نمازوں ہی کے لیے نہیں بلکہ جمعہ کی نماز کا بھی یہی حکم ہے۔

(المعجم ٣٦) - بَابُ مَا يَسْتُرُ الْمُصَلِّي (التحفة ٧٥)

باب:٣٦- نمازی کا سترہ

٩٤٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي، وَالدَّوَابُّ تَمُرُّ بَيْنَ أَيْدِينَا، فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «مِثْلُ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ تَكُونُ بَيْنَ يَدَيْ أَحَدِكُمْ، فَلَا يَضُرُّهُ مَنْ مَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ».

٩٤٠- حضرت طلحہ بن عبیداللہ تیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم نماز پڑھ رہے تھے اور جانور ہمارے سامنے سے گزر رہے تھے۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی تو آپ نے فرمایا: ''کسی کے سامنے کجاوے کی پچھلی لکڑی جتنی چیز (سترہ کے طور پر) موجود ہو تو آگے سے گزرنے والا اسے کوئی نقصان نہ دے گا۔''

فوائد ومسائل: ① جب کوئی شخص ایسی جگہ نماز پڑھ رہا ہو جہاں عام لوگوں کا اس کے آگے سے گزرنے کا اندیشہ ہو تو سترہ رکھ لینا مسنون ہے۔ ② سترہ کس طرح کا یا کتنا اونچا ہو؟ اس کی حد اس حدیث سے متعین ہو جاتی ہے کہ وہ کجاوے کی پچھلی لکڑی جتنا ہو۔ یہ تقریباً سوا یا ڈیڑھ فٹ ہوتی ہے۔ اس اعتبار سے سترہ کم از کم سوا یا ڈیڑھ فٹ اونچا ہونا چاہیے۔ ③ اس میں اشارہ ہے کہ اگر نمازی کے آگے سے کوئی شخص گزرے تو نمازی کی نماز متاثر ہو گی۔ اس سے بعض علماء نے یہ مراد لیا ہے کہ خشوع وخضوع میں فرق پڑتا ہے جب کہ سترہ ہونے کی صورت میں نمازی کی توجہ محدود جگہ میں رہتی ہے۔ صحیح مسلم میں ارشاد نبوی ہے کہ بغیر سترہ کے نماز پڑھنے والے کی نماز عورت' گدھے اور کالے کتے کے گزرنے سے ٹوٹ جاتی ہے۔ (صحیح مسلم' الصلاۃ' باب قدر مایستر المصلي' حدیث:٥١٠) سنن ابن ماجہ میں (حدیث:٩٤٩) المرأۃ الحائض کے الفاظ ہیں جس سے مراد بالغ عورت ہے۔ ممکن ہے اس سے یہ مراد ہو کہ عورت ایام حیض میں ہو تو اس کے گزرنے سے نماز ٹوٹتی ہے ورنہ نہیں لیکن پہلا مفہوم زیادہ صحیح محسوس ہوتا ہے۔ واللہ أعلم. ④ شیخ احمد شاکر رحمہ اللہ (مصری) نے سنن ابوداود کی حدیث [لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ] (سنن أبي داود' الصلاۃ' باب من قال لا یقطع الصلاۃ شيء' حدیث:٧١٩) ''نماز کسی چیز کے گزرنے سے نہیں ٹوٹتی۔'' کو ان تمام احادیث کا ناسخ قرار دیا ہے۔ اور مزید کہا ہے کہ (سنن دارقطني:٣/٣٦٧، وسنن الکبرٰی للبیهقي:٢/٢٧٨)

٩٤٠- أخرجه مسلم، الصلاة، باب سترة المصلي والندب إلى الصلاة إلى سترة ... الخ، ح: ٤٩٩ من حديث ابن نمير وغيره به.

کی روایت سے اس رائے کی تائید ہوتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (جامع الترمذي' الصلاة' باب ماجاء أنه لايقطع الصلاة إلا الكلب والحمار والمرأة' حديث:٣٣٨ حاشيه شيخ احمد شاكر رحمه الله) ④ سترے کا مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص گزرنا چاہے تو سترے سے پرے گزر جائے' سترے اور نمازی کے درمیان سے نہ گزرے۔

٩٤١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ [رَجَاءٍ] الْمَكِّيُّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ تُخْرَجُ لَهُ حَرْبَةٌ فِي السَّفَرِ، فَيَنْصِبُهَا فَيُصَلِّي إِلَيْهَا.

٩٤١- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: سفر میں نبی ﷺ کی خدمت میں برچھی پیش کی جاتی تھی۔ آپ اسے (زمین میں) گاڑ کر اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ سفر میں بھی سترے کا اہتمام فرماتے تھے۔

٩٤٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ حَصِيرٌ يُبْسَطُ بِالنَّهَارِ وَيَحْتَجِرُهُ بِاللَّيْلِ، يُصَلِّي إِلَيْهِ.

٩٤٢- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی ایک چٹائی تھی جسے دن کے وقت بچھا دیا جاتا تھا اور رات کے وقت آپ اسے آڑ بنا کر اس کی طرف (منہ کر کے) نماز پڑھتے تھے۔

فائدہ: اس سے گھر میں سترے کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے۔

٩٤٣- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ أَبُو بِشْرٍ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ الْأَسْوَدِ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ

٩٤٣- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص نماز پڑھے تو چہرے کے

٩٤١ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب سترة الإمام سترة من خلفه، ح:٤٩٤، ومسلم، الصلاة، باب سترة المصلي والندب إلى الصلاة إلى سترة . . . الخ، ح:٥٠١ من حديث عبيدالله بن عمر به مطولاً .

٩٤٢ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب صلاة الليل، ح:٧٣٠، ومسلم، صلاة المسافرين، باب فضيلة العمل الدائم من قيام الليل وغيره . . . الخ، ح:٧٨٢ من حديث سعيد المقبري به مطولاً .

٩٤٣ـ [ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الخط إذا لم يجد عصًا، ح:٦٨٩، ٦٩٠ من حديث إسماعيل به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، وضعفه سفيان بن عيينة، والطحاوي، والدارقطني، والبغوي في شرح السنة وغيرهم، وهو الصواب .

ابْنُ أُمَيَّةَ. ح: وَحَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ أَبِي عَمْرِو بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ جَدِّهِ حُرَيْثِ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ شَيْئاً، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَنْصِبْ عَصاً، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَخُطَّ خَطًّا، ثُمَّ لاَ يَضُرُّهُ مَا مَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ».

آگے کوئی چیز (سترے کے طور پر) رکھ لے اگر کچھ نہ ملے تو عصا گاڑ لے اگر وہ بھی نہ ملے تو لکیر کھینچ لے پھر اس کے آگے سے جو کچھ بھی گزر جائے گا اسے کوئی نقصان نہ دے گا۔"

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے اس لیے اس روایت سے خط کھینچنے کا مسئلہ ثابت نہیں ہوتا۔

(المعجم ٣٧) - بَابُ الْمُرُورِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي (التحفة ٧٦)

باب: ۳۷- نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ

٩٤٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: أَرْسَلُونِي إِلَى زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَسْأَلُهُ عَنِ الْمُرُورِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي، فَأَخْبَرَنِي عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَأَنْ يَقُومَ أَرْبَعِينَ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ».

۹۴۴- حضرت بسر بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: (کچھ افراد نے) مجھے حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ کی خدمت میں نمازی کے آگے سے گزرنے کا مسئلہ پوچھنے کے لیے بھیجا۔ انھوں نے مجھے بتایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "اس کے آگے سے گزرنے کی نسبت چالیس تک ٹھہرے رہنا بہتر ہے۔"

قَالَ سُفْيَانُ: فَلاَ أَدْرِي أَرْبَعِينَ سَنَةً، أَوْ شَهْراً، أَوْ صَبَاحاً، أَوْ سَاعَةً.

حضرت سفیان (بن عیینہ) رحمہ اللہ نے فرمایا: مجھے نہیں معلوم کہ حدیث میں چالیس سال کا لفظ ہے یا (چالیس) مہینے یا دن یا گھڑیاں۔

فوائد ومسائل: ① نمازی کے آگے سے گزرنا اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس سے بچنے کے لیے طویل مدت تک ٹھہرنا پڑے تو ٹھہرنا چاہیے۔ ② محدثین کرام حدیث کی روایت میں اس قدر احتیاط سے کام لیتے تھے کہ جس لفظ کے بارے میں شک ہوا اس کی وضاحت کر دی اس لیے قابل اعتماد سند کے ساتھ روایت ہونے والی حدیث پر عمل کرنا

٩٤٤_ [صحيح] انظر الحديث الآتي.

واجب ہے' البتہ ضعیف حدیث میں چونکہ نبی علیہ السلام کی طرف نسبت یقینی نہیں ہوتی' اس لیے اس پر عمل نہیں کیا جاتا۔

٩٤٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ أَرْسَلَ إِلَى أَبِي جُهَيْمٍ الْأَنْصَارِيِّ يَسْأَلُهُ: مَا سَمِعْتَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الرَّجُلِ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيِ الرَّجُلِ وَهُوَ يُصَلِّي؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُكُمْ مَا لَهُ فِي أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْ أَخِيهِ وَهُوَ يُصَلِّي، كَانَ لَأَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ». قَالَ: لَا أَدْرِي أَرْبَعِينَ عَاماً، أَوْ أَرْبَعِينَ شَهْراً، أَوْ أَرْبَعِينَ يَوْماً «خَيْرٌ لَهُ مِنْ ذٰلِكَ».

٩٤٥- حضرت بسر بن سعید رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوجہیم انصاری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیغام بھیجا (کہ یہ بتائیے) آپ نے نبی ﷺ سے نمازی کے آگے سے کسی کے گزرنے کے بارے میں کیا سنا ہے؟ انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے: ''اگر کسی کو معلوم ہو جائے کہ جب اس کا بھائی نماز پڑھ رہا ہو تو اس (نمازی) کے آگے سے گزرنے کا کیا گناہ ہے تو چالیس...... معلوم نہیں چالیس سال فرمایا' یا چالیس ماہ یا چالیس دن...... تک ٹھہرنے کو بہتر سمجھے۔''

٩٤٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ مَوْهَبٍ، عَنْ عَمِّهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُكُمْ مَا لَهُ فِي أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْ أَخِيهِ، مُعْتَرِضاً فِي الصَّلَاةِ، كَانَ لَأَنْ يُقِيمَ مِائَةَ عَامٍ خَيْرٌ لَهُ مِنَ الْخَطْوَةِ الَّتِي خَطَاهَا».

٩٤٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر کسی کو معلوم ہو کہ اپنے بھائی کے سامنے سے ایک طرف سے دوسری طرف گزرنے پر' جب کہ وہ نماز پڑھ رہا ہو' کتنا گناہ ہے تو وہ اپنے اٹھائے ہوئے ایک قدم کی نسبت سو سال تک ٹھہرے رہنا بہتر سمجھے۔''

(المعجم ٣٨) - بَابُ مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ (التحفة ٧٧)

باب: ٣٨- کس چیز کے گزرنے سے نماز ٹوٹتی ہے؟

٩٤٥ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب إثم المار بين يدي المصلي، ح: ٥١٠، ومسلم، الصلاة، باب منع المار بين يدي المصلي، ح: ٥٠٧ من حديث أبي النضر به.

٩٤٦ـ [إسناده ضعيف] * عبيدالله ليس بالقوي (تقريب)، وعمه مستور، قال الإمام الشافعي: لا نعرفه (تهذيب).

٩٤٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي بِعَرَفَةَ، فَجِئْتُ أَنَا وَالْفَضْلُ عَلٰى أَتَانٍ، فَمَرَرْنَا عَلٰى بَعْضِ الصَّفِّ، فَنَزَلْنَا عَنْهَا وَتَرَكْنَاهَا، ثُمَّ دَخَلْنَا فِي الصَّفِّ.

۹۴۷- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ میدان عرفات میں نماز پڑھ رہے تھے۔ میں اور فضل رضی اللہ عنہ ایک گدھی پر سوار ہوکر آئے، اور ہم صف کے کچھ حصے کے سامنے سے گزرے' پھر ہم اس سے اترے اور اسے چھوڑ دیا' پھر ہم صف میں شامل ہو گئے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ نمازی کے آگے سے گدھا گزر جائے تو نماز نہیں ٹوٹتی جب کہ حدیث: ۹۵۰ تا ۹۵۲ میں آ رہا ہے کہ گدھے کے گزرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے لیکن نماز نہ ٹوٹنے پر اس حدیث سے استدلال قوی نہیں کیونکہ امام کا سترہ مقتدیوں کے لیے کافی ہوتا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنے امام نبی اکرم ﷺ کے سامنے سے نہیں گزرے تھے۔

٩٤٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ قَيْسٍ، هُوَ قَاصُّ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ [أُمِّهِ]، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فِي حُجْرَةِ أُمِّ سَلَمَةَ، فَمَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ عَبْدُ اللهِ، أَوْ عُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، فَقَالَ بِيَدِهِ. فَرَجَعَ. فَمَرَّتْ زَيْنَبُ بِنْتُ أُمِّ سَلَمَةَ، فَقَالَ بِيَدِهِ هٰكَذَا، فَمَضَتْ، فَلَمَّا صَلّٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: «هُنَّ أَغْلَبُ».

۹۴۸- حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے بیان فرمایا: رسول اللہ ﷺ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ کے سامنے سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ یا عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہما گزرنے لگے تو نبی ﷺ نے ہاتھ (کے اشارے) سے روکا' وہ واپس پلٹ گئے' پھر حضرت زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا گزرنے لگیں تو آپ ﷺ نے ہاتھ سے اسی طرح منع کیا لیکن وہ گزر گئیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''عورتیں غالب آ جاتی ہیں۔''

فائدہ: حضرت عبداللہ' عمر اور زینب رضی اللہ عنہم حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں۔ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے

٩٤٧ـ أخرجه البخاري، العلم، باب متى يصح سماع الصغير، ح: ٧٦، ٤٩٣، ٨٦١، ١٨٥٧، ٤٤١٢، ومسلم، الصلاة، باب سترة المصلي والندب إلى الصلاة إلى السترة . . . الخ، ح: ٥٠٤ من حديث الزهري به مختصرًا ومطولاً.

٩٤٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٩٤ عن وكيع به، وقال: "عن أمه" * قيس المدني مجهول (تقريب)، وفي بعض الأسانيد: عن أمه، وهي مجهولة الحال أيضًا، راجع التهذيب وغيره، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف . . . الخ".

بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام سلمہ ؓ سے نکاح کیا اور ان بچوں نے رسول اللہ ﷺ کے زیر سایہ پرورش پائی' اس لیے یہ حضرات صغار صحابہ میں شمار ہوتے ہیں کیونکہ انھیں بچپن میں آپ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ تاہم بیان کردہ واقعہ صحیح نہیں ہے کیونکہ حدیث ضعیف ہے۔

٩٤٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ: حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْكَلْبُ الْأَسْوَدُ، وَالْمَرْأَةُ الْحَائِضُ».

۹۴۹- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کالا کتا اور حیض والی (یا بالغ) عورت نماز توڑ دیتے ہیں۔''

٩٥٠- حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ أَبُو طَالِبٍ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ [زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى]، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْمَرْأَةُ وَالْكَلْبُ وَالْحِمَارُ».

۹۵۰- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''عورت' کتا اور گدھا نماز توڑ دیتے ہیں۔''

٩٥١- حَدَّثَنَا جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْمَرْأَةُ وَالْكَلْبُ وَالْحِمَارُ».

۹۵۱- حضرت عبداللہ بن مغفل ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''عورت' کتا اور گدھا نماز توڑ دیتے ہیں۔''

٩٥٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

۹۵۲- حضرت ابوذر ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ

٩٤٩ـ **[إسناده صحيح]** أخرجه أبوداود، الصلاة، باب ما يقطع الصلاة، ح: ٧٠٣ من حديث يحيى به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان وغيرهما، ولا يضره إيقاف من أوقفه.

٩٥٠ـ **[صحيح]** أخرجه أحمد: ٢/ ٢٩٩ عن معاذ به، قتادة عنعن، وتقدم، ح: ١٧٥، ولحديثه شواهد، انظر، ح: ٩٥٢ وغيره، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح".

٩٥١ـ **[صحيح]** أخرجه أحمد: ٤/ ٨٦، ٥/ ٥٧ من حديث سعيد بن أبي عروبة به * الحسن تقدم، ح: ٧١، وقتادة تقدم، ح: ١٧٥، وسعيد، تقدم، ح: ٤٢٩، وعنعنوا، والحديث الآتي شاهد له.

٩٥٢ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب قدر ما يستر المصلي، ح: ٥١٠ عن محمد بن بشار وغيره به.

مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ حُمَيْدِ ابْنِ هِلاَلٍ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الصَّامِتِ ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : «يَقْطَعُ الصَّلاَةَ ، إِذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَ يَدَيِ الرَّجُلِ مِثْلُ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ ، الْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ وَالْكَلْبُ الأَسْوَدُ» .

نے فرمایا: ''جب آدمی کے سامنے کجاوے کی پچھلی لکڑی جیسی کوئی چیز (سترہ کے طور پر) موجود نہ ہو تو عورت' گدھا اور کالا کتا نماز توڑ دیتے ہیں۔''

قَالَ ، قُلْتُ : مَا بَالُ الأَسْوَدِ مِنَ الأَحْمَرِ ؟ فَقَالَ : سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَمَا سَأَلْتَنِي ، فَقَالَ : «الْكَلْبُ الأَسْوَدُ شَيْطَانٌ» .

حضرت عبداللہ بن صامت رحمہ اللہ نے عرض کیا: سیاہ اور سرخ میں فرق کی کیا وجہ ہے؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس طرح تو نے مجھ سے پوچھا ہے' اسی طرح میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تھا چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ''کالا کتا شیطان ہوتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① حدیث کا مطلب یہ ہے کہ شیطان کالے کتے کو نمازی کے سامنے لاتا ہے یا خود شیطان کتے کی صورت بن کر آ جاتا ہے تاکہ نمازی کی توجہ اس کی طرف ہو جائے۔ ویسے بھی بعض جانوروں میں شیطان سے مناسبت پائی جاتی ہے اور ان میں شرارت کا مادہ زیادہ ہوتا ہے۔ ② ان کے گزرنے سے واقعی نماز ٹوٹ جاتی ہے' اس کی بابت اختلاف ہے۔ علماء کا ایک گروہ نماز ٹوٹ جانے کا قائل ہے جیسا کہ حدیث کے ظاہری الفاظ سے معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے علماء کہتے ہیں کہ نماز ٹوٹنے سے مراد خشوع خضوع میں کمی ہے۔ ایک تیسری رائے یہ ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے اور اس کی ناسخ یہ حدیث ہے' [لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ] (سنن أبي داود' الصلاة' باب من قال لا يقطع...... حدیث:۷۱۹) ''نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی'' لیکن پہلا موقف راجح ہے کیونکہ اس کی تائید ایک اور صحیح حدیث سے ہوتی ہے جس میں ہے: [تُعَادُ الصَّلَاةُ مِنْ مَمَرِّ الْحِمَارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْكَلْبِ الْأَسْوَدِ] (الصحيحة: ۷/ ۹۵۹' حدیث:۳۳۲۳) ''گدھے' عورت اور سیاہ کتے کے گزرنے پر نماز لوٹائی جائے۔'' اور جنھوں نے [لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ] سے استدلال کیا ہے ان کے نزدیک تو اس عموم سے وہ تین چیزیں خارج ہوں گی جن کے گزرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور وہ ہیں: عورت' گدھا اور کالا کتا۔ اس حدیث کے عموم سے مذکورہ تینوں چیزیں مستثنیٰ ہوں گی یعنی ان کے گزرنے سے نماز ٹوٹ جائے گی اور اس کا اعادہ ضروری ہوگا' البتہ ان کے علاوہ کسی چیز کے گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹے گی۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٣٩) - بَابُ ادْرَأْ مَا اسْتَطَعْتَ (التحفة ٧٨)

باب:۳۹- آگے سے گزرنے والے کو ممکن حد تک روکنا

٩٥٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى أَبُو الْمُعَلَّى، عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِيِّ قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ، مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ، فَذَكَرُوا الْكَلْبَ وَالْحِمَارَ وَالْمَرْأَةَ، فَقَالَ: مَا تَقُولُونَ فِي الْجَدْيِ؟ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي يَوْماً، فَذَهَبَ جَدْيٌ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَبَادَرَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْقِبْلَةَ.

۹۵۳- حضرت حسن عرنی رشلظہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کی مجلس میں نماز توڑنے والی چیزوں کی بات چلی تو حاضرین نے کتے، گدھے اور عورت کا ذکر کیا۔ ابن عباس ؓ نے فرمایا: آپ لوگوں کا میمنے کے بارے میں کیا خیال ہے؟ ایک دن رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک میمنا آپ کے سامنے سے گزرنے لگا تو رسول اللہ ﷺ جلدی سے قبلے کی طرف آگے بڑھ گئے۔

فوائد ومسائل: ① نمازی کو چاہیے کہ سامنے سے کسی بھی چیز کو نہ گزرنے دے۔ ② رسول اللہ ﷺ اس لیے آگے بڑھ گئے کہ آگے سے گزرنے کا راستہ کم ہو جائے اور میمنا پیچھے سے گزر جائے۔ ③ یہ روایت بعض حضرات کے نزدیک صحیح ہے۔

٩٥٤- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيُصَلِّ إِلَى سُتْرَةٍ وَلْيَدْنُ مِنْهَا. وَلَا يَدَعْ [أَحَداً] يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ. فَإِنْ جَاءَ أَحَدٌ يَمُرُّ، فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّهُ شَيْطَانٌ».

۹۵۴- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص نماز پڑھے تو اسے چاہیے کہ سترہ (سامنے رکھ کر اس) کی طرف نماز پڑھے اور اس سے قریب ہو کر کھڑا ہو اور کسی کو سامنے سے گزرنے نہ دے۔ اگر کوئی گزرنے لگے تو اس سے لڑے کیونکہ وہ شیطان ہے۔“

فوائد ومسائل: ① اگر نمازی ایسی جگہ نماز پڑھے جہاں اسے خیال ہو کہ کوئی آگے سے گزر سکتا ہے تو اسے سترہ ضرور رکھ لینا چاہیے۔ ② دیوار یا ستون بھی سترہ بن سکتا ہے۔ ③ نمازی اور سترے کے درمیان بہت زیادہ فاصلہ نہیں ہونا چاہیے ورنہ سترے کا مقصد فوت ہو جائے گا۔ ④ اگر کوئی شخص نمازی اور سترے کے درمیان سے گزرنا چاہے تو اسے اشارے سے روکنا چاہیے، نہ رکے تو سختی سے روکنا چاہیے۔ اگر دھکا دینا پڑے تو اس طرح ہی روک

٩٥٣_ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات، إلا أنه منقطع، قال أحمد وابن معين: لم يسمع الحسن (العرني) من ابن عباس".

٩٥٤_ أخرجه مسلم، الصلاة، باب منع المار بين يدي المصلي، ح: ٥٠٥ من حديث زيد به.

دے۔ ''لڑنے'' سے یہی مراد ہے۔ ⑤ گزرنے والے کو شیطان کہنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ شیطان کے بہکانے کی وجہ سے یہ کام کر رہا ہے یا مطلب یہ ہے کہ اس کے ساتھ شیطان ہے جو اسے گزرنے پر مجبور کر رہا ہے جیسے کہ اگلی روایت میں ہے۔

٩٥٥- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَمَّالُ، وَالْحَسَنُ بْنُ دَاوُدَ الْمُنْكَدِرِيُّ قَالاَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، عَنِ الضَّحَّاكِ ابْنِ عُثْمَانَ، عَنْ صَدَقَةَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي، فَلاَ يَدَعْ أَحَداً يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ، فَإِنَّ مَعَهُ الْقَرِينَ».

٩٥٥- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص جب نماز پڑھ رہا ہو تو اسے چاہیے کہ کسی کو اپنے سامنے سے نہ گزرنے دے۔ اگر وہ (گزرنے والا پیچھے ہٹنے سے) انکار کرے تو اس سے لڑائی کرے کیونکہ اس کے ساتھ ایک ساتھی (شیطان) ہے۔''

وَقَالَ الْمُنْكَدِرِيُّ: فَإِنَّ مَعَهُ الْعُزَّى.

منکدری نے کہا: اس کے ساتھ عزیٰ ہے۔

(المعجم ٤٠) - **بَابُ مَنْ صَلَّى وَبَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ شَيْءٌ** (التحفة ٧٩)

باب: ۴۰- اگر نمازی کے سامنے کوئی چیز ہو

٩٥٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ، وَأَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ، كَاعْتِرَاضِ الْجَنَازَةِ.

٩٥٦- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ رات کو نماز (تہجد) ادا کرتے تھے اور میں آپ کے سامنے قبلے کی طرف اس طرح لیٹی ہوئی ہوتی تھی جس طرح جنازہ پڑا ہوتا ہے۔

فوائد ومسائل: ① جنازے کی طرح لیٹنے کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح جنازہ نمازیوں کے سامنے رکھا ہوتا ہے کہ ایک طرف سر اور ایک طرف پاؤں ہوتے ہیں' میں بھی اسی طرح لیٹی ہوتی تھی کہ ایک طرف سر ہوتا تھا اور پاؤں اس جگہ ہوتے تھے جہاں نبی ﷺ نے سجدہ کرنا ہوتا تھا۔ جب آپ ﷺ سجدہ کرنا چاہتے تو ام المومنین ؓ پاؤں سمیٹ لیتی تھیں۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الصلاة' باب التطوع خلف المرأة' حدیث: ۵۱۳) ② اگر نمازی کے سامنے کوئی لیٹا ہوا ہو تو اس کا وہ حکم نہیں جو آگے سے گزرنے والے کا ہے۔

٩٥٥_ أخرجه مسلم، الصلاة، الباب السابق، ح: ٥٠٦ عن هارون بن عبدالله وغيره به.

٩٥٦_ أخرجه مسلم، الصلاة، باب الاعتراض بين يدي المصلي، ح: ٥١٢ عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره به.

٩٥٧- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ، وَ سُوَيْدُ ابْنُ سَعِيدٍ قَالاَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّهَا قَالَتْ: كَانَ فِرَاشُهَا بِحِيَالِ مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۹۵۷- حضرت زینب بنت ابوسلمہ ؓ نے اپنی والدہ (ام المومنین ام سلمہ ؓ) سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ ان (ام المومنین ؓ) کا بستر رسول اللہ ﷺ کے سجدہ کے مقام کے برابر ہوتا تھا۔

فائدہ: نماز پڑھتے وقت اگر نمازی کی بیوی قریب لیٹی ہوئی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ اس صورت میں یہ شبہ نہیں کرنا چاہیے کہ نماز کے دوران میں اس کی طرف توجہ ہونے کا اندیشہ ہے۔ اگر واقعی اس قسم کی صورت حال پیش آ جائے کہ نمازی کما حقہ توجہ نہ رہ سکے تو اجتناب کر سکتا ہے ورنہ جواز میں کوئی شبہ نہیں۔

٩٥٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ: حَدَّثَتْنِي مَيْمُونَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي وَأَنَا بِحِذَائِهِ، وَرُبَّمَا أَصَابَنِي ثَوْبُهُ إِذَا سَجَدَ.

۹۵۸- نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت میمونہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نماز پڑھتے تھے اور میں آپ کے برابر (لیٹی) ہوتی تھی۔ جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تو بعض اوقات مجھے آپ کا کپڑا چھو جاتا۔

فائدہ: ام المومنین ؓ کا مقصد یہ ہے کہ وہ نبی ﷺ سے بہت قریب آرام فرما رہی ہوتی تھیں حتی کہ سجدہ کرتے وقت آپ ﷺ کی چادر مبارک ام المومنین ؓ کے جسم کو چھوتی تھی۔

٩٥٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ:

۹۵۹- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت

٩٥٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في الفرش، ح:٤١٤٨ من حديث يزيد به.

٩٥٨ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب:(٣٠)، ح:٣٣٣، ٣٧٩، ٣٨١، ٥١٧، ٥١٨، ومسلم، الصلاة، باب الاعتراض بين يدي المصلي، ح:٥١٣ عن ابن أبي شيبة وغيره من حديث الشيباني به [والمساجد، باب جواز الجماعة في النافلة . . . الخ، ح:٥١٣].

٩٥٩ـ [حسن] ﴿ أبوالمقدام هشام بن زياد متروك (تقريب)، وله علة أخرى عند مسلم في مقدمة صحيحه(٦: ٩)، وتابعه متروك مثله: صالح بن حسان، عند ابن ماجه، ح:١١٨١ وغيره، ولهما طريق آخر مظلم، ضعيف عند أبي داود، ح:٦٩٤ وغيره، الراوي عن محمد بن كعب وعبدالملك بن محمد مجهولان، وعبدالله بن يعقوب مجهول الحال، وله طريق حسن عند الطبراني في الأوسط:٦/١١٨، ح:٥٢٤٢.

حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ : حَدَّثَنِي أَبُو الْمِقْدَامِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُصَلَّى خَلْفَ الْمُتَحَدِّثِ وَالنَّائِمِ.

ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے باتیں کرنے والے اور سوئے ہوئے کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔

فوائد و مسائل: ① گزشتہ حدیثوں سے معلوم ہو چکا ہے کہ سوئے ہوئے انسان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔ اس حدیث سے اس کے برعکس معلوم ہوتا ہے اس لیے اس نہی کو تنزیہ پر محمول کیا جائے گا' یعنی اس سے اجتناب بہتر ہے جبکہ اس سے نماز کے خشوع اور توجہ میں فرق آ تا ہو۔ ② جب سامنے کچھ لوگ بیٹھے باتیں کر رہے ہوں تب بھی نماز سے توجہ ہٹتی ہے' اس لیے ایسی جگہ نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔

(المعجم ٤١) - بَابُ النَّهْيِ أَنْ يُسْبَقَ الْإِمَامُ بِالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ (التحفة ٨٠)

باب: ۴۱- امام سے پہلے رکوع اور سجدہ کرنا منع ہے

٩٦٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعَلِّمُنَا أَنْ لَا نُبَادِرَ الْإِمَامَ بِالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا . وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا .

۹۶۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ہمیں تعلیم دیتے تھے کہ ہم رکوع اور سجدے میں امام سے جلدی نہ کریں۔ (اور فرماتے تھے کہ) جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر (اللہ اکبر) کہو اور جب وہ سجدہ کرے تب تم سجدہ کرو۔

فوائد و مسائل: ① نماز شروع کرتے وقت اور ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہوتے وقت امام سے پہلے حرکت کرنا سخت منع ہے۔ ② صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہوتے وقت رسول اللہ ﷺ سے اس قدر پیچھے رہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ جب اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں جاتے تو جب تک آپ ﷺ زمین پر سر مبارک نہ رکھ دیتے' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم قومے ہی میں کھڑے رہتے' سجدے کے لیے نہ جھکتے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الأذان' باب متى يسجد من خلف الإمام؟ حديث: ۶۹۰' وصحيح مسلم' الصلاة' باب متابعة الإمام والعمل بعده' حديث: ۴۷۴)

٩٦٠ــ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٤٠ عن محمد بن عبيد به، وأخرجه مسلم، الصلاة، باب النهي عن مبادرة الإمام بالتكبير وغيره، ح: ٤١٥ من حديث عيسى بن يونس عن الأعمش به.

٩٦١- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ، وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالاَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلاَ يَخْشَى الَّذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ قَبْلَ الإِمَامِ أَنْ يُحَوِّلَ اللهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ؟».

۹۶۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے کیا اسے اس بات سے خوف نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا سر بنادے؟''

فوائد و مسائل: ① اس قدر سخت وعید سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام سے پہلے رکوع اور سجدے سے سر اٹھانا بہت بڑا گناہ ہے۔ ② عام طور پر اللہ تعالیٰ گناہوں کی اس قسم کی سزا دنیا میں نہیں دیتا لیکن ایسا ممکن ہے کہ کسی شخص کو دنیا ہی میں سزا مل جائے بالخصوص جب وہ عناد یا تکبر کی بنا پر گناہ کا ارتکاب کرے۔ ③ امام سے پہلے سر اٹھا لینے سے اسے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ اس جلد بازی کے ذریعے سے وہ امام سے پہلے نماز سے فارغ تو نہیں ہو سکتا' پھر ایسی بے فائدہ حرکت حماقت ہی تو ہے۔

٩٦٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرٍ شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ زِيَادِ بْنِ خَيْثَمَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ دَارِمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي قَدْ بَدَّنْتُ، فَإِذَا رَكَعْتُ فَارْكَعُوا، وَإِذَا رَفَعْتُ فَارْفَعُوا، وَإِذَا سَجَدْتُ فَاسْجُدُوا، وَلاَ أُلْفِيَنَّ رَجُلاً يَسْبِقُنِي إِلَى الرُّكُوعِ، وَلاَ إِلَى السُّجُودِ».

۹۶۲- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرا بدن بھاری ہو گیا ہے تو جب میں رکوع کروں تب رکوع کیا کرو' جب میں سر اٹھاؤں تب تم سر اٹھاؤ اور جب میں سجدہ کروں تب تم سجدہ کرو۔ میں کسی آدمی کو ہرگز ایسا کرتے نہ دیکھوں کہ وہ مجھ سے پہلے رکوع یا سجدہ میں چلا جائے۔''

فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں سختی سے تنبیہ کی گئی ہے کہ امام سے پہلے نہ رکوع کیا جائے اور نہ

٩٦١ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب تحريم سبق الإمام بركوع أو سجود ونحوهما، ح: ٤٢٧ من حديث حماد بن زيد به.

٩٦٢ـ [صحيح] * أبوإسحاق تقدم، ح: ٤٦، ودارم مجهول(تقريب)، فالسند ضعيف، له شواهد، منها الحديث الآتي.

سجدہ۔ ② رسول اللہ ﷺ کا جسم مبارک عمر کے تقاضے کی وجہ سے قدرے بھاری ہوگیا تھا' ممکن ہے کسی نوجوان چست آدمی کو یہ خیال آ جائے کہ نبی ﷺ تو جسمانی کیفیت کی وجہ سے نماز آہستہ رفتار سے پڑھتے ہیں' ہم لوگ جو جلدی کر سکتے ہیں تو ہمیں جلدی کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ نبی ﷺ نے واضح فرما دیا کہ مقتدیوں کو بہر حال امام سے پیچھے رہنا چاہیے۔

٩٦٣- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ. ح: وَحَدَّثَنَا أَبُوبِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تُبَادِرُونِي بِالرُّكُوعِ وَلَا بِالسُّجُودِ، فَمَهْمَا أَسْبِقْكُمْ بِهِ إِذَا رَكَعْتُ، تُدْرِكُونِي بِهِ إِذَا رَفَعْتُ، وَمَهْمَا أَسْبِقْكُمْ بِهِ إِذَا سَجَدْتُ، تُدْرِكُونِي بِهِ إِذَا رَفَعْتُ، إِنِّي قَدْ بَدَّنْتُ».

٩٦٣- حضرت معاویہ بن ابو سفیان ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ سے پہلے رکوع یا سجدہ نہ کرو۔ میں رکوع کرتے وقت تم سے جس قدر بھی آگے ہوں گا' جب میں رکوع سے سر اٹھاؤں گا تو تم مجھ سے مل جاؤ گے۔ اور سجدہ کرتے وقت میں تم سے جتنا بھی آگے ہوں گا' جب میں (سجدے سے) سر اٹھاؤں گا تو تم مجھ سے مل جاؤ گے۔ میرا بدن بھاری ہو گیا ہے۔''
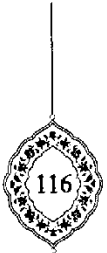
فوائد و مسائل: ① جب مقتدی امام کے بعد رکوع میں جائے گا تو سر اٹھاتے وقت بھی وہ امام سے اتنا ہی پیچھے ہوگا' اسی طرح مقتدی کا رکوع بھی اتنا ہی طویل ہو جائے گا' جتنا طویل امام کا رکوع ہے۔ یہی کیفیت قومے' سجدے اور جلسے کی ہے۔ ② رکوع' سجدہ' قومہ اور جلسہ چونکہ ایسے ارکان ہیں' جن میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے اور دعائیں اور تسبیحات پڑھی جاتی ہیں' اس لیے امام کے بعد سر اٹھانے والے کو سنت کے مطابق نماز پڑھانے والے امام سے یہ خطرہ نہیں کہ امام میرے اٹھنے تک قومے یا جلسے سے فارغ نہ ہو جائے۔ تعدیل ارکان کے ساتھ نماز پڑھنے والے امام کا مقتدی' امام سے پیچھے رہنے کے باوجود اس کے ساتھ ارکان میں شامل ہو جاتا ہے۔ حدیث کا یہی مطلب ہے کہ بعد میں رکوع اور سجدہ کرنے کے باوجود تم تمام ارکان میں میرے ساتھ شامل رہو گے' لہٰذا جلدی کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

(المعجم ٤٢) - بَابُ مَا يُكْرَهُ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٨١)

باب: ۴۲- جو اعمال نماز میں مکروہ ہیں

٩٦٣- [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب ما يؤمر به المأموم من اتباع الإمام، ح: ٦١٩ من حديث يحيى القطان به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والبوصيري.

٩٦٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ: حَدَّثَنَا هَارُونُ [بْنُ هَارُونَ] بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْهُدَيْرِ التَّيْمِيُّ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ مِنَ الْجَفَاءِ أَنْ يُكْثِرَ الرَّجُلُ مَسْحَ جَبْهَتِهِ، قَبْلَ الْفَرَاغِ مِنْ صَلَاتِهِ».

۹۶۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ جہالت کی بات ہے کہ آدمی نماز سے فارغ ہونے سے پہلے بار بار پیشانی پر ہاتھ پھیرتا رہے۔''

فائدہ: یہ حدیث ہارون تیمی کی وجہ سے ضعیف ہے' تاہم بلاضرورت بار بار کی حرکات سے اجتناب کا حکم صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' المساجد' باب کراھة مسح الحصی و تسویة التراب في الصلاة' حدیث:۵۴۶)

٩٦٥- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، وَإِسْرَائِيلُ بْنُ يُونُسَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تُفَقِّعْ أَصَابِعَكَ وَأَنْتَ فِي الصَّلَاةِ».

۹۶۵- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز میں انگلیاں مت چٹخاؤ۔''

٩٦٦- حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ سُفْيَانُ بْنُ زِيَادٍ الْمُؤَدِّبُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ ذَكْوَانَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُغَطِّيَ الرَّجُلُ فَاهُ فِي الصَّلَاةِ.

۹۶۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ آدمی نماز کے دوران میں منہ ڈھانک لے۔

٩٦٤- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، فيه هارون بن هارون، وقد اتفقوا علٰى تضعيفه".

٩٦٥- [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٩٥ لعلته * وأبوإسحاق عنعن، وتقدم، ح: ٤٦.

٩٦٦- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب السدل في الصلاة، ح: ٦٤٣ من حديث الحسن بن ذكوان عن سليمان الأحول عن عطاء به * الحسن هٰذا كان يدلس عن عمرو بن خالد الواسطي وغيره (وهو كذاب كما في التهذيب وغيره)، فتدليسه شر التدليس، وعنعن.

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے شیخ نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے دیگر شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے' بنا بریں اسے حسن ماننے کی صورت میں نماز کے دوران میں منہ پر کپڑا ڈالنا یا کپڑے سے منہ چھپانا ممنوع ہوگا' اس عمل کو اہل عرب سدل سے تعبیر کرتے ہیں جیسا کہ بعض روایات میں لفظ سدل کا بھی ذکر آیا ہے۔ دیکھیے: (مسند أحمد: ٢/٢٩٥' ٣٤١' ٣٤٥' ٣٤٨' و سنن أبي داود' الصلاة' حديث: ٦٤٣' ٦٤٤)

٩٦٧- حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ عَمْرٍو الدَّارِمِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلاَنَ، عَنْ سَعِيدٍ [الْمَقْبُرِيِّ]، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى رَجُلاً قَدْ شَبَّكَ أَصَابِعَهُ فِي الصَّلاَةِ، فَفَرَّجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ أَصَابِعِهِ.

٩٦٧- حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو نماز کے دوران میں انگلیوں میں انگلیاں ڈالے دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس (کے دونوں ہاتھوں) کی انگلیوں کو الگ الگ کر دیا۔

٩٦٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَضَعْ يَدَهُ عَلَى فِيهِ، وَلاَ يَعْوِي، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَضْحَكُ مِنْهُ».

٩٦٨- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کو جمائی آئے تو اسے چاہیے کہ منہ پر ہاتھ رکھ لے اور آواز نہ نکالے کیونکہ شیطان اس سے ہنستا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① [لَا يَعْوِي] کا مطلب ہے کہ جانور (کتے یا بھیڑیے وغیرہ) کی طرح آواز نہ نکالے۔ یہ لفظ صحیح سند سے مروی نہیں لیکن بہ حیثیتِ مجموعی حدیث کا مفہوم صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ ② جمائی کو روکنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ نامناسب آواز نہ نکلے۔ ارشاد نبوی ہے: ''جمائی شیطان کی طرف سے ہے' اسے جہاں تک ہو سکے روک دے کیونکہ جب وہ (جمائی لینے والا) ''ہا'' کہتا ہے تو شیطان اس سے ہنستا ہے۔'' (صحيح البخاري'

٩٦٧ـ [حسن] أخرجه ابن خزيمة، ح: ٤٤٤ وغيره من طرق عن ابن عجلان به، وصرح بالسماع في رواية الثوري عند الطبراني في الكبير: ١٩/ ١٥٣، ح: ٣٣٤ * وسعيد المقبري سمعه من رجل عن كعب به، رواه الترمذي، ح: ٣٨٦ وغيره، والرجل لعله أبوثمامة الحناط، ومن طريقه أخرجه أبوداود، ح: ٥٦٢ وغيره، وصححه ابن خزيمة، ح: ٤٤١، وابن حبان (الإحسان)، ح: ٢٠٣٦، وإسناده حسن، ولبعض الحديث شواهد عند ابن خزيمة، والحاكم وغيرهما.

٩٦٨ـ [إسناده ضعيف جدًا] انظر، ح: ٢٦٠ لعلته، وحديث البخاري، ح: ٦٢٢٣ يغني عنه.

الأدب' باب اذا تثاءب فليضع يده على فيه ' حديث:٦٢٢٦) ④ شیطان کے ہنسنے کی وجہ یا تو انسان کا مذاق اڑانا ہے یا وہ خوشی سے ہنستا ہے کیونکہ جمائی سستی اور کاہلی کی علامت ہے جو شیطان کو پسند ہے' اس لیے کہ کاہلی کی وجہ سے انسان بہت سی نیکیوں سے محروم رہ جاتا ہے۔

٩٦٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ أَبِي الْيَقْظَانِ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْبُزَاقُ وَالْمُخَاطُ وَالْحَيْضُ وَالنُّعَاسُ فِي الصَّلَاةِ، مِنَ الشَّيْطَانِ».

٩٦٩- حضرت عدی بن ثابت انصاری اپنے والد سے اور وہ عدی کے نانا (حضرت عبداللہ بن یزید بن زید خطمی انصاری رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''نماز میں تھوکنا' ناک صاف کرنا' حیض آ جانا اور اونگھ آنا شیطان کی طرف سے ہے۔''

(المعجم ٤٣) - بَابُ مَنْ أَمَّ قَوْماً وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ (التحفة ٨٢)

باب:٤٣- جو شخص لوگوں کی امامت کرے اور وہ اس کی امامت سے ناخوش ہوں

٩٧٠- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ ابْنُ سُلَيْمَانَ، وَجَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، عَنِ الإِفْرِيقِيِّ، عَنْ عِمْرَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلَاثَةٌ لَا تُقْبَلُ لَهُمْ صَلَاةٌ: الرَّجُلُ يَؤُمُّ الْقَوْمَ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ، وَالرَّجُلُ لَا يَأْتِي الصَّلَاةَ إِلَّا دِبَاراً - يَعْنِي: بَعْدَمَا يَفُوتُهُ الْوَقْتُ - . وَمَنِ اعْتَبَدَ مُحَرَّراً».

٩٧٠- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین آدمیوں کی نماز قبول نہیں ہوتی: ایک وہ شخص جو لوگوں کا امام بن جائے حالانکہ وہ اسے ناپسند کرتے ہوں اور وہ شخص جو وقت گزر جانے کے بعد ہی نماز کے لیے آتا ہے اور وہ شخص جو کسی آزاد کو غلام بنا لے۔''

فوائد و مسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے اس روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے حدیث کے پہلے حصے ''یعنی اس شخص کی نماز قبول نہیں ہوتی جو لوگوں کا امام بن جائے حالانکہ وہ اسے ناپسند کرتے ہوں۔'' کو صحیح قرار دیا ہے۔ حدیث کا یہ جملہ اگلی حدیث میں بھی آ رہا ہے جسے ہمارے محقق نے حسن قرار دیا ہے بنا بریں یہ جملہ

٩٦٩- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء أن العطاس في الصلاة من الشيطان، ح:٢٧٤٨ من حديث شريك به، وانظر، ح:١٥٦ لعلته، وفيه علة أخرى.

٩٧٠- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الرجل يؤم القوم وهم له كارهون، ح:٥٩٣ من حديث عبدالرحمٰن الإفريقي به * الإفريقي تقدم، ح:٥٤، وشيخه عمران المعافري ضعيف (تقريب).

قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح الترغیب للألباني' رقم:۴۸۳'۴۸۶' وضعیف سنن ابن ماجہ' رقم:۲۰۵) ② امام کے لیے یہ وعید اس وقت ہے جب نمازیوں کی اس سے ناراضی کی شرعاً معقول وجہ ہو' مثلاً: وہ کسی اور اہلیت رکھنے والے آدمی کو امام مقرر کرنا چاہتے ہوں یا اس کے فسق وفجور کی وجہ سے اسے امام بنانا پسند نہ کرتے ہوں لیکن اگر وہ اس لیے ناراض ہوں کہ امام انھیں شرک وبدعت سے یا غلط کاریوں سے منع کرتا ہے یا سنت کے مطابق اطمینان سے اور اول وقت نماز پڑھاتا ہے یا اس قسم کی کوئی اور وجہ ہو تو امام گناہ گار نہیں' مقتدیوں کی غلطی ہے' انھیں اپنی اصلاح کرنی چاہیے۔ ③ آخری وقت میں نماز ادا کرنے اور کسی آزاد آدمی کو اغوا کر کے غلام بنا لینے کا گناہ دوسری صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ تاہم نماز کے قبول نہ ہونے کی روایت صحیح نہیں۔ جیسے کہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے وضاحت کی ہے۔ ④ بلا عذر نماز آخر وقت میں پڑھنے پر وعید آئی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ منافق کی نماز ہے۔ وہ بیٹھا سورج کو دیکھتا رہتا ہے حتی کہ جب وہ (غروب ہونے کے قریب ہوتا ہے اور) شیطان کے سینگوں کے درمیان ہو جاتا ہے تو یہ اٹھ کر چار ٹھونگیں مار لیتا ہے جن میں اللہ کو بہت کم یاد کرتا ہے۔'' (صحیح مسلم' المساجد' باب استحباب التبکیر بالعصر' حدیث:۶۲۲) ⑤ آزاد آدمی کو اغوا کر کے غلام بنا لینا بھی بہت بڑا جرم ہے جس کی شناعت احادیث میں وارد ہے۔ ارشاد نبوی ہے: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''تین آدمیوں کے خلاف قیامت کے دن میں خود مدعی ہوں گا...... اور ایک وہ آدمی جس نے کسی آزاد کو (غلام بنا کر) بیچ دیا اور اس کی قیمت کھالی۔''

(صحیح البخاري' البیوع' باب إثم من باع حرا' حدیث:۲۲۲۷)

٩٧١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ هَيَّاجٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَرْحَبِيُّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدَةُ بْنُ الْأَسْوَدِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ الْوَلِيدِ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «ثَلَاثَةٌ لَا تَرْتَفِعُ صَلَاتُهُمْ فَوْقَ رُؤُوسِهِمْ شِبْراً: رَجُلٌ أَمَّ قَوْماً وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ، وَامْرَأَةٌ بَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ وَأَخَوَانِ مُتَصَارِمَانِ».

۹۷۱- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین آدمیوں کی نماز ان کے سروں سے ایک بالشت بھی بلند نہیں ہوتی: وہ آدمی جو لوگوں کا امام بن جائے حالانکہ وہ اسے ناپسند کرتے ہوں۔ وہ عورت جس کی رات اس حال میں گزرے کہ اس کا خاوند اس سے ناراض ہو اور وہ دو بھائی جو ایک دوسرے سے قطع تعلق کیے ہوئے ہوں۔''

٩٧١_ [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ١١/ ٤٤٩، ح: ١٢٢٧٥ من حديث يحيى الأرحبي به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ٣٧٧، والبوصيري، وحسنه النووي، والعراقي * عبيدة بن الأسود "صدوق رُبما دلّس" (تقريب)، وعنعن، ولحديثه شاهد حسن عند الترمذي، ح: ٣٦٠، وقال: "حسن غريب".

فوائد ومسائل: ① نماز کا آسمان کی طرف بلند ہونا قبولیت کی علامت ہے اور بلند نہ ہونا عدم قبولیت کو ظاہر کرتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ ② بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جن کی وجہ سے بعض خاص نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں' جیسے اس حدیث میں مذکورہ گناہ' نماز کے ضائع ہونے کا باعث ہیں۔ ③ عورت کے لیے ضروری ہے کہ خاوند کو خوش رکھنے میں کوتاہی نہ کرے' خصوصاً صنفی تعلقات کا فرض ادا کرنے سے انکار نہ کرے' الا یہ کہ معقول شرعی عذر ہو' اس صورت میں خاوند کو خود اس کی مجبوری کا احساس کرنا چاہیے۔ ④ جس طرح عورت کے لیے ضروری ہے کہ مرد کی صنفی خواہش پوری کرے اسی طرح مرد کا بھی فرض ہے کہ عورت کی خواہش کا لحاظ رکھے اور اس کا صنفی حق ادا کرے۔ حدیث میں صرف عورت کا ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ عام طور پر تکلف یا انکار کا اظہار عورت کی طرف سے ہوتا ہے مرد کی طرف سے نہیں۔

(المعجم ٤٤) - بَابُ الاثْنَانِ جَمَاعَةٌ (التحفة ٨٣)

باب: ۴۴- دو آدمی جماعت ہیں

٩٧٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ بَدْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَمْرِو ابْنِ جَرَادٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اثْنَانِ، فَمَا فَوْقَهُمَا، جَمَاعَةٌ».

۹۷۲- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو یا دو سے زیادہ افراد جماعت ہیں۔''

٩٧٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ، فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ، فَأَخَذَ بِيَدِي فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ.

۹۷۳- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں ایک رات اپنی خالہ (ام المومنین) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ٹھہرا۔ رات کو نبی ﷺ نماز (تہجد) ادا کرنے کے لیے کھڑے ہوئے۔ میں آپ کی بائیں طرف جا کھڑا ہوا۔ آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے دائیں طرف کھڑا کر لیا۔

فوائد ومسائل: ① دو افراد نماز با جماعت ادا کر سکتے ہیں۔ ② نفل نماز خصوصاً نماز تہجد با جماعت ادا کرنا درست

٩٧٢_ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه البيهقي: ٣/ ٦٩ من حديث الربيع بن بدر به، وانظر، ح: ٢٦٩ لعلته، وفيه علل أخرى، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف . . . الخ".

٩٧٣_ أخرجه البخاري، الأذان، باب ميمنة المسجد والإمام، ح: ٧٢٨ من حديث عاصم به.

ہے۔ ③ امام کے ساتھ اگر صرف ایک مقتدی ہو تو مقتدی کو دائیں طرف کھڑا ہونا چاہیے اگرچہ وہ نابالغ ہی ہو۔ ④ اگر کوئی شخص اکیلا نماز شروع کرے اور بعد میں دوسرا آدمی ساتھ مل جائے تو وہ امامت کی نیت کر سکتا ہے۔ ⑤ نماز کی ضرورت کے لیے آگے پیچھے یا دائیں بائیں حرکت کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ ⑥ اگر مقتدی غلطی سے بائیں طرف کھڑا ہو جائے تو نماز کے دوران ہی میں اسے دائیں طرف آنے کا اشارہ کر دینا چاہیے۔ اسی طرح اگر دو آدمی باجماعت نماز ادا کر رہے ہوں اور تیسرا آدمی آ جائے تو پہلے مقتدی کو پچھلی صف میں چلے جانا چاہیے یا امام آگے بڑھ جائے۔

٩٧٤- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ أَبُو بِشْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ: حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا شُرَحْبِيلُ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ، فَجِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ، فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ.

٩٧٤- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مغرب کی نماز پڑھ رہے تھے۔ میں آ کر آپ کی بائیں طرف کھڑا ہو گیا تو آپ ﷺ نے مجھے دائیں طرف کھڑا کر لیا۔

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم صحیح مسلم کی روایت اس سے کفایت کرتی ہے علاوہ ازیں اس حدیث کے بعض حصوں کے شواہد صحیح ابن خزیمہ میں ہیں بنابریں یہ روایت قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے' تحقیق وتخریج حدیث ہذا۔

٩٧٥- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُخْتَارِ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: [صَلَّى] رَسُولُ اللهِ ﷺ بِامْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِهِ، وَبِي، فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ وَصَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَلْفَنَا.

٩٧٥- حضرت انس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر والوں میں سے ایک خاتون کو اور مجھے نماز پڑھائی تو مجھے اپنی دائیں طرف کھڑا کیا اور خاتون نے ہمارے پیچھے (کھڑے ہو کر) نماز پڑھی۔

فوائد ومسائل: ① پہلے بیان ہوا ہے کہ اگر مقتدی دو ہوں تو امام کے پیچھے کھڑے ہوں لیکن یہ حکم اس وقت ہے جب دونوں مرد ہوں۔ جب ایک مرد اور ایک عورت مقتدی ہوں تو مرد کو امام کے ساتھ کھڑا ہونا چاہیے' عورت کے

٩٧٤- [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٥٩٢ لعلته، وصححه ابن خزيمة، ولبعض الحديث شواهد عند ابن خزيمة، ح: ١٥٣٦، ١٦٧٤ وغيره، وحديث مسلم، ح: ٣٠١٠ يغني عنه.

٩٧٥- أخرجه مسلم، المساجد، باب جواز الجماعة في النافلة والصلاة على حصير ... الخ، ح: ٦٦٠ من حديث شعبة به.

ساتھ نہیں اگرچہ وہ نابالغ ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح اگر دو مرد اور ایک عورت مقتدی ہوں تو دونوں مرد امام کے پیچھے کھڑے ہوں اور عورت ان کے پیچھے اکیلی کھڑی ہو۔ ② مرد کا صف کے پیچھے اکیلے کھڑا ہونا درست نہیں' جب کہ عورت اکیلی کھڑی ہو سکتی ہے جبکہ اس کے ساتھ کوئی اور عورت کھڑی ہونے والی نہ ہو۔ ③ عورت محرم ہو یا غیر محرم' ایک ہی حکم ہے' اسے مرد کے ساتھ کھڑے نہیں ہونا چاہیے۔

(المعجم ٤٥) - بَابُ مَنْ يُسْتَحَبُّ أَنْ يَلِيَ الْإِمَامَ (التحفة ٨٤)

باب: ۴۵- امام کے قریب کس کا کھڑا ہونا مستحب ہے؟

٩٧٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ ابْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلَاةِ وَيَقُولُ: «لَا تَخْتَلِفُوا، فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ، لِيَلِيَنِّي مِنْكُمْ أُولُو الأَحْلَامِ وَالنُّهَى، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ».

۹۷۶- حضرت ابو مسعود انصاری ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نماز کے وقت ہمارے کندھوں کو ہاتھ لگا کر فرماتے تھے: ''آگے پیچھے مت ہونا ورنہ تمھارے دلوں میں اختلاف پڑ جائے گا۔ میرے قریب تمھارے عقل مند اور سمجھ دار افراد کھڑے ہوں' پھر جوان سے (عمر کے لحاظ سے) قریب تر ہوں' پھر جو ان سے قریب تر ہوں۔''

فوائد ومسائل: ① نماز با جماعت ادا کرتے وقت نمازیوں کی صف بالکل سیدھی ہونی چاہیے۔ نمازیوں کو ایک دوسرے سے آگے پیچھے نہیں ہونا چاہیے۔ ② امام کو چاہیے کہ مقتدیوں کی صفوں کا خیال رکھے اور انھیں صفیں سیدھی رکھنے کی تاکید کرے۔ ③ صحابۂ کرام ؓ رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کی تعمیل اس طرح کرتے تھے کہ ایک دوسرے کے ساتھ خوب مل کر کھڑے ہوتے تھے حتی کہ کندھے سے کندھا' قدم سے قدم اور ٹخنے سے ٹخنہ ملا لیتے تھے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الأذان' باب إلزاق المنكب بالمنكب' والقدم بالقدم في الصف' حديث:۷۲۵' و سنن أبي داود' الصلاة' باب تسوية الصفوف' حديث:٦٦٢) ④ صفوں کا ٹیڑھا ہونا اور نمازیوں کا ایک دوسرے سے ہٹ کر کھڑا ہونا' اختلافات اور جھگڑے پیدا ہونے کا باعث ہے۔ اس طرح باہم مل کر کھڑے ہونے سے باہمی محبت پیدا ہوتی ہے اور اختلافات ختم ہوتے ہیں' اس لیے اس سنت پر توجہ اور اہتمام سے عمل کرنا چاہیے۔ ⑤ اگلی صفوں میں معمر افراد اور صاحب علم حضرات کو کھڑا ہونا چاہیے۔ اس کے بعد نوجوان اور نسبتاً

٩٧٦- أخرجه مسلم، الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها . . . الخ، ح: ٤٣٢ من حديث سفيان بن عيينة وغيره به.

کم علم والے کھڑے ہوں' پھر بچے اور آخر میں عورتوں کی صف ہونی چاہیے۔⑥ جوانوں کو چاہیے کہ بزرگوں کے مقام اور ان کی عظمت کا لحاظ رکھیں۔

٩٧٧- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُحِبُّ أَنْ يَلِيَهُ الْمُهَاجِرُونَ وَالأَنْصَارُ، لِيَأْخُذُوا عَنْهُ.

۹۷۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو یہ بات پسند تھی کہ مہاجر اور انصار آپ کے قریب (اگلی صفوں میں) کھڑے ہوں۔ تاکہ آپ سے (نماز کے مسائل عملی طور پر) سیکھ سکیں۔

فائدہ: مہاجرین اور انصار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو زیادہ اہمیت دینے کی وجہ یہ تھی کہ وہ عقل اور حافظہ کے لحاظ سے عام لوگوں سے برتر تھے' چنانچہ ایسے حضرات اگر نبی ﷺ کے قریب کھڑے ہوں گے تو وہ مسائل کو اچھی طرح سمجھ کر یاد رکھ سکیں گے اور دوسروں کو بھی سمجھا سکیں گے۔ جب کہ آبادی سے دور رہنے والے اور کبھی کبھار حاضر خدمت ہونے والے ان صلاحیتوں میں اس مقام پر فائز نہیں تھے' وہ لوگ ضرورت پڑنے پر نبی ﷺ سے یا کبار صحابہ سے مسائل پوچھ سکتے تھے۔

٩٧٨- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ أَبِي الأَشْهَبِ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى فِي أَصْحَابِهِ تَأَخُّرًا، فَقَالَ: «تَقَدَّمُوا فَأْتَمُّوا بِي، وَلْيَأْتَمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ، لاَ يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُونَ حَتَّى يُؤَخِّرَهُمُ اللهُ».

۹۷۸- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے (بعض) صحابہ کو پیچھے رہتے دیکھا تو فرمایا: ''آگے بڑھو اور میری اقتدا کرو' تمھارے بعد والے تمھاری اقتدا کریں۔ کچھ لوگ پیچھے رہنے کے عادی ہو جاتے ہیں حتی کہ اللہ تعالیٰ انھیں پیچھے رہنے دیتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اگلی صف میں جگہ موجود ہو تو آگے بڑھ کر وہاں کھڑا ہونا چاہیے۔ اس خیال سے پیچھے کھڑے رہنا درست نہیں کہ کوئی اور آکر اگلی صف مکمل کر دے گا' البتہ اگر علم یا عمر میں برتر شخص موجود ہو تو اسے آگے بڑھنے کا موقع دینا چاہیے۔② پہلی صف والے نمازی امام کو دیکھ کر رکوع وسجدہ کرتے ہیں۔ پچھلی صفوں والے اپنے سے اگلی صفوں کے نمازیوں کو دیکھ کر رکوع سجدہ کر لیتے ہیں اگرچہ امام کی آواز اچھی طرح سنائی نہ دے رہی ہو۔ یہ بھی امام کی اقتدا ہی ہے۔③ نیکی کے کاموں میں کوتاہی آخرت میں محرومی کا باعث ہے۔④ ''اللہ انھیں پیچھے رہنے دیتا ہے۔''

٩٧٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبويعلى، ح:٣٨١٦ عن عبدالوهاب الثقفي به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح:٨٧، والحاكم:١/٢١٨، والذهبي * حميد الطويل صرح بالسماع عند البيهقي:٣/٩٧، وللحديث شواهد كثيرة.

٩٧٨ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها . . . الخ، ح:٤٣٨ من حديث أبي الأشهب به.

اس کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ وہ دنیا میں علم وفضل کے لحاظ سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ اور یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ آخرت میں وہ جنت کے اعلیٰ درجات سے محروم رہ جائیں گے یا جہنم سے نکلنے میں دوسروں سے پیچھے رہ جائیں گے۔ ⑤ نیکی کی دعوت دیتے وقت اس کے دنیوی اور اخروی فوائد ذکر کرنا اور کوتاہی کی صورت میں حاصل ہونے والے دنیوی اور اخروی نقصانات کو واضح کرنا' تربیت کی ایک مفید صورت ہے۔

(المعجم ٤٦) - بَابُ مَنْ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ؟ (التحفة ٨٥)

باب: ۴۶- امامت کا زیادہ حق دار کون ہے؟

٩٧٩- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَنَا وَصَاحِبٌ لِي، فَلَمَّا أَرَدْنَا الانْصِرَافَ قَالَ لَنَا: «إِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَأَذِّنَا وَأَقِيمَا، وَلْيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا».

۹۷۹- حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں اور میرا ایک ساتھی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب ہم نے واپس (وطن) جانے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے ہم سے فرمایا: ''جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم لوگ اذان اور اقامت کہنا اور تمھارا امام وہ بنے جو تم دونوں میں سے زیادہ بڑا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① سفر میں بھی نماز باجماعت کا اہتمام کرنا چاہیے۔ ② دو آدمی بھی جماعت سے فرض نماز ادا کرسکتے ہیں۔ ③ اذان یا اقامت کوئی بھی آدمی کہہ سکتا ہے' خواہ بڑی عمر والا ہو یا کم عمر۔ ④ امامت کا زیادہ مستحق قرآن زیادہ جاننے والا ہے لیکن چونکہ یہ دونوں صحابی اکٹھے ہی آئے تھے' لہٰذا قرآن کے علم میں دونوں برابر تھے' اس لیے رسول اللہ ﷺ نے عمر کا لحاظ فرمایا۔

٩٨٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَوْسَ بْنَ ضَمْعَجٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللهِ، فَإِنْ كَانَتْ قِرَاءَتُهُمْ سَوَاءً، فَلْيَؤُمَّهُمْ

۹۸۰- حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کو وہ آدمی نماز پڑھائے جو اللہ کی کتاب (قرآن مجید) زیادہ پڑھا ہوا ہو۔ اگر وہ قراءت میں برابر ہوں تو پھر وہ شخص امام بنے جس نے ہجرت (دوسروں سے) پہلے کی ہو۔ اگر ہجرت بھی اکٹھے کی ہو تو وہ شخص نماز پڑھائے جو ان میں سے عمر میں بڑا

٩٧٩ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب اثنان فما فوقهما جماعة، ح: ٦٥٨ من حديث يزيد بن زريع، ومسلم، المساجد، باب من أحق بالإمامة؟، ح: ٦٧٤ من حديث خالد الحذاء به، وله طرق عندهما.

٩٨٠ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب من أحق بالإمامة؟، ح: ٦٧٣ عن محمد بن بشار وغيره به.

أَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً، فَإِنْ كَانَتِ الْهِجْرَةُ سَوَاءً، فَلْيَؤُمَّهُمْ أَكْبَرُهُمْ سِنًّا، وَلاَ يُؤَمَّ الرَّجُلُ فِي أَهْلِهِ وَلاَ فِي سُلْطَانِهِ، وَلاَ يُجْلَسْ عَلَى تَكْرِمَتِهِ فِي بَيْتِهِ، إِلَّا بِإِذْنٍ، أَوْ بِإِذْنِهِ».

ہو۔ اور کوئی شخص کسی کے گھر میں یا اس کے دائرۂ اقتدار میں امامت نہ کروائے اور اس کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر اس کی مخصوص نشست گاہ پر نہ بیٹھے۔''

فوائد و مسائل: ① امامت کا زیادہ مستحق وہ شخص ہے جو دوسروں سے افضل ہو اور افضلیت کا معیار نہ مال و دولت ہے نہ خاندان اور قبیلہ بلکہ دین کا علم افضلیت کا معیار ہے۔ ② صحابۂ کرام ؓ قرآن مجید کے الفاظ کے ساتھ ساتھ اس کے مفہوم اور مسائل سے بھی آ گاہی حاصل کرتے تھے' اس لیے جسے قرآن زیادہ یاد ہوتا تھا' وہ علم میں بھی برتر ہوتا تھا۔ ③ دینی علوم میں سب سے اہم قرآن مجید کا علم ہے۔ اس کے بعد سنت نبوی اور حدیث شریف کا مرتبہ ہے جو قرآن مجید کی تشریح ہے۔ ④ قرآن کا عالم اگر عمر میں چھوٹا ہو تب بھی بڑی عمر والوں کی نسبت امامت کا زیادہ حق رکھتا ہے۔ حضرت عمرو بن سلمہ جرمی ؓ رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں اپنے قبیلے کی امامت کراتے تھے کیونکہ انھیں قرآن زیادہ یاد تھا' اس وقت ان کی عمر آٹھ سال تھی۔ (سنن النسائي' الإمامة' باب إمامة الغلام قبل أن يحتلم' حديث:٧٩٠' وسنن أبي داود' الصلاة' باب من أحق بالإمامة؟ حديث:٥٨٥) ⑤ جو شخص امامت کا زیادہ حق رکھتا ہے اس کی اجازت یا فرمائش پر دوسرا آدمی امام بن سکتا ہے۔ ⑥ مخصوص نشست سے مراد وہ جگہ ہے جہاں کوئی شخص اپنے منصب و مرتبے کے مطابق بیٹھنے کا حق رکھتا ہے یا گھر میں جہاں وہ عام طور پر بیٹھا کرتا ہے' مثلاً: کسی سرکاری ملازم اور عہدے دار کے دفتر میں اس کی خاص کرسی یا گھر میں کسی بزرگ کے بیٹھنے کی خاص جگہ' وہاں دوسرے آدمی کو بلا اجازت نہیں بیٹھنا چاہیے کیونکہ یہ بڑوں کے احترام کے منافی ہے' البتہ اگر صاحب حق اجازت دے تو وہاں بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ٤٧) - بَابُ مَا يَجِبُ عَلَى الْإِمَامِ (التحفة ٨٦)

باب:٤٧- امام کے فرائض

٩٨١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ ابْنُ سُلَيْمَانَ أَخُو فُلَيْحٍ: حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ قَالَ: كَانَ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ يُقَدِّمُ فِتْيَانَ قَوْمِهِ، يُصَلُّونَ بِهِمْ، فَقِيلَ لَهُ: تَفْعَلُ، وَلَكَ

٩٨١- حضرت ابو حازم ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: حضرت سہل بن سعد ساعدی ؓ اپنے قبیلے کے نوجوانوں کو آگے بڑھاتے تھے کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ ان سے عرض کیا گیا' آپ ایسا کیوں کرتے ہیں حالانکہ آپ کو قدیم الاسلام صحابی ہونے کا شرف

٩٨١- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف، عبدالحميد (ابن سليمان) اتفقوا على تضعيفه"، ولبعض الحديث شواهد.

مِنَ الْقِدَمِ مَا لَكَ؟ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «الإِمَامُ ضَامِنٌ، فَإِنْ أَحْسَنَ فَلَهُ وَلَهُمْ، وَإِنْ أَسَاءَ، يَعْنِي، فَعَلَيْهِ وَلاَ عَلَيْهِمْ».

حاصل ہے؟ انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ نے فرمایا: ''امام ذمے دار ہے۔ اگر اچھے طریقے سے نماز پڑھائے تو اسے بھی ثواب ہوگا اور مقتدیوں کو بھی ثواب ہوگا اور اگر اس نے غلطی کی تو وہ گناہ گار ہوگا' مقتدی گناہ گار نہیں ہوں گے۔''

فوائد ومسائل: ① امامت ایک بھاری ذمہ داری ہے۔ امام کو اس کا احساس کرنا چاہیے۔ ② تربیت کے لیے نوجوانوں کو امام بنایا جا سکتا ہے۔ ③ افضل فرد کی موجودگی میں غیر افضل کی اقتدا میں نماز درست ہے۔ ④ اگر ایک شخص ذمے داری کا اہل ہونے کے باوجود تواضعاً وہ ذمے داری نہ اٹھائے جب کہ اس کام کے اہل دوسرے افراد موجود ہوں تو جائز ہے۔ ⑤ امام کی غلطی کی ذمے داری مقتدیوں پر نہیں' تاہم اگر وہ اہلیت رکھنے والے کو چھوڑ کر ایسے شخص کو امام بنائیں گے جو اس منصب کا اہل نہیں تو نا اہل امام کے تعین کی ذمے داری ان پر ہوگی۔ ⑥ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے جیسا کہ ہمارے فاضل محقق نے لکھا ہے لیکن دیگر شواہد کی بنا پر متناً و معناً صحیح ہے' غالباً اسی بنا پر شیخ البانی رحمہ اللہ اور دکتور بشار عواد نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحیحۃ' رقم:۱۷۶۷' و سنن ابن ماجہ بتحقیق دکتور بشار عواد' رقم:۹۸۱)

٩٨٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ أُمِّ غُرَابٍ، عَنِ امْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا عَقِيلَةُ، عَنْ سَلاَمَةَ بِنْتِ الْحُرِّ أُخْتِ خَرَشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَقُومُونَ سَاعَةً، لاَ يَجِدُونَ إِمَاماً يُصَلِّي بِهِمْ».

۹۸۲- حضرت خرشہ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ حضرت سلامہ بنت حر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ سے یہ ارشاد مبارک سنا ہے: ''لوگوں پر ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ وہ ایک گھڑی کھڑے ہوئے (ایک دوسرے کو امامت کے لیے دھکیلیں گے) انھیں کوئی امام نہیں ملے گا جو نماز پڑھا سکے۔''

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم معنوی طور پر صحیح ہے' اس لیے کہ قرب قیامت' شرعی علم کی ناقدری ہو جائے گی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہر ایک دوسرے سے کہے گا کہ تم امامت کراؤ' میں اس کا اہل نہیں ہوں کیونکہ وہ سب علم شریعت سے بے بہرہ ہوں گے' اس لیے جو صاحب صلاحیت ہو' یعنی علم وفضل سے بہرہ ور ہو تو بلاوجہ اس پر عمل نہ کرے۔

٩٨٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في كراهية التدافع عن الإمامة، ح: ٥٨١ من حديث أم غراب به * أم غراب وعقيلة لا يعرف حالهما.

٩٨٣- حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ سَلَمَةَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ، عَنْ أَبِي عَلِيٍّ الْهَمْدَانِيِّ أَنَّهُ خَرَجَ فِي سَفِينَةٍ، فِيهَا عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ الْجُهَنِيُّ، فَحَانَتْ صَلاَةٌ مِنَ الصَّلَوَاتِ، فَأَمَرْنَاهُ أَنْ يَؤُمَّنَا، وَقُلْنَا لَهُ: إِنَّكَ أَحَقُّنَا بِذٰلِكَ، أَنْتَ صَاحِبُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَبَى، فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أَمَّ النَّاسَ فَأَصَابَ، فَالصَّلاَةُ لَهُ وَلَهُمْ، وَمَنِ انْتَقَصَ مِنْ ذٰلِكَ [شَيْئاً،] فَعَلَيْهِ، وَلاَ عَلَيْهِمْ».

٩٨٣- حضرت ابوعلی ہمدانی ؒ سے روایت ہے کہ وہ ایک کشتی میں سفر پر روانہ ہوئے۔ کشتی میں حضرت عقبہ بن عامر جہنی ؓ بھی موجود تھے۔ (سفر کے دوران میں) نماز کا وقت ہو گیا' ہم نے ان سے درخواست کی کہ نماز پڑھا دیں اور ہم نے ان سے عرض کیا: آپ اس (امامت) کا زیادہ حق رکھتے ہیں کیونکہ آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں' انھوں نے انکار کر دیا اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد مبارک سنا ہے: ''جو شخص لوگوں کا امام بنے اور صحیح طریقے سے نماز پڑھائے تو اسے بھی نماز کا ثواب ملے گا اور ان کو بھی۔ اور اگر اس نے نماز میں کوئی کوتاہی (اور غلطی) کی تو اسے گناہ ہو گا' انھیں نہیں۔''

فائدہ: اس میں صحابۂ کرام ؓ کی احتیاط اور ان کے ورع وتقوی کا بیان ہے کہ وہ کوتاہی کے ڈر سے دینی فرائض کی ذمے داری لینے میں تأمل کرتے تھے۔

(المعجم ٤٨) - بَابُ مَنْ أَمَّ قَوْماً فَلْيُخَفِّفْ (التحفة ٨٧)

باب: ۴۸- امام کو چاہیے کہ وہ ہلکی نماز پڑھائے

٩٨٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ: فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي لأَتَأَخَّرُ فِي صَلاَةِ الْغَدَاةِ مِنْ أَجْلِ فُلاَنٍ، لِمَا يُطِيلُ بِنَا

٩٨٤- حضرت ابومسعود ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اللہ کے رسول! میں تو فلاں صاحب کی وجہ سے فجر کی نماز سے پیچھے رہ جاتا ہوں کیونکہ وہ بہت لمبی نماز پڑھاتے ہیں۔ حضرت ابومسعود ؓ نے فرمایا: رسول اللہ

٩٨٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب جُماع الإمامة وفضلها، ح: ٥٨٠ من حديث عبدالرحمن ابن حرملة به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي، وله طرق عند البخاري وغيره.

٩٨٤ـ أخرجه البخاري، العلم، باب الغضب في الموعظة والتعليم إذا رأى ما يكره، ح: ٩٠، ٧٠٢، ٧٠٤، ٦١١٠، ٧١٥٩، ومسلم، الصلاة، باب أمر الأئمة بتخفيف الصلاة في تمام، ح: ٤٦٦ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به، أخرجه مسلم عن ابن نمير عن أبيه به.

فِيهَا، قَالَ، فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَطُّ فِي مَوْعِظَةٍ أَشَدَّ غَضَباً مِنْهُ يَوْمَئِذٍ، فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِينَ، فَأَيُّكُمْ مَا صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيُجَوِّزْ. فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَالْكَبِيرَ وَذَا الْحَاجَةِ».

ﷺ جس قدر اس دن غضب ناک ہوئے' میں نے کسی وعظ کے دوران میں آپ ﷺ کو اس قدر جلال کی کیفیت میں نہیں دیکھا۔ (آپ نے اس وعظ کے دوران میں) فرمایا: ''اے لوگو! تم میں سے کچھ لوگ (مقتدیوں کو) متنفر کر دیتے ہیں۔ جو شخص لوگوں کو نماز پڑھائے' اسے چاہیے کہ اختصار سے کام لے کیونکہ ان میں کمزور بھی ہوتے ہیں' بوڑھے بھی اور ضرورت مند بھی۔''

فوائد و مسائل: ① کسی ذمہ دار یا افسر کی شکایت اس سے بالاتر شخصیت کے سامنے پیش کرنا غیبت میں شامل نہیں۔ ② نماز باجماعت سے جان بوجھ کر پیچھے رہنا جائز نہیں لیکن امام کے طویل نماز پڑھانے کی وجہ سے اس شخص کے جان بوجھ کر پیچھے رہنے پر نبی ﷺ ناراض نہیں ہوئے بلکہ اسے ایک معقول عذر قرار دیا۔ ③ نماز میں تخفیف مناسب ہے لیکن تخفیف کا مطلب بہت زیادہ مختصر کر دینا نہیں بلکہ تقریباً اتنی مقدار میں تلاوت کریں جتنی رسول اللہ ﷺ کرتے تھے۔ آپ ﷺ نماز فجر میں ساٹھ سے سو آیات تک تلاوت کرتے تھے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه' إقامة الصلوات' باب القراءة في صلاة الفجر' حديث:٨١٨) ④ ضرورت مند کا مطلب یہ ہے کہ نماز باجماعت میں ایسے مسلمان بھی شریک ہوتے ہیں جنھیں نماز کے بعد کوئی ضروری کام کرنا ہوتا ہے اور طویل قراءت سے انھیں پریشانی ہوتی ہے۔

٩٨٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ، وَحُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُوجِزُ وَيُتِمُّ الصَّلَاةَ.

٩٨٥- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مختصر اور کامل نماز پڑھاتے تھے۔

فائدہ: اس سے نماز کی تخفیف کا مطلب واضح ہو گیا کہ ارکان کی ادائیگی پورے خشوع اور اطمینان سے کی جائے لیکن تلاوت اور تسبیحات کی مقدار اتنی زیادہ نہ ہو کہ مقتدی پریشان ہوں۔

٩٨٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا

٩٨٦- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت

٩٨٥- أخرجه مسلم، الصلاة، باب أمر الأئمة بتخفيف الصلاة في تمام، ح: ٤٦٩ من حديث حماد بن زيد به.

٩٨٦- أخرجه مسلم، الصلاة، باب القراءة في العشاء، ح: ٤٦٥ عن محمد بن رمح وغيره به.

اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: صَلَّى مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ الأَنْصَارِيُّ بِأَصْحَابِهِ صَلَاةَ الْعِشَاءِ فَطَوَّلَ عَلَيْهِمْ فَانْصَرَفَ رَجُلٌ مِنَّا، فَصَلَّى، فَأُخْبِرَ مُعَاذٌ عَنْهُ. فَقَالَ: إِنَّهُ مُنَافِقٌ، فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ الرَّجُلَ، دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَأَخْبَرَهُ مَا قَالَ لَهُ مُعَاذٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَتُرِيدُ أَنْ تَكُونَ فَتَّانًا يَا مُعَاذُ؟ إِذَا صَلَّيْتَ بِالنَّاسِ فَاقْرَأْ بِالشَّمْسِ وَضُحَاهَا، وَسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى، وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى، وَاقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ».

معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں (مقتدیوں) کو عشاء کی نماز پڑھائی تو بہت طویل کر دی۔ ہمارے قبیلے کے ایک آدمی نے جماعت سے الگ ہو کر (اکیلے) نماز پڑھ لی۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع ملی تو انھوں نے فرمایا: وہ منافق ہے۔ (کیونکہ اس نے جان بوجھ کر نماز باجماعت ترک کی ہے۔) اس آدمی کو یہ خبر ملی تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو بات حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہی تھی' وہ آپ ﷺ کے گوش گزار کی۔ (بعد میں جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو) نبی ﷺ نے فرمایا: ''معاذ! تم لوگوں کو آزمائش میں ڈالنا چاہتے ہو؟ جب تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ تو (ایسی سورتیں) پڑھا کرو: ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا۔ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى۔ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى۔ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾۔''

فوائد ومسائل: ① صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی نظر میں نماز باجماعت کی اہمیت بہت زیادہ تھی' اس لیے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اس قدر شدید ردعمل کا اظہار فرمایا۔ ② جس کی شکایت کی گئی ہو اس کا موقف بھی معلوم کرنا چاہیے تاکہ فریقین کی بات سن کر صحیح نتیجے تک پہنچا جا سکے۔ ③ عشاء کی نماز میں قراءت مختصر ہونی چاہیے۔

٩٨٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ مُطَرِّفِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ ابْنَ أَبِي الْعَاصِ يَقُولُ: كَانَ آخِرَ مَا عَهِدَ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ حِينَ أَمَّرَنِي عَلَى الطَّائِفِ، قَالَ

٩٨٧- حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: مجھے نبی ﷺ نے آخری نصیحت اس وقت کی' جب مجھے طائف کا امیر (گورنر) مقرر کیا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''عثمان! نماز مختصر پڑھایا کرنا اور کمزور افراد کی مناسبت سے لوگوں (کی قوت برداشت) کا اندازہ کرنا کیونکہ ان میں بوڑھے' بچے' بیا

٩٨٧- [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب أخذ الأجر على التأذين، ح: ٥٣١ من حديث مطرف به، وصححه الحاكم على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

لي: «يَا عُثْمَانُ! تَجَاوَزْ فِي الصَّلَاةِ وَاقْدِرِ النَّاسَ بِأَضْعَفِهِمْ، فَإِنَّ فِيهِمُ الْكَبِيرَ وَالصَّغِيرَ وَالسَّقِيمَ وَالْبَعِيدَ وَذَا الْحَاجَةِ».

دور سے آنے والے اور ضرورت مند (سب طرح کے لوگ) ہوتے ہیں۔"

٩٨٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: حَدَّثَ عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ أَنَّ آخِرَ مَا قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَمَمْتَ قَوْماً فَأَخِفَّ بِهِمْ».

۹۸۸- حضرت عثمان بن ابی العاص ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے آخری بات یہ فرمائی: "جب تو لوگوں کا امام بنے تو ان پر تخفیف کرنا (نماز ہلکی پڑھانا۔")

(المعجم ٤٩) - **بَابُ الْإِمَامِ يُخَفِّفُ الصَّلَاةَ إِذَا حَدَثَ أَمْرٌ** (التحفة ٨٨)

باب: ۴۹- کوئی خاص وجہ پیش آنے پر امام نماز کو مختصر کر سکتا ہے

٩٨٩- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي لَأَدْخُلُ فِي الصَّلَاةِ، وَإِنِّي أُرِيدُ إِطَالَتَهَا، فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَأَتَجَوَّزُ فِي صَلَاتِي مِمَّا أَعْلَمُ لِوَجْدِ أُمِّهِ بِبُكَائِهِ».

۹۸۹- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نماز شروع کرتا ہوں اور میرا ارادہ طویل نماز پڑھانے کا ہوتا ہے' پھر مجھے کسی بچے کے رونے کی آواز آتی ہے تو نماز مختصر کر دیتا ہوں کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ اس کے رونے سے اس کی ماں پریشان ہوگی۔"

فوائد ومسائل: ① نماز کے طویل یا مختصر کرنے سے قراءت کو طویل یا مختصر کرنا مراد ہے' دوسرے ارکان کے اذکار میں بھی کسی حد تک اختصار ممکن ہے۔ ② امام کو مقتدیوں کے حالات کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ ③ عورتیں مسجد میں آ کر باجماعت نماز ادا کر سکتی ہیں اور اپنے ساتھ چھوٹے بچوں کو بھی لا سکتی ہیں۔

٩٩٠- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي كَرِيمَةَ

۹۹۰- حضرت عثمان بن ابی العاص ؓ سے روایت

٩٨٨- أخرجه مسلم، الصلاة، باب أمر الأئمة بتخفيف الصلاة في تمام، ح: ٤٦٨ من حديث شعبة به.

٩٨٩- أخرجه البخاري، الأذان، باب من أخف الصلاة عند بكاء الصبي، ح: ٧٠٩، ٧١٠، ومسلم، الصلاة، باب أمر الأئمة بتخفيف الصلاة في تمام، ح: ٤٧٠ من حديث سعيد بن أبي عروبة به.

٩٩٠- [صحيح] * الحسن تقدم، ح: ٧١، وتلميذه عنعنا، وقد تقدم، ح: ٧١ والحديث السابق شاهد له.

الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُلَاثَةَ، عَنْ هِشَامِ ابْنِ حَسَّانٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي لَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَأَتَجَوَّزُ فِي الصَّلَاةِ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے بچے کے رونے کی آواز آتی ہے تو میں نماز میں اختصار کر دیتا ہوں۔“

٩٩١- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ، وَبِشْرُ بْنُ بَكْرٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي لَأَقُومُ فِي الصَّلَاةِ وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أُطَوِّلَ فِيهَا، فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ، فَأَتَجَوَّزُ، كَرَاهِيَةَ أَنْ يَشُقَّ عَلَى أُمِّهِ».

٩٩١- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں اور میرا ارادہ اسے طویل کرنے کا ہوتا ہے پھر مجھے کسی بچے کے رونے کی آواز آجاتی ہے تو میں نماز مختصر کر دیتا ہوں کیونکہ مجھے یہ بات پسند نہیں کہ بچے کی ماں کو پریشانی ہو۔“

(المعجم ٥٠)- بَابُ إِقَامَةِ الصُّفُوفِ (التحفة ٨٩)

باب:٥٠- صفیں سیدھی کرنا

٩٩٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ السُّوَائِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا تَصُفُّونَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟» قَالَ: قُلْنَا: وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟ قَالَ: يُتِمُّونَ الصُّفُوفَ الْأُوَلَ، وَيَتَرَاصُّونَ فِي الصَّفِّ».

٩٩٢- حضرت جابر بن سمرہ سوائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے (صحابۂ کرام سے) فرمایا: ”تم اس طرح صفیں کیوں نہیں بناتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے حضور صفیں بناتے ہیں؟“ راوی کہتے ہیں ہم نے عرض کیا: فرشتے اپنے رب کے حضور کس طرح صف بندی کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگلی صفوں کو مکمل کرتے ہیں اور صف میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔“

٩٩١_ أخرجه البخاري، الأذان، باب من أخف الصلاة عند بكاء الصبي، ح: ٧٠٧، ٨٦٨ من حديث بشر به.

٩٩٢_ أخرجه مسلم، الصلاة، باب الأمر بالسكون في الصلاة . . . الخ، ح: ٤٣٠ من حديث وكيع وغيره عن الأعمش به مطولاً.

فوائد و مسائل: ① شریعتِ اسلامیہ میں عبادت کے طریقے فرشتوں کی عبادت کے طریقوں سے مشابہ ہیں اور یہ بہت بڑا شرف ہے۔ ② فرشتے اللہ کی عبادت کے لیے صفوں میں کھڑے ہوتے ہیں۔ ③ جب تک پہلی صف مکمل نہ ہو جائے دوسری صف شروع نہیں کرنی چاہیے' اسی طرح دوسری کے بعد تیسری اور تیسری کے بعد چوتھی صف بنائی جائے۔ ④ صف میں کھڑے ہوتے وقت ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھڑے ہونا چاہیے' دو آدمیوں کے درمیان خالی جگہ نہیں چھوڑنی چاہیے۔ صحابۂ کرام ؓ ایک دوسرے کے کندھے سے کندھا اور قدم سے قدم ملا کر کھڑے ہوتے تھے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الأذان' باب إلزاق المنكب بالمنكب' والقدم بالقدم في الصف' حدیث: ۷۲۵)

٩٩٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ شُعْبَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبِي، وَبِشْرُ بْنُ عُمَرَ، قَالاَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سَوُّوا صُفُوفَكُمْ، فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوفِ مِنْ تَمَامِ الصَّلاَةِ».

۹۹۳- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی صفیں درست کرو کیونکہ صفیں درست کرنا نماز کی تکمیل میں شامل ہے۔''

فوائد و مسائل: ① صفیں درست کرنے سے مراد انھیں سیدھا کرنا ہے' یعنی سب لوگ برابر کھڑے ہوں' ایک دوسرے سے آگے پیچھے نہ ہوں۔ ② صفیں ٹیڑھی رکھنے اور باہم مل کر کھڑے نہ ہونے سے نماز ناقص ہوتی ہے اور ثواب کم ہو جاتا ہے۔

٩٩٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُسَوِّي الصَّفَّ حَتَّى يَجْعَلَهُ مِثْلَ الرُّمْحِ أَوِ الْقِدْحِ، قَالَ:

۹۹۴- حضرت نعمان بن بشیر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ صف کو (انتہائی اہتمام سے) سیدھا کرتے تھے حتی کہ نیزے یا تیر کی طرح (سیدھی) کر دیتے۔ (ایک بار) آپ ﷺ نے ایک آدمی کا سینہ (صف سے) آگے بڑھا ہوا دیکھا تو رسول اللہ

٩٩٣- أخرجه البخاري، الأذان، باب إقامة الصف من تمام الصلاة، ح: ٧٢٣، ومسلم، الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها . . . الخ، ح: ٤٣٣ من حديث شعبة به.

٩٩٤- أخرجه مسلم، الصلاة، الباب السابق، ح: ٤٣٦ من حديث سماك به باختلاف يسير.

فَرَأَى صَدْرَ رَجُلٍ[نَاتِئًا]، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سَوُّوا صُفُوفَكُمْ، أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ».

ﷺ نے فرمایا: ''اپنی صفیں سیدھی کرو ورنہ اللہ تعالیٰ ضرور تمھارے درمیان اختلاف پیدا کر دے گا۔''

فائدہ: قوم میں اختلاف و اتفاق کے کچھ ظاہری اسباب ہوتے ہیں اور کچھ روحانی اسباب بھی ہوتے ہیں جن کا احساس عام لوگوں کو نہیں ہوتا۔ اختلاف کے انہی اسباب میں سے ایک سبب نماز کے دوران میں صف کا سیدھا نہ ہونا بھی ہے جب کہ صف سیدھی کرنے سے دلوں میں اتفاق اور محبت پیدا ہوتی ہے' اس لیے اماموں کو اس چیز کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے اور مقتدیوں کو بھی چاہیے کہ صفیں سیدھی رکھنے اور مل کر کھڑے ہونے پر خاص طور پر توجہ دیں۔

٩٩٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الَّذِينَ يَصِلُونَ الصُّفُوفَ، وَمَنْ سَدَّ فُرْجَةً رَفَعَهُ اللهُ بِهَا دَرَجَةً».

٩٩٥- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر رحمت نازل کرتا ہے اور فرشتے ان کے لیے دعائے خیر کرتے ہیں جو صفوں کو ملاتے ہیں اور جو شخص صف کا شگاف پر کرے گا اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند کر دے گا۔''

فوائد و مسائل: ① صف کا شگاف پر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر صف میں دو آدمی ایک دوسرے سے اتنے دور کھڑے ہیں کہ درمیان میں ایک آدمی کی جگہ ہے تو بعد میں آنے والا اس جگہ کھڑا ہو جائے ورنہ انھیں کہے کہ آپس میں مل جاؤ تاکہ درمیان میں خالی جگہ باقی نہ رہے۔ ② اگر پہلی صف کے کنارے پر آدمی کی جگہ باقی ہو اور لوگ پچھلی صف میں کھڑے ہو گئے ہوں تو بعد میں آنے والا اگلی صف کے کنارے پر خالی جگہ میں کھڑا ہو جائے' یہ بھی صف ملانے میں شامل ہے۔ ③ صف میں جس مقام پر خالی جگہ ہو' اس مقام کے نمازیوں کو چاہیے کہ ہر شخص امام کی طرف ملتا چلا جائے۔ امام سے دائیں طرف والا ہر شخص اپنے بائیں ساتھی سے ملے اور امام سے بائیں طرف والا ہر شخص اپنے دائیں ساتھی سے ملے۔ اس طرح شگاف پر ہو جائے گا۔ اگر اس کے برعکس ملیں گے تو شگاف پر نہیں ہوگا یا لوگوں کو امام سے دور ہٹنا پڑے گا جو مناسب نہیں۔

(المعجم ٥١) - بَابُ فَضْلِ الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ (التحفة ٩٠)

باب:٥١- اگلی صف کی فضیلت

٩٩٥- [حسن] * هشام حجازي، وانظر، ح:٥٩٥ لعلة هٰذا السند، وله شواهد عند ابن حبان، ح:٣٩٤، وصاحب الترغيب والترهيب: ١/ ٣٢٢ وغيرهما.

٩٩٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَسْتَغْفِرُ لِلصَّفِّ الْمُقَدَّمِ ثَلاَثًا، وَلِلثَّانِي مَرَّةً.

٩٩٦- حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اگلی صف والوں کے لیے تین بار دعائے مغفرت فرماتے تھے اور دوسری صف کے لیے ایک بار۔

فوائد و مسائل: ① نیکی کے کام میں مسابقت ایک اچھا کام اور شرعاً مطلوب ہے۔ ② اچھے کام کی ترغیب کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اس کام کے کرنے والے کو دعا دی جائے۔ ③ جس طرح پہلی صف دوسری سے افضل ہے اسی طرح دوسری صف بھی تیسری سے افضل ہے کیونکہ دوسری صف کے لیے دعا کی گئی اور تیسری صف والوں کے لیے نہیں کی گئی۔

٩٩٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ طَلْحَةَ ابْنَ مُصَرِّفٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ عَوْسَجَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ اللهَ وَمَلاَئِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الصَّفِّ الأَوَّلِ».

٩٩٧- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ پہلی صف پر رحمت نازل فرماتا ہے اور فرشتے اس کے لیے دعائے خیر کرتے ہیں۔“

٩٩٦ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/١٢٦، ١٢٧ من حديث هشام الدستوائي به، وصححه الحاكم: ١/ ٢١٤، والذهبي، وأخرجه الطبراني في الكبير: ١٨/ ٢٥٦، ح: ٦٣٩ من حديث أبي بكر بن أبي شيبة نحوه، ورواه شيبان النحوي عن يحيى بن أبي كثير عن محمد بن إبراهيم عن خالد بن معدان أن جبير بن نفير حدثه أنه سمع عرباض بن سارية ... الخ، وأخرجه الطبراني وغيره * ومحمد بن إبراهيم تابعه بحير بن سعد عند أحمد: ٤/ ١٢٨، والنسائي: ٢/ ٩٢، ٩٣، ح: ٨١٨، وبه صح الحديث.

٩٩٧ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٠٤ عن يحيى القطان ومحمد بن جعفر به، وقال البوصيري: "إسناد حديث البراء صحيح، ورجاله ثقات"، وله شاهد عند أبي داود، ح: ٥٤٣ وغيره، وانظر، ح: ٩٩٩.
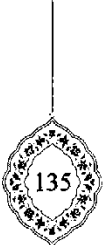
فائدہ: نیکی کا ہر کام رحمت باری تعالیٰ کا باعث ہے لیکن جن نیکیوں کے بارے میں خوشخبری دی گئی ہے ان کا مقام زیادہ بلند اوران کی اہمیت زیادہ ہے۔

٩٩٨- حَدَّثَنَا أَبُوثَوْرٍ، إِبْرَاهِيمُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو قَطَنٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ خِلَاسٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ لَكَانَتْ قُرْعَةٌ».

٩٩٨- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ پہلی صف میں کیا کچھ (اجر وثواب اور رحمت و برکت) ہے تو قرعہ اندازی ہوتی۔''

فوائد ومسائل: ① نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنا اچھی بات ہے۔ ② جب استحقاق میں سب برابر ہوں تو پھر قرعہ اندازی سے فیصلہ کرنا درست ہے۔

٩٩٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الصَّفِّ الْأَوَّلِ».

٩٩٩- حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ پہلی صف پر رحمت نازل فرماتا ہے اور فرشتے اس کے لیے دعائے خیر کرتے ہیں۔''

(المعجم ٥٢) - بَابُ صُفُوفِ النِّسَاءِ (التحفة ٩١)

باب: ٥٢- عورتوں کی صفیں

١٠٠٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ

١٠٠٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں کی بہترین صفیں آخری ہیں

٩٩٨_ أخرجه مسلم، الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها . . . الخ، ح: ٤٣٩ من حديث أبي قطن به.

٩٩٩_ [صحيح] * محمد بن المصفى صرح بالسماع، وله شاهد تقدم، ح: ٩٩٧، وقال البوصيري: 'هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

١٠٠٠_ أخرجه مسلم، الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها . . . الخ، ح: ٤٤٠ من حديث عبدالعزيز الدراوردي عن سهيل عن أبيه به . . . وهو في جزءه(٢٥).

أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَيْرُ صُفُوفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا، وَشَرُّهَا أَوَّلُهَا، وَخَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ أَوَّلُهَا، وَشَرُّهَا آخِرُهَا».

اور سب سے نکمی (کم ثواب والی) صفیں پہلی ہیں۔ اور مردوں کی بہترین صفیں پہلی ہیں اور سب سے نکمی صفیں آخری ہیں۔"

فوائد و مسائل: ① بہترین صف سے مراد وہ صف ہے جس میں ثواب سب سے زیادہ ہے اور سب سے نکمی صف سے مراد وہ صف ہے جس میں ثواب سب سے کم ہے' تاہم ثواب اس میں بھی موجود ہے۔ ② عورتوں کی پچھلی صفوں کے افضل ہونے کی حکمت یہ ہے کہ وہ مردوں کے اختلاط سے دور ہوتی ہیں۔ اسی وجہ سے عورت کا گھر میں نماز پڑھنا مسجد میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

١٠٠١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ عَقِيلٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ مُقَدَّمُهَا، وَشَرُّهَا مُؤَخَّرُهَا، وَخَيْرُ صُفُوفِ النِّسَاءِ مُؤَخَّرُهَا، وَشَرُّهَا مُقَدَّمُهَا».

١٠٠١- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مردوں کی بہترین صفیں آگے والی ہیں اور (ان کی) سب سے نکمی صفیں پیچھے والی ہیں۔ اور عورتوں کی بہترین صفیں پیچھے والی ہیں اور (ان کی) سب سے نکمی (اور کم ثواب والی) صفیں آگے والی ہیں۔"

(المعجم ٥٣) - بَابُ الصَّلَاةِ بَيْنَ السَّوَارِي فِي الصَّفِّ (التحفة ٩٢)

باب: ٥٣- ستونوں کے درمیان صف بنا کر نماز پڑھنے کا بیان

١٠٠٢- حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ، أَبُو طَالِبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، وَ أَبُو قُتَيْبَةَ،

١٠٠٢- حضرت معاویہ بن قرہ اپنے والد (حضرت قرہ بن ایاس مزنی ؓ) سے روایت کرتے ہیں' انھوں

١٠٠١- [حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٣١ من حديث سفيان الثوري به، وتابعه زائدة عنده: ٣/ ٢٩٣، ٣٨٧ * وابن عقيل ضعيف، تقدم، ح: ٣٩٠، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد حسن"، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ٤٤٠ وغيره.

١٠٠٢- [حسن] * هارون مستور (تقريب)، وقتادة تقدم، ح: ١٧٥، وأخرج أبوداود، ح: ٦٧٣ وغيره عن أنس قال: "كنا نتقي هٰذا على عهد رسول الله ﷺ"، وفيه قصة، وحسنه الترمذي، وصححه الحاكم، والذهبي، وإسناده صحيح.

قَالاَ : حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مُسْلِمٍ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ : كُنَّا نُنْهَى أَنْ نَصُفَّ بَيْنَ السَّوَارِي عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ ، وَنُطْرَدُ عَنْهَا طَرْداً .

نے فرمایا: ہمیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ستونوں کے درمیان صف بنانے سے منع کیا جاتا تھا اور اس سے سختی کے ساتھ روکا جاتا تھا۔

فائدہ: نماز باجماعت کے دوران میں اگر صف کے درمیان ستون حائل ہو تو صف ٹوٹ جاتی ہے اس لیے اس سے منع کیا گیا ہے۔ اگر جماعت نہ ہو رہی ہو تو ستونوں کے درمیان کھڑا ہونے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اس وقت نمازیوں کا وہاں کھڑا ہونا صف نہیں کہلائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے کعبہ شریف کے اندر دو ستونوں کے درمیان نماز ادا کی تھی۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الصلاۃ' باب الأبواب و الغلق للکعبة والمساجد' حدیث:۴۶۸)

(المعجم ٥٤) - **بَابُ صَلَاةِ الرَّجُلِ خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ** (التحفة ٩٣)

باب:۵۴- صف کے پیچھے اکیلے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا بیان

١٠٠٣- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا مُلَازِمُ بْنُ عَمْرٍو ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَدْرٍ : حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ ، وَكَانَ مِنَ الْوَفْدِ ، قَالَ : خَرَجْنَا حَتَّى قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ، فَبَايَعْنَاهُ ، وَصَلَّيْنَا خَلْفَهُ ، قَالَ : ثُمَّ صَلَّيْنَا وَرَاءَهُ صَلَاةً أُخْرٰى ، فَقَضَى الصَّلَاةَ ، فَرَأَى رَجُلاً فَرْداً يُصَلِّي خَلْفَ الصَّفِّ ، قَالَ ، فَوَقَفَ عَلَيْهِ نَبِيُّ اللهِ ﷺ حِينَ انْصَرَفَ قَالَ : «اسْتَقْبِلْ صَلَاتَكَ ، لاَ صَلَاةَ لِلَّذِي خَلْفَ الصَّفِّ» .

۱۰۰۳- حضرت علی بن شیبان ؓ جو ایک وفد میں شامل ہو کر تشریف لائے تھے' ان سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم (اپنے علاقے سے) روانہ ہوئے (اور مدینہ منورہ تک سفر کیا) حتی کہ ہم نبی ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے اور آپ ﷺ کی بیعت کی۔ ہم نے آپ ﷺ کی اقتدا میں نماز ادا کی' پھر آپ کے پیچھے ایک اور نماز پڑھی۔ آپ نے نماز مکمل کی تو دیکھا کہ ایک آدمی صف کے پیچھے اکیلا کھڑا نماز پڑھ رہا ہے۔ (جب وہ شخص نماز سے فارغ ہوا تو) اللہ کے نبی ﷺ اس کے پاس گئے اور فرمایا: ''شروع سے نماز پڑھو۔ صف کے پیچھے (اکیلا) کھڑے ہونے والے کی کوئی نماز نہیں۔''

١٠٠٣- **[إسناده صحيح]** أخرجه أحمد : ٤/ ٢٣ من حديث ملازم به ، وصححه ابن خزيمة ، ح : ١٥٦٩ ، وابن حبان (موارد) ، ح : ٤٠١ ، ٤٠٢ ، وقال البوصيري : 'هٰذا إسناد صحيح ، ورجاله ثقات' .

فوائد ومسائل: ① صف کے پیچھے اکیلے کھڑے ہونا منع ہے اور نماز نہیں ہوتی۔ یہ تب ہے جب صف میں کھڑے ہونے کی جگہ ہو اور وہ اس کے باوجود پچھلی صف میں اکیلا ہی کھڑا ہو جائے۔ اگر اگلی صف میں جگہ نہ ہو تو پھر اس کی مجبوری ہے' امید ہے اسے معذور سمجھا جائے گا۔ باقی رہی بات اگلی صف سے کسی کو کھینچ کر ساتھ ملانے کی تو وہ روایت بالاتفاق ضعیف ہے۔ ② اگر عورت کے ساتھ کھڑے ہونے کے لیے دوسری عورت موجود نہ ہو تو عورت مردوں کی صف میں کھڑی نہیں ہو سکتی' اسے اکیلے ہی کھڑا ہو جانا چاہیے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الأذان' باب المرأة وحدها تكون صفا' حديث:٧٢٧)

١٠٠٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ قَالَ: أَخَذَ بِيَدِي زِيَادُ ابْنُ أَبِي الْجَعْدِ، فَأَوْقَفَنِي عَلَى شَيْخٍ بِالرَّقَّةِ، يُقَالُ لَهُ وَابِصَةُ بْنُ مَعْبَدٍ، فَقَالَ: صَلَّى رَجُلٌ خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ، فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُعِيدَ.

١٠٠٤- حضرت وابصہ بن معبد ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک آدمی نے صف کے پیچھے اکیلے کھڑے ہو کر نماز پڑھی تو نبی ﷺ نے اسے نماز دوبارہ پڑھنے کا حکم دیا۔

فائدہ: بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص نے اگلی صف میں جگہ ہونے کے باوجود پچھلی صف میں کھڑے ہو کر نماز پڑھی ہو گی' اس لیے نبی ﷺ نے اسے نماز دہرانے کا حکم دیا۔

(المعجم ٥٥) - بَابُ فَضْلِ مَيْمَنَةِ الصَّفِّ (التحفة ٩٤)

باب:۵۵- صف کی دائیں جانب کی فضیلت

١٠٠٥- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ

١٠٠٥- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ صفوں کی دائیں جانب پر رحمتیں نازل کرتا ہے اور فرشتے اس کے لیے

١٠٠٤ـ [صحيح] أخرجه الحميدي، وأحمد: ٤/ ٢٢٨ وغيرهما من طرق عن حصين بن عبدالرحمن به، وقال الترمذي "حسن"، ح: ٢٣٠، وله طريق آخر عند أبي داود، ح: ٦٨٢ وغيره، وصححه ابن حبان، وأحمد، وإسحاق وغيرهم.

١٠٠٥ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب من يستحب أن يلي الإمام في الصف وكراهية التأخر، ح: ٦٧٦ عن عثمان بن أبي شيبة به، وله لفظ صححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي.

عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى مَيَامِنِ الصُّفُوفِ».

دعائے خیر کرتے ہیں۔''

فائدہ: رسول اللہ ﷺ ہر اس کام میں دائیں طرف کو ترجیح دیتے تھے جو طبعًا یا شرعًا مستحسن ہے۔ حضرت عائشہ ؓ کا ارشاد ہے: ''رسول اللہ ﷺ اپنے تمام کاموں میں (جیسے) وضو کرنے' کنگھی کرنے اور جوتے پہننے میں دائیں طرف سے شروع کرنے کو پسند فرماتے تھے۔'' (صحيح البخاري' الوضوء' باب التيمن في الوضوء والغسل' حديث:١٦٨' وصحيح مسلم' الطهارة' باب التيمن في الطهور وغيره' حديث:٢٦٨) اس حدیث کی روشنی میں نماز میں کھڑے ہوتے وقت بھی ممکن حد تک دائیں طرف کھڑے ہونے کی کوشش کی جا سکتی ہے۔ لیکن یہ روایت صحیح ابن خزیمہ' مسند احمد اور سنن بیہقی وغیرہ میں یہ ایں الفاظ مروی ہے: [إِنَّ اللّٰهَ وَ مَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الَّذِينَ يَصِلُونَ الصُّفُوفَ] ''اللہ تعالیٰ صفوں کے ملانے والوں پر رحمت نازل کرتا ہے اور فرشتے ان کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔'' اور امام بیہقی' شیخ البانی اور مسند احمد کے محققین کے نزدیک یہ روایت انھی الفاظ کے ساتھ محفوظ اور صحیح ہے۔ گویا ان کے نزدیک اس حدیث میں [مَيَامِنِ الصُّفُوفِ] کی بجائے [يَصِلُونَ الصُّفُوفَ] ہی کے الفاظ ہیں۔ ملاحظہ ہو: (تمام المنة' ص:٢٨٨' وضعيف سنن أبي داود' رقم:٦٧٦' والموسوعة الحديثية (مسند أحمد) ج:٣٠/٢٢٣' رقم الحديث:٢٤٣٨١) اس اعتبار سے اس حدیث سے صفوں کے ملانے کی فضیلت کا اثبات ہوتا ہے نہ کہ امام کے دائیں جانب کھڑے ہونے کی فضیلت کا جس کا مطلب یہ ہے کہ امام کے دائیں یا بائیں جانب کھڑا ہونا یکساں ہے۔ اصل فضیلت صف بندی کا صحیح طریقے سے اہتمام کرنے میں ہے' تاہم ہر معاملے میں دائیں جانب کی جو عمومی فضیلت ہے' اس کے تحت امام کی داہنی جانب باعث فضیلت ہو سکتی ہے۔ واللہ أعلم.

١٠٠٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنِ ابْنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. - قَالَ مِسْعَرٌ -: مِمَّا نُحِبُّ أَوْ مِمَّا أُحِبُّ أَنْ نَقُومَ عَنْ يَمِينِهِ.

١٠٠٦- حضرت براء ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ جب رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو ہمیں...... یا فرمایا: مجھے...... یہ بات پسند تھی کہ ہم دائیں طرف کھڑے ہوں۔

١٠٠٦- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب يمين الإمام، ح: ٧٠٩ من حديث وكيع وغيره به.

۱۰۰۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْحُسَيْنِ أَبُو جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ الْكِلَابِيُّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو الرَّقِّيُّ، عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قِيلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ مَيْسَرَةَ الْمَسْجِدِ تَعَطَّلَتْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ عَمَّرَ مَيْسَرَةَ الْمَسْجِدِ، كُتِبَ لَهُ كِفْلَانِ مِنَ الأَجْرِ».

۱۰۰۷- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ سے عرض کیا گیا: مسجد کی بائیں جانب تو بالکل خالی ہوگئی۔ (لوگ ثواب کی نیت سے دائیں طرف کھڑے ہوتے ہیں) تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مسجد کی بائیں جانب کو آباد کیا اسے دگنا ثواب ملے گا۔''

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے اس لیے اس سے اس میں بیان کردہ فضیلت کا اثبات نہیں ہوتا' تاہم پہلی صف بالکل چھوڑ کر دوسری صف میں کھڑا ہونا درست نہیں۔ ویسے بھی پہلی صف دوسری سے افضل ہے تو پہلی صف کا بایاں حصہ بھی دوسری صف کے دائیں حصے سے افضل ہوگا۔

(المعجم ٥٦) - بَابُ الْقِبْلَةِ (التحفة ٩٥)

باب: ۵۶- قبلے کا بیان

۱۰۰۸- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ طَوَافِ الْبَيْتِ، أَتَى مَقَامَ إِبْرَاهِيمَ، فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللهِ! هٰذَا مَقَامُ أَبِينَا إِبْرَاهِيمَ، الَّذِي قَالَ اللهُ: ﴿وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَٰهِـۧمَ مُصَلًّى﴾. [البقرة: ١٢٥]

۱۰۰۸- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب طواف کعبہ سے فارغ ہوئے تو مقام ابراہیم کے پاس تشریف لائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ ہمارے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وہ مقام ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ ''تم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ مقرر کرلو۔''

قَالَ الْوَلِيدُ: فَقُلْتُ لِمَالِكٍ: أَهٰكَذَا قَرَأَ ﴿وَاتَّخِذُوا﴾ قَالَ نَعَمْ.

ولید بن مسلم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام مالک رحمہ اللہ سے پوچھا: کیا انھوں نے یہ لفظ اسی طرح

۱۰۰۷ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطرسوسي في مسند ابن عمر، ح: ٩٥ من حديث عمرو بن عثمان به، وانظر، ح: ٢٠٨ لعلته، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف ليث بن أبي سليم".

۱۰۰۸ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الحروف والقراءات، باب(١)، ح: ٣٩٦٩ من حديث جعفر به مختصرًا، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وأصله في صحيح مسلم، ح: ١٢١٨.

پڑھا تھا۔ وَاتَّخِذُوا (خا کے کسرہ کے ساتھ)؟ انھوں نے فرمایا: ہاں۔

١٠٠٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ عُمَرُ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! لَوِ اتَّخَذْتَ مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى؟ فَنَزَلَتْ: ﴿وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾. [البقرة: ١٢٥]

١٠٠٩- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کاش! آپ مقام ابراہیم کے قریب نماز پڑھیں تو یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ ”تم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ مقرر کر لو۔“

فوائد و مسائل: ① مقام ابراہیم سے مراد وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی تھی۔ اس پتھر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشان ہیں۔ ② طواف کے بعد مقام ابراہیم کے قریب دو رکعت نماز ادا کرنی چاہیے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”نبی اکرم ﷺ تشریف لائے، بیت اللہ کے گرد سات چکر لگا کر طواف کیا، مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز ادا کی اور صفا مروہ کے درمیان چکر لگائے (سعی کی۔“) (صحيح البخاري، الصلاة، باب قوله تعالى: واتخذوا من مقام إبراهيم مصلى، حديث:٣٩٥) ③ مقام ابراہیم کے قریب نماز ادا کرتے وقت منہ کعبہ کی طرف ہی کرنا چاہیے، بعض ناواقف لوگ مقام ابراہیم کی طرف منہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں اگرچہ کعبہ کی طرف چہرہ نہ رہے۔ یہ درست نہیں کیونکہ قبلہ تو کعبہ شریف کی عمارت ہی ہے۔ ④ اگر مقام ابراہیم کے قریب جگہ نہ ملے تو مسجد حرام میں کہیں بھی دو رکعت نماز ادا کی جا سکتی ہے۔ ⑤ اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے کہ ان کے دل میں وہی خواہش پیدا ہوئی جس کا حکم اللہ تعالیٰ نازل فرمانے والا تھا۔ اس کے علاوہ بھی کئی چیزیں ایسی ہیں کہ احکام نازل ہونے سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں خواہش پیدا ہوئی اور آسمان سے اسی کے مطابق احکام نازل ہو گئے۔ (صحيح البخاري، الصلاة، باب ماجاء في القبلة...... الخ، حديث:٤٠٢)

١٠١٠- حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ عَمْرٍو الدَّارِمِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: صَلَّيْنَا مَعَ

١٠١٠- حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اٹھارہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں ادا کیں، پھر آپ

١٠٠٩ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب ماجاء في القبلة . . . الخ، ح: ٤٠٢ من حديث هشيم به.

١٠١٠ـ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٤٦، وح: ٨٥٥ لعلته، وأصل الحديث متفق عليه، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

رَسُولِ اللهِ ﷺ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَهْراً، وَصُرِفَتِ الْقِبْلَةُ إِلَى الْكَعْبَةِ بَعْدَ دُخُولِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ بِشَهْرَيْنِ، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، إِذَا صَلَّى إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ أَكْثَرَ تَقَلُّبَ وَجْهِهِ فِي السَّمَاءِ، وَعَلِمَ اللهُ مِنْ قَلْبِ نَبِيِّهِ ﷺ أَنَّهُ يَهْوَى الْكَعْبَةَ، فَصَعِدَ جِبْرِيلُ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُتْبِعُهُ بَصَرَهُ وَهُوَ يَصْعَدُ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ، يَنْظُرُ مَا يَأْتِيهِ بِهِ، فَأَنْزَلَ اللهُ: ﴿قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ﴾ الآيَة [البقرة: ١٤٤] فَأَتَانَا آتٍ، فَقَالَ: إِنَّ الْقِبْلَةَ قَدْ صُرِفَتْ إِلَى الْكَعْبَةِ، وَقَدْ صَلَّيْنَا رَكْعَتَيْنِ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَنَحْنُ رُكُوعٌ فَتَحَوَّلْنَا، فَبَنَيْنَا عَلَى مَا مَضَى مِنْ صَلَاتِنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا جِبْرِيلُ! كَيْفَ حَالُنَا فِي صَلَاتِنَا إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ؟» فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ﴾ [البقرة: ١٤٣].

ﷺ کے مدینہ تشریف لانے کے دو ماہ بعد کعبہ کو قبلہ مقرر کر دیا گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ جب بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے تو اکثر آسمان کی طرف چہرہ مبارک اٹھاتے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے نبی کے دل کی کیفیت معلوم تھی کہ وہ کعبہ شریف (کو قبلہ بنانے) کی خواہش رکھتے ہیں۔ جبریل علیہ السلام (آسمان کی طرف) بلند ہوئے تو جب وہ آسمان اور زمین کے درمیان بلند ہوتے جا رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ یہ معلوم کرنے کی خواہش رکھتے تھے کہ جبریل علیہ السلام کیا وحی لے کر نازل ہوں گے۔ (آخر کار) اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی: ﴿قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ...... الآية﴾ ''ہم آپ کے چہرے کو بار بار آسمان کی طرف اٹھتے ہوئے دیکھتے ہیں......'' ہمارے پاس ایک آدمی آیا' اس نے کہا: قبلہ (بیت المقدس سے) کعبہ کی طرف منتقل ہو گیا ہے۔ ہم نے دو رکعتیں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے ادا کی تھیں (اور ابھی نماز مکمل نہیں ہوئی تھی) ہم رکوع میں تھے (جب یہ خبر ملی) ہم نے (فوراً) رخ پھیر لیا اور جو نماز پڑھی جا چکی تھی' اس پر باقی نماز کی بنا کر لی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے جبریل! ہماری بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھی ہوئی نمازوں کا کیا حال ہوگا؟'' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی: ﴿وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ﴾ ''اللہ تعالیٰ تمھارے ایمان (تمھاری نمازیں) ضائع نہیں کرے گا۔''

فوائد و مسائل: ① یہ روایت سخت ضعیف (بلکہ منکر) ہے۔ خود اس حدیث کے الفاظ میں بھی تعارض ہے۔ پہلے

جملے میں اٹھارہ مہینے اور دوسرے جملے میں دو مہینے کی مدت بیان کی گئی ہے۔ ② یہ واقعہ صحیح بخاری میں بھی مروی ہے لیکن اس میں اٹھارہ مہینے کے بجائے سولہ یا سترہ مہینے کے الفاظ ہیں۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الإیمان' باب الصلاة من الإیمان' حدیث:۴۰) اور بخاری کی روایت زیادہ صحیح ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں اپنے گھر سے ۲۷ صفر کو اور غار ثور سے یکم ربیع الاول کو روانہ ہوئے تھے اور ۸ ربیع الاول کو قباء میں تشریف فرما ہوئے۔ جب کہ تحویل قبلہ کا حکم دوسرے سال رجب کے وسط میں نازل ہوا۔ اس طرح یہ درمیانی مدت سولہ ماہ اور کچھ دن بنتی ہے۔ واللہ أعلم. ③ قبلے کی تبدیلی کے بعد نبئ اکرم ﷺ نے کعبہ کی طرف منہ کر کے جو نماز سب سے پہلے ادا کی وہ نماز عصر تھی۔ (حوالہ مذکورہ بالا) ④ انصار کا نماز کے دوران میں حکم معلوم ہونے پر فوراً کعبہ کی طرف رخ کر لینے کا ذکر بھی صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ (حوالہ مذکورہ بالا) ⑤ ایک قابل اعتماد آدمی کی بیان کردہ خبر یا حدیث پر اعتماد کر کے عمل کر لینا چاہیے۔ ⑥ اگر کوئی شخص اپنے یقین کے مطابق قبلے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہا ہو' پھر اسے نماز کے دوران میں معلوم ہو جائے کہ قبلہ کا رخ دوسری طرف ہے تو نماز کے دوران میں ہی ادھر منہ کر لینا چاہیے۔ اس کی پہلی نماز درست ہے دہرانے کی ضرورت نہیں۔

١٠١١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الأَزْدِيُّ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُورِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ قَالاَ: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْشَرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ».

۱۰۱۱- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔''

فوائد و مسائل: ① مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ عین جنوب میں واقع ہے' اس لیے اہل مدینہ کے لیے سمت قبلہ کا تعین مشکل نہیں۔ دوسرے شہروں کے مسلمان اپنے اپنے شہر کی مناسبت سے نماز ادا کرتے ہیں کیونکہ مختلف شہروں سے کعبہ شریف کی سمت مختلف ہے۔ ② جو شخص مسجد حرام میں نماز ادا کر رہا ہو' وہ کعبہ شریف کی عمارت کو دیکھ کر عین اس کی طرف منہ کر سکتا ہے لیکن دور کے لوگ اس بات کے مکلف نہیں کہ عین عمارتِ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں۔ ان کے لیے اندازے سے سمت قبلہ کا تعین کر لینا ہی کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرة:۲۸۶) ''اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی طاقت سے بڑھ کر کام کرنے کا پابند نہیں کرتا۔''

١٠١١- [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء أن ما بين المشرق والمغرب قبلة، ح: ٣٤٢، ٣٤٣ من حديث أبي معشر به، وله طريق آخر عند الترمذي، ح: ٣٤٤، وقال: "حسن صحيح".

(المعجم ٥٧) - **بَابُ مَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسْ حَتَّى يَرْكَعَ** (التحفة ٩٦)

باب:٥٧-مسجد میں داخل ہونے والا نماز پڑھے بغیر نہ بیٹھے

١٠١٢- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ، وَ يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسْ حَتَّى يَرْكَعَ رَكْعَتَيْنِ».

١٠١٢- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو دو رکعت نماز پڑھے بغیر نہ بیٹھے۔‘‘

١٠١٣- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ».

١٠١٣- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ’’جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو اسے چاہیے کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے۔‘‘

فوائد ومسائل: ① اس نماز کو تحیۃ المسجد کہا جاتا ہے۔ ② مسجد میں داخل ہو کر بیٹھنے سے پہلے اگر کوئی اور نماز‘ مثلاً: سنت یا فرض پڑھ لیں تو تحیۃ المسجد بھی ادا ہو جاتی ہے۔ الگ سے پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ ③ بعض علماء مکروہ اوقات میں بھی تحیۃ المسجد پڑھنے کے قائل ہیں۔ ان کی دلیل حدیث کا عموم ہے کہ ’’جب بھی کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو دو رکعت پڑھے۔‘‘ اس عموم میں کراہت کے اوقات بھی داخل ہیں۔ نبی ﷺ نے کسی وقت کا استثناء نہیں کیا۔ جب کہ دوسرے علماء اس عموم میں کراہت کے اوقات کو داخل نہیں کرتے‘ اس لیے ان کے نزدیک اوقات کراہت میں دیگر نفلی نمازوں کے علاوہ تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں پڑھنا بھی جائز نہیں۔ ایک تیسری رائے یہ ہے کہ پڑھنے کا جواز ہے لیکن بچنا بہتر ہے۔ والله أعلم.

١٠١٢- [صحيح] قال البوصيري: "هذا إسناد رجاله ثقات إلا أنه منقطع، قال أبو حاتم: "المطلب بن عبدالله عن أبي هريرة مرسل"، والحديث الآتي شاهد له.

١٠١٣- أخرجه البخاري، الصلاة، باب: إذا دخل المسجد فليركع ركعتين، ح: ٤٤٤، ومسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب تحية المسجد بركعتين . . . الخ، ح: ٧١٤ من حديث مالك به.

(المعجم ٥٨) - بَابُ مَنْ أَكَلَ الثُّومَ فَلَا يَقْرَبَنَّ الْمَسْجِدَ (التحفة ٩٧)

باب:۵۸-لہسن کھا کر مسجد میں آنا منع ہے

١٠١٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ الْغَطَفَانِيِّ، عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمُرِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَامَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ خَطِيباً، أَوْ خَطَبَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: يَاأَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّكُمْ تَأْكُلُونَ شَجَرَتَيْنِ لَا أُرَاهُمَا إِلَّا خَبِيثَتَيْنِ، هٰذَا الثُّومُ وَهٰذَا الْبَصَلُ. وَلَقَدْ كُنْتُ أَرَى الرَّجُلَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، يُوجَدُ رِيحُهُ مِنْهُ، فَيُؤْخَذُ بِيَدِهِ حَتَّى يُخْرَجَ إِلَى الْبَقِيعِ، فَمَنْ كَانَ آكِلَهَا لَا بُدَّ، فَلْيُمِتْهَا طَبْخاً.

۱۰۱۴- حضرت معدان بن ابوطلحہ یعمری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن خطبہ دینے کھڑے ہوئے۔ یا فرمایا کہ انھوں نے جمعہ کے دن خطبہ دیا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا: لوگو! تم دو پودے کھاتے ہو جنھیں میں برا ہی سمجھتا ہوں یعنی یہ لہسن اور یہ پیاز۔ میں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دیکھا کرتا تھا کہ اگر کسی (کے منہ) سے اس (لہسن یا پیاز) کی بو محسوس کی جاتی تو اسے ہاتھ سے پکڑ کر (مسجد سے باہر) بقیع کی طرف نکال دیا جاتا' اس لیے جو شخص انھیں کھانا چاہے' اسے چاہیے کہ پکا کران کی بو ختم کرلے۔

فوائد ومسائل: ① لہسن اور پیاز کا استعمال حرام نہیں ورنہ انھیں پکانے کا حکم نہ دیا جاتا۔ ② بدبودار چیز کھا پی کر مسجد میں آنا منع ہے۔ ③ تمباکو نوشی سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ تمباکو' حقہ اور سگریٹ وغیرہ کی بو لہسن اور پیاز کی بو سے زیادہ سخت اور زیادہ ناگوار ہوتی ہے۔ ④ بعض روایات میں [کُرَّاث] (گیندنا) کا بھی ذکر ہے۔ یہ بھی پیاز سے مشابہ ایک پودا ہے۔ اس کے علاوہ بعض علماء نے مولی کو بھی مذکورہ بالا اشیاء کے حکم میں رکھا ہے کیونکہ اس میں بھی ایک حد تک ناگوار بو پائی جاتی ہے۔

١٠١٥- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ،

۱۰۱۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے یہ پودا' یعنی لہسن کھایا ہو تو

١٠١٤ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب نهي من أكل ثومًا أو بصلاً أو كراثًا أو نحوها . . . الخ، ح: ٥٦٧ عن ابن أبي شيبة وغيره به، وانظر، ح: ٣٣٦٣.

١٠١٥ـ أخرجه مسلم، المساجد، الباب السابق، ح: ٥٦٣ من حديث معمر عن الزهري به.

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الثُّومِ، فَلاَ يُؤْذِينَا بِهَا فِي مَسْجِدِنَا هٰذَا».

وہ ہماری مسجد میں اس کی بو کے ساتھ ہمیں ایذا نہ پہنچائے۔"

قَالَ إِبْرَاهِيمُ: وَكَانَ أَبِي يَزِيدُ فِيهِ، الْكُرَّاثَ وَالْبَصَلَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. يَعْنِي أَنَّهُ يَزِيدُ عَلٰى حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي الثُّومِ.

(امام زہری کے شاگرد) ابراہیم بن سعد نے فرمایا: میرے والد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ سے "گیندنا اور پیاز" کے الفاظ کا اضافہ فرماتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① ابراہیم بن سعد رحمہ اللہ کے والد سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہیں یعنی سعد بن ابراہیم رحمہ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث روایت کی ہے لیکن اس میں صرف لہسن نہیں بلکہ لہسن، پیاز اور گیندنا تینوں کا ذکر کیا ہے۔ ② اس حدیث میں صراحت ہے کہ مسجد میں آنے سے پہلے ان چیزوں کے کھانے سے منع کرنے کا سبب یہ ہے کہ اس کی بو سے نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس حکمت کی بنا پر جمعہ کی نماز کے لیے آنے والوں کو نہا کر صاف کپڑے پہن کر آنے کا حکم دیا تھا۔

١٠١٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ الْمَكِّيُّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ شَيْئاً فَلاَ يَأْتِيَنَّ الْمَسْجِدَ».

١٠١٦- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے اس پودے میں سے کچھ کھایا ہو وہ مسجد میں ہرگز نہ آئے۔"

فائدہ: مسلمان مرد کو بلا عذر نماز باجماعت سے پیچھے رہنا منع ہے، اس حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ بدبودار چیز کا کھانا، جماعت سے پیچھے رہ جانے کے لیے ایک معقول عذر ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ نماز کا وقت قریب ہو تو ان چیزوں کے استعمال سے پرہیز کیا جائے۔ اسی طرح خواتین گھر میں نماز پڑھتے وقت احتیاط رکھیں کہ نماز سے پہلے کچا لہسن یا پیاز استعمال نہ کریں۔

١٠١٦ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب ماجاء في الثوم النّيء والبصل والكراث، ح: ٨٥٣ وغيره، ومسلم، المساجد، باب نهي من أكل ثومًا أو بصلاً أو كراثًا أو نحوها . . . الخ، ح: ٥٦١ من حديث عبيدالله به.

(المعجم ٥٩) - بَابُ الْمُصَلِّي يُسَلَّمُ عَلَيْهِ كَيْفَ يَرُدُّ (التحفة ٩٨)

باب:۵۹-نمازی سلام کا جواب کس طرح دے

١٠١٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّنَافِسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: أَتٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ مَسْجِدَ قُبَاءٍ يُصَلِّي فِيهِ، فَجَاءَتْ رِجَالٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ، فَسَأَلْتُ صُهَيْباً، وَكَانَ مَعَهُ: كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ؟ قَالَ: كَانَ يُشِيرُ بِيَدِهِ.

۱۰۱۷- حضرت زید بن اسلم ؒ نے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مسجد قباء میں نماز ادا کرنے کے لیے تشریف لائے۔ متعدد انصاری حضرات حاضر ہو کر رسول اللہ ﷺ کو سلام عرض کرنے لگے۔ زید بن اسلم ؒ فرماتے ہیں: میں نے حضرت صہیب ؓ سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ (اس موقع پر) سلام کا جواب کس طرح دیتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① مسجد قباء کی زیارت اور وہاں نماز ادا کرنے کے لیے اہتمام سے جانا مسنون ہے البتہ دوسرے شہر سے سفر کر کے مدینے جاتے وقت زیارت مسجد نبوی کی نیت کرنی چاہیے۔ اس کے بعد مدینہ کی دوسری مساجد اور مسجد قباء کی زیارت کے لیے جا سکتا ہے۔ ② جب کوئی عالم یا بزرگ محلے میں تشریف لائے تو عوام کو چاہیے کہ اس سے ملنے اور علمی استفادہ کرنے کے لیے حاضر ہوں۔ ③ نمازی کو دوسرا آدمی سلام کہہ سکتا ہے۔ ④ اگر نمازی کو سلام کہا جائے تو وہ نماز کے دوران میں اشارے سے جواب دے زبان سے جواب نہ دے۔ ⑤ نماز کے دوران میں کسی قسم کا ضروری اشارہ کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

١٠١٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: بَعَثَنِي النَّبِيُّ ﷺ لِحَاجَةٍ. ثُمَّ أَدْرَكْتُهُ وَهُوَ يُصَلِّي، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَأَشَارَ إِلَيَّ، فَلَمَّا فَرَغَ دَعَانِي،

۱۰۱۸- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مجھے نبی ﷺ نے کسی کام سے بھیجا۔ جب میں (واپس) خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے سلام کیا تو آپ نے اشارہ کیا (اور اشارے سے جواب دیا) جب نبی ﷺ (نماز سے)

١٠١٧ـ [صحيح] أخرجه النسائي: ٣/ ٥، ٦، السهو، باب رد السلام بالإشارة في الصلاة، ح: ١١٨٨ من حديث سفيان به * زيد بن أسلم صرح بالسماع عند ابن خزيمة: ٢/ ٤٩، ح: ٨٨٨، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان (الإحسان)، ح: ٢٢٥٨، والحاكم: ٣/ ١٢، والذهبي، وله شواهد كثيرة.

١٠١٨ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب تحريم الكلام في الصلاة ونسخ ما كان من إباحته، ح: ٥٤٠ عن محمد بن رمح وغيره به.

فَقَالَ: «إِنَّكَ سَلَّمْتَ عَلَيَّ آنِفاً وَأَنَا أُصَلِّي».

فارغ ہوئے تو مجھے بلایا اور فرمایا: ''ابھی ابھی تم نے مجھے سلام کیا تھا اور میں نماز پڑھ رہا تھا۔ (اس لیے زبان سے جواب نہیں دے سکا۔)''

١٠١٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كُنَّا نُسَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ، فَقِيلَ لَنَا: إِنَّ فِي الصَّلَاةِ لَشُغْلاً.

١٠١٩- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم نماز میں (ایک دوسرے کو) سلام کر لیا کرتے تھے۔ پھر ہمیں فرمایا گیا: نماز میں مصروفیت ہوتی ہے۔

فائدہ: جب نماز میں بات چیت کرنے کی اجازت تھی تو سلام بھی کیا جاتا تھا' بعد میں یہ حکم دے دیا گیا کہ کوئی نمازی نماز کے دوران میں دوسرے آدمی کو سلام نہ کرے' اس کے لیے نماز کی مصروفیت کافی ہے۔ پوری توجہ سے ادعیہ اور اذکار میں مصروف رہے۔ لیکن گزشتہ احادیث سے معلوم ہوا کہ نمازی خود تو کسی کو سلام نہیں کر سکتا' تاہم اسے سلام کیا جا سکتا ہے۔ وہ زبان سے تو سلام کا جواب نہیں دے سکتا' البتہ اشارے سے جواب دے سکتا ہے۔

(المعجم ٦٠) - بَابُ مَنْ يُصَلِّي لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ (التحفة ٩٩)

باب: ٦٠- لاعلمی کی وجہ سے قبلہ کے سوا دوسرے رخ پر نماز ادا کرنا

١٠٢٠- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ بْنُ سَعِيدٍ، أَبُو الرَّبِيعِ السَّمَّانُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي

١٠٢٠- حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے کہ آسمان پر بادل چھا گئے اور قبلے کی سمت معلوم نہ ہو سکی۔ ہم نے (اندازے سے) نماز پڑھی اور (زمین پر) نشان لگا لیے۔ جب سورج طلوع ہوا تو معلوم ہوا کہ

١٠١٩ـ [صحيح مرفوع] * أبوإسحاق عنعن، وتقدم، ح: ٤٦، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات"، وأخرج البخاري، ح: ١١٩٩، ١٢١٦، ٣٨٧٥، ومسلم، ح: ٥٣٨ من حديث الأعمش عن إبراهيم عن علقمة عن ابن مسعود به مرفوعًا، أطول منه.

١٠٢٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في الرجل يصلي لغير القبلة في الغيم، ح: ٣٤٥ من حديث أشعث بن سعيد السمان به، وقال: "هٰذا حديث ليس إسناده بذاك . . ." * وأشعث تابعه عمرو بن قيس عند الطيالسي، ح: ١١٤٥، وعاصم ضعيف كما تقدم، ح: ٩٠٧، وله شاهد ضعيف عند البيهقي وغيره.

سَفَرٍ، فَتَغَيَّمَتِ السَّمَاءُ وَأَشْكَلَتْ عَلَيْنَا الْقِبْلَةُ، فَصَلَّيْنَا، وَأَعْلَمْنَا، فَلَمَّا طَلَعَتِ الشَّمْسُ إِذَا نَحْنُ قَدْ صَلَّيْنَا لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ، فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَأَنْزَلَ اللهُ: ﴿فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ﴾. [البقرة: الآية: ١١٥]

ہم نے قبلے کے سوا (کسی اور طرف) نماز پڑھی ہے۔ ہم نے نبی ﷺ سے یہ واقعہ بیان کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمادی: ﴿فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ﴾ ''تم جدھر بھی رخ کرو اُدھر ہی اللہ کا چہرہ ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اگر بادل وغیرہ کی وجہ سے قبلے کا رخ معلوم نہ ہو سکے تو اندازے سے رخ متعین کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس اندازے میں اگر غلطی ہو جائے تو معاف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرة:٢٨٦) ''اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی طاقت سے بڑھ کر کام کرنے کا مکلف نہیں فرماتا۔'' ② اس میں یہ اشارہ بھی ہے کہ غلطی سے قبلے کے سوا دوسری طرف پڑھی ہوئی نماز دہرانے کی ضرورت نہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: ''اکثر علماء نے یہی موقف اختیار کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: ''اگر کوئی شخص بادل کی وجہ سے قبلے کے سوا دوسری طرف منہ کر کے نماز پڑھ لے پھر نماز کے بعد اسے پتہ چلے کہ اس نے قبلہ رخ نماز ادا نہیں کی تو اس کی وہ نماز درست ہے۔ سفیان ثوری، ابن مبارک، احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔'' (جامع الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في الرجل يصلي لغير القبلة في الغيم، حديث:٣٤٥) ③ اگر نماز کے دوران میں پتہ چل جائے تو نمازی کو چاہیے کہ نماز کے دوران میں ہی قبلہ رخ ہو جائے اور باقی نماز صحیح رخ پر مکمل کرلے۔ جیسے کہ اہل قباء نے تحویل قبلہ کی خبر سن کر نماز کے دوران میں ہی رخ تبدیل کر لیا تھا۔ ④ یہ روایت بعض حضرات کے نزدیک حسن ہے۔ دیکھیے: (الإرواء، رقم:٢٩١)

(المعجم ٦١) - بَابُ الْمُصَلِّي يَتَنَخَّمُ (التحفة ١٠٠)

باب:٦١- نماز کے دوران میں بلغم تھوکنا

١٠٢١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُحَارِبِيِّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا صَلَّيْتَ

١٠٢١- حضرت طارق بن عبداللہ محاربی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تو نماز پڑھ رہا ہو تو اپنے سامنے ہرگز نہ تھوکنا، نہ دائیں طرف تھوکنا، البتہ بائیں طرف یا قدم کے نیچے تھوک سکتے ہو۔''

١٠٢١ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في كراهية البزاق في المسجد، ح:٤٧٨ من حديث منصور به، والترمذي، ح:٥٧١، وقال: "حديث حسن صحيح".

فَلاَ تَبْزُقَنَّ بَيْنَ يَدَيْكَ، وَلاَ عَنْ يَمِينِكَ، وَلٰكِنِ ابْزُقْ عَنْ يَسَارِكَ، أَوْ تَحْتَ قَدَمِكَ».

فوائد ومسائل: ① نماز کے دوران میں سامنے کی طرف تھوکنا ادب کے منافی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر سخت ناراضی کا اظہار فرمایا ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه' المساجد والجماعات' باب كراهية النخامة في المسجد' حديث: ٧٦١ تا ٧٦٤) ② دائیں طرف بھی احترام والی سمت ہے' اس لیے اس طرف بھی نہیں تھوکنا چاہیے۔ بائیں طرف اگر دوسرا نمازی کھڑا ہو تو اس طرف بھی تھوکنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اگر ادھر کوئی نہ ہو تو تھوکنا جائز ہے۔ ③ مسجد میں بائیں طرف یا پاؤں کے نیچے تھوکنا اس صورت میں جائز ہے جب مسجد کی زمین اس قسم کی ہو جو رطوبت کو جذب کر سکتی ہو ورنہ مسجد کو آلودہ کرنا جائز نہیں۔ خصوصاً جب کہ چٹائی یا قالین پر نماز پڑھ رہا ہو تو اسے آلودہ کرنا کسی حال میں بھی جائز نہیں۔ اس صورت میں رومال استعمال کرنا چاہیے جیسے کہ اگلی حدیث میں صراحت ہے۔

١٠٢٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ، فَأَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: «مَا بَالُ أَحَدِكُمْ يَقُومُ مُسْتَقْبِلَهُ (يَعْنِي رَبَّهُ) فَيَتَنَخَّعُ أَمَامَهُ؟ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يُسْتَقْبَلَ فَيُتَنَخَّعَ فِي وَجْهِهِ؟ إِذَا بَزَقَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْزُقَنَّ عَنْ شِمَالِهِ، أَوْ لِيَقُلْ هٰكَذَا فِي ثَوْبِهِ».

ثُمَّ أَرَانِي إِسْمَاعِيلُ يَبْزُقُ فِي ثَوْبِهِ ثُمَّ يَدْلُكُهُ.

١٠٢٢- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو مسجد کی قبلے والی دیوار پر بلغم لگا ہوا نظر آیا۔ آپ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ ایک آدمی رب کی طرف متوجہ ہو کر کھڑا ہوتا ہے' پھر اپنے سامنے بلغم تھوک دیتا ہے؟ کیا تم میں سے کسی کو یہ بات پسند ہے کہ اس کے سامنے آ کر اس کے چہرے پر تھوک دیا جائے؟ جب کسی کو تھوکنا ہو تو اپنی بائیں طرف تھوک لے یا اپنے کپڑے میں اس طرح کر لے۔''

(امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے استاد حضرت ابوبکر بن ابی شیبہ نے فرمایا:) امام اسماعیل ابن علیہ رحمہ اللہ نے (اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے مجھے یوں کر کے دکھایا کہ) کپڑے میں تھوکا' پھر کپڑے کو مل دیا۔

١٠٢٢ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب النهي عن البصاق في المسجد في الصلاة وغيرها . . . الخ، ح: ٥٥٠ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

١٠٢٣- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ قَالاَ: حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّهُ رَأَى شَبَثَ ابْنَ رِبْعِيٍّ بَزَقَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ: يَا شَبَثُ! لاَ تَبْزُقْ بَيْنَ يَدَيْكَ، فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَنْهَى عَنْ ذٰلِكَ، وَقَالَ: «إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا قَامَ يُصَلِّي أَقْبَلَ اللهُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهِ، حَتَّى يَنْقَلِبَ أَوْ يُحْدِثَ حَدَثَ سُوءٍ».

۱۰۲۳- حضرت حذیفہ ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت شَبَث بن ربعی ؒ کو سامنے کی طرف تھوکتے دیکھ کر فرمایا: اے شبث! اپنے سامنے مت تھوکا کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ ایسا کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا ہے: ”جب آدمی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنا چہرۂ مبارک اس کی طرف متوجہ فرما دیتا ہے حتی کہ وہ نماز سے فارغ ہو جائے یا کوئی برا کام کرے۔“

فائدہ: ”برا کام“ کرنے سے مراد ایسا کام ہے جو نماز کے ادب کے خلاف ہو‘ مثلاً: سامنے تھوکنا‘ گوز مارنا‘ کپڑوں یا کنکریوں سے کھیلنا۔ مزید فوائد کے لیے ملاحظہ کیجیے‘ حدیث: ۷۶۳۔

١٠٢٤- حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ، وَعَبْدَةُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَزَقَ فِي ثَوْبِهِ، وَهُوَ فِي الصَّلاَةِ، ثُمَّ دَلَكَهُ.

۱۰۲۴- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کے دوران میں کپڑے میں تھوکا‘ پھر اسے مل دیا۔

(المعجم ٦٢) - بَابُ مَسْحِ الْحَصٰى فِي الصَّلاَةِ (التحفة ١٠١)

باب: ۶۲- نماز کے دوران میں کنکریوں پر ہاتھ پھیرنا

١٠٢٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ

۱۰۲۵- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کنکریوں کو ہاتھ لگایا‘ اس نے

١٠٢٣_ [حسن] أخرجه ابن خزيمة، ح: ٩٢٤ من طريق آخر عن عاصم به، وصححه البوصيري، وانظر، ح: ٨٥٥ لعلته.

١٠٢٤_ [إسناده صحيح] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

١٠٢٥_ أخرجه مسلم، الجمعة، باب فضل من استمع وأنصت في الخطبة، ح: ٨٥٧ عن ابن أبي شيبة وغيره به مطولاً، وانظر، ح: ١٠٩٠.

أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ مَسَّ الْحَصٰى فَقَدْ لَغَا».

فضول کام کیا۔''

فوائد ومسائل: ① نبی اکرم ﷺ کے زمانہ مبارکہ میں مسجدوں کے فرش پختہ نہیں ہوتے تھے' اس لیے وہاں کنکریاں بچھادی جاتی تھیں تاکہ کپڑوں کو مٹی نہ لگے۔ ② کنکریوں کو چھونے سے مراد بلاضرورت چھونا ہے جو ادب کے منافی ہے۔ اسی طرح چٹائی کے تنکوں سے کھیلنا یا نیچے بچھائی ہوئی کسی بھی چیز کی طرف اس طرح متوجہ ہونا کہ نماز سے توجہ ہٹ جائے' نامناسب ہے۔

١٠٢٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُعَيْقِيبٌ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فِي مَسْحِ الْحَصٰى فِي الصَّلَاةِ: «إِنْ كُنْتَ فَاعِلًا فَمَرَّةً وَاحِدَةً».

١٠٢٦- حضرت معیقیب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کے دوران میں کنکریوں پر ہاتھ پھیرنے کے بارے میں فرمایا: ''اگر تم نے ضرور یہ کام کرنا ہو تو ایک بار کر لو۔''

فوائد ومسائل: ① نماز کے دوران میں اگر محسوس کیا جائے کہ کنکریاں زیادہ اونچی نیچی ہیں جو چہرے میں چبھ کر نماز سے توجہ ہٹانے کا باعث بن رہی ہیں تو ایک بار ہاتھ پھیر کر معمولی سی برابر کر لی جائیں۔ زیادہ تکلف کرنا مناسب نہیں۔ ② نماز میں خشوع کے منافی حرکت کرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی لیکن ثواب میں کمی واقع ہو جاتی ہے' اس لیے زیادہ حرکات سے ثواب بہت زیادہ کم ہو سکتا ہے جو مومن کے لیے انتہائی خسارے کا باعث ہے۔

١٠٢٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ

١٠٢٧- حضرت ابوذر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو رحمت الٰہی اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے' اس لیے اسے چاہیے کہ (دوران نماز میں) کنکریوں پر ہاتھ نہ پھیرے۔''

١٠٢٦ـ أخرجه البخاري، العمل في الصلاة، باب مسح الحصى في الصلاة، ح: ١٢٠٧، ومسلم، المساجد، باب كراهة مسح الحصى وتسوية التراب في الصلاة، ح: ٥٤٦ من حديث يحيى به.

١٠٢٧ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب مسح الحصى في الصلاة، ح: ٩٤٥ من حديث سفيان به، وحسنه الترمذي، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحافظ في بلوغ المرام، ح: ٢٣٨، ٢٣٩ باب الحث على الخشوع في الصلاة.

ﷺ: «إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلاَةِ فَإِنَّ الرَّحْمَةَ تُوَاجِهُهُ، فَلاَ يَمْسَحِ الْحَصٰى».

(المعجم ٦٣) - بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْخُمْرَةِ (التحفة ١٠٢)

باب:٦٣- چھوٹی چٹائی پر نماز پڑھنا

١٠٢٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ: حَدَّثَتْنِي مَيْمُونَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي عَلَى الْخُمْرَةِ.

١٠٢٨- ام المومنین حضرت میمونہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ چھوٹی چٹائی پر نماز ادا فرماتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① [خُمْرَة] اس چھوٹی سی چٹائی کو کہتے ہیں جس پر نمازی سجدہ کرتے وقت چہرہ رکھ لے۔ یہ کھجور کے پتوں کی بنی ہوئی بھی ہوسکتی ہے اور بورے کا ٹکڑا بھی۔ بڑی چٹائی کو عربی زبان میں [خُمْرَة] نہیں کہا جاتا۔ ② زمین پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا درست ہے اگرچہ زمین پر کوئی چیز نہ بچھائی گئی ہو۔ اس طرح اگر چٹائی اتنی چھوٹی ہو کہ سجدہ کے بعض اعضاء اس پر آتے ہوں اور بعض نہ آتے ہوں تو بھی درست ہے۔

١٠٢٩- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى حَصِيرٍ.

١٠٢٩- حضرت ابوسعید ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: "رسول اللہ ﷺ نے چٹائی پر نماز ادا فرمائی۔"

فائدہ: [حَصِيرٌ] بڑی چٹائی ہوتی ہے جس پر کھڑے ہو کر نماز ادا کی جا سکے یا ایک سے زیادہ افراد اس پر نماز ادا کر سکیں۔

١٠٣٠- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى:

١٠٣٠- حضرت عمرو بن دینار ؒ سے روایت ہے

١٠٢٨ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب الصلاة على الخمرة، ح: ٣٨١ من حديث سليمان الشيباني به.

١٠٢٩ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب الصلاة في ثوب واحد وصفة لبسه، ح: ٥١٩ من حديث أبي معاوية وغيره به.

١٠٣٠ـ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٣٢٦ لعلته، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف . . ."، وحديث البخاري، ح: ٦٢٠٣، ومسلم، ح: ٢١٥٠ يغني عنه.

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي زَمْعَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: صَلَّى ابْنُ عَبَّاسٍ، وَهُوَ بِالْبَصْرَةِ عَلَى بِسَاطِهِ، ثُمَّ حَدَّثَ أَصْحَابَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي عَلَى بِسَاطِهِ.

انھوں نے کہا: حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے بصرہ میں اپنے بچھونے پر نماز پڑھی، پھر اپنے ساتھیوں کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ بھی اپنے بچھونے پر نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ روایت سنداً تو ضعیف ہے لیکن بخاری ومسلم کی روایات اس سے کفایت کرتی ہیں، غالباً اسی وجہ سے شیخ البانی ؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح أبوداود، رقم:٦٦٥) ② [بِسَاط] ہر اس چیز کو کہا جا سکتا ہے جو زمین پر بچھائی جاتی ہے، خواہ وہ چٹائی ہو یا قالین یا کوئی کپڑا وغیرہ۔ نبی ﷺ کے زمانۂ مبارکہ میں اہل عرب چارپائی پر سونے کا اہتمام نہیں کرتے تھے۔ اکثر اوقات زمین پر بستر بچھا کر سو جاتے تھے۔ ایسے بستر پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ٦٤) - بَابُ السُّجُودِ عَلَى الثِّيَابِ فِي الْحَرِّ وَالْبَرْدِ (التحفة ١٠٣)

باب:٦٤- گرمی یا سردی سے بچاؤ کے لیے کپڑے پر سجدہ کرنا

١٠٣١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَبِيبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: جَاءَنَا النَّبِيُّ ﷺ. فَصَلَّى بِنَا فِي مَسْجِدِ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ، فَرَأَيْتُهُ وَاضِعاً يَدَيْهِ عَلَى ثَوْبِهِ إِذَا سَجَدَ.

١٠٣١- حضرت عبداللہ بن عبدالرحمٰن ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور بنو عبدالاشہل کی مسجد میں ہمیں نماز پڑھائی۔ میں نے آپ ﷺ کو سجدہ کے دوران میں دونوں ہاتھ کپڑے پر رکھے ہوئے دیکھا۔

١٠٣٢- حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ: أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْأَشْهَلِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ

١٠٣٢- حضرت ثابت بن صامت ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ بنو عبدالاشہل کے محلے (کی مسجد) میں نماز ادا فرمائی اور آپ نے ایک چادر

١٠٣١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٣٤، ٣٣٥ عن أبي بكر بن أبي شيبة به * إسماعيل بن أبي حبيبة "فيه ضعف" (تقريب).

١٠٣٢ـ [إسناده ضعيف] * إبراهيم بن إسماعيل ضعيف (تقريب)، وتلميذه إسماعيل اعترف بأمر عظيم، ولا يحتج به إلا ما رواه البخاري ومسلم عنه (راجع التهذيب وهدي الساري وغيرهما).

ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى فِي بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ وَعَلَيْهِ كِسَاءٌ مُتَلَفِّفٌ بِهِ، يَضَعُ يَدَيْهِ عَلَيْهِ، يَقِيهِ بَرْدَ الْحَصٰى.

اوڑھ رکھی تھی۔ کنکریوں کی ٹھنڈک سے بچنے کے لیے (سجدہ کرتے وقت) اس پر ہاتھ رکھ لیتے تھے۔

١٠٣٣- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبٍ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ غَالِبٍ الْقَطَّانِ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ، فَإِذَا لَمْ يَقْدِرْ أَحَدُنَا أَنْ يُمَكِّنَ جَبْهَتَهُ، بَسَطَ ثَوْبَهُ فَسَجَدَ عَلَيْهِ.

۱۰۳۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ سخت گرمی میں نبی ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھتے تھے۔ جب کوئی زمین پر اپنی پیشانی نہ رکھ سکتا تو اپنا کپڑا بچھا کر اس پر سجدہ کر لیتا۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے یہ مسئلہ ثابت ہو جاتا ہے کہ زمین کی گرمی یا سردی سے بچاؤ کے لیے کپڑے پر سجدہ کرنا درست ہے۔ ② زمین پر پیشانی نہ رکھ سکنے کا مطلب یہ ہے کہ زمین بہت گرم ہوتی تھی، اس لیے جب چہرہ زمین کو چھوتا تھا تو تکلیف محسوس ہوتی تھی۔

(المعجم ٦٥) - بَابُ التَّسْبِيحِ لِلرِّجَالِ فِي الصَّلَاةِ وَالتَّصْفِيقِ لِلنِّسَاءِ (التحفة ١٠٤)

باب: ۶۵- نماز میں مرد (امام کو غلطی پر متنبہ کرنے کے لیے) سبحان اللہ کہیں اور عورتیں تالی بجائیں

١٠٣٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ، وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ».

۱۰۳۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سبحان اللہ کہنا مردوں کے لیے ہے اور تالی بجانا عورتوں کے لیے ہے۔''

فوائد و مسائل: ① نماز کے دوران میں اگر امام کو غلطی لگ جائے تو اسے متنبہ کرنے کے لیے سبحان اللہ کہنا

١٠٣٣ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب السجود على الثوب في شدة الحر، ح: ٣٨٥، وح: ١٢٠٨، ومسلم، المساجد، باب استحباب تقديم الظهر . . . الخ، ح: ٦٢٠ من حديث بشر به.

١٠٣٤ـ أخرجه البخاري، العمل في الصلاة، ح: ١٢٠٣، ومسلم، الصلاة، باب تسبيح الرجل وتصفيق المرأة . . . الخ، ح: ٤٢٢ من حديث سفيان به.

چاہیے۔② اگر کوئی مرد امام کو غلطی کا اشارہ نہ دے تو عورتیں بھی امام کو غلطی پر متنبہ کر سکتی ہیں۔③ لیکن عورتوں کو سبحان اللہ نہیں کہنا چاہیے بلکہ ایک ہاتھ کی پشت پر دوسرا ہاتھ مارنا چاہیے۔④ اس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ عورت کو چاہیے کہ بلا ضرورت مردوں کو آواز نہ سنائے۔⑤ نماز کے بعض مسائل میں مردوں اور عورتوں کے درمیان فرق ہے۔ یہ مسئلہ بھی ان میں سے ایک ہے۔

١٠٣٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَسَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ قَالاَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ، وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ».

١٠٣٥- حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سبحان اللہ کہنا مردوں کا کام ہے اور تالی بجانا عورتوں کا کام ہے۔“

١٠٣٦- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، وَعُبَيْدُ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: رَخَّصَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِلنِّسَاءِ فِي التَّصْفِيقِ، وَلِلرِّجَالِ فِي التَّسْبِيحِ.

١٠٣٦- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو تالی بجانے کی اجازت دی ہے اور مردوں کو سبحان اللہ کہنے کی۔

(المعجم ٦٦) - بَابُ الصَّلَاةِ فِي النِّعَالِ (التحفة ١٠٥)

باب: ٦٦- جوتے پہن کر نماز پڑھنا

١٠٣٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ

١٠٣٧- حضرت ابن ابی اوس رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میرے دادا حضرت اوس رضی اللہ عنہ بعض

١٠٣٥ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب من دخل ليؤم الناس فجاء الإمام الأول فتأخر الأول ... الخ، ح:٦٨٤، ١٢٠١، ١٢٠٤، ١٢١٨، ١٢٣٤، ٢٦٩٠، ٢٦٩٣، ٧١٩٠، ومسلم، الصلاة، باب تقديم الجماعة من يصلي بهم ... الخ، ح:٤٢١ من طرق عن أبي حازم به مطولاً بألفاظ متقاربة المعنى.

١٠٣٦ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناد حسن" * سويد بن سعيد ضعفه الأئمة من أجل اختلاطه، ولا يحتج به إلا ما يروي عنه مسلم في صحيحه، وقال ابن معين فيه: "حلال الدم" وقال: "لو كان لي فرس ورمح لغزوت سويدًا" (راجع الميزان وغيره)، والحديث السابق يغني عنه.

١٠٣٧ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ١٠ عن محمد بن جعفر غندر به، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح"، وللحديث شواهد.

سَالِم، عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْسٍ قَالَ: كَانَ جَدِّي أَوْسٌ، أَحْيَاناً يُصَلِّي، فَيُشِيرُ إِلَيَّ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ، فَأُعْطِيهِ نَعْلَيْهِ، وَيَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُصَلِّي فِي نَعْلَيْهِ.

اوقات نماز پڑھ رہے ہوتے تو نماز کے دوران ہی میں مجھے اشارہ کرتے تو میں انھیں جوتے دے دیتا۔ وہ فرمایا کرتے تھے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو جوتے پہن کر نماز ادا کرتے دیکھا ہے۔

فوائد و مسائل: ① نماز میں اشارہ کرنا جائز ہے۔ ② نماز کے دوران میں جوتے پہن لینا یا اتار دینا جائز ہے۔ ③ جوتے پہن کر نماز پڑھنا بھی جائز ہے اور اتار کر بھی' البتہ اگر جوتوں میں نجاست لگی ہوئی نظر آ رہی ہو تو ایسے جوتے پہن کر نماز درست نہیں جب تک کہ انھیں صاف نہ کر لیا جائے۔ مٹی وغیرہ لگی ہو تو شک نہیں کرنا چاہیے۔

١٠٣٨- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُصَلِّي حَافِياً وَمُنْتَعِلاً.

١٠٣٨- حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو جوتے اتار کر نماز پڑھتے دیکھا ہے اور جوتے پہن کر بھی۔

١٠٣٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ يُصَلِّي فِي النَّعْلَيْنِ وَالْخُفَّيْنِ.

١٠٣٩- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کو جوتے اور موزے پہن کر نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ یہ روایت معناً صحیح ہے۔ علاوہ ازیں دوسرے محققین نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد بن حنبل: ٧/ ٤٠٦،٤٠٥)

(المعجم ٦٧) - بَابُ كَفِّ الشَّعَرِ وَالثَّوْبِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ١٠٦)

باب: ٦٧- نماز میں بالوں اور کپڑوں کو سمیٹنا

١٠٤٠- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الضَّرِيرُ:

١٠٤٠- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے'

158

١٠٣٨- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الصلاة في النعل، ح: ٦٥٣ من حديث حسين المعلم به.

١٠٣٩- [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٤٦ لعلته، وقال البوصيري: "فيه أبوإسحاق السبيعي، اختلط بآخره".

١٠٤٠- [صحيح] تقدم، ح: ٨٨٣.

حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، وَأَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ لاَ أَكُفَّ شَعَراً وَلاَ ثَوْباً».

نبی ﷺ نے فرمایا: ”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں بال یا کپڑے نہ سمیٹوں۔“

فوائد و مسائل: ① بال سمیٹنے کا مطلب یہ ہے کہ انھیں اکٹھا کر کے اس طرح جوڑا بنالیا جائے جس طرح عورتیں جوڑا بنالیتی ہیں' نماز میں اس طرح کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اگر پہلے سے جوڑا بنایا ہوا ہو تو کھول کر نماز پڑھیں۔ ② کپڑے سمیٹنے کا مفہوم یہ ہے کہ سجدہ کرتے وقت کپڑوں کو مٹی سے بچانے کے لیے سمیٹنے کی کوشش کرنا مناسب نہیں۔ ③ حدیث کے ظاہر الفاظ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ نماز کی حالت میں یہ کام ممنوع ہیں لیکن سلف نے کہا ہے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے بھی بال اکٹھے ہوں یا کپڑے سمٹے ہوئے ہوں تو انھیں کھول دیا جائے اور پھر نماز شروع کی جائے۔ (المرعاة و إنجاز الحاجة)

١٠٤١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: أُمِرْنَا أَلَّا [نَكُفَّ] شَعَرًا [وَلاَ ثَوْبًا]، وَلاَ نَتَوَضَّأَ مِنْ مَوْطَإٍ.

۱۰۴۱- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم (نماز میں) بال یا کپڑے نہ سمیٹیں' اور (ناپاک جگہ پر) پاؤں پڑ جانے کی وجہ سے وضو نہ کریں۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت ہمارے فاضل محقق کے نزدیک سنداً ضعیف ہے جبکہ معناً صحیح ہے کیونکہ اس روایت میں بیان کردہ باتیں دوسری صحیح احادیث سے ثابت ہیں' غالباً اسی وجہ سے شیخ البانی ؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإرواء: ۱/ ۱۹۸' حدیث: ۱۸۳) ② اگر پاؤں ناپاک ہو جائیں تو صرف پاؤں دھو لیے جائیں' پورا وضو دوبارہ کرنے کی ضرورت نہیں اور اگر نجاست ظاہر نہ ہو تو محض جگہ کے ناپاک ہونے کے شک کی بنیاد پر پاؤں دھونے کا تکلف نہیں کرنا چاہیے۔

١٠٤٢- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا

۱۰۴۲- رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت

١٠٤١- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في الرجل يطأ الأذى برجله، ح: ٢٠٤ من حديث ابن إدريس وغيره به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي * الأعمش عنعن، وانظر، ح: ١٧٨ لعلته.

١٠٤٢- [حسن] أخرجه أحمد (أطراف المسند: ٦/ ٢٢١) عن محمد بن جعفر به * أبوسعد المدني، لم أجد من وثقه وقيل أنه شرحبيل بن سعد، ح: ٥٩٢، وله شاهد حسن عند أبي داود، ح: ٦٤٦.

خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ شُعْبَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: أَخْبَرَنِي مُخَوَّلٌ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعْدٍ، رَجُلاً مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، يَقُولُ: رَأَيْتُ أَبَا رَافِعٍ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، رَأَى الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَهُوَ يُصَلِّي، وَقَدْ عَقَصَ شَعْرَهُ، فَأَطْلَقَهُ، أَوْ نَهَى عَنْهُ، وَقَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ وَهُوَ عَاقِصٌ شَعْرَهُ.

ابورافع ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت حسن بن علی ؓ کو بالوں کا جوڑا باندھ کر نماز پڑھتے دیکھا تو ان کے بال کھول دیے یا اس طرح کرنے سے منع فرمایا' اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ کوئی مرد بالوں کا جوڑا باندھ کر نماز پڑھے۔

(المعجم ٦٨) - بَابُ الْخُشُوعِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ١٠٧)

باب:۶۸-نماز میں خشوع کا ہونا

١٠٤٣- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَرْفَعُوا أَبْصَارَكُمْ إِلَى السَّمَاءِ أَنْ تَلْتَمِعَ»، يَعْنِي: فِي الصَّلَاةِ.

۱۰۴۳- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آسمان کی طرف نظریں نہ اٹھاؤ' مبادا اچک لی جائیں۔'' یعنی نماز میں اوپر نظر نہ اٹھاؤ۔

فوائد ومسائل: ① خشوع میں یہ بات بھی شامل ہے کہ نظریں جھکا کر کھڑے ہوں۔ کسی وجہ سے قبلے کی طرف نظر اٹھ جائے تو جائز ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الأذان' باب رفع البصر إلى الإمام في الصلاة' حديث:۷۴۶) ② نماز میں آسمان کی طرف نظر اٹھانا بھی اسی طرح منع ہے جس طرح دائیں بائیں دیکھنا منع ہے۔ ③ بعض اوقات گناہوں کی سزا دنیا میں بھی مل سکتی ہے۔

١٠٤٤- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ

۱۰۴۴- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت

١٠٤٣ـ [صحيح] أخرجه أبويعلى في مسنده، ح:٥٥٠٩ عن عثمان بن أبي شيبة به، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح:٢٢٨١، والبوصيري * الزهري عنعن، وتقدم، ح:٧٠٧، وأخرج أحمد:٥/ ٢٩٥، واللفظ له، والنسائي عن الزهري حدثني عبيدالله بن عبدالله بن عتبة بن مسعود أن رجلاً من أصحاب النبي ﷺ حدثه، الخ نحوه، وإسناده صحيح.

١٠٤٤ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب رفع البصر إلى السماء في الصلاة، ح: ٧٥٠ من حديث قتادة به.

الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْماً بِأَصْحَابِهِ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ أَقْبَلَ عَلَى الْقَوْمِ بِوَجْهِهِ فَقَالَ: «مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ». حَتَّى اشْتَدَّ قَوْلُهُ فِي ذٰلِكَ: «لَيَنْتَهُنَّ عَنْ ذٰلِكَ أَوْ لَيَخْطَفَنَّ اللهُ أَبْصَارَهُمْ».

ہے انھوں نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ ﷺ نے صحابۂ کرام کو نماز پڑھائی' جب نماز سے فارغ ہوئے تو چہرہ مبارک نمازیوں کی طرف کیا اور فرمایا: ''لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ آسمان کی طرف نظریں اٹھاتے ہیں؟'' پھر نبی ﷺ نے اس بارے میں سخت الفاظ فرمائے: ''انھیں اس حرکت سے باز آ جانا چاہیے ورنہ اللہ ضرور ان کی بینائی سلب فرمالے گا۔''

١٠٤٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ، أَوْ لَا تَرْجِعُ أَبْصَارُهُمْ».

۱۰۴۵- حضرت جابر بن سمرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگ (نماز میں) آسمان کی طرف نظریں اٹھاتے ہیں' انھیں ضرور باز آ جانا چاہیے ورنہ ان کی نظریں واپس (زمین کی طرف) نہیں لوٹیں گی (بلکہ چھین لی جائیں گی۔'')

١٠٤٦- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ قَالَا: حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ قَيْسٍ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَتِ امْرَأَةٌ تُصَلِّي خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ، حَسْنَاءُ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ، فَكَانَ بَعْضُ الْقَوْمِ يَسْتَقْدِمُ فِي الصَّفِّ الأَوَّلِ لِئَلَّا يَرَاهَا، وَيَسْتَأْخِرُ

۱۰۴۶- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک انتہائی خوش شکل خاتون نبی علیہ السلام کی اقتدا میں نماز ادا کیا کرتی تھیں۔ کچھ حضرات اس لیے اگلی صف میں کھڑے ہونے کا اہتمام کرتے کہ اس خاتون پر نظر نہ پڑے جبکہ بعض افراد (جان بوجھ کر) پیچھے رہ جاتے تاکہ پچھلی صف میں کھڑے ہوں۔ ان میں سے جب کوئی رکوع کرتا تو اپنی بغلوں کے نیچے سے اس

١٠٤٥- أخرجه مسلم، الصلاة، باب النهي عن رفع البصر إلى السماء في الصلاة، ح: ٤٢٨ من حديث الأعمش به.

١٠٤٦- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن [باب] ومن سورة الحجر، ح: ٣١٢٢ من حديث نوح به * عمرو بن مالك النكري ضعيف عند البخاري (تهذيب التهذيب: ١/ ٣٣٦)، ووثقه ابن حبان وحده مع قوله: "يخطىء ويغرب"، وقال ابن عدي في أبي الجوزاء: "حدث عنه عمرو بن مالك قدر عشرة أحاديث غير محفوظة".

بَعْضُهُمْ حَتَّى يَكُونَ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ، فَإِذَا رَكَعَ قَالَ هٰكَذَا، يَنْظُرُ مِنْ تَحْتِ إِبْطِهِ، فَأَنْزَلَ اللهُ: ﴿وَلَقَدْ عَلِمْنَا ٱلْمُسْتَقْدِمِينَ مِنكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا ٱلْمُسْتَـْٔخِرِينَ﴾ [الحجر: ٢٤] فِي شَأْنِهَا.

طرح دیکھتا اس پر اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں: ﴿وَ لَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَ لَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِيْنَ﴾ ''تم میں سے جو لوگ آگے بڑھنے والے ہیں' ہم انھیں بھی جانتے ہیں اور جو پیچھے رہنے والے ہیں وہ بھی ہمیں معلوم ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① یہ روایت ضعیف ہے' اسی لیے یہ سارا واقعہ ہی بے بنیاد ہے۔ ② ہر عمل میں نیت کا صحیح ہونا بہت ضروری ہے۔ ② عورتوں کا فرض نماز باجماعت ادا کرنے کے لیے مسجد میں آنا جائز ہے۔ ③ اس آیت کو ماقبل اور مابعد سے ملا کر پڑھا جائے تو آیات کا مفہوم یوں بنتا ہے: ''اور بلاشبہ ہم ہی زندگی اور موت دیتے ہیں اور بے شک ہم ہی (بالآخر ہر چیز کے اور ہر شخص کے) وارث ہیں۔ اور یقیناً تم میں سے آگے بڑھنے والے بھی ہمارے علم میں ہیں اور پیچھے ہٹنے والے بھی۔ آپ کا رب ان (سب) کو جمع کرے گا' وہ یقیناً بڑی حکمتوں والا اور بڑے علم والا ہے۔'' (الحجر: ۲۳ تا ۲۵) اس سیاق کی روشنی میں ''آگے بڑھنے والوں'' اور ''پیچھے ہٹنے (یا پیچھے رہ جانے) والوں'' کا مطلب پہلے فوت ہو جانے والے اور ان کے پس ماندگان بھی ہو سکتا ہے اور نیک کاموں میں سبقت لے جانے والے اور کوتاہی اور سستی سے کام لینے والے بھی۔

(المعجم ٦٩) - بَابُ الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ (التحفة ١٠٨)

باب: ۶۹- ایک کپڑا اوڑھ کر نماز پڑھنا

١٠٤٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَحَدُنَا يُصَلِّي فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَوَ كُلُّكُمْ يَجِدُ ثَوْبَيْنِ؟».

۱۰۴۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ''ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر کوئی شخص ایک کپڑے میں نماز پڑھ لے (تو کیا حکم ہے؟) نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا ہر کسی کو دو کپڑے میسر ہوتے ہیں؟''

فوائد ومسائل: ① مرد ایک کپڑا اوڑھ کر نماز ادا کر سکتا ہے۔ عربوں میں ایک کپڑا اوڑھنے کا طریقہ یہ تھا کہ کمر پر

١٠٤٧ـ أخرجه البخاري، باب الصلاة في الثوب الواحد ملتحفًا به، ح: ٣٥٨، ومسلم، الصلاة، باب الصلاة في ثوب واحد وصفة لبسه، ح: ٥١٥ من حديث الزهري به.

کپڑا تہہ بند کی طرح رکھ کر آگے کی طرف لا کر اس کا دایاں سرا بائیں کندھے پر ڈال لیا جائے اور بایاں پلو دائیں کندھے پر ڈال لیا جائے۔ اس طرح ایک ہی کپڑے سے ستر بھی چھپ جائے گا' پیٹ وغیرہ بھی اور کندھے بھی۔ گویا ایک بڑے کپڑے سے دو کپڑوں کا کام چل جاتا ہے۔ ② اگر کپڑا چھوٹا ہو اور مذکورہ بالا طریقے سے اوڑھنا ممکن نہ ہو تو دوسرا کپڑا بھی استعمال کرنا چاہیے۔ ایک کپڑے کو تہہ بند کی طرح باندھ لیا جائے اور دوسرے کو چادر کی طرح اوڑھ لیا جائے اگر اوڑھا نہ جاسکتا ہو تو کندھوں پر ڈال لیا جائے کیونکہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ''کوئی شخص ایک کپڑے میں اس طرح نماز نہ پڑھے کہ اس کے کندھوں پر کچھ نہ ہو۔'' (صحيح البخاري، الصلاة، باب إذا صلى في الثوب الواحد فليجعل على عاتقيه، حديث:٣٥٩) ③ حدیث میں [عَاتِق] کا لفظ ہے۔ جس کا ترجمہ ''کندھا'' کیا گیا ہے۔ کندھے کے لیے دوسرا لفظ ''منکب'' ہے۔ جو اس مفہوم میں استعمال ہوتا ہے جو اردو میں ''کندھے'' کا متعارف مفہوم ہے۔ ''عاتق'' کا اصل مطلب منکب اور گردن کے درمیان کی جگہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جسم کے بالائی حصہ پر بھی کوئی لباس یا کپڑا ہونا چاہیے۔ ④ اگر کپڑا ایک ہی ہو اور اسے اوڑھا نہ جاسکتا ہو تو تہہ بند کی طرح باندھ کر نماز پڑھ لی جائے۔ ارشاد نبوی ہے: ''اگر کپڑا کھلا ہو تو اس میں لپٹ جاؤ اور اگر تنگ ہو تو اسے تہہ بند بنالو۔'' (صحيح البخاري، الصلاة، باب إذا كان الثوب ضيقا، حديث:٣٦١) ⑤ عورت کو نماز میں اپنا تمام جسم ڈھانپنا چاہیے۔

١٠٤٨- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ ابْنُ عُبَيْدٍ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، مُتَوَشِّحًا بِهِ.

١٠٤٨- حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ ایک کپڑا توشح کے انداز سے اوڑھ کر نماز پڑھ رہے تھے۔

فائدہ: [تَوَشُّح] سے مراد وہ طریقہ ہے جو گزشتہ حدیث کے فائدہ نمبر ① میں بیان کیا گیا ہے یا یہ کہ کپڑے کا جو کنارہ دائیں کندھے پر ہے اسے بائیں بغل کے نیچے سے نکالے اور جو بائیں کندھے پر ہے اسے دائیں بغل کے نیچے سے نکالے' پھر دونوں کناروں کو ملا کر سینے پر گرہ دے لے۔

١٠٤٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

١٠٤٩- حضرت عمر بن ابوسلمہ ؓ سے روایت ہے

١٠٤٨ـ [صحيح] تقدم، ح:١٠٢٩.

١٠٤٩ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب الصلاة في الثوب الواحد ملتحفًا به، ح:٣٥٤-٣٥٦، ومسلم، الصلاة، باب الصلاة في ثوب واحد وصفة لبسه، ح:٥١٧ من حديث هشام به.

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، مُتَوَشِّحاً بِهِ، وَاضِعاً طَرَفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ.

انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک کپڑا اوڑھ کر نماز پڑھتے دیکھا' نبی ﷺ نے اسے توشح کے انداز سے اوڑھ رکھا تھا اور اس کے دونوں سرے آپ ﷺ کے کندھوں پر تھے۔

١٠٥٠- حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الشَّافِعِيُّ، إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَبَّاسِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ حَنْظَلَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادٍ الْمَخْزُومِيُّ، عَنْ مَعْرُوفِ بْنِ مُشْكَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُصَلِّي بِالْبِئْرِ الْعُلْيَا فِي ثَوْبٍ.

١٠٥٠- حضرت عبدالرحمٰن بن کیسان رحمہ اللہ اپنے والد (حضرت کیسان بن جریر رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں' انھوں نے فرمایا: میں نے بئر علیا کے مقام پر رسول اللہ ﷺ کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا۔

١٠٥١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، مُتَلَبِّباً بِهِ.

١٠٥١- حضرت کیسان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو ایک کپڑا سینے پر گرہ دے کر ظہر اور عصر کی نمازیں پڑھتے دیکھا۔

فائدہ: مذکورہ دونوں روایتوں کی بابت ہمارے فاضل محقق لکھتے ہیں کہ یہ دونوں روایات سنداً ضعیف ہیں لیکن ان سے ماقبل حدیث: ١٠٤٩ ان سے کفایت کرتی ہے' غالباً اسی وجہ سے شیخ البانی رحمہ اللہ نے مذکورہ دونوں روایتوں کو حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح ابن ماجہ' حدیث: ٨٦٩' ٨٧٠)

(المعجم ٧٠) - بَابُ سُجُودِ الْقُرْآنِ (التحفة ١٠٩)

باب: ٧٠- قرآن مجید کے سجدوں کا بیان

١٠٥٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

١٠٥٢- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول

١٠٥٠- [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٩/ ١٩٥، ح: ٤٣٧ من حديث إبراهيم بن محمد به * عبدالرحمٰن بن كيسان مستور(تقريب)، والحديث السابق يغني عنه.

١٠٥١- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف: ١/ ٣١٣ عن محمد بن بشر به، وحسنه البوصيري، وانظر الحديث السابق لعلته.

١٠٥٢- أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان إطلاق اسم الكفر على من ترك الصلاة، ح: ٨١ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا قَرَأَ ابْنُ آدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ، اعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِي، يَقُولُ: يَاوَيْلَهُ! أُمِرَ ابْنُ آدَمَ بِالسُّجُودِ، فَسَجَدَ، فَلَهُ الْجَنَّةُ، وَأُمِرْتُ بِالسُّجُودِ، فَأَبَيْتُ، فَلِيَ النَّارُ».

اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب آدم علیہ السلام کا بیٹا سجدے کی آیت پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان ایک طرف ہو کر رونے لگتا ہے۔ وہ کہتا ہے: ہائے افسوس! آدم علیہ السلام کے بیٹے کو سجدے کا حکم ہوا' اس نے سجدہ کر لیا تو اس کے لیے جنت ہے اور مجھے سجدے کا حکم ہوا تھا' میں نے (سجدہ کرنے سے) انکار کر دیا تو میرے لیے جہنم ہے۔“

فوائد ومسائل: ① سجدہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا ایک عظیم عمل ہے۔ جس کا بہت زیادہ ثواب ہے' خواہ وہ فرض سجدہ ہو جیسے فرض اور نفل نمازوں کے سجدے یا نفل سجدہ ہو جیسے سجدۂ شکر اور سجدۂ تلاوت۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: ”اللہ کو سجدے زیادہ کیا کر کیونکہ تو اللہ کے لیے جو سجدہ بھی کرے گا' اس کے بدلے اللہ تعالیٰ تیرا درجہ بلند کر دے گا اور تیرا گناہ معاف کر دے گا۔“ (صحيح مسلم' الصلاة' باب فضل السجود والحث عليه' حديث:٤٨٨) ② سابقہ شریعتوں میں احترام کے طور پر کسی کو سجدہ کرنا جائز تھا۔ شریعت محمدیہ میں سجدۂ تعظیمی حرام ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں کا سجدہ کرنا یا حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے والدین اور بھائیوں کا سجدہ کرنا ہمارے لیے جواز کی دلیل نہیں بن سکتا۔ جس طرح شراب کی حرمت نازل ہونے سے پہلے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی شراب نوشی سے اب شراب کے جواز کا ثبوت پیش نہیں کیا جا سکتا۔ ③ اس حدیث سے سجدۂ تلاوت کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے' تاہم دوسرے دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ سجدۂ تلاوت واجب نہیں' البتہ مستحب اور ثواب کا باعث یقیناً ہے۔ دیکھیے: (جامع الترمذي' الجمعة' باب ماجاء من لم يسجد فيه' حديث:٥٧٦) محض سستی کی وجہ سے ثواب حاصل کرنے کا یہ موقع ضائع نہیں کرنا چاہیے۔

١٠٥٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ خُنَيْسٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ قَالَ: قَالَ لِي ابْنُ جُرَيْجٍ: يَاحَسَنُ! أَخْبَرَنِي جَدُّكَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ،

١٠٥٣- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک صاحب آئے اور عرض کیا: میں نے رات کو خواب دیکھا گویا میں ایک درخت کی طرف (منہ کر کے' اسے سترہ بنا کر) نماز پڑھ رہا ہوں۔ میں نے (نماز

١٠٥٣- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجمعة، باب ماجاء مايقول في سجود القرآن، ح:٥٧٩ من حديث محمد بن يزيد به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم: ١/ ٢١٩، ٢٢٠، والذهبي وغيرهم.

قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ الْبَارِحَةَ، فِيمَا يَرَى النَّائِمُ، كَأَنِّي أُصَلِّي إِلَى أَصْلِ شَجَرَةٍ، فَقَرَأْتُ السَّجْدَةَ فَسَجَدْتُ فَسَجَدَتِ الشَّجَرَةُ لِسُجُودِي، فَسَمِعْتُهَا تَقُولُ: اللّٰهُمَّ احْطُطْ عَنِّي بِهَا وِزْرًا، وَاكْتُبْ لِي بِهَا أَجْرًا، وَاجْعَلْهَا لِي عِنْدَكَ ذُخْرًا.

میں) سجدہ کی آیت پڑھی تو سجدہ کیا۔ مجھے سجدہ کرتے دیکھ کر درخت نے بھی سجدہ کیا۔ میں نے اس (درخت) کو (سجدہ میں) یوں کہتے سنا: [اَللّٰهُمَّ احْطُطْ عَنِّي بِهَا وِزْرًا، وَاكْتُبْ لِي بِهَا أَجْرًا، وَ اجْعَلْهَا لِي عِنْدَكَ ذُخْرًا] ”اے اللہ! اس سجدے کی وجہ سے میرے گناہوں کا بوجھ اتار دے اور میرے لیے اس کا ثواب لکھ دے اور اسے اپنے پاس میرے لیے ذخیرہ بنا دے۔“

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ مِثْلَ الَّذِي أَخْبَرَهُ الرَّجُلُ عَنْ قَوْلِ الشَّجَرَةِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے (اس کے بعد) دیکھا کہ نبی ﷺ نے سجدہ کی آیت پڑھی تو سجدہ کیا۔ میں نے آپ کو سجدہ میں وہی دعا پڑھتے سنا جو ان صاحب نے (خواب میں) درخت کی کہی ہوئی بیان کی تھی۔

فوائد و مسائل: ① یہ شخص حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ تھے جیسا کہ دوسری روایت میں تصریح ہے۔ دیکھیے: (تحفة الأحوذي: ١٦٠/٣، حديث: ٥٧٩) ② سجدۂ تلاوت میں مذکورہ بالا دعا پڑھنا مسنون ہے۔ ③ شرعی مسائل خواب سے ثابت نہیں ہوتے۔ یہ دعا اس لیے سنت نہیں کہ صحابی نے خواب میں سنی تھی بلکہ اس لیے سنت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عملی طور پر اسے پڑھا ہے۔ ④ شجر و حجر اللہ کی عبادت کرتے ہیں لیکن ہمیں اس کا احساس نہیں ہوتا۔ خواب میں اللہ تعالیٰ نے صحابی کو ایک حقیقت کی اطلاع دی جس کی تائید قرآن مجید سے بھی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَ كَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ وَ كَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ﴾ (الحج: ١٨) ”کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں۔ اور سورج، چاند، ستارے، پہاڑ، درخت، چوپائے اور بہت سے لوگ بھی (اللہ کو سجدہ کرتے ہیں) اور بہت سے لوگوں پر عذاب ثابت ہو چکا ہے (کیونکہ وہ اللہ کو سجدہ نہیں کرتے۔)“

١٠٥٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَمْرٍو

۱۰۵۴- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ

١٠٥٤- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ٧٧١ من طريق آخر عن الأعرج به مطولاً، في الأصل: "عن أبي رافع"، وصححته من تحفة الأشراف وغيره * وابن جريج صرح بالسماع عند ◄◄

الأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الأُمَوِيُّ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ [عُبَيْدِ اللهِ بْنِ] أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا سَجَدَ قَالَ: «اللَّهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ، أَنْتَ رَبِّي، سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي شَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ، تَبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ».

جب سجدہ کرتے تھے تو کہتے تھے: [اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ، وَ بِكَ آمَنْتُ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ، أَنْتَ رَبِّي، سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي شَقَّ سَمْعَهُ وَ بَصَرَهُ، تَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ] ”اے اللہ! میں نے تیرے لیے سجدہ کیا، تجھ پر ایمان لایا، تیری اطاعت قبول کی، تو میرا مالک ہے، میرے چہرے نے اس کے لیے سجدہ کیا جس نے اس کے کان اور اس کی آنکھیں بنائیں۔ اللہ بہت برکتوں والا ہے۔ بہترین پیدا کرنے والا ہے۔“

فائدہ: حدیث میں مذکور دعا، عام سجدے کی دعا ہے۔ سجدۂ تلاوت کی دعا اس سے قبل حدیث (۱۰۵۳) میں گزر چکی ہے۔ اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ سجدۂ تلاوت کی جو دعا ان الفاظ سے مروی ہے: [سَجَدَ وَ جْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَ بَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَ قُوَّتِهِ] (جامع الترمذي، الصلاة، باب ماجاء مايقول في سجود القرآن، حديث: ۵۸۰) ”میرے چہرے نے اس ذات کو سجدہ کیا جس نے اسے پیدا کیا اور اپنی قدرت وطاقت سے اس کے کان بنائے اور آنکھیں بنائیں۔“ مستدرک حاکم میں ان الفاظ کے بعد یہ بھی ہے: [فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ] (المستدرك للحاكم: ۱/۲۲۰) ”پس اللہ بہت برکتوں والا ہے، بہترین پیدا کرنے والا ہے۔“ یہ دراصل عام سجدے میں پڑھی جانے والی دعا ہے جیسا کہ صحیح مسلم (حدیث: ۷۷۱) کی روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے اور سجدۂ تلاوت کی دعا وہ ہے جو حدیث: ۱۰۵۳ میں گزری۔ سجدہ تلاوت کی دعا کی تحقیق کی بابت دیکھیے: (سنن ابوداود (اُردو) مطبوعہ دارالسلام، حدیث: ۱۴۱۴ کا فائدہ)

(المعجم ۷۱) - [بَابُ] عَدَدِ سُجُودِ الْقُرْآنِ (التحفة ۱۱۰)

باب: ۷۱- قرآن مجید کے سجدوں کی تعداد

۱۰۵۵- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الحارِثِ، عَنِ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ

۱۰۵۵- حضرت ابودرداء ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کے ساتھ گیارہ سجدے کیے۔ ان میں سے ایک سورۂ نجم میں ہے۔

أحمد: ۱/ ۱۱۹.

۱۰۵۵- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجمعة، باب ماجاء في سجود القرآن، ح: ۵۶۸ من حديث ابن وهب به ● عمر بن حيان الدمشقي مجهول (تقريب)، بينه وبين أم الدرداء رجل مجهول، راجع سنن الترمذي، ح: ۵۶۹ وغيره.

عُمَرَ الدِّمَشْقِيِّ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ قَالَتْ: حَدَّثَنِي أَبُو الدَّرْدَاءِ أَنَّهُ سَجَدَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِحْدٰى عَشْرَةَ سَجْدَةً، مِنْهُنَّ النَّجْمُ.

١٠٥٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ فَائِدٍ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ، عَنِ الْمَهْدِيِّ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عُيَيْنَةَ بْنِ خَاطِرٍ، قَالَ: حَدَّثَتْنِي عَمَّتِي أُمُّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: سَجَدْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِحْدٰى عَشْرَةَ سَجْدَةً، لَيْسَ فِيهَا مِنَ الْمُفَصَّلِ شَيْءٌ: الأَعْرَافُ، وَالرَّعْدُ، وَالنَّحْلُ، وَبَنِي إِسْرَائِيلَ، وَمَرْيَمُ، وَالْحَجُّ، وَسَجْدَةُ الْفُرْقَانِ، وَسُلَيْمَانُ سُورَةِ النَّمْلِ، وَالسَّجْدَةُ، وَفِي ص، وَسَجْدَةُ الْحَوَامِيمِ.

١٠٥٦- حضرت ابودرداء ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کے ساتھ گیارہ سجدے کیے۔ ان میں مفصل سورتوں میں کوئی سجدہ نہیں۔ (یہ سجدے ان سورتوں میں ہیں) سورۂ اعراف، سورۂ رعد، سورۂ نحل سورۂ بنی اسرائیل، سورۂ مریم، سورۂ حج، اور سورۂ فرقان کا سجدہ، اور سورۂ نمل کا حضرت سلیمان کے واقعہ والا سجدہ۔ سورۂ سجدہ، سورۂ ص اور حم والی سورت کا سجدہ (سورۂ حم السجدہ۔)

فوائد ومسائل: ① سنن ابن ماجہ کے اکثر نسخوں میں سورۂ نمل کے بجائے "سلیمان سورۃ النحل" کے الفاظ ہیں۔ راویوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر غالباً اس لیے کیا کہ اسے سورۂ نمل (میم سے) پڑھا جائے کیونکہ اسی سورت میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر ہے۔ غلطی سے سورۂ نحل (حاء سے) نہ پڑھا جائے۔ اس کے باوجود مطبوعہ نسخوں میں ح سے نحل ہی لکھا گیا۔ حالانکہ سورۂ نحل کا ذکر اس حدیث میں سورۂ رعد کے بعد موجود ہے۔ ② یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ صحیح احادیث سے پندرہ سجدے ثابت ہیں۔

١٠٥٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى:

١٠٥٧- حضرت عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے:

١٠٥٦- [إسناده ضعيف] * المهدي بن عبدالرحمٰن مجهول(تقريب)، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف عثمان بن فائد".

١٠٥٧- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، سجود القرآن، باب تفريع أبواب السجود وكم سجدة في القرآن ح: ١٤٠١ من حديث ابن أبي مريم به، وحسنه المنذري، والنووي، وضعفه عبدالحق، وابن القطان الفاسي * ◀

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ نَافِعِ بْنِ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ سَعِيدِ الْعُتَقِيُّ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مُنَيْنٍ - مِنْ بَنِي عَبْدِ كِلَالٍ - عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَقْرَأَهُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَجْدَةً فِي الْقُرْآنِ، مِنْهَا ثَلَاثٌ فِي الْمُفَصَّلِ، وَفِي الْحَجِّ سَجْدَتَيْنِ.

کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں پندرہ سجدے پڑھائے جن میں تین مفصل سورتوں میں ہیں اور سورۂ حج میں دو سجدے ہیں۔

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم صحیح احادیث سے قرآن مجید میں ۱۵ سجدوں کا ذکر ملتا ہے۔ جبکہ احناف اور شوافع ۱۴ سجدوں کے قائل ہیں۔ احناف سورۂ حج میں ایک سجدے کے قائل ہیں جبکہ سورۂ حج میں دو سجدوں کا ثبوت احادیث سے ملتا ہے' یہ احادیث اگرچہ سنداً ضعیف ہیں لیکن حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان کے کچھ شواہد بھی ہیں جو ایک دوسرے کی تقویت کا باعث ہیں۔ (تفسير ابن كثير' سورة الأنبياء' آيت:۱۸) نیز محقق عصر شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ (تعليقات المشكاة' الصلاة' حديث:۱۰۳۰) نیز ابوداود کی حدیث کو' جس میں سورۂ حج کے دو سجدوں کا ذکر ہے' ہمارے محقق نے حسن قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو: (سنن ابوداود' حدیث ۱۴۰۲ کی تحقیق وتخریج) شوافع سورۂ ص کے سجدے کے قائل نہیں ہیں جبکہ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''میں نے نبی کریم ﷺ کو سورۂ ص کا سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔'' (صحيح البخاري' سجود القرآن' حديث:۱۰۶۹) الحاصل احادیث سے قرآن پاک میں ۱۵ سجدوں کا ذکر ملتا ہے' لہٰذا قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے ۱۵ مقامات پر سجدہ کرنا مستحب ہے۔

١٠٥٨ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى، عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِينَاءَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَجَدْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾ وَ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾.

۱۰۵۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سورۂ ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾ اور سورۂ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ میں سجدۂ تلاوت کیا۔

١٠٥٩ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۰۵۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

الحارث بن سعيد مجهول الحال.

١٠٥٨- أخرجه مسلم، المساجد، باب سجود التلاوة، ح: ٥٧٨ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

١٠٥٩- [صحيح] أخرجه الترمذي، الجمعة، باب ماجاء في السجدة في "إذا السماء انشقت" . . . الخ: ٥٧٤ من

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ حَزْمٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَجَدَ فِي ﴿إِذَا السَّمَآءُ انشَقَّتْ﴾.

ﷺ نے سورۂ ﴿إِذَا السَّمَآءُ انشَقَّتْ﴾ میں سجدہ کیا۔

قَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، مَا سَمِعْتُ أَحَدًا يَذْكُرُهُ غَيْرَهُ.

امام ابوبکر بن ابی شیبہ نے کہا کہ یہ حدیث یحییٰ بن سعید کی حدیث ہی ہے' ان کے علاوہ میں نے کسی کو اسے بیان کرتے نہیں سنا۔

(المعجم ٧٢) - بَابُ إِتْمَامِ الصَّلَاةِ (التحفة ١١١)

باب:٧٢- نماز کی کامل ادائیگی کا بیان

١٠٦٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى، وَرَسُولُ اللهِ ﷺ فِي نَاحِيَةٍ [مِنَ] الْمَسْجِدِ، فَجَاءَ فَسَلَّمَ، فَقَالَ: «وَعَلَيْكَ، فَارْجِعْ فَصَلِّ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ» فَرَجَعَ فَصَلَّى، ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ. فَقَالَ: «وَعَلَيْكَ، فَارْجِعْ فَصَلِّ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ بَعْدُ». قَالَ، فِي

١٠٦٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا اور نماز پڑھی۔ رسول اللہ ﷺ مسجد میں ایک طرف بیٹھے تھے۔ اس نے (نماز کے بعد) آ کر آپ ﷺ کو سلام عرض کیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''وعلیکم السلام' دوبارہ جا کر نماز پڑھ' تو نے نماز نہیں پڑھی۔'' اس نے واپس (اپنی جگہ) جا کر پھر نماز پڑھی' پھر آ کر نبی ﷺ کو سلام عرض کیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''وعلیکم السلام' جا کر نماز پڑھ' تو نے ابھی نماز نہیں پڑھی۔'' تیسری بار اس آدمی نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول!

◄◄ حديث سفيان به، وقال: "حسن صحيح"، وهو مخرج في مسند الحميدي، ح: ٩٩٨ بتحقيقي، وله شواهد عند مسلم وغيره.

١٠٦٠ـ أخرجه البخاري، الاستيذان، باب من رد فقال: عليك السلام، ح: ٦٢٥١، ومسلم، الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة ... الخ، ح: ٣٩٧ من حديث ابن نمير به، ولفظ البخاري: "ثم اسجد حتى تطمئن ساجدًا، ثم ارفع حتى تطمئن جالسًا، ثم اسجد حتى تطمئن ساجدًا، ثم ارفع حتى تطمئن جالسًا، ثم افعل ذٰلك في صلاتك كلها".

الثَّالِثَةِ: فَعَلِّمْنِي يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَسْبِغِ الْوُضُوءَ. ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَاكِعاً، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ قَائِماً، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِداً، ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ حَتَّى تَسْتَوِيَ قَاعِداً، ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا».

مجھے (نماز پڑھنے کا طریقہ) سکھا دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو نماز کے لیے جانے لگے تو (پہلے) سنوار کر کامل وضو کر' پھر قبلے کی طرف منہ کر کے اللہ اکبر کہہ' پھر قرآن میں سے جو تیرے لیے آسان ہو پڑھ' پھر رکوع کر حتی کہ اطمینان سے رکوع کر لے' پھر سر اٹھا حتی کہ اطمینان سے کھڑا ہو جائے' پھر سجدہ کر حتی کہ اطمینان سے سجدہ کر لے' پھر سر اٹھا حتی کہ اطمینان سے بیٹھ جائے' پھر ساری نماز اسی طریقے سے ادا کر۔''

فوائد و مسائل: ① نماز کی صحت کے لیے وضو شرط ہے' اس لیے وضو توجہ اور احتیاط سے کرنا چاہیے تاکہ اس میں کوئی نقص نہ رہ جائے۔ ② نماز کے لیے قبلہ رخ ہونا شرط ہے' البتہ نفلی نماز سواری پر ادا کرتے وقت سواری کا رخ جدھر بھی ہو' نماز جاری رکھی جائے۔ (صحیح البخاري' التقصیر' باب صلاۃ التطوع علی الدواب' وحیثما توجھت' حدیث:۱۰۹۳' وصحیح مسلم' صلاۃ المسافرین' باب جواز صلاۃ النافلۃ علی الدابۃ في السفر حیث توجھت' حدیث:۷۰۰) البتہ یہ ضروری ہے کہ نماز شروع کرتے وقت سواری کا رخ قبلے کی طرف ہو۔ جیسا کہ سنن ابوداود کی روایت میں صراحت ہے۔ (سنن أبي داود' صلاۃ السفر' باب التطوع علی الراحلۃ والوتر' حدیث:۱۲۲۵) ③ نماز کی ابتدا تکبیر سے ہوتی ہے۔ جیسے کہ سنن ابن ماجہ کی حدیث:۲۷۵ میں ذکر ہوا۔ ارشاد نبوی ہے ''نماز میں پابندیاں لگانے والی چیز تکبیر ہے اور پابندیاں ختم کرنے والی چیز سلام ہے۔'' ④ ''قرآن میں سے جو آسان ہو۔'' اس سے مراد سورۂ فاتحہ ہے کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی یا اس سے مراد سورۂ فاتحہ کے بعد کی تلاوت ہے کہ اس میں کم زیادہ کی کوئی حد مقرر نہیں۔ سورۂ فاتحہ کا وجوب دوسرے دلائل سے ثابت ہے۔ ارشاد نبوی ہے: [لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ] (صحیح البخاري' الأذان' باب وجوب القراءۃ للإمام والمأموم في الصلوات کلھا...... وحدیث:۷۵۶' وصحیح مسلم' الصلاۃ' باب وجوب قراءۃ الفاتحۃ في کل رکعۃ...... حدیث:۳۹۴) ''جس شخص نے فاتحہ نہ پڑھی اس کی کوئی نماز نہیں۔'' علاوہ ازیں ارشاد نبوی ہے: ''جب میں بلند آواز سے قراءت کروں تو سورۂ فاتحہ کے سوا قرآن میں سے کچھ نہ پڑھو۔'' (سنن أبي داود' الصلاۃ' باب من ترک القراءۃ في صلاتہ بفاتحۃ الکتاب' حدیث:۸۲۳) ⑤ رکوع اور سجدے کے دیگر مسائل گزشتہ ابواب میں بیان ہو چکے ہیں۔ ⑥ اس حدیث میں سب سے اہم مسئلہ جسے پوری تاکید سے واضح کیا گیا ہے' وہ یہ ہے کہ نماز کے ارکان پورے اطمینان سے ادا کرنا ضروری ہیں۔ جلدی جلدی پڑھی ہوئی نماز اللہ کے ہاں قبول نہیں کیونکہ نماز کا اصل مقصد ہی اللہ کا ذکر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِي﴾ (طٰہٰ:۱۴) ''میری یاد کے لیے نماز قائم کیجیے۔''

١٠٦١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِيَّ فِي عَشْرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فِيهِمْ أَبُو قَتَادَةَ، فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، قَالُوا: لِمَ؟ فَوَاللهِ مَا كُنْتَ بِأَكْثَرِنَا لَهُ تَبَعَةً، وَلَا أَقْدَمَنَا لَهُ صُحْبَةً، قَالَ: بَلَى. قَالُوا: فَاعْرِضْ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ كَبَّرَ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، وَيَقِرَّ كُلُّ عُضْوٍ مِنْهُ فِي مَوْضِعِهِ، ثُمَّ يَقْرَأُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ، وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ يَرْكَعُ وَيَضَعُ رَاحَتَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ مُعْتَمِدًا، لَا يَصُبُّ رَأْسَهُ وَلَا يُقْنِعُ، مُعْتَدِلًا، ثُمَّ يَقُولُ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، حَتَّى يَقِرَّ كُلُّ عَظْمٍ إِلَى مَوْضِعِهِ، ثُمَّ يَهْوِي إِلَى الْأَرْضِ وَيُجَافِي بَيْنَ يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ، ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيَثْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا وَيَفْتَخُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ إِذَا سَجَدَ، ثُمَّ يَسْجُدُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ وَيَجْلِسُ عَلَى رِجْلِهِ

١٠٦١- حضرت محمد بن عمرو بن عطاء رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کو دس صحابہ کی موجودگی میں یہ کہتے سنا۔ ان دس حضرات میں سے ایک حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ابوحمید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو تم سب سے زیادہ جانتا ہوں۔ دیگر صحابہ نے کہا: ایسے کیوں کر ہوسکتا ہے جب کہ آپ ہم سے زیادہ اللہ کے رسول ﷺ کی پیروی کرنے والے نہیں۔ (ہم بھی تو ہر چھوٹے بڑے مسئلے میں نبی ﷺ کی پوری پوری اتباع کرنے کی کوشش کرتے ہیں) نہ تمھیں ہم سے پہلے نبی ﷺ کی ہم نشینی کا شرف حاصل ہوا۔ ابوحمید رضی اللہ عنہ نے کہا: جی ہاں۔ (اس کے باوجود بات یہی ہے) ان حضرات نے کہا: تب بیان کیجیے۔ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے تھے' پھر اپنے دونوں ہاتھ اتنے بلند کرتے کہ کندھوں کے برابر اٹھا لیتے اور (ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے تو) آپ ﷺ کا ہر عضو اپنے اپنے مقام پر ٹھہر جاتا (بلاضرورت حرکت نہ کرتے) پھر قراءت کرتے' پھر اللہ اکبر کہتے اور اپنے ہاتھ بلند کرتے حتی کہ کندھوں کے برابر اٹھا لیتے' پھر رکوع کرتے اور اپنے ہاتھ گھٹنوں پر مضبوطی سے رکھتے (رکوع کے دوران میں) نہ اپنا سر بہت زیادہ جھکا دیتے اور نہ بلند رکھتے (بلکہ اعتدال سے رکوع کرتے۔ پھر [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ

١٠٦١- [صحيح] تقدم، ح: ٨٠٣ مختصرًا، وأخرجه أبوداود، الصلاة، باب افتتاح الصلاة، ح: ٧٣٠، ٩٦٣ وغيره من حديث أبي عاصم به، وصححه الترمذي، وابن خزيمة، وابن حبان، والبخاري، وابن تيمية، وابن القيم وغيرهم * عبدالحميد بن جعفر وثقه أكثر العلماء كما قال الزيلعي في نصب الراية: ١/ ٣٤٤.

الْيُسْرٰى حَتّٰى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ مِنْهُ إِلٰى مَوْضِعِهِ، ثُمَّ يَقُومُ فَيَصْنَعُ فِي الرَّكْعَةِ الأُخْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا صَنَعَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلاَةِ، ثُمَّ يُصَلِّي بَقِيَّةَ صَلاَتِهِ هٰكَذَا، حَتّٰى إِذَا كَانَتِ السَّجْدَةُ الَّتِي يَنْقَضِي فِيهَا التَّسْلِيمُ أَخَّرَ إِحْدٰى رِجْلَيْهِ وَجَلَسَ عَلٰى شِقِّهِ الأَيْسَرِ، مُتَوَرِّكًا، قَالُوا: صَدَقْتَ، هٰكَذَا كَانَ يُصَلِّي رَسُولُ اللهِ ﷺ.

کہتے اور اپنے ہاتھ اٹھاتے حتی کہ انھیں کندھوں کے برابر بلند کر لیتے۔ (اور سیدھے کھڑے ہو جاتے) حتی کہ ہر ہڈی اپنی جگہ ٹھہر جاتی' پھر زمین کی طرف جھکتے اور (سجدے کے دوران میں) اپنے ہاتھوں کو پہلوؤں سے جدا رکھتے' پھر سر اٹھاتے اور اپنے بائیں پاؤں کو موڑ کر اس پر بیٹھ جاتے۔ جب سجدہ کرتے تو پاؤں کی انگلیوں کو زمین پر لگاتے' پھر سجدہ کرتے' پھر اللہ اکبر کہہ کر اپنے بائیں پاؤں پر بیٹھ جاتے حتی کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر آ جاتی' پھر کھڑے ہوتے اور دوسری رکعت میں بھی اسی طرح (تمام ارکان ادا) کرتے' پھر جب دو رکعتیں پڑھ کر (تیسری رکعت کے لیے) کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ اتنے بلند کرتے کہ کندھوں کے برابر کر دیتے' جس طرح نماز شروع کرتے وقت (رفع یدین) کیا تھا۔ پھر باقی نماز بھی اسی طرح ادا کرتے حتی کہ جب وہ رکعت ہوتی جس میں سلام پھیرنا ہوتا تو (تشہد میں بیٹھتے وقت) ایک پاؤں کو (بائیں پاؤں کو) ایک طرف نکال دیتے اور تورک کے طریقے سے جسم کا بایاں حصہ زمین پر رکھ کر بیٹھتے۔ حاضرین نے کہا: آپ نے سچ کہا' اللہ کے رسول ﷺ اسی طرح نماز پڑھتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① صحابۂ کرام ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دین کے مسائل سیکھ کر زبانی بھی یاد رکھے اور عملی طور پر بھی۔ اسی طرح ان کے شاگردوں نے بھی حتی کہ وہ مسائل کسی کمی بیشی کے بغیر ہم تک پہنچ گئے۔ ② علمی مذاکرہ مسائل کو سمجھنے اور یاد رکھنے کے لیے ایک بہترین طریقہ ہے۔ ③ آخری تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ سجدوں کے درمیان بیٹھنے کے طریقے سے مختلف ہے اور وہ ہے تورک کا طریقہ جس کی وضاحت اس حدیث میں ہے۔ تین اور چار رکعت والی نماز میں پہلے تشہد میں اسی طرح بیٹھا جاتا ہے جس طرح سجدوں کے درمیان بیٹھتے ہیں۔ اگر دو رکعت نماز ہو تو اس کا پہلا تشہد ہی آخری تشہد ہے' لہٰذا اس میں تورک کے طریقے سے بیٹھنا چاہیے۔ ④ حدیث میں مذکور دیگر مسائل کی وضاحت گذشتہ ابواب میں اپنے اپنے مقام پر ہو چکی ہے۔

١٠٦٢- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ أَبِي الرِّجَالِ، عَنْ عَمْرَةَ قَالَتْ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ، كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا تَوَضَّأَ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ سَمَّى اللهَ، وَيُسْبِغُ الْوُضُوءَ، ثُمَّ يَقُومُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ، فَيُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ حِذَاءَ مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ يَرْكَعُ فَيَضَعُ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، وَيُجَافِي بِعَضُدَيْهِ، ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيُقِيمُ صُلْبَهُ، وَيَقُومُ قِيَاماً هُوَ أَطْوَلُ مِنْ قِيَامِكُمْ قَلِيلاً، ثُمَّ يَسْجُدُ فَيَضَعُ يَدَيْهِ تُجَاهَ الْقِبْلَةِ، وَيُجَافِي بِعَضُدَيْهِ مَا اسْتَطَاعَ فِيمَا رَأَيْتُ، ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيَجْلِسُ عَلَى قَدَمِهِ الْيُسْرَى، وَيَنْصِبُ الْيُمْنَى، وَيَكْرَهُ أَنْ يَسْقُطَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْسَرِ.

١٠٦٢- حضرت عمرہ رحمہا اللہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا: رسول اللہ ﷺ کس طرح نماز پڑھتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ جب وضو کرتے وقت برتن میں ہاتھ ڈالتے تو اللہ کا نام لیتے (بسم اللہ پڑھتے) اور اچھی طرح کامل وضو کرتے' پھر قبلے کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاتے۔ پھر تکبیر (تحریمہ) کہتے اور کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے' پھر رکوع کرتے تو گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے اور بازوؤں کو (پہلوؤں سے) الگ رکھتے' پھر اپنا سر اٹھاتے اور اپنی کمر مبارک سیدھی کر لیتے اور قومے میں کھڑے رہتے' جو تمھارے قومے سے تھوڑا سا طویل ہوتا تھا' پھر سجدہ کرتے تو اپنے ہاتھ قبلے کی طرف رکھتے اور میں نے دیکھا ہے کہ جہاں تک ہو سکتا بازوؤں کو (پہلوؤں سے) دور رکھتے' پھر سر اٹھاتے اور بائیں قدم پر بیٹھ جاتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے اور بائیں پہلو پر جھکنا پسند نہیں فرماتے تھے۔

(المعجم ٧٣) - بَابُ تَقْصِيرِ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ (التحفة ١١٢)

باب:٧٣- سفر میں نماز قصر ادا کرنا

١٠٦٣- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عُمَرَ قَالَ: صَلَاةُ السَّفَرِ رَكْعَتَانِ، وَالْجُمُعَةُ رَكْعَتَانِ، وَالْعِيدُ

١٠٦٣- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: سفر کی نماز دو رکعت ہے' جمعے کی نماز دو رکعت ہے اور عید کی نماز دو رکعت ہے۔ حضرت محمد ﷺ کی زبان مبارک کی رُو سے یہ مکمل ہیں' ناقص نہیں۔

١٠٦٢- [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٥٦ لعلته.

١٠٦٣- [صحيح] أخرجه النسائي: ٣/ ١١١، الجمعة، باب عدد صلاة الجمعة، ح: ١٤٢١ من حديث شريك به، وقال: "عبدالرحمٰن بن أبي ليلى لم يسمع من عمر"، وانظر الحديث الآتي * شريك تابعه شعبة وغيره، انظر البحر الزخار للبزار، ح: ٣٣١ وغيره.

رَكْعَتَانِ، تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ، عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ.

فوائد ومسائل: ① ظہر عصر اور عشاء کی نماز میں چار رکعت فرض ہیں لیکن سفر میں تخفیف کر دی گئی ہے۔ اب سفر میں چار کے بجائے صرف دو رکعت پڑھ لینا کافی ہے۔ ② نماز قصر ادا کرنے سے ثواب میں کمی نہیں ہوتی بلکہ چار رکعت ہی کا ثواب ملتا ہے۔ ③ جمعے کی نماز ظہر کے وقت ادا کی جاتی ہے لیکن اس میں چار رکعت کے بجائے دو رکعت ہی فرض ہے۔

١٠٦٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ: أَنْبَأَنَا يَزِيدُ ابْنُ زِيَادِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، عَنْ عُمَرَ قَالَ: صَلَاةُ السَّفَرِ رَكْعَتَانِ، وَصَلَاةُ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَانِ، وَالْفِطْرُ وَالأَضْحٰى رَكْعَتَانِ، تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ، عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ.

۱۰۶۴- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: سفر کی نماز دو رکعت ہے جمعے کی نماز دو رکعت ہے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز دو رکعت ہے۔ حضرت محمد ﷺ کے ارشاد کے مطابق یہ مکمل ہیں ناقص نہیں۔

١٠٦٥ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَابَيْهِ، عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ، قَالَ: سَأَلْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، قُلْتُ: ﴿فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَوٰةِ إِنْ خِفْتُمْ أَن يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ [النساء: ١٠١] وَقَدْ أَمِنَ النَّاسُ؟ قَالَ: عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ مِنْهُ، فَسَأَلْتُ

۱۰۶۵- حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سوال کیا' میں نے کہا: (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:) ﴿فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلٰوةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ ''تم پر نمازوں کے قصر کرنے میں کوئی گناہ نہیں اگر تمھیں ڈر ہو کہ کافر تمھیں ستائیں گے۔'' اب تو لوگوں کو یہ خوف باقی نہیں رہا (تو کیا اب بھی قصر کرنا جائز ہے؟) حضرت عمر

١٠٦٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٤٩٠ من حديث محمد بن بشر به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٤٢٥، وما قالوا في تعليله فليس بعلة قادحة.

١٠٦٥ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين وقصرها، ح: ٦٨٦ عن ابن أبي شيبة، وغيره به.

رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: «صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللهُ بِهَا عَلَيْكُمْ، فَاقْبَلُوا صَدَقَتَهُ».

ؓ نے فرمایا: مجھے بھی اسی طرح حیرت ہوئی تھی جس طرح آپ کو ہوئی ہے تو میں نے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تم پر اللہ نے ایک صدقہ کیا ہے تو اس کا صدقہ قبول کرو۔''

فوائد و مسائل: ① نماز قصر اللہ کی طرف سے ایک انعام ہے اسے قبول کرنا چاہیے۔ ② اس میں اشارہ ہے کہ سفر میں قصر کرنا افضل ہے۔ ③ آیت مبارکہ میں نماز قصر کو خوف کی حالت سے مشروط کیا گیا ہے لیکن حدیث سے وضاحت ہوگئی کہ یہ شرط اس وقت کے حالات کے اعتبار سے تھی' اب خوف کے علاوہ بھی سفر میں قصر کرنا جائز ہے۔ ④ دشمن کے مقابلے کے وقت نماز خوف میں بھی قصر درست ہے بلکہ اس حالت میں سفر کی نسبت احکام مزید نرم ہو جاتے ہیں اور نماز کا طریقہ بھی بدل جاتا ہے جن کی تفصیل آگے حدیث: ۱۲۵۸ تا ۱۲۶۰ میں آئے گی۔ إن شاء الله تعالى.

١٠٦٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: إِنَّا نَجِدُ صَلَاةَ الْحَضَرِ وَصَلَاةَ الْخَوْفِ فِي الْقُرْآنِ، وَلَا نَجِدُ صَلَاةَ السَّفَرِ؟ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللهِ: إِنَّ اللهَ بَعَثَ إِلَيْنَا مُحَمَّدًا ﷺ وَلَا نَعْلَمُ شَيْئًا، فَإِنَّمَا نَفْعَلُ كَمَا رَأَيْنَا مُحَمَّدًا ﷺ يَفْعَلُ.

۱۰۶۶- حضرت امیہ بن عبداللہ بن خالد ؒ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے کہا: ہمیں قرآن مجید میں حضر کی نماز (جب سفر کی حالت میں نہ ہوں) اور نماز خوف کا ذکر تو ملتا ہے لیکن سفر کی نماز کا ذکر نہیں ملتا۔ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو ہماری طرف (نبی بنا کر) بھیجا جب کہ ہمیں (دین کے کسی مسئلے کا) کوئی علم نہ تھا تو ہم نے جس طرح حضرت محمد ﷺ کو کرتے دیکھا ہے' ہم اسی طرح عمل کریں گے۔

فوائد و مسائل: ① قرآن مجید میں احکام مختصر طور پر بیان کیے گئے ہیں جن کی تشریح احادیث سے ہوتی ہے' اس لیے دونوں پر ایمان رکھنا اور عمل کرنا ضروری ہے۔ ② صحیح حدیث قرآن مجید کے خلاف نہیں ہو سکتی' البتہ یہ ممکن ہے کہ قرآن مجید میں ایک حکم مطلق یا عام استعمال ہوا ہو اور حدیث سے معلوم ہو کہ یہ حکم مطلق نہیں بلکہ فلاں شرط سے مقید ہے یا یہ حکم عام نہیں بلکہ فلاں فلاں صورت کے ساتھ خاص ہے' ایسی حدیث کو قرآن کے خلاف یا قرآن کے حکم

١٠٦٦ـ [إسناده حسن] أخرجه النسائي: ٣/ ١١٧، تقصير الصلاة في السفر، ح: ١٤٣٥ من حديث الليث به، وأخرجه أيضًا: ١/ ٢٢٦، الصلاة، باب كيف فرضت الصلاة، ح: ٤٥٨ من حديث محمد بن عبدالله الشعيثي عن عبدالله بن أبي بكر به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٩٤٦، وابن حبان، ح: ١٠١، والحاكم: ١/ ٤٠٨، ووافقه الذهبي.

پر اضافہ کہہ کر ترک کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ اضافہ نہیں بلکہ قرآن کی وہ تبیین (وضاحت) ہے جو نبی ﷺ کا منصب تھا۔

١٠٦٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ بِشْرِ بْنِ حَرْبٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا خَرَجَ مِنْ هٰذِهِ الْمَدِينَةِ لَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلَيْهَا.

١٠٦٧- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب اس مدینہ شریف سے (سفر پر) روانہ ہوتے تھے تو دو رکعت سے زیادہ نماز نہیں پڑھتے تھے (پورے سفر میں دوگانہ پڑھتے رہتے) حتی کہ واپس مدینہ شریف پہنچ جاتے۔

فائدہ: مذکورہ حدیث میں قصر نماز کی مسافت کی بابت اجمال ہے جبکہ صحیح مسلم کی روایت میں تفصیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تین میل یا تین فرسخ کا سفر کرتے تو دو رکعت نماز ادا کرتے۔ (صحیح مسلم' صلاۃ المسافرین' حدیث:٦٩١) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کی بابت فرماتے ہیں کہ مسافت قصر کے بارے میں صحیح ترین اور صریح ترین روایت یہی ہے۔ (فتح الباري:٢/ ٥٦٧) تاہم اس مسئلہ کی بابت تمام روایات اور اقوال کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ نماز قصر کرنے کے لیے مذکورہ حدیث میں جو مسافت بیان ہوئی ہے وہ محض احتیاط کی بنا پر ہے کہ آدمی اگر تین فرسخ، یعنی ٢٢' ٢٣ کلومیٹر شہر کی حدود سے باہر جائے تو وہ نماز قصر ادا کر سکتا ہے کیونکہ اس حدیث میں یہ صراحت نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ تین میل یا تین فرسخ سے کم سفر کرتے تو اس میں قصر نہ کرتے اور نہ شریعت ہی میں مسافت قصر کی کوئی تحدید کی گئی ہے بلکہ عرف میں اگر دو یا تین میل کی مسافت کو بھی سفر کہا جاتا ہو تو شرعاً اس میں بھی قصر جائز ہوگی۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اسی مسافت قصر کی بابت فرماتے ہیں کہ نماز قصر کی ابتدا کے بارے میں صحیح یہ ہے کہ اس کے لیے کسی مسافت کی قید نہیں بلکہ شہر کی حدود پار کرنے ہی سے قصر شروع ہو جاتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري:٢/ ٥٦٧)

١٠٦٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ، وَ جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَخْنَسِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: افْتَرَضَ اللهُ الصَّلَاةَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ

١٠٦٨- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمھارے نبی ﷺ کی زبان اقدس سے حضر میں چار رکعت نماز فرض کی ہے اور سفر میں دو رکعت۔

١٠٦٧ـ [صحيح] * بشر بن حرب الندبي ضعفه الجمهور، وقال العجلي: "ضعيف الحديث وهو صدوق" (تهذيب)، وله شواهد عند البخاري، ح: ١١٠٢، ومسلم، ح: ٦٨٩ وغيره.

١٠٦٨ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين وقصرها، ح: ٦٨٧ من حديث أبي عوانة به.

ﷺ فِي الْحَضَرِ أَرْبَعاً، وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ.

(المعجم ٧٤) - بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي السَّفَرِ (التحفة ١١٣)

باب: ۷۴- سفر میں دو نمازیں جمع کر کے پڑھنا

١٠٦٩- حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ سَلَمَةَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، وَسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، وَعَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، وَطَاوُسٍ: أَخْبَرُوهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فِي السَّفَرِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُعْجِلَهُ شَيْءٌ، وَلَا يَطْلُبَهُ عَدُوٌّ، وَلَا يَخَافَ شَيْئاً.

۱۰۶۹- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سفر میں مغرب اور عشاء کو جمع کر لیتے تھے حالانکہ آپ کو نہ تو کسی وجہ سے جلدی ہوتی تھی نہ کوئی دشمن آپ کے تعاقب میں ہوتا تھا اور نہ آپ کو کوئی خوف ہوتا تھا۔

١٠٧٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، فِي السَّفَرِ.

۱۰۷۰- حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر سفر میں ظہر اور عصر کو اور مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھا۔

فوائد و مسائل: ① سفر میں جس طرح نماز قصر کرنا جائز ہے اسی طرح دو نمازوں کو ملا کر ایک وقت میں پڑھ لینا بھی جائز ہے۔ ② سفر میں نمازیں جمع کرنے کے دو طریقے ہیں' ایک تو یہ کہ پہلی نماز کو مؤخر کر کے دوسری نماز کے وقت میں ادا کیا جائے' یعنی ظہر کی نماز عصر کے وقت پڑھی جائے اور مغرب کی نماز عشاء کے وقت پڑھی جائے۔ اسے جمع تاخیر کہتے ہیں۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دوسری نماز کو معروف وقت سے پہلے' پہلی نماز کے وقت ہی میں پڑھ لیا

١٠٦٩ـ [إسناده ضعيف] * إبراهيم بن إسماعيل بن مجمع الأنصاري ضعيف كما في التقريب وغيره، وانظر، ح: ٢٢٥٠، ٢٣٨٧.

١٠٧٠ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب الجمع بين الصلاتين في الحضر، ح: ٧٠٦ من حديث أبي الزبير به.

جائے یعنی عصر کو ظہر کے وقت اور عشاء کو مغرب کے وقت پڑھ لیا جائے۔ اسے جمع تقدیم کہتے ہیں۔ دیکھیے: (جامع الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في الجمع بين الصلاتين، حديث: ٥٥٣)

(المعجم ٧٥) - **بَابُ التَّطَوُّعِ فِي السَّفَرِ** (التحفة ١١٤)

باب: ۷۵- سفر کے دوران میں نفل نماز

١٠٧١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ، عَنْ عِيسَى بْنِ حَفْصِ بْنِ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: كُنَّا مَعَ ابْنِ عُمَرَ فِي سَفَرٍ، فَصَلَّى بِنَا، ثُمَّ انْصَرَفْنَا مَعَهُ وَانْصَرَفَ، قَالَ فَالْتَفَتَ فَرَأَى أُنَاساً يُصَلُّونَ، فَقَالَ: مَا يَصْنَعُ هٰؤُلَاءِ؟ قُلْتُ: يُسَبِّحُونَ، قَالَ: لَوْكُنْتُ مُسَبِّحاً لَأَتْمَمْتُ صَلَاتِي، يَا ابْنَ أَخِي! إِنِّي صَحِبْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ فِي السَّفَرِ، حَتّٰى قَبَضَهُ اللهُ. ثُمَّ صَحِبْتُ أَبَا بَكْرٍ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ صَحِبْتُ عُمَرَ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ صَحِبْتُ عُثْمَانَ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ، حَتّٰى قَبَضَهُمُ اللهُ، وَاللهُ يَقُولُ: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ [الأحزاب: ٢١].

۱۰۷۱- حضرت حفص بن عاصم بن عمر ؒ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں ایک سفر میں حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کے ہمراہ تھا۔ انھوں نے ہمیں نماز پڑھائی۔ ہم نماز سے فارغ ہوئے اور وہ بھی فارغ ہوئے۔ انھوں نے نظر اٹھائی تو کچھ لوگ نماز پڑھتے نظر آئے۔ فرمایا: یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے کہا: نفل (یا سنت وغیرہ) پڑھ رہے ہیں۔ انھوں نے کہا: اگر مجھے نفلی نماز پڑھنی ہوتی تو میں اپنی فرض نماز ہی پوری کر لیتا۔ بھتیجے! میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفروں میں رہا ہوں، وفات تک آپ نے سفر میں کبھی دو رکعت سے زیادہ نماز نہیں پڑھی، پھر میں حضرت ابوبکر ؓ کا ہم سفر رہا تو (انھیں بھی ایسے ہی دیکھا کہ) انھوں نے دو رکعت سے زیادہ نماز نہیں پڑھی، پھر میں حضرت عمر ؓ کا ہم سفر رہا، انھوں نے بھی دو رکعت سے زیادہ نماز نہیں پڑھی، پھر میں حضرت عثمان ؓ کے ساتھ رہا تو انھوں نے بھی دو رکعت سے زیادہ نماز نہیں پڑھی۔ ان سب کا اپنی اپنی وفات تک یہی عمل رہا۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ ”تمھارے لیے اللہ کے رسول ﷺ میں اچھا نمونہ ہے۔“

١٠٧١ـ أخرجه البخاري، التقصير، باب من لم يتطوع في السفر دبر الصلاة، ح: ١١٠٢، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين وقصرها، ح: ٦٨٩ من حديث عيسى بن حفص به مطولاً ومختصرًا.

فوائد ومسائل: ① نبی اکرم ﷺ اور خلفائے راشدین ؓ کا عمل یہی ہے کہ سفر کے دوران میں فرض نماز سے پہلے یا بعد سنتیں نہ پڑھی جائیں۔ ② سفر کے دوران میں دیگر نفل نمازیں ادا کرنا جائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ سفر کے دوران میں سواری پر نماز نفل ادا کرتے تھے۔ حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ سواری پر نماز پڑھتے تھے' خواہ سواری کا منہ کسی طرف ہو۔ (نماز شروع کرنے کے بعد' صرف شروع میں ایک مرتبہ قبلہ رُخ ہو کر نیت باندھتے) پھر جب فرض ادا کرنے کا ارادہ فرماتے تو (سواری سے) اتر کر قبلہ رو ہو جاتے۔'' (صحیح البخاري' الصلاة' باب التوجه نحو القبلة حيث كان' حديث:٤٠٠) ③ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد و عمل معلوم ہونے کے بعد کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں رہتی' تاہم اگر تاکید کے لیے دیگر علماء کا عمل یا فرمان بھی ذکر کر دیا جائے تو جائز ہے' جیسے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے خلفائے راشدین ؓ کا عمل بیان کیا۔

١٠٧٢ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: سَأَلْتُ طَاوُساً عَنِ السُّبْحَةِ فِي السَّفَرِ، وَالْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ يَنَّاقٍ جَالِسٌ عِنْدَهُ، فَقَالَ: حَدَّثَنِي طَاوُسٌ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: فَرَضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلَاةَ الْحَضَرِ وَصَلَاةَ السَّفَرِ، فَكُنَّا نُصَلِّي فِي الْحَضَرِ قَبْلَهَا وَبَعْدَهَا، وَكُنَّا نُصَلِّي فِي السَّفَرِ قَبْلَهَا وَبَعْدَهَا.

١٠٧٢- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے حضر کی نماز بھی مقرر فرمائی اور سفر کی نماز بھی۔ (فرض نماز کا تعین واضح فرمایا) ہم لوگ حضر میں فرض سے پہلے بھی (سنت) نماز پڑھتے تھے اور فرض کے بعد بھی اور (اسی طرح) ہم لوگ سفر میں بھی فرض سے پہلے اور فرض کے بعد (سنت) نماز پڑھتے تھے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ سفر میں بھی سنتیں پڑھی جا سکتی ہیں' اگر کوئی پڑھنا چاہے۔

(المعجم ٧٦) - بَابٌ كَمْ يَقْصُرُ الصَّلَاةَ الْمُسَافِرُ إِذَا أَقَامَ بِبَلْدَةٍ (التحفة ١١٥)

باب: ٧٦- جب مسافر کسی شہر میں ٹھہر جائے تو کتنا عرصہ نماز قصر ادا کرے

١٠٧٣ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

١٠٧٣- حضرت عبدالرحمن بن حمید زہری ؓ سے

١٠٧٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٢٣٢ عن وكيع به، وقال البوصيري: "هذا إسناد حسن لقصور أسامة بن زيد عن درجة أهل الحفظ والضبط وباقي رجال الإسناد ثقات" * أسامة حسن الحديث كما حققته في نيل المقصود، ح: ٣٩٤، يسر الله لنا طبعه.

١٠٧٣ـ أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب إقامة المهاجر بمكة بعد قضاء نسكه، ح:٣٩٣٣، ومسلم،

حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ حُمَيْدٍ الزُّهْرِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ، مَاذَا سَمِعْتَ فِي سُكْنٰى مَكَّةَ؟ قَالَ: سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «ثَلَاثًا لِلْمُهَاجِرِ بَعْدَ الصَّدَرِ».

روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت سائب بن یزید ؓ سے پوچھا: آپ نے مکہ میں ٹھہرنے کے بارے میں کون سی حدیث سنی ہے؟ انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت علاء بن حضرمی ؓ سے سنا، نبی ﷺ نے فرمایا: ''مہاجر کو (منیٰ سے) واپسی پر (مکہ میں) تین دن رہنے کی اجازت ہے۔''

فائدہ: اس سے استنباط کیا گیا ہے کہ تین دن سے زیادہ کسی مقام پر ٹھہرنا وہاں رہائش کے حکم میں ہے۔ مہاجرین کو دوبارہ مکہ میں رہائش اختیار کرنے کی اجازت نہ تھی تاکہ ان کی ہجرت کا ثواب قائم رہے۔ نبی ﷺ نے انھیں تین دن ٹھہرنے کی اجازت دی۔ اس کا مطلب ہے کہ تین دن ٹھہرنا مقیم ہونے کے حکم میں نہیں، چنانچہ کوئی مسافر کسی مقام پر تین دن ٹھہرے تو نماز قصر ادا کرے۔ اور بعض کے نزدیک یہ مدت چار دن ہے، جیسا کہ اگلی حدیث میں ہے۔

١٠٧٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، وَقَرَأْتُهُ عَلَيْهِ: أَنْبَأَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ: حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللهِ فِي أُنَاسٍ مَعِي، قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ صُبْحَ رَابِعَةٍ مَضَتْ مِنْ شَهْرِ ذِي الْحِجَّةِ.

۱۰۷۴- حضرت عطاء ؒ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: مجھے اور میرے ساتھ چند افراد کو حضرت جابر بن عبداللہ ؓ نے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ ذوالحجہ کی چار تاریخ کو مکہ تشریف لائے تھے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ ذوالحجہ کو صبح کے وقت مکہ مکرمہ تشریف فرما ہوئے اور یہاں سے یوم الترویہ (۸ ذوالحجہ) کو منیٰ کی طرف روانہ ہوئے۔ اس میں یہ ارشاد ہے کہ چار دن ٹھہرنے کی صورت میں بھی دوگانہ ادا کیا جاسکتا ہے۔ الغرض قصر نماز کے لیے دنوں کی تعیین میں یہ روایت پہلی روایت سے زیادہ واضح اور فیصلہ کن ہے۔ واللہ أعلم. تاہم دونوں ہی موقف صحیح ہیں۔

١٠٧٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ

۱۰۷۵- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت

الحج، باب جواز الإقامة بمكة للمهاجر منها . . . الخ، ح:١٣٥٢ من حديث عبدالرحمٰن به بألفاظ مختلفة متقاربة المعنى.

١٠٧٤ـ أخرجه البخاري، الشركة، باب الاشتراك في الهدي والبدن، وإذا أشرك الرجل رجلاً في هديه بعد ما أهدى، ح:٢٥٠٥، ٢٥٠٦، ومسلم، الحج، باب في المتعة بالحج والعمرة، ح:١٢١٦ من حديث ابن جريج به مطولاً.

١٠٧٥ـ أخرجه البخاري، التقصير، باب ماجاء في التقصير، وكم يقيم حتى يقصر، ح:١٠٨٠، ٤٢٩٨، ٤٢٩٩ من حديث عاصم وغيره به مطولاً ومختصرًا.

ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الأَحْوَلُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ تِسْعَةَ عَشَرَ يَوْماً يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، فَنَحْنُ إِذَا أَقَمْنَا تِسْعَةَ عَشَرَ يَوْماً، نُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، فَإِذَا أَقَمْنَا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ صَلَّيْنَا أَرْبَعاً.

ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے انیس دن قیام فرمایا اور دو دو رکعتیں پڑھتے رہے' اس لیے ہم بھی انیس دن ٹھہرتے ہیں تو دو دو رکعتیں پڑھتے ہیں جب اس سے زیادہ ٹھہرتے ہیں تو چار رکعت پڑھتے ہیں۔

فائدہ: یہ فتح مکہ کا واقعہ ہے لیکن رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں انیس دن ٹھہرنے کا ارادہ کر کے نہیں رہے تھے بلکہ اس موقع پر نبی ﷺ ''مسافر متردد'' کی حیثیت سے قیام پذیر تھے اور متردد مسافر جو روانہ ہونے کی نیت رکھتا ہو لیکن کسی وجہ سے روانہ نہ ہو سکے' وہ اگرچہ طویل عرصہ تک رکا رہے' مقیم کے حکم میں نہیں ہوتا اور نماز قصر ادا کر سکتا ہے۔

١٠٧٦- حَدَّثَنَا أَبُو يُوسُفَ بْنُ الصَّيْدَلَانِيِّ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَقَامَ بِمَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ خَمْسَ عَشْرَةَ لَيْلَةً يَقْصُرُ الصَّلَاةَ.

۱۰۷۶- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال مکہ مکرمہ میں پندرہ دن ٹھہرے اور نماز قصر ادا کرتے رہے۔

١٠٧٧- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، وَعَبْدُالأَعْلَى، قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ

۱۰۷۷- حضرت انس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے تو نبی ﷺ دو دو رکعت نماز ادا کرتے رہے حتی کہ ہم واپس آ گئے۔

١٠٧٦ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، صلاة السفر، باب متى يتم المسافر؟، ح: ١٢٣١ من حديث محمد بن سلمة به، وله شاهد قوي عند النسائي، وبه صح الحديث.

١٠٧٧ـ أخرجه البخاري، التقصير، باب ماجاء في التقصير وكم يقيم حتى يقصر، ح: ١٠٨١، ٤٢٩٧، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين وقصرها، ح: ٦٩٣ من حديث يحيى بن أبي إسحاق به.

رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ نُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتَّى رَجَعْنَا.

قُلْتُ: كَمْ أَقَامَ بِمَكَّةَ؟ قَالَ: عَشْراً.

(یحییٰ بن ابواسحاق کہتے ہیں:) میں نے کہا: نبی ﷺ مکہ میں کتنا عرصہ قیام پذیر رہے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دس دن۔

فائدہ: تردد کی صورت میں مدت کا تعین نہیں، جتنا عرصہ بھی ٹھہریں نماز قصر ادا کر سکتے ہیں۔

(المعجم ۷۷) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ (التحفة ۱۱٦)

باب: ۷۷- نماز چھوڑنے والے کا حکم

۱۰۷۸ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ».

۱۰۷۸- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بندے اور کفر کے درمیان (تعلق قائم کرنے والا عمل) ترک نماز ہے۔“

فوائد و مسائل: ① نماز اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہے جو ہر نبی کی شریعت میں فرض رہی ہے، مثلاً: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پہلی وحی کے موقع ہی پر حکم ہوا: ﴿إِنَّنِي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَ أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِي﴾ (طٰہٰ: ١٤) ”یقیناً میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، پس میری عبادت کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم کر۔“ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب گہوارے میں کلام کیا تو فرمایا: ﴿قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِي نَبِيًّا ۝ وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنتُ وَ أَوْصَانِي بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَادُمْتُ حَيًّا﴾ (مریم: ٣٠، ٣١) ”(عیسیٰ نے) کہا: میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا ہے۔ اور مجھے برکت والا بنایا ہے جہاں بھی میں ہوں اور مجھے زندگی بھر نماز اور زکاۃ پر پابند رہنے کا حکم دیا ہے۔“ ② نماز کو یہ اہمیت اس لیے حاصل ہے کہ اسلام کی تمام تعلیمات کا محور عقیدۂ توحید ہے۔ توحید تمام معبودان باطلہ سے ہٹا کر ایک اللہ کی طرف لے آتی ہے۔ جو شخص ایک اللہ کی عبادت بھی نہ کرنا چاہے، اسے اللہ پر ایمان رکھنے والا کیسے سمجھا جا سکتا ہے۔ ③ بے نماز کو اکثر علمائے کرام نے کافر قرار دیا ہے، البتہ بعض علمائے کرام سستی کی بنا پر نماز ترک کرنے والے کو کافر قرار نہیں دیتے، تاہم انکار کرنے والا ان کے نزدیک بھی دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

۱۰۷۸ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، السنة، باب في رد الإرجاء، ح: ٤٦٧٨ من حديث وكيع به، وأخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان إطلاق اسم الكفر على من ترك الصلاة، ح: ٨٢ من طريق آخر عن أبي الزبير به.

١٠٧٩- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْبَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ، فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ».

١٠٧٩- حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارے درمیان اور ان (کافروں اور مشرکوں) کے درمیان جو عہد ہے، وہ نماز ہے۔ جس نے اسے چھوڑ دیا، اس نے کفر کیا۔''

١٠٨٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَالشِّرْكِ إِلَّا تَرْكُ الصَّلَاةِ، فَإِذَا تَرَكَهَا فَقَدْ أَشْرَكَ».

١٠٨٠- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''بندے اور شرک کے درمیان محض ترک نماز ہی (رابطہ) ہے۔ جب اس نے نماز چھوڑ دی تو وہ مشرک ہو گیا۔''

فوائد و مسائل: ① اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کرنا شرک ہے۔ جو شخص نماز نہیں پڑھتا، اس نے اللہ کی عبادت چھوڑ دی اور شیطان کی عبادت شروع کر دی کیونکہ اللہ کے حکم کے خلاف شیطان کی بات ماننا دراصل شیطان کی عبادت ہے۔ پھر شیطان کے پجاری کے مشرک ہونے میں کیا شک ہے؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ (الروم:٣١) ''اور نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔'' یعنی مومنوں کو دین کی طرف بلاتے ہوئے اور نصیحت کرتے ہوئے آخر میں یہ نصیحت کی کہ مشرکوں سے نہ ہو جاؤ۔ گویا کہ مشرک نماز نہیں پڑھتے لیکن مومن تو اسے چھوڑنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ ② ترک نماز کے سوا کسی کبیرہ گناہ کے مرتکب کو کافر یا مشرک قرار نہیں دیا جا سکتا سوائے ان اعمال کے جو واقعتاً کفر اور شرک کے اعمال ہیں۔ جہاں ان اعمال پر ''کفر'' کا لفظ بولا گیا ہے وہاں یہ مطلب ہے کہ یہ اعمال مسلمانوں کو زیب نہیں دیتے، یہ تو کافر ہی کریں تو کریں، مثلاً: ارشاد نبوی ہے: [سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَ قِتَالُهُ كُفْرٌ] (صحیح مسلم، الإیمان، باب بیان قول النبي ﷺ سباب المسلم فسوق و قتاله کفر، حدیث:٦٤) ''مسلمان سے گالی گلوچ کرنا گناہ ہے اور اس

١٠٧٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الإيمان، باب ماجاء في ترك الصلاة، ح: ٢٦٢١ من حديث علي بن الحسين وغيره به، وقال: "حسن صحيح غريب".

١٠٨٠ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف يزيد بن أبان الرقاشي" وهو "زاهد ضعيف" (تقريب)، وفيه علة أخرى قادحة.

سے جنگ کرنا کفر ہے۔'' اس کے ساتھ ساتھ آپس میں لڑنے والوں کو مسلمان بھی قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَإِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَأَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا﴾ (الحجرات:٩) ''اگر مومنوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دیا کرو۔'' ③ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم معناً صحیح ہے۔ غالباً اسی وجہ سے دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحيح الترغيب' للألباني' رقم:٥٦٥'٥٦٧ و سنن ابن ماجه' الدكتور بشار عواد' حديث:١٠٨٠)

(المعجم ٧٨) - بَابٌ: فِي فَرْضِ الْجُمُعَةِ (التحفة ١١٧)

باب:۷۸- جمعے کی فرضیت کا بیان

١٠٨١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ ابْنُ مُحَمَّدٍ الْعَدَوِيُّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! تُوبُوا إِلَى اللهِ قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا، وَبَادِرُوا بِالأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ قَبْلَ أَنْ تُشْغَلُوا، وَصِلُوا الَّذِي بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ بِكَثْرَةِ ذِكْرِكُمْ لَهُ، وَكَثْرَةِ الصَّدَقَةِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ تُرْزَقُوا وَتُنْصَرُوا وَتُجْبَرُوا، وَاعْلَمُوا أَنَّ اللهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْكُمُ الْجُمُعَةَ فِي مَقَامِي هٰذَا، فِي يَوْمِي هٰذَا، فِي شَهْرِي هٰذَا، مِنْ عَامِي هٰذَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَمَنْ تَرَكَهَا فِي حَيَاتِي أَوْ بَعْدِي، وَلَهُ إِمَامٌ عَادِلٌ أَوْ جَائِرٌ، اسْتِخْفَافاً بِهَا، أَوْ جُحُوداً لَهَا،

١٠٨١- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا تو ارشاد فرمایا: ''لوگو! مرنے سے پہلے پہلے اللہ کے سامنے توبہ کر لو' مشغول ہو جانے سے پہلے جلدی جلدی نیک اعمال کر لو' اللہ کا بکثرت ذکر کر کے اور خفیہ و ظاہر صدقات کثرت سے ادا کر کے اپنے رب سے اپنا تعلق استوار کر لو' (اس کے نتیجہ میں) تمھیں رزق ملے گا' تمھاری مدد کی جائے گی اور تمھارا حال ٹھیک ہو جائے گا۔ جان لو اس سال کے اس مہینہ میں' آج کے دن اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے تم پر قیامت تک کے لیے جمعہ فرض کر دیا ہے۔ جو شخص عادل یا ظالم حکمران کی موجودگی میں' میری زندگی میں یا میری وفات کے بعد' جمعے کی نماز کو غیر اہم سمجھتے ہوئے یا اس (کی فرضیت) کا انکار کرتے ہوئے جمعے کو ترک کرے گا' (میں اسے بددعا دیتا ہوں کہ) اللہ کرے! اس کے بکھرے ہوئے کام نہ سمٹیں اور اس

١٠٨١- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه البيهقي: ٣/ ٩٠، ١٧١ من حديث الوليد بن بكير به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف علي بن زيد بن جدعان، تقدم، ح: ١١٦، وعبدالله بن محمد العدوي" * والعدوي هٰذا "متروك، رماه وكيع بالوضع" (تقريب)، والوليد لين الحديث (أيضًا).

فَلاَ جَمَعَ اللهُ لَهُ شَمْلَهُ، وَلاَ بَارَكَ لَهُ فِي أَمْرِهِ، أَلاَ ! وَلاَ صَلاَةَ لَهُ، وَلاَ زَكَاةَ لَهُ، وَلاَ حَجَّ لَهُ، وَلاَ صَوْمَ لَهُ، وَلاَ بِرَّ لَهُ حَتَّى يَتُوبَ، فَمَنْ تَابَ، تَابَ اللهُ عَلَيْهِ. أَلاَ ! لاَ تَؤُمَّنَّ امْرَأَةٌ رَجُلاً، وَلاَ يَؤُمَّ أَعْرَابِيٌّ مُهَاجِراً، وَلاَ يَؤُمَّ فَاجِرٌ مُؤْمِناً، إِلَّا أَنْ يَقْهَرَهُ بِسُلْطَانٍ، يَخَافُ سَيْفَهُ وَسَوْطَهُ».

کے کاموں میں برکت نہ ہو۔ سنو! اس شخص کی (جو بلاعذر جمعہ ترک کرے) کوئی نماز نہیں' اس کی کوئی زکاۃ نہیں' اس کا کوئی حج نہیں' اس کا کوئی روزہ نہیں' (یہ اعمال قبول نہیں ہوں گے) اس کی کوئی نیکی (قبول) نہیں حتی کہ توبہ کرلے جو کوئی توبہ کرلے اللہ اس کی توبہ قبول فرمالے گا۔ خبردار! کوئی عورت کسی مرد کی امامت نہ کرے' کوئی خانہ بدوش کسی مہاجر کا امام نہ بنے' کوئی فاسق کسی (نیک) مومن کا امام نہ بنے' سوائے اس کے کہ وہ اسے قوت وغلبہ سے مجبور کردے اور اسے اس کی تلوار اور کوڑے کا خوف ہو۔''

١٠٨٢- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ، أَبُوسَلَمَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، عَنْ أَبِيهِ أَبِي أُمَامَةَ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنْتُ قَائِدَ أَبِي حِينَ ذَهَبَ بَصَرُهُ، فَكُنْتُ إِذَا خَرَجْتُ بِهِ إِلَى الْجُمُعَةِ فَسَمِعَ الأَذَانَ اسْتَغْفَرَ لِأَبِي أُمَامَةَ أَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ، وَدَعَا لَهُ، فَمَكَثْتُ حِيناً أَسْمَعُ ذٰلِكَ مِنْهُ، ثُمَّ قُلْتُ فِي نَفْسِي: وَاللهِ إِنَّ ذَا لَعَجْزٌ، إِنِّي أَسْمَعُهُ كُلَّمَا سَمِعَ أَذَانَ الْجُمُعَةِ يَسْتَغْفِرُ لِأَبِي أُمَامَةَ وَيُصَلِّي عَلَيْهِ، وَلاَ أَسْأَلُهُ عَنْ ذٰلِكَ لِمَ هُوَ؟ فَخَرَجْتُ بِهِ كَمَا كُنْتُ أَخْرُجُ

١٠٨٢- حضرت عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب میرے والد کی آنکھوں کی بینائی چلی گئی تو میں ان کا رہبر ہوا کرتا تھا۔ میں جب بھی آپ کو جمعے کے لیے لے جاتا تو آپ (جمعے کی) اذان سن کر حضرت ابوامامہ اسعد بن زرارہ ؓ کے حق میں دعائے مغفرت اور دعائے خیر فرماتے۔ میں کچھ عرصہ ان کی زبان سے مسلسل یہی بات سنتا رہا۔ آخر میں نے دل میں (اپنے آپ سے) کہا: یہ تو کم عقلی کی بات ہے کہ میں ان سے اس کی وجہ دریافت نہ کروں حالانکہ میں ہر جمعے کو جب بھی وہ جمعے کی اذان سنتے ہیں' انھیں حضرت ابوامامہ ؓ کے حق میں دعائے مغفرت اور دعائے خیر کرتے سنتا ہوں۔ (آخر کار ایک بار) میں انھیں حسب معمول نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے لے کر

١٠٨٢- [حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الجمعة في القرى، ح:١٠٦٩ من حديث ابن إسحاق به، وصححه ابن خزيمة، والحاكم، والذهبي، والبيهقي وغيرهم.

بِهِ إِلَى الْجُمُعَةِ. فَلَمَّا سَمِعَ الأَذَانَ اسْتَغْفَرَ كَمَا كَانَ يَفْعَلُ. فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَتَاهُ أَرَأَيْتَكَ صَلَاتَكَ عَلَى أَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ كُلَّمَا سَمِعْتَ النِّدَاءَ بِالْجُمُعَةِ لِمَ هُوَ؟ قَالَ: أَيْ بُنَيَّ كَانَ أَوَّلَ مَنْ صَلَّى بِنَا صَلَاةَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ مَقْدَمِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ مَكَّةَ فِي نَقِيعِ الْخَضَمَاتِ فِي هَزْمٍ مِنْ حَرَّةِ بَنِي بَيَاضَةَ. قُلْتُ: كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: أَرْبَعِينَ رَجُلاً.

چلا۔ جب انھیں اذان کی آواز سنائی دی تو انھوں نے اپنے معمول کے مطابق (حضرت ابوامامہ اسعد بن زرارہ ؓ کے حق میں) دعا کی۔ میں نے عرض کیا: ابا جان! آپ جب بھی جمعے کی اذان سنتے ہیں حضرت اسعد بن زرارہ ؓ کو دعائیں دیتے ہیں' اس کی کیا وجہ ہے؟ انھوں نے فرمایا: پیارے بیٹے! سب سے پہلے انھوں نے ہمیں جمعے کی نماز پڑھائی تھی جب کہ رسول اللہ ﷺ ابھی مکہ سے (ہجرت کر کے مدینہ) تشریف نہیں لائے تھے۔ انھوں نے یہ نماز حرہ بنی بیاضہ میں نقیع الخضمات کے میدان میں پڑھائی تھی۔ میں نے کہا: اس دن آپ کتنے افراد (اس نماز میں شریک) تھے؟ انھوں نے فرمایا: چالیس آدمی تھے۔

فوائد ومسائل: ① نماز جمعہ مشہور قول کے مطابق ہجرت کے بعد فرض ہوئی۔ اس صورت میں ہجرت سے پہلے مدینہ منورہ میں حضرت اسعد ؓ کا نماز جمعہ پڑھانا محض ایک تبلیغی پروگرام کی حیثیت رکھتا تھا کہ ہفتہ میں ایک دن نماز ظہر کے بعد کچھ وعظ ونصیحت کردی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے اس عمل کو پسند فرما کر ہجرت نبوی کے زمانہ میں اسے فرض کردیا۔ ② حرہ مدینہ منورہ سے باہر پتھریلا میدانی علاقہ ہے۔ غالباً شہر کے اندر کوئی مناسب مقام ایسا نہیں ہوگا جہاں مسلمان مشرکوں کی مداخلت سے محفوظ رہ کر تبلیغی اجتماع منعقد کرسکیں۔ ③ قوم کے ایسے افراد کی خوبیوں کا اعتراف کرنا چاہیے جن کی وجہ سے مسلمانوں کو دینی یا اجتماعی فائدہ ہوا ہو اور انھیں دعائے خیر سے یاد کرنا چاہیے۔ ④ چالیس افراد کے شریک ہونے سے یہ سمجھنا درست نہیں کہ جمعے کی ادائیگی کے لیے چالیس افراد کی موجودگی ضروری ہے بلکہ غیر مسلموں کے کسی شہر میں جب تین چار مسلمان بھی موجود ہوں تو انھیں اپنی اجتماعیت قائم رکھنے کے لیے باجماعت نماز اور جمعے کا اہتمام کرنا چاہیے اگرچہ جمعے اور جماعت کے لیے مسجد موجود نہ ہو۔

١٠٨٣ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مَالِكٍ الأَشْجَعِيُّ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ؛ وَعَنْ

١٠٨٣- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ہم سے پہلے لوگوں کو جمعہ کے پہچاننے کی توفیق نہیں دی۔ (چنانچہ)

١٠٨٣ـ أخرجه مسلم، الجمعة، باب هداية هذه الأمة ليوم الجمعة، ح: ٨٥٦ من حديث محمد بن فضيل به.

أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَضَلَّ اللهُ عَنِ الْجُمُعَةِ مَنْ كَانَ قَبْلَنَا. كَانَ لِلْيَهُودِ يَوْمُ السَّبْتِ. وَالأَحَدُ لِلنَّصَارٰى. فَهُمْ لَنَا تَبَعٌ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. نَحْنُ الآخِرُونَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا، وَالأَوَّلُونَ الْمَقْضِيُّ لَهُمْ قَبْلَ الْخَلاَئِقِ».

یہودیوں کے لیے ہفتے کا دن (مقرر) ہوگیا اور عیسائیوں کے لیے اتوار۔ وہ لوگ (ہفت روزہ عبادت میں) قیامت تک ہم سے پیچھے رہیں گے۔ ہم دنیا والوں میں آخری (امت) ہیں اور قیامت کے دن ہم اوّل ہوں گے یعنی سب لوگوں سے پہلے حساب کتاب ہو جائے گا۔''

فوائد و مسائل: ① ہفتے کے سات دنوں میں جمعے کا دن سب سے افضل ہے۔ ② امت محمدیہ دوسری امتوں سے افضل ہے۔ اس کی فضیلت کا ایک مظہر یہ بھی ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے امت محمدیہ کا حساب کتاب ہوگا' اس طرح اس امت کے نیک لوگ دوسری امتوں کے صالحین سے پہلے جنت میں جائیں گے۔ ③ اس دن کی فضیلت کا تقاضا ہے کہ اسے اہمیت دی جائے۔ خاص طور پر نماز جمعہ کے لیے پورے اہتمام سے تیاری کر کے بروقت مسجد میں حاضری دی جائے۔ ④ اس دن کی فضیلت کے چند مظاہر کا ذکر اگلے باب میں آ رہا ہے۔

(المعجم ٧٩) - بَابٌ: فِي فَضْلِ الْجُمُعَةِ (التحفة ١١٨)

باب: ۷۹- جمعے کے دن کے فضائل

١٠٨٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ الأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِي لُبَابَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سَيِّدُ الأَيَّامِ، وَأَعْظَمُهَا عِنْدَ اللهِ. وَهُوَ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ مِنْ يَوْمِ الأَضْحٰى وَيَوْمِ الْفِطْرِ. فِيهِ خَمْسُ خِلاَلٍ. خَلَقَ اللهُ فِيهِ آدَمَ. وَأَهْبَطَ اللهُ فِيهِ آدَمَ إِلَى الأَرْضِ. وَفِيهِ تَوَفَّى اللهُ آدَمَ. وَفِيهِ سَاعَةٌ لاَ يَسْأَلُ اللهَ فِيهَا

۱۰۸۴- حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جمعے کا دن تمام دنوں کا سردار ہے' اللہ کے ہاں اس کی عظمت سب سے زیادہ ہے۔ وہ تو اللہ کے ہاں عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر کے دن سے زیادہ عظمت والا ہے۔ اس میں پانچ باتیں ہیں (جو اس کی افضلیت کا باعث ہیں:) اس دن اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا' اسی دن اللہ نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا' اسی دن اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو فوت کیا' اس دن میں ایک ایسی گھڑی ہوتی ہے کہ اس میں بندہ اللہ سے جو کچھ مانگے' اللہ اسے وہی کچھ دے دیتا ہے جب تک کسی حرام

١٠٨٤- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤٣٠/٣ من حديث زهير به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد حسن" * ابن عقيل ضعيف، تقدم، ح: ٣٩٠.

الْعَبْدُ شَيْئاً إِلَّا أَعْطَاهُ مَا لَمْ يَسْأَلْ حَرَاماً. وَفِيهِ تَقُومُ السَّاعَةُ. مَا مِنْ مَلَكٍ مُقَرَّبٍ وَلاَ سَمَاءٍ وَلاَ أَرْضٍ وَلاَ رِيَاحٍ وَلاَ جِبَالٍ وَلاَ بَحْرٍ إِلَّا وَهُنَّ يُشْفِقْنَ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ».

چیز کا سوال نہ کرے' اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ ہر مقرب فرشتہ' آسمان' زمین' تمام ہوائیں' پہاڑ اور سمندر جمعے کے دن سے ڈرتے رہتے ہیں۔"

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث سنداً ضعیف ہے' تاہم مذکورہ روایت کے بعض الفاظ' یعنی "اس میں پانچ باتیں ہیں..... سے آخر تک" کی دیگر صحیح شواہد سے تائید وتوثیق ہوتی ہے۔ ② حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق انسانوں پر اللہ کا عظیم احسان ہے کیونکہ ہم سب انہی کی اولاد ہیں اور انسان ہونے کی حیثیت سے تمام مخلوقات سے افضل ہیں' بشرطیکہ ایمان اور عمل صالح کی دولت حاصل ہو۔ ③ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے سے پہلے فرمایا تھا: ﴿إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً﴾ (البقرة:٣٠) "میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔" حضرت آدم علیہ السلام کا زمین پر نزول اس خلافت ارضی کے وعدہ کی تکمیل تھی۔ اس دنیا کی زندگی میں' ہمیں اللہ تعالیٰ نے یہ موقع عنایت فرمایا ہے کہ ہم نیک اعمال کر کے اللہ کا قرب اور بلند درجات حاصل کر لیں' اس لحاظ سے حضرت آدم علیہ السلام کا زمین پر اترنا بھی ہم پر اللہ کا بہت بڑا احسان ہے۔ ④ مومن کے لیے وفات بھی اللہ کا احسان ہوتی ہے کیونکہ موت کا مرحلہ طے ہونے پر ہی دنیا کی آزمائش کی مدت ختم ہوتی ہے اور نیکیوں کے انعامات حاصل ہونے کا وقت آتا ہے۔ جنت میں داخلہ اور اللہ عزوجل کی زیارت موت کے بعد ہی ممکن ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے لیے جمعے کا دن اس لیے اہم تھا کہ اس دن وہ فوت ہو کر جنت میں پہنچ گئے اور ہمارے لیے اس کی یہ اہمیت ہے کہ ہمارے جدامجد پر اللہ کا یہ احسان جمعے کے دن ہوا۔ ⑤ جمعے کے دن کا ایک شرف یہ بھی ہے کہ اس میں دعا کی قبولیت کا ایک خصوصی وقت موجود ہے جس میں دنیا اور آخرت کی بھلائی کے لیے مومن جو کچھ چاہے مانگ سکتا ہے اور حاصل کر سکتا ہے۔ ⑥ جمعے کی اس خاص گھڑی کے تعین میں علمائے کرام کے مختلف اقوال ہیں۔ صحیح مسلم کی ایک حدیث کے مطابق وہ گھڑی امام کے منبر پر بیٹھنے سے نماز ختم ہونے تک کے عرصہ میں ہے۔ (صحيح مسلم' الجمعة' باب في الساعة التي في يوم الجمعة' حدیث:٨٥٣) ایک دوسری حدیث کے مطابق وہ عصر اور مغرب کے درمیان دن کی آخری ساعت ہے۔ (سنن أبي داود' الصلاة' أبواب الجمعة' باب الإجابة أية ساعة هي في يوم الجمعة' حدیث:١٠٤٨)' یعنی اگر پورے دن کے بارہ حصے کیے جائیں تو آخری حصہ دعا کی قبولیت کا وقت ہے۔ ⑦ قیامت کا دن اللہ کی رحمت کا دن ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ مجرموں اور گناہ گاروں کو سزا ملنے کا دن بھی ہے۔ اس دن بہت سے ہولناک واقعات پیش آنے والے ہیں۔ اس احساس کی وجہ سے تمام مخلوق جمعے کے دن خوف زدہ رہتی ہے کہ شاید یہی جمعہ قیامت کا دن ہو۔

١٠٨٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. فِيهِ خُلِقَ آدَمُ. وَفِيهِ النَّفْخَةُ. وَفِيهِ الصَّعْقَةُ. فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ» فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرِمْتَ، يَعْنِي بَلِيتَ؟ فَقَالَ: «إِنَّ اللهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ».

١٠٨٥- حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمھارا سب سے افضل دن جمعے کا دن ہے۔ اس میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا ہے' اسی دن صور میں پھونک ماری جائے گی' اسی میں بے ہوشی طاری ہوگی' لہٰذا اس دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو' تمھارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔'' ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جب آپ کا جسم مبارک خاک ہو جائے گا تب کس طرح ہمارا درود آپ کے سامنے پیش کیا جائے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ نبیوں کے جسموں کو کھائے۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے شیخ نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد بن حنبل: ٢٦/ ٨٤، ٨٥ و ٨٦ و إرواء الغليل للألباني' رقم الحديث: ٤) لہٰذا راجح یہی ہے کہ مذکورہ حدیث میں بیان کردہ باتیں درست اور قابل عمل ہیں۔ واللہ أعلم. ② [نَفْخَة] کا مطلب پھونک مارنا ہے۔ اس سے مراد ایک خاص فرشتے (حضرت اسرافیل علیہ السلام) کا اس خاص چیز میں پھونک مارنا ہے جسے قرآن مجید میں ''الصور'' کے نام سے ذکر کیا گیا ہے' یعنی قرنا یا بگل۔ یہ قیامت کے مراحل کی ابتدا ہے۔ ③ نفخات تین ہیں: ایک نَفْخَه سے اس وقت موجود تمام ذی روح مخلوق بے ہوش ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ﴾ (الزمر: ٦٨) ''صور میں پھونک ماری جائے گی تو آسمان اور زمین والے سب کے سب بے ہوش ہو جائیں گے مگر جسے اللہ چاہے۔'' دوسرے نَفْخَه سے ہر چیز فنا ہو جائے گی۔ ارشاد ہے: ﴿فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝ وَّ حُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً﴾ (الحآقة: ١٣، ١٤) ''چنانچہ جب صور میں ایک پھونک ماری جائے گی اور زمین اور پہاڑ اٹھا کر ایک ہی چوٹ میں ریزہ ریزہ کر

١٠٨٥- [إسناده ضعيف] فيه علة قادحة * عبدالرحمٰن بن يزيد الذي يروي عنه حسين الجعفي، وأبوأسامة هو ابن تميم الضعيف، غير ابن جابر الثقة كما حققه البخاري، وأبوداود، وابن أخي حسين الجعفي وغيرهم، وهو الصواب، ومن طريقه أخرجه أبوداود، ح: ١٠٤٧ وغيره من مسند أوس بن أوس رضي الله عنه.

دیے جائیں گے۔'' تیسرے نفخہ سے تمام مخلوق دوبارہ زندہ ہو جائے گی۔ ارشاد ہے: ﴿ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُم قِيَامٌ يَنظُرُونَ﴾ (الزمر:٦٨) ''پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا' پس وہ ایک دم کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے۔'' ④ درود شریف ایک افضل عمل ہے اور جمعے کا دن بھی افضل ہے' لہٰذا جمعے سے درود شریف کو ایک مناسبت حاصل ہے جس کی بنا پر جمعے کے دن درود شریف زیادہ پڑھنا چاہیے۔ ⑤ درود شریف پیش کیے جانے کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی جاتی ہے تاکہ رسول اللہ ﷺ کو امت کے نیک اعمال سے خوشی حاصل ہو ورنہ تمام اعمال کا ثواب اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے۔ ⑥ اس کا یہ مطلب نہیں کہ جونہی درود شریف پڑھا جاتا ہے' رسول اللہ ﷺ کو فوراً اطلاع دی جاتی ہے۔ ممکن ہے کسی مناسب وقت پر اطلاع دی جاتی ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ براہ راست کسی کا درود نہیں سنتے نہ قریب سے' نہ دور سے بلکہ فرشتے آپ تک پہنچاتے ہیں۔ قریب سے سننے کی روایت سنداً صحیح نہیں۔ ⑦ اس سے برزخی زندگی ثابت ہوتی ہے۔ اس زندگی پر ایمان رکھنا ضروری ہے لیکن اسے دنیا کی زندگی پر قیاس نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ قبر میں مدفون شخص کا اپنے جسم سے تعلق بھی عالم غیب سے تعلق رکھتا ہے۔ ایسے مسائل میں اپنی رائے سے کچھ نہیں کہنا چاہیے۔ صرف اتنی بات مان لی جائے جس کی صراحت قرآن مجید یا صحیح حدیث میں موجود ہو۔

١٠٨٦ - حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ سَلَمَةَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «الْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ كَفَّارَةُ مَا بَيْنَهُمَا مَا لَمْ تُغْشَ الْكَبَائِرُ».

١٠٨٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ (کی نماز) سے (گزشتہ) جمعے تک کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں جب کہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کیا جائے۔''

فوائد ومسائل: ① صغیرہ گناہ نیکیوں کی برکت سے معاف ہو جاتے ہیں۔ ② کبیرہ گناہ صرف توبہ سے معاف ہوتے ہیں۔ ③ بعض کبیرہ گناہ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی موجودگی میں نیک اعمال کرنے کے باوجود صغیرہ گناہ معاف نہیں ہوتے۔

(المعجم ٨٠) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ١١٩)

باب: ٨٠- جمعے کے دن غسل کرنا

١٠٨٧ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

١٠٨٧- حضرت اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت

١٠٨٦ـ أخرجه مسلم، الطهارة، باب الصلوات الخمس والجمعة إلى الجمعة . . . الخ، ح: ٢٣٣ من حديث العلاء به مطولاً.

١٠٨٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في الغسل للجمعة، ح: ٣٤٥ من حديث ابن المبارك به.◀◀

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنِ الأَوْزَاعِيِّ: حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ: حَدَّثَنِي أَبُو الأَشْعَثِ حَدَّثَنِي أَوْسُ بْنُ أَوْسٍ الثَّقَفِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ غَسَّلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْتَسَلَ، وَبَكَّرَ وَابْتَكَرَ، وَمَشَى وَلَمْ يَرْكَبْ، وَدَنَا مِنَ الإِمَامِ، فَاسْتَمَعَ، وَلَمْ يَلْغُ، كَانَ لَهُ بِكُلِّ خَطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ أَجْرُ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا».

ہے کہ انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ سے یہ ارشاد سنا: ”جس نے جمعے کے دن غسل کیا اور کرایا‘ اوّل وقت میں آیا‘ (خطبہ میں) شروع سے حاضر رہا‘ پیدل چل کر آیا‘ سوار ہو کر نہ آیا‘ امام سے قریب ہو کر توجہ سے (خطبہ) سنا‘ (خطبے کے دوران میں) فضول حرکت نہ کی‘ اسے ہر قدم کے بدلے ایک سال کے عمل‘ یعنی ایک سال کے روزے اور قیام کا ثواب ملے گا۔“

فوائد ومسائل: ① [غَسَّلَ وَاغْتَسَلَ] کا مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ سر دھویا اور نہایا‘ یعنی اہتمام سے غسل کیا اور پوری صفائی حاصل کی۔ دوسرا مطلب‘ جس کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے‘ یہ ہے کہ اپنی بیوی کا صنفی حق ادا کیا جس کا فائدہ یہ ہوگا کہ جمعے کو آتے ہوئے راستے میں عورتوں پر ناجائز انداز سے نظر نہیں پڑے گی۔ ② اگر مسجد دور ہو تو سوار ہو کر آنا جائز ہے‘ تاہم پیدل چل کر آنا زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ ③ جس طرح نماز باجماعت میں اگلی صفوں کا ثواب زیادہ ہے اسی طرح خطبہ سننے کے لیے امام کے قریب بیٹھنا افضل ہے اس کے لیے جلدی مسجد میں آنا پڑے گا جو خود ایک نیکی ہے اور اسکے نتیجے میں اگلی صفوں میں جگہ مل جائے گی۔ ④ جمعے کی نماز کے ساتھ ساتھ خطبے کی بھی بہت اہمیت ہے‘ اس لیے خطبہ پوری توجہ سے سننا چاہیے۔ خطبے کے دوران میں بات چیت میں مشغول ہونا یا کسی اور چیز کی طرف متوجہ ہونا خطبے کے مقصد کے منافی ہے۔ ⑤ تھوڑا عمل بھی اگر اخلاص کے ساتھ اور سنت کے مطابق کیا جائے تو اس کا بہت زیادہ ثواب ملتا ہے۔ ⑥ معمولی سستی کی وجہ سے اتنا عظیم ثواب چھوڑ دینا بہت بڑی محرومی ہے۔

١٠٨٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ، عَلَى الْمِنْبَرِ: «مَنْ أَتَى الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ».

۱۰۸۸- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو منبر پر (کھڑے ہو کر) یہ فرماتے سنا: ”جو شخص جمعہ پڑھنے آئے اسے چاہیے کہ (پہلے) غسل کرے۔“

◄◄وصححه ابن حبان، والحاكم على شرط الشيخين، وحسنه البغوي: وله طريق آخر عند الترمذي، وحسنه، ح: ٤٩٦.

١٠٨٨ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٢ عن عمر بن عبيد الطنافسي به * أبو إسحاق صرح بالسماع عند أحمد: ١٤٥/٢، وله شواهد كثيرة جدًا.

١٠٨٩ - حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ».

١٠٨٩- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’ہر بالغ شخص پر جمعے کے دن غسل کرنا واجب ہے۔‘‘

فوائد ومسائل: ① واجب سے مراد افضل اور بہتر ہے کیونکہ دوسری احادیث سے غسل نہ کرنے کی اجازت ظاہر ہوتی ہے۔ جیسے کہ اگلے باب میں حدیثیں آ رہی ہیں۔ ② جمعے کی ادائیگی بالغ مردوں پر فرض ہے' بچوں اور عورتوں پر نہیں۔ ③ بچے اور عورتیں اگر جمعے کی نماز کی ادائیگی کے لیے مسجد میں نہ آنا چاہیں تو ان کے لیے غسل کرنا ضروری نہیں۔

(المعجم ٨١) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي ذٰلِكَ (التحفة ١٢٠)

باب:٨١- غسل نہ کرنے کی اجازت

١٠٩٠ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ، فَدَنَا وَأَنْصَتَ وَاسْتَمَعَ، غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى، وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ. وَمَنْ مَسَّ الْحَصٰى فَقَدْ لَغَا».

١٠٩٠- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جس نے اچھی طرح سنوار کر وضو کیا' پھر جمعہ پڑھنے آیا تو (امام سے) قریب ہو کر (بیٹھا) اور خاموشی سے توجہ کے ساتھ (خطبہ) سنا' اس کے دونوں جمعوں کے درمیان کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور مزید تین دن کے بھی۔ اور جو کنکریوں کو ہاتھ لگائے' اس نے فضول حرکت کی۔‘‘

فوائد ومسائل: ① آداب کا پوری طرح لحاظ رکھتے ہوئے نماز جمعہ کی ادائیگی سے دس دن کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ② اس قسم کی احادیث سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ ایک نیکی کر لینے کے بعد اب مزید کسی نیکی کی ضرورت

١٠٨٩_ أخرجه البخاري، الأذان، باب وضوء الصبيان ومتى يجب عليهم الغسل والطهور . . . الخ، ح: ٨٥٨ من حديث سفيان بن عيينة، ومسلم، الجمعة، باب وجوب غسل الجمعة على كل بالغ من الرجال . . . الخ، ح: ٨٤٦ من حديث صفوان به.

١٠٩٠_ [صحيح] تقدم، ح: ١٠٢٥.

نہیں' نہ گناہوں سے اجتناب کی ضرورت ہے کیونکہ کوئی شخص نہیں جانتا کہ اس کا نیک عمل کس حد تک قابل قبول ہے' لہٰذا زیادہ سے زیادہ نیکی کے کام کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

١٠٩١- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْمَكِّيُّ، عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَبِهَا وَنِعْمَتْ. يُجْزِئُ عَنْهُ الْفَرِيضَةُ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ أَفْضَلُ».

١٠٩١- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جمعے کے دن (جمعے کی نماز کے لیے آتے وقت) وضو کیا تو کافی ہے اور اچھا ہے۔ اس کا فرض ادا ہو جائے گا۔ اور جس نے غسل کیا تو غسل افضل عمل ہے۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ مذکورہ روایت سے ابوداود کی روایت کفایت کرتی ہے' غالباً اسی وجہ سے دوسرے محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے' لہٰذا یہ روایت محققین کے نزدیک قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ ② غسل کرنا جمعے کی صحت کے لیے شرط نہیں' تاہم مستحب (پسندیدہ) امر ہے۔ ③ اگر کسی مصروفیت کی وجہ سے غسل نہ کر سکیں اور جمعے کا وقت ہو جائے تو وضو کر کے جمعہ کے لیے چلے جانا چاہیے کیونکہ خطبہ سننے کی اہمیت غسل سے زیادہ ہے۔

(المعجم ٨٢) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّهْجِيرِ إِلَى الْجُمُعَةِ** (التحفة ١٢١)

باب:٨٢- جمعہ کے لیے جلدی مسجد میں پہنچنا چاہیے

١٠٩٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَسَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ

١٠٩٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب جمعے کا دن ہوتا ہے تو مسجد کے ہر دروازے پر فرشتے آ جاتے ہیں جو لوگوں کے نام ان کے درجات کے مطابق ترتیب سے لکھتے رہتے

١٠٩١ــ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ١٠٨٠ لعلته، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف . . ."، وحديث أبي داود، ح: ٣٥٤ يغني عنه، وهو حديث حسن، وحسنه الترمذي، والبغوي، وصححه ابن خزيمة، ولفظه عند أبي داود: "من توضأ فبها ونعمت ومن اغتسل فهو أفضل".

١٠٩٢ــ أخرجه مسلم، الجمعة، باب فضل التهجير يوم الجمعة، ح: ٨٥٠ من حديث سفيان به، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح".

قَالَ: «إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، كَانَ عَلَى كُلِّ بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ مَلَائِكَةٌ يَكْتُبُونَ النَّاسَ عَلَى قَدْرِ مَنَازِلِهِمْ. الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ. فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ طَوَوُا الصُّحُفَ، وَاسْتَمَعُوا الْخُطْبَةَ. فَالْمُهَجِّرُ إِلَى الصَّلَاةِ كَالْمُهْدِي بَدَنَةً. ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ كَمُهْدِي بَقَرَةٍ. ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ كَمُهْدِي كَبْشٍ. حَتَّى ذَكَرَ الدَّجَاجَةَ وَالْبَيْضَةَ. زَادَ سَهْلٌ فِي حَدِيثِهِ: فَمَنْ جَاءَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَإِنَّمَا يَجِيءُ بِحَقٍّ إِلَى الصَّلَاةِ».

ہیں۔ پھر جب امام (خطبہ دینے کے لیے) نکلتا ہے تو وہ اپنے صحیفے لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سننے لگتے ہیں تو نماز (جمعہ) کے لیے جلدی آنے والا اونٹ کی قربانی دینے والے کی طرح (ثواب پاتا) ہے' پھر جو اس کے بعد آتا ہے وہ ایسے ہے جیسے گائے (بطور صدقہ) قربان کرنے والا' جو اس کے بعد آتا ہے وہ ایسے ہے جیسے مینڈھا قربان کرنے والا ......'' اللہ کے نبی ﷺ نے مرغی اور انڈے کا بھی ذکر فرمایا۔ (حدیث کے راوی) سہل نے اپنی حدیث میں ان الفاظ کا اضافہ کیا: ''پھر جو اس کے بعد آتا ہے' وہ اپنا فرض ادا کرنے کے لیے نماز پڑھنے آتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اللہ کے ہاں نماز جمعہ کی اہمیت اس قدر زیادہ ہے کہ اس میں حاضر ہونے والوں کے نام لکھنے کے لیے خاص طور پر فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ ② پہلے آنے والوں کا درجہ بھی اللہ کے ہاں زیادہ ہے' اس لیے ان کا ثواب بھی زیادہ ہے۔ ③ یہ خاص ثواب ان لوگوں کو ملتا ہے جو خطبہ شروع ہونے سے پہلے مسجد میں پہنچ جاتے ہیں۔ خطبہ شروع ہونے کے بعد آنے والوں کو خطبہ سننے کا ثواب ملے گا اور نماز جمعہ کا ثواب بھی ملے گا لیکن وہ خاص ثواب نہیں ملے گا جو جلدی آنے والوں کے لیے مخصوص ہے۔ ④ خطبہ سننا بھی ایک عظیم نیکی ہے حتی کہ فرشتے بھی خطبہ توجہ سے سنتے ہیں۔ ⑤ خطبہ سننے کے دوران میں فرشتے نام لکھنا بند کر دیتے ہیں۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ خطبے کے دوران میں کوئی غیر متعلق حرکت کرنا درست نہیں۔ ⑥ بعض روایات میں [اَلْمُهْدِي] کے بجائے [كَأَنَّمَا قَرَّبَ] کے الفاظ ہیں۔ (صحيح البخاري' الجمعة' باب فضل الجمعة' حديث:٨٨١) اس سے بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوئی ہے کہ عیدالاضحیٰ کے موقع پر جس طرح اونٹ' گائے' دنبے اور بکرے وغیرہ کی قربانی دی جاتی ہے' مرغی اور انڈے کی قربانی بھی ہو سکتی ہے۔ یہ رائے درست نہیں کیونکہ عید کی قربانی کے لیے أُضْحِيَة اور أَضَاحِي کا لفظ خاص ہے۔ جس سے فعل ضَحّٰی آتا ہے۔ قَرَّبَ سے مراد اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے کوئی چیز پیش کرنا ہے' وہ عیدالاضحیٰ کے موقع پر جانور قربان کرنا بھی ہو سکتا ہے اور صدقے کے طور پر جانور' نقد رقم' خوراک یا کوئی بھی چیز پیش کرنا ہو سکتا ہے جس کا اُضحیہ سے کوئی تعلق نہیں۔

١٠٩٣- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ.

١٠٩٣- حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے روایت

١٠٩٣ـ [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ٧/ ٢٥٦، ح: ٦٨٨٠ من حديث سعيد بن بشير به * وسعيد هذا ◄◄

عَنْ سَعِيدِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ ضَرَبَ مَثَلَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ التَّبْكِيرِ، كَنَاحِرِ الْبَدَنَةِ، كَنَاحِرِ الْبَقَرَةِ، كَنَاحِرِ الشَّاةِ، حَتَّى ذَكَرَ الدَّجَاجَةَ.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز جمعہ کی اور اس میں جلدی حاضر ہونے کی مثال ایسے بیان فرمائی (کہ یہ عمل کرنے والا ایسے ہے) جیسے اونٹ قربان کرنے والا' گائے کی قربانی دینے والا' بکری کی قربانی دینے والا حتی کہ آپ نے مرغی کا ذکر بھی کیا۔

١٠٩٤- حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللهِ إِلَى الْجُمُعَةِ، فَوَجَدَ ثَلَاثَةً، وَقَدْ سَبَقُوهُ. فَقَالَ: رَابِعُ أَرْبَعَةٍ. وَمَا رَابِعُ أَرْبَعَةٍ بِبَعِيدٍ. إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ النَّاسَ يَجْلِسُونَ مِنَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى قَدْرِ رَوَاحِهِمْ إِلَى الْجُمُعَاتِ. الأَوَّلَ وَالثَّانِيَ وَالثَّالِثَ». ثُمَّ قَالَ: رَابِعُ أَرْبَعَةٍ. وَمَا رَابِعُ أَرْبَعَةٍ بِبَعِيدٍ.

١٠٩٤- حضرت علقمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمعے کے لیے گیا' انھوں نے دیکھا کہ ان سے پہلے تین افراد (مسجد میں) آ چکے ہیں تو انھوں نے فرمایا: چار میں چوتھا ہوں اور چار میں چوتھا (افضلیت سے) دور نہیں۔ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے سنا: ''قیامت کے دن لوگ جمعے میں جلدی آنے کی ترتیب سے اللہ کے قریب بیٹھیں گے۔ پہلا' پھر دوسرا' پھر تیسرا۔'' پھر فرمایا: چار افراد میں چوتھا اور چار افراد میں چوتھے نمبر پر آنے والا دور نہیں۔

(المعجم ٨٣) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الزِّينَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ١٢٢)

باب: ٨٣- جمعے کے دن اچھا لباس پہننے کا بیان

١٠٩٥- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ

١٠٩٥- حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو جمعے کے دن منبر پر

◄◄ ضعيف (تقريب)، وشيخه عنعن، تقدم، ح: ١٧٥ ـ إن صح عنه ـ ولسعيد سند آخر عن شيخه عند الطبراني، ح: ٦٩٦٨، وله شواهد، منها الحديث السابق.

١٠٩٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ٦٢٠ عن كثير بن عبيد به، وحسنه البوصيري ● الأعمش عنعن وتقدم، ح: ١٧٨، وأما عبدالمجيد بن أبي رواد فوثقه الجمهور كما قال البوصيري.

١٠٩٥ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب اللبس للجمعة، ح: ١٠٧٨ من حديث ابن وهب به مطولاً.

الحارِثِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ [سَعْدٍ]، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى ابْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ، عَلَى الْمِنْبَرِ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ: «مَا عَلَى أَحَدِكُمْ لَوِ اشْتَرَى ثَوْبَيْنِ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ سِوَى ثَوْبِ مِهْنَتِهِ».

(خطبے کے دوران میں) یہ فرماتے سنا: ''کیا حرج ہے اگر تم میں سے کوئی آدمی کام کاج کے کپڑوں کے علاوہ جمعے کے دن (نماز جمعہ کی حاضری) کے لیے دو کپڑے خرید لے۔''

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَيْخٌ لَنَا، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ سَلَامٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَطَبَنَا النَّبِيُّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ.

(امام ابن ماجہ ؒ کے استاد) ابوبکر بن ابی شیبہ نے محمد بن یحییٰ بن حبان کے دوسرے شاگرد عبدالحمید بن جعفر سے عبداللہ بن سلام کے بیٹے یوسف کے واسطے سے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کیا۔

فوائد ومسائل: ① جمعے کی نماز کے لیے خاص طور پر عمدہ کپڑے پہننے چاہییں۔ ② جمعے کے خطبے میں وہ مسائل بھی بیان کرنے چاہییں جن کا تعلق عملی معاملات سے ہو۔ ③ جمعے کے لیے صفائی کا اہتمام معمول سے زیادہ ہونا چاہیے۔

١٠٩٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ زُهَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. فَرَأَى عَلَيْهِمْ ثِيَابَ النِّمَارِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا عَلَى أَحَدِكُمْ، إِنْ وَجَدَ سَعَةً أَنْ يَتَّخِذَ ثَوْبَيْنِ لِجُمُعَةٍ، سِوَى ثَوْبَيْ مِهْنَتِهِ».

١٠٩٦- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جمعے کے دن عوام سے خطاب فرمایا تو آپ نے دیکھا کہ انھوں نے (روزمرہ استعمال کی) چادریں اوڑھ رکھی ہیں۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا حرج ہے کہ تم میں سے کسی آدمی کے پاس گنجائش ہو تو (وہ روزمرہ کے) کام کاج کے کپڑوں کے علاوہ جمعے کے لیے (خاص طور پر) کپڑے تیار کر لے۔''

فوائد ومسائل: ① روزمرہ کے کپڑے جن کو پہن کر محنت مزدوری کا کام کیا جاتا ہے وہ ادنیٰ قسم کے ہوتے ہیں

١٠٩٦ـ [حسن] وصححه البوصيري، وانظر، ح: ٩١٩، وقال أحمد في أحاديث عمرو بن أبي سلمة عن زهير: "بواطيل" (تهذيب)، وله شواهد، منها الحديث السابق.

جب کہ خاص موقعوں کے لیے بہتر کپڑے بنائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ کام کے کپڑوں کی صفائی کا اس قدر اہتمام بھی نہیں کیا جاتا۔ ② جمعے کے لیے الگ تیار کیے ہوئے صاف ستھرے اور عمدہ کپڑے پہننے سے معلوم ہوتا ہے کہ پہننے والے کی نظر میں اس عبادت کی زیادہ اہمیت ہے۔ ③ جمعہ مسلمانوں کا ہفت روزہ تہوار ہے اور عیدین سالانہ تہوار۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ غیر مسلموں کے تہواروں کو اہمیت نہ دیں اور ان میں حصہ نہ لیں بلکہ اسلامی تہواروں کو اہمیت دیں۔ جمعے میں عمدہ لباس پہننا اس اہمیت کا اعتراف اور اظہار ہے۔ ④ اگر کوئی شخص الگ لباس نہ بنا سکے تو بھی حرج نہیں لیکن صفائی کا خیال رکھنا چاہیے۔

١٠٩٧- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ، وَحَوْثَرَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، عَنِ ابْنِ عَجْلاَنَ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ وَدِيعَةَ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَأَحْسَنَ غُسْلَهُ، وَتَطَهَّرَ فَأَحْسَنَ طُهُورَهُ، وَلَبِسَ مِنْ أَحْسَنِ ثِيَابِهِ، وَمَسَّ مَا كَتَبَ اللهُ لَهُ مِنْ طِيبِ أَهْلِهِ، ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ وَلَمْ يَلْغُ وَلَمْ يُفَرِّقْ بَيْنَ اثْنَيْنِ، غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الأُخْرٰى».

١٠٩٧- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص جمعے کے دن اچھی طرح غسل کرے اچھی طرح سنوار کر وضو کرے اپنا بہترین لباس پہنے اور اللہ نے اس کی قسمت میں گھر والوں کی جو خوشبو لکھی ہو وہ لگا لے پھر جمعہ پڑھنے آئے تو فضول حرکات نہ کرے اور دو آدمیوں کے درمیان جدائی نہ کرے (اکٹھے بیٹھے ہوئے دو آدمیوں کے درمیان نہ بیٹھے) تو اس کے اس جمعے اور دوسرے جمعے کے درمیان کے (پورے ہفتے کے) گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“

فوائد و مسائل: ① وضو اور غسل توجہ سے اچھی طرح کرنا جمعے کی اہمیت کا اعتراف ہے۔ ② جمعے کے لیے خوشبو لگا کر آنا چاہیے۔ اگر مرد کے پاس خوشبو نہ ہو تو بیوی کی خوشبو استعمال کر سکتا ہے۔ ③ مرد اور عورت کے استعمال کی خوشبو میں فرق ہے۔ مرد کی خوشبو تیز مہک والی اور عورت کی خوشبو ہلکی مہک والی ہونی چاہیے۔ دیکھیے: (سنن النسائي' الزينة' باب الفصل بين طيب الرجال وطيب النساء' حديث:٥١٢٠) عورت تیز مہک والی خوشبو استعمال نہیں کر سکتی۔ مرد ضرورت پڑنے پر ہلکی مہک والی خوشبو استعمال کر سکتا ہے۔ ④ بعد میں آ کر اگلی صف میں جگہ بنانے کی کوشش کرنا اور پہلے سے آئے ہوئے نمازیوں کو پریشان کرنا درست نہیں۔

١٠٩٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ١٧٧ عن يحيى القطان به * وابن عجلان صرح بالسماع عنده، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات"، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٧٦٣.

١٠٩٨- حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ خَالِدٍ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ غُرَابٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي الْأَخْضَرِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ هٰذَا يَوْمُ عِيدٍ، جَعَلَهُ اللهُ لِلْمُسْلِمِينَ. فَمَنْ جَاءَ إِلَى الْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ. وَإِنْ كَانَ طِيبٌ فَلْيَمَسَّ مِنْهُ. وَعَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ».

١٠٩٨- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ عید کا دن ہے جو اللہ نے مسلمانوں کے لیے مقرر کیا ہے، لہٰذا جو شخص جمعہ پڑھنے آئے، اسے چاہیے کہ غسل کرکے آئے۔ اگر خوشبو موجود ہو تو لگا لے اور مسواک ضرور کیا کرو۔“

فائدہ: مسواک کا عام نمازوں کے لیے بھی اہتمام کرنا چاہیے۔ جمعے کے لیے زیادہ توجہ سے اس کا خیال رکھنا چاہیے کیونکہ اس کا طہارت اور صفائی سے خاص تعلق ہے۔

(المعجم ٨٤) - بَابُ مَا جَاءَ فِي وَقْتِ الْجُمُعَةِ (التحفة ١٢٣)

باب:٨٤- جمعے کا وقت

١٠٩٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: مَا كُنَّا نَقِيلُ وَلَا نَتَغَدَّى إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ.

١٠٩٩- حضرت سہل بن سعد ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ہم لوگ دوپہر کا آرام جمعے کے بعد ہی کیا کرتے تھے اور کھانا بھی جمعے کے بعد ہی کھایا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① قیلولے کا وقت دوپہر ہے لیکن جمعے کے دن صحابۂ کرام ؓ اس وقت آرام نہیں کرتے تھے تاکہ جمعے کے لیے اوّل وقت حاضر ہوسکیں۔ ② کھانا بھی نماز کے بعد تک مؤخر کرنے کی یہی وجہ ہے۔ ممکن ہے کہ اس وجہ سے بھی کھانا بعد میں کھاتے ہوں کہ اگر پہلے کھانا کھالیا تو خطبے کے دوران میں نیند کا غلبہ ہوجائے گا۔

١٠٩٨- [حسن] وقال البوصيري: "فيه صالح بن أبي الأخضر لينه الجمهور"، ولحديثه شواهد عند مالك: ٦٥/١، والبيهقي: ٢٤٣/٣ وغيرهما.

١٠٩٩- أخرجه البخاري، الجمعة، باب قول الله تعالى: "فإذا قضيت الصلاة فانتشروا في الأرض وابتغوا من فضل الله"، ح: ٩٣٩، ومسلم، الجمعة، باب صلاة الجمعة حين تزول الشمس، ح: ٨٥٩ من حديث عبدالعزيز بن أبي حازم به.

١١٠٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: سَمِعْتُ إِيَاسَ بْنَ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْجُمُعَةَ ثُمَّ نَرْجِعُ، فَلاَ نَرَى لِلْحِيطَانِ فَيْئًا نَسْتَظِلُّ بِهِ.

۱۱۰۰- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ جمعے کی نماز پڑھ کر واپس لوٹتے تھے تو ہمیں دیواروں کا اتنا سایہ نہیں ملتا تھا کہ اس سائے میں چل سکیں۔

فوائد ومسائل: ① جمعے کی نماز بھی ظہر کی طرح زوال کے فوراً بعد ادا کی جاتی ہے۔ ② جمعے کا خطبہ مختصر ہونے کی وجہ سے جلد فراغت ہو جاتی تھی جس کی وجہ سے دیواروں کا سایہ کافی نہیں ہوتا تھا' بعض علماء نے اس سے یہ استنباط کیا ہے کہ جمعے کی نماز زوال سے پہلے ادا کی جا سکتی ہے۔ لیکن یہ بات درست نہیں کیونکہ حجاز میں گرمی کے موسم میں زوال کے وقت بالکل سایہ نہیں ہوتا جبکہ سردی کے موسم میں زوال کے وقت شمال کی طرف کافی طویل سایہ ہو جاتا ہے' اس وجہ سے گرمی کے ایام میں زوال سے کافی عرصہ بعد بھی سایہ مختصر ہوتا ہے۔

١١٠١ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ مُؤَذِّنِ النَّبِيِّ ﷺ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ كَانَ يُؤَذِّنُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذَا كَانَ الْفَيْءُ مِثْلَ الشِّرَاكِ.

۱۱۰۱- نبیٔ اکرم ﷺ کے مؤذن حضرت سعد القرظ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جمعے کے دن اس وقت اذان کہتے تھے جب سایہ تسمے کے برابر ہوتا تھا۔

فائدہ: ''قیلولہ'' دوپہر کے وقت آرام کرنے کو کہتے ہیں جو عام ایام میں ظہر سے پہلے کیا جاتا ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جمعے کے دن جمعے کی تیاری میں مصروفیت کی وجہ سے نماز جمعہ کے بعد قیلولہ کرتے تھے۔

١١٠٢ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنَا

۱۱۰۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے

١١٠٠ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة الحديبية، ح: ٤١٦٨، ومسلم، الجمعة، باب صلاة الجمعة حين تزول الشمس، ح: ٨٦٠ من حديث يعلى المحاربي به.

١١٠١ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، وعبدالرحمٰن أجمعوا على تضعيفه، وأما أبوه فقال ابن القطان لا يعرف حاله، وحال أبيه".

١١٠٢ـ أخرجه البخاري، الجمعة، باب: وقت الجمعة إذا زالت الشمس، ح: ٩٠٥، ٩٤٠ من حديث حميد◀

الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كُنَّا نُجَمِّعُ ثُمَّ نَرْجِعُ فَنَقِيلُ.

فرمایا: ہم لوگ جمعہ پڑھتے تھے پھر واپس آ کر قیلولہ کرتے تھے۔

(المعجم ٨٥) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُطْبَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ١٢٤)

باب:٨٥- جمعے کے خطبے کا بیان

١١٠٣- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ. ح: وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ، أَبُوسَلَمَةَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ. يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا جَلْسَةً. زَادَ بِشْرٌ: وَهُوَ قَائِمٌ.

١١٠٣- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ دو خطبے دیتے تھے اور ان کے درمیان تھوڑا سا بیٹھتے تھے۔

بشر نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ نبی ؑ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① جمعے کے دو خطبے ہوتے ہیں۔ ② خطبہ کھڑے ہو کر دینا چاہیے الا یہ کہ کوئی معقول عذر ہو۔ ③ دو خطبوں کے درمیان فاصلہ کرنے کے لیے تھوڑا سا بیٹھنا چاہیے۔ ④ دونوں خطبوں میں وعظ اور نصیحت کرنی چاہیے۔ حضرت جابر بن سمرہ ؓ نے فرمایا: نبی ﷺ دو خطبے ارشاد فرماتے تھے۔ ان کے درمیان بیٹھتے تھے۔ (خطبوں میں) قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور لوگوں کو نصیحت کرتے تھے۔ (صحیح مسلم' الجمعة' باب ذكر الخطبتين قبل الصلاة وما فيهما من الجلسة' حديث:٨٦٢)

١١٠٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مُسَاوِرٍ الْوَرَّاقِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ

١١٠٤- حضرت عمرو بن حریث ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو منبر پر خطبہ دیتے دیکھا اور آپ نے سیاہ عمامہ پہن رکھا تھا۔

الطويل به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

١١٠٣ـ أخرجه البخاري، الجمعة، باب القعدة بين الخطبتين يوم الجمعة، ح:٩٢٨ من حديث بشر به، وح:٩٢٠، ومسلم، الجمعة، باب ذكر الخطبتين قبل الصلاة وما فيهما من الجلسة، ح:٨٦١ من حديث عبيدالله به.

١١٠٤ـ أخرجه مسلم، الحج، باب جواز دخول مكة بغير إحرام، ح:١٣٥٩ من حديث مساور به.

عَلَى الْمِنْبَرِ، وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ .

فوائد ومسائل: ① خطبے کے لیے منبر پر کھڑے ہونا مسنون ہے۔ ② سیاہ رنگ کا کپڑا پہننا جائز ہے لیکن ہمارے ملک میں ایک فرقہ ماتم اور شعار کے طور پر سیاہ لباس پہنتا ہے ان کی مشابہت سے بچنے کے لیے مکمل سیاہ لباس سے اجتناب بہتر ہے' خصوصاً محرم کے مہینہ میں' تاہم صرف سیاہ پگڑی پہننے سے مشابہت نہیں ہوتی' اس لیے یہ جائز ہے۔

١١٠٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ. قَالاَ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ : سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ، يَقُولُ : كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ قَائِمًا ، غَيْرَ أَنَّهُ كَانَ يَقْعُدُ قَعْدَةً، ثُمَّ يَقُومُ .

۱۱۰۵- حضرت جابر بن سمرہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے' تاہم (اثنائے خطبہ میں) ایک بار بیٹھتے تھے' پھر کھڑے ہو جاتے تھے (اور دوسرا خطبہ دیتے تھے۔)

١١٠٦ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ . ح : وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالاَ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ قَائِمًا . ثُمَّ يَجْلِسُ . ثُمَّ يَقُومُ فَيَقْرَأُ آيَاتٍ . وَيَذْكُرُ اللهَ . وَكَانَتْ خُطْبَتُهُ قَصْدًا ، وَصَلاَتُهُ قَصْدًا .

۱۱۰۶- حضرت جابر بن سمرہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے' پھر بیٹھ جاتے' پھر کھڑے ہو کر قرآن مجید کی آیات تلاوت فرماتے اور اللہ کو یاد کرتے۔ نبی ﷺ کا خطبہ متوسط ہوتا تھا اور نماز بھی متوسط ہوتی تھی۔

فوائد ومسائل: ① خطبے میں قرآن مجید کی آیات پڑھ کر ان کی روشنی میں مسائل بیان کرنے چاہییں۔ ② خطبہ بہت طویل ہو نہ بہت مختصر بلکہ درمیانہ انداز اختیار کرنا چاہیے۔ ③ نماز بہت مختصر نہیں ہونی چاہیے۔ بعض خطباء انتہائی مختصر سورتوں کی تلاوت کرتے ہیں یا لمبی سورت کی تین چار آیتیں پڑھنے پر اکتفا کرتے ہیں یہ طریقہ خلاف سنت ہے۔

١١٠٥ـ أخرجه مسلم، الجمعة، باب ذكر الخطبتين قبل الصلاة وما فيهما من الجلسة، ح: ٨٦٢، والنسائي، صلاة العيدين، باب قيام الإمام في الخطبة: ٣/ ١٨٦، ح: ١٥٧٥ من حديث شعبة عن سماك به بألفاظ متقاربة .

١١٠٦ـ أخرجه مسلم، انظر الحديث السابق، وأبو داود، الصلاة، باب الرجل يخطب على قوس، ح: ١١٠١ من حديث سفيان الثوري عن سماك به .

١١٠٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا خَطَبَ فِي الْحَرْبِ، خَطَبَ عَلٰى قَوْسٍ. وَإِذَا خَطَبَ فِي الْجُمُعَةِ، خَطَبَ عَلٰى عَصًا.

١١٠٧- (نبی ﷺ کے مؤذن) حضرت سعد القرظ ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب جنگ کے دوران میں خطبہ دیتے تو کمان ہاتھ میں لے کر خطبہ دیتے اور جب جمعے کا خطبہ دیتے تو عصا ہاتھ میں لے کر خطبہ دیتے۔

١١٠٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي غَنِيَّةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سُئِلَ: أَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ قَائِمًا أَوْ قَاعِدًا؟ قَالَ: أَوَ مَا تَقْرَأُ ﴿وَتَرَكُوكَ قَآئِمًا﴾؟

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: غَرِيبٌ. لاَ يُحَدِّثُ بِهِ إِلَّا ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَحْدَهُ.

١١٠٨- حضرت عبداللہ (بن مسعود) ؓ سے روایت ہے' ان سے سوال کیا گیا: کیا نبی ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے یا بیٹھ کر؟ انھوں نے فرمایا: کیا تم یہ آیت نہیں پڑھتے: ﴿وَتَرَكُوكَ قَآئِمًا﴾ "وہ آپ کو کھڑا چھوڑ جاتے ہیں۔"

امام ابوعبداللہ (ابن ماجہ) نے کہا یہ حدیث غریب ہے' اسے ابن ابی شیبہ کے علاوہ کسی نے بیان نہیں کیا۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ آیت اس طرح ہے: ﴿وَ إِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انفَضُّوٓا إِلَيْهَا وَ تَرَكُوكَ قَآئِمًا قُلْ مَا عِندَ اللهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَ مِنَ التِّجَارَةِ وَاللهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ﴾ (الجمعة:١١) "جب وہ کوئی سودا بکتا دیکھتے ہیں یا کوئی تماشا نظر آ جاتا ہے تو اس کی طرف دوڑ جاتے ہیں اور آپ کو کھڑا ہی چھوڑ دیتے ہیں۔ کہہ دیجیے: اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ کھیل اور تجارت سے کہیں بہتر ہے۔ اور اللہ بہترین روزی رساں ہے۔" اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے۔ ② صحیح بخاری اور تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کی تفسیر میں ایک حدیث ذکر کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعے کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک آدمی نے آ کر کہا: دحیہ بن خلیفہ تجارت کا مال لے کر آ گئے ہیں۔ یہ سن کر لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چند افراد رہ گئے، چنانچہ مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی۔ (صحیح البخاری، التفسیر، باب ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا﴾، حدیث: ٤٨٩٩، وتفسیر

١١٠٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٣/ ٢٠٦ من حديث هشام بن عمار به، وانظر، ح: ١١٠١ لعلته، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف".

١١٠٨ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات" * الأعمش عنعن، وتقدم، ح:١٧٨، ورواه ابن فضيل عنه عن إبراهيم عن علقمة به مرسلاً، وأخرجه ابن أبي شيبة في المصنف (ط دار الكتب العلمية: ١/ ٤٤٨، ٤٤٩، ح: ٥١٨٣، الصلوات، باب: ٣٤٣).

ابن کثیر، تفسیر سورة الجمعة) اس روایت کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ خطبۂ جمعہ اور اسی طرح عید کا خطبہ سننا بھی ضروری ہے، نیز نماز پڑھ کر خطبہ سنے بغیر چلے جانا گناہ ہے۔ واللہ أعلم. ③ مذکورہ روایت کو ہمارے محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد، حدیث:١١٠٨، و صحیح سنن ابن ماجه للألباني، حدیث:٩١٦)

١١٠٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ سَلَّمَ.

١١٠٩- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب منبر پر تشریف فرما ہوتے تو (حاضرین کو) سلام کہتے۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ اس مسئلہ کی تائید وتوثیق میں دیگر روایات بھی مروی ہیں جو کہ سنداً کچھ کمزور ہیں لیکن کم از کم سلام کی مشروعیت ومسنونیت پر دلالت کرتی ہیں۔ علاوہ ازیں مذکورہ روایت کی تحقیق کرتے ہوئے زہیر الشاویش اور شعیب الارناؤط نے شرح السنۃ کے حاشیہ میں اس کے دیگر شواہد کا ذکر کیا ہے، نیز انھوں نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ؓ کی بابت لکھا ہے کہ نبی ﷺ کے بعد یہ دونوں حضرات اس مسئلہ پر عمل کیا کرتے تھے، نیز حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ کا بھی یہی عمل نقل کیا ہے۔ دیکھیے: (شرح السنة:٤/٢٤٢، ٢٤٣) شیخ البانی ؒ نے بھی ابن ماجہ کی مذکورہ روایت کو حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (الأجوبة النافعة، ص:٥٨) الحاصل مذکورہ مسئلہ کی بابت تمام روایات کو جمع کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ خطیب کا جمعہ سے قبل سلام کہنا مستحب ومندوب ہے، نیز اس مسئلہ کی بابت تمام روایات کو جمع کرنے کے بعد مذکورہ بالا روایت کو صحیح تسلیم نہ بھی کیا جائے تو کم از کم یہ روایت حسن لغیرہ بن جاتی ہے جو کہ محدثین کے نزدیک قابل عمل اور قابل حجت ہوتی ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٨٦) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْاسْتِمَاعِ لِلْخُطْبَةِ وَالْإِنْصَاتِ لَهَا (التحفة ١٢٥)

باب:٨٦- خطبہ توجہ کے ساتھ خاموشی سے سننا چاہیے

١١١٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

١١١٠- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ

١١٠٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٣/ ٢٠٤، ٢٠٥، ٢٩٨، ٢٩٩ من حديث عمرو بن خالد به، وقال: "تفرد به ابن لهيعة"، وانظر، ح: ٣٣٠ لعلته، وضعفه البوصيري، وله شواهد ضعيفة عند عبدالرزاق، وابن أبي شيبة وغيرهما.

١١١٠ـ أخرجه البخاري، الجمعة، باب الإنصات يوم الجمعة والإمام يخطب، ح: ٩٣٤، ومسلم، الجمعة، باب في الإنصات يوم الجمعة في الخطبة، ح: ٨٥١ من حديث الزهري به.

حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ: أَنْصِتْ، يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَالإِمَامُ يَخْطُبُ، فَقَدْ لَغَوْتَ».

نے فرمایا: ”جمعے کے دن جب امام خطبہ دے رہا ہو (اس وقت) اگر تم نے اپنے ساتھی سے کہا: خاموش رہو تو تم نے فضول گوئی کی۔“

فوائد ومسائل: ① خطبہ مکمل خاموشی سے سننا چاہیے۔ ② خطبے کے دوران میں کسی سے بات کرنا یا اس کی بات کا جواب دینا منع ہے۔ ③ خطبے کے دوران میں حاضرین میں سے کوئی شخص اگر امام سے کوئی ضروری بات کہنا چاہتا ہو تو اجازت ہے، جیسے ایک شخص نے خطبے کے دوران میں آ کر رسول اللہ ﷺ سے بارش کے لیے دعا کی درخواست کی اور اگلے جمعے خطبے کے دوران میں بارش بند ہونے کی دعا کے لیے درخواست کی گئی۔ (صحیح البخاري، الجمعة، باب الاستسقاء في الخطبة یوم الجمعة، حدیث: ٩٣٣) اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے حضرت سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ سے کلام فرمایا جیسے کہ اگلے باب میں آ رہا ہے، البتہ سامعین کو متوجہ رکھنے کے لیے ان سے بار بار کوئی سوال کرنا اور ان کا آواز بلند اجتماعی طور پر جواب دینا یا نعرے لگانا درست نہیں۔

١١١١- حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ سَلَمَةَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ، عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَسَارٍ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَرَأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ تَبَارَكَ، وَهُوَ قَائِمٌ. فَذَكَّرَنَا بِأَيَّامِ اللهِ. وَأَبُو الدَّرْدَاءِ أَوْ أَبُو ذَرٍّ يَغْمِزُنِي. فَقَالَ: مَتَى أُنْزِلَتْ هٰذِهِ السُّورَةُ. إِنِّي لَمْ أَسْمَعْهَا إِلَّا الْآنَ. فَأَشَارَ إِلَيْهِ، أَنِ اسْكُتْ. فَلَمَّا انْصَرَفُوا قَالَ: سَأَلْتُكَ مَتَى أُنْزِلَتْ هٰذِهِ السُّورَةُ فَلَمْ تُخْبِرْنِي؟ فَقَالَ أُبَيٌّ: لَيْسَ لَكَ مِنْ صَلَاتِكَ الْيَوْمَ إِلَّا مَا

١١١١- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعے کے دن کھڑے ہو کر (خطبے کے دوران میں) سورۂ تبارك (الملك) تلاوت فرمائی۔ اور اللہ کے ایام (اور ماضی کے سچے واقعات) کے ذریعے سے ہمیں نصیحت فرمائی۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ یا حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنی طرف متوجہ کر کے کہا: یہ سورت کب نازل ہوئی؟ میں نے تو اب (پہلی بار) سنی ہے۔ انھوں نے اشارے سے کہا: خاموش! نماز سے فارغ ہو کر انھوں نے کہا: میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ یہ سورت کب نازل ہوئی، آپ نے بتایا ہی نہیں۔ حضرت اُبی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کو آج نماز میں سے صرف یہی

١١١١- [إسناده حسن] أخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ٥/١٤٣ من حديث عبدالعزيز به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

لَغَوْتَ. فَذَهَبَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ. وَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي قَالَ أُبَيٌّ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صَدَقَ أُبَيٌّ».

حصہ ملا ہے کہ آپ نے فضول گوئی کی ہے۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ عرض کیا اور حضرت ابی رضی اللہ عنہ کی بات بھی بتائی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابی نے درست کہا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① خطبے کے دوران میں اگر کوئی مخاطب کرے تو اسے جواب نہ دیا جائے۔ ② اشارے سے خاموش کرانا کلام کرنے میں شامل نہیں۔ ③ خطبے کے دوران میں کلام کرنے سے جمعے کا ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔

(المعجم ٨٧) - **بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ** (التحفة ١٢٦)

باب: ۸۷- اگر کوئی خطبے کے دوران میں مسجد میں پہنچے تو کیا کرے

١١١٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، سَمِعَ جَابِراً. وَأَبُو الزُّبَيْرِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ قَالَ: دَخَلَ سُلَيْكٌ الْغَطَفَانِيُّ الْمَسْجِدَ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ، فَقَالَ: «أَصَلَّيْتَ؟» قَالَ: لاَ. قَالَ: «فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ».

۱۱۱۲- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ مسجد میں آئے تو نبی ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے (ان سے) پوچھا: ''تم نے نماز پڑھی ہے؟'' انھوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تب دو رکعتیں پڑھ لو۔''

وَأَمَّا عَمْرٌو فَلَمْ يَذْكُرْ سُلَيْكاً.

حدیث کے راوی عمرو بن دینار نے سلیک (کے داخل ہونے) کا ذکر نہیں کیا۔

فوائد و مسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ خطبے کے دوران میں آنے والے کو بھی دو رکعت پڑھ کر بیٹھنا چاہیے تو دوسرے اوقات میں آنے والے کو بدرجۂ اولیٰ دو رکعت پڑھ کر بیٹھنا چاہیے۔ ② ان دو رکعتوں کو تحیۃ المسجد بھی قرار دیا گیا ہے اور جمعے کی سنتیں بھی' تاہم مذکورہ بالا صورت میں دو رکعت سے زیادہ پڑھنا درست نہیں۔ ہاں خطبہ شروع ہونے سے پہلے (دو دو رکعت کر کے) جتنی چاہے نماز پڑھ سکتا ہے۔ (صحیح البخاري' الجمعة' باب الدهن للجمعة' حدیث: ۸۸۳)

١١١٢ـ أخرجه البخاري، الجمعة، باب: إذا رأى الإمام رجلاً جاء وهو يخطب أمره أن يصلي ركعتين، ح: ٩٣٠، ٩٣١، ١١٦٦، ومسلم، الجمعة، باب التحية والإمام يخطب، ح: ٨٧٥ من حديث عمرو بن دينار به، وأخرجه أيضًا من حديث أبي الزبير به.

١١١٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ فَقَالَ: «أَصَلَّيْتَ؟» قَالَ: لَا. قَالَ: «فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ».

۱۱۱۳- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ ایک آدمی آیا۔ آپ نے فرمایا: تو نے نماز پڑھی ہے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تب دو رکعتیں پڑھ لے۔''

١١١٤- حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ. قَالَا: جَاءَ سُلَيْكٌ الْغَطَفَانِيُّ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «أَصَلَّيْتَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ تَجِيءَ؟» قَالَ: لَا. قَالَ: «فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ وَتَجَوَّزْ فِيهِمَا».

۱۱۱۴- حضرت ابوہریرہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ آئے اور رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ نبی ﷺ نے انھیں کہا: ''کیا تم نے آنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھی ہیں؟'' انھوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تب دو رکعتیں پڑھ لو اور ہلکی پڑھنا۔''

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ مذکورہ روایت [قَبْلَ أَنْ تَجِيءَ] کے الفاظ کے بغیر صحیح مسلم اور ابوداود میں بھی مروی ہے جس کا ذکر صاحب تحقیق نے نیچے حاشیہ میں کیا ہے اور سنن ابوداود (حدیث: ۱۱۱۶) میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔ بنا بریں مذکورہ روایت [قَبْلَ أَنْ تَجِيءَ] کے الفاظ کے بغیر صحیح ہے۔

(المعجم ٨٨) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ تَخَطِّي النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ١٢٧)

باب: ۸۸- جمعے کے دن لوگوں کے اوپر سے گزرنے کی ممانعت کا بیان

١١١٣ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الجمعة، باب ماجاء في الركعتين إذا جاء الرجل والإمام يخطب، ح: ٥١١ من حديث سفيان به، وقال: "حسن صحيح"، ولفظ الحميدي في مسنده: "ثنا سفيان قال ثنا محمد بن عجلان قال ثنا عياض بن عبدالله بن سعد بن أبي سرح . . . الخ".

١١١٤ـ [إسناده ضعيف] وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ١/ ٣٩٩، ح: ٤٣٤ * وحفص بن غياث وصفه أحمد، والدارقطني بالتدليس (المرتبة الأولى من المدلسين عند الحافظ)، ولم أجد تصريح سماعه، والمدلس لا يحتج بعنعنته في غير الصحيحين على الراجح، وأخرجه مسلم، الجمعة، باب التحية والإمام يخطب، ح: ٨٧٥ من طريق الأعمش به، ولم يذكر قوله: "قبل أن تجيء".

١١١٥- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِيُّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَجُلاً دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ. فَجَعَلَ يَتَخَطَّى النَّاسَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اجْلِسْ فَقَدْ آذَيْتَ وَآنَيْتَ».

۱۱۱۵- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ جمعے کے دن رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا' وہ (قریب آ کر بیٹھنے کے لیے) لوگوں کے اوپر سے گزرنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیٹھ جا' تو نے لوگوں کو تکلیف پہنچائی اور دیر سے آیا۔''

فوائد ومسائل: ① جمعے کے لیے جلدی جانا چاہیے تاکہ امام سے قریب تر مناسب جگہ مل سکے۔ ② اگر دیر ہو جائے تو پیچھے ہی جہاں جگہ ملے بیٹھ جائے۔ ③ آگے جانے کی کوشش میں دوسروں کے لیے تکلیف کا باعث بننا مناسب نہیں۔ ④ اگر کوئی نمازی نامناسب حرکت کرے تو امام اسے خطبے کے دوران میں منع کر سکتا ہے تاکہ دوسرے لوگوں کو بھی معلوم ہو جائے اور وہ اس کام سے اجتناب کریں۔

١١١٦- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ زَبَّانَ بْنِ فَائِدٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اتُّخِذَ جِسْراً إِلَى جَهَنَّمَ».

۱۱۱۶- حضرت معاذ بن انس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جمعے کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگیں' اسے جہنم تک پہنچنے کے لیے پل بنا دیا گیا۔''

(المعجم ٨٩) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكَلَامِ بَعْدَ نُزُولِ الْإِمَامِ عَنِ الْمِنْبَرِ (التحفة ١٢٨)

باب: ۸۹- امام کے منبر سے اترنے کے بعد بات چیت کرنا

١١١٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ:

۱۱۱۷- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے

١١١٥ـ [صحيح] * المحاربي مدلس (المرتبة الثالثة عند الحافظ) وعنعن، والحسن تقدم حاله في التدليس، ح: ٧١، وللحديث شواهد صحيحة عند أبي داود، ح: ١١١٨ وغيره.

١١١٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، ح: ٥١٣ عن أبي كريب به، وقال: "غريب" * رشدين تقدم، ح: ٥٢١، وزبان بن فائد: "ضعيف الحديث مع صلاحه وعبادته" (تقريب)، وفيه علة أخرى.

١١١٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود السجستاني، الصلاة، باب الإمام يتكلم بعد ما ينزل من المنبر، ح: ١١٢٠ من حديث جرير به، وضعفه البخاري وغيره * جرير بن حازم وصفه البيهقي وغيره بالتدليس، ولم أجد تصريح سماعه.

حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُكَلَّمُ فِي الْحَاجَةِ، إِذَا نَزَلَ عَنِ الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

کہ نبی ﷺ جمعے کے دن (خطبے سے فارغ ہو کر) جب منبر سے اترتے تو آپ سے ضرورت کی بات چیت کر لی جاتی تھی۔

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم اس قسم کا ایک واقعہ' جس میں دورانِ خطبہ میں' خطبہ چھوڑ کر سائل سے گفتگو کرنے کا ذکر ہے' صحیح مسلم (الجمعة' حديث:٨٧٦) میں ہے۔ علاوہ ازیں اس قسم کا واقعہ کسی نماز کے موقع پر بھی پیش آیا تھا جیسا کہ جامع الترمذی میں ہے: ''نماز کی اقامت کہہ دی گئی تو ایک شخص نے نبی ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا اور آپ سے باتیں کرنے لگا حتی کہ کچھ لوگوں کو اونگھ آنے لگی۔'' (جامع الترمذي' حديث:٥١٨) بنابریں مسئلہ یوں ہی ہے کہ اگر امام یا کوئی شخص کوئی ضروری بات کرنا چاہے تو کوئی حرج نہیں مگر اہل جماعت کو اذیت نہیں ہونی چاہیے۔

(المعجم ٩٠) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ١٢٩)

باب:٩٠- نماز جمعہ کی قراءت کا بیان

١١١٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْمَدَنِيُّ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: اسْتَخْلَفَ مَرْوَانُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَلَى الْمَدِينَةِ. فَخَرَجَ إِلَى مَكَّةَ. فَصَلَّى بِنَا أَبُوهُرَيْرَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. فَقَرَأَ بِسُورَةِ الْجُمُعَةِ فِي السَّجْدَةِ الأُولَى. وَفِي الآخِرَةِ إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ.

١١١٨- حضرت عبیداللہ بن ابو رافع رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: مروان نے مدینہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کیا اور خود مکہ تشریف لے گئے۔ جمعے کے دن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی تو پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ اور دوسری رکعت میں سورۂ منافقون کی تلاوت کی۔

قَالَ عُبَيْدُ اللهِ: فَأَدْرَكْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ حِينَ انْصَرَفَ. فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّكَ قَرَأْتَ بِسُورَتَيْنِ كَانَ عَلِيٌّ يَقْرَأُ بِهِمَا بِالْكُوفَةِ. فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهِمَا.

حضرت عبیداللہ رحمہ اللہ نے فرمایا: جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نماز سے فارغ ہو چکے تو میں انھیں ملا' میں نے انھیں کہا: آپ نے (آج نماز میں) وہ دو سورتیں پڑھی ہیں جو کوفہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ (نماز میں) پڑھا کرتے تھے۔

١١١٨- أخرجه مسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في صلاة الجمعة، ح: ٨٧٧ عن ابن أبي شيبة، وغيره به.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ سورتیں پڑھتے سنا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① جمعہ کی نماز میں مذکورہ بالا دو سورتیں پڑھنا مسنون ہے' تاہم دیگر سورتوں کی قراءت بھی جائز ہے جیسے کہ اگلی حدیث میں آ رہا ہے۔ ② صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ہر چھوٹی بڑی چیز میں رسول اللہ ﷺ کا اتباع کرتے تھے۔ اس لیے حضرت علی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کا عمل اتباع رسول ﷺ ہی پر مشتمل تھا۔

١١١٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ: أَنْبَأَنَا ضَمْرَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَتَبَ الضَّحَّاكُ ابْنُ قَيْسٍ إِلَى النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ: أَخْبِرْنَا، بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، مَعَ سُورَةِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ: كَانَ يَقْرَأُ فِيهَا ﴿هَلْ أَتَىٰكَ حَدِيثُ ٱلْغَـٰشِيَةِ﴾.

١١١٩- حضرت عبید اللہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کو خط لکھا: ہمیں یہ بتایئے کہ نبی ﷺ جمعے کے دن سورۂ جمعہ کے ساتھ دوسری کون سی سورت پڑھتے تھے؟ انھوں نے جواب دیا: نبی ﷺ اس نماز میں ﴿هَلْ أَتٰكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ (سورة الغاشية) پڑھتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① اس میں جمعے کی نماز میں سورۂ غاشیہ کی تلاوت کا ذکر ہے جب کہ گزشتہ حدیث میں سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون کا ذکر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سورتوں کی تلاوت میں اختیار ہے۔ ② تحریری طور پر مسئلہ پوچھنا اور بتانا درست ہے۔ ③ تحریر بھی اسی طرح قابل اعتماد ہے جس طرح براہ راست سنی ہوئی حدیث' بشرطیکہ یقین ہو یہ تحریر فلاں صاحب ہی کی ہے۔

١١٢٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ أَبِي الزَّاهِرِيَّةِ، عَنْ أَبِي عِنَبَةَ الْخَوْلَانِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْجُمُعَةِ بِـ ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ وَ﴿هَلْ أَتَىٰكَ حَدِيثُ ٱلْغَـٰشِيَةِ﴾.

١١٢٠- حضرت ابو عنبہ خولانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جمعے کی نماز میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾ اور ﴿هَلْ أَتٰكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھتے تھے۔

١١١٩ـ أخرجه مسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في صلاة الجمعة، ح: ٨٧٨ من حديث سفيان بن عيينة به، إلا أن فيها "... سوى سورة الجمعة؟".

١١٢٠ـ [صحيح] * الوليد عنعن، تقدم، ح: ٢٥٥، وله شاهد صحيح عند مسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في صلاة الجمعة، ح: ٨٧٨ وغيره.

(المعجم ٩١) - **بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً** (التحفة ١٣٠)

باب:٩١- جس کو جمعے کی ایک رکعت ملے

١١٢١- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا عُمَرُ بْنُ حَبِيبٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، وَ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً فَلْيَصِلْ إِلَيْهَا أُخْرٰى».

١١٢١- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جسے جمعے کی ایک رکعت ملے وہ اس کے ساتھ دوسری ملالے۔''

فوائد ومسائل: ① جو شخص کسی وجہ سے جمعے کی نماز میں بروقت نہ پہنچ سکے اسے اگر ایک رکعت امام کے ساتھ مل گئی تو اس کی وہ نماز جمعے کی شمار ہوگی' اس لیے اسے صرف ایک رکعت مزید پڑھ کر سلام پھیر دینا چاہیے۔ ② اس میں اشارہ ہے کہ اگر ایک رکعت سے کم ملے تو اس کی جمعے کی نماز نہیں ہوئی تب اسے ظہر کی نماز چار رکعت پڑھنی چاہیے۔

١١٢٢- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَ هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصَّلاَةِ رَكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَ».

١١٢٢- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے نماز کی ایک رکعت مل گئی' اسے (نماز) مل گئی۔''

١١٢٣- **حَدَّثَنَا** عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ

١١٢٣- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے جمعے کی نماز یا کسی اور نماز کی ایک رکعت مل گئی' اسے وہ نماز مل گئی۔''

١١٢١_ [صحيح] وقال البوصيري: 'هٰذا إسناد ضعيف، عمر بن حبيب متفق على تضعيفه'، وللحديث شاهد عند الدارقطني: ٢/ ١٢، ح: ١٥٩٢، وإسناده حسن لذاته، وأخرج البيهقي: ٣/ ٢٠٤ وغيره بإسناد صحيح عن ابن عمر قال: "من أدرك ركعة من الجمعة فقد أدركها إلا أنه يقضي ما فاته".

١١٢٢_ أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب من أدرك من الصلاة ركعةً، ح: ٥٨٠، ومسلم، المساجد، باب من أدرك ركعةً من الصلاة فقد أدرك تلك الصلاة، ح: ٦٠٧ من حديث الزهري به.

١١٢٣_ [صحيح] انظر، ح: ٧٠٧ لعلته، وانظر، ح: ١١٢١ لشواهده، وصححه ابن حجر في بلوغ المرام.

الأَيْلِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنْ صَلاَةِ الْجُمُعَةِ أَوْ غَيْرِهَا، فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلاَةَ».

فائدہ: اس کا ایک مفہوم یہ ہے کہ جسے جماعت کے ساتھ ایک رکعت مل گئی تو وہ جماعت کے ثواب سے محروم نہیں رہا' دوسرا مفہوم یہ ہے کہ اگر ایک رکعت وقت کے اندر پڑھ لی پھر وقت ختم ہو گیا تو وہ نماز قضا نہیں ہوئی' مثلاً: فجر کی ایک رکعت پڑھی تھی کہ سورج طلوع ہو گیا یا عصر کی ایک رکعت پڑھی تھی کہ سورج غروب ہو گیا' اس صورت میں اسے اپنی نماز مکمل کر لینی چاہیے' تاہم بلا عذر اس قدر تاخیر کرنا منع ہے۔

(المعجم ٩٢) - بَابُ مَا جَاءَ مِنْ أَيْنَ تُؤْتَى الْجُمُعَةُ (التحفة ١٣١)

باب:۹۲- کتنی دور سے جمعے کے لیے آنا ضروری ہے

١١٢٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: إِنَّ أَهْلَ قُبَاءٍ كَانُوا يُجَمِّعُونَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

۱۱۲۴- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: قباء کے رہنے والے جمعے کے دن جمعے کی نماز رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں ادا کرتے تھے۔

(المعجم ٩٣) - بَابٌ: فِيمَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ (التحفة ١٣٢)

باب:۹۳- بلا عذر جمعہ چھوڑنا گناہ ہے

١١٢٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، وَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ. قَالُوا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنِي عُبَيْدَةُ بْنُ سُفْيَانَ

۱۱۲۵- صحابی رسول حضرت ابو جعد ضمری ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اہمیت نہ دیتے ہوئے تین بار جمعے کی نماز ترک کر دی' اس کے دل پر مہر لگا دی جائے گی۔''

١١٢٤ـ [إسناده حسن] وضعفه البوصيري ﷺ عبدالله العمري عن نافع قوي كما تقدم، ح: ٧٤٧.

١١٢٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب التشديد في ترك الجمعة، ح: ١٠٥٢ من حديث محمد بن عمرو به، وحسنه الترمذي، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي.

الْحَضْرَمِيُّ، عَنْ أَبِي الْجَعْدِ الضَّمْرِيِّ، وَكَانَ لَهُ صُحْبَةٌ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، تَهَاوُناً بِهَا، طُبِعَ عَلَى قَلْبِهِ».

فوائد ومسائل: ① [تَهَاوُناً] کا لفظ هَیِّنٌ سے تعلق رکھتا ہے جس کا مطلب معمولی اور غیر اہم چیز ہے۔ انسان جس چیز کو اہمیت نہیں دیتا' اس کی ادائیگی میں سستی اور کاہلی سے کام لیتا ہے' اس لیے اس لفظ کا ترجمہ ''سستی کرتے ہوئے'' بھی کیا جاتا ہے۔ ② دل پر مہر لگ جانا بعض گناہوں کی سزا کے طور پر ہوتا ہے جس کے نتیجے میں دل خیر وشر میں امتیاز سے محروم ہو جاتا ہے' پھر اس کو نیکی سے محبت اور برائی سے نفرت نہیں رہتی۔ جب دل کی بیماری اس درجہ تک پہنچ جائے تو پھر ہدایت کی امید بہت ہی کم رہ جاتی ہے۔ مومن کو اس خطرناک مرحلے سے بچنے کے لیے نمازوں کا' خاص طور پر جمعے کا بہت خیال رکھنا چاہیے۔

١١٢٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ أَسِيدِ بْنِ أَبِي أَسِيدٍ. ح: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا [عَبْدُ] اللهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ أَسِيدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثاً، مِنْ غَيْرِ ضَرُورَةٍ، طَبَعَ اللهُ عَلَى قَلْبِهِ».

١١٢٦- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی مجبوری کے بغیر تین بار جمعے کی نماز ترک کی' اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔''

١١٢٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مَعْدِيُّ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَجْلَانَ، عَنْ

١١٢٧- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! (توجہ سے سنو!)

١١٢٦ـ [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ١٦٥٧، وعلى هوامش النسخ الهندية من المجتبى، من حديث ابن وهب به، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

١١٢٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ١/ ٢٩٢ من حديث محمد بن بشار به، وقال: "صحيح على شرط مسلم"، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٨٥٩، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف لضعف معدي بن سليمان"، وله شاهد ضعيف جدًا عند أبي يعلى، ح: ٢١٩٨، وشاهد آخر عند الطبراني في الأوسط: ١/ ٢٢٤، ٢٢٥، ح: ٣٣٨، وإسناده ضعيف، راجع المجمع: ٢/ ١٩٣، وله شواهد أخرى عند المنذري في الترغيب والترهيب: ١/ ٥٠٩-٥١٢.

أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلاَ هَلْ عَسٰى أَحَدُكُمْ أَنْ يَتَّخِذَ الصُّبَّةَ مِنَ الْغَنَمِ عَلٰى رَأْسِ مِيلٍ أَوْ مِيلَيْنِ، فَيَتَعَذَّرَ عَلَيْهِ الْكَلأُ، فَيَرْتَفِعَ. ثُمَّ تَجِيءُ الْجُمُعَةُ فَلاَ يَجِيءُ وَلاَ يَشْهَدُهَا. وَتَجِيءُ الْجُمُعَةُ فَلاَ يَشْهَدُهَا. وَتَجِيءُ الْجُمُعَةُ فَلاَ يَشْهَدُهَا. حَتّٰى يُطْبَعَ عَلٰى قَلْبِهِ».

ممکن ہے ایک آدمی (شہر سے) ایک دو میل کے فاصلے پر چند بکریاں لیے ہوئے ہو' اسے گھاس ملنے میں مشکل پیش آ جائے اور وہ مزید دور چلا جائے' پھر جمعے کا دن آئے اور وہ آ کر جمعے کی نماز میں شریک نہ ہو' پھر (دوسرا) جمعہ آ جائے اور وہ (اس بار بھی) حاضر نہ ہو' پھر (تیسرا) جمعہ آئے اور وہ حاضر نہ ہو حتی کہ اس کے دل پر مہر لگا دی جائے۔"

١١٢٨- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ قَيْسٍ، عَنْ أَخِيهِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ ابْنِ جُنْدَبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِينَارٍ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَبِنِصْفِ دِينَارٍ».

١١٢٨- حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے جان بوجھ کر جمعہ چھوڑ دیا' اسے چاہیے کہ ایک دینار صدقہ کرے۔ اگر اس کے پاس (ایک دینار) نہ ہو تو آدھا دینار صدقہ کرے۔"

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے' اس لیے جمعہ چھوڑنے سے وہ کفارہ ثابت نہیں ہوتا جو اس میں بیان ہوا ہے' تاہم بغیر شرعی عذر کے جمعہ چھوڑنا سخت گناہ ہے۔

(المعجم ٩٤) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلاَةِ قَبْلَ الْجُمُعَةِ (التحفة ١٣٣)

باب: ٩٤- جمعے سے پہلے نماز (سنت) کا بیان

١١٢٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ رَبِّهِ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، عَنْ

١١٢٩- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جمعے (کی فرض نماز) سے پہلے چار رکعتیں

١١٢٨- [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ١٦٦٢، والمجتبٰى كما ذكره شيخنا الإمام عطاء الله الفوجياني في التعليقات السلفية: ١/ ١٦١ عن نصر بن علي به * قتادة عنعن، وتقدم، ح: ١٧٥، وله سند آخر عن قدامة بن وبرة عن سمرة به، أخرجه النسائي في المجتبٰى: ٣/ ٨٩، ح: ١٣٧٢، وأبوداود، ح: ١٠٥٣ وغيرهما * وقدامة لم يسمع من سمرة كما قال البخاري.

١١٢٩- [إسناده موضوع] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد مسلسل بالضعفاء، عطية متفق على ضعفه، وحجاج مدلس، ومبشر بن عبيد كذاب، وبقية هو ابن الوليد يدلس بتدليس التسوية".

مُبَشِّرِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ حَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ، عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَرْكَعُ قَبْلَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعاً، لاَ يَفْصِلُ فِي شَيْءٍ مِنْهُنَّ.

پڑھتے تھے اور ان میں فاصلہ نہیں کرتے تھے۔ (ایک سلام سے پڑھتے تھے۔)

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً موضوع ہے۔ نبی کریم ﷺ سے جمعے سے قبل رکعتوں کی کوئی تعیین کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں' نہ قول سے اور نہ آپ ﷺ کے عمل ہی سے بلکہ نبی کریم ﷺ جب منبر پر رونق افروز ہو جاتے تو اذان شروع ہو جاتی اور اذان کے بعد آپ کسی وقفہ کے بغیر خطبہ شروع فرما دیتے اور یہ کھلے مشاہدے کی بات تھی۔ علامہ عراقی فرماتے ہیں کہ کسی صحیح حدیث میں نبی ﷺ سے یہ منقول نہیں کہ آپ جمعہ سے پہلے کوئی مقررہ رکعتوں پر مشتمل نماز پڑھتے تھے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ' امام ابن قیم اور دیگر محققین وعلمائے حدیث کی تحقیق یہی ہے کہ جمعہ سے قبل مقررہ تعداد میں سنن ونوافل ثابت نہیں' البتہ جو شخص امام کے خطبہ شروع کرنے سے پہلے مسجد میں پہنچ جائے وہ بلا تعیین جتنی سنتیں اور نوافل پڑھنا چاہے پڑھ لے اور جونہی امام خطبہ شروع کرے' نوافل پڑھنا بند کر دے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتاوی ابن تیمیة: ۲۴/۱۸۸، ۲۰۰، و زادالمعاد: ۱/۴۳۲، ۴۴۰)

(المعجم ٩٥) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ** (التحفة ١٣٤)

باب: ۹۵- جمعے کے بعد (سنت) نماز کا بیان

١١٣٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا صَلَّى الْجُمُعَةَ، انْصَرَفَ، فَصَلَّى سَجْدَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ، ثُمَّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصْنَعُ ذٰلِكَ.

۱۱۳۰- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' کہ وہ جب جمعے کی نماز پڑھتے تو واپس جا کر گھر میں دو رکعتیں پڑھتے تھے' پھر فرماتے: رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ نفلی نماز اور سنتیں گھر میں ادا کرتے تھے تاہم مسجد میں بھی سنتیں پڑھنا جائز ہے۔

١١٣١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنِ ابْنِ

۱۱۳۱- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جمعے کے بعد دو رکعت نماز (سنت) ادا کرتے تھے۔

١١٣٠- أخرجه مسلم، الجمعة، باب الصلاة بعد الجمعة، ح: ٨٨٢ من حديث محمد بن رمح وغيره به.

١١٣١- أخرجه مسلم (انظر الحديث السابق) من حديث سفيان بن عيينة به.

شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ.

١١٣٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُوالسَّائِبِ سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ. قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا صَلَّيْتُمْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَصَلُّوا أَرْبَعاً».

۱۱۳۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم جمعے کے بعد نماز پڑھو تو چار رکعت (سنت) پڑھو۔''

فائدہ: معلوم ہوا کہ جمعے کی فرض نماز کے بعد دو رکعت سنت بھی ادا کی جا سکتی ہے اور چار رکعت بھی اور بعض نے ان دونوں کے درمیان یہ تطبیق دی ہے کہ مسجد میں پڑھے تو چار سنتیں پڑھے (دو دو کر کے یا بہ یک سلام) اور گھر جا کر پڑھے تو دو رکعت پڑھے۔ (مرعاۃ)

(المعجم ٩٦) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحِلَقِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلاَةِ، وَالاِحْتِبَاءِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ (التحفة ١٣٥)

باب: ۹۶- جمعے کے دن نماز سے پہلے (مسجد میں) حلقے بنا کر بیٹھنے اور خطبے کے دوران میں گوٹ مارنے (کی ممانعت) کا بیان

١١٣٣- حَدَّثَنَا أَبُوكُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، جَمِيعاً عَنِ ابْنِ عَجْلاَنَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى أَنْ يُحَلَّقَ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلاَةِ.

۱۱۳۳- حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعے کے دن نماز سے پہلے مسجد میں حلقے بنانے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: جمعے کی نماز کے لیے وقت سے پہلے آنا ثواب کا باعث ہے لیکن پہلے آ کر ذکر و تلاوت وغیرہ میں مشغول ہونا چاہیے، الگ الگ ٹولیاں بنا کر ادھر ادھر کی باتیں کرنا اس مقصد کے منافی' مسجد کے ادب کے خلاف اور نمازیوں کے لیے پریشانی کا باعث ہے۔

١١٣٢- أخرجه مسلم، الجمعة، ح: ٨٨١ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

١١٣٣- [حسن] تقدم ح: ٧٤٩.

١١٣٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الِاحْتِبَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، يَعْنِي وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ.

۱۱۳۴- حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو ﷺ) سے روایت کرتے ہیں' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے جمعے کے دن گوٹ مار کر بیٹھنے سے منع فرمایا' یعنی جب امام خطبہ دے رہا ہو۔

فائدہ: حدیث میں مذکور بیٹھنے کی کیفیت احتباء کا مفہوم یہ بیان کیا گیا ہے کہ سرین کے بل بیٹھ کر گھٹنے کھڑے کر کے ان کے گرد سہارا لینے کے لیے دونوں ہاتھ باندھ لینا یا کمر اور گھٹنوں کے گرد کپڑا باندھنا۔ عرب لوگ اکثر اس طرح بیٹھا کرتے تھے۔ خطبے کے دوران میں اس طرح بیٹھنا درست نہیں کیونکہ اس سے نیند آ جاتی ہے اور خطبے کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں اس میں شرم گاہ کے ننگا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔

(المعجم ٩٧) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَذَانِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ١٣٦)

باب: ۹۷- جمعے کی اذان کا بیان

١١٣٥- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ. وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، جَمِيعاً عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: مَا كَانَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَّا مُؤَذِّنٌ وَاحِدٌ. إِذَا خَرَجَ أَذَّنَ، وَإِذَا نَزَلَ أَقَامَ. وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ كَذٰلِكَ. فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ، وَكَثُرَ النَّاسُ، زَادَ النِّدَاءَ الثَّالِثَ

۱۱۳۵- حضرت سائب بن یزید ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا تو ایک ہی مؤذن تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ (خطبہ دینے کے لیے گھر سے) باہر تشریف لاتے (اور منبر پر تشریف رکھتے) تو وہ اذان کہتا اور جب (خطبے سے فارغ ہو کر) منبر سے اترتے تو وہ اقامت کہہ دیتا۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ؓ کا معمول بھی یہی تھا۔ پھر جب حضرت عثمان ؓ خلیفہ ہوئے اور (نماز کے لیے آنے والے) لوگوں کی کثرت ہو گئی تو

١١٣٤ـ [حسن] انظر، ح: ١١٢٩ لعلته، وفيه علة أخرى، وله شاهد حسن عند أبي داود، ح: ١١١٠ وغيره.

١١٣٥ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب النداء يوم الجمعة، ح: ١٠٨٨ من حديث ابن إسحاق به، وعنده زيادة منكرة، وأصل الحديث أخرجه البخاري، ح: ٩١٢، ٩١٣، ٩١٥، ٩١٦ وغيره من حديث الزهري به، وأخرج الطبراني في الكبير: ٧/ ١٧٤، ح: ٦٦٤٦ بإسناد صحيح عن سليمان التيمي عن الزهري به، وفيه: "كان النداء على عهد رسول الله ﷺ وأبي بكر وعمر رضي الله عنهما عند المنبر".

عَلٰى دَارٍ فِي السُّوقِ، يُقَالُ لَهَا الزَّوْرَاءُ. فَإِذَا خَرَجَ أَذَّنَ، وَإِذَا نَزَلَ أَقَامَ.

انھوں نے بازار میں ایک گھر (کی چھت) پر تیسری اذان مزید کہلوائی۔ اس جگہ کا نام زَوْرَاء تھا (جہاں مؤذن یہ اذان کہتا تھا) جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (خطبے کے لیے) تشریف لاتے تو وہ اذان کہتا اور جب (منبر سے) نیچے اترتے تو وہ اقامت کہتا۔

فوائد ومسائل: ① خطبہ شروع ہونے سے پہلے جو اذان کہی جاتی ہے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں جمعے کے لیے صرف وہی اذان ہوتی تھی پھر نماز شروع کرتے وقت اقامت کہی جاتی تھی جسے دوسری اذان کا نام دیا گیا۔ ان دو اذانوں (اذان اور اقامت) کے علاوہ جو اذان ہے اسے یہاں تیسری اذان کہا گیا ہے کیونکہ وہ ان دونوں کے بعد شروع ہوئی اور یہ وہ اذان ہے جو خطبہ شروع ہونے سے کافی پہلے کہی جاتی ہے تاکہ لوگ جمعے کی تیاری کر کے بروقت مسجد میں پہنچ سکیں۔ ② فجر کی اذان سے پہلے بھی ایک اور اذان کہی جاتی ہے جسے عرف عام میں ''تہجد کی اذان'' کہتے ہیں۔ اس کی حکمت بھی یہی ہے کہ مسلمان فجر کی اذان سے پہلے بیدار ہو جائیں تاکہ ضروری حاجات سے فارغ ہو کر وضو وغیرہ کر کے بروقت فجر کی نماز کے لیے مسجد میں پہنچ سکیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فجر کی اس پہلی اذان پر قیاس کرتے ہوئے جمعے کی پہلی اذان شروع کی کیونکہ جس طرح سے فجر سے پہلے کا وقت غفلت کا ہوتا ہے اسی طرح جمعے سے پہلے کا وقت بھی مصروفیت کی وجہ سے ایک طرح غفلت کا وقت ہی ہوتا ہے لہٰذا وقت سے پہلے ہی توجہ دلانے اور ہوشیار کرنے کے لیے اذان کہی جاتی ہے۔ ③ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمعے کی پہلی اذان مسجد سے باہر بازار میں کہلوائی تاکہ زیادہ لوگ متوجہ ہو سکیں۔ آج کے دور میں لاؤڈ سپیکر کی وجہ سے مسجد کے اندر کہی ہوئی اذان سے بھی یہی مقصد حاصل ہو جاتا ہے اس لیے اس اذان کا مسجد سے باہر ہونا ضروری نہیں۔ ④ جمعے کی پہلی اذان خلفائے راشدین کی سنت ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تھا: ''میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت اختیار کرو۔'' (سنن ابن ماجہ حدیث: ۴۲) سنت نبوی کے مطابق صرف ایک اذان کہنا یا خلیفۂ راشد کی سنت کے مطابق دو اذانیں کہنا دونوں طرح جائز ہے، تاہم سنت نبوی کے مطابق ایک ہی اذان کہنا زیادہ بہتر ہے۔ البتہ بعض اہل علم کے نزدیک لاؤڈ سپیکر اور گھڑیوں کے عام ہونے کی وجہ سے، موجودہ دور میں، پہلی اذان کا جواز بھی باقی نہیں رہتا، تاہم جہاں یہ چیزیں نہ ہوں تو وہاں ضرورت کے مطابق اس پر عمل کرنا جائز ہوگا۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ٩٨) - بَابُ مَا جَاءَ فِي اسْتِقْبَالِ الْإِمَامِ وَهُوَ يَخْطُبُ (التحفة ١٣٧)

باب: ۹۸- خطبے کے وقت امام کی طرف منہ کر کے بیٹھنا چاہیے

١١٣٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ أَبَانِ بْنِ تَغْلِبَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ، إِذَا قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ، اسْتَقْبَلَهُ أَصْحَابُهُ بِوُجُوهِهِمْ.

۱۱۳۶- حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ جب منبر پر کھڑے ہوتے تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اپنے چہرے نبی ﷺ کی طرف کر لیتے۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے لیکن اس کے موقوف اور مرفوع شواہد کا ذکر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے لہٰذا خطبے کے دوران میں امام کی طرف رخ کرنا مستحب ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اپنی صحیح میں یہی مسئلہ بیان کیا ہے اور یہ باب قائم کیا ہے "باب استقبال الناس الإمام إذا خطب" یعنی دوران خطبہ میں امام لوگوں کی طرف اور لوگ امام کی طرف رخ رکھیں اور ترجمۃ الباب میں حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت انس رضی اللہ عنہم کا عمل بھی یہی نقل کیا ہے۔ (صحیح البخاري، الجمعة، قبل حديث:۹۲۱) علاوہ ازیں مذکورہ روایت کو شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (الصحيحة' رقم الحديث:۲۰۸۰)

(المعجم ٩٩) - بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّاعَةِ الَّتِي تُرْجَى فِي الْجُمُعَةِ (التحفة ١٣٨)

باب:۹۹- جمعے کے دن میں وہ خاص وقت جس میں (دعا کی قبولیت کی) امید ہوتی ہے

١١٣٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةً، لَا يُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ، قَائِمٌ يُصَلِّي، يَسْأَلُ اللّٰهَ فِيهَا خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ» وَقَلَّلَهَا بِيَدِهِ.

۱۱۳۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جمعے (کے دن) میں ایک گھڑی ہے جو مسلمان آدمی اسے اس حال میں پا لے کہ وہ کھڑا نماز پڑھ رہا ہو وہ اس گھڑی میں اللہ سے جو بھلائی مانگے گا (دنیا کی ہو یا آخرت کی) اللہ اسے وہ چیز دے دے گا۔" آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ وہ گھڑی مختصر سی ہے۔

فوائد ومسائل: ① صحیح مسلم کی حدیث کے مطابق یہ گھڑی امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز ختم ہونے تک کے

١١٣٦ـ [إسناده ضعيف] وللحديث شواهد موقوفة عند البخاري، ح:٩٢١، ومرفوعة عند البيهقي وغيرهما * ثابت أبوعدي مجهول الحال كما في التقريب وغيره، ولم يذكر من حدثه به.

١١٣٧ـ أخرجه البخاري، الدعوات، باب الدعاء في الساعة التي في يوم الجمعة، ح:٦٤٠٠، ومسلم، الجمعة، باب في الساعة التي في يوم الجمعة، ح:٨٥٢ من حديث أيوب به.

وقفہ میں ہے۔(صحیح مسلم، الجمعة، باب في الساعة التي في يوم الجمعة، حديث:٨٥٣) ⑨ اس مسئلے میں بعض دیگر اقوال آئندہ روایات میں آ رہے ہیں۔

١١٣٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ سَاعَةٌ مِنَ النَّهَارِ، لَا يَسْأَلُ اللهَ فِيهَا الْعَبْدُ شَيْئاً إِلَّا أُعْطِيَ سُؤْلَهُ» قِيلَ: أَيُّ سَاعَةٍ؟ قَالَ: «حِينَ تُقَامُ الصَّلَاةُ إِلَى الانْصِرَافِ مِنْهَا».

١١٣٨- حضرت عمرو بن عوف مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''جمعے کے دن میں ایک گھڑی ہے اس میں بندہ اللہ سے جو کچھ مانگے' اللہ اسے اس کی مطلوبہ چیز دے دیتا ہے۔'' عرض کیا گیا: وہ کون سی گھڑی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جب نماز کھڑی ہو جائے (اس وقت سے لے کر) نماز سے فارغ ہونے تک۔''

١١٣٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: قُلْتُ، وَرَسُولُ اللهِ ﷺ جَالِسٌ: إِنَّا لَنَجِدُ فِي كِتَابِ اللهِ: فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُؤْمِنٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللهَ فِيهَا شَيْئاً إِلَّا قَضَى لَهُ حَاجَتَهُ.

١١٣٩- حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے۔ میں نے عرض کیا: ہم اللہ کی کتاب (تورات) میں پاتے ہیں کہ جمعے کے دن ایک ساعت ایسی ہے کہ اس وقت جو کوئی مومن بندہ نماز پڑھتا ہوا اور اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگے' اللہ اس کی حاجت پوری فرما دیتا ہے۔

قَالَ عَبْدُ اللهِ: فَأَشَارَ إِلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَوْ بَعْضُ سَاعَةٍ. فَقُلْتُ: صَدَقْتَ، أَوْ بَعْضُ سَاعَةٍ. قُلْتُ: أَيُّ سَاعَةٍ هِيَ؟ قَالَ: «هِيَ

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اشارہ فرمایا: یا ساعت سے بھی کم۔ میں نے کہا: آپ نے سچ فرمایا یا ایک ساعت سے بھی کم۔ میں نے

١١٣٨ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الجمعة، باب ماجاء في الساعة التي ترجى في يوم الجمعة، ح: ٤٩٠ من حديث كثير به، وقال: "حسن غريب"، وله شواهد عند مسلم، ح: ٨٥٣ وغيره.

١١٣٩ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٤٥١ من حديث الضحاك به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات على شرط الصحيح".

آخِرُ سَاعَاتِ النَّهَارِ». قُلْتُ: إِنَّهَا لَيْسَتْ سَاعَةَ صَلاَةٍ قَالَ: «بَلَى. إِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ إِذَا صَلَّى ثُمَّ جَلَسَ، لاَ يَحْبِسُهُ إِلَّا الصَّلاَةُ، فَهُوَ فِي الصَّلاَةِ».

عرض کی: وہ گھڑی کون سی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’یہ دن کی آخری گھڑی ہے۔‘‘ میں نے عرض کی: وہ تو نماز کا وقت نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’ہاں‘ ہاں مومن بندہ جب نماز پڑھ کر بیٹھ رہتا ہے‘ وہ نماز کے علاوہ کسی اور وجہ سے نہیں رکا ہوتا‘ وہ نماز ہی میں ہوتا ہے۔‘‘

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعے کے دن کا آخری حصہ بھی دعا کی قبولیت کا وقت ہے۔ ② ’’گھڑی‘‘ سے وقت کی کوئی متعین مقدار مراد نہیں ہوتی بلکہ کچھ وقت مراد ہوتا ہے۔ ’’ساعت سے کم‘‘ یا ’’گھڑی کا ایک حصہ‘‘ یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ وقت بہت قلیل ہوتا ہے۔ ③ نماز کے بعد مسجد میں بیٹھ رہنا بہت ثواب کا کام ہے بشرطیکہ ذکر وتلاوت وغیرہ میں وقت گزارا جائے اور فضول باتیں نہ کی جائیں۔

(المعجم ١٠٠) - بَابُ مَا جَاءَ فِي ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنَ السُّنَّةِ (التحفة ١٣٩)

باب: ۱۰۰- بارہ رکعت سنت مؤکدہ کا بیان

١١٤٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّازِيُّ، عَنْ مُغِيرَةَ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ ثَابَرَ عَلَى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنَ السُّنَّةِ بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ. أَرْبَعٍ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ».

۱۱۴۰- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو شخص پابندی سے بارہ رکعت سنتیں پڑھتا ہے‘ اس کے لیے جنت میں گھر تعمیر کر دیا جاتا ہے۔ ظہر سے پہلے چار رکعتیں‘ ظہر کے بعد دو رکعتیں‘ مغرب کے بعد دو رکعتیں‘ عشاء کے بعد دو رکعتیں اور فجر سے پہلے دو رکعتیں۔‘‘

فوائد ومسائل: ① سب سے اہم نماز تو فرائض ہیں لیکن مؤکدہ سنتوں کی بھی بہت زیادہ اہمیت ہے‘ لہٰذا ان کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔ ② ظہر سے پہلے دو رکعت پڑھنا بھی جائز ہے۔ (صحيح البخاري‘ التهجد‘

١١٤٠ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء فيمن صلى في يوم وليلة ثنتي عشرة ركعةً من السنة ... الخ، ح: ٤١٤ من حديث إسحاق بن سليمان به، وقال: "غريب"، وضعفه النسائي ﷺ مغيرة وثقه الجمهور، ولحديثه شواهد عند مسلم، ح: ٧٢٨ وغيره.

باب التطوع بعد المكتوبة' حديث:١١٧٢، و صحيح مسلم' صلاة المسافرين' باب فضل السنن الراتبة قبل الفرائض و بعدهن' و بيان عددهن' حديث:٧٢٩) ③ ظہر کے فرضوں کے بعد چار سنتیں پڑھنا بھی درست ہے جیسے کہ حدیث:١١٦٠ میں آئے گا۔ ④ مؤکدہ کا مطلب ہے تاکید والی سنتیں' یعنی فرض نماز سے پہلے اور بعد میں نبی ﷺ نے جن سنتوں کو پابندی کے ساتھ ادا کیا یا ادا کرنے کی فضیلت واہمیت بیان فرمائی' ان کو سنن مؤکدہ یا سنن راتبہ کہا جاتا ہے۔

١١٤١ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً، بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ».

١١٤١- ام المومنین حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے دن رات میں (فرضوں کے علاوہ) بارہ رکعتیں پڑھیں' اس کے لیے جنت میں ایک گھر تعمیر کیا جائے گا۔“

فوائد ومسائل: ① بارہ رکعت سے مراد وہی مؤکدہ سنتیں ہیں جن کی تفصیل گزشتہ حدیث میں بیان ہوئی ہے۔ ② جنت میں گھر تعمیر ہونا ان نمازوں کا اجر ہے۔ اگر دوسرے اعمال کی وجہ سے جنت میں داخل بھی ہو جائے تب بھی اس عمل کے ثواب پر خاص طور پر ایک گھر ملے گا۔ ③ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سنت نمازیں پابندی سے ادا کرنے والے کے گناہ معاف ہو جائیں گے جس کی وجہ سے وہ اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل ہونے کا اہل ہو جائے گا' لہٰذا محض سستی اور بے پروائی کی وجہ سے سنتیں چھوڑ دینا بری بات ہے۔

١١٤٢ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ

١١٤٢- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے دن میں بارہ رکعتیں پڑھیں' اس کے لیے جنت میں ایک گھر تعمیر کیا جائے گا' فجر سے پہلے دو رکعتیں' ظہر سے پہلے دو رکعتیں'

١١٤١ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، الباب السابق، ح: ٤١٥ من حديث المسيب به، وقال: "حسن صحيح"، وله طرق عند مسلم، ح: ٧٢٨ وغيره.

١١٤٢ـ [ضعيف] أخرجه النسائي في الصغرٰى، ح: ١٨١٢، والكبرٰى، ح: ١٤٧٨ من حديث محمد بن سليمان به، وقال: "هٰذا الحديث عندي خطأ، ومحمد بن سليمان ضعيف".

ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً، بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ. رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ أَظُنُّهُ قَالَ قَبْلَ الْعَصْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ أَظُنُّهُ قَالَ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ الآخِرَةِ».

ظہر کے بعد دو رکعتیں اور غالباً آپ نے یہ بھی فرمایا: عصر سے پہلے دو رکعتیں اور مغرب کے بعد دو رکعتیں۔ اور غالباً یہ بھی فرمایا: عشاء کے بعد دو رکعتیں۔''

(المعجم ١٠١) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ (التحفة ١٤٠)

باب:۱۰۱- فجر سے پہلے دو رکعتوں کا بیان

١١٤٣- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَضَاءَ لَهُ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ.

۱۱۴۳- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ صبح صادق طلوع ہونے کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

فائدہ: علامہ البانی ؒ نے فرمایا کہ یہ حدیث اصل میں حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے ام المومنین حضرت حفصہ ؓ سے روایت کی ہے اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے' تاہم اس کی وجہ سے حدیث کے قابل اعتماد ہونے میں فرق واقع نہیں ہوتا۔ دیکھیے: (صحیح ابن ماجہ' حدیث:۹۴۴)

١١٤٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ، كَأَنَّ الأَذَانَ بِأُذُنَيْهِ.

۱۱۴۴- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ صبح (کے فرضوں) سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے' (اور اتنی ہلکی پڑھتے) گویا آپ کے کانوں میں اقامت کی آواز آرہی ہے۔

فوائد و مسائل: ① نماز ہلکی پڑھنے کا یہ مطلب نہیں کہ رکوع اور سجدہ وغیرہ اطمینان سے ادا نہ کیے جائیں بلکہ تسبیحات کی تعداد اور تلاوت کی مقدار میں کمی مراد ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ فجر کی سنتوں میں سورۂ ﴿قُلْ يَـٰٓأَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور سورۂ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ کی تلاوت کیا کرتے تھے اور یہ سب سے مختصر سورتوں میں سے ہیں۔

١١٤٣ـ [صحيح] * سفيان بن عيينة عنعن، وله شاهد عند مسلم، ح: ٧٢٣ من حديث سفيان بن عيينة عن عمرو بن دينار عن الزهري عن سالم عن أبيه عن حفصة به.

١١٤٤ـ أخرجه البخاري، الوتر، باب ساعات الوتر، ح: ٩٩٥، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنى مثنى والوتر ركعة من آخر الليل، ح: ٧٤٩(ب) من حديث حماد بن زيد به.

(صحیح مسلم' صلاۃ المسافرین' باب استحباب رکعتي سنۃ الفجر ......' حدیث:۷۲۶' وسنن ابن ماجہ' حدیث:۱۱۴۸-۱۱۵۰) بعض اوقات ان رکعتوں میں قدرے طویل قراءت بھی کر لیتے تھے۔ (صحیح مسلم' حوالۂ مذکور بالا)

١١٤٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ : أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا نُودِيَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَقُومَ إِلَى الصَّلَاةِ.

۱۱۴۵- حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب صبح کی اذان ہو جاتی تو رسول اللہ ﷺ نماز (فرض) کے لیے جانے سے پہلے ہلکی سی دو رکعتیں ادا فرماتے۔

١١٤٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا تَوَضَّأَ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ.

۱۱۴۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ جب وضو کرتے تھے تو دو رکعت نماز ادا فرماتے' پھر نماز کے لیے (مسجد میں) تشریف لے جاتے۔

فائدہ: ہمارے فاضل محقق نے مذکورہ روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ مذکورہ روایت صحیح مسلم کی روایت کا اختصار ہے' اس میں ہے کہ ان دو رکعتوں سے مراد فجر کی سنتیں ہیں نہ کہ وضو کی سنتیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الضعیفۃ' رقم:۴۱۸۱) علاوہ ازیں امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے بھی اس روایت کو ''فجر سے پہلے دو رکعتوں کا بیان'' نامی عنوان کے تحت ذکر کیا ہے۔

١١٤٧- حَدَّثَنَا الْخَلِيلُ بْنُ عَمْرٍو أَبُو عَمْرٍو: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ عِنْدَ الْإِقَامَةِ.

۱۱۴۷- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ اقامت کے وقت دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔

(المعجم ١٠٢) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا يُقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ (التحفة ١٤١)

باب:۱۰۲- فجر کی سنتوں کی قراءت کا بیان

١١٤٥ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب الأذان بعد الفجر، ح:٦١٨، ١١٧٣، ١١٨١، ومسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر والحث عليهما . . . الخ، ح: ٧٢٣ من حديث نافع به.

١١٤٦ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح"، وانظر، ح: ٤٦، ١٠٣٩ لعلته.

١١٤٧ـ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ٩٥ لعلته.

١١٤٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ، وَ يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ ﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْكَٰفِرُونَ﴾ وَ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾.

۱۱۴۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فجر سے پہلے کی دو رکعتوں (سنتوں) میں ﴿قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ کی تلاوت فرمائی۔"

فائدہ: کسی اور مقام سے قرآن مجید پڑھنا بھی درست ہے۔ (دیکھیے فوائد حدیث: ۱۱۴۴)

١١٤٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَادَةَ الْوَاسِطِيَّانِ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رَمَقْتُ النَّبِيَّ ﷺ شَهْرًا. فَكَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ ﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْكَٰفِرُونَ﴾ وَ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾.

۱۱۴۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے ایک ماہ تک رسول اللہ ﷺ (کی نماز) کا مشاہدہ کیا تو آپ فجر کی سنتوں میں ﴿قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے۔

فائدہ: سری نماز میں قدرے بلند آواز میں تلاوت کرنا یا چند الفاظ بلند آواز سے پڑھ دینا جس سے قریب کھڑے آدمی کو معلوم ہو جائے جائز ہے۔

١١٥٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۱۵۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں

١١٤٨_ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر والحث عليهما وتخفيفهما . . . الخ، ح:٧٢٦ من حديث مروان الفزاري به.

١١٤٩_ [حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في تخفيف ركعتي الفجر وما كان النبي ﷺ يقرأ فيهما، ح:٤١٧ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "حسن"، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ٧٢٦ وغيره.

١١٥٠_ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٣٩ عن يزيد به، وصححه ابن حبان، ح: ٦١٠، وابن خزيمة، ح:١١١٤ من حديث إسحاق بن يوسف الأزرق عن الجريري، وقواه الحافظ في الفتح: ٣/ ٤٧ * الجريري اختلط، وسماع يزيد بن هارون وإسحاق الأزرق منه بعد اختلاطه (التقييد والإيضاح، ص: ٤٢٧)، وللحديث شواهد.

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ. وَكَانَ يَقُولُ: «نِعْمَ السُّورَتَانِ هُمَا، يُقْرَأُ بِهِمَا فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾ وَ﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْكَٰفِرُونَ﴾».

نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ فجر (کی فرض نماز) سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے: ''یہ دو سورتیں کتنی اچھی ہیں، جو فجر کی سنتوں میں پڑھی جاتی ہیں: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ اور ﴿قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾۔''

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد بن حنبل: ۴۳/۱۴۸، ۱۴۹، والصحيحة، رقم الحديث: ۶۴۶)، نیز دکتور بشار عواد اس حدیث کی تحقیق میں لکھتے ہیں کہ یہ روایت سنداً تو ضعیف ہے لیکن متناً صحیح ہے کیونکہ اس سے قبل روایات میں یہ مسئلہ بیان ہوا ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد، حديث: ۱۱۵۰)

(المعجم ١٠٣) - بَابُ مَا جَاءَ فِي إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ (التحفة ١٤٢)

باب: ۱۰۳- اقامت ہو جانے کے بعد فرض نماز کے علاوہ کوئی دوسری نماز پڑھنا جائز نہیں

١١٥١- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ الْقَاسِمِ. ح: وَحَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ أَبُو بِشْرٍ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ. قَالَا: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ».

۱۱۵۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز کی اقامت ہو جائے تو فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں ہوتی۔''

حدثنا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ،

امام ابن ماجہ نے ایک تیسری سند سے مذکورہ روایت کی مثل بیان کیا۔

١١٥١ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب كراهة الشروع في نافلة بعد شروع المؤذن في إقامة الصلاة ... الخ، ح: ٧١٠ من حديث روح وغيره به.

عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، بِمِثْلِهِ.

فائدہ: جب جماعت کھڑی ہو تو اس کے ساتھ مل جانا چاہیے' اس وقت کوئی سنتیں یا نفل پڑھنا درست نہیں' بنا بریں اگر کوئی شخص سنتیں پڑھ رہا ہو اور جماعت کھڑی ہو جائے تو سنتیں چھوڑ کر جماعت کے ساتھ مل جانا چاہیے یہی بات راجح اور اقرب الی الصواب ہے۔ البتہ بعض علماء کہتے ہیں کہ اگر سنتیں یا نوافل' جو وہ ادا کر رہا ہے' تکبیر تحریمہ سے قبل مکمل ہونے کا یقین ہو تو وہ مکمل کر سکتا ہے ورنہ نہیں۔ واللہ أعلم.

١١٥٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ سَرْجِسَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى رَجُلاً يُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلاَةِ الْغَدَاةِ، وَهُوَ فِي الصَّلاَةِ. فَلَمَّا صَلَّى قَالَ لَهُ: «بِأَيِّ صَلاَتَيْكَ اعْتَدَدْتَ؟».

۱۱۵۲- حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کے دوران میں ایک آدمی کو فجر سے پہلے کی دو سنتیں پڑھتے دیکھا' نماز سے فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''تو نے اپنی دونوں نمازوں میں سے کس کا اعتبار کیا ہے؟''

فوائد و مسائل: ① اس عبارت کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ تو نے کس نماز کو اپنا مقصد قرار دیا ہے؟ یعنی کیا تیرا مقصود وہ نماز تھی جو اکیلے پڑھی یا وہ جس کی جماعت ہو رہی تھی؟ چونکہ گھر سے آتے وقت اصل مقصد فرض نماز کی ادائیگی ہوتا ہے تو اس پر دوسری کو ترجیح دینا درست نہیں۔ سنتیں تو گھر میں بھی ادا کی جا سکتی ہیں' مسجد میں آنے کا اصل مقصد وہ نہیں ہوتیں۔ ② اس حدیث سے واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ جماعت کھڑی ہو تو فجر کی سنتیں پڑھنا درست نہیں بلکہ جماعت کے ساتھ شامل ہونا ضروری ہے۔

١١٥٣- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ، مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ. قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِرَجُلٍ وَقَدْ أُقِيمَتْ صَلاَةُ الصُّبْحِ، وَهُوَ

۱۱۵۳- حضرت عبداللہ بن مالک' ابن بُحَینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ایک نماز پڑھتے ہوئے آدمی کے پاس سے گزرے جب کہ نماز فجر کی اقامت ہو چکی تھی۔ نبی ﷺ نے اس سے کچھ فرمایا' مجھے معلوم نہ ہوا کہ کیا فرمایا۔ جب وہ نماز سے

١١٥٢ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، الباب السابق، ح: ٧١٢ من حديث أبي معاوية وغيره به.

١١٥٣ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب: إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة، ح: ٦٦٣، ومسلم، صلاة المسافرين، الباب السابق، ح: ٧١١ من حديث إبراهيم به.

يُصَلِّي. فَكَلَّمَهُ بِشَيْءٍ لاَ أَدْرِي مَا هُوَ. فَلَمَّا انْصَرَفَ أَحَطْنَا بِهِ نَقُولُ لَهُ: مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: قَالَ لِي: «يُوشِكُ أَحَدُكُمْ أَنْ يُصَلِّيَ الْفَجْرَ أَرْبَعاً».

فارغ ہوا تو ہم اس کے گرد جمع ہو کر پوچھنے لگے: رسول اللہ ﷺ نے تجھ سے کیا فرمایا تھا؟ اس نے کہا: آپ ﷺ نے مجھے فرمایا تھا: ''ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص فجر کی چار رکعتیں پڑھ لے۔''

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کا مقصد نرم الفاظ میں اس کام سے روکنا تھا' یعنی اقامت کے بعد تو فرض نماز ہوتی ہے' تم نے سنتوں کو بھی فرضوں کے ساتھ ملا دیا' گویا چار فرض بنا لیے۔ ② رسول اللہ ﷺ نے اقامت کے بعد جماعت کھڑی ہونے سے پہلے سنت پڑھنے سے منع فرمایا تو جماعت کھڑی ہونے کے بعد سنتیں پڑھنا بدرجہ اولیٰ منع ہوگا۔

(المعجم ١٠٤) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ فَاتَتْهُ الرَّكْعَتَانِ قَبْلَ صَلاَةِ الْفَجْرِ مَتٰى يَقْضِيهِمَا (التحفة ١٤٣)

باب: ۱۰۴- جس کی فجر کی سنتیں چھوٹ جائیں' وہ کب پڑھے؟

١١٥٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ قَيْسِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ: رَأَى النَّبِيُّ ﷺ رَجُلاً يُصَلِّي بَعْدَ صَلاَةِ الصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَصَلاَةَ الصُّبْحِ مَرَّتَيْنِ؟» فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: إِنِّي لَمْ أَكُنْ صَلَّيْتُ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا فَصَلَّيْتُهُمَا. قَالَ فَسَكَتَ النَّبِيُّ ﷺ.

۱۱۵۴- حضرت قیس بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے ایک آدمی کو فجر کی نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھتے دیکھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا صبح کی نماز دو دفعہ پڑھ رہے ہو؟'' اس شخص نے عرض کیا: میں نے فجر سے پہلے کی دو رکعتیں (سنتیں) نہیں پڑھی تھیں' وہ (اب) پڑھی ہیں تو نبی ﷺ خاموش ہو گئے۔

فوائد ومسائل: ① نماز پڑھنے والے یہ صحابی خود حضرت قیس رضی اللہ عنہ تھے۔ اپنا نام لیے بغیر واقعہ بیان فرمایا ہے۔ جامع ترمذی کی روایت میں انھوں نے بیان کیا ہے کہ یہ خود ان کا واقعہ ہے۔ (جامع الترمذي' الصلاة' باب ماجاء فيمن تفوته الركعتان قبل الفجر يصليهما بعد صلاة الصبح' حديث:۴۲۲) ② جو کام بظاہر غلط ہو

١١٥٤ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، التطوع، باب من فاتته متى يقضيهما، ح:١٢٦٧ من حديث ابن نمير به، والترمذي، ح:٤٢٢، وتكلم فيه، وله شاهد صحيح عند ابن خزيمة، وابن حبان وغيرهما، وصححه الحاكم، والذهبي.

اس پر ناراضی کا اظہار کرنے سے پہلے وضاحت طلب کر لینا مناسب ہے تاکہ اگر وضاحت قابل قبول ہو تو فہمائش کی ضرورت پیش نہ آئے۔ ③ رسول اللہ ﷺ کا خاموش ہو جانا' اس کام کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔ ایسے امور جو رسول اللہ ﷺ کے علم میں آئے اور آپ نے ان سے منع نہیں فرمایا' سب جائز ہیں۔ انھیں ''تقریری سنت'' کہا جاتا ہے۔

١١٥٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَ يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ قَالاَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَامَ عَنْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ. فَقَضَاهُمَا بَعْدَمَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ.

١١٥٥- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نیند کی وجہ سے فجر کی سنتیں نہ پڑھ سکے تو آپ نے سورج طلوع ہونے کے بعد ان کی قضا دی۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ فجر کی سنتیں رہ جائیں تو سورج طلوع ہونے کے بعد بھی پڑھی جا سکتی ہیں' تاہم انھیں ''قضا'' قرار دیا گیا ہے' اس لیے طلوع آفتاب سے پہلے پڑھ لینا بہتر ہے کیونکہ وہ نماز فجر ہی کا ایک حصہ ہیں' جنھیں فجر کے وقت ہی میں پڑھ لیا گیا تو قضا نہیں ہوئیں۔

(المعجم ١٠٥) - بَابٌ: فِي الْأَرْبَعِ الرَّكْعَاتِ قَبْلَ الظُّهْرِ (التحفة ١٤٤)

باب: ١٠٥- ظہر سے پہلے چار سنتیں

١١٥٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ قَابُوسَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَرْسَلَ أَبِي إِلَى عَائِشَةَ: أَيُّ صَلاَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ كَانَ أَحَبَّ إِلَيْهِ أَنْ يُوَاظِبَ عَلَيْهَا؟ قَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي أَرْبَعاً قَبْلَ الظُّهْرِ. يُطِيلُ فِيهِنَّ الْقِيَامَ، وَيُحْسِنُ فِيهِنَّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ.

١١٥٦- حضرت قابوس ؒ اپنے والد (حضرت ابو ظبیان حصین بن جندب ؒ) سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میرے والد نے حضرت عائشہ ؓ کے پاس (کسی کو) یہ دریافت کرنے کے لیے بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ کون سی نماز پر دوام کرنا زیادہ پسند کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ظہر (کے فرضوں) سے پہلے چار رکعت پڑھتے تھے جن میں طویل قیام فرماتے اور رکوع اور سجدے خوب اچھی طرح کرتے۔

١١٥٥- [صحيح] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد رجاله ثقات" قلت: مروان عنعن، ولحديثه شواهد صحيحة في حديث ليلة التعريس.

١١٥٦- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٤٣ عن جرير (ابن عبدالحميد) به * قابوس "فيه لين" (تقريب).

١١٥٧ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ عُبَيْدَةَ بْنِ مُعَتِّبٍ الضَّبِّيِّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ سَهْمِ بْنِ مِنْجَابٍ، عَنْ قَزَعَةَ، عَنْ قَرْثَعٍ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعاً إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ. لاَ يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِتَسْلِيمٍ. وَقَالَ: «إِنَّ أَبْوَابَ السَّمَاءِ تُفْتَحُ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ».

۱۱۵۷-حضرت ابوایوب (خالد بن زید انصاری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سورج ڈھلنے پر ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے۔ ان میں سلام کے ساتھ فاصلہ نہیں کرتے تھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب سورج ڈھل جاتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔“

فوائد ومسائل: ① یہ روایت بعض حضرات کے نزدیک صحیح ہے لیکن اس میں الفاظ: ”ان میں سلام کے ساتھ فاصلہ نہیں کرتے تھے“ صحیح نہیں ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ظہر کے فرضوں سے پہلے چار رکعت سنتیں بہ یک سلام اور دو دو کر کے دونوں طرح پڑھنا جائز ہے تاہم دو دو کر کے پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔ ② یہ وقت اعمال کی قبولیت کا ہے۔ ③ ظہر کا وقت سورج ڈھلتے ہی شروع ہو جاتا ہے۔

(المعجم ١٠٦) - بَابُ مَنْ فَاتَتْهُ الْأَرْبَعُ قَبْلَ الظُّهْرِ (التحفة ١٤٥)

باب:۱۰۶-ظہر کی پہلی چار سنتیں رہ جائیں تو کب پڑھے؟

١١٥٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَزَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ. قَالُوا: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ دَاوُدَ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا فَاتَتْهُ الْأَرْبَعُ قَبْلَ الظُّهْرِ، صَلاَّهَا بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ

۱۱۵۸-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی جب ظہر کی پہلی چار سنتیں چھوٹ جاتیں تو آپ انھیں ظہر کی بعد والی دو سنتوں کے بعد ادا کر لیتے تھے۔

١١٥٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، التطوع، باب الأربع قبل الظهر وبعدها، ح: ١٢٧٠ من حديث عبيدة به، وقال: "عبيدة ضعيف"، وضعفه ابن خزيمة في صحيحه، ح: ١٢١٤.

١١٥٨ـ [ضعيف] أخرجه الترمذي، ح: ٤٢٦ من طريق عبدالله بن المبارك عن خالد الحذاء به، وقال: "حسن غريب" * قيس ضعيف عند الجمهور، وتفرد بقوله: "صلاها بعد الركعتين بعد الظهر"، ولم يذكره ابن المبارك، والله أعلم.

بَعْدَ الظُّهْرِ .

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: لَمْ يُحَدِّثْ بِهِ إِلَّا قَيْسٌ عَنْ شُعْبَةَ .

امام ابوعبداللہ (ابن ماجہ) نے کہا' اس روایت کو قیس عن شعبہ کے علاوہ کسی نے بیان نہیں کیا۔

(المعجم ١٠٧) - **بَابٌ: فِيمَنْ فَاتَتْهُ الرَّكْعَتَانِ بَعْدَ الظُّهْرِ** (التحفة ١٤٦)

باب: ۱۰۷- ظہر کی بعد والی دو سنتیں چھوٹ جائیں تو کیا کرے؟

١١٥٩ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: أَرْسَلَ مُعَاوِيَةُ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ، فَانْطَلَقْتُ مَعَ الرَّسُولِ فَسَأَلَ أُمَّ سَلَمَةَ. فَقَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَيْنَمَا هُوَ يَتَوَضَّأُ فِي بَيْتِي لِلظُّهْرِ، وَكَانَ قَدْ بَعَثَ سَاعِياً. وَكَثُرَ عِنْدَهُ الْمُهَاجِرُونَ. وَقَدْ أَهَمَّهُ شَأْنُهُمْ، إِذْ ضُرِبَ الْبَابُ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ فَصَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ جَلَسَ يَقْسِمُ مَا جَاءَ بِهِ. قَالَتْ: فَلَمْ يَزَلْ كَذٰلِكَ حَتَّى الْعَصْرِ. ثُمَّ دَخَلَ مَنْزِلِي فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ: «شَغَلَنِي أَمْرُ السَّاعِي أَنْ أُصَلِّيَهُمَا بَعْدَ الظُّهْرِ. فَصَلَّيْتُهُمَا بَعْدَ الْعَصْرِ».

۱۱۵۹- حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں کسی کو بھیجا۔ میں بھی اس کے ساتھ گیا۔ اس نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مسئلہ دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے زکاۃ وصول کرنے کے لیے ایک آدمی بھیجا تھا اور آپ کے پاس بہت سے مہاجرین جمع ہو گئے تھے (جو زکاۃ وصدقات کے مستحق تھے) اور نبی ﷺ ان کے بارے میں بہت فکرمند تھے۔ (انھی ایام میں ایک دن نبی ﷺ میرے گھر میں ظہر کی نماز کے لیے وضو کر رہے تھے) کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے گئے۔ ظہر کی نماز پڑھانے کے بعد آپ (مسجد میں) بیٹھ کر اس (زکاۃ وصول کرنے والے) کا لایا ہوا (زکاۃ کا) مال (مستحق افراد میں) تقسیم کرنے لگے۔ آپ عصر تک اسی کام میں مشغول رہے۔ اس کے بعد نبی علیہ السلام میرے گھر میں تشریف لائے اور دو رکعتیں پڑھیں' پھر فرمایا: ''میں زکاۃ وصدقات لانے والے کے معاملہ میں مصروف ہونے کی وجہ سے ظہر کے بعد ان دو رکعتوں کو نہیں پڑھ سکا تھا' اس لیے میں نے عصر کے بعد پڑھ لیں۔''

١١٥٩ـ [إسناده ضعيف] وحسنه البوصيري، وانظر، ح: ٥٠٤ لعلته.

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے منکر قرار دیا ہے لیکن رسول اللہ ﷺ سے عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھنے کا ثبوت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایات سے ملتا ہے' اسی لیے بعض محققین نے اس روایت کی سند کو تو ضعیف قرار دیا ہے لیکن فی نفسہ مسئلہ یعنی عصر کے بعد دو رکعت پڑھنے کو صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد بن حنبل: ٤٤/٢٠٩، ٢١٠، ٢٥٦، ٢٥٧، وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' حديث: ١١٥٥) ② ظہر کی پچھلی دو سنتیں مؤکدہ سنتوں میں سے ہیں اور ان کا پڑھنا مستحب ہے۔ ③ ممنوع وقت میں کسی مشروع سبب سے نماز پڑھنا جائز ہے۔ ④ عصر کے بعد ان رکعات کی ہمیشگی نبی اکرم ﷺ کی خصوصیت تھی۔

(المعجم ١٠٨) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ صَلَّى قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا وَبَعْدَهَا أَرْبَعًا (التحفة ١٤٧)

باب: ١٠٨- ظہر (کے فرضوں) سے پہلے چار رکعت اور بعد میں بھی چار رکعت (سنت) پڑھنے کا بیان

١١٦٠ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا [مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ] الشُّعَيْثِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَنْبَسَةَ ابْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَلَّى قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا، وَبَعْدَهَا أَرْبَعًا، حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ».

١١٦٠- ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ظہر سے پہلے چار اور اس کے بعد چار رکعتیں پڑھے' اللہ تعالیٰ اسے جہنم پر حرام فرما دیتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ظہر سے پہلے دو رکعتیں پڑھنا بھی درست ہے۔ دیکھیے: (حدیث: ١١٤٠' فائدہ: ٢) ظہر کے بعد بھی دو رکعتیں پڑھی جا سکتی ہیں۔ (حدیث: ١١٤٠) لیکن پہلے بھی چار اور بعد میں بھی چار رکعات پڑھنا افضل ہے۔ ② ظہر کے بعد کی رکعتوں میں سے دو کو سنت اور دو کو نفل قرار دینا درست نہیں' یہ چاروں سنتیں ہیں جس طرح پہلی چاروں سنتیں ہیں' حالانکہ اس وقت بھی دو پڑھی جا سکتی ہیں لیکن اس کی وجہ سے ان میں سے دو کو نفل نہیں کہا جاتا۔ ③ جہنم پر حرام ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص جنت میں چلا جائے گا' خواہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ ویسے ہی معاف کر کے اسے جنت میں داخل کر دے یا تھوڑی سی سزا دے کر پھر جہنم سے نجات دے کر جنت میں داخل کر دے۔ ④ نیکیوں پر اللہ کی رحمت کی امید رکھنی چاہیے لیکن اس کے عذاب سے بے خوف ہونا جائز نہیں کیونکہ

١١٦٠ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب [منه] آخر، ح: ٤٢٧ من حديث يزيد بن هارون به، وقال: "حسن غريب وقد روي من غير هذا الوجه".

بندے کو علم نہیں اس کا کون سا عمل قابل قبول ہے اور کون سا نہیں اور قابل قبول اعمال میں سے بھی معلوم نہیں کس کا کتنا ثواب ملے گا، تھوڑا یا زیادہ، یہ اللہ ہی جانتا ہے۔

(المعجم ١٠٩) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا يُسْتَحَبُّ مِنَ التَّطَوُّعِ بِالنَّهَارِ (التحفة ١٤٨)

١١٦١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، وَأَبِي، وَإِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ ابْنِ ضَمْرَةَ السَّلُولِيِّ، قَالَ: سَأَلْنَا عَلِيًّا عَنْ تَطَوُّعِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِالنَّهَارِ فَقَالَ: إِنَّكُمْ لَا تُطِيقُونَهُ. فَقُلْنَا: أَخْبِرْنَا بِهِ نَأْخُذْ مِنْهُ مَا اسْتَطَعْنَا. قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ يُمْهِلُ. حَتَّى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هٰهُنَا، يَعْنِي مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ بِمِقْدَارِهَا مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ مِنْ هٰهُنَا، يَعْنِي مِنْ قِبَلِ الْمَغْرِبِ، قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ يُمْهِلُ حَتَّى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هٰهُنَا، يَعْنِي مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مِقْدَارَهَا مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ مِنْ هٰهُنَا قَامَ فَصَلَّى أَرْبَعًا. وَأَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ. وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا. وَأَرْبَعًا قَبْلَ الْعَصْرِ. يَفْصِلُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ بِالتَّسْلِيمِ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَالنَّبِيِّينَ. وَمَنْ

باب:١٠٩- دن کے وقت کون سی نفل نماز ادا کرنا مستحب ہے؟

١١٦١- حضرت عاصم بن ضمرہ سلولی ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم نے حضرت علی ؓ سے رسول اللہ ﷺ کی دن کی نفلی نماز دریافت کی انھوں نے فرمایا: تم وہ نہیں پڑھ سکتے۔ ہم نے کہا: آپ بیان تو فرمائیں ہم سے جس قدر ہو سکے گا عمل کر لیں گے۔ حضرت علی ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تو ٹھہر جاتے حتی کہ جب سورج ادھر یعنی مشرق کی طرف اتنا بلند ہو جاتا جتنا عصر کے وقت اُدھر یعنی مغرب کی طرف بلند ہوتا ہے تو آپ اٹھ کر دو رکعتیں ادا کرتے۔ اس کے بعد توقف فرماتے حتی کہ جب سورج اس طرف یعنی مشرق کی طرف اتنا بلند ہو جاتا جتنا ظہر کے وقت اُس طرف یعنی مغرب کی طرف ہوتا ہے تو اٹھ کر چار رکعتیں پڑھتے، پھر جب سورج ڈھل جاتا تو ظہر (کے فرضوں) سے پہلے چار رکعتیں اور ظہر کے بعد دو رکعتیں پڑھتے اور عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے اور دو دو رکعتوں کے درمیان مقرب فرشتوں نبیوں اور ان کی پیروی کرنے والے مسلمانوں اور مومنوں کے لیے سلامتی کی دعا کا فاصلہ کرتے۔

١١٦١ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الجمعة، باب كيف كان يتطوع النبي ﷺ بالنهار، ح: ٥٩٨، ٥٩٩ من حديث شعبة عن أبي إسحاق به، وقال: "هٰذا حديث حسن".

تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُؤْمِنِينَ.

قَالَ عَلِيٌّ: فَتِلْكَ سِتَّ عَشْرَةَ رَكْعَةً. تَطَوُّعُ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِالنَّهَارِ. وَقَلَّ مَنْ يُدَاوِمُ عَلَيْهَا.

(اس کے بعد) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ سولہ رکعتیں ہوئیں جو رسول اللہ ﷺ کی دن کے وقت کی نفلی نماز تھی۔ اس پر پابندی سے عمل کرنے والے لوگ بہت کم ہیں۔

قَالَ وَكِيعٌ: زَادَ فِيهِ أَبِي: فَقَالَ حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ: يَا أَبَا إِسْحَاقَ مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِحَدِيثِكَ هٰذَا مِلْءَ مَسْجِدِكَ هٰذَا ذَهَباً.

حدیث کے راوی وکیع کہتے کہ میرے باپ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے: حضرت حبیب بن ابی ثابت رحمہ اللہ نے (یہ حدیث سن کر) فرمایا: ابواسحاق! اس حدیث کے عوض اگر مجھے آپ کی مسجد بھر سونا بھی ملے تو مجھے پسند نہیں (یہ حدیث اتنی دولت سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔)

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے بہت سی نفلی نمازیں پڑھی ہیں یا ان کی ترغیب دی ہے جن میں بعض کا ذکر اس حدیث میں کیا گیا ہے۔ ② سنت مؤکدہ اور غیر مؤکدہ بھی نفلی نمازوں میں شامل ہیں' تاہم ان کی اہمیت عام نفلی نمازوں سے زیادہ ہے۔ ③ اس حدیث میں سنن مؤکدہ اور غیر مؤکدہ کے علاوہ نماز اشراق اور ضحیٰ (چاشت) کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ روزانہ پڑھی جانے والی نفلی نمازیں ہیں' اسی طرح نماز تہجد بھی روزانہ پڑھی جانے والی نفلی نماز ہے جو رات کو ادا کی جاتی ہے۔ یہ ایسی نفلی نمازیں ہیں جن کا وقت مقرر ہے۔ ④ بعض نفلی نمازیں ایسی ہیں جن کا وقت مقرر نہیں' مثلاً: تحیۃ الوضوء' تحیۃ المسجد' نماز حاجت' نماز شکر وغیرہ' ان کا ذکر حدیث کی کتابوں میں اپنے اپنے مقام پر وارد ہے۔ ⑤ اشراق کا وقت سورج تھوڑا سا بلند ہونے سے شروع ہو جاتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نماز ایک مثل سایہ ہونے تک پڑھی جا سکتی ہے۔ ⑥ ضحیٰ کی نماز کا وقت اشراق کا وقت شروع ہونے کے کچھ دیر بعد شروع ہوتا ہے' یعنی جب سورج خاصا اوپر چڑھ آئے اور دوپہر سے پہلے تک رہتا ہے۔ ٹھیک دوپہر (زوال) کے وقت نماز پڑھنا منع ہے۔ ⑦ صحیح احادیث میں صلاۃ الاوّابین کا بھی ذکر آتا ہے جس کا وقت یہ بتلایا گیا ہے کہ جب اونٹ کے بچوں کے سم گرمی کی شدت سے جھلنے لگیں اور یہ وقت زوال سے پہلے پہلے ہے۔ بعض نے ضحیٰ کا وقت بھی یہی بتلایا ہے۔ واللہ اعلم. ⑧ محدثین کے ہاں علم کی قدر و قیمت اتنی زیادہ تھی کہ ان کی نظر میں ایک حدیث سونے چاندی کے ایک بڑے خزانے سے زیادہ قیمتی تھی۔ ⑨ اس میں عصر کی چار سنتیں ایک سلام سے پڑھنا مذکور ہے کیونکہ درمیان میں سلام سے مراد معروف سلام نہیں بلکہ مومنوں کے لیے دعا مراد ہے۔

(المعجم ١١٠) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ** (التحفة ١٤٩)

باب:۱۱۰- مغرب کے فرضوں سے پہلے دو سنتوں کا بیان

١١٦٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ وَ وَكِيعٌ، عَنْ كَهْمَسٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ: قَالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ: «بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ» قَالَهَا ثَلَاثًا. قَالَ فِي الثَّالِثَةِ: «لِمَنْ شَاءَ».

۱۱۶۲- حضرت عبداللہ بن مغفل ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے تین بار فرمایا: ''ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے۔'' تیسری بار فرمایا: ''جو کوئی چاہے (پڑھ لے۔)''

فوائد و مسائل: ① بعض اوقات اقامت کو بھی اذان کہہ دیا جاتا ہے۔ جمعے کی پہلی اذان کو اسی مفہوم میں ''تیسری اذان'' کہا گیا ہے۔ دیکھیے: (حدیث:۱۱۳۵) اس حدیث میں بھی اقامت کو اذان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ ہر اذان کے بعد سنتیں پڑھی جائیں گی' جیسے ظہر' عصر' عشاء اور فجر سے پہلے۔ اسی طرح مغرب کی اذان کے بعد مغرب کی نماز سے پہلے بھی سنتیں ہیں' اور وہ کتنی ہیں' صرف دو سنتیں کیونکہ دوسری روایات میں اس کی صراحت موجود ہے' تاہم یہ غیر مؤکدہ ہیں کیونکہ ان کو نبی ﷺ نے پڑھنے والے کی چاہت پر چھوڑ دیا ہے۔ ② یہ نماز اذان ختم ہونے کے بعد پڑھی جاتی ہے جیسے کہ اذان اور اقامت کے ''درمیان'' کے لفظ سے ظاہر ہے۔ ③ [لِمَنْ شَاءَ] سے ظاہر ہے کہ یہ سنت ''غیر مؤکدہ'' ہے۔

١١٦٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: إِنْ كَانَ الْمُؤَذِّنُ لَيُؤَذِّنُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَيُرَى أَنَّهَا الْإِقَامَةُ مِنْ كَثْرَةِ مَنْ يَقُومُ

۱۱۶۳- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مؤذن اذان دیتا تو لوگ مغرب سے پہلے دو رکعت (سنت) پڑھنے کے لیے اس کثرت سے کھڑے ہو جاتے کہ محسوس ہوتا اقامت ہو گئی ہے۔

١١٦٢ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب: بين كل أذانين صلاة لمن شاء، ح: ٦٢٧ من حديث كهمس به، ومسلم، صلاة المسافرين، باب بين كل أذانين صلاة، ح: ٨٣٨ من حديث أبي أسامه ووكيع به.

١١٦٣ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٨٢ عن محمد بن جعفر به * وعلي بن زيد تقدم، ح: ١١٦، ولحديثه شواهد صحيحة عند البخاري، ح: ٦٢٥ وغيره نحوه.

فَيُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ.

فوائد ومسائل: ① مغرب کے فرضوں سے پہلے دو رکعت سنت غیر مؤکدہ پڑھنا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول تھا۔ ② اقامت ہونے پر نماز باجماعت کی ادائیگی کے لیے سب لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم مغرب کی پہلی سنتیں پڑھنے کے لیے بھی اسی طرح کھڑے ہو جاتے تھے' یعنی تمام صحابہ پڑھتے تھے۔ ③ بعض لوگ شبہ پیش کرتے ہیں چونکہ نماز مغرب کا وقت مختصر ہوتا ہے اس لیے اس سے پہلے سنتیں پڑھنے سے فرض نماز کی ادائیگی میں تاخیر ہو جاتی ہے لیکن یہ شبہ درست نہیں کیونکہ فرض سے پہلے اور بعد کی سنتیں اسی نماز کا حصہ ہوتی ہیں' اس لیے سنتوں کی ادائیگی کو فرض میں تاخیر کا سبب قرار نہیں دیا جا سکتا بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ فرض نماز کا مسنون وقت یہی ہے کہ اذان کے بعد دو رکعت سنت پڑھ کر جماعت کھڑی ہو۔

(المعجم ١١١) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ (التحفة ١٥٠)

باب:۱۱۱- مغرب کے بعد دو سنتیں پڑھنے کا بیان

١١٦٤- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى بَيْتِي فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ.

۱۱۶۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ مغرب کی نماز ادا فرماتے' پھر میرے گھر تشریف لاتے اور دو رکعت ادا فرماتے۔

فوائد ومسائل: ① مغرب کے بعد کی یہ دو سنتیں مؤکدہ ہیں جن کی فضیلت اور اہمیت حدیث: ۱۱۴۰ میں بیان ہوئی ہے۔ ② سنتیں اور نوافل گھر میں ادا کرنا افضل ہے سوائے تحیۃ المسجد کے جو مسجد کے ساتھ مخصوص ہے۔

١١٦٥- حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ بْنُ الضَّحَّاكِ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ

۱۱۶۵- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ ہمارے ہاں (یعنی)

١١٦٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٠ عن هشيم قال أنا خالد به مطولاً، أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا . . . الخ، ح: ٧٣٠ من حديث هشيم به نحوه مطولاً.

١١٦٥ـ [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ٤/ ٢٥١، ح: ٤٢٩٥ من حديث أبي اليمان الحكم بن نافع عن إسماعيل بن عياش به * وإسماعيل تقدم، ح: ٧٥، ٥٩٥، والمحفوظ ما رواه إبراهيم بن سعد عن ابن إسحاق حدثني: عاصم بن عمر بن قتادة الأنصاري عن محمود بن لبيد به، من غير ذكر رافع بن خديج، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٢٠٠ من طريق آخر عن ابن إسحاق به، وهٰذا الأمر للاستحباب، راجع سنن أبي داود، ح: ١٣٠١ وغيره.

مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: أَتَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي بَنِي عَبْدِالأَشْهَلِ. فَصَلَّى بِنَا الْمَغْرِبَ فِي مَسْجِدِنَا. ثُمَّ قَالَ: «ارْكَعُوا هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ فِي بُيُوتِكُمْ».

بنوعبدالاشہل کے محلے میں تشریف لائے۔ آپ نے ہماری مسجد میں ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی' پھر فرمایا: ''یہ دو رکعتیں اپنے گھروں میں پڑھا کرو۔''

فوائد ومسائل: ① قائد اور بڑے عالم کو چاہیے کہ اپنے زیر اثر علاقے کا دورہ کرے تاکہ عوام کے حالات سے براہ راست واقف ہو سکے۔ ② جب مسجد میں بڑا عالم تشریف لے آئے تو مسجد کے امام کو چاہیے کہ اسے نماز پڑھانے کا موقع دے۔ ③ سنتیں گھر میں پڑھنا افضل ہے' تاہم بعض احادیث سے اشارہ ملتا ہے کہ مسجد میں پڑھنا بھی جائز ہے۔

(المعجم ١١٢) - بَابُ مَا يُقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ (التحفة ١٥١)

باب:۱۱۲- مغرب کے بعد والی سنتوں میں قراءت کا بیان

١١٦٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الأَزْهَرِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ وَاقِدٍ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُؤَمَّلِ بْنِ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا بَدَلُ ابْنُ الْمُحَبَّرِ. قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ بَهْدَلَةَ، عَنْ زِرٍّ وَ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ صَلاَةِ الْمَغْرِبِ ﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْكَٰفِرُونَ﴾ وَ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾.

۱۱۶۶- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مغرب (کے فرضوں) کے بعد کی دو رکعتوں میں ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو بعض محققین نے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: الصحیحة' رقم: ۳۳۲۸۔

١١٦٦- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في الركعتين بعد المغرب والقراءة فيهما، ح:٤٣١ من حديث بدل به مختصرًا * وعبدالملك ضعيف كما في التقريب وغيره، وللحديث شواهد ضعيفة عند النسائي، ح:٩٩٣ وغيره.

(المعجم ١١٣) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي السِّتِّ الرَّكَعَاتِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ** (التحفة ١٥٢)

باب:۱۱۳-مغرب کے بعد چھ رکعت نماز کا بیان

١١٦٧- **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ الْعُكْلِيُّ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ ابْنُ أَبِي خَثْعَمٍ [الْيَمَامِيُّ]: أَنْبَأَنَا يَحْيَى ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَلَّى بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكَعَاتٍ لَمْ يَتَكَلَّمْ بَيْنَهُنَّ بِسُوءٍ، عُدِلْنَ لَهُ بِعِبَادَةِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً».

۱۱۶۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھیں اور ان کے درمیان کوئی نامناسب بات منہ سے نہ نکالی، اس کے لیے یہ نماز بارہ برس کی عبادت کے برابر ہو جائے گی۔''

(المعجم ١١٤) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ** (التحفة ١٥٣)

باب:۱۱۴-نماز وتر کا بیان

١١٦٨- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَاشِدٍ الزَّوْفِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ [أَبِي مُرَّةَ] الزَّوْفِيِّ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ حُذَافَةَ الْعَدَوِيِّ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «إِنَّ اللهَ قَدْ أَمَدَّكُمْ بِصَلَاةٍ، لَهِيَ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ. الْوِتْرُ، جَعَلَهُ اللهُ لَكُمْ فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى أَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ».

۱۱۶۸- حضرت خارجہ بن حذافہ عدوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تمھیں مزید ایک نماز عطا فرمائی ہے، وہ تمھارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے، وہ نماز وتر ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے عشاء کی نماز سے صبح صادق طلوع ہونے تک کے وقت میں مقرر کیا ہے۔''

١١٦٧ـ **[إسناده ضعيف جدًا]** أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في فضل التطوع ست ركعات بعد المغرب، ح: ٤٣٥ من حديث زيد بن الحباب العكلي به، وقال: "سمعت محمد بن إسماعيل (البخاري) يقول: عمر بن عبدالله ابن أبي خثعم منكر الحديث، وضعفه جدًا".

١١٦٨ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه أبوداود، الوتر، باب استحباب الوتر، ح: ١٤١٨ من حديث الليث به، واستغربه الترمذي، وصححه الحاكم، والذهبي، وقال ابن حبان: "إسناده منقطع ومتنه باطل"، وحديث أحمد: ٦/ ٧ يغني عنه.

فوائد ومسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے مذکورہ روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ مسند احمد کی روایت اس سے کفایت کرتی ہے' نیز شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک بھی یہ حدیث: [لَهِيَ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ حُمُرِ النَّعَمِ] ''وہ تمھارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔'' کے بغیر صحیح ہے۔ علاوہ ازیں مسند احمد کی روایت جس کی بابت ہمارے محقق نے کہا ہے کہ یہ روایت اس سے کفایت کرتی ہے' میں بھی یہ الفاظ' یعنی سرخ اونٹوں سے بہتر ہے' نہیں ہیں' لہٰذا مذکورہ روایت ان الفاظ کے بغیر قابل حجت اور قابل عمل ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے (الموسوعة الحديثية مسند أحمد بن حنبل: ۳۹/۲۷۱' والصحيحة' رقم: ۱۰۸' ۱۱۴۱' والإرواء' رقم: ۴۲۳) ② نماز وتر اللہ تعالیٰ کا خاص انعام ہے۔ ③ نماز وتر کا وقت عشاء کی نماز سے شروع ہو جاتا ہے۔ اگر عشاء اول وقت پڑھی جائے تو اس کے فوراً بعد وتر پڑھا جا سکتا ہے' تاہم رات کے آخری حصے میں نماز تہجد کے بعد پڑھنا افضل ہے۔ ④ صبح صادق طلوع ہونے پر وتر کا وقت ختم اور نماز فجر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

١١٦٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالاَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ابْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ ابْنِ ضَمْرَةَ السَّلُولِيِّ قَالَ: قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: إِنَّ الْوِتْرَ لَيْسَ بِحَتْمٍ. وَلاَ كَصَلاَتِكُمُ الْمَكْتُوبَةِ. وَلٰكِنْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَوْتَرَ، ثُمَّ قَالَ: «يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ أَوْتِرُوا. فَإِنَّ اللّٰهَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ».

۱۱۶۹- حضرت عاصم بن ضمرہ سلولی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وتر لازمی نہیں ہے اور نہ تمھاری فرض نمازوں کی طرح ہے لیکن رسول اللہ ﷺ نے نماز وتر ادا کی ہے اور فرمایا: ''اے قرآن والو! وتر پڑھا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ وتر (اکیلا) ہے' وتر کو پسند کرتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے محقق نے سنداً ضعیف جبکہ دیگر محققین نے صحیح اور حسن قرار دیا ہے اور انہی محققین کی رائے اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد بن حنبل: ۲/۳۱۳' وصحيح أبو داود (مفصل)' حديث: ۱۲۷۴) ② ''وتر'' سے پوری نماز تہجد بھی مراد ہو سکتی ہے اور تہجد کے آخر میں پڑھی جانے والی چند رکعتیں بھی۔ احادیث میں یہ لفظ ان دونوں معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اس حدیث میں اگر نماز تہجد مراد ہو تو وہ نفلی نماز ہے' تاہم اس کی فضیلت بہت زیادہ ہے اور اگر تہجد کی

١١٦٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الوتر، باب استحباب الوتر، ح: ١٤١٦ من حديث أبي إسحاق به، وحسنه الترمذي، وانظر، ح: ٤٦، ولم أجد تصريح سماع أبي إسحاق، وله شواهد كلها ضعيفة، وأخرج أحمد: ١/١٠٧ بإسناد صحيح عن أبي إسحاق سمعت عاصم بن ضمرة يحدث عن علي رضي الله عنه قال: "ليس الوتر بحتم كالصلاة ولكن سنة فلا تدعوه، قال شعبة: ووجدته مكتوبًا عندي، وقد أوتر رسول الله ﷺ"، وإسناده حسن.

آخری رکعتیں مراد ہوں جو عرف عام میں وتر کہلاتی ہیں تو انھیں سنت مؤکدہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ ③ ''وتر'' کے لفظی معنی ''طاق'' ہیں' یعنی وہ عدد جو دو پر تقسیم نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور ایک کا عدد سب سے پہلا طاق عدد ہے۔ نماز وتر یا نماز تہجد مع وتر بھی طاق عدد میں ہوتی ہے' اس لیے بھی وہ اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے۔ ④ جو عمل اللہ کو پسند ہو' وہ مومن کو بھی پسند ہوتا ہے' اس لیے اس پر اہتمام سے عمل کرنا چاہیے۔

١١٧٠ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ الْأَبَّارُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ. فَأَوْتِرُوا يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ». فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: مَا يَقُولُ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: «لَيْسَ لَكَ وَلَا لِأَصْحَابِكَ».

١١٧٠- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ وتر (اکیلا) ہے اور وتر (طاق عدد) کو پسند کرتا ہے' قرآن والو! وتر (کی نماز) پڑھا کرو۔'' ایک اعرابی نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ کیا فرما رہے ہیں؟ فرمایا: ''تیرے لیے یا تیرے ساتھیوں کے لیے نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① آخری جملہ غالباً صحابی کا ارشاد ہے۔ جب اعرابی نے ارشاد نبوی کا مطلب دریافت کرنا چاہا تو صحابی نے کہا کہ نماز تہجد اور اس طرح کے دوسرے مشکل اعمال پر تمھارا عمل پیرا ہونا مشکل ہے' اس لیے تم یہ مسائل دریافت نہ کرو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ جب اعرابی نے یہ سوال کیا تو یہ جواب کسی صحابی کے بجائے خود رسول اللہ ﷺ نے دیا ہو کہ تم لوگ صرف فرائض پر عمل پیرا رہو تو وہ تم لوگوں کی نجات کے لیے کافی ہے۔ نفلی نمازیں اور تہجد وغیرہ تو وہ لوگ ادا کر سکتے ہیں جو نیکیوں کا بہت زیادہ شوق رکھتے ہوں۔ واللہ أعلم. ② قرآن والوں سے اگر حافظ قرآن مراد ہوں تو وتر سے نماز تہجد مراد ہوگی اور اعرابی لوگ قرآن کے حافظ نہیں ہوتے تھے' اس لیے کہا گیا کہ اس مسئلہ کا تعلق تم جیسے عوام سے نہیں۔ ③ یہ روایت بعض حضرات کے نزدیک صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے گذشتہ حدیث کا فائدہ نمبر ① ملاحظہ ہو۔

(المعجم ١١٥) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا يُقْرَأُ فِي الْوِتْرِ (التحفة ١٥٤)

باب: ١١٥- نماز وتر میں تلاوت کا بیان

١١٧١ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

١١٧١- حضرت ابی بن کعب ؓ سے روایت ہے'

١١٧٠_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الوتر، باب استحباب الوتر، ح:١٤١٧ عن عثمان به، وانظر، ح:١٧٨ لعلته.

١١٧١_ [صحيح] أخرجه أبوداود، الوتر، باب ما يقرأ في الوتر، ح:١٤٢٣ عن عثمان (وغيره) به * والأعمش عنعن، وأخرج الدارقطني: ٢/ ٣١ بإسناد حسن عن فطر عن زبيد عن سعيد به، وإسناده قوي، وللحديث طرق ◀◀

حَدَّثَنَا أَبُوحَفْصٍ الأَبَّارُ : حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ ، عَنْ طَلْحَةَ وَزُبَيْدٍ ، عَنْ ذَرٍّ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أُبَيِّ ابْنِ كَعْبٍ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُوتِرُ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلٰى ، وَقُلْ يَا أَيُّهَا الكَافِرُونَ ، وَقُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ .

انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ وتروں میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾ ﴿قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① یہاں وتر سے مراد وہ نماز ہے جو تہجد کے آخر میں پڑھی جاتی ہے۔ یہ ایک رکعت کی صورت میں بھی ادا کی جاسکتی ہے تین یا پانچ رکعتوں کی صورت میں بھی۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ حدیث: ١١٩٠) ② وتروں میں مذکورہ بالا سورتیں پڑھنا مسنون ہے۔

١١٧٢- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ : حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ : حَدَّثَنَا يُونُسُ ابْنُ أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ بِـ ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ وَ﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْكَٰفِرُونَ﴾ ، وَ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾ .

١١٧٢- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتروں میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾، ﴿قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ أَبُو بَكْرٍ . قَالَ : حَدَّثَنَا شَبَابَةُ . قَالَ : حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، نَحْوَهُ .

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی ایک اور حدیث، ایک دوسری سند سے بیان کی ہے۔

١١٧٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ ،

١١٧٣- حضرت عبدالعزیز بن جریج رحمہ اللہ سے

◄ أخرى، وصححه ابن حبان.

١١٧٢- [صحيح] أخرجه الترمذي، الوتر، باب ماجاء في ما يقرأ به في الوتر، ح: ٤٦٢ من حديث أبي إسحاق به * أبوإسحاق عنعن، والحديث السابق شاهد له.

١١٧٣- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الوتر، باب ما يقرأ في الوتر، ح: ١٤٢٤ من حديث محمد بن سلمة به، وحسنه الترمذي، ح: ٤٦٣ * وخصيف ضعفه الجمهور من جهة حفظه، وعبدالعزيز بن جريج مثله، ولم يسمع من ►

وَأَبُو يُوسُفَ الرَّقِّيُّ، مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الصَّيْدَلاَنِيُّ. قَالاَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ خُصَيْفٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: سَأَلْنَا عَائِشَةَ، بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يُوتِرُ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قَالَتْ: كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَةِ الأُولَى بِـ ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾، وَفِي الثَّانِيَةِ ﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْكَٰفِرُونَ﴾، وَفِي الثَّالِثَةِ ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ.

روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم نے حضرت عائشہ ؓ سے دریافت کیا: رسول اللہ ﷺ نماز وتر میں کیا پڑھتے تھے؟ تو انھوں نے فرمایا: آپ ﷺ پہلی رکعت میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ دوسری رکعت میں ﴿قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور تیسری رکعت میں ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ اور معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) پڑھتے تھے۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس کے شواہد بھی ہیں لیکن ان شواہد کی بابت صحت اور ضعف کا حکم نہیں لگایا، اسی طرح سنن ابوداود (حدیث:۱۴۲۴) کی تحقیق میں لکھتے ہیں کہ "معوذتین" کے علاوہ بقیہ حدیث کے شواہد موجود ہیں' نیز شیخ البانی ؒ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحيح أبوداود (مفصل) حديث:۱۲۸۰) اسی طرح الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد بن حنبل کے محققین نے بھی اسے معوذتین پڑھنے کے سوا صحیح لغیرہ قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (الموسوعة الحديثية' مسند أحمد: ۴۲/۷۹'۸۰) الحاصل: مذکورہ روایت معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) کے علاوہ قابل عمل اور قابل حجت ہے' کیونکہ باقی تین سورتوں کے پڑھنے کا ذکر گزشتہ احادیث: (۱۱۷۱' ۱۱۷۲) میں بھی ملتا ہے جن کو ہمارے فاضل محقق نے بھی صحیح قرار دیا ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١١٦) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ بِرَكْعَةٍ (التحفة ١٥٥)

باب:۱۱۶- ایک رکعت وتر پڑھنا درست ہے

١١٧٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى. وَيُوتِرُ بِرَكْعَةٍ.

۱۱۷۴- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ رات کو دو دو رکعت کر کے نماز پڑھتے تھے اور ایک وتر پڑھتے تھے۔

◄◄ عائشة رضي الله عنها، وله شواهد.

١١٧٤_ [صحيح] تقدم، ح: ١١٤٤.

فوائد ومسائل: ① تہجد کی نماز دو دو رکعت کر کے ادا کی جاتی ہے۔ ② تہجد کے بعد ایک وتر پڑھ لینا کافی ہے لیکن ایک سلام سے تین یا پانچ رکعت بھی پڑھی جاسکتی ہیں۔ ③ ایک وتر پڑھنے کی بابت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِوَاحِدَةٍ فَلْيَفْعَلْ] (سنن أبي داود' الوتر' باب كم الوتر' حديث:١٤٢٢) ''جو کوئی ایک رکعت وتر پڑھنا چاہے تو ایک رکعت (وتر) پڑھے۔'' اس سے بلانفل بھی ایک رکعت وتر پڑھنے کا جواز ملتا ہے۔ اگرچہ آپ کے عمل سے یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ نوافل کی ادائیگی کے بعد ہی آپ نے ایک رکعت وتر پر اکتفا کیا ہے۔ آپ کے اس عمل کو قولی حدیث کے مخالف نہیں سمجھنا چاہیے کیونکہ جیسے آپ کا عمل امت کے لیے قابل اتباع ہے ویسے ہی آپ کا قول اور تقریر بھی قابل عمل ہیں۔ صرف ایک رکعت وتر پر اکتفا کی موافقت حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے عمل سے بھی ہوتی ہے ان کے بارے میں مروی ہے کہ وہ نماز عشاء مسجد نبوی میں ادا کرنے کے بعد صرف ایک رکعت وتر ہی پڑھا کرتے تھے۔ دیکھیے: (الموسوعة الحديثية' مسند أحمد:٣/٦٣' ومصنف عبدالرزاق:٣/٢١'٢٢' وابن أبي شيبة:٢/٢٩٢)

١١٧٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى. وَالْوِتْرُ رَكْعَةٌ». قُلْتُ: أَرَأَيْتَ إِنْ غَلَبَتْنِي عَيْنِي، أَرَأَيْتَ إِنْ نِمْتُ قَالَ: اجْعَلْ أَرَأَيْتَ عِنْدَ ذٰلِكَ النَّجْمِ. فَرَفَعْتُ رَأْسِي، فَإِذَا السِّمَاكُ. ثُمَّ أَعَادَ فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى. وَالْوِتْرُ رَكْعَةٌ قَبْلَ الصُّبْحِ».

١١٧٥- حضرت ابو مجلز رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رات کی نماز دو دو رکعت ہے اور وتر ایک رکعت ہے۔'' ابو مجلز کہتے ہیں: میں نے کہا: یہ فرمایئے کہ اگر میری آنکھ لگ جائے؟ یہ فرمایئے کہ اگر میں سو یا رہ جاؤں (پھر وتر کیسے پڑھوں؟) ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: فرمایئے فرمایئے کو اس ستارے کے پاس پھینک دو۔ میں نے سر اٹھایا تو مجھے سماک ستارہ نظر آیا' ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دوبارہ یہی حدیث بیان کرتے ہوئے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''رات کی نماز دو دو رکعت ہے اور وتر صبح صادق سے پہلے کی ایک رکعت ہے۔''

فوائد ومسائل: ① صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم حدیث پر پوری طرح عمل کرتے تھے اور اس میں شبہ کرنے والے یا اگر مگر کے سوالات نکالنے والے پر ناراض ہوتے تھے۔ ② اگر خیال ہو کہ فجر سے پہلے آنکھ نہیں کھلے گی تو عشاء کے بعد ہی تہجد اور وتر کی نماز ادا کر لینی چاہیے۔ دیکھیے: (حدیث:١١٨٧)

١١٧٥ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنى مثنى، والوتر ركعة من آخر الليل، ح: ٧٥٢ من حديث أبي مجلز به مختصرًا.

١١٧٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنَا الْمُطَّلِبُ بْنُ عَبْدِ اللهِ. قَالَ: سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ رَجُلٌ فَقَالَ: كَيْفَ أُوتِرُ؟ قَالَ: أَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ. قَالَ: إِنِّي أَخْشَى أَنْ يَقُولَ النَّاسُ: الْبُتَيْرَاءُ. فَقَالَ: سُنَّةُ اللهِ وَرَسُولِهِ. يُرِيدُ: هٰذِهِ سُنَّةُ [اللهِ] وَرَسُولِهِ ﷺ.

١١٧٦- حضرت مطلب بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا: میں وتر کیسے پڑھوں؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ایک رکعت وتر پڑھ لیا کرو۔ اس نے کہا: مجھے ڈر ہے کہ لوگ کہیں گے یہ دم کٹی نماز ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی سنت ہے یعنی یہ اللہ (کی مقرر کی ہوئی) اور رسول اللہ ﷺ کی (فرمائی ہوئی) سنت ہے۔

١١٧٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُسَلِّمُ فِي كُلِّ ثِنْتَيْنِ، وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ.

١١٧٧- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے تھے اور ایک وتر پڑھتے تھے۔

فائدہ: اس قسم کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ تین وتر بھی دو سلاموں کے ساتھ پڑھتے تھے یعنی دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیتے اور پھر ایک رکعت پڑھتے۔ اس اعتبار سے تین وتر دو سلام کے ساتھ پڑھنا افضل ہے اگرچہ ایک سلام اور ایک تشہد کے ساتھ بھی جائز ہے۔

(المعجم ١١٧) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُنُوتِ فِي الْوِتْرِ (التحفة ١٥٦)

باب: ١١٧- (نماز) وتر میں دعائے قنوت کا بیان

١١٧٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

١١٧٨- حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

١١٧٦- [إسناده ضعيف] وقال أبوحاتم: "روايته (أي رواية المطلب) عن ابن عباس وابن عمر مرسلة" (التهذيب وغيره).

١١٧٧- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل . . . الخ، ح: ٧٣٦ب من حديث الزهري به مطولاً، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

١١٧٨- [صحيح] أخرجه أبوداود، الوتر، باب القنوت في الوتر، ح: ١٤٢٥، ١٤٢٦ من حديث أبي إسحاق به، وحسنه الترمذي، ح: ٤٦٤، وصححه ابن خزيمة، والنووي في الأذكار.

حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ بُرَيْدِ ابْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ أَبِي الْحَوْرَاءِ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: عَلَّمَنِي جَدِّي رَسُولُ اللهِ ﷺ كَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ فِي قُنُوتِ الْوِتْرِ «اللَّهُمَّ عَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ. وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ. وَاهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ. وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ. وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ. إِنَّكَ تَقْضِي وَلاَ يُقْضَى عَلَيْكَ. إِنَّهُ لاَ يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ. سُبْحَانَكَ رَبَّنَا تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ».

انھوں نے فرمایا: مجھے میرے نانا جناب رسول اللہ ﷺ نے یہ الفاظ سکھائے تھے کہ انہیں وتروں کے قنوت میں پڑھا کروں: [اَللّٰھُمَّ عَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ...... تَبَارَکْتَ وَ تَعَالَیْتَ] ’’اے اللہ! تو جنھیں عافیت بخشتا ہے‘ مجھے بھی ان میں (شامل کر کے) عافیت بخش اور جن سے تو محبت رکھتا ہے‘ ان میں (شامل کر کے) مجھ سے محبت رکھ اور جنھیں تو نے ہدایت دی‘ ان میں (شامل کر کے) مجھے بھی ہدایت دے اور تو نے جو بھی فیصلہ کیا ہے‘ اس کے شر سے مجھے محفوظ فرما اور جو کچھ تو نے مجھے دیا ہے اس میں برکت عطا فرما‘ یقیناً تو ہی فیصلے کرتا ہے‘ تیرے مقابلے میں کوئی فیصلہ نہیں ہوتا اور جسے تو دوست رکھے‘ وہ کہیں ذلیل نہیں ہوسکتا‘ اے ہمارے رب تو پاک ہے‘ تو برکتوں والا اور رفعتوں والا ہے۔‘‘

فوائد ومسائل: ① یہاں دعائے قنوت کا مقام بیان نہیں کیا گیا کہ رکوع سے پہلے ہے یا بعد میں۔ مستدرک حاکم کی روایت میں رکوع سے بعد کی صراحت ہے۔ (المستدرك: ٣/ ١٧٢) لیکن یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ اس کے مقابلے میں زیادہ صحیح روایات میں دعائے قنوتِ وتر کا مقام رکوع سے پہلے بیان ہوا ہے‘ اس لیے یہی راجح ہے۔ اس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔ ② بعض روایات میں اس دعا میں مزید الفاظ بھی ہیں۔ سنن بیہقی اور سنن ابوداود کے بعض نسخوں میں [وَالَیْتَ] کے بعد ہے: [وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ] ’’تو جس سے دشمنی کرے اسے عزت نہیں مل سکتی۔‘‘ (سنن أبي داود‘ الوتر‘ باب القنوت في الوتر‘ حديث: ١٤٢٥ والسنن الكبرىٰ للبيهقي: ٢/ ٢٠٩) سنن نسائی کی روایت: (١٧٤٧) کے آخر میں یہ جملہ ہے: [وَصَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ] ’’اور اللہ تعالیٰ نبی محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمائے۔‘‘ لیکن حافظ ابن حجر‘ امام قسطلانی اور امام زرقانی رحمہم اللہ نے ان الفاظ کو ضعیف قرار دیا ہے‘ تاہم ان الفاظ کو دعا کے آخر میں پڑھ لینے میں کچھ قباحت نہیں کیونکہ ابوحلیمہ معاذ انصاری کے بارے میں ہے کہ وہ قنوت وتر میں رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام پڑھا کرتے تھے۔ دیکھیے: (فضل الصلاة على النبي ﷺ‘ از اسماعيل قاضي‘ رقم: ١٠٧) اور یہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور کا ہے۔ اس اثر کو حافظ ابن حجر اور شیخ البانی رحمہما اللہ نے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صفة صلاة النبي: ص: ١٨٠) اسی طرح حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ بھی قنوت وتر میں نبی کریم ﷺ پر درود وسلام پڑھا کرتے تھے‘ اس اثر کی سند بھی صحیح ہے۔ اسے امام ابن

خزیمہ رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صفة الصلاة النبي' ص:۱۸۰) ③ [نَسْتَغْفِرُكَ وَ نَتُوبُ إِلَيْكَ] کے الفاظ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں' لہٰذا ان الفاظ کو دوران دعا میں پڑھنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ④ یہ ایک عظیم دعا ہے جس میں توحید کے مختلف پہلو دعا کے انداز میں واضح کیے گئے ہیں۔ مومن کو چاہیے کہ توحید کا عقیدہ اس کے مطابق رکھے۔

١١٧٩- حَدَّثَنَا أَبُو عُمَرَ حَفْصُ بْنُ [عَمْرٍو]: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ عَمْرٍو الْفَزَارِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ الْمَخْزُومِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي آخِرِ الْوِتْرِ: «اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ. وَأَعُوذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ. وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ. لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ. أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ».

۱۱۷۹- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتروں کے آخر میں یوں (دعا) فرماتے تھے: [اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ' وَأَعُوذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ' وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ' لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ' أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ] ''اے اللہ! میں تیری ناراضی سے بچتے ہوئے تیری خوشنودی کی پناہ میں آتا ہوں اور تیری سزا سے بچتے ہوئے تیری معافی کی پناہ میں آتا ہوں اور میں تجھ سے (تیرے غیض وغضب سے) تیری (رحمت کی) امان چاہتا ہوں' میں تیری تعریفیں شمار نہیں کرسکتا' تو ویسا ہی ہے جیسے تو نے خود اپنی صفات بیان فرمائی ہیں۔''

فائدہ: دعائے قنوت جو گزشتہ حدیث میں بیان ہوئی' اس کی جگہ یہ دعا بھی پڑھی جاسکتی ہے۔

(المعجم ١١٨) - بَابُ مَنْ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الْقُنُوتِ (التحفة ١٥٧)

باب:۱۱۸- قنوت میں ہاتھ نہ اٹھانے کا بیان

١١٨٠- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا

۱۱۸۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ اپنی کسی دعا میں ہاتھ نہیں اٹھاتے

١١٧٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الوتر، باب القنوت في الوتر، ح:١٤٢٧ من حديث حماد به، وحسنه الترمذي، ح:٣٥٦٦، وصححه الحاكم:١/٣٠٦، والذهبي.

١١٨٠ـ أخرجه البخاري، المناقب، باب صفة النبي ﷺ، ح:٣٥٦٥ من حديث يزيد بن زريع، وح:١٠٣١، ومسلم، صلاة الاستسقاء، باب رفع اليدين بالدعاء في الاستسقاء، ح:٨٩٦ من حديث سعيد بن أبي عروبة به.

سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ كَانَ لاَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ دُعَائِهِ إِلَّا عِنْدَ الاسْتِسْقَاءِ. فَإِنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ.

تھے مگر بارش کی دعا کرتے وقت ہاتھ (اس قدر) بلند کرتے تھے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آ جاتی۔

فوائد ومسائل: ① امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اس حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ دعائے قنوت میں ہاتھ نہ اٹھائے جائیں لیکن سنن بیہقی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے قنوت میں ہاتھ اٹھانا مذکور ہے۔ (السنن الكبرى للبيهقي: ۲/۲۱۱) بعض دیگر احادیث میں اور مواقع پر بھی ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا وارد ہے۔ دیکھیے: (صحيح مسلم' الجهاد' باب الإمداد بالملائكة في غزوة بدر' و إباحة الغنائم' حديث: ۱۷۶۳' وصحيح البخاري' الحج' باب إذا رمى الجمرتين...... ' حديث: ۱۷۵۱) اس لیے اس حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ بارش کی دعا میں ہاتھ زیادہ بلند کرتے تھے جب کہ دوسرے اوقات میں اس طرح ہاتھ بلند نہیں کیے بلکہ کم بلند کیے۔ ② دعائے قنوتِ وتر میں نبی ﷺ نے ہاتھ اٹھائے یا نہیں؟ اس کی بابت کوئی صراحت نہیں ہے' البتہ دعائے قنوتِ نازلہ میں (جو رکوع کے بعد آپ نے مانگی ہے) آپ کا ہاتھ اٹھانا ثابت ہے' اس لیے اس پر قیاس کرتے ہوئے دعا قنوتِ وتر میں بھی ہاتھ اٹھانے صحیح ہوں گے۔ علاوہ ازیں بعض صحابہ سے دعائے قنوتِ وتر میں ہاتھ اٹھانے کا ثبوت ملتا ہے اس لیے ہاتھ اٹھا کر دعائے قنوت پڑھنا بہتر ہے' گو جواز بغیر ہاتھ اٹھائے بھی ہے۔

(المعجم ۱۱۹) - **بَابُ مَنْ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ وَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ** (التحفة ۱۵۸)

باب: ۱۱۹- ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا اور دعا کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرنا

۱۱۸۱ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالاَ: حَدَّثَنَا عَائِذُ بْنُ حَبِيبٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ حَسَّانَ الأَنْصَارِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا دَعَوْتَ اللهَ بِبَاطِنِ كَفَّيْكَ. وَلاَ تَدْعُ بِظُهُورِهِمَا. فَإِذَا فَرَغْتَ فَامْسَحْ بِهِمَا وَجْهَكَ».

۱۱۸۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو اللہ سے دعا کرے تو سیدھی ہتھیلیوں کے ساتھ دعا کر اور ہاتھوں کی پشت کے ساتھ (ہاتھ الٹے کر کے) دعا مت کر۔ اور جب تو (دعا سے) فارغ ہو جائے تو ہاتھوں کو چہرے پر پھیر لے۔''

۱۱۸۱ـ [ضعيف جدًا] تقدم تحت، ح: ۹۵۹، وسيأتي، ح: ۳۸٦٦ وقال البوصيري: 'هٰذا إسناد ضعيف لاتفاقهم على ضعف صالح بن حسان'.

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' اس لیے اس سے دعا کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرنے کا اثبات نہیں ہوتا' تاہم بعض علماء نے شواہد کی بنا پر اس روایت کو حسن لغیرہ تسلیم کیا ہے۔ علاوہ ازیں بعض صحابۂ کرام ؓ کے آثار سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے' اس لیے دعا کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرنے کو مطلقاً ناجائز نہیں کہا جا سکتا' البتہ قنوتِ وتر و نازلہ میں قنوت پڑھنے کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرنے کی ضرورت نہیں' اس لیے کہ اس کا ثبوت صحابہ سے بھی نہیں ملتا۔

(المعجم ١٢٠) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُنُوتِ قَبْلَ الرُّكُوعِ وَبَعْدَهُ (التحفة ١٥٩)

باب:۱۲۰- دعائے قنوت رکوع سے پہلے بھی پڑھ سکتے ہیں اور رکوع کے بعد بھی

١١٨٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زُبَيْدٍ الْيَامِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ فَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوعِ.

۱۱۸۲- حضرت ابی بن کعب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر پڑھتے تھے تو رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① دعائے قنوت' وتروں کی آخری رکعت میں بھی پڑھی جاتی ہے اور خاص مواقع پر فرض نمازوں میں بھی جسے قنوتِ نازلہ کہتے ہیں۔ ② مختلف روایات میں رکوع سے پہلے بھی قنوت مذکور ہے اور رکوع کے بعد بھی' اس لیے دونوں طرح جائز ہے' چاہے پہلے پڑھ لیں' چاہے بعد میں لیکن زیادہ بہتر اور افضل یہی ہے کہ دعائے قنوتِ وتر رکوع سے پہلے پڑھی جائے کیونکہ بعد میں پڑھنے والی روایت میں ضعف ہے' البتہ دعائے قنوتِ نازلہ رکوع کے بعد پڑھی جائے گی جیسا کہ احادیث میں اس کی بابت صراحت ہے۔ واللہ أعلم.

١١٨٣- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سُئِلَ عَنِ الْقُنُوتِ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ، فَقَالَ: كُنَّا نَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوعِ وَبَعْدَهُ.

۱۱۸۳- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ ان سے صبح کی نماز میں قنوت پڑھنے کا مسئلہ دریافت کیا گیا تو انھوں نے فرمایا: ہم رکوع سے پہلے بھی قنوت پڑھ لیا کرتے تھے اور رکوع کے بعد بھی۔

١١٨٢ـ [صحيح] تقدم تحت ح: ١١٧١، وأخرجه النسائي: ٣/ ٢٣٥ قيام الليل، ذكر اختلاف ألفاظ الناقلين لخبر أبي بن كعب في الوتر، ح: ١٧٠٠ عن علي بن ميمون به * سفيان تابعه فطر وغيره.

١١٨٣ـ [حسن] وقال البوصيري: "إسناده صحيح، ورجاله ثقات" * حميد الطويل عنعن وتقدم، ح: ٨٦٦، ولحديثه شواهد معنوية.

فائدہ: یہ بعض صحابہ کا عمل ہے ورنہ نبی ﷺ کا عمل قنوتِ نازلہ میں رکوع کے بعد ہی پڑھنے کا ہے۔

١١٨٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الْقُنُوتِ، فَقَالَ: قَنَتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَعْدَ الرُّكُوعِ.

۱۱۸۴- جناب محمد رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے قنوت کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے رکوع کے بعد دعائے قنوت فرمائی۔

فائدہ: یہاں حدیث میں اختصار ہے۔ اصل میں یہ وہی حدیث ہے جس میں یہ درج ہے کہ نبی ﷺ نے ایک مہینہ مسلسل پانچوں فرض نمازوں میں رکوع کے بعد قنوتِ نازلہ پڑھی۔

(المعجم ١٢١) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ آخِرَ اللَّيْلِ (التحفة ١٦٠)

باب:۱۲۱- رات کے آخری حصے میں وتر پڑھنا

١١٨٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ وَثَّابٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ وِتْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرَ. مِنْ أَوَّلِهِ وَأَوْسَطِهِ، وَانْتَهَى وِتْرُهُ حِينَ مَاتَ فِي السَّحَرِ.

۱۱۸۵- حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نمازِ وتر کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے رات کے ہر حصے میں وتر پڑھے ہیں رات کے شروع میں بھی اور درمیان میں بھی اور جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو (ان دنوں) آپ کے وتر (عام طور پر) سحر کے وقت ختم ہوتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① وتر کا وقت تہجد کے بعد ہے۔ رات کے ہر حصے میں وتر پڑھنے سے رات کے ہر حصے میں تہجد پڑھنا ثابت ہوتا ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ کا غالب معمول رات کے نصف آخر میں جاگنے کا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ رات کے پہلے حصے میں سوتے اور آخری حصے میں اٹھ کر نماز پڑھتے تھے پھر اپنے بستر پر آرام فرماتے تھے جب مؤذن اذان دیتا تو جلدی سے اٹھ کھڑے ہوتے...... (صحیح البخاري، التھجد، باب من نام أوّل اللیل و أحیا آخرہ، حدیث:۱۱۴۶) یہ صورت غالباً وہی ہے جس کا ذکر اس حدیث مبارک میں ہے:

١١٨٤ـ أخرجه البخاري، الوتر، باب القنوت قبل الركوع وبعده، ح: ١٠٠١، ومسلم، المساجد، باب استحباب القنوت في جميع الصلوات . . . الخ، ح: ٦٧٧ب من حديث أيوب به.

١١٨٥ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ . . . الخ، ح: ٧٤٥ب من حديث أبي حصين به.

''اللہ کو سب سے محبوب نماز داود علیہ السلام کی نماز ہے' اور اللہ کو سب سے محبوب روزہ داود علیہ السلام کا روزہ ہے۔ وہ نصف رات سوتے' (پھر) تہائی رات قیام فرماتے' (پھر) رات کا چھٹا حصہ سوتے تھے۔ اور ایک دن روزہ رکھتے' ایک دن نہیں رکھتے تھے۔'' (صحيح البخاري' التهجد' باب من نام عندالسحر' حديث:١١٣١) ④ رسول اللہ ﷺ نے آخری عمر میں جو معمول اختیار فرمایا' وہ صبح صادق تک نماز پڑھنے کا تھا' تاہم فجر کی سنتیں پڑھ کر تھوڑی دیر لیٹ جاتے تھے۔

١١٨٦ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. مِنْ أَوَّلِهِ وَأَوْسَطِهِ، وَانْتَهَى وِتْرُهُ إِلَى السَّحَرِ.

١١٨٦- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے رات کے ہر حصے میں وتر پڑھے ہیں۔ رات کے شروع میں بھی اور درمیان میں بھی اور آپ کے وتر سحر تک ختم ہوتے تھے۔

فائدہ: صبح صادق تک وتر ختم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ رات کے بالکل آخری حصے میں وتر پڑھے حتی کہ جب فارغ ہوئے تو اذان کا وقت ہو گیا' یعنی فجر کی اذان سے پہلے وتر پڑھے' یہ نماز وتر کا آخری وقت ہے۔

١١٨٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي غَنِيَّةَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ خَافَ مِنْكُمْ أَنْ لاَ يَسْتَيْقِظَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ، فَلْيُوتِرْ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ ثُمَّ لِيَرْقُدْ. وَمَنْ طَمِعَ مِنْكُمْ أَنْ يَسْتَيْقِظَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ، فَلْيُوتِرْ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ. فَإِنَّ قِرَاءَةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَحْضُورَةٌ. وَذٰلِكَ أَفْضَلُ».

١١٨٧- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کو یہ خوف ہو کہ وہ رات کے آخری حصے میں نہیں جاگ سکے گا' وہ رات کی ابتدا میں (عشاء کے بعد) وتر پڑھ کر سو جائے اور جسے یہ امید ہو کہ وہ رات کے آخری حصے میں جاگ پڑے گا' اسے چاہیے کہ رات کے آخری حصے میں وتر پڑھے کیونکہ رات کے آخری حصے میں تلاوت (سننے) کے لیے (فرشتے) حاضر ہوتے ہیں اور یہ افضل ہے۔''

١١٨٦ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ١٣٧، ٨٦ عن محمد بن جعفر، وعن وكيع به، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

١١٨٧ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب من خاف أن لا يقوم من آخر الليل فليوتر أوله، ح: ٧٥٥ من حديث الأعمش به.

فوائد ومسائل: ① رات کے آخری حصے میں وتر پڑھنا افضل ہے۔ ② اس وقت وتر سے پہلے کچھ نوافل بھی ادا کر لینا افضل ہے۔ ③ فرشتے تلاوت قرآن مجید سے محبت رکھتے ہیں' اس لیے مومن کی تلاوت سننے کے لیے خاص طور پر جمع ہو جاتے ہیں۔ ④ فرشتوں کا یہ اجتماع رات کے آخری حصے میں ہوتا ہے۔

(المعجم ١٢٢) - **بَابُ مَنْ نَامَ عَنْ وِتْرٍ أَوْ نَسِيَهُ** (التحفة ١٦١)

باب: ۱۲۲- اگر نیند یا بھول کی وجہ سے وتر رہ جائیں تو کیا کرے؟

١١٨٨- حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ [الْمَدَنِيُّ]، وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «مَنْ نَامَ عَنِ الْوِتْرِ أَوْ نَسِيَهُ، فَلْيُصَلِّ إِذَا أَصْبَحَ، أَوْ ذَكَرَهُ».

۱۱۸۸- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص وتر چھوڑ کر سویا رہے (اور اسے جاگ نہ آئے) یا اسے یاد نہ رہے تو اسے چاہیے کہ صبح کو یاد آنے پر وتر پڑھ لے۔''

فائدہ: اس حدیث میں نماز وتر کی اہمیت کا اثبات ہے کہ اگر وہ سوئے رہ جانے سے یا بھول جانے کی وجہ سے رہ جائے تو یاد آنے اور جاگنے کے بعد اسے پڑھ لے' اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وتر کی قضا بھی ضروری ہے اور اس حدیث کی رُو سے اسے فجر کی نماز سے پہلے' یا نماز فجر کے بعد پڑھ لیا جائے کیونکہ مکروہ اوقات میں قضا شدہ نماز کی قضا جائز ہے۔ ایک دوسری رائے اس سلسلے میں یہ ہے کہ وتر اپنے وقت میں نہ پڑھے جا سکیں تو پھر انھیں پڑھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے اس موقف کی تائید میں بھی بعض روایات آتی ہیں لیکن بعض علماء کے نزدیک یہ حکم ان لوگوں کے لیے ہے جو عمداً وتر چھوڑ دیں۔ دیکھیے: (حاشیہ ترمذی' احمد محمد شاکر ۲/۳۳۳) اور بعض روایات میں نبی ﷺ کا یہ عمل بیان ہوا ہے کہ اگر کبھی نیند یا بیماری کی وجہ سے آپ کا قیام اللیل رہ جاتا تو آپ سورج نکلنے کے بعد بارہ رکعت پڑھتے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' صلاۃ المسافرین' باب: ۱۸' حدیث: ۷۴۶) اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ جس کے وتر رہ جائیں تو وہ سورج نکلنے کے بعد اس کی قضا جفت کی شکل میں دے' یعنی ایک وتر کی جگہ دو رکعت' تین وتر کی جگہ چار رکعات پڑھے لیکن ہمارے خیال میں ایسا اس شخص کے لیے ضروری ہوگا جو قیام اللیل (نماز تہجد) کا عادی ہو' عام شخص کیلئے وتروں کی قضا' وتر ہی کی شکل میں مناسب معلوم ہوتی ہے۔

١١٨٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى،

۱۱۸۹- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

١١٨٨ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الوتر، باب في الدعاء بعد الوتر، ح: ١٤٣١ بإسناد صحيح عن زيد بن أسلم به، وصححه الحاكم، والذهبي، والعراقي وغيرهم.

١١٨٩ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنٰى مثنٰى والوتر ركعة من آخر الليل، ح: ٧٥٤ من◀◀

وَأَحْمَدُ بْنُ الأَزْهَرِ قَالاَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ : أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَوْتِرُوا قَبْلَ أَنْ تُصْبِحُوا».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صبح ہونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کرو۔''

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى : فِي هٰذَا الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ حَدِيثَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَاهٍ.

امام ابن ماجہ ؒ کے استاد جناب محمد بن یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عبدالرحمٰن (بن زید بن اسلم) کی روایت (حدیث:۱۱۸۸) ضعیف ہے۔''

فائدہ: جناب محمد بن یحییٰ نے اس حدیث کو غالباً اس لیے ضعیف قرار دیا ہے کہ وہ سابقہ حدیث سے بظاہر متعارض ہے لیکن کہا جا سکتا ہے کہ پہلی حدیث میں عذر (نیند یا بھول) کی صورت میں حکم مذکور ہے اور دوسری حدیث میں اصل حکم کا ذکر ہے جس پر عمل کرنا چاہیے۔ اس لحاظ سے تعارض نہیں ہوگا۔

(المعجم ١٢٣) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ بِثَلَاثٍ وَخَمْسٍ وَسَبْعٍ وَتِسْعٍ (التحفة ١٦٢)

باب:۱۲۳- تین، پانچ، سات اور نو وتر پڑھنے کا بیان

١١٩٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ : حَدَّثَنَا الْفِرْيَابِيُّ، عَنِ الأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «الْوِتْرُ حَقٌّ. فَمَنْ شَاءَ فَلْيُوتِرْ بِخَمْسٍ. وَمَنْ شَاءَ فَلْيُوتِرْ بِثَلَاثٍ. وَمَنْ شَاءَ فَلْيُوتِرْ بِوَاحِدَةٍ».

۱۱۹۰- حضرت ابو ایوب انصاری ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وتر ضروری ہیں، لہٰذا جو شخص پانچ رکعت وتر پڑھنا چاہے پڑھ لے اور جو شخص تین وتر پڑھنا چاہے پڑھ لے اور جو شخص ایک وتر پڑھنا چاہے پڑھ لے۔''

فوائد ومسائل: ① [اَلْوِتْرُ حَقٌّ] سے بعض علماء نے وتر کے وجوب پر استدلال کیا ہے، حالانکہ یہی لفظ جمعے کے

◄◄ حديث معمر به .

١١٩٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الوتر، باب كم الوتر؟، ح: ١٤٢٢ من حديث الزهري به، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي، والنووي وغيرهم، والحديث صحيح مرفوعًا وموقوفًا .

غسل کے لیے بھی استعمال ہوا ہے لیکن اسے واجب نہیں کہا جاتا' تاہم اس حدیث کی بنا پر وتر کو سنت مؤکدہ تو سمجھا ہی جا سکتا ہے۔ ② ایک سلام سے پانچ وتر بھی پڑھے جا سکتے ہیں اور تین وتر بھی۔ ③ تین وتر پڑھنے کا ارادہ ہو تو پہلے دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرا جائے' پھر ایک وتر پڑھا جائے۔ یہ تین وتر پڑھنے کا افضل طریقہ ہے۔ یا پھر تین رکعتیں ایک سلام سے پڑھی جائیں جن میں دو رکعت کے بعد تشہد نہ پڑھا جائے۔

١١٩١ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ [زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى]، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ، قُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَفْتِينِي عَنْ وِتْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. قَالَتْ: كُنَّا نُعِدُّ لَهُ سِوَاكَهُ وَطَهُورَهُ. فَيَبْعَثُهُ اللهُ فِيمَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ. فَيَتَسَوَّكُ وَيَتَوَضَّأُ ثُمَّ يُصَلِّي تِسْعَ رَكَعَاتٍ. لَا يَجْلِسُ فِيهَا إِلَّا عِنْدَ الثَّامِنَةِ. فَيَدْعُو رَبَّهُ. فَيَذْكُرُ اللهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوهُ. ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ. ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي التَّاسِعَةَ. ثُمَّ يَقْعُدُ فَيَذْكُرُ اللهَ، وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُو رَبَّهُ وَيُصَلِّي عَلَى نَبِيِّهِ. ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيماً يُسْمِعُنَا. ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَعْدَمَا يُسَلِّمُ وَهُوَ قَاعِدٌ. فَتِلْكَ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً. فَلَمَّا أَسَنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَأَخَذَ اللَّحْمَ، أَوْتَرَ بِسَبْعٍ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ.

١١٩١- حضرت سعد بن ہشام رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کرتے ہوئے کہا: ام المومنین! مجھے رسول اللہ ﷺ کی نماز وتر (تہجد) کے متعلق ارشاد فرمائیے۔ انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے لیے مسواک اور (وضو کے لیے) پانی تیار رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ رات کے جس حصے میں نبی علیہ السلام کو اٹھانا چاہتا' اٹھا دیتا' آپ مسواک کرتے' وضو کرتے' پھر نو رکعت نماز پڑھتے' اس میں صرف آٹھویں رکعت پر (تشہد کے لیے) بیٹھتے تو اپنے رب سے دعائیں کرتے۔ (یعنی) اللہ کا ذکر کرتے' اس کی تعریف فرماتے اور دعائیں پڑھتے' پھر سلام پھیرے بغیر کھڑے ہو جاتے۔ کھڑے ہو کر نویں رکعت پڑھتے' پھر (تشہد میں) بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتے' اس کی تعریفیں کرتے' رب سے دعائیں مانگتے اور اس کے نبی پر درود پڑھتے' پھر (قدرے بلند آواز سے) سلام پھیرتے جو ہمیں سن جائے' پھر سلام پھیرنے کے بعد بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھتے۔ یہ گیارہ رکعتیں ہوئیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کی عمر زیادہ ہو گئی اور جسم مبارک بھاری ہو گیا تو آپ سات وتر پڑھتے تھے اور سلام کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

١١٩١- [صحيح] أخرجه النسائي، قيام الليل، كيف الوتر بتسع؟، ح: ١٧٢١ من حديث سعيد به مختصرًا * سعيد وقتادة صرحا بالسماع عند البيهقي: ٢/ ٤٩٩، وأخرجه مسلم في صحيحه، ح: ٧٤٦ عن أبي بكر بن أبي شيبة به مختصرًا.

فوائد ومسائل: ① نو رکعت وتر اصل میں نماز تہجد مع وتر ہے جو ایک سلام سے پڑھی جاتی ہے۔ ② نو وتر پڑھتے وقت آٹھ رکعت کے بعد تشہد پڑھنا چاہیے۔ ③ وتر کی نماز کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ وتر سب سے آخر میں پڑھے' رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے: [اِجْعَلُوا آخِرَ صَلاَتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا] (صحیح مسلم' صلاة المسافرين' باب صلاة الليل مثنى مثنى' والوتر ركعة من آخر الليل' حديث:٧٥١) "اپنی رات کی نماز وتر پر ختم کرو۔" دو رکعت بعد میں پڑھنا بھی اس حکم کے خلاف نہیں کیونکہ یہ اسی طرح ہیں جس طرح مغرب کی نماز کے بعد دو سنتیں ہیں۔ ④ تہجد کی نماز آٹھ رکعت سے کم پڑھنا بھی جائز ہے۔

١١٩٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ زُهَيْرٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُوتِرُ بِسَبْعٍ أَوْ بِخَمْسٍ. لاَ يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِتَسْلِيمٍ وَلاَ كَلاَمٍ.

۱۱۹۲- حضرت ام المومنین ام سلمہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سات یا پانچ رکعت وتر پڑھتے تھے' ان کے درمیان سلام یا کلام کے ساتھ تفریق نہیں کرتے تھے (ایک ہی سلام سے پڑھتے تھے۔)

(المعجم ١٢٤) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ فِي السَّفَرِ** (التحفة ١٦٣)

باب:۱۲۴- سفر میں نماز وتر کا بیان

١١٩٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالاَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي فِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ. لاَ يَزِيدُ عَلَيْهِمَا. وَكَانَ يَتَهَجَّدُ مِنَ اللَّيْلِ. قُلْتُ: وَكَانَ يُوتِرُ؟

۱۱۹۳- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سفر میں دو رکعت (فرض) ادا کرتے تھے' اس سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے اور نبی ﷺ (سفر میں) رات کو تہجد بھی پڑھتے تھے۔ (سالم فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا: آپ ﷺ (سفر میں) وتر بھی پڑھتے تھے؟" ابن عمر ؓ نے فرمایا: ہاں۔

١١٩٢ـ **[صحيح]** أخرجه النسائي: ٣/ ٢٣٩، قيام الليل، باب كيف الوتر بخمس وذكر الاختلاف على الحكم في حديث الوتر، ح: ١٧١٥، ١٧١٦ من حديث منصور به * الحكم بن عتيبة ربما دلس وعنعن، وأخرج الطبراني: ٣٧٨/٢٣، ح: ٨٩٥ عنه عن مقسم عن ابن عباس عن أم سلمة به، وللحكم طريق آخر عند النسائي، ح: ١٧١٧، ولحديثه شواهد معنوية.

١١٩٣ـ **[إسناده ضعيف]** انظر، ح: ٣٥٦ لعلته، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف . . . الخ".

قَالَ: نَعَمْ.

١١٩٤ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ ابْنِ عُمَرَ قَالاَ: سَنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلاَةَ السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ. وَهُمَا تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ. وَالْوِتْرُ فِي السَّفَرِ سُنَّةٌ.

۱۱۹۴- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سفر کی نماز دو رکعت مقرر فرمائی ہے۔ یہ مکمل نماز ہے ناقص نہیں اور سفر میں وتر پڑھنا سنت ہے۔

(المعجم ١٢٥) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْوِتْرِ جَالِسًا** (التحفة ١٦٤)

باب:۱۲۵- وتروں کے بعد بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھنے کا بیان

١١٩٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا مَيْمُونُ بْنُ مُوسَى الْمَرَئِيُّ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْوِتْرِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، وَهُوَ جَالِسٌ.

۱۱۹۵- حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر کے بعد بیٹھ کر ہلکی سی دو رکعتیں پڑھ لیا کرتے تھے۔

١١٩٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ. ثُمَّ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ يَقْرَأُ فِيهِمَا وَهُوَ جَالِسٌ. فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، قَامَ فَرَكَعَ.

۱۱۹۶- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک وتر پڑھتے تھے پھر دو رکعتیں پڑھتے ان میں قراءت بیٹھ کر کرتے جب رکوع کرنا ہوتا تو کھڑے ہو کر رکوع کرتے۔

١١٩٤ـ [إسناده ضعيف جدًا] وضعفه البوصيري، انظر الحديث السابق لعلته.

١١٩٥ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الوتر، باب ماجاء لا وتران في ليلة، ح: ٤٧١ عن محمد بن بشار به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد، انظر الحديث الآتي.

١١٩٦ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل . . . الخ، ح: ٧٣٨ ب من حديث يحيى به نحو المعنى باختلاف يسير، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

فائدہ: وتروں کے بعد دو رکعت پڑھنا جائز ہے جو بیٹھ کر بھی پڑھی جا سکتی ہیں اور کھڑے ہو کر بھی لیکن بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھنے سے آدھا ثواب ملتا ہے۔(صحیح البخاري' التقصیر' باب صلاۃ القاعد' حدیث:۱۱۱۵)

(المعجم ١٢٦) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الضِّجْعَةِ بَعْدَ الْوِتْرِ وَبَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ (التحفة ١٦٥)

باب:۱۲۶- وتر اور فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنے کا بیان

١١٩٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مِسْعَرٍ وَ سُفْيَانَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا كُنْتُ أُلْفِي أَوْ أَلْقَى النَّبِيَّ ﷺ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ إِلَّا وَهُوَ نَائِمٌ عِنْدِي.

قَالَ وَكِيعٌ: تَعْنِي بَعْدَ الْوِتْرِ.

۱۱۹۷- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں رات کے آخری حصے میں رسول اللہ ﷺ کو ہمیشہ اپنے ہاں سوئے ہوئے پاتی تھی۔

وکیع ؒ بیان کرتے ہیں: یعنی وتر کے بعد۔

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کا اکثر معمول نصف رات کے بعد تہجد شروع کر کے فجر سے گھنٹہ دو گھنٹے پہلے فارغ ہو جانے کا تھا' اس لیے صبح صادق کے وقت رسول اللہ ﷺ آرام فرما رہے ہوتے تھے لیکن بہت دفعہ رات کے آخر تک بھی نماز میں مشغول رہتے تھے جیسے کہ دوسری روایات میں مذکور ہے۔ ② ہر شخص اپنی سہولت کے مطابق رات کے کسی حصے میں نماز تہجد ادا کر سکتا ہے اور اس کا وقت بھی کم و بیش ہو سکتا ہے۔

١١٩٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ.

۱۱۹۸- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ جب فجر کی دو (سنت) رکعتیں پڑھ لیتے تو دائیں پہلو پر لیٹ جاتے۔

فائدہ: فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا سنت ہے لیکن نبی اکرم ﷺ سے بعض اوقات نہ لیٹنا بھی ثابت ہے۔ حضرت

١١٩٧ـ أخرجه البخاري، التهجد، باب من نام عند السحر، ح:١١٣٣ من حديث سعد به، ومسلم، صلاة المسافرين، الباب السابق، ح:٧٤٢ من حديث مسعر به.

١١٩٨ـ [صحيح] أخرجه أحمد:٦/ ٤٨، ٤٩ عن إسماعيل به، أخرجه البخاري، ح:٦٢٦ وغيره، ومسلم، ح:٧٣٦، وغيرهما من حديث الزهري به مطولاً.

عائشہ ؓ ہی سے مروی ہے انھوں نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ جب فجر کی سنتیں پڑھ لیتے تو اگر میں جاگ رہی ہوتی تو آپ مجھ سے بات چیت کرتے ورنہ لیٹ جاتے حتی کہ آپ کو نماز (کی اقامت ہو جانے) کی اطلاع دی جاتی۔

(صحيح البخاري' التهجد' باب من تحدث بعد الركعتين ولم يضطجع' حديث:١١٦١)

١١٩٩ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنِي سُهَيْلُ ابْنُ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا صَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اضْطَجَعَ.

١١٩٩- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب فجر کی دو رکعتیں پڑھتے تو لیٹ جاتے۔

(المعجم ١٢٧) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ عَلَى الرَّاحِلَةِ** (التحفة ١٦٦)

باب:١٢٧- سواری پر وتر پڑھنے کا بیان

١٢٠٠ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ. فَتَخَلَّفْتُ فَأَوْتَرْتُ. فَقَالَ: مَا خَلَّفَكَ؟ قُلْتُ: أَوْتَرْتُ. قَالَ: أَمَا لَكَ فِي رَسُولِ اللهِ ﷺ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ؟ قُلْتُ: بَلَى. قَالَ: فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ عَلَى بَعِيرِهِ.

١٢٠٠- حضرت سعید بن یسار ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کے ہمراہ (سفر میں) تھا' میں (راستے میں رک گیا اور) ان سے پیچھے رہ گیا اور (سواری سے اتر کر) وتر پڑھ لیے۔ (جب دوبارہ ان سے جا ملا) تو انھوں نے پوچھا: تم پیچھے کیوں رہ گئے تھے؟ میں نے عرض کیا: میں نے وتر پڑھے ہیں۔ فرمایا: کیا تمھارے لیے اللہ کے رسول ﷺ میں اچھا نمونہ نہیں؟ میں نے کہا: جی ہاں' ہے۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ اپنے اونٹ ہی پر وتر پڑھ لیا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① نماز وتر کی ادائیگی کے لیے سواری سے اترنا ضروری نہیں لیکن فرض نماز زمین ہی پر ادا کی جائے۔ ② سفر میں وتر پڑھے جاتے ہیں۔ ③ سفر میں ساتھیوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ ④ اگر کسی ساتھی کی غلطی معلوم

١١٩٩- [صحيح] * عمر بن هشام روى عن أبي حاتم الرازي وهو لا يروي إلا عن ثقة عنده، وباقي السند صحيح، وللحديث شواهد، انظر الحديث السابق.

١٢٠٠- أخرجه البخاري، الوتر، باب الوتر على الدابة، ح:٩٩٩، ومسلم، صلاة المسافرين، باب جواز صلاة النافلة على الدابة في السفر حيث توجهت، ح:٧٠٠ من حديث مالك به.

ہوتو اسے اچھے طریقے سے صحیح مسئلہ بتا دینا چاہیے۔

١٢٠١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الأَسْفَاطِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ ابْنُ مَنْصُورٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُوتِرُ عَلَى رَاحِلَتِهِ.

۱۲۰۱- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سواری پر وتر پڑھ لیتے تھے۔

(المعجم ١٢٨) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ أَوَّلَ اللَّيْلِ** (التحفة ١٦٧)

باب:۱۲۸- شروع رات میں وتر پڑھنے کا بیان

١٢٠٢- حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ تَوْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِأَبِي بَكْرٍ: «أَيَّ حِينٍ تُوتِرُ؟» قَالَ: أَوَّلَ اللَّيْلِ بَعْدَ الْعَتَمَةِ. قَالَ: «فَأَنْتَ يَا عُمَرُ؟» فَقَالَ: آخِرَ اللَّيْلِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَمَّا أَنْتَ يَا أَبَا بَكْرٍ، فَأَخَذْتَ بِالْوُثْقَى. وَأَمَّا أَنْتَ يَا عُمَرُ، فَأَخَذْتَ بِالْقُوَّةِ».

۱۲۰۲- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر ؓ سے فرمایا: ''کس وقت وتر پڑھتے ہو؟'' انھوں نے کہا: عشاء کے بعد رات کے شروع میں پڑھ لیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عمر! تم (کب وتر پڑھتے ہو؟'') انھوں نے کہا: رات کے آخری حصے میں (پڑھتا ہوں۔) نبی ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر! تم نے زیادہ پختہ اور قابل اعتماد کام اختیار کیا اور عمر! تم نے قوت والا کام اختیار کیا۔''

حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ تَوْبَةَ: أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَلِيمٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ. فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ ؒ نے کہا: ہمیں ابوداود سلیمان بن توبہ نے ایک دوسری سند سے حضرت ابن عمر ؓ سے اسی طرح روایت بیان کی۔

فوائد ومسائل: ① نماز وتر رات کے ابتدائی حصے میں بھی ادا کی جاسکتی ہے اور آخری حصے میں بھی۔ ② شروع

١٢٠١ـ [صحيح] أخرجه محمد بن نصر المروزي في قيام الليل، ص: ٢٧٨ من حديث عباد عن عكرمة به، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف لضعف عباد بن منصور" قلت: وله شواهد، انظر الحديث السابق.

١٢٠٢ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٠٩، ٣٣٠ من حديث زائدة به، قال البوصيري: "هذا إسناد حسن"، والسند الثاني حسن، وقد صححه البوصيري، وله شواهد عند أبي داود، ح: ١٤٣٤ وغيره.

رات میں تہجد اور وتر پڑھنے کا یہ فائدہ ہے کہ قضا ہو جانے کا خطرہ نہیں رہتا لیکن رات کے آخر میں تہجد پڑھنا عزم اور حوصلے والوں کا کام ہے اس لیے وہ افضل ہے۔

(المعجم ١٢٩) - بَابُ السَّهْوِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ١٦٨)

باب:۱۲۹-نماز میں بھول واقع ہو جانے کا بیان

١٢٠٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ فَزَادَ أَوْ نَقَصَ قَالَ إِبْرَاهِيمُ: وَالْوَهْمُ مِنِّي، فَقِيلَ لَهُ: يَارَسُولَ اللهِ أَزِيدَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ؟ قَالَ: «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ. أَنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ. فَإِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ» ثُمَّ تَحَوَّلَ النَّبِيُّ ﷺ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ.

۱۲۰۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی اس میں (بھول کر) کمی بیشی ہو گئی۔ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے کہا: وہم مجھے ہوا ہے (یاد نہیں رہا کہ استاد محترم حضرت علقمہ رحمہ اللہ نے کمی کا لفظ فرمایا تھا یا زیادتی کا۔) عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا نماز میں کچھ اضافہ ہو گیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں ایک انسان ہی ہوں جس طرح تم بھول جاتے ہو (کبھی کبھار) میں بھی بھول جاتا ہوں تو جب کسی سے بھول ہو جائے تو بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر لیا کرے۔'' پھر نبی ﷺ نے (قبلے کی طرف) منہ پھیرا اور دو سجدے کیے۔

فوائد ومسائل: ① نماز میں بھول عام طور پر شیطان کے وسوسے اور انسان کی غفلت کی وجہ سے ہوتی ہے۔ نماز میں اس نقص کے ازالے کے لیے سجدہ سہو مقرر کیا گیا ہے۔ ② سجدہ اللہ تعالیٰ کے سامنے عجز کا اظہار ہے۔ گویا مسلمان اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے اظہار کرتا ہے کہ اللہ ہی ہر عیب ونقص سے پاک ہے۔ ③ سجدہ عبادت کی ایک اعلیٰ صورت ہے اس لیے شیطان اسے ناپسند کرتا ہے۔ مومن جب نماز میں غلطی ہو جانے پر سجدے کرتا ہے تو اس سے شیطان کی تذلیل ہوتی ہے کہ اس نے بندے کو نماز کے ثواب سے محروم کرنا چاہا لیکن بندے کو سجدوں کا مزید ثواب مل گیا۔ ④ نبی اکرم ﷺ کو نماز میں بھول پیش آ جانے میں اللہ کی خاص حکمت تھی۔ وہ یہ کہ مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ بھول کی صورت میں شرعی حکم کیا ہے اور سجدے کا کیا طریقہ ہے۔

١٢٠٤- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا

۱۲۰۴- حضرت عیاض بن ہلال انصاری رحمہ اللہ سے

۱۲۰۳- أخرجه مسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود له، ح: ٥٧٢ من حديث علي بن مسهر به.

۱۲۰٤- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب من قال يتم على أكثر ظنه، ح: ١٠٢٩ من حديث إسماعيل◀◀

إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ هِشَامٍ: حَدَّثَنِي يَحْيَى: حَدَّثَنِي عِيَاضٌ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، فَقَالَ: أَحَدُنَا يُصَلِّي فَلَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى. فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلَمْ يَدْرِ كَمْ صَلَّى، فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ».

روایت ہے کہ انھوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے سوال کیا اور کہا: ایک آدمی نماز پڑھتا ہے (لیکن نماز کے دوران میں) اسے معلوم ہی نہیں رہتا کہ اس نے کتنی نماز پڑھی ہے (وہ کیا کرے؟) ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے اور اسے معلوم نہ رہے کہ کتنی نماز پڑھی ہے تو بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر لے۔‘‘

فوائد ومسائل: ① بیٹھے بیٹھے سجدے کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اسے نماز یا رکعت دوبارہ پڑھنے کے لیے اٹھنے کی ضرورت نہیں‘ صرف سہو کے دو سجدے کر لینا کافی ہیں۔ ② اس میں اشارہ ہے کہ سجدۂ سہو سلام سے پہلے کیا جائے گا۔ ③ یہ حدیث مزید تفصیل سے آگے آ رہی ہے۔ دیکھیے: (حدیث: ۱۲۱۰)

(المعجم ۱۳۰) - بَابُ مَنْ صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا وَهُوَ سَاهٍ (التحفة ١٦٩)

باب: ۱۳۰- بھول کر ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھنے کا بیان

١٢٠٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ شُعْبَةَ: حَدَّثَنِي الْحَكَمُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ الظُّهْرَ خَمْسًا. فَقِيلَ لَهُ: أَزِيدَ فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: «وَمَا ذَاكَ؟». فَقِيلَ لَهُ. فَثَنَى رِجْلَهُ، فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ.

۱۲۰۵- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: ایک بار نبی ﷺ نے ظہر کی نماز کی پانچ رکعتیں پڑھیں۔ آپ سے کہا گیا: کیا نماز (کی رکعتوں) میں اضافہ کر دیا گیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’بات کیا ہے؟‘‘ آپ کو بتایا گیا (کہ پانچ رکعتیں پڑھی گئی ہیں۔) تب آپ ﷺ نے پاؤں موڑا اور دو سجدے کر لیے۔

فوائد ومسائل: ① بھول چوک انسانی فطرت ہے جس کا ظہور عبادت کے دوران میں بھی ہو سکتا ہے اس لیے غفلت تو قابل مؤاخذہ ہو سکتی ہے‘ بھول نہیں۔ ② نبوت کا منصب انسانوں کو عطا کیے جانے میں یہ حکمت بھی ہے کہ انسانی زندگی کے ہر پہلو کے لیے نبی کا اسوہ رہنمائی کے لیے موجود ہو۔ ③ یہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا نبی اکرم ﷺ کے

◀ به، وحسنه الترمذي، ح: ٣٩٦، وصححه الحاكم، والذهبي.

١٢٠٥- أخرجه البخاري، الصلاة، باب ماجاء في القبلة ومن لم ير الإعادة . . . الخ، ح: ٤٠٤ من حديث يحيى، ومسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود له، ح: ٥٧٢ من حديث شعبة به.

لیے احترام کا اظہار ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو غلطی پر محمول کرنے کے بجائے ایک بہتر سوچ کا اظہار کیا کہ ممکن ہے نماز کے دوران میں وحی کے ذریعے سے نماز کی رکعات میں اضافہ کر دیا گیا ہو۔ مسلمانوں کو بھی اپنے ائمہ اور قائدین کے بارے میں حسن ظن سے کام لینا چاہیے۔ ④ نبی کریم ﷺ نے بھول پر متنبہ کرنے پر صحابۂ کرام ؓ پر خفگی کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ ان کی بات تسلیم کر کے بھول سے ہو جانے والی غلطی کا ازالہ فرما دیا' قائد کا اپنے ساتھیوں سے یہی رویہ ہونا چاہیے۔ ⑤ سجدۂ سہو سلام پھیرنے کے بعد بات چیت ہو جانے کے بعد بھی درست ہے۔

(المعجم ١٣١) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ قَامَ مِنَ اثْنَتَيْنِ سَاهِيًا (التحفة ١٧٠)

باب: ۱۳۱- دو رکعت کے بعد بھول کر (تشہد پڑھے بغیر) اٹھ کھڑا ہو تو کیا کرے؟

١٢٠٦- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ وَأَبُو بَكْرٍ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ، وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنِ ابْنِ بُحَيْنَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى صَلَاةً، أَظُنُّ أَنَّهَا الْعَصْرُ. فَلَمَّا كَانَ فِي الثَّانِيَةِ قَامَ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ. فَلَمَّا كَانَ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ.

۱۲۰۶- حضرت ابن بحینہ (عبداللہ بن مالک ؓ) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک نماز پڑھائی' وہ غالباً عصر کی نماز تھی' دوسری رکعت پڑھ کر نبی ﷺ (تشہد کے لیے) بیٹھنے سے پہلے ہی (بھول کر) کھڑے ہو گئے' پھر جب سلام سے پہلے کا وقت آیا تو آپ ﷺ نے دو سجدے کر لیے۔

فوائد ومسائل: ① درمیانی تشہد بھولے سے رہ جائے تو آخر میں سجدۂ سہو کر لینا چاہیے۔ ② سجدۂ سہو سلام سے پہلے بھی جائز ہے اور سلام کے بعد بھی۔ دیکھیے: (حدیث: ۱۲۱۳) ③ سہو کے دو سجدے ہوتے ہیں۔

١٢٠٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، وَابْنُ فُضَيْلٍ، وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ. ح: وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ، وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، كُلُّهُمْ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ،

۱۲۰۷- حضرت ابن بحینہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ظہر کی دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہو گئے۔ (تشہد کے لیے) بیٹھنا یاد نہ رہا۔ (باقی نماز پڑھنے کے بعد) جب آپ سلام کے سوا باقی نماز سے فارغ ہو گئے تو سہو کے دو سجدے کر لیے اور سلام پھیر دیا۔

١٢٠٦_ أخرجه البخاري، الأذان، باب من لم ير التشهد الأول واجبًا، ح: ٨٢٩ وغيره، ومسلم، المساجد، الباب السابق، ح: ٥٧٠ من حديث الزهري به.

١٢٠٧_ [صحيح] انظر الحديث السابق، أخرجه مسلم، ح: ٥٧٠ من حديث يحيى به.

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الأَعْرَجِ أَنَّ ابْنَ بُحَيْنَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَامَ فِي ثِنْتَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ نَسِيَ الْجُلُوسَ. حَتّٰى إِذَا فَرَغَ مِنْ صَلاَتِهِ إِلَّا أَنْ يُسَلِّمَ، سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اس روایت سے پہلی حدیث میں مذکور شک دور ہوگیا اور معلوم ہوگیا کہ وہ نماز عصر کی نہیں' ظہر کی تھی۔

١٢٠٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُبَيْلٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ فَلَمْ يَسْتَتِمَّ قَائِمًا فَلْيَجْلِسْ. فَإِذَا اسْتَتَمَّ قَائِمًا فَلاَ يَجْلِسْ وَيَسْجُدْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ».

١٢٠٨- حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص دو رکعتیں پڑھ کر (التحیات پڑھے بغیر) اٹھ کھڑا ہو اور ابھی پوری طرح کھڑا نہ ہوا ہو (کہ یاد آ جائے) تو وہ بیٹھ جائے۔ اگر پوری طرح کھڑا ہو چکا ہو (پھر یاد آئے) تب نہ بیٹھے (زائد رکعت پوری کر کے) سہو کے سجدے کر لے۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ یہ روایت معناً اور متناً صحیح ہے کیونکہ حدیث میں مذکور مسئلہ کی بابت ابوداود کی روایت: (١٠٣٦) کی تحقیق میں ہمارے شیخ لکھتے ہیں کہ یہ روایت بھی سنداً ضعیف ہے لیکن آئندہ آنے والی روایت: (١٠٣٧) اس سے کفایت کرتی ہے' لہٰذا معلوم ہوا کہ مذکورہ روایت میں بیان کردہ مسئلہ ہمارے محقق کے نزدیک بھی درست اور صحیح ہے' مذکورہ روایت صرف سنداً کمزور ہے۔ دیکھیے: (سنن ابوداود (اُردو) حدیث:١٠٣٦' مطبوعہ دارالسلام) علاوہ ازیں شیخ البانی ؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (الصحیحۃ' رقم:٣٢١)' نیز مسند احمد کے محققین نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسندالإمام أحمد:٣٠/١٠٠'١٠١'١٦١'١٦٢) ② اس سے واضح ہوا کہ غلطی سے شروع ہو جانے والی زائد رکعت اگر شروع کر لی جائے تو اسے پورا کرنا چاہیے۔ ③ بھول کر زائد رکعت پڑھی جائے تو بھی سجدۂ سہو کر لینا کافی ہے۔

١٢٠٨ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب من نسي أن يتشهد وهو جالس، ح:١٠٣٦ من حديث سفيان الثوري به، وضعفه ابن المنذر بعضه * جابر الجعفي تقدم حاله، ح:٣٥٦، وتابعه إبراهيم بن طهمان، وقيس بن الربيع.

(المعجم ١٣٢) - **بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ شَكَّ فِي صَلَاتِهِ فَرَجَعَ إِلَى الْيَقِينِ** (التحفة ١٧١)

باب:۱۳۲- نماز میں شک ہو جائے تو یقین پر اعتماد کیا جائے

١٢٠٩- حَدَّثَنَا أَبُو يُوسُفَ الرَّقِّيُّ، مُحَمَّدُ بْنُ [أَحْمَدَ] الصَّيْدَلَانِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي الثِّنْتَيْنِ وَالْوَاحِدَةِ، فَلْيَجْعَلْهَا وَاحِدَةً. وَإِذَا شَكَّ فِي الثِّنْتَيْنِ وَالثَّلَاثِ فَلْيَجْعَلْهَا ثِنْتَيْنِ. وَإِذَا شَكَّ فِي الثَّلَاثِ وَالْأَرْبَعِ فَلْيَجْعَلْهَا ثَلَاثًا. ثُمَّ لِيُتِمَّ مَا بَقِيَ مِنْ صَلَاتِهِ حَتَّى يَكُونَ الْوَهْمُ فِي الزِّيَادَةِ. ثُمَّ يَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ».

۱۲۰۹- حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''جب کسی کو دو اور ایک کے درمیان شک ہو جائے تو وہ ایک رکعت شمار کرے اور دو اور تین کے درمیان شک ہو تو دو رکعتیں شمار کر لے۔ اگر تین اور چار کے درمیان شک پڑ جائے تو تین رکعتیں سمجھ لے' پھر باقی نماز پوری کر لے حتی کہ شک اضافے کے بارے میں رہ جائے' پھر سلام پھیرنے سے پہلے بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر لے۔''

١٢١٠- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيُلْغِ الشَّكَّ وَلْيَبْنِ عَلَى الْيَقِينِ. فَإِذَا اسْتَيْقَنَ التَّمَامَ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ. فَإِنْ كَانَتْ صَلَاتُهُ تَامَّةً، كَانَتِ الرَّكْعَةُ

۱۲۱۰- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز (کی رکعتوں) میں شک ہو جائے تو وہ شک کو چھوڑ کر یقین پر بنا کرے' پھر جب اسے (نماز) مکمل ہو جانے کا یقین ہو جائے تو (آخر میں) دو سجدے کر لے۔ اگر اس کی نماز مکمل ہو گئی تھی (اور ایک رکعت زائد پڑھی گئی ہے) تو وہ رکعت نفل بن جائے گی اور اگر نماز (واقعی) کم تھی تو

١٢٠٩ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب فيمن يشك في الزيادة والنقصان، ح: ٣٩٨ من حديث ابن إسحاق به، وقال: "حسن غريب صحيح"، وصححه الحاكم (١/ ٣٢٤، ٣٢٥)، والذهبي * وابن إسحاق صرح بالسماع عند أبي يعلى، ح: ٨٣٩.

١٢١٠ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود له، ح: ٥٧١ من حديث زيد به.

نَافِلَةً. وَإِنْ كَانَتْ نَاقِصَةً، كَانَتِ الرَّكْعَةُ لِتَمَامِ صَلاَتِهِ، وَكَانَتِ السَّجْدَتَانِ رَغْمَ أَنْفِ الشَّيْطَانِ».

اس رکعت سے نماز مکمل ہو جائے گی اور دو سجدوں سے شیطان کی ناک خاک آلود ہو جائے گی۔"

فوائد ومسائل: ① اگر نماز کے دوران میں شک ہو جائے کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں تو غور کرنا اور سوچنا چاہیے جس عدد پر دل زیادہ مطمئن ہو اسی کا اعتبار کر کے نماز مکمل کر کے سجدۂ سہو ادا کرنا چاہیے جیسے کہ اگلے باب میں آرہا ہے۔ ② اگر شک میں دونوں پہلو برابر ہوں تو کم پر یقین کرے جیسے کہ حدیث: ۱۲۰۹ میں مذکور ہے کیونکہ کم تعداد میں شک نہیں' زیادہ میں شک ہے۔ ③ اگر غلطی سے ایک رکعت زائد پڑھی گئی ہے تو سجدۂ سہو ایک رکعت کے قائم مقام ہو کر دو نفل کا ثواب مل جائے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص احسان ہے کہ اس نے ہماری کوتاہی کو بھی ہمارے لیے باعث ثواب بنا دیا اور دو سجدوں کو اس موقع پر پوری رکعت کے برابر کر دیا۔ ④ شک کی صورت میں اگر نماز پوری پڑھی گئی تھی اور سجدۂ سہو بھی کر لیا تو یہ شیطان کی ذلت کا باعث ہے کیونکہ شیطان نے چاہا تھا کہ بندے کی نماز خراب ہو اور وہ پریشان ہو جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سجدوں کی وجہ سے اس کی نماز کو خراب ہونے سے بچا لیا اور قبول فرما لیا' اس طرح شیطان کا مقصد پورا نہیں ہوا اور وہ ذلیل ہوا۔ ⑤ "ناک پر مٹی لگنا" محاورہ ہے جس کا مطلب ذلت اور خواری ہوتا ہے۔

(المعجم ١٣٣) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ شَكَّ فِي صَلاَتِهِ فَتَحَرَّى الصَّوَابَ (التحفة ١٧٢)

باب: ۱۳۳- نماز میں شک ہو جانے کی صورت میں سوچ کر صحیح صورت معلوم کرنا

١٢١١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ شُعْبَةُ: كَتَبَ إِلَيَّ وَقَرَأْتُهُ عَلَيْهِ. قَالَ: أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلاَةً لاَ نَدْرِي أَزَادَ أَوْ نَقَصَ. فَسَأَلَ. فَحَدَّثْنَاهُ فَثَنَى رِجْلَهُ، وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ. ثُمَّ سَلَّمَ. ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا

۱۲۱۱- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایک نماز پڑھائی اس میں معلوم نہیں اضافہ ہو گیا یا کمی رہ گئی؟ پھر آپ نے (صحابہ سے) پوچھا' ہم نے بتا دیا (کہ یہ غلطی ہوئی ہے) نبی علیہ السلام نے پاؤں موڑ کر قبلے کی طرف منہ کر لیا اور دو سجدے کیے' پھر سلام پھیرا' پھر ہماری طرف منہ کیا اور فرمایا: "اگر نماز کے بارے میں کوئی نیا حکم آتا تو میں تم کو بتا دیتا۔ میں تو صرف ایک انسان ہوں جس طرح تم لوگ

١٢١١ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب التوجه نحو القبلة حيث كان، ح: ٤٠١، ومسلم، المساجد، الباب السابق، ح: ٥٧٢ من حديث منصور به.

بِوَجْهِهِ، فَقَالَ: «لَوْ حَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ لَأَنْبَأْتُكُمُوهُ. وَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ. فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي. وَأَيُّكُمْ مَا شَكَّ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَتَحَرَّ أَقْرَبَ ذٰلِكَ مِنَ الصَّوَابِ، فَيُتِمَّ عَلَيْهِ وَيُسَلِّمَ وَيَسْجُدَ سَجْدَتَيْنِ».

بھول جاتے ہو اسی طرح مجھ سے بھی بھول ہو جاتی ہے۔ چنانچہ جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلا دیا کرو۔ اور تم میں سے جس کو نماز میں شک ہو جائے تو وہ (سوچ کر) صحت سے قریب تر بات معلوم کرے، پھر اس کے مطابق نماز پوری کرے، سلام پھیرے اور دو سجدے کر لے۔‘‘

فوائد ومسائل: ① ’’معلوم نہیں اضافہ ہوا یا کمی ہوئی۔‘‘ یہ شک حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو نہیں بلکہ ابراہیم نخعی کو ہوا ہے کہ ان کے استاد حضرت علقمہ نے حدیث سناتے وقت کون سا لفظ استعمال کیا تھا۔ ② حدیث: ۱۲۰۵ میں وضاحت موجود ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے بھول کر ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھا دی تھیں۔

١٢١٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ [مِسْعَرٍ]، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ، فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ ثُمَّ يَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ».

۱۲۱۲- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جب کسی کو نماز میں شک پڑ جائے تو اسے چاہیے کہ صحیح بات (سوچ کر) معلوم کرے، پھر دو سجدے کر لے۔‘‘

قَالَ الطَّنَافِسِيُّ: هٰذَا الْأَصْلُ، وَلَا يَقْدِرُ أَحَدٌ يَرُدُّهُ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے استاد علی بن محمد طنافسی بیان کرتے ہیں کہ یہ اصل ہے۔ اس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

فائدہ: طنافسی کے قول کا مطلب یہ ہے کہ شک کی بنا پر سجدۂ سہو کا لازم ہونا ایک متفق علیہ مسئلہ ہے جس میں کسی کو اختلاف نہیں، باقی تفصیلات میں اختلاف ہو سکتا ہے۔

(المعجم ١٣٤) - بَابُ فِيمَنْ سَلَّمَ مِنْ ثِنْتَيْنِ أَوْ ثَلَاثٍ سَاهِيًا (التحفة ١٧٣)

باب: ۱۳۴- دو یا تین رکعت پڑھ کر بھولے سے سلام پھیر دینا؟

١٢١٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ،

۱۲۱۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

١٢١٢ـ [صحيح] انظر الحديث السابق.

١٢١٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب السهو في السجدتين، ح: ١٠١٧ عن أبي كريب محمد بن العلاء وغيره به.

وَأَبُوكُرَيْبٍ، وَ أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ. قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سَهَا فَسَلَّمَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ. فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ ذُوالْيَدَيْنِ: يَا رَسُولَ اللهِ أَقَصُرَتْ أَوْ نَسِيتَ؟ قَالَ: «مَا قَصُرَتْ وَمَا نَسِيتُ» قَالَ: إِذًا، فَصَلَّيْتَ رَكْعَتَيْنِ. قَالَ: «أَكَمَا يَقُولُ ذُوالْيَدَيْنِ؟» قَالُوا: نَعَمْ. فَتَقَدَّمَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ. ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ.

کہ رسول اللہ ﷺ نے بھول کر دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا۔ ایک آدمی جسے ذوالیدین کہتے تھے‘ اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا نماز کم ہوگئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”نہ نماز کم ہوئی ہے اور نہ میں بھولا ہوں۔“ انھوں نے عرض کیا: اگر یہ بات ہے تو (عرض یہ ہے کہ) آپ نے دو ہی رکعتیں پڑھی ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”کیا جس طرح ذوالیدین کہتا ہے (ویسے ہی ہوا ہے؟“) صحابہ نے کہا: جی ہاں۔ تب نبی ﷺ نے آگے بڑھ کر دو رکعتیں پڑھائیں‘ پھر سلام پھیرا‘ پھر سہو کے دو سجدے کیے۔

فوائد و مسائل: ① غلطی سے کم رکعتیں پڑھی جائیں تو چھوٹی ہوئی رکعتیں پڑھ کر سجدہ سہو کرنا چاہیے۔ ② امام کا نمازیوں سے اس بارے میں بات کرنا کہ نماز پوری پڑھی گئی ہے یا نہیں اور نمازیوں کا امام کو بتانا‘ پہلی پڑھی ہوئی نماز کو کالعدم نہیں کر دیتا کیونکہ یہ بات چیت جان بوجھ کر نماز کے اندر نہیں کی گئی‘ اس لیے نماز شروع سے نہیں پڑھنی پڑے گی۔ ③ سجدۂ سہو سلام کے بعد بھی درست ہے۔

١٢١٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ إِحْدَى صَلَاتَيِ الْعَشِيِّ رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ سَلَّمَ. ثُمَّ قَامَ إِلَى خَشَبَةٍ كَانَتْ فِي الْمَسْجِدِ يَسْتَنِدُ إِلَيْهَا. فَخَرَجَ سَرَعَانُ النَّاسِ يَقُولُونَ: قَصُرَتِ الصَّلَاةُ. وَفِي الْقَوْمِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ. فَهَابَاهُ أَنْ يَقُولَا لَهُ شَيْئاً وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ طَوِيلُ الْيَدَيْنِ، يُسَمَّى ذَا الْيَدَيْنِ. فَقَالَ:

١٢١٤- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں پچھلے وقت کی ایک نماز (ظہر یا عصر کی) دو رکعتیں پڑھا کر سلام پھیر دیا۔ مسجد میں ایک لکڑی تھی (غالباً ستون ہوگا)‘ نبی ﷺ اس سے ٹیک لگا کر تشریف رکھا کرتے تھے، پھر (سلام پھیرنے کے بعد) نبی ﷺ اٹھ کر اس لکڑی کی طرف چلے۔ جن افراد کو (جانے کی) جلدی تھی وہ یہ کہتے ہوئے چل دیے: نماز کم ہوگئی ہے۔ حاضرین میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ؓ بھی موجود تھے۔ وہ آپ

١٢١٤_ أخرجه البخاري، الصلاة، باب تشبيك الأصابع في المسجد وغيره، ح: ٤٨٢ من حديث ابن عون به، أخرجه مسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود له، ح: ٥٧٣ من حديث محمد بن سيرين به.

يَارَسُولَ اللهِ أَقَصُرَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيتَ؟ فَقَالَ: «لَمْ تَقْصُرْ وَلَمْ أَنْسَ» قَالَ: فَإِنَّمَا صَلَّيْتَ رَكْعَتَيْنِ. فَقَالَ: «أَكَمَا يَقُولُ ذُوالْيَدَيْنِ؟» قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ سَلَّمَ. ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ. ثُمَّ سَلَّمَ.

سے کچھ عرض کرنے سے ڈرے (کہ نبی ﷺ کو ناگوار نہ گزرے) لوگوں میں ایک لمبے ہاتھوں والے صاحب بھی تھے جو ذوالیدین کے نام سے معروف تھے انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا نماز کم کر دی گئی ہے یا آپ سے بھول ہوگئی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہ نماز کم کی گئی ہے اور نہ میں بھولا ہوں۔'' انھوں نے عرض کیا: آپ نے دو ہی رکعتیں پڑھی ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا (ایسے ہی ہوا ہے) جس طرح ذوالیدین کہتا ہے؟'' صحابہ نے کہا: جی ہاں' تب رسول اللہ ﷺ نے اٹھ کر دو رکعتیں پڑھیں' پھر سلام پھیرا' پھر دو سجدے کیے' پھر سلام پھیرا۔

فوائد ومسائل: ① نماز باجماعت کے بعد اپنی جگہ سے اٹھ سکتے ہیں اگرچہ مسجد ہی میں دوسری جگہ بیٹھنے کا ارادہ ہو' تاہم نماز کی جگہ بیٹھ رہنا ثواب کا باعث ہے۔ ایسے شخص کے لیے فرشتے دعائیں کرتے ہیں۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ' حدیث:۷۹۹) ② کسی کی بات کی تحقیق کر لینا اس پر عدم اعتماد کا اظہار نہیں ہوتا بلکہ یقین میں اضافے کے لیے ہوتا ہے۔ ③ اگر کوئی شخص اپنی کسی خاص جسمانی ساخت (مثلاً چھوٹا قد یا دبلا جسم وغیرہ) کی وجہ سے کسی خاص نام سے مشہور ہو جائے تو اسے اس نام سے ذکر کرنا جائز ہے جیسے رسول اللہ ﷺ نے اس صحابی کو ذوالیدین (ہاتھوں والا) کہہ کر یاد فرمایا کیونکہ ان کے ہاتھ لمبے تھے لیکن اس نام سے پکارنے سے تحقیر ظاہر ہوتی ہو تو یہ نام نہ لیں بلکہ بہتر نام سے ذکر کریں۔ ④ سلام کے بعد سجدۂ سہو کیا جائے تو اس کے بعد دوبارہ سلام پھیرنا چاہیے۔

١٢١٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَأَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ الْجَحْدَرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ الْحُصَيْنِ قَالَ: سَلَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ مِنَ الْعَصْرِ. ثُمَّ قَامَ فَدَخَلَ

۱۲۱۵- حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے عصر کی تین رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا' پھر اٹھ کر حجرے میں تشریف لے گئے۔ ایک لمبے ہاتھوں والے صاحب' حضرت خرباق ؓ نے (باہر سے) آواز دی: اے اللہ کے رسول! کیا نماز کم ہوگئی ہے؟ آپ غصے کی کیفیت میں چادر گھسیٹتے

١٢١٥ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود له، ح: ٥٧٤ من حديث عبدالوهاب الثقفي وغيره به.

الْحُجْرَةَ. فَقَامَ الْخِرْبَاقُ، رَجُلٌ بَسِيطُ الْيَدَيْنِ، فَنَادٰى: يَارَسُولَ اللهِ أَقَصُرَتِ الصَّلَاةُ؟ فَخَرَجَ مُغْضَباً يَجُرُّ إِزَارَهُ. فَسَأَلَ، فَأُخْبِرَ. فَصَلّٰى تِلْكَ الرَّكْعَةَ الَّتِي كَانَ تَرَكَ. ثُمَّ سَلَّمَ. ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ. ثُمَّ سَلَّمَ.

ہوئے باہر تشریف لائے اور (حاضرین سے معاملہ دریافت کیا' آپ کو اس کی خبر دی گئی تو نبی علیہ السلام نے جو رکعت (غلطی سے) چھوڑ دی تھی وہ پڑھائی' پھر سلام پھیرا' پھر دو سجدے کیے' پھر سلام پھیرا۔

فوائد و مسائل: ① حدیث: ۱۲۰۷ میں بیان ہوا ہے کہ وہ نماز ظہر کی تھی' صحیح بخاری کی ایک روایت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ (صحيح البخاري' الأذان' باب هل يأخذ الإمام- إذاشك- بقول الناس؟' حديث:٧١٥) ② مذکورہ بالا روایات میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار کے بجائے دو رکعتیں ادا کی تھیں' تین نہیں۔ یہ روایات زیادہ صحیح ہیں' تاہم اس معمولی اختلاف کے باوجود اصل مسئلہ ثابت ہے کہ بھول کر رکعتیں کم پڑھی جائیں تو معلوم ہونے پر باقی نماز پڑھ کر سجدۂ سہو کیا جائے گا' پوری نماز دہرانے کی ضرورت نہیں' چاہے امام اور مقتدیوں کے درمیان گفتگو بھی ہو جائے۔

(المعجم ١٣٥) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي سَجْدَتَيِ السَّهْوِ قَبْلَ السَّلَامِ** (التحفة ١٧٤)

باب: ۱۳۵- سلام سے پہلے سجدۂ سہو کرنے کا بیان

١٢١٦ - حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْتِي أَحَدَكُمْ فِي صَلَاتِهِ، فَيَدْخُلُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ نَفْسِهِ حَتّٰى لَا يَدْرِي زَادَ أَوْ نَقَصَ. فَإِذَا كَانَ ذٰلِكَ، فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ. ثُمَّ يُسَلِّمْ».

۱۲۱۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''شیطان نماز کے دوران میں کسی کے پاس آتا ہے' پھر اس کے اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے (وسوسے ڈالتا ہے) حتی کہ نمازی کو معلوم نہیں رہتا کہ اس نے زیادہ نماز پڑھی ہے یا کم۔ جب یہ صورت پیش آئے تو (نمازی کو چاہیے کہ) سلام سے پہلے دو سجدے کر لے' پھر سلام پھیر دے۔''

فوائد و مسائل: ① نماز سب سے اہم عبادت اور بندے کا اللہ سے تعلق قائم کرنے والا عمل ہے' اس لیے شیطان کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ وہ بندے کو اس سے فائدہ نہ اٹھانے دے۔ ② خیالات کو نماز میں مرکوز کرنے کی کوشش کرنی چاہیے' پھر بھی اگر توجہ نہ رہے تو جب خیال آئے پھر نماز کی طرف توجہ کر لے۔ ③ نماز کے دوران میں خیالات

١٢١٦ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب من قال يتم على أكثر ظنه، ح: ١٠٣٢ من حديث ابن إسحاق به، وانظر سنن أبي داود، ح: ١٠٣٠ وغيره.

کسی اور طرف متوجہ ہو جانے کی وجہ سے بعض اوقات نماز کی رکعات میں شک ہو جاتا ہے' اس صورت میں جب فیصلہ کرنا مشکل ہو جائے تو سجدۂ سہو کر لینا چاہیے۔ ④ سجدۂ سہو سے متعلق بعض مسائل گزشتہ ابواب میں ذکر کیے جا چکے ہیں۔

١٢١٧- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ: أَخْبَرَنِي سَلَمَةُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ بَيْنَ ابْنِ آدَمَ وَبَيْنَ نَفْسِهِ. فَلاَ يَدْرِي كَمْ صَلَّى. فَإِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ».

١٢١٧- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شیطان انسان کے اور اس کے دل کے درمیان مداخلت کرتا ہے' چنانچہ اس (نمازی) کو معلوم نہیں رہتا کہ کتنی نماز پڑھی ہے۔ جب یہ صورت حال پیش آئے تو اسے چاہیے کہ سلام سے پہلے دو سجدے کرلے۔''

فائدہ: مذکورہ بالا صورت میں سوچنا چاہیے کہ کتنی رکعتیں ہوئی ہیں' جس طرف دل زیادہ مائل ہو' اسی کو صحیح تعداد سمجھ کر نماز پوری کرے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے لیکن زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ کم تعداد کو صحیح سمجھ کر نماز پوری کرے اور آخر میں سجدۂ سہو کر کے سلام پھیر لے۔

(المعجم ١٣٦) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ سَجَدَهُمَا بَعْدَ السَّلَامِ (التحفة ١٧٥)

باب: ١٣٦- سلام کے بعد سجدۂ سہو

١٢١٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ بَعْدَ السَّلاَمِ. وَذَكَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ فَعَلَ ذٰلِكَ.

١٢١٨- حضرت علقمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سلام کے بعد سہو کے سجدے کیے' پھر بیان فرمایا کہ نبی ﷺ نے بھی اسی طرح کیا تھا۔

١٢١٩- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ،

١٢١٩- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے

١٢١٧_[حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٨٣ من حديث فليح عن سلمة بن صفوان به بنحو المعنى.

١٢١٨_[صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٣٧٦ عن سفيان به، ولفظ الحميدي في مسنده: "سفيان ثنا منصور" به، وله شواهد عند مسلم، ح: ٥٧٢، والبخاري، ح: ٤٠١ وغيرهما.

١٢١٩_[حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب من نسي أن يتشهد وهو جالس، ح: ١٠٣٨ عن عثمان بن أبي شيبة ◀◀

وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ. قَالاَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ زُهَيْرِ بْنِ سَالِمٍ الْعَنْسِيِّ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «فِي كُلِّ سَهْوٍ سَجْدَتَانِ بَعْدَمَا يُسَلِّمُ».

فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا: ''ہر بھول میں دو سجدے ہیں' سلام پھیرنے کے بعد۔''

فوائد و مسائل: ① ''ہر بھول'' کا مطلب یہ ہے کہ غلطی خواہ کمی کی ہو یا زیادتی کی' اس کا ازالہ سہو کے دو سجدوں سے ہو جاتا ہے۔ ② اگر یقین ہو جائے کہ نماز کی رکعتیں کم پڑھی گئی ہیں تو چھوٹی ہوئی رکعت یا رکعتیں پڑھ کر سجدۂ سہو کرنا چاہیے جیسے گزشتہ ابواب میں بیان ہوا۔ ③ سہو کے سجدے سلام سے پہلے بھی کیے جا سکتے ہیں اور سلام کے بعد بھی۔ زیر مطالعہ حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ سلام سے پہلے سجدۂ سہو نہیں ہو سکتا بلکہ مطلب یہ ہے کہ ہر سہو میں سلام کے بعد بھی سجدے کرنا درست ہے۔

(المعجم ١٣٧) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبِنَاءِ عَلَى الصَّلاَةِ (التحفة ١٧٦)

باب: ۱۳۷- نماز پر بنا کرنے کا بیان

١٢٢٠- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى التَّيْمِيُّ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ، مَوْلَى الْأَسْوَدِ بْنِ سُفْيَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الصَّلاَةِ وَكَبَّرَ. ثُمَّ أَشَارَ إِلَيْهِمْ، فَمَكَثُوا. ثُمَّ انْطَلَقَ فَاغْتَسَلَ. وَكَانَ رَأْسُهُ يَقْطُرُ مَاءً. فَصَلَّى بِهِمْ. فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: «إِنِّي خَرَجْتُ إِلَيْكُمْ جُنُباً.

۱۲۲۰- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نماز کے لیے (گھر سے) تشریف لائے اور اللہ اکبر کہہ دیا۔ (تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کر دی)' پھر صحابہ کو اشارہ کیا تو وہ (نماز کی حالت میں) ٹھہرے رہے۔ آپ نے جا کر غسل فرمایا۔ (واپس آئے تو) آپ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا۔ چنانچہ آپ نے نماز پڑھائی اور فارغ ہو کر فرمایا: ''میں جنابت کی حالت میں تمھارے پاس آ گیا تھا اور مجھے یاد ہی نہیں رہا حتی کہ میں نماز میں کھڑا ہو گیا۔''

◄◄ وغيره به.

١٢٢٠ـ [حسن] وضعفه البوصيري * عبدالله بن موسى التيمي "صدوق كثير الخطاء" (تقريب)، يعني أنه ضعيف من جهة حفظه، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ٢٧٥، ومسلم، ح: ٦٠٥ وغيرهما.

وَإِنِّي نَسِيتُ حَتَّى قُمْتُ فِي الصَّلاَةِ».

فوائد و مسائل: ① امام کے سہو سے مقتدیوں کی نماز خراب نہیں ہوتی۔ نبی اکرم ﷺ نے بھول کر جنابت کی حالت میں تکبیر تحریمہ کہی لیکن مقتدیوں کی تکبیر تحریمہ درست تھی اس لیے رسول اللہ ﷺ نے انھیں نماز کی حالت میں کھڑے رہنے کا اشارہ فرما دیا۔ ② اس حدیث سے بِنا کا مسئلہ تب ثابت ہو سکتا ہے کہ اگر نبی اکرم ﷺ نے تکبیر تحریمہ دوبارہ نہ کہی ہو لیکن اس میں یہ اشکال ہے کہ حالت جنابت میں کہی ہوئی تکبیر تحریمہ کو درست ماننا پڑے گا اس لیے نبی ﷺ نے تکبیر تحریمہ یقیناً دوبارہ کہی ہوگی اور اس صورت میں بنا کا مسئلہ ثابت نہیں ہوتا۔ واللہ أعلم.

١٢٢١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ خَارِجَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ. قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَصَابَهُ قَيْءٌ أَوْ رُعَافٌ أَوْ قَلَسٌ أَوْ مَذْيٌ، فَلْيَنْصَرِفْ، فَلْيَتَوَضَّأْ. ثُمَّ لْيَبْنِ عَلَى صَلاَتِهِ، وَهُوَ فِي ذٰلِكَ لاَ يَتَكَلَّمُ».

١٢٢١- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”جسے نماز میں قے آ جائے یا نکسیر پھوٹے یا کوئی چیز پیٹ میں سے منہ میں آئے یا مذی نکلے تو اسے چاہیے کہ (نماز چھوڑ کر) چلا جائے وضو کرے پھر اپنی نماز پر بنا کر لے بشرطیکہ اس اثنا میں کلام نہ کرے۔“

(المعجم ١٣٨) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ أَحْدَثَ فِي الصَّلاَةِ كَيْفَ يَنْصَرِفُ (التحفة ١٧٧)

باب: ١٣٨- جس کا نماز کے دوران میں وضو ٹوٹ جائے وہ نماز چھوڑ کر کس طرح جائے؟

١٢٢٢ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ شَبَّةَ بْنِ عَبِيدَةَ ابْنِ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَأَحْدَثَ، فَلْيُمْسِكْ عَلَى أَنْفِهِ، ثُمَّ

١٢٢٢- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور اس کا وضو ٹوٹ جائے تو اسے چاہیے کہ اپنی ناک پکڑ کر (وضو کے لیے) چلا جائے۔“

١٢٢١ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: 'هٰذا إسناد ضعيف، لأنه من رواية إسماعيل عن الحجازيين وهي ضعيفة'، وفيه علة أخرى.

١٢٢٢ـ [صحيح] * عمر بن علي المقدّمي كان يدلس شديدًا (تقريب) وعنعن، وتابعه عمر بن قيس وهو متروك، وتابعهما ابن جريج عند أبي داود، ح: ١١١٤، والفضل بن موسى عند الحاكم وغيره.

لِّيَنْصَرِفْ».

حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ قَيْسٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

فوائد ومسائل: ① ناک پر ہاتھ رکھنے کا یہ فائدہ ہے کہ دیکھنے والے سمجھیں گے شاید نکسیر پھوٹی ہے' اس لیے نماز چھوڑ کر صف سے نکل گیا ہے ورنہ صف سے نکلتے ہوئے شرم آئے گی کیونکہ لوگ محسوس کریں گے کہ اس کی ہوا خارج ہوئی ہے۔ ② اس حدیث سے استدلال کیا جا سکتا ہے کہ خون نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے لیکن یہ استدلال قوی نہیں کیونکہ نکسیر والا آدمی خون بند کرنے کے لیے صف سے نکل کر جاتا ہے کیونکہ سر پر پانی ڈالنے سے خون رک جائے گا، ضروری نہیں کہ وہ وضو ہی کرے جیسا کہ زیادہ صحیح احادیث میں صراحت ہے کہ جسم سے خون نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا، امام مالک نے موطأ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت سعید بن مسیب اور حضرت سالم بن عبداللہ رحمہم اللہ سے نقل کیا ہے کہ یہ حضرات نکسیر پھوٹنے پر دوبارہ وضو نہیں کرتے تھے۔ موطأ کی ایک روایت میں حضرت سعید بن مسیب سے وضو کرنا منقول ہے لیکن اس سے وضو لغوی' یعنی منہ ہاتھ دھونا مراد لیا جا سکتا ہے کیونکہ حضرت سعید بن مسیب سے وضو نہ کرنا بھی مروی ہے۔ (موطأ إمام مالك' الطهارة' باب ماجاء في الرعاف' وباب العمل في الرعاف' حدیث: ۴۷' ۴۸' ۴۹)

(المعجم ١٣٩) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْمَرِيضِ (التحفة ١٧٨)

باب: ۱۳۹- بیمار آدمی کی نماز

١٢٢٣ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ، عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: كَانَ بِي النَّاصُورُ. فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الصَّلَاةِ. فَقَالَ: «صَلِّ قَائِمًا. فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا. فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ،

۱۲۲۳- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: مجھے پھوڑا نکلا ہوا تھا۔ میں نے نبی ﷺ سے نماز کے متعلق سوال کیا (کہ کیسے نماز پڑھوں؟) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کھڑا ہو کر نماز پڑھ' اگر (کھڑا ہونے کی) طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر' اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو پہلو کے بل (لیٹ کر نماز پڑھ لے۔''

١٢٢٣ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في صلاة القاعد، ح: ٩٥٢ من حديث وكيع به، أخرجه البخاري، ح: ١١١٧ من حديث إبراهيم به، وله طرق أخرى عنده وعند غيره.

فَعَلٰی جَنْبٍ».

فوائد ومسائل: ① اسلام دین فطرت ہے' اس میں بندوں کی فطری کمزوریوں کا پورا خیال رکھا گیا ہے۔ ② بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھنا مناسب نہیں' خواہ فرض ہو یا نفل کیونکہ ارشاد نبوی ہے: [صَلَاۃُ الرَّجُلِ قَاعِدًا عَلٰی نِصْفِ الصَّلَاۃِ] (صحیح مسلم' صلاۃ المسافرین' باب جواز النافلۃ قائما و قاعدا......' حدیث: ٧٣٥) ''آدمی کا بیٹھ کر نماز پڑھنا آدھی نماز کے برابر ہوتا ہے۔'' ③ شدید مرض کی صورت میں جب آسانی سے بیٹھنا ممکن نہ ہو تو پہلو کے بل لیٹ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔ ④ اس سے نماز کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے کہ شدید مرض کی حالت میں بھی نماز معاف نہیں' صرف اس کے احکام ومسائل میں نرمی کر دی گئی ہے۔

١٢٢٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ بَيَانٍ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الأَزْرَقُ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي حَرِيزٍ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى جَالِسًا عَلَى يَمِينِهِ، وَهُوَ وَجِعٌ.

١٢٢٤- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو بیٹھ کر نماز پڑھتے دیکھا' آپ بیماری کی وجہ سے دائیں طرف جھک کر بیٹھے ہوئے تھے۔

(المعجم ١٤٠) - بَابٌ: فِي صَلَاةِ النَّافِلَةِ قَاعِدًا (التحفة ١٧٩)

باب: ١٤٠- بیٹھ کر نفل نماز پڑھنا

١٢٢٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: وَالَّذِي ذَهَبَ بِنَفْسِهِ ﷺ مَا مَاتَ حَتَّى كَانَ أَكْثَرُ صَلَاتِهِ وَهُوَ جَالِسٌ. وَكَانَ أَحَبُّ الأَعْمَالِ إِلَيْهِ الْعَمَلَ الصَّالِحَ الَّذِي يَدُومُ عَلَيْهِ الْعَبْدُ، وَإِنْ كَانَ يَسِيراً.

١٢٢٥- ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے نبی ﷺ کو وفات دی! نبی ﷺ اس وقت تک فوت نہیں ہوئے جب تک آپ اکثر (نفلی) نماز بیٹھ کر نہ پڑھنے لگے۔ اور رسول اللہ ﷺ کو وہ نیک عمل پسند تھا جس پر بندہ ہمیشگی اختیار کرے اگرچہ (وہ عمل) تھوڑا ہو۔

١٢٢٤- [إسناده ضعيف جدًا] انظر، ح: ٣٥٦ لعلته * أبوحريز مجهول كما قال صاحب التقريب وغيره.

١٢٢٥- [إسناده صحيح] أخرجه النسائي: ٣/ ٢٢٢، قيام الليل، باب صلاة القاعد في النافلة ... الخ، ح: ١٦٥٥، ١٦٥٦ من حديث أبي إسحاق عن أبي سلمة به، وصرح بالسماع.

فوائد ومسائل: ① اگر نمازی نفل نماز میں طویل قراءت کرنا چاہتا ہو لیکن طویل قیام اس کے لیے مشقت کا باعث ہو تو کچھ قراءت کھڑے ہو کر اور کچھ بیٹھ کر کر سکتا ہے جیسے کہ اگلی حدیث میں آ رہا ہے۔ ② نیکی کے کام پر پابندی سے عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے تاہم اس طرح کا عمل فرض نہیں ہو جاتا' اس لیے اگر کسی موقع پر آدمی آرام کی ضرورت محسوس کرے تو اس میں ناغہ کر سکتا ہے یا اس کی مقدار کم کر سکتا ہے۔ ③ بظاہر چھوٹی نیکی کو معمولی سمجھ کر نظر انداز کر دینا مناسب نہیں کیونکہ چھوٹی چھوٹی نیکیاں مل کر بڑے درجات کا باعث بن سکتی ہیں۔

١٢٢٦ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي هِشَامٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ وَهُوَ قَاعِدٌ. فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ إِنْسَانٌ أَرْبَعِينَ آيَةً.

١٢٢٦- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ بیٹھ کر قراءت کرتے تھے۔ جب رکوع کرنا چاہتے تو اتنے عرصے کے لیے کھڑے ہو جاتے جس میں کوئی انسان چالیس آیتوں کی تلاوت کر لے۔

فوائد ومسائل: ① نبی اکرم ﷺ کی نماز تہجد بہت طویل ہوتی تھی اور آپ اس میں طویل قراءت کرتے تھے۔ ② کھڑے ہو کر نماز پڑھتے وقت اگر کچھ قیام بیٹھ کے کر لیا جائے تو جائز ہے۔ اس صورت میں رکوع اور قومہ کھڑے ہو کر کیا جائے گا لیکن اگر پورا قیام بیٹھ کر کیا جائے تو رکوع اور قومہ بھی بیٹھ کر ادا کیا جائے گا۔

١٢٢٧ - حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُصَلِّي فِي شَيْءٍ مِنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ إِلَّا قَائِمًا. حَتَّى دَخَلَ فِي السِّنِّ. فَجَعَلَ يُصَلِّي جَالِسًا.

١٢٢٧- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو رات کی نماز ہمیشہ کھڑے ہو کر پڑھتے دیکھا حتی کہ آپ عمر رسیدہ ہو گئے' تب آپ بیٹھ کر نماز پڑھنے لگے حتی کہ جب چالیس یا تیس آیتوں کے برابر قراءت رہ جاتی تو کھڑے ہو کر یہ قراءت کرتے اور سجدہ کرتے۔

١٢٢٦ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا وفعل بعض الركعة . . . الخ، ح: ٧٣١ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

١٢٢٧ـ أخرجه البخاري، التقصير، باب: إذا صلى قاعدًا ثم صح أو وجد خفة تمم ما بقي، ح: ١١١٨، ومسلم، صلاة المسافرين، الباب السابق، ح: ٧٣١ من حديث هشام به نحو المعنى، وقال البوصيري: "هٰذا إسناده صحيح، ورجاله ثقات".

حَتَّى إِذَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ قِرَاءَتِهِ أَرْبَعُونَ آيَةً، أَوْ ثَلاَثُونَ آيَةً، قَامَ فَقَرَأَهَا وَسَجَدَ.

١٢٢٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ شَقِيقٍ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلاَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِاللَّيْلِ، فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي لَيْلاً طَوِيلًا قَائِمًا. وَلَيْلًا طَوِيلًا قَاعِدًا. فَإِذَا قَرَأَ قَائِمًا رَكَعَ قَائِمًا. وَإِذَا قَرَأَ قَاعِدًا رَكَعَ قَاعِدًا.

۱۲۲۸- حضرت عبداللہ بن شقیق عقیلی رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز (تہجد) کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ رات کا ایک طویل حصہ کھڑے ہو کر نماز پڑھتے اور رات کا ایک طویل حصہ بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے۔ جب نبی ﷺ کھڑے ہو کر قراءت کرتے تو رکوع بھی کھڑے ہو کر کرتے اور جب بیٹھ کر قراءت کرتے تو رکوع بھی بیٹھ کر کرتے۔

(المعجم ١٤١) - **بَابُ صَلاَةِ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلاَةِ الْقَائِمِ** (التحفة ١٨٠)

باب: ۱۴۱- بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کا ثواب کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے سے آدھا ہوتا ہے

١٢٢٩- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا قُطْبَةُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَابَاهُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِهِ وَهُوَ يُصَلِّي جَالِسًا. فَقَالَ: «صَلاَةُ الْجَالِسِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلاَةِ الْقَائِمِ».

۱۲۲۹- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے کہ ان کے پاس سے نبی ﷺ گزرے اور فرمایا: ''بیٹھے ہوئے کی نماز کھڑے ہوئے کی نماز سے (ثواب میں) آدھی ہوتی ہے۔''

فائدہ: یہ اس صورت میں ہے جب بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھی جائے جیسے بعض لوگ فرض نمازوں کے بعد بغیر کسی

١٢٢٨ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا وفعل بعض الركعة قائمًا وبعضها قاعدًا، ح: ٧٣٠ عن ابن أبي شيبة به.

١٢٢٩ـ [صحيح] * الأعمش وشيخه عنعنا، وللحديث شواهد صحيحة، انظر الحديث الآتي وغيره.

عذر کے بیٹھ کر دو نفل پڑھتے ہیں۔

١٢٣٠- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ فَرَأَى أُنَاسًا يُصَلُّونَ قُعُودًا. فَقَالَ: «صَلَاةُ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ».

۱۲۳۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (گھر سے) باہر تشریف لائے تو کچھ لوگ بیٹھ کر نماز پڑھتے نظر آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیٹھے ہوئے کی نماز کھڑے ہوئے کی نماز سے آدھی ہوتی ہے۔''

١٢٣١- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يُصَلِّي قَاعِدًا. قَالَ: «مَنْ صَلَّى قَائِمًا فَهُوَ أَفْضَلُ. وَمَنْ صَلَّى قَاعِدًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَائِمِ. وَمَنْ صَلَّى نَائِمًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَاعِدِ».

۱۲۳۱- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ آدمی بیٹھ کر نماز پڑھے تو کیا حکم ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھے' وہ افضل ہے اور جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھے' اس کے لیے کھڑے ہونے والے سے آدھا ثواب ہے اور جو شخص لیٹ کر نماز پڑھے' اس کے لیے بیٹھنے والے سے آدھا ثواب ہے۔''

فوائد و مسائل: ① بلا عذر بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز پڑھنے سے ثواب میں کمی ہو جاتی ہے۔ ② لیٹ کر نماز پڑھنے کا ثواب بیٹھ کر نماز پڑھنے سے بھی کم ہے' اس لیے بلا عذر بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز پڑھنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

(المعجم ١٤٢) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ (التحفة ١٨١)

باب: ۱۴۲- بیماری کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کی نماز

١٢٣٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۲۳۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں

١٢٣٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، وأحمد: ٣/ ٢١٤، ٢٤٠ من حديث عبدالله بن جعفر المخرمي به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح".

١٢٣١ـ أخرجه البخاري، التقصير، باب صلاة القاعد، ح: ١١١٥، ١١١٦ من حديث حسين المعلم به.

١٢٣٢ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب حد المريض أن يشهد الجماعة، ح: ٦٦٤، ٧١٢، ٧١٣، ومسلم، ◀◀

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَ وَكِيعٌ، عَنِ الأَعْمَشِ. ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا مَرِضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَرَضَهُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَقَالَ أَبُومُعَاوِيَةَ: لَمَّا ثَقُلَ جَاءَ بِلاَلٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلاَةِ. فَقَالَ: «مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ» قُلْنَا: يَارَسُولَ اللهِ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ. تَعْنِي رَقِيقٌ. وَمَتَى مَا يَقُومُ مُقَامَكَ يَبْكِي فَلاَ يَسْتَطِيعُ. فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ. فَقَالَ: «مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَإِنَّكُنَّ صَوَاحِبَاتُ يُوسُفَ». قَالَتْ: فَأَرْسَلْنَا إِلَى أَبِي بَكْرٍ، فَصَلَّى بِالنَّاسِ. فَوَجَدَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً. فَخَرَجَ إِلَى الصَّلاَةِ يُهَادَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ. وَرِجْلاَهُ تَخُطَّانِ فِي الأَرْضِ. فَلَمَّا أَحَسَّ بِهِ أَبُو بَكْرٍ ذَهَبَ لِيَتَأَخَّرَ. فَأَوْمَى إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ مَكَانَكَ. قَالَ، فَجَاءَ حَتَّى أَجْلَسَاهُ إِلَى جَنْبِ أَبِي بَكْرٍ. فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَأْتَمُّ بِالنَّبِيِّ ﷺ. وَالنَّاسُ يَأْتَمُّونَ بِأَبِي بَكْرٍ.

نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ اس مرض میں مبتلا ہوئے جس میں آپ کی وفات ہوئی..... اور ابو معاویہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: جب نبی ﷺ کی بیماری شدید ہوگئی.....تو (ایک دن) حضرت بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کو نماز (کا وقت ہو جانے) کی اطلاع دینے کے لیے حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔“ ہم (امہات المومنین) نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ابوبکر رقیق القلب آدمی ہیں۔ جب آپ کی جگہ (نماز پڑھانے) کھڑے ہوں گے تو (رقت طاری ہو جانے کی وجہ سے) رونے لگیں گے اور نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔ آپ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کو حکم دے دیں تو وہ نماز پڑھا دیں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں، تم تو یوسف کی ساتھ والیاں ہو۔“ ام المومنین رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: چنانچہ ہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا، انھوں نے نماز پڑھانا شروع کی تو رسول اللہ ﷺ کو اپنی طبیعت میں کچھ افاقہ محسوس ہوا۔ چنانچہ آپ دو آدمیوں کا سہارا لے کر نماز کے لیے تشریف لے آئے، آپ کے قدموں (کے زمین پر جم کر نہ رکھے جا سکنے) کی وجہ سے زمین پر لکیر بنتی جا رہی تھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جب رسول اللہ ﷺ کی آمد کا احساس ہوا تو وہ پیچھے ہٹنے لگے۔ نبی ﷺ نے انھیں اشارہ کیا کہ اپنی جگہ ٹھہرے رہیں۔ نبی ﷺ (آگے) تشریف لے آئے حتی کہ دونوں اصحاب نے

الصلاة، باب استخلاف الإمام إذا عرض له عذر من مرض وسفر وغيرهما، من يصلي بالناس... الخ، ح: ٤١٨ من حديث الأعمش به.

نبی ﷺ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے برابر بٹھا دیا۔ چنانچہ (یہ نماز اس طرح ادا کی گئی کہ) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی اقتدا کر رہے تھے اور (تمام) لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتدا کر رہے تھے۔

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی نظر میں نماز باجماعت اس قدر اہمیت کی حامل تھی کہ شدید مرض میں بھی آپ ﷺ نے باجماعت نماز ادا فرمائی۔ ② رسول اللہ ﷺ کو گھر سے مسجد تک سہارا دے کر لانے والے حضرات علی اور عباس رضی اللہ عنہما تھے۔ (صحیح البخاري، الأذان، باب حدالمریض أن یشهد الجماعة، حدیث: ٦٦٥) ③ بڑے عالم کے احترام میں اس کی موجودگی میں نماز نہ پڑھانا درست ہے۔ ④ مذکورہ بالا نماز میں رسول اللہ ﷺ ہی امام تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مکبر کی حیثیت سے نبی علیہ السلام کی تکبیر نمازیوں تک پہنچانے کے لیے بلند آواز سے تکبیر کہتے تھے اس لیے عام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا رکوع و سجود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تکبیرات کے مطابق تھا۔ ⑤ اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدیوں کو کھڑے ہو کر نماز ادا کرنی چاہیے۔ علمائے کرام نے اس حدیث کو ان ارشادات نبوی کا ناسخ قرار دیا ہے جن میں یہ حکم ہے کہ امام عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدیوں کو اگرچہ وہ عذر نہ ہو' تاہم وہ امام کی اقتدا میں بیٹھ کر نماز ادا کریں۔ (صحیح مسلم، الصلاة، باب النهي عن مبادرة الإمام بالتکبیر وغیرہ، حدیث: ٤١٧ وسنن ابن ماجه، حدیث: ١٢٣٧) ⑥ نبئ اکرم ﷺ نے امہات المومنین رضی اللہ عنہن سے فرمایا: ''تم یوسف کی ساتھ والیاں ہو۔'' یہ تشبیہ اس لیے دی کہ مصر کی عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے ایسے کام کا مطالبہ کیا جو مناسب نہیں تھا۔ اسی طرح امہات المومنین حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بجائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی امامت کا مطالبہ کیا جو درست نہیں تھا۔ یہ تشبیہ نامناسب مطالبہ پر اصرار کرنے کے لحاظ سے ہے۔

١٢٣٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فِي مَرَضِهِ. فَكَانَ يُصَلِّي بِهِمْ. فَوَجَدَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خِفَّةً. فَخَرَجَ. وَإِذَا أَبُو بَكْرٍ يَؤُمُّ

١٢٣٣- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیماری کے ایام میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں' چنانچہ وہ نمازیں پڑھاتے رہے۔ (ایک دن) رسول اللہ ﷺ نے افاقہ محسوس کیا تو آپ (حجرۂ مبارک سے) باہر تشریف لائے' اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو

١٢٣٣ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب من قام إلى جنب الإمام لعلة، ح: ٦٨٣، ومسلم، الصلاة، انظر الحديث السابق، ح: ٤١٨ من حديث هشام به.

النَّاسَ. فَلَمَّا رَآهُ أَبُو بَكْرٍ اسْتَأْخَرَ. فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ، أَيْ كَمَا أَنْتَ. فَجَلَسَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِذَاءَ أَبِي بَكْرٍ إِلَى جَنْبِهِ. فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي بِصَلاَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلاَةِ أَبِي بَكْرٍ.

نماز پڑھا رہے تھے۔ جب انھوں نے نبی ﷺ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ رہو۔ تب رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں ان کے برابر بیٹھ گئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کی اقتدا کر رہے تھے اور دوسرے لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز ادا کر رہے تھے۔

فوائد و مسائل: ① حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ میں ان آخری ایام میں سترہ نمازیں پڑھائیں۔ ② اس حدیث میں مذکورہ واقعہ وفات سے ایک یا دو دن پہلے یعنی ہفتہ یا اتوار کو پیش آیا۔ دیکھیے: (الرحیق المختوم' مولانا صفی الرحمن مبارک پوری:٦٢٧)

١٢٣٤- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ، مِنْ كِتَابِهِ فِي بَيْتِهِ، قَالَ سَلَمَةُ بْنُ نُبَيْطٍ: أَنْبَأَنَا عَنْ نُعَيْمِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ نُبَيْطِ بْنِ شَرِيطٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ: أُغْمِيَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ. ثُمَّ أَفَاقَ. فَقَالَ: «أَحَضَرَتِ الصَّلاَةُ؟» قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: «مُرُوا بِلاَلاً فَلْيُؤَذِّنْ. وَمُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ». ثُمَّ أُغْمِيَ عَلَيْهِ، فَأَفَاقَ. فَقَالَ: «أَحَضَرَتِ الصَّلاَةُ؟» قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: «مُرُوا بِلاَلاً فَلْيُؤَذِّنْ. وَمُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ» ثُمَّ أُغْمِيَ عَلَيْهِ. فَأَفَاقَ، فَقَالَ: «أَحَضَرَتِ الصَّلاَةُ؟» قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: «مُرُوا بِلاَلاً فَلْيُؤَذِّنْ. وَمُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ»

١٢٣٤- حضرت سالم بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ پر بیماری کی حالت میں بے ہوشی طاری ہوگئی' پھر افاقہ ہوا تو فرمایا: ''کیا نماز کا وقت ہوگیا ہے؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: جی ہاں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بلال سے کہو کہ اذان دیں اور ابوبکر سے کہو' لوگوں کو نماز پڑھائیں۔'' پھر رسول اللہ ﷺ پر (دوبارہ) بے ہوشی طاری ہوگئی۔ افاقہ ہوا تو فرمایا: ''کیا نماز کا وقت ہوگیا ہے؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: جی ہاں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بلال سے کہو کہ اذان دیں اور ابوبکر سے کہو' لوگوں کو نماز پڑھائیں۔'' پھر نبی ﷺ پر (تیسری بار) بے ہوشی طاری ہوگئی۔ افاقہ ہوا تو فرمایا: ''کیا نماز کا وقت ہوگیا ہے؟'' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: جی ہاں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلال سے کہو کہ اذان دیں اور ابوبکر سے کہو' لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

١٢٣٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي في الشمائل، ح:٣٩٧ عن نصر بن علي به، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات"، وصححه ابن خزيمة، ح:١٥٤١، ١٦٢٤.

فَقَالَتْ عَائِشَةُ: إِنَّ أَبِي رَجُلٌ أَسِيفٌ. فَإِذَا قَامَ ذٰلِكَ الْمُقَامَ يَبْكِي، لاَ يَسْتَطِيعُ. فَلَوْ أَمَرْتَ غَيْرَهُ. ثُمَّ أُغْمِيَ عَلَيْهِ. فَأَفَاقَ، فَقَالَ: «مُرُوا بِلاَلاً فَلْيُؤَذِّنْ. وَمُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ. فَإِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ. أَوْ صَوَاحِبَاتُ يُوسُفَ» قَالَ، فَأُمِرَ بِلاَلٌ فَأَذَّنَ. وَأُمِرَ أَبُو بَكْرٍ فَصَلَّى بِالنَّاسِ. ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَجَدَ خِفَّةً، فَقَالَ: «انْظُرُوا لِي مَنْ أَتَّكِيءُ عَلَيْهِ» فَجَاءَتْ بَرِيرَةُ وَرَجُلٌ آخَرُ، فَاتَّكَأَ عَلَيْهِمَا. فَلَمَّا رَآهُ أَبُو بَكْرٍ، ذَهَبَ لِيَنْكِصَ. فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ، أَنِ اثْبُتْ مَكَانَكَ. ثُمَّ جَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى جَلَسَ إِلَى جَنْبِ أَبِي بَكْرٍ. حَتَّى قَضَى أَبُو بَكْرٍ صَلاَتَهُ. ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قُبِضَ.

نے عرض کیا: ابا جان نرم دل آدمی ہیں، جب اس مقام پر کھڑے ہوں گے تو رونے لگیں گے اور نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔ اگر آپ کسی اور کو (نماز پڑھانے کا) حکم دیں (تو بہتر ہوگا)' پھر رسول اللہ ﷺ پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ افاقہ ہوا تو فرمایا: ''بلال سے کہو کہ اذان دیں اور ابوبکر سے کہو' لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ تم (عورتیں) تو یوسف کی ساتھ والیاں ہو۔'' راوی فرماتے ہیں' چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہا گیا تو انھوں نے اذان دی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا تو انھوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ اس کے بعد (ایک دن) رسول اللہ ﷺ کو کچھ افاقہ محسوس ہوا تو فرمایا: ''کسی کو بلاؤ جو مجھے سہارا دے۔'' چنانچہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا آ گئیں' ایک اور صاحب بھی حاضر ہو گئے۔ نبی ﷺ ان دونوں کے سہارے سے (مسجد کی طرف) چلے۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نظر رسول اللہ ﷺ پر پڑی تو پیچھے ہٹنے لگے۔ نبی علیہ السلام نے اشارہ سے فرمایا کہ اپنی جگہ ٹھہرے رہیں' پھر رسول اللہ ﷺ آ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے حتی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز مکمل کر لی۔ اس کے بعد اللہ کے رسول ﷺ کی وفات ہو گئی۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. لَمْ يُحَدِّثْ بِهِ غَيْرُ نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ.

امام ابوعبداللہ (ابن ماجہ) رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث غریب ہے' نصر بن علی کے علاوہ کسی نے اسے روایت نہیں کیا۔

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی نظر میں نماز باجماعت کی اہمیت اس قدر تھی کہ ہوش آتے ہی سب سے پہلے نماز کے متعلق دریافت فرماتے تھے۔ ② یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے کہ تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں نبی ﷺ نے صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امام مقرر فرمایا۔ ③ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اسی واقعہ سے استدلال کرتے

ہوئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امامت کبریٰ (خلافت) کے منصب پر فائز کیا۔ ④ امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے اصرار کے باوجود نبی اکرم ﷺ نے اپنا فیصلہ تبدیل نہیں فرمایا' اس لیے قائد کو چاہیے کہ جو فیصلہ اسے دلائل کی روشنی میں بہتر اور صحیح محسوس ہو' اس پر پختگی سے قائم رہے' اپنے ساتھیوں کے اصرار سے فیصلہ تبدیل نہ کردے۔ ⑤ ضرورت کے موقع پر اجنبی عورت سے مناسب خدمت لی جاسکتی ہے جبکہ غلط فہمی پیدا ہونے اور نامناسب نتائج نکلنے کا اندیشہ نہ ہو۔ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خرید کر آزاد کر دیا تھا' نبی اکرم ﷺ کی زندگی کے آخری ایام میں وہ آزاد تھیں۔
⑥ نبی اکرم ﷺ کو سہارا دے کر مسجد لانے والوں کی بابت مختلف روایتوں میں مختلف نام مذکور ہیں مذکورہ روایت میں حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا اور ایک آدمی کا ذکر ہے جبکہ صحیح بخاری میں حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کا ذکر ہے۔ ان دونوں روایتوں کے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں امام نووی رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ وہ ان کے درمیان اس طرح تطبیق دیتے ہیں کہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا اور نامعلوم آدمی آپ ﷺ کو گھر سے مسجد تک اور اس سے آگے نماز کی جگہ تک حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما لے کر آئے یا پھر دو الگ الگ واقعات پر محمول ہے۔ واللہ أعلم. تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري: ٢/ ٢٠١' حديث: ٦٦٥)

١٢٣٥ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الأَرْقَمِ بْنِ شُرَحْبِيلَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا مَرِضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَرَضَهُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، كَانَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ. فَقَالَ: «ادْعُوا لِي عَلِيًّا» قَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللهِ نَدْعُو لَكَ أَبَا بَكْرٍ؟ قَالَ: «ادْعُوهُ» قَالَتْ حَفْصَةُ: يَارَسُولَ اللهِ نَدْعُو لَكَ عُمَرَ؟ قَالَ: «ادْعُوهُ» قَالَتْ أُمُّ الْفَضْلِ: يَارَسُولَ اللهِ نَدْعُو لَكَ الْعَبَّاسَ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَلَمَّا اجْتَمَعُوا رَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَأْسَهُ. فَنَظَرَ فَسَكَتَ. فَقَالَ

١٢٣٥- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ اس بیماری میں تھے جس میں آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف فرما تھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "علی کو بلاؤ۔" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! حضرت ابوبکر کو بلالیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: "بلالو۔" حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: حضرت عمر کو بلالیں؟ فرمایا: "بلالو۔" حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بلالیں؟ فرمایا: "ہاں۔" جب یہ حضرات جمع ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے سر مبارک اٹھا کر دیکھا اور خاموش ہو

١٢٣٥_ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٣٥٦، ٣٥٧ عن وكيع به، وانظر، ح: ٤٦، ١٠٣٩ لعلته، ورواه قيس بن الربيع، ح: ١١٥٨ عن عبدالله بن أبي السفر عن أرقم بن شرحبيل عن عبدالله بن عباس عن أبيه به نحوه، أخرجه أحمد: ١/ ٢٠٩ وغيره * وقيس ضعيف كما تقدم، فالخبر لم يصح، وهو مخالف لحديث البخاري، ح: ٦٨٧ وغيره.

عُمَرُ: قُومُوا عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ. ثُمَّ جَاءَ بِلَالٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلَاةِ. فَقَالَ: «مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ» فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَارَسُولَ اللهِ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَقِيقٌ حَصِرٌ. وَمَتٰى لَايَرَاكَ، يَبْكِي، وَالنَّاسُ يَبْكُونَ. فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ. فَخَرَجَ أَبُوبَكْرٍ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ. فَوَجَدَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً. فَخَرَجَ يُهَادٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ. وَرِجْلَاهُ تَخُطَّانِ فِي الْأَرْضِ. فَلَمَّا رَآهُ النَّاسُ سَبَّحُوا بِأَبِي بَكْرٍ. فَذَهَبَ لِيَسْتَأْخِرَ. فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ أَيْ مَكَانَكَ. فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَجَلَسَ عَنْ يَمِينِهِ. وَقَامَ أَبُو بَكْرٍ. وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَأْتَمُّ بِالنَّبِيِّ ﷺ، وَالنَّاسُ يَأْتَمُّونَ بِأَبِي بَكْرٍ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَأَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنَ الْقِرَاءَةِ مِنْ حَيْثُ كَانَ بَلَغَ أَبُو بَكْرٍ.

گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے پاس سے اٹھ جاؤ۔ اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کو نماز کی اطلاع دینے حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ابوبکر کو حکم دو' لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! ابوبکر رقیق القلب اور کم گو ہیں جب وہ آپ کو (امامت کے لیے) موجود نہ پائیں گے تو رو پڑیں گے' (اس پر) لوگ بھی (آپ کو یاد کر کے غم زدہ ہو جائیں گے اور) رونے لگیں گے۔ اگر آپ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کو نماز پڑھانے کا حکم دیں (تو بہتر ہوگا)' آخر ابوبکر رضی اللہ عنہ (گھر سے) باہر تشریف لائے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ اس کے بعد (ایک دن) رسول اللہ ﷺ نے افاقہ محسوس کیا تو دو مردوں کے سہارے (مسجد کی طرف) روانہ ہوئے' آپ کے قدم مبارک (شدتِ ضعف کی وجہ سے) زمین پر لکیر بناتے جا رہے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے جب رسول اللہ ﷺ کو (مسجد میں تشریف لاتے) دیکھا تو سبحان اللہ کہہ کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو متنبہ کیا۔ وہ پیچھے ہٹنے لگے تو نبی ﷺ نے انھیں اشارے سے فرمایا کہ اپنی جگہ ٹھہرے رہو' پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ان کے دائیں طرف بیٹھ گئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے رہے' چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی اقتدا کر رہے تھے اور (دوسرے تمام) لوگ حضرت ابوبکر کی اقتدا کر رہے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے قراءت وہاں سے شروع کی جہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ پہنچے تھے۔

قَالَ وَكِيعٌ: وَكَذَا السُّنَّةُ.

جناب وکیع نے فرمایا: یہی سنت ہے۔

قَالَ: فَمَاتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ ذٰلِكَ.

حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: اسی بیماری کے دوران میں رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی۔

فوائد و مسائل: ① یہ روایت حضرت علی ؓ کے ذکر کے بغیر بعض کے نزدیک صحیح اور بعض کے نزدیک حسن ہے۔ دیکھیے: (صحیح ابن ماجه، حدیث:١٠٢٧) ② اس روایت میں ذکر کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر ؓ کے دائیں طرف بیٹھے لیکن زیادہ صحیح روایات میں بائیں طرف بیٹھنے کا ذکر ہے۔ (صحیح البخاري، الأذان، باب الرجل یأتم بالإمام، و یأتم الناس بالمأموم، حدیث:٧١٣) سنن ابن ماجہ کی دوسری روایات میں دائیں بائیں کا ذکر کیے بغیر صرف ''پہلو میں بیٹھنے'' کا ذکر ہے۔ ③ اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ مقتدی پر فاتحہ پڑھنا فرض یا واجب نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے قراءت وہاں سے شروع کی جہاں حضرت ابوبکر ؓ نے چھوڑی تھی یعنی فاتحہ نہیں پڑھی لیکن یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ اس نماز میں مقتدی نہیں تھے بلکہ امام تھے اور امام بہر حال فاتحہ پڑھتا ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ ④ قراءت سے مراد نماز ہے یعنی ابوبکر ؓ ابھی قیام میں تھے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے بھی شروع سے نماز شروع کر دی۔ اگر حضرت ابوبکر ؓ رکوع یا سجدے میں ہوتے تو رسول اللہ ﷺ امامت نہ فرماتے جیسے کہ ایک بار نبی ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کی اقتدا میں نماز ادا کی تھی۔ واقعہ کی تفصیل اگلے باب میں آ رہی ہے۔

(المعجم ١٤٣) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ خَلْفَ رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِهِ (التحفة ١٨٢)

باب:١٤٣- رسول اللہ ﷺ کا امتی کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کا بیان

١٢٣٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ بَكْرِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: تَخَلَّفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَوْمِ وَقَدْ صَلّٰى بِهِمْ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ رَكْعَةً. فَلَمَّا أَحَسَّ

١٢٣٦- حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ پیچھے رہ گئے۔ ہم (قافلے کے) لوگوں تک پہنچے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ انھیں ایک رکعت پڑھا چکے تھے۔ انھوں نے جب نبی ﷺ کی موجودگی کو محسوس کیا تو پیچھے ہٹنے لگے۔ نبی ﷺ نے انھیں اشارہ فرمایا کہ نماز مکمل کریں۔ (نماز

١٢٣٦- أخرجه مسلم، الطهارة، باب المسح على الناصية والعمامة، بعد ح: ٢٧٤ من حديث حميد الطويل به نحو المعنى، وله طريق آخر عنده، الصلاة، باب المسح على الخفين وغيره.

بِالنَّبِيِّ ﷺ ذَهَبَ يَتَأَخَّرُ. فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُتِمَّ الصَّلَاةَ. قَالَ: «قَدْ أَحْسَنْتَ. كَذٰلِكَ فَافْعَلْ».

... سے فارغ ہونے کے بعد) فرمایا: ''آپ نے اچھا کیا۔ اسی طرح کیا کریں۔''

فوائد و مسائل: ① یہ واقعہ غزوۂ تبوک کے ... پر سفر میں پیش آیا۔ ② رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے قافلے سے دور چلے گئے تھے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ پانی کا برتن لے کر نبی علیہ السلام کے ہمراہ گئے تھے۔ جب واپس آئے تو فجر کی نماز کھڑی ہو چکی تھی اور ایک رکعت پڑھی جا چکی تھی۔ (صحیح مسلم، الصلاۃ، باب تقدیم الجماعة من يصلي بهم إذا تأخر الإمام... حديث: ٢٧٤ قبل حديث: ٤٢٢) ③ دوسری نمازوں میں، خصوصاً نماز عشاء میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کا انتظار کرتے تھے لیکن نماز فجر کو انھوں نے اوّل وقت ادا کرنے کو اہمیت دی۔ ممکن ہے اس لیے نماز شروع کر دی گئی ہو کہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں معلوم نہ تھا کہ جلدی تشریف لے آئیں گے یا مزید تاخیر ہوگی۔ ④ مقرر امام اگر کسی وجہ سے لیٹ ہو جائے تو کسی دوسرے آدمی کو امام بنا کر نماز ادا کی جا سکتی ہے لیکن بہتر ہے چند منٹ انتظار کر لیا جائے۔ ⑤ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے محسوس کیا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کا مزید انتظار نہ کر کے غلطی کی ہے، اس پر نبی علیہ السلام نے انھیں تسلی دی کہ وقت پر نماز پڑھنے کو اہمیت دینا درست تھا۔

(المعجم ١٤٤) - بَابُ مَا جَاءَ فِي إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ (التحفة ١٨٣)

باب: ۱۴۴- امام اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے

١٢٣٧ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اشْتَكَى رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَدَخَلَ عَلَيْهِ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ يَعُودُونَهُ. فَصَلَّى النَّبِيُّ ﷺ جَالِسًا. فَصَلَّوْا بِصَلَاتِهِ قِيَامًا. فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنِ اجْلِسُوا. فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: «إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ. فَإِذَا رَكَعَ

۱۲۳۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بیمار ہو گئے۔ آپ کے صحابہ میں سے چند افراد آپ کی عیادت کے لیے حاضر ہوئے۔ نبی ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھی تو انھوں نے آپ کی اقتدا میں کھڑے ہو کر نماز شروع کر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں اشارہ فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ نماز سے فارغ ہو کر فرمایا: ''امام اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے، اس لیے جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو، جب وہ سر

١٢٣٧ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب إنما جعل الإمام ليؤتم به، ح: ٦٨٨، ١١١٣، ١٢٣٦، ٥٦٥٨ من حديث هشام، ومسلم، الصلاة، باب ائتمام المأموم بالإمام، ح: ٤١٢ عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

فَارْكَعُوا. وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا. وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا».

اٹھائے تو تم سر اٹھاؤ' جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم (بھی) بیٹھ کر نماز پڑھو۔"

فوائد ومسائل: ① حالت بیماری میں گھر میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ ② مریض کی بیمار پرسی کرنی چاہیے۔ ③ رکوع وسجود وغیرہ میں امام سے آگے بڑھنا جائز نہیں۔ (سنن ابن ماجه' حديث:٩٦٠ تا ٩٦٣) ④ امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی بھی بیٹھ کر نماز پڑھیں اگرچہ کوئی عذر نہ ہو' اکثر علماء اس حکم کو منسوخ قرار دیتے ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ کے آخری ایام میں بیماری کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائی اور صحابۂ کرام ﷢ نے آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز ادا کی۔ اور یہی بات صحیح ہے۔

١٢٣٨- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صُرِعَ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ. فَدَخَلْنَا نَعُودُهُ. وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ. فَصَلَّى بِنَا قَاعِدًا، وَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ قُعُودًا. فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ، قَالَ: «إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ. فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا. وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا. وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا. وَإِذَا صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا أَجْمَعِينَ».

١٢٣٨- حضرت انس بن مالک ﷜ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ گھوڑے سے گر پڑے اور آپ کا جسم مبارک دائیں طرف سے زخمی ہو گیا۔ ہم لوگ نبی ﷺ کی بیمار پرسی کے لیے حاضر ہوئے۔ (اسی اثنا میں) نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ نے ہمیں بیٹھ کر نماز پڑھائی اور ہم نے آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز ادا کی۔ نماز سے فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "امام اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ جب وہ [اَللّٰهُ أَكْبَرُ] کہے تو تم [اَللّٰهُ أَكْبَرُ] کہو' جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو' جب وہ [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہے تو تم [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] کہو' جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو' جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم سب لوگ بیٹھ کر نماز پڑھو۔"

فوائد ومسائل: ① [جُحِشَ] سے مراد ہلکا زخم ہے جس سے صرف جلد متاثر ہوتی ہے۔ ② اس سے یہ دلیل لی گئی ہے کہ امام صرف [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه] کہے اور مقتدی صرف [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ......] کہیں لیکن رسول اللہ ﷺ سے امامت کی حالت میں دونوں اذکار پڑھنا ثابت ہے۔ (سنن ابن ماجه' حديث:٨٧٥،٨٧٨)

١٢٣٨ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب يهوي بالتكبير حين يسجد، ح:٨٠٥، ومسلم، الصلاة، الباب السابق، ح:٤١١ من حديث سفيان به وهو في جزءه.

اس لیے تقسیم اذکار والا موقف قوی محسوس نہیں ہوتا۔

١٢٣٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمُ بْنُ بَشِيرٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ. فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا. وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا. وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ. وَإِنْ صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا. وَإِنْ صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا».

١٢٣٩- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''امام اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے' جب وہ [اَللّٰهُ أَكْبَرُ] کہے تو تم [اَللّٰهُ أَكْبَرُ] کہو' جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو' جب وہ [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہے' تم [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] کہو' اگر وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو تم کھڑے ہو کر نماز پڑھو' اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔''

١٢٤٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: اشْتَكَى رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ وَهُوَ قَاعِدٌ، وَأَبُو بَكْرٍ يُكَبِّرُ يُسْمِعُ النَّاسَ تَكْبِيرَهُ. فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا فَرَآنَا قِيَامًا. فَأَشَارَ إِلَيْنَا فَقَعَدْنَا فَصَلَّيْنَا بِصَلَاتِهِ قُعُودًا. فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ: «إِنْ كِدْتُمْ أَنْ تَفْعَلُوا فِعْلَ فَارِسَ وَالرُّومِ. يَقُومُونَ عَلَى مُلُوكِهِمْ وَهُمْ قُعُودٌ. فَلَا تَفْعَلُوا. ائْتَمُّوا بِأَئِمَّتِكُمْ. إِنْ صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا. وَإِنْ صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا».

١٢٤٠- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ بیمار ہو گئے۔ ہم نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی جب کہ آپ بیٹھ کر نماز پڑھا رہے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (بلند آواز سے) تکبیرات کہتے تھے' (یعنی) لوگوں کو نبی ﷺ کی تکبیر سناتے تھے۔ آپ نے ہماری طرف توجہ فرمائی تو ہمیں کھڑے دیکھا' نبی علیہ السلام نے اشارہ فرمایا تو ہم بیٹھ گئے اور ہم نے بیٹھ کر رسول اللہ ﷺ کی نماز کی اقتدا کی۔ سلام پھیرنے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم تو فارسیوں اور رومیوں کا سا کام کرنے لگے تھے۔ وہ بادشاہوں کے سامنے کھڑے رہتے ہیں جب کہ وہ (بادشاہ) بیٹھے ہوتے ہیں' (اس لیے) اس طرح نہ کیا کرو۔ اپنے اماموں کی اقتدا کرو۔ جب امام

١٢٣٩- [صحيح] أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف: ١/ ٢٢٧، ح: ٢٥٩٤ عن هشيم أنا عمر بن أبي سلمة به مختصرًا جدًا، أخرجه أحمد: ٢/ ٢٣٠، ٤١١، ٤٧٥ من حديث محمد بن عمرو الليثي عن أبي سلمة به نحو رواية ابن ماجه، وللحديث طرق كثيرة عند البخاري، ومسلم وغيرهما.

١٢٤٠- أخرجه مسلم، الصلاة، باب ائتمام المأموم بالإمام، ح: ٤١٣ عن محمد بن رمح وغيره به.

کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔''

فوائد ومسائل: ① فارس اور روم کے لوگ غیر مسلم تھے۔ ایرانی تو آتش پرست تھے اور رومی عیسائی تھے جو تحریف شدہ عیسائیت پر کاربند تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے غیر مسلموں کی مشابہت سے منع فرمایا۔ ② کوئی بزرگ' سردار' عالم یا پیر بیٹھا ہو تو اس کے سامنے احتراماً کھڑے رہنا اور بیٹھنے سے پرہیز کرنا مسلمانوں کا طریقہ نہیں' اس لیے اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ③ بیٹھے ہوئے امام کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا' غیر مسلموں کے احتراماً کھڑے رہنے سے بعض لحاظ سے مختلف ہے۔ درباری بادشاہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوتے ہیں اور وہ بھی ان کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھا ہوتا ہے جب کہ امام اور مقتدی سب کے سب اللہ کی عبادت کے لیے کعبہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں' مقتدی امام کے سامنے نہیں بلکہ پیچھے کھڑے ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں درباری مسلسل کھڑے رہتے ہیں جب کہ مقتدی رکوع' سجدہ' جلسہ اور تشہد کی حالت میں کھڑے نہیں ہوتے۔ غالباً اسی لیے نبی ﷺ نے اپنی حیاتِ مبارکہ کے آخری ایام میں بیٹھ کر نماز پڑھاتے وقت مقتدیوں کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے منع نہیں فرمایا۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٤٥) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُنُوتِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ (التحفة ١٨٤)

باب: ۱۴۵- نماز فجر میں دعائے قنوت کا بیان

١٢٤١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، وَحَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، سَعْدِ بْنِ طَارِقٍ قَالَ، قُلْتُ لِأَبِي: يَا أَبَتِ إِنَّكَ قَدْ صَلَّيْتَ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ هٰهُنَا بِالْكُوفَةِ، نَحْواً مِنْ خَمْسِ سِنِينَ. فَكَانُوا يَقْنُتُونَ فِي الْفَجْرِ؟ فَقَالَ: أَيْ بُنَيَّ مُحْدَثٌ.

۱۲۴۱- ابو مالک سعد بن طارق اشجعی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے اپنے والد (حضرت طارق بن اشیم ؓ) سے کہا' ابا جان! آپ نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے بھی نمازیں پڑھی ہیں اور حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت عثمان ؓ کے پیچھے بھی اور یہاں کوفہ میں حضرت علی ؓ کے پیچھے بھی تقریباً پانچ سال نمازیں پڑھی ہیں' کیا یہ حضرات فجر کی نماز میں قنوت کیا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: بیٹا! یہ بدعت ہے۔

فوائد ومسائل: ① خاص خاص موقعوں پر فجر کی نماز میں اور دوسری نمازوں میں بھی قنوت پڑھنا مسنون ہے۔ اسے ''قنوت نازلہ'' کہتے ہیں۔ جن لوگوں نے قراء صحابۂ کرام ؓ کو بلا کر دھوکے سے شہید کر دیا تھا' نبی اکرم

١٢٤١ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في ترك القنوت، ح: ٤٠٢ من حديث يزيد به نحوه، وقال: "حسن صحيح".

ﷺ نے ان کے خلاف مہینہ بھر قنوتِ نازلہ پڑھی جیسے کہ حدیث: ۱۲۴۳ میں آ رہا ہے۔ (صحيح البخاري، الجهاد والسير، باب من ينكب أويطعن في سبيل الله، حديث:۲۸۰۱) ② حضرت طارق رضی اللہ عنہ نے مطلقاً قنوت کو بدعت نہیں کہا بلکہ فجر کی نماز میں قنوت ہمیشہ پڑھنے کو بدعت کہا' اس سے معلوم ہوا کہ بعض اوقات ایک کام اصل میں سنت ہوتا ہے لیکن اسے غلط طریقے سے انجام دینے یا اس کو اس کی اصل حیثیت سے گھٹا بڑھا دینے کی وجہ سے وہ بدعت بن جاتا ہے' یعنی اس عمل کی وہ خاص کیفیت بدعت ہوتی ہے اگرچہ اصل عمل بدعت نہ ہو۔

١٢٤٢- حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ [بَكْرٍ] الضَّبِّيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْلَى زُنْبُورٌ: حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ نَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: نُهِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْقُنُوتِ فِي الْفَجْرِ.

۱۲۴۲- حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو فجر کی نماز میں قنوت پڑھنے سے منع فرمادیا گیا تھا۔

١٢٤٣- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، كَانَ يَقْنُتُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ. يَدْعُو عَلَى حَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ، شَهْرًا. ثُمَّ تَرَكَ.

۱۲۴۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز میں قنوت فرماتے تھے۔ (قنوت میں) عرب کے ایک قبیلے کے خلاف ایک مہینے تک بددعا کرتے رہے تھے۔ پھر اسے ترک کردیا۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے یہ قنوت نازلہ قبیلہ مُضر کے خلاف پڑھی تھی۔ وہ لوگ اس وقت کافر تھے اور مسلمانوں کے لیے بہت سی مشکلات کا باعث تھے۔ ② ترک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس قبیلے کے خلاف بددعا کرنی بند کردی کیونکہ جن کمزور مسلمانوں کے حق میں دعا کی جاتی تھی' انھیں نجات مل گئی۔ بعض نے اس جملے سے یہ سمجھا ہے کہ بعد میں کبھی قنوت نازلہ نہیں پڑھی' یہ سمجھنا غلط ہے۔ اب بھی حسب ضرورت قنوت نازلہ پڑھی جاسکتی ہے۔

١٢٤٢ـ [إسناده موضوع] أخرجه الدارقطني: ٢/ ٣٨ وغيره من طرق عن محمد بن يعلى به، وقال الدارقطني: "محمد بن يعلى وعنبسة وعبدالله بن نافع كلهم ضعفاء، ولا يصح لنافع سماع من أم سلمة" * عنبسة قال أبوحاتم وابن معين فيه: "كان يضع الحديث"، في الأصل: حاتم بن نصر، والصواب ما أثبته.

١٢٤٣ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة الرجيع ورعل وذكوان وبئر معونة، وحديث عضل . . . الخ، ح: ٤٠٨٩، ومسلم، المساجد، باب استحباب القنوت في جميع الصلوات إذا نزلت بالمسلمين نازلة . . . الخ، ح: ٦٧٧ تحته من حديث هشام به.

١٢٤٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا رَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَأْسَهُ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَالَ: «اللَّهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ، وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ، وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ، وَالْمُسْتَضْعَفِينَ بِمَكَّةَ. اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ، وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ».

۱۲۴۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے جب فجر کی نماز میں (رکوع سے) سر اٹھایا تو فرمایا: ''اے اللہ! ولید بن ولید' سلمہ بن ہشام' عیاش بن ربیعہ رضی اللہ عنہم اور مکہ کے (دوسرے) کمزور افراد کو (مشرکوں سے) نجات دے۔ اے اللہ! قبیلۂ مضر (کے کافروں) پر گرفت کو شدید تر کر دے اور ان پر یوسف علیہ السلام (کے زمانے) کے سالوں جیسے (قحط اور سختی کے) سال مسلط فرما دے۔''

فوائد و مسائل: ① قنوت نازلہ آخری رکعت میں رکوع کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ ② اس میں امام بلند آواز سے مناسب دعائیں کرتا ہے۔ ③ قنوت نازلہ میں مظلوم مسلمانوں کا نام لے کر ان کے حق میں اور کافروں کا نام لے کر ان کے خلاف دعا کی جا سکتی ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' التفسير' باب: ﴿ليس لك من الأمر شيء﴾' حديث: ٤٥٦٠' و صحيح مسلم' المساجد' باب استحباب القنوت في جميع الصلوات...... ' حديث: ٦٧٥)

(المعجم ١٤٦) - بَابُ مَا جَاءَ فِي قَتْلِ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ١٨٥)

باب: ۱۴۶- نماز کے دوران میں سانپ اور بچھو کو مار دینے کا بیان

١٢٤٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ ضَمْضَمِ بْنِ جَوْسٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ: الْعَقْرَبِ وَالْحَيَّةِ.

۱۲۴۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے نماز کے دوران میں دو سیاہ جانوروں' یعنی بچھو اور سانپ کو قتل کرنے کا حکم دیا۔

١٢٤٤- أخرجه البخاري، الأدب، باب تسمية الوليد، ح: ٦٢٠٠، ومسلم، المساجد، الباب السابق، ح: ٦٧٥ من حديث سفيان به.

١٢٤٥- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب العمل في الصلاة، ح: ٩٢١ من حديث يحيى به، وصححه الترمذي، ح: ٣٩٠، وابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي.

فوائد و مسائل: ① سانپ اور بچھو کو نماز کے دوران میں مارنے کا اس لیے حکم دیا کہ یہ سخت موذی جانور ہیں۔ اگر بھاگ گئے تو ممکن ہے دوبارہ قابو نہ آئیں اور کسی کو تکلیف پہنچائیں' اس لیے انھیں فوری طور پر مارنے کی ضرورت ہے۔ ② اس طرح کے حالات میں نمازی کا اپنی جگہ چھوڑ کر چلنا اور مارنے کے لیے لکڑی وغیرہ لے کر آنا ایک ضرورت ہے' اس لیے اس سے نماز نہیں ٹوٹے گی' نماز جہاں چھوڑی تھی وہیں سے دوبارہ شروع کر دے۔ ③ اور بھی متعدد کام ایسے ہیں جن کا کرنا نماز کے دوران میں نبی اکرم ﷺ سے یا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ ان کاموں کی وجہ سے بھی نماز فاسد نہیں ہوگی' مثلاً: اشارے سے سلام کا جواب دینا' بچے کو اٹھا کر نماز پڑھنا' آگے سے گزرنے والے کو روکنا وغیرہ۔

١٢٤٦ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ الْأَوْدِيُّ، وَالْعَبَّاسُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ ثَابِتٍ الدَّهَّانُ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَدَغَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَقْرَبٌ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ. فَقَالَ: «لَعَنَ اللهُ الْعَقْرَبَ. مَا تَدَعُ الْمُصَلِّيَ وَغَيْرَ الْمُصَلِّي. اقْتُلُوهَا فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ».

١٢٤٦- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک بچھو نے ڈنک مار دیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ بچھو پر لعنت کرے' یہ تو نہ کسی نمازی کو چھوڑتا ہے نہ غیر نمازی کو' اسے مار دیا کرو' حل میں ہو یا حرم میں۔''

فوائد و مسائل: ① حرم سے مراد وہ علاقہ ہے جس میں شکار کرنا' درخت کاٹنا اور گھاس اکھاڑنا منع ہے۔ اس کے علاوہ باقی پوری زمین حل ہے' یعنی جہاں یہ پابندیاں نہیں۔ ② حرم کی حدود میں اگرچہ جانوروں کا شکار منع ہے' تاہم موذی جانوروں کو وہاں بھی قتل کیا جا سکتا ہے۔ ③ بحیثیت انسان ہونے کے نبی اکرم ﷺ پر بھی وہ تکالیف آتی تھیں جو دوسرے انسانوں پر آتی ہیں' مثلاً: بیمار ہونا' زخمی ہونا' بھوک پیاس کی حاجت پیش آنا' غمگین ہونا' خوش ہونا' بھول جانا وغیرہ۔ ان تمام حالات میں رسول اللہ ﷺ کے اقوال و افعال ہمارے لیے اسوہ ہیں۔ ④ برے اور مجرم آدمی کو اس کے جرم یا گناہ کی نسبت سے لعنت کا لفظ بول دینا جائز ہے' جیسے قرآن مجید میں جھوٹ بولنے والے پر اور حدیث میں انبیاء و اولیاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنانے والے پر' غیر اللہ کیلئے جانور ذبح کرنے والے پر' والدین کو لعنت کرنے والے پر' بیوی سے خلافِ وضع فطری فعل کا ارتکاب کرنے والے پر اور متعدد دوسرے جرائم کے مرتکب پر لعنت وارد

١٢٤٦_ [حسن] أخرجه ابن عدي في الكامل، وقال: "لا أعرفه إلا من حديث الحكم عن قتادة"، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف لضعف الحكم بن عبدالملك لكن لم ينفرد به الحكم"، وقال السندي: "فقد رواه ابن خزيمة في صحيحه عن محمد بن بشار عن محمد بن جعفر عن شعبة عن قتادة به".

ہے۔ دیکھیے: (سورۂ آل عمران ' آیت: ٦١ ' وصحیح البخاري ' الصلاة ' باب: ٥٥ ' حدیث: ٤٣٥ ' ٤٣٦)

١٢٤٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ: حَدَّثَنَا مَنْدَلٌ، عَنِ ابْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَتَلَ عَقْرَباً وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ.

۱۲۴۷- جناب ابن ابورافع رحمہ اللہ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک بچھو مار ڈالا جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔

(المعجم ١٤٧) - **بَابُ النَّهْيِ عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَجْرِ وَبَعْدَ الْعَصْرِ** (التحفة ١٨٦)

باب: ۱۴۷- فجر اور عصر کے بعد نماز کی ممانعت کا بیان

١٢٤٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ. وَ أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ صَلَاتَيْنِ: عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ.

۱۲۴۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو نمازوں' یعنی فجر کے بعد سورج کے طلوع ہونے تک اور عصر کے بعد سورج کے غروب ہونے تک' کے پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① فجر اور عصر سے مراد فجر کی فرض نماز اور عصر کی فرض نماز ہے' البتہ جو شخص فجر کی نماز با جماعت میں شامل ہو جبکہ پہلے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں تو وہ فرض نماز کے بعد چھوٹی ہوئی سنتیں پڑھ سکتا ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ' حدیث: ۱۱۵۴' ۱۱۵۵) ② اگر بھولے سے کوئی نماز چھوٹ جائے اور وہ مکروہ اوقات میں یاد آئے تو اسے اسی وقت پڑھا جا سکتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ ' حدیث: ۶۹۵' ۶۹۶) ③ بعض علماء نے سببی اور غیر سببی نماز کا فرق کیا ہے کہ جس نماز کا سبب ان اوقات میں پیدا ہوا ہو وہ نماز مکروہ اوقات میں بھی پڑھی جا سکتی ہے' مثلاً: تحیۃ المسجد' طواف کی دو رکعتیں' نماز جنازہ وغیرہ۔ دوسری نمازیں ان اوقات میں نہیں پڑھی جائیں گی' مثلاً: مطلق نوافل۔

١٢٤٧ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناد فيه مندل بن علي العنبري الكوفي، وهو ضعيف"، وشيخه محمد بن عبيدالله بن أبي رافع أيضًا "ضعيف" (تقريب)، وانظر، ح: ١٢٩٧.

١٢٤٨ـ أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب الصلاة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس، ح: ٥٨٤، ومسلم، البيوع، باب إبطال بيع الملامسة والمنابذة، ح: ١٥١١ من حديث أبي أسامة به.

١٢٤٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى التَّيْمِيُّ، عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ قَزَعَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لاَ صَلاَةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، وَلاَ صَلاَةَ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ».

۱۲۴۹- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''عصر کے بعد کوئی نماز نہیں حتی کہ سورج غروب ہو جائے اور فجر کے بعد کوئی نماز نہیں حتی کہ سورج طلوع ہو جائے۔''

١٢٥٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: شَهِدَ عِنْدِي رِجَالٌ مَرْضِيُّونَ، فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، وَأَرْضَاهُمْ عِنْدِي عُمَرُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لاَ صَلاَةَ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ. وَلاَ صَلاَةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ».

۱۲۵۰- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے بیان کیا: میرے پاس قابل اعتماد حضرات نے گواہی دی ان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے اور میرے نزدیک ان میں سب سے زیادہ قابل اعتماد حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فجر کے بعد کوئی نماز نہیں حتی کہ سورج طلوع ہو جائے اور عصر کے بعد کوئی نماز نہیں حتی کہ سورج غروب ہو جائے۔''

فوائد و مسائل: ① گواہی دینے کا مطلب یہ ہے کہ انھوں نے حدیث بیان کرتے وقت یہ الفاظ کہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی اور اس سے مقصود محض تاکید ہے جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ انھیں یہ حدیث پوری طرح یاد ہے اور وہ اسے پورے اعتماد سے بیان کر رہے ہیں جس طرح گواہی پورے یقین اور اعتماد کی بنیاد پر دی جاتی ہے۔ ② حدیث قابل اعتماد اور ثقہ افراد کی روایت کی ہوئی قبول ہوتی ہے' ناقابل اعتماد افراد کی روایت کردہ حدیث قبول کرنا درست نہیں۔ ③ صحابۂ کرام نے جو حدیث نبی اکرم ﷺ سے براہ راست نہیں سنی ہوتی تھی' وہ دوسرے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے سن کر روایت کرتے اور اس پر عمل کرتے تھے' یعنی قابل اعتماد افراد کی

١٢٤٩ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم يوم النحر، ح: ١٩٩٥ وغيره من حديث عبدالملك به مطولاً.

١٢٥٠ـ أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب الصلاة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس، ح: ٥٨١، ومسلم، صلاة المسافرين، باب الأوقات التي نهي عن الصلاة فيها، ح: ٨٢٦ من حديث قتادة به.

روایت کردہ صحیح سند والی حدیث پر عمل کرنا صحابہ وتابعین کے ہاں بھی واجب تھا۔

(المعجم ١٤٨) - بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّاعَاتِ الَّتِي تُكْرَهُ فِيهَا الصَّلَاةُ (التحفة ١٨٧)

باب: ۱۴۸- نماز کے مکروہ اوقات کا بیان

١٢٥١ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ طَلْقٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْبَيْلَمَانِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: هَلْ مِنْ سَاعَةٍ أَحَبُّ إِلَى اللهِ مِنْ أُخْرٰى؟ قَالَ: «نَعَمْ. جَوْفُ اللَّيْلِ الأَوْسَطُ. فَصَلِّ مَا بَدَا لَكَ حَتّٰى يَطْلُعَ الصُّبْحُ. ثُمَّ انْتَهِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَمَا دَامَتْ كَأَنَّهَا حَجَفَةٌ حَتّٰى تَبَشْبَشَ. ثُمَّ صَلِّ مَا بَدَا لَكَ حَتّٰى يَقُومَ الْعَمُودُ عَلٰى ظِلِّهِ. ثُمَّ انْتَهِ حَتّٰى تَزِيغَ الشَّمْسُ فَإِنَّ جَهَنَّمَ تُسْجَرُ نِصْفَ النَّهَارِ. ثُمَّ صَلِّ مَا بَدَا لَكَ حَتّٰى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ. ثُمَّ انْتَهِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَإِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ وَتَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ».

۱۲۵۱- حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو عرض کیا: کیا کوئی وقت اللہ کو دوسرے اوقات سے زیادہ پیارا بھی ہوتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں' رات کا درمیانی حصہ' تم جب تک چاہو نماز (تہجد) پڑھو حتی کہ صبح صادق طلوع ہو جائے' پھر رک جاؤ حتی کہ سورج طلوع ہو جائے۔ جب تک وہ اس طرح (نظر آتا) رہے جیسے ڈھال ہوتی ہے حتی کہ روشنی ہو جائے' پھر جتنی چاہو نماز پڑھو حتی کہ ستون اپنے سائے پر قائم ہو جائے' پھر (نماز سے) پرہیز کرو حتی کہ سورج ڈھل جائے کیونکہ دوپہر کو جہنم دہکائی جاتی ہے' پھر جتنی چاہو نماز پڑھو حتی کہ عصر کی نماز پڑھ لو' پھر (نماز سے) رک رہو حتی کہ سورج غروب ہو جائے کیونکہ وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا اور شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① عبادت اور دعا کی قبولیت کے لحاظ سے بعض اوقات دوسرے اوقات سے افضل ہیں' جیسے مہینوں میں رمضان المبارک اور راتوں میں شب قدر افضل ہے۔ ② رات کے اوقات میں رات کا آخری حصہ افضل ہے۔ اس روایت میں رات کے درمیانی حصے کا ذکر ہے لیکن دیگر محققین نے اس جملے کو دوسری صحیح روایات کے خلاف ہونے کی وجہ سے منکر' یعنی ضعیف اور باقی روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح سنن

١٢٥١- [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي: ١/ ٢٨٣، ٢٨٤، المواقيت، إباحة الصلاة إلى أن يصلي الصبح، ح: ٥٨٥ من حديث شعبة به * عبدالرحمن بن البيلماني ضعيف كما في التقريب وغيره، ولأصل الحديث شواهد كثيرة جدًا، انظر صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب إسلام عمرو بن عبسة، ح: ٨٣٢.

أبي داود (مفصل) للألباني رحمه الله، رقم:١١٥٨، و سنن ابن ماجه، للدكتور بشار عواد، حديث:١٢٥١، نیز ہمارے فاضل محقق نے اسے سنداً ضعیف قرار دیا ہے لیکن اس کے شواہد کا ذکر کیا ہے، ان شواہد میں سے صحیح مسلم کا حوالہ دیا ہے دیکھیے: تحقیق و تخریج حدیث ہذا۔ ③ نماز تہجد ساری رات میں کسی بھی وقت میں ادا کرنا جائز ہے لیکن اس کا وقت عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اگر عشاء کی نماز اوّل وقت میں ادا کر لی جائے تو اس کے بعد سے تہجد شروع کی جا سکتی ہے لیکن اگر عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھی جائے تو تہجد اس کے بعد ہی پڑھ سکتے ہیں پہلے نہیں۔ ④ صبح صادق سے طلوع آفتاب تک صرف فجر کی نماز سنت اور فرض کا وقت ہے۔ اس کے علاوہ اس دوران میں نوافل ادا نہیں کرنے چاہییں۔ ⑤ سورج طلوع ہونے کے بعد بھی کچھ ٹھہر کر نماز اشراق ادا کرنی چاہیے تاکہ سورج بلند ہو جائے اور وہ وقت گزر جائے جب غیر مسلم سورج کی پوجا کرتے ہیں۔ ⑥ عین دوپہر کے وقت بھی نفل نماز ادا کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے جب سورج ڈھل جائے تو پھر جائز ہے۔ ⑦ دوپہر کی گرمی کا جہنم سے تعلق ایک غیبی معاملہ ہے، اس پر ایمان رکھنا کافی ہے، کیفیت کی تفتیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ ⑧ سورج کے شیطان کے سینگوں کے درمیان طلوع و غروب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب کافر ان اوقات میں سورج کو سجدہ کرتے ہیں تو شیطان ان کے سامنے سورج کی طرف آ جاتا ہے، اس لیے شیطان کو سجدہ ہوتا ہے۔ اس پر شیطان خوش ہوتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ سورج کی پوجا اصل میں اسی کی عبادت ہے۔ ⑨ غیر مسلموں سے مشابہت اختیار کرنا منع ہے اگرچہ مسلمان کا مقصد غیر اللہ کی عبادت نہ ہو۔

١٢٥٢- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ دَاوُدَ الْمُنْكَدِرِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَأَلَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ أَمْرٍ أَنْتَ بِهِ عَالِمٌ وَأَنَا بِهِ جَاهِلٌ. قَالَ: «وَمَا هُوَ؟». قَالَ: هَلْ مِنْ سَاعَاتِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سَاعَةٌ تُكْرَهُ فِيهَا الصَّلَاةُ؟ قَالَ: «نَعَمْ. إِذَا صَلَّيْتَ الصُّبْحَ، فَدَعِ الصَّلَاةَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ. فَإِنَّهَا

١٢٥٢- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا تو کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ سے ا[یک] بات پوچھتا ہوں جس سے آپ واقف ہیں اور میں اس سے لاعلم ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”وہ کیا چیز ہے؟“ انھوں نے کہا: کیا رات اور دن کے اوقات میں سے کوئی ایسا وقت بھی ہے جس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے؟ فرمایا ”ہاں، جب تو صبح کی نماز پڑھ لے تو نماز چھوڑ دے حتی کہ سورج نکل آئے کیونکہ وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے، پھر (نفل) نماز پڑھ کیونکہ (اس

١٢٥٢ـ [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٢/ ٤٥٥ من حديث ابن أبي فديك به، وقال البوصيري: "هذا إسنا[د] حسن"، وله طريق آخر عند ابن خزيمة، ح: ١٢٧٥ عن سعيد المقبري به.

تَطْلُعُ بِقَرْنَيِ الشَّيْطَانِ. ثُمَّ صَلِّ فَالصَّلَاةُ مَحْضُورَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ حَتَّى تَسْتَوِيَ الشَّمْسُ عَلَى رَأْسِكَ كَالرُّمْحِ. فَإِذَا كَانَتْ عَلَى رَأْسِكَ كَالرُّمْحِ فَدَعِ الصَّلَاةَ. فَإِنَّ تِلْكَ السَّاعَةَ تُسْجَرُ فِيهَا جَهَنَّمُ وَتُفْتَحُ فِيهَا أَبْوَابُهَا. حَتَّى تَزِيغَ الشَّمْسُ عَنْ حَاجِبِكَ الأَيْمَنِ. فَإِذَا زَالَتْ فَالصَّلَاةُ مَحْضُورَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ حَتَّى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ. ثُمَّ دَعِ الصَّلَاةَ حَتَّى تَغِيبَ الشَّمْسُ».

وقت میں) نماز میں (فرشتے) حاضر ہوتے ہیں اور وہ قبول ہوتی ہے حتی کہ سورج تیرے سر پر نیزے کی طرح کھڑا ہو جائے۔ جب وہ نیزے کی طرح تیرے سر پر ہو تو نماز ترک کر دے کیونکہ اس وقت جہنم دہکائی جاتی ہے اور اس کے دروازے کھولے جاتے ہیں حتی کہ سورج تیری دائیں طرف ڈھل آئے جب وہ ڈھل جائے تو اس وقت کی نماز میں (فرشتے) حاضر ہوتے ہیں اور وہ قبول ہوتی ہے۔ (اس کے بعد سنتیں نفل وغیرہ پڑھ سکتے ہو) حتی کہ تو عصر کی نماز پڑھ لے پھر نماز چھوڑے رکھ حتی کہ سورج غروب ہو جائے۔“

فوائد و مسائل: ① تین اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ صبح کی نماز کے بعد سورج کے طلوع ہو جانے تک‘ دوپہر کو جب سورج سر پر ہوتا ہے اور عصر کے بعد سورج کے غروب ہو جانے تک ② سورج کے دائیں طرف ڈھل آنے کا مطلب مغرب کی طرف جھک جانا ہے کیونکہ مدینہ منورہ سے کعبہ شریف جنوب کی طرف ہے‘ اس لیے مشرق نمازی سے بائیں طرف اور مغرب کی جہت دائیں طرف ہوتی ہے۔

١٢٥٣- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الصُّنَابِحِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ أَوْ قَالَ يَطْلُعُ مَعَهَا قَرْنَا الشَّيْطَانِ فَإِذَا ارْتَفَعَتْ فَارَقَهَا. فَإِذَا كَانَتْ فِي وَسَطِ السَّمَاءِ

١٢٥٣- حضرت ابو عبداللہ (عبدالرحمٰن بن عسیلہ) صنابحی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔“ یا فرمایا: ”اس کے ساتھ شیطان کے سینگ طلوع ہوتے ہیں‘ جب سورج بلند ہو جاتا ہے تو شیطان اس سے الگ ہو جاتا ہے‘ جب وہ آسمان کے درمیان میں پہنچتا ہے تو شیطان اس سے مل جاتا ہے‘ جب ڈھل جاتا

١٢٥٣- [صحيح] أخرجه النسائي: ١/ ٢٧٥، المواقيت، الساعات التي نهي عن الصلاة فيها، ح: ٥٦٠ من حديث مالك عن زيد به إلا أنه قال: "عن عبدالله الصنابحي"، وهو الراجح، وأخرج الدارقطني في غرائب مالك من طريق إسماعيل بن أسد أبي الحارث، وابن منده من طريق إسماعيل الصائغ، كلاهما عن مالك وزهير بن محمد عن زيد عن عطاء عن عبدالله الصنابحي سمعت رسول الله ﷺ . . . الخ، وكذا رواه سويد بن سعيد عن حفص بن ميسرة عن زيد به * الصنابحي صحابي على الراجح، ولحديثه شواهد معنوية.

قَارَنَهَا . فَإِذَا دَلَكَتْ أَوْ قَالَ زَالَتْ فَارَقَهَا . فَإِذَا دَنَتْ لِلْغُرُوبِ قَارَنَهَا . فَإِذَا غَرَبَتْ فَارَقَهَا . فَلاَ تُصَلُّوا هٰذِهِ السَّاعَاتِ الثَّلاَثَ».

ہے تو وہ الگ ہو جاتا ہے' پھر جب سورج غروب ہو۔ کے قریب ہوتا ہے تو شیطان اس سے مل جاتا ہے' ج۔ غروب ہو جائے تو الگ ہو جاتا ہے۔ اس لیے ان ت۔ اوقات میں نماز نہ پڑھا کرو۔''

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے صحیح اور الموسوعۃ الحدیثیہ کے محققین نے اسے سنداً مرسل اور دیگر شواہد کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے' جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ مذکورہ روایت کی بابت لکھتے ہیں کہ یہ روایت: [فَإِذَا كَانَتْ فِي وَسَطِ السَّمَاءِ قَارَنَهَا' فَإِذَا دَلَكَتْ فَارَقَهَا] ''جب سورج آسمان کے درمیان میں پہنچتا ہے تو شیطان اس سے مل جاتا ہے' جب ڈھل جاتا ہے تو وہ الگ ہو جاتا ہے۔'' اس جملے کے علاوہ صحیح ہے' تاہم انہی کی رائے اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے کیونکہ مذکورہ روایت کو صحیح کہنے والوں نے اس روایت کے جو شواہد ذکر کیے ہیں ان میں اس جملے کا ذکر نہیں ہے بلکہ ان میں مطلق طور پر تین اوقات میں نماز پڑھنا ممنوع قرار دیا گیا ہے' تاہم بعض روایات جو کہ مذکورہ روایت سے زیادہ صحیح ہیں' ان میں ممانعت کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ دوپہر کے وقت جہنم دہکایا جاتا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت میں مذکور نماز کی ممانعت کی وجہ درست نہیں بلکہ درست اور صحیح یہی ہے کہ دوپہر کے وقت جہنم دہکایا جاتا ہے۔ واللہ أعلم. تفصیل کے لیے دیکھیے: (ضعيف سنن ابن ماجه للألباني' رقم:۲۵۸۸' و سنن ابن ماجه للدكتور بشار عواد' حديث:۱۲۵۳' والموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:۳۱/۴۱۲)

(المعجم ١٤٩) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي الصَّلاَةِ بِمَكَّةَ فِي كُلِّ وَقْتٍ (التحفة ١٨٨)

باب:۱۴۹- مکہ میں ہر وقت نماز جائز ہے

١٢٥٤- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَابَيْهِ ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ لاَ تَمْنَعُوا أَحَدًا طَافَ بِهٰذَا الْبَيْتِ وَصَلَّى . أَيَّةَ سَاعَةٍ شَاءَ مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ» .

۱۲۵۴- حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے بنی عبد مناف! ک۔ شخص رات یا دن میں جس وقت بھی اس گھر کا طوا۔ کرنا اور نماز پڑھنا چاہے' تم اسے منع نہ کرنا۔''

١٢٥٤- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، المناسك، باب الطواف بعد العصر، ح: ١٨٩٤ من حديث سفيان وصححه الترمذي، ح: ٨٦٨، والحاكم، والذهبي، وابن خزيمة، ح: ٢٧٤٧، وابن حبان(موار، ح: ٦٢٦، ٦٢٧.

فوائد و مسائل: ① بیت اللہ شریف کا طواف کرنے کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں' نہ کسی وقت طواف کرنا منع ہے۔ ② طواف کعبہ کے سات چکر پورے کر کے دو رکعت نماز ادا کرنی ہوتی ہے۔ اس نماز کا تعلق چونکہ طواف سے ہے اس لیے یہ بھی ہر وقت ادا کی جا سکتی ہے' اس کے لیے کوئی وقت مکروہ نہیں۔ ③ حدیث میں صرف مسجد حرام کے اندر ہر وقت نماز کی اجازت کا ذکر ہے۔ امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اس سے پورے شہر مکہ میں اس کی اجازت سمجھی ہے۔ ممکن ہے ''مکہ میں'' ہر وقت نماز جائز کہنے سے ان کا مقصد ''مسجد حرام میں'' ہر وقت نماز کا جواز ہو۔ واللہ أعلم. ④ طواف کے ساتھ نماز کے ذکر سے استدلال کیا جا سکتا ہے کہ اس سے مراد طواف کی دو رکعتیں ہر وقت ادا کرنے کی اجازت مقصود ہے' تاہم لفظ کے عموم کو پیش نظر رکھیں تو عام نوافل کی ادائیگی کو بھی جائز کہا جا سکتا ہے۔

(المعجم ١٥٠) - **بَابُ مَا جَاءَ فِيـ[ـمَا] إِذَا أَخَّرُوا الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا** (التحفة ١٨٩)

باب: ١٥٠- جب لوگ نماز تاخیر سے ادا کریں تو کیا کرنا چاہیے

١٢٥٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَعَلَّكُمْ سَتُدْرِكُونَ أَقْوَامًا يُصَلُّونَ الصَّلَاةَ لِغَيْرِ وَقْتِهَا. فَإِنْ أَدْرَكْتُمُوهُمْ فَصَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ لِلْوَقْتِ الَّذِي تَعْرِفُونَ. ثُمَّ صَلُّوا مَعَهُمْ وَاجْعَلُوهَا سُبْحَةً».

١٢٥٥- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شاید تمھیں ایسے لوگ ملیں جو نماز کو بے وقت ادا کرتے ہوں۔ اگر تم انھیں پاؤ تو گھروں میں اس وقت نماز ادا کر لیا کرو جو تمھیں معلوم ہے (کہ یہ صحیح وقت ہے) پھر ان کے ساتھ بھی نماز پڑھ لو اور اسے نفل سمجھ لو۔''

فوائد و مسائل: ① ''شاید تمھیں ایسے لوگ ملیں'' اس کا مطلب یہ ہے کہ مستقبل میں ایسے لوگ پائے جائیں گے جو بلاوجہ نماز تاخیر سے پڑھائیں گے اور عین ممکن ہے کہ اس وقت تم صحابہ بھی زندہ موجود ہو' چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں بعض حکمرانوں نے نماز تاخیر سے پڑھنے کی عادت اختیار کر لی۔ ② اسلام میں اجتماعیت کی اتنی اہمیت ہے کہ اگر حکام نماز بے وقت پڑھاتے ہوں تب بھی نماز باجماعت کو قائم رکھنا چاہیے لیکن ائمہ اور حکام کو صحیح شرعی حکم بتانا اور اس پر عمل کرنے کی ترغیب دینا بہر حال ضروری ہے۔ ③ اوّل وقت نماز کی بھی بہت اہمیت ہے' اس لیے گھر میں اوّل وقت نماز ادا کر لینا چاہیے لیکن اگر مسجد میں نماز کے اوقات کا تعین حکمرانوں کی مداخلت کے بغیر مسلمانوں کے مشورے سے ہوتا ہو تو پھر مسجد میں اوّل وقت نماز ادا کرنا ضروری ہے۔ ④ ''اسے نفل سمجھ لو'' سے بعض

١٢٥٥_ [صحيح] أخرجه النسائي: ٢/ ٧٥، ٧٦، الإمامة، الصلاة مع أئمة الجور، ح: ٧٨٠ من حديث أبي بكر به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٦٤٠، وانظر، ح: ٨٥٥ لعلته، وللحديث شواهد كثيرة عند مسلم، ح: ٦٤٨ وغيره.

علماء نے یہ سمجھا ہے کہ بلا جماعت اوّل وقت ادا کی ہوئی نماز نفل ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ اوّل وقت پڑھی ہوئی نماز ہی اصل فرض نماز ہے بعد میں جماعت کے ساتھ ادا ہونے والی نماز مزید ثواب کا باعث ہے۔ جیسے کہ حدیث: ۱۲۵۷ میں صراحت سے وارد ہے کہ تاخیر سے نماز ادا کرنے والے اماموں کے ساتھ جو نماز پڑھی جائے گی وہ نفل یعنی مزید ثواب کا باعث ہوگی۔

١٢٥٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «صَلِّ الصَّلاَةَ لِوَقْتِهَا. فَإِنْ أَدْرَكْتَ الإِمَامَ يُصَلِّي بِهِمْ فَصَلِّ مَعَهُمْ، وَقَدْ أَحْرَزْتَ صَلاَتَكَ. وَإِلَّا فَهِيَ نَافِلَةٌ لَكَ».

۱۲۵۶- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”نماز وقت پر ادا کر، پھر اگر تجھے امام لوگوں کو نماز پڑھاتا مل جائے تو ان کے ساتھ بھی نماز پڑھ لے اور (اول وقت ادا کر کے) تو نے اپنی نماز محفوظ کر لی ورنہ (دوبارہ پڑھنے سے) وہ تیرے لیے نفل بن گئی۔“

١٢٥٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلاَلِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ أَبِي الْمُثَنَّى، عَنْ أَبِي أُبَيٍّ ابْنِ امْرَأَةِ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ، يَعْنِي عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «سَيَكُونُ أُمَرَاءُ تَشْغَلُهُمْ أَشْيَاءُ. يُؤَخِّرُونَ الصَّلاَةَ عَنْ وَقْتِهَا. فَاجْعَلُوا صَلاَتَكُمْ مَعَهُمْ تَطَوُّعًا».

۱۲۵۷- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”مستقبل میں ایسے حکمران ہوں گے جنھیں دوسری چیزیں نماز سے مشغول کر دیں گی اور وہ نمازوں کو ان کے اوقات سے مؤخر کر دیں گے۔ تم ان کے ساتھ پڑھی ہوئی اپنی نماز کو نفل سمجھ لینا۔“

(المعجم ١٥١) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلاَةِ الْخَوْفِ (التحفة ١٩٠)

باب: ۱۵۱- نماز خوف کا بیان

١٢٥٦ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب كراهة تأخير الصلاة عن وقتها المختار . . . الخ، ح: ٦٤٨ من حديث شعبة وغيره به.

١٢٥٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب إذا أخر الإمام الصلاة عن الوقت، ح: ٤٣٣ من حديث منصور به.

١٢٥٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ: «أَنْ يَكُونَ الْإِمَامُ يُصَلِّي بِطَائِفَةٍ مَعَهُ. فَيَسْجُدُونَ سَجْدَةً وَاحِدَةً. وَتَكُونُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْعَدُوِّ. ثُمَّ يَنْصَرِفُ الَّذِينَ سَجَدُوا السَّجْدَةَ مَعَ أَمِيرِهِمْ. ثُمَّ يَكُونُونَ مَكَانَ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا. وَيَتَقَدَّمُ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا فَيُصَلُّوا مَعَ أَمِيرِهِمْ سَجْدَةً وَاحِدَةً. ثُمَّ يَنْصَرِفُ أَمِيرُهُمْ وَقَدْ صَلَّى صَلَاتَهُ. وَيُصَلِّي كُلُّ وَاحِدٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ بِصَلَاتِهِ سَجْدَةً لِنَفْسِهِ. فَإِنْ كَانَ خَوْفٌ أَشَدَّ مِنْ ذٰلِكَ، فَرِجَالاً أَوْ رُكْبَانًا».

قَالَ: يَعْنِي بِالسَّجْدَةِ الرَّكْعَةَ.

١٢٥٨- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے نماز خوف کے بارے میں فرمایا: ''امام اپنے ساتھ والی جماعت کو نماز پڑھائے' وہ لوگ ایک سجدہ (ایک رکعت) ادا کریں۔ اور ان کا ایک (دوسرا) گروہ ان (نماز ادا کرنے والوں) کے اور دشمن کے درمیان ہو' پھر وہ لوگ (دشمن کے مقابل) چلے جائیں جنھوں نے اپنے امیر کے ساتھ ایک سجدہ ادا کیا ہے (ایک رکعت پڑھی ہے)' وہ ان لوگوں کی جگہ لے لیں جنھوں نے نماز نہیں پڑھی اور جنھوں نے نماز نہیں پڑھی تھی وہ آگے آ کر اپنے امیر کے ساتھ ایک سجدہ (ایک رکعت) ادا کرلیں' پھر ان کا امیر سلام پھیر دے کیونکہ اس نے اپنی نماز (پوری) پڑھ لی ہے اور دونوں گروہوں کے افراد اپنے اپنے طور پر ایک ایک سجدہ (رکعت) ادا کرلیں اگر خوف اس سے بھی شدید ہو تو چلتے چلتے یا سواری پر (جس طرح ممکن ہو نماز پڑھ لیں۔'')

راوی نے کہا: حدیث میں سجدہ سے مراد رکعت ہے۔

فوائد ومسائل: ① نماز اتنی اہم عبادت ہے کہ حالت جنگ میں بھی معاف نہیں' البتہ اس صورت میں اس کا طریقہ بدل جاتا ہے اور بہت سے احکام میں نرمی آ جاتی ہے۔ ② نماز خوف کی متعدد صورتیں ہیں' حالات کے مطابق ان میں سے کوئی سی صورت اختیار کی جاسکتی ہے۔ ③ اس حدیث میں مذکور صورت پر اس وقت عمل ہوتا ہے جب دشمن قبلے کی طرف نہ ہو۔ اس صورت میں فوج کے دو حصے کیے جائیں گے۔ پہلا گروہ امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھ کر چلا جائے گا' اس اثنا میں دوسرا گروہ دشمن کے مقابلے میں کھڑا رہے گا۔ جب پہلا گروہ دشمن کے سامنے پہنچ جائے گا تو دوسرا گروہ آ کر امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھ لے گا' اور دوسری رکعت اکیلے اکیلے ادا کی جائے گی جیسے مقتدی کی ایک رکعت رہ گئی ہو تو وہ بعد میں ادا کر لیتا ہے۔ پہلے گروہ کے افراد اپنے اپنے مقام پر ایک ایک رکعت پڑھ لیں گے۔ اگر معروف طریقے سے ادا کرنا ممکن نہ ہو تو اشارے سے رکوع سجدہ کر لیا جائے' اگرچہ قبلے کی طرف منہ نہ ہو۔

١٢٥٨- [إسناده صحيح] أخرجه ابن حبان (ابن بلبان)، الصلاة، باب صلاة الخوف، حديث: ٢٨٨٧.

④ زیادہ سخت حالات میں جب اس قدر جماعت کا اہتمام بھی ممکن نہ ہو تو لڑائی کے دوران میں چلتے پھرتے ہی اشارے سے نماز پڑھ لی جائے۔ اگر قبلہ رو ہونا ممکن نہ ہو تو بغیر قبلے کی طرف منہ کیے پڑھ لی جائے۔ ⑤ نماز خوف کے دوسرے طریقے بھی مختلف احادیث میں وارد ہیں۔ جن میں کچھ اگلی احادیث میں بیان کیے گئے ہیں۔

١٢٥٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الأَنْصَارِيُّ، عَنِ الْقَاسِمِ ابْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّهُ قَالَ فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ، قَالَ: يَقُومُ الإِمَامُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ. وَتَقُومُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَهُ. وَطَائِفَةٌ مِنْ قِبَلِ الْعَدُوِّ. وَوُجُوهُهُمْ إِلَى الصَّفِّ. فَيَرْكَعُ بِهِمْ رَكْعَةً. وَيَرْكَعُونَ لِأَنْفُسِهِمْ وَيَسْجُدُونَ لِأَنْفُسِهِمْ سَجْدَتَيْنِ فِي مَكَانِهِمْ. ثُمَّ يَذْهَبُونَ إِلَى مُقَامِ أُولَئِكَ. وَيَجِيءُ أُولَئِكَ. فَيَرْكَعُ بِهِمْ رَكْعَةً. وَيَسْجُدُ بِهِمْ سَجْدَتَيْنِ. فَهِيَ لَهُ ثِنْتَانِ وَلَهُمْ وَاحِدَةٌ. ثُمَّ يَرْكَعُونَ رَكْعَةً وَيَسْجُدُونَ سَجْدَتَيْنِ.

١٢٥٩- حضرت سہل بن ابوحثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے نماز خوف کے بارے میں فرمایا: امام قبلے کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو جائے اور مجاہدین کی ایک جماعت اس کے ساتھ (اس کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کے لیے) کھڑی ہو جائے۔ دوسری جماعت دشمن کے مقابل رہے' ان لوگوں کے چہرے صف کی طرف ہوں گے۔ وہ انھیں ایک رکعت پڑھائے گا اور وہ اپنی جگہ ایک رکوع اور دو سجدے ادا کر لیں گے' پھر وہ ان کی جگہ چلے جائیں گے اور وہ (دوسری جماعت کے افراد) آ جائیں گے۔ امام کے ساتھ مل کر ایک رکوع اور دو سجدے کریں گے (امام ایک رکعت پڑھائے گا۔) اس طرح امام کی دو رکعتیں ہو جائیں گی اور ان (مقتدیوں) کی ایک ایک رکعت' پھر وہ (دونوں گروہوں کے مقتدی) ایک ایک رکوع اور دو دو سجدے (اپنے اپنے) کر لیں گے۔''

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: فَسَأَلْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ الْقَطَّانَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ. فَحَدَّثَنِي عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ، عَنْ سَهْلِ ابْنِ أَبِي حَثْمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ

امام ابن ماجہ کے استاد محمد بن بشار کہتے ہیں: میں نے یحییٰ بن سعید قطان سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے مجھے یہی حدیث شعبہ سے عبدالرحمٰن کے واسطے سے قاسم سے بیان کی (جبکہ یہی حدیث جب انھوں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے بیان کی تو انھوں

١٢٥٩- أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة ذات الرقاع، ح: ٤١٣١ من حديث يحيى بن سعيد، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الخوف، ح: ٨٤٢ من حديث صالح به.

يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ.

قَالَ: قَالَ لِي يَحْيَى: اكْتُبْهُ إِلَى جَنْبِهِ. وَلَسْتُ أَحْفَظُ الْحَدِيثَ، وَلٰكِنْ مِثْلُ حَدِيثِ يَحْيَى.

نے عبدالرحمٰن کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔) اور یہ حدیث بیان کرتے ہوئے یحییٰ بن سعید قطان نے مجھے کہا کہ اس کو انصاری کی حدیث کے ساتھ ہی لکھ لو مجھے حدیث یاد نہیں' یحییٰ نے کہا: لیکن وہ یحییٰ بن سعید انصاری کی حدیث کی مثل ہی ہے۔

١٢٦٠ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِأَصْحَابِهِ صَلَاةَ الْخَوْفِ. فَرَكَعَ بِهِمْ جَمِيعاً. ثُمَّ سَجَدَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَالصَّفُّ الَّذِينَ يَلُونَهُ، وَالْآخَرُونَ قِيَامٌ. حَتَّى إِذَا نَهَضَ سَجَدَ أُولٰئِكَ بِأَنْفُسِهِمْ سَجْدَتَيْنِ. ثُمَّ تَأَخَّرَ الصَّفُّ الْمُقَدَّمُ. حَتَّى قَامُوا مُقَامَ أُولٰئِكَ. وَتَخَلَّلَ أُولٰئِكَ حَتَّى قَامُوا مُقَامَ الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ. فَرَكَعَ بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ جَمِيعاً. ثُمَّ سَجَدَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلُونَهُ. فَلَمَّا رَفَعُوا رُؤُوسَهُمْ سَجَدَ أُولٰئِكَ سَجْدَتَيْنِ. وَكُلُّهُمْ قَدْ رَكَعَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ. وَسَجَدَ طَائِفَةٌ بِأَنْفُسِهِمْ سَجْدَتَيْنِ. وَكَانَ الْعَدُوُّ مِمَّا يَلِي الْقِبْلَةَ.

١٢٦٠- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے صحابہ کو نماز خوف پڑھائی۔ آپ نے ان سب کے ساتھ رکوع کیا' پھر رسول اللہ ﷺ نے سجدے کیے اور آپ کے قریب والی صف نے بھی سجدے کیے اور دوسری صف کے افراد کھڑے رہے۔ جب نبی ﷺ (سجدوں سے فارغ ہو کر) اٹھے تو ان لوگوں نے (جو کھڑے رہے تھے) خود ہی دو دو سجدے کر لیے' پھر اگلی صف کے لوگ پیچھے چلے گئے حتی کہ ان (پچھلی صف والوں) کی جگہ جا کھڑے ہوئے۔ وہ لوگ (پچھلی صف والے) ان لوگوں کے درمیان سے گزر کر پہلی صف والوں کی جگہ آ کھڑے ہوئے۔ نبی ﷺ نے ان دونوں (صفوں والوں) کے ساتھ مل کر رکوع کیا' پھر رسول اللہ ﷺ نے سجدے کیے اور اس صف والوں نے بھی جو (اب) آپ ﷺ سے قریب تھی۔ جب انھوں نے (سجدوں سے فارغ ہو کر) سر اٹھایا تو انھوں (دوسری صف والوں) نے دو سجدے کر لیے' ان سب نے رکوع نبی ﷺ کے ساتھ کیا تھا۔ اور ایک جماعت نے سجدے اپنے اپنے کیے' اس وقت دشمن قبلے کی جانب تھا۔

١٢٦٠- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الخوف، ح: ٨٤٠ من حديث أبي الزبير به مطولاً نحو المعنى.

(المعجم ١٥٢) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ (التحفة ١٩١)

باب:۱۵۲-سورج گرہن کی نماز

١٢٦١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ. فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَقُومُوا فَصَلُّوا».

۱۲۶۱-حضرت ابومسعود ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سورج اور چاند کو لوگوں میں سے کسی کے مرنے پر گرہن نہیں لگتا' جب تم یہ چیز دیکھو تو کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔''

فوائد ومسائل: ① سورج اور چاند اللہ کی عظیم مخلوقات میں سے ہیں حتی کہ بعض مشرک اقوام ان کی پوجا کرتی ہیں لیکن یہ بھی اللہ کے حکم کے سامنے بے بس ہیں۔ اللہ تعالیٰ جب چاہے ان کا نور چھین لیتا ہے۔ اللہ کی عظمت کی اس نشانی کے ظہور پر مسلمانوں کو چاہیے کہ اللہ کے سامنے اپنے عجز وانکسار کا اظہار کرنے کے لیے نماز پڑھیں۔ ② قیامت کے دن سورج اور چاند کی روشنی ختم ہو جائے گی۔ گرہن ہمیں قیامت کی یاد دلاتا ہے جو بہت شدید دن ہے۔ گناہ گاروں کو چاہیے کہ قیامت کے شدائد یاد کر کے اللہ کے سامنے جھک جائیں اور اس سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں' اس لیے اس موقع پر طویل نماز پڑھنا مسنون ہے۔ جس کا طریقہ دوسری احادیث میں تفصیل سے مذکور ہے' مثلاً: دیکھیے' حدیث: ۱۲۶۳' ۱۲۶۵۔ ③ جاہلیت میں یہ مشہور تھا کہ گرہن اس وقت لگتا ہے جب کسی بڑے آدمی کی وفات ہو یا کوئی عظیم آدمی پیدا ہو۔ نبئ اکرم ﷺ نے اس کی تردید کرتے ہوئے فرمایا: ''سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں' انھیں کسی کے مرنے پر گرہن نہیں لگتا لیکن اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔'' (صحيح البخاري' الكسوف' باب قول النبي صلى الله عليه وسلم' يخوف الله عباده بالكسوف' حديث: ۱۰۴۸) ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''یہ اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں' انھیں نہ کسی کی موت کی وجہ سے گرہن لگتا ہے' نہ کسی کی زندگی کی وجہ سے' جب تم لوگ انھیں (گرہن لگا ہوا) دیکھو تو نماز کی طرف توجہ کرو۔'' (صحيح البخاري' الكسوف' باب هل يقول كسفت الشمس أو خسفت؟' حديث: ۱۰۴۷)

١٢٦٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى،

۱۲۶۲-حضرت نعمان بن بشیر ؓ سے روایت ہے

١٢٦١ـ أخرجه البخاري، الكسوف، باب الصلاة في كسوف الشمس، ح: ١٠٤١، ١٠٥٧، ٣٢٠٤، ومسلم، الكسوف، باب ذكر النداء بصلاة الكسوف "الصلاة جامعة"، ح: ٩١١ من حديث إسماعيل به.

١٢٦٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي: ٣/ ١٤١، الكسوف، نوع آخر، ح: ١٤٨٦ من حديث عبدالواهاب به، ◀◀

وَأَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَ جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ. قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَخَرَجَ فَزِعاً يَجُرُّ ثَوْبَهُ. حَتَّى أَتَى الْمَسْجِدَ. فَلَمْ يَزَلْ يُصَلِّي حَتَّى انْجَلَتْ. ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ أُنَاساً يَزْعُمُونَ أَنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ إِلَّا لِمَوْتِ عَظِيمٍ مِنَ الْعُظَمَاءِ. وَلَيْسَ كَذٰلِكَ. إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ. فَإِذَا تَجَلَّى اللهُ لِشَيْءٍ مِنْ خَلْقِهِ خَشَعَ لَهُ».

انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گرہن ہو گیا' آپ گھبرائے ہوئے کپڑا کھینچتے (گھر سے) باہر تشریف لائے حتی کہ مسجد میں آ گئے' آپ نماز پڑھتے رہے حتی کہ سورج روشن ہو گیا' اس کے بعد فرمایا: ''بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سورج اور چاند کو گرہن بڑے لوگوں میں سے کسی کی موت کی وجہ سے لگتا ہے' ایسا ہرگز نہیں ہے۔ سورج اور چاند کو کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا۔ (لیکن) اللہ تعالیٰ جب مخلوق میں سے کسی چیز پر تجلی فرماتا ہے تو وہ عاجزی کا اظہار کرتی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن اس کا مجموعی مضمون صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ ② موقع کی مناسبت سے وعظ ونصیحت زیادہ مؤثر ہوتا ہے' اس لیے اس قسم کے موقعوں سے فائدہ اٹھانا چاہیے جب عوام سننے کی طرف راغب ہوں۔ ③ جاہلیت کے توہمات کا وضاحت سے رد کرنا چاہیے۔ آج کل عوام نجوم کے نام نہاد ''علم'' کی طرف بہت راغب ہیں اور ستاروں اور برجوں کے اثرات پر یقین رکھتے ہیں' ان توہمات کی سختی سے تردید کرنی چاہیے۔

١٢٦٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ. أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ:

۱۲۶۳- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں (ایک بار) سورج کو گرہن لگا تو رسول اللہ ﷺ گھر سے نکل کر مسجد میں تشریف لے گئے۔ آپ نے کھڑے ہو کر تکبیر (تحریمہ)

وصححه ابن خزيمة، ح: ١٤٠٣، ١٤٠٤، وقال البيهقي: "هٰذا مرسل، أبو قلابة لم يسمعه من النعمان بن بشير، إنما رواه عن رجل عن النعمان" وله طريق آخر معلول عند أبي داود، ح: ١١٨٥، ١١٨٦ وغيره.

١٢٦٣- أخرجه البخاري، الكسوف، باب خطبة الإمام في الكسوف ح: ١٠٤٦، ١٢١٢، ومسلم، الكسوف، باب صلاة الكسوف، ح: ٩٠١ من حديث يونس وغيره به.

كَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الْمَسْجِدِ. فَقَامَ فَكَبَّرَ فَصَفَّ النَّاسُ وَرَاءَهُ. فَقَرَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قِرَاءَةً طَوِيلَةً. ثُمَّ كَبَّرَ. فَرَكَعَ رُكُوعاً طَوِيلاً. ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ. رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ». ثُمَّ قَامَ فَقَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً، هِيَ أَدْنَى مِنَ الْقِرَاءَةِ الأُولَى. ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعاً طَوِيلاً، هُوَ أَدْنَى مِنَ الرُّكُوعِ الأَوَّلِ. ثُمَّ قَالَ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ. رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ» ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الأُخْرَى مِثْلَ ذٰلِكَ. فَاسْتَكْمَلَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ، وَانْجَلَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَنْصَرِفَ. ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ. ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ. لاَ يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلاَ لِحَيَاتِهِ. فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَافْزَعُوا إِلَى الصَّلاَةِ».

لگی۔ صحابۂ کرام ؓ آپ کے پیچھے صفیں باندھے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے طویل قراءت فرمائی' پھر اللہ اکبر کہہ کر طویل رکوع کیا' پھر سر اٹھا کر [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ' رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] فرمایا' پھر قیام فرمایا اور طویل قراءت کی جو پہلی قراءت سے کم طویل تھی' پھر اللہ اکبر کہہ کر طویل رکوع کیا جو پہلے رکوع سے مختصر تھا' پھر فرمایا: [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ' رَبَّنَا وَ لَكَ الْحَمْدُ] (اس کے بعد سجدے کر کے یہ رکعت مکمل کی) پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا۔ اس طرح پورے چار رکوع اور چار سجدے کیے۔ نبی ﷺ کے نماز سے فارغ ہونے سے پہلے سورج روشن ہو چکا تھا' پھر کھڑے ہو کر خطبہ دیا' اس میں اللہ کی شایانِ شان حمد وثنا بیان فرمائی۔ اس کے بعد فرمایا: ''سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں' انھیں کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا۔ جب تم انھیں (گرہن لگا ہوا) دیکھو تو نماز کی طرف بھاگو۔''

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں گرہن کی نماز کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ صحیح اور راجح موقف یہی ہے کہ ہر رکعت میں دو رکوع کیے جائیں اور پہلے رکوع کے بعد دوبارہ قراءت کی جائے۔ (نماز کسوف وخسوف سے متعلق تفصیل کے لیے دیکھیے: سنن ابوداود (اُردو) دارالسلام حدیث: ۱۱۷۷ تا ۱۱۹۵) ② پہلے قیام سے اٹھتے ہوئے بھی [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہا جائے جس طرح عام نمازوں میں رکوع سے اٹھ کر کہا جاتا ہے۔ ③ یہ نماز سورج اور چاند دونوں کے گرہن کے موقع پر ادا کی جائے۔

١٢٦٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ،

۱۲۶۴- حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے روایت

١٢٦٤ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، صلاة الاستسقاء، باب من قال أربع ركعات، ح: ١١٨٤ من حديث الأسود به مطولاً، وصححه الترمذي، وابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي، وابن حجر العسقلاني، ولم◄◄

وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ. قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ عِبَادٍ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْكُسُوفِ، فَلاَ نَسْمَعُ لَهُ صَوْتاً.

ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سورج گرہن کی نماز پڑھائی اور ہمیں نبی ﷺ کی (قراءت کی) آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ (سری قراءت کی۔)

فائدہ: گزشتہ حدیث میں طویل قراءت کا ذکر ہے اور حدیث کے الفاظ سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ قراءت جہری تھی۔

١٢٦٥- حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ سَلَمَةَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ الْجُمَحِيُّ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلاَةَ الْكُسُوفِ. فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ. ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ. ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ. ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ. ثُمَّ رَفَعَ. ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ. ثُمَّ رَفَعَ. ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ. ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ. ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ. ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ. ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ. ثُمَّ رَفَعَ. ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ. ثُمَّ رَفَعَ. ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ. ثُمَّ انْصَرَفَ، فَقَالَ: «لَقَدْ دَنَتْ مِنِّي الْجَنَّةُ حَتَّى لَوِ اجْتَرَأْتُ عَلَيْهَا لَجِئْتُكُمْ

١٢٦٥- حضرت اسماء بنت ابوبکر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سورج گرہن کی نماز پڑھائی۔ آپ کھڑے ہوئے اور طویل قیام فرمایا' پھر رکوع کیا تو بہت طویل رکوع کیا' پھر سر اٹھایا اور قیام کیا تو بہت طویل قیام کیا' پھر (دوبارہ) رکوع کیا تو بہت طویل رکوع کیا' پھر سر اٹھایا (اور قومہ کیا)' پھر سجدہ کیا تو بہت طویل سجدہ کیا' پھر سر اٹھایا (اور جلسہ کیا)' پھر سجدہ کیا تو بہت طویل سجدہ کیا' پھر سر اٹھایا اور قیام کیا تو بہت طویل قیام کیا' پھر رکوع کیا تو بہت طویل رکوع کیا' پھر سر اٹھا کر قیام کیا تو بہت طویل قیام کیا' پھر رکوع کیا تو طویل رکوع کیا' پھر سر اٹھایا (اور قومہ کیا) پھر سجدہ کیا تو طویل سجدہ کیا' پھر سر اٹھایا' پھر سجدہ کیا تو طویل سجدہ کیا' پھر نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''جنت مجھ سے قریب ہوگئی تھی حتی کہ اگر میں جرأت کرتا تو اس کا پھل توڑ کر تمھارے پاس لے آتا اور

◀◀ أو لمضعفه حجة.

١٢٦٥ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب: بعد باب ما يقول بعد التكبير، ح: ٧٤٥ وح: ٢٣٦٤ من حديث نافع بن عمر به.

بِقِطَافٍ مِنْ قِطَافِهَا . وَدَنَتْ مِنِّي النَّارُ حَتَّى قُلْتُ : أَيْ رَبِّ وَأَنَا فِيهِمْ» .

جہنم مجھ سے قریب ہوئی حتی کہ میں نے کہا: اے رب! (کیا لوگوں پر عذاب آ جائے گا) جبکہ میں ان کے درمیان موجود ہوں؟‘‘

قَالَ نَافِعٌ : حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ : «وَرَأَيْتُ امْرَأَةً تَخْدِشُهَا هِرَّةٌ لَهَا . فَقُلْتُ : مَا شَأْنُ هٰذِهِ؟ قَالُوا : حَبَسَتْهَا حَتَّى مَاتَتْ جُوعاً . لاَ هِيَ أَطْعَمَتْهَا وَلاَ هِيَ أَرْسَلَتْهَا تَأْكُلُ مِنْ خِشَاشِ الأَرْضِ» .

حضرت نافع بن عمر ؓ نے فرمایا: میرا خیال ہے انھوں نے (ابن ابی ملیکہ نے حدیث بیان کرتے ہوئے) یہ الفاظ بھی فرمائے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’میں نے (جہنم میں) ایک عورت دیکھی جسے اس کی ایک بلی پنجے مار رہی تھی۔ میں نے کہا: اس کا کیا معاملہ ہے؟ تو انھوں نے کہا: اس نے اس (بلی) کو بند کر دیا تھا حتی کہ وہ بھوک سے مر گئی' نہ اس نے اسے (خود) کھانا دیا' نہ اسے چھوڑا کہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیتی۔‘‘

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کو غیبی اشیاء کا مشاہدہ کرا دیا جانا بھی وحی کی ایک صورت ہے۔ جنت اور جہنم کی صورت دکھائی گئی تھی' اصل جنت اور جہنم کو مسجد میں حاضر نہیں کیا گیا تھا ورنہ سب لوگ دیکھ لیتے۔ ② امام بخاری ؒ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ اگر نمازی کے سامنے آگ یا کوئی اور ایسی چیز موجود ہو جسے مشرکین پوجتے ہیں لیکن نمازی کی نیت صرف اللہ کو سجدہ کرنے کی ہو تو نماز درست ہے۔ (صحیح البخاري' الصلاۃ' باب من صلی و قدامه تنور أو نار أو شيء مما یعبد فأرادبه وجه اللّٰه تعالیٰ' حدیث:۴۳۱) ③ جانوروں پر ظلم کرنا جہنم کے عذاب کا باعث ہے۔ ④ پالتو جانوروں کو خوراک اور دیگر ضروریات مہیا کرنا مالک پر فرض ہے۔

(المعجم ۱۵۳) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الاِسْتِسْقَاءِ (التحفة ۱۹۲)

باب:۱۵۳- نماز استسقاء سے متعلق احکام و مسائل

۱۲۶۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالاَ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ كِنَانَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ : أَرْسَلَنِي

۱۲۶۶- حضرت اسحاق بن عبداللہ بن کنانہ ؒ سے روایت ہے انھوں نے کہا: مجھے (ایک شہر کے) امیر نے حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کی خدمت میں بھیجا کہ ان سے نماز استسقاء کا مسئلہ دریافت کروں۔ حضرت ابن

۱۲۶۶ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، صلاة الاستسقاء، باب جماع أبواب صلاة الاستسقاء وتفريعها، ح: ۱۱۶۵ من حديث هشام بن إسحاق به، وصححه الترمذي، وابن خزيمة، وابن حبان.

أَمِيرٌ مِنَ الْأُمَرَاءِ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَسْأَلُهُ عَنِ الصَّلَاةِ فِي الِاسْتِسْقَاءِ. فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَا مَنَعَهُ أَنْ يَسْأَلَنِي؟ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مُتَوَاضِعاً مُتَبَذِّلاً مُتَخَشِّعًا مُتَرَسِّلاً مُتَضَرِّعًا. فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَمَا يُصَلِّي فِي الْعِيدِ. وَلَمْ يَخْطُبْ خُطْبَتَكُمْ هٰذِهِ.

عباس ؓ نے فرمایا: انھیں مجھ سے خود پوچھ لینے میں کیا چیز مانع تھی؟ پھر فرمایا: رسول اللہ ﷺ عاجزی کے ساتھ سادہ لباس میں، خشوع خضوع کے ساتھ، آہستہ رفتار سے، گڑگڑاتے ہوئے (عیدگاہ کی طرف) روانہ ہوئے، پھر آپ نے دو رکعت نماز ادا کی جس طرح عید کے موقع پر پڑھی جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے تمھارے اس خطبے جیسا خطبہ نہیں دیا تھا۔

فوائد ومسائل: ① ''استسقاء'' کا مطلب ہے ''پانی طلب کرنا'' یا ''پانی پلانے کی درخواست کرنا۔'' یہ نماز ایسے موقع پر ادا کی جاتی ہے جب بارش کی ضرورت ہو لیکن دن گزرتے چلے جائیں اور بارش نہ ہو۔ اس صورت میں زرعی پیداوار کو نقصان پہنچنے کی وجہ سے قحط کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے، اس لیے اسے نماز استسقاء کہتے ہیں، یعنی بارش کی دعا کے لیے نماز پڑھنا۔ ② نماز استسقاء کے موقع پر بے چارگی اور مسکنت کے اظہار کی ضرورت ہوتی ہے، اس لیے لباس میں، چال میں اور حرکات وسکنات میں عجز اور فروتنی کا اظہار ہونا چاہیے۔ ③ استسقاء کی نماز دو رکعت ہے اور اس کا وقت بھی سورج نکلنے کے بعد کا ہے۔ علاوہ ازیں وہ باہر کھلے میدان، یعنی عیدگاہ میں ادا کی جاتی ہے، اس لیے حضرت ابن عباس ؓ نے اسے ''عید کی نماز'' سے تشبیہ دی۔ ④ تمھارے خطبے جیسا خطبہ نہیں دیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خطبہ بھی بنیادی طور پر دعا ہی پر مشتمل تھا، اس کو تمھاری طرح غیر ضروری باتیں کر کے طول نہیں دیا۔

١٢٦٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبَّادَ بْنَ تَمِيمٍ يُحَدِّثُ أَبِي، عَنْ عَمِّهِ أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ إِلَى الْمُصَلَّى يَسْتَسْقِي. فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، وَقَلَبَ رِدَاءَهُ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ.

١٢٦٧- حضرت عباد بن تمیم ؒ نے (اپنے اخیافی چچا) حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم ؓ سے روایت کی کہ انھوں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ بارش کی دعا کے لیے عیدگاہ تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے قبلے کی طرف منہ کیا، اپنی چادر پلٹی اور دو رکعت نماز ادا کی۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ

امام ابوبکر بن محمد بن حزم کے شاگرد یحییٰ بن سعید نے بھی ان سے مذکورہ بالا روایت کی مثل بیان کیا۔

١٢٦٧ـ أخرجه البخاري، الاستسقاء، باب تحويل الرداء في الاستسقاء، ح: ١٠١٢ وغيره، ومسلم، صلاة الاستسقاء، باب: كتاب صلاة الاستسقاء، ح: ٨٩٤ من حديث سفيان بن عيينة به.

ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

قَالَ سُفْيَانُ، عَنِ الْمَسْعُودِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا بَكْرِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو: أَجَعَلَ أَعْلاَهُ أَسْفَلَهُ، أَوِ الْيَمِينَ عَلَى الشِّمَالِ؟ قَالَ: لاَ. بَلِ الْيَمِينَ عَلَى الشِّمَالِ.

جناب مسعودی ؒ نے فرمایا: میں نے ابوبکر بن محمد بن عمرو ؒ سے دریافت کیا: کیا نبی ﷺ نے چادر کا اوپر والا حصہ نیچے کیا تھا' یا دایاں حصہ بائیں طرف کیا تھا؟ انھوں نے فرمایا: نہیں' بلکہ دایاں حصہ بائیں طرف کیا تھا۔

فوائد ومسائل: ① چادر پلٹنا زبانی دعا کے ساتھ ایک قسم کی عملی دعا ہے کہ اے اللہ! جس طرح ہم نے اپنے کپڑوں کی حالت تبدیل کی ہے تو بھی اسی طرح ہماری حالت تبدیل کر کے قحط کے بجائے رحمت نازل فرما دے۔ ② چادر پلٹنے میں کئی چیزیں شامل ہیں۔ (ا) دایاں حصہ بائیں طرف اور بایاں حصہ دائیں طرف کرنا جس طرح اس روایت میں ہے۔ (ب) پاؤں کی طرف والا حصہ سر کی طرف اور سر والا پاؤں کی طرف کرنا جیسے کہ سنن ابوداود میں مروی ہے۔ (سنن أبي داود' الصلاة' صلاة الاستسقاء' حديث:١١٦٣) (ج) جو طرف جسم سے ملی ہوئی ہو' اسے باہر کرنا' اور باہر والی طرف کو اندر کرنا۔ ③ استسقاء کی نماز کے بعد ہاتھوں کی پشت چہرے کی طرف کر کے دعا مانگنا مسنون ہے۔ (صحيح مسلم' صلاة الاستسقاء' باب رفع اليدين بالدعاء في الاستسقاء' حديث:٨٩٦)

١٢٦٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الأَزْهَرِ، وَالْحَسَنُ بْنُ أَبِي الرَّبِيعِ قَالاَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ ابْنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ يُحَدِّثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمًا يَسْتَسْقِي. فَصَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ بِلاَ أَذَانٍ وَلاَ إِقَامَةٍ. ثُمَّ خَطَبَنَا وَدَعَا اللهَ وَحَوَّلَ وَجْهَهُ نَحْوَ الْقِبْلَةِ رَافِعًا يَدَيْهِ. ثُمَّ قَلَبَ رِدَاءَهُ فَجَعَلَ الأَيْمَنَ عَلَى الأَيْسَرِ

١٢٦٨- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ ﷺ بارش کی دعا کرنے کے لیے باہر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے اذان اور اقامت کہلوائے بغیر ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں' پھر خطبہ دیا' اللہ سے دعا کی اور ہاتھ اٹھائے ہوئے قبلہ رخ ہو گئے' پھر آپ نے اپنی چادر کو پلٹا' یعنی دائیں حصے کو بائیں طرف اور بائیں کو دائیں طرف کر لیا۔

١٢٦٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن خزيمة في صحيحه، ح: ١٤٢٢ من حديث وهب به، وقال: "في القلب من النعمان بن راشد، فإن في حديثه عن الزهري تخليط كثير"، وفيه علة أخرى تقدم، ح: ٧٠٧، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

وَالأَيْسَرَ عَلَى الأَيْمَنِ.

(المعجم ١٥٤) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ فِي الاسْتِسْقَاءِ (التحفة ١٩٣)

باب:۱۵۴-نمازِ استسقاء میں دعا مانگنا

١٢٦٩- حَدَّثَنَا أَبُوكُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ شُرَحْبِيلَ ابْنِ السِّمْطِ أَنَّهُ قَالَ لِكَعْبٍ: يَا كَعْبُ بْنَ مُرَّةَ حَدِّثْنَا عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَاحْذَرْ. قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ اسْتَسْقِ اللهَ. فَرَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَيْهِ فَقَالَ: «اللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مَرِيئًا مَرِيعًا طَبَقًا عَاجِلًا غَيْرَ رَائِثٍ، نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ». قَالَ، فَمَا جَمَّعُوا حَتَّى أُحْيُوا. قَالَ، فَأَتَوْهُ فَشَكَوْا إِلَيْهِ الْمَطَرَ، فَقَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ: تَهَدَّمَتِ الْبُيُوتُ. فَقَالَ: «اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلاَ عَلَيْنَا»، قَالَ: فَجَعَلَ السَّحَابُ يَنْقَطِعُ يَمِينًا وَشِمَالًا.

۱۲۶۹- حضرت شرحبیل بن سمط رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے کہا: کعب بن مرہ! ہمیں رسول اللہ ﷺ کی حدیث سنائیے اور احتیاط کیجیے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمارے لیے پانی کی دعا کیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھا دیے اور فرمایا: [اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مَرِيئًا مَرِيعًا طَبَقًا عَاجِلًا غَيْرَ رَائِثٍ، نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ] ''اے اللہ! ہم پر بارش نازل فرما جو خوش گوار ہو (برکات اور رزق میں) اضافہ کر دینے والی ہو ہر جگہ برسنے والی ہو (جل تھل ایک کر دے) جلدی نازل ہونے والی ہو تاخیر کرنے والی نہ ہو فائدے دینے والی ہو نقصان دہ نہ ہو۔'' (اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی) ابھی نماز جمعہ سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ بارش آ گئی۔ (بارش مسلسل ہوتی رہی حتی کہ) لوگ حاضر خدمت ہوئے اور بارش (کی کثرت) کی شکایت کی انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! (ہمارے تو) مکان گر گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَ لَا عَلَيْنَا] ''اے اللہ! ہمارے اردگرد (بارش برسا) ہم پر نہ برسا۔'' (فوراً)

١٢٦٩ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٣٥، ٢٣٦ عن أبي معاوية به مطولاً، وصححه البوصيري * الأعمش تابعه شعبة عند أحمد وغيره، وقال أبوداود في سننه، ح: ٣٩٦٧ "سالم لم يسمع من شرحبيل، مات شرحبيل بصِفين"، فالسند ضعيف، وأصل الحديث صحيح له شواهد كثيرة.

بادل پھٹ کر دائیں بائیں بکھرنے لگ گیا۔

فوائد ومسائل: ① حدیث روایت کرنا اور علماء سے حدیث سنانے کی درخواست کرنا مستحسن ہے۔ ② عالم کو حدیث بیان کرنے میں احتیاط سے کام لینا چاہیے تاکہ غلطی سے رسول اللہ ﷺ کی طرف کوئی ایسی بات منسوب نہ ہو جائے جو آپ نے نہ فرمائی ہو۔ اس کے نتیجے میں ممکن ہے ایسی بات کو شرعی حکم سمجھ لیا جائے جو حقیقت میں شرعی حکم نہیں۔ ③ نیک آدمی سے دعا کی درخواست کرنا درست ہے' خواہ دعا کسی انفرادی معاملہ سے تعلق رکھتی ہو یا کسی اجتماعی مسئلہ سے متعلق ہو۔ ④ جب کسی سے دعا کی درخواست کی جائے تو اسے چاہیے کہ دعا کر دے انکار نہ کرے' البتہ یہ ممکن ہے کہ کسی افضل وقت میں دعا کرنے کی نیت سے وقتی طور پر دعا کو مؤخر کر دیا جائے جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے فرمایا تھا: ﴿سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّي ۖ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾ (یوسف: ۹۸) ''میں جلد ہی تمھارے لیے اپنے رب سے مغفرت کی دعا کروں گا' وہ بہت بخشنے والا' انتہائی مہربان ہے۔'' ⑤ نماز استسقاء پڑھے بغیر بھی بارش کی دعا کرنا جائز ہے۔ ⑥ جب بارش اتنی زیادہ ہو جائے کہ تکلیف کا باعث بننے لگے تو بارش رکنے کی دعا کرنا بھی درست ہے۔ یہ شبہ نہ کیا جائے کہ بارش رحمت ہے' اس لیے رحمت ختم ہونے کی دعا نہ کی جائے کیونکہ جس طرح ایک وقت بارش کا نزول رحمت ہوتا ہے اسی طرح دوسرے وقت میں بارش کا رک جانا بھی رحمت ہو سکتا ہے۔ ⑦ رسول اللہ ﷺ کی دعا کا فوراً قبول ہو جانا رب کی رحمت بھی ہے اور آپ ﷺ کی نبوت کی دلیل اور معجزہ بھی۔ ⑧ بارش مانگنے کے لیے حدیث میں مذکور دعا کا پڑھنا زیادہ برکت کا باعث ہے اور اس کی قبولیت کی زیادہ امید ہے۔

١٢٧٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْقَاسِمِ، أَبُو الْأَحْوَصِ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ لَقَدْ جِئْتُكَ مِنْ عِنْدِ قَوْمٍ مَا يَتَزَوَّدُ لَهُمْ رَاعٍ، وَلَا يَخْطِرُ لَهُمْ فَحْلٌ. فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَحَمِدَ اللهَ، ثُمَّ قَالَ: «اللَّهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيثًا مَرِيئًا طَبَقًا مَرِيعًا غَدَقًا عَاجِلًا غَيْرَ رَائِثٍ» ثُمَّ نَزَلَ. فَمَا يَأْتِيهِ أَحَدٌ مِنْ وَجْهٍ مِنَ

١٢٧٠- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک اعرابی (خانہ بدوش) نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اللہ کے رسول! میں آپ کے پاس ایسے لوگوں کے پاس سے آیا ہوں جن کا کوئی چرواہا سفر خرچ نہیں لیتا اور کوئی سانڈ دم نہیں ہلاتا۔ نبی ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے' اللہ کی تعریف کی' پھر فرمایا: [اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُّغِيثًا مَّرِيئًا طَبَقًا مَّرِيعًا غَدَقًا عَاجِلًا غَيْرَ رَائِثٍ] ''اے اللہ ہم پر بارش نازل فرما جس سے ہماری فریاد رسی ہو جائے' خوشگوار ہو' ہر جگہ برسنے والی ہو' (رزق میں) اضافہ

١٢٧٠ـ [إسناده ضعيف] وصححه البوصيري، وانظر، ح: ٣٨٣ لعلته.

الْوُجُوهِ إِلَّا قَالُوا : قَدْ أُحْيِينَا .

کرنے والی ہو' بڑے قطروں والی ہو' جلدی نازل ہونے والی ہو' تاخیر کرنے والی نہ ہو۔'' پھر آپ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لے آئے (اس کے بعد) جس سمت سے بھی کوئی (مسافر) آیا' اس نے یہی کہا: ہمارے ہاں بارش ہوئی ہے۔

فائدہ: ''چرواہا سفرخرچ نہیں لیتا۔'' اس کا مطلب ہے کہ چرواہے ریوڑ لے کر آبادی سے دور نہیں جاتے کیونکہ کہیں گھاس نہیں رہی اس لیے جانور گھروں میں بھوکے مر رہے ہیں۔ ''کوئی سانڈ دم نہیں ہلاتا'' اس کا مطلب ہے کہ جانور بہت کمزور ہو گئے ہیں حتی کہ سانڈ بھی' جو زیادہ طاقتور ہوتے ہیں' ان میں جوش اور چستی باقی نہیں رہی' وہ بھی خاموش کھڑے رہتے ہیں' دم تک نہیں ہلاتے۔ اس روایت کو بعض حضرات نے صحیح کہا ہے۔ (سنن ابن ماجہ' بہ تحقیق الدکتور بشار عواد)

١٢٧١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا عَفَّانُ : حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ بَرَكَةَ ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَسْقَى حَتَّى رَأَيْتُ ، أَوْ رُئِيَ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ .

۱۲۷۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے بارش کی دعا کی (اور ہاتھ خوب اٹھائے) حتی کہ مجھے آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی نظر آ گئی۔

قَالَ مُعْتَمِرٌ : أُرَاهُ فِي الاسْتِسْقَاءِ .

(حدیث کے راوی) حضرت معتمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: میرا خیال ہے کہ نماز استسقاء کے موقع پر ایسا ہوا۔

فوائد ومسائل: ① استسقاء کے موقع پر خوب خشوع خضوع سے طویل دعا کرنی چاہیے۔ ② نماز استسقاء کے موقع پر دعا کرتے ہوئے عام حالات سے زیادہ ہاتھ بلند کرنے چاہئیں۔

١٢٧٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ :

۱۲۷۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے'

١٢٧١ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٧٠ من حديث المعتمر به، وتابعه ابن أبي عدي عنده، ص: ٢٣٥، ٢٣٦، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات" * بركة المجاشعي أبوالوليد ثقة كما في التقريب وغيره.

١٢٧٢ـ [حسن] أخرجه البخاري، الاستسقاء، باب سؤال الناس الإمام الاستسقاء إذا قحطوا، ح: ١٠٠٩ تعليقًا * عمر تكلموا فيه، وأحاديثه في الصحيحين محفوظة، ولحديثه شاهد عند البخاري، ح: ١٠٠٨ وغيره.

حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَقِيلٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ حَمْزَةَ: حَدَّثَنَا سَالِمٌ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رُبَّمَا ذَكَرْتُ قَوْلَ الشَّاعِرِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى وَجْهِ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ. فَمَا نَزَلَ حَتَّى جَيَّشَ كُلُّ مِيزَابٍ بِالْمَدِينَةِ. فَأَذْكُرُ قَوْلَ الشَّاعِرِ:

انھوں نے فرمایا: میں بعض اوقات رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ اقدس کو دیکھتا جب کہ آپ منبر پر (بارش کی دعا کے لیے) تشریف فرما ہوتے اور آپ کے منبر پر اترنے سے پہلے مدینے کا ہر پرنالہ پورے زور سے بہنے لگتا تو مجھے شاعر کا یہ شعر یاد آ جاتا:

وَأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ
ثِمَالُ الْيَتَامٰى، عِصْمَةٌ لِلْأَرَامِلِ

وہ سفید فام شخصیت (رسول اکرم ﷺ) جس کے چہرے کے وسیلے سے بادل سے بارش مانگی جاتی ہے' یتیموں کا نگہبان' بیواؤں کا محافظ۔

وَهُوَ قَوْلُ أَبِي طَالِبٍ.

یہ ابوطالب کا کلام ہے۔

فوائد ومسائل: ① میدان میں نکلے بغیر صرف منبر پر دعا کرنا' رسول اللہ ﷺ کا متعدد مرتبہ کا عمل ہے۔ ② ہر بار نبی ﷺ کی دعا قبول ہو کر بارش کا نازل ہو جانا ایک معجزاتی شان کا حامل وصف ہے' خصوصاً دعا کے فوراً بعد بارش کا پورے زور سے آ جانا مقام نبوت کی برکت ہے۔ ③ نبیٔ اکرم ﷺ باطنی خوبیوں اور کمالات کے ساتھ ساتھ ظاہری حسن و جمال سے بھی بدرجۂ اکمل متصف تھے۔ ④ نبی ﷺ کی ذات کے وسیلے سے دعا مانگنا ابوطالب کا عمل ہے جو مرتے دم تک ایمان کی دولت سے محروم رہا تھا۔ صحابۂ کرام ؓ جو رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کو خوب سمجھتے تھے اور توحید کے تقاضوں کے ساتھ ساتھ حب رسول ﷺ کے تقاضوں سے بھی کما حقہ واقف تھے' وہ ہمیشہ رسول اللہ ﷺ سے دعا کی درخواست کرتے تھے۔ نبیٔ اکرم ﷺ کی ذات کو وسیلہ بنانے کے بجائے آپ کی دعا کا وسیلہ پکڑتے تھے۔ نبیٔ اکرم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عمر ؓ نے حضرت عباس ؓ سے دعا کرائی اور فرمایا: اے اللہ! ہم تجھ سے اپنے نبی ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرتے تھے' تو ہمیں بارش دے دیتا تھا' اب ہم تجھ سے اپنے نبی ﷺ کے چچا کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں' اس لیے ہمیں پانی عطا فرما۔ (صحیح البخاري' الاستسقاء' باب سؤال الناس الإمام الاستسقاء إذا قحطوا' حدیث:١٠١٠) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر ؓ نے حضرت عباس ؓ کی دعا کو وسیلہ بنایا ہے' ان کی ذات کو نہیں ورنہ اگر ذات کو وسیلہ بنانا ہوتا تو خود رسول اللہ ﷺ کی ذات کو وسیلہ بناتے جن سے افضل کوئی ذات نہیں۔ ⑤ یہ شعر ابوطالب کے قصیدے کا ہے جو اس نے نبی ﷺ کی تعریف میں کہا تھا۔ حافظ ابن حجر

نے فتح الباری' کتاب الاستسقاء' باب:۳ میں اس قصیدے کے کچھ حصے نقل کیے ہیں اور سیرت ابن ہشام میں یہ پورا طویل قصیدہ موجود ہے۔(السيرة النبوية لابن هشام :۳۰۹/۱'۳۱۸' مطبوعه: دار إحياء التراث العربي)

(المعجم ١٥٥) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ (التحفة ١٩٤)

باب:۱۵۵- نماز عیدین کے احکام ومسائل

١٢٧٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ صَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ، ثُمَّ خَطَبَ، فَرَأَى أَنَّهُ لَمْ يُسْمِعِ النِّسَاءَ. فَأَتَاهُنَّ فَذَكَّرَهُنَّ وَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ. وَبِلَالٌ قَائِلٌ بِيَدَيْهِ هٰكَذَا. فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي الْخُرْصَ وَالْخَاتَمَ وَالشَّيْءَ.

۱۲۷۳- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے خطبے سے پہلے (عید کی) نماز پڑھی' پھر خطبہ دیا۔ آپ نے محسوس کیا کہ میں عورتوں کو (اپنی بات) نہیں سنا سکا (کیونکہ وہ دور تھیں) چنانچہ آپ خواتین کے پاس تشریف لے گئے اور انھیں وعظ ونصیحت کی اور انھیں صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ حضرت بلال ؓ نے اپنے ہاتھ اس طرح کیے ہوئے تھے' چنانچہ (ہر) عورت نے بالی' انگوٹھی اور (ایسی ہی) چیز (جو کسی کے پاس تھی کپڑے میں) ڈالنا شروع کر دی۔

فوائد ومسائل: ① گواہی کا مطلب یہ ہے کہ انھیں یہ سب کچھ اچھی طرح یاد ہے اور وہ پورے وثوق سے بیان کر رہے ہیں جس طرح گواہ وہی بات کہتا ہے جو اسے خوب اچھی طرح یاد ہو اور اس میں اسے کوئی شک نہ ہو۔ ② عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ میں پہلے نماز' پھر خطبہ ہوتا ہے جب کہ جمعے میں اس کے برعکس ہے۔ ③ اگر کسی مقام پر لاؤڈ سپیکر کا بندوبست نہ ہو سکے اور امام ضرورت محسوس کرے تو عورتوں کو الگ سے وعظ ونصیحت کی جا سکتی ہے۔ ⑤ عورتیں اپنے ذاتی مال میں سے خاوند کی اجازت کے بغیر بھی صدقہ کر سکتی ہیں اور خاوند کے مال میں سے اس کی اجازت سے صدقہ کر سکتی ہیں' خواہ اس نے صراحت سے اجازت دے رکھی ہو یا زیادہ گمان یہ ہو کہ خاوند اس صدقے سے ناراض نہیں ہوگا' یہ بھی اجازت ہی کے حکم میں ہے۔ ⑥ ''بلال ؓ نے اپنے ہاتھ اس طرح کیے ہوئے تھے'' راوی نے اشارہ کر کے بتایا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت بلال ؓ کے ہاتھ میں کپڑا تھا جو انھوں نے پھیلا رکھا تھا تاکہ اس میں نقدی یا دوسری چیزیں ڈالی جا سکیں۔ ⑦ مرد کسی ضرورت کے تحت عورتوں کے اجتماع میں جا سکتا ہے'

١٢٧٣ـ أخرجه البخاري، العلم، باب عظة الإمام النساء وتعليمهن، ح:٩٨ وح:١٤٤٩ من حديث أيوب به، ومسلم، صلاة العيدين، باب: كتاب صلاة العيدين، ح:٨٨٤ من حديث سفيان بن عيينة به.

بشرطیکہ کوئی غلط فہمی پیدا ہونے کا یا نامناسب نتائج نکلنے کا خدشہ نہ ہو۔ ⑧ عورتیں عید کے موقع پر زیور پہن سکتی ہیں۔ ⑨ عورتوں کا انگوٹھیاں اور بالیاں پہننا جائز ہے۔

١٢٧٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى يَوْمَ الْعِيدِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ.

۱۲۷۴- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے عید کے دن بغیر اذان اور بغیر اقامت کے (عید کی) نماز ادا فرمائی۔

فائدہ: عید کی نماز بلا اذان واقامت پڑھنا ضروری ہے۔ دوسری نمازوں پر قیاس کر کے اس کے لیے اذان و اقامت کا اہتمام کرنا جائز نہیں کیونکہ جو کام رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کرنا ممکن تھا اور اس کے اسباب بھی موجود تھے پھر رسول اللہ ﷺ نے وہ کام نہیں کیا تو بعد کے زمانے میں وہ کام کرنا بدعت ہوگا اگرچہ بظاہر وہ نیکی کا کام ہو۔

١٢٧٥- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ رَجَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ. وَعَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ. قَالَ: أَخْرَجَ مَرْوَانُ الْمِنْبَرَ يَوْمَ الْعِيدِ. فَبَدَأَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ. فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا مَرْوَانُ خَالَفْتَ السُّنَّةَ. أَخْرَجْتَ الْمِنْبَرَ يَوْمَ عِيدٍ وَلَمْ يَكُنْ يُخْرَجُ بِهِ. وَبَدَأْتَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَلَمْ يَكُنْ يُبْدَأُ بِهَا. فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: أَمَّا هٰذَا فَقَدْ قَضَى مَا عَلَيْهِ. سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ رَأَى

۱۲۷۵- حضرت ابوسعید ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مروان نے عید کے دن منبر نکلوایا (اور عید گاہ میں منبر پر خطبہ دیا) اور نماز سے پہلے خطبہ دیا' ایک آدمی نے اٹھ کر کہا: اے مروان! آپ نے خلاف سنت کام کیا ہے۔ آپ نے عید کے دن منبر نکالا ہے۔ (مسجد سے اٹھا کر عید گاہ میں لائے ہیں) حالانکہ (نبی ﷺ کے زمانے میں) وہ نکالا نہیں جاتا تھا اور آپ نے نماز سے پہلے خطبہ شروع کر دیا' حالانکہ ابتدا خطبے سے نہیں ہوا کرتی تھی (بلکہ پہلے نماز ہوتی تھی۔'') حضرت ابوسعید خدری ؓ نے فرمایا: اس شخص نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''جو شخص کوئی برائی دیکھے اور اسے اپنے ہاتھ سے تبدیل کرنے کی طاقت ہو تو

١٢٧٤ـ أخرجه البخاري، العيدين، باب الخطبة بعد العيد، ح: ٩٦٢، ومسلم، انظر الحديث السابق من حديث ابن جريج به مطولاً ومختصرًا ببعض الاختلاف.

١٢٧٥ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان ... الخ، ح: ٤٩ عن أبي كريب وغيره به.

مُنْكَرًا فَاسْتَطَاعَ أَنْ يُغَيِّرَهُ بِيَدِهِ فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ. فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ. فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ بِلِسَانِهِ، فَبِقَلْبِهِ. وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ».

اسے چاہیے کہ اپنے ہاتھ سے تبدیل کر دے۔ اگر طاقت نہ ہو تو اپنی زبان سے (منع کر دے) اگر زبان سے (منع کرنے کی) طاقت نہ ہو تو دل سے (نفرت کرے) اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے۔‘‘

فوائد ومسائل: ① عیدگاہ میں منبر لے جانا یا منبر بنا لینا درست نہیں۔ ② عید کی نماز خطبے سے پہلے ہوتی تھی۔ ③ لوگوں کی کوتاہی کی وجہ سے اگر ایک غلطی رواج پا جائے تو اس کو ختم کرنے کے لیے خلاف سنت طریقہ اختیار کرنا درست نہیں کیونکہ وہ ایک اور غلطی ہوگی۔ عوام کا عید کی نماز پڑھ کر خطبہ سنے بغیر چلے جانا غلطی ہے۔ اس پر توجہ دلانا اور اس سے روکنا ضروری ہے' تاہم اس کا علاج یہ نہیں کہ خطبہ عید کی نماز سے پہلے دے دیا جائے۔ ④ حاکم کی غلطی پر عوام کو تنبیہ کرنے کا حق حاصل ہے' بشرطیکہ کوئی بڑی خرابی پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو' تاہم علماء کو چاہیے کہ صحیح بات کا پرچار کریں تاکہ اس پر عمل کرنے کے لیے مناسب حالات پیدا ہو سکیں اور غلط کام چھوڑنے کے لیے عوام کی حوصلہ افزائی ہو۔ ⑤ اچھے کام پر سب کے سامنے تعریف کرنا درست ہے جب کہ مقصد اچھا کام کرنے والے کی تائید اور نیکی پر اس کی حوصلہ افزائی ہو۔ ⑥ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس شخص نے اپنا فرض ادا کیا ہے۔ اس سے اس کی تائید اور حوصلہ افزائی مقصود ہے۔ سامعین میں سے بعض لوگوں نے اس شخص کی بات کو نا مناسب تصور کیا ہوگا یا یہ سمجھا ہوگا کہ یہ بات تو صحیح ہے لیکن اس موقع پر نہیں کہنی چاہیے تھی۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے اس غلط فہمی کا ازالہ کر دیا۔ ⑦ غلطی کی اصلاح اور قوت سے برائی کو ختم کر دینا حکام کا فرض ہے یا جس شخص کو اختیار حاصل ہو اسے بزور قوت روکا جا سکتا ہے' مثلاً: غلام' ماتحت' اولاد اور شاگرد وغیرہ' ورنہ زبان سے روکنا کافی ہے۔ ⑧ زبان سے منع کرنا علماء کا فریضہ ہے اور عوام کو بھی اپنے اپنے دائرۂ اختیار میں اس طریقے پر عمل کرنا چاہیے۔ ⑨ اگر کوئی شخص ایمان کی کمزوری یا جرأت و ہمت نہ ہونے کی وجہ سے زبان سے بھی برائی کی شناعت واضح نہ کر سکے تو بھی دل میں گناہ سے نفرت بہرحال ضروری ہے۔ گناہ کو اچھا سمجھنا' پسند کرنا یا منع کرنے والوں کو اچھا نہ سمجھنا ایک لحاظ سے گناہ میں شرکت ہے جو ایک مومن کے شایانِ شان نہیں۔

١٢٧٦- حَدَّثَنَا حَوْثَرَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ، ثُمَّ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، يُصَلُّونَ الْعِيدَ

۱۲۷۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ' ان کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ' پھر ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ عید کی نماز خطبے سے پہلے ادا فرماتے تھے۔

١٢٧٦ـ أخرجه البخاري، العيدين، باب الخطبة بعد العيد، ح: ٩٦٣، ومسلم، صلاة العيدين، كتاب صلاة العيدين، ح: ٨٨٨ من حديث أبي أسامة وغيره به.

قَبْلَ الْخُطْبَةِ.

(المعجم ١٥٦) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي كَمْ يُكَبِّرُ الْإِمَامُ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ** (التحفة ١٩٥)

باب:١٥٦-نمازِ عیدین میں امام کتنی تکبیرات (زوائد) کہے

١٢٧٧- **حَدَّثَنَا** هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ، مُؤَذِّنِ رَسُولِ اللهِ ﷺ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُكَبِّرُ فِي الْعِيدَيْنِ فِي الْأُولٰى سَبْعاً قَبْلَ الْقِرَاءَةِ. وَفِي الْآخِرَةِ خَمْساً قَبْلَ الْقِرَاءَةِ.

۱۲۷۷-حضرت سعد مؤذنِ رسول ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیدین کی نماز میں پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں قراءت سے پہلے پانچ تکبیریں کہتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① عید کی نماز کی یہ خصوصیت ہے کہ اس میں دوسری نمازوں میں کہی جانے والی تکبیرات کے علاوہ مزید تکبیرات بھی کہی جاتی ہیں۔ انھیں ''تکبیرات زوائد'' یا ''زائد تکبیریں'' کہتے ہیں' یعنی وہ تکبیریں جو دوسری نمازوں سے زائد عید کی نماز میں کہی جاتی ہیں۔ ② زائد تکبیروں کی تعداد پہلی رکعت میں سات اور دوسری رکعت میں پانچ ہے۔ ③ یہ تکبیرات قراءت سے پہلے کہی جاتی ہیں۔ ④ تکبیر تحریمہ ان تکبیرات میں شامل نہیں۔

316

١٢٧٨- **حَدَّثَنَا** أَبُو كُرَيْبٍ، مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْلٰى، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَبَّرَ فِي صَلَاةِ الْعِيدِ سَبْعاً وَخَمْساً.

۱۲۷۸-حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد (حضرت شعیب بن محمد ؒ) سے اور وہ اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نمازِ عید میں سات اور پانچ تکبیریں کہیں۔

١٢٧٩- **حَدَّثَنَا** أَبُو مَسْعُودٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عَقِيلٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

۱۲۷۹-حضرت کثیر بن عبداللہ ؒ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمرو بن عوف ؓ) سے اور وہ ان

١٢٧٧ـ [حسن] وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ١١٠١ لعلته، والحديث له شواهد، منها الحديث الآتي.

١٢٧٨ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب التكبير في العيدين، ح: ١١٥١ من حديث عبدالله بن عبدالرحمٰن به، وصححه أحمد، والبخاري، وابن المديني، والنووي، والعسقلاني وغيرهم.

١٢٧٩ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الجمعة، باب ماجاء في التكبير في العيدين، ح: ٥٣٦ من حديث كثير به، وقال: "حسن"، وانظر، ح: ١٦٥ لعلته، وللحديث شواهد حسنة، انظر الحديث الآتي والسابق.

خَالِدِ بْنِ عَثْمَةَ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَبَّرَ فِي الْعِيدَيْنِ سَبْعًا فِي الأُولَى. وَخَمْسًا، فِي الآخِرَةِ.

کے دادا (حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں عیدوں میں پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں کہیں۔

١٢٨٠- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ. وَعُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَبَّرَ فِي الْفِطْرِ وَالأَضْحَى سَبْعاً وَخَمْساً. سِوَى تَكْبِيرَتَيِ الرُّكُوعِ.

١٢٨٠- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ (کی نماز) میں سات اور پانچ تکبیریں کہیں جن میں رکوع کی تکبیریں شامل نہیں۔

(المعجم ١٥٧) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ** (التحفة ١٩٦)

باب:١٥٧- نماز عیدین کی قراءت

١٢٨١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ بِـ ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾، وَ﴿هَلْ أَتَىٰكَ حَدِيثُ ٱلْغَـٰشِيَةِ﴾.

١٢٨١- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دونوں عیدوں میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ اور ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

١٢٨٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ، عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ

١٢٨٢- حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ عید کے دن باہر

١٢٨٠- [حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب التكبير في العيدين، ح: ١١٤٩ من حديث ابن لهيعة به، وأخرج أيضًا، ح: ١١٥٠ عن ابن وهب عن ابن لهيعة به، وصرح بالسماع عند غيره، وللحديث شواهد.

١٢٨١- أخرجه مسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في صلاة الجمعة، ح: ٨٧٨ من حديث إبراهيم بن محمد به.

١٢٨٢- أخرجه مسلم، صلاة العيدين، باب ما يقرأ في صلاة العيدين، ح: ٨٩١ من حديث ضمرة بن سعيد به.

عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: خَرَجَ عُمَرُ يَوْمَ عِيدٍ. فَأَرْسَلَ إِلَى أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ: بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي مِثْلِ هٰذَا الْيَوْمِ؟ قَالَ: بِقَافْ وَاقْتَرَبَتْ.

تشریف لائے' انھوں نے حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے دریافت کرایا: نبی ﷺ اس دن (عید کے دن) کن سورتوں کی قراءت فرماتے تھے؟ ابو واقد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قاف (سورۂ قٓ) اور اقتربت (سورۂ قمر)

فائدہ: عیدین کی نمازوں میں دونوں احادیث میں مذکور سورتیں پڑھنا درست ہے۔ دونوں میں سے جس حدیث کے مطابق تلاوت کی جائے گی' سنت پر عمل ہو جائے گا۔

١٢٨٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ بِـ ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ وَ﴿هَلْ أَتَىٰكَ حَدِيثُ ٱلْغَـٰشِيَةِ﴾.

١٢٨٣- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ عیدین میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ اور ﴿هَلْ أَتٰكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

(المعجم ١٥٨) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُطْبَةِ فِي الْعِيدَيْنِ (التحفة ١٩٧)

باب: ١٥٨- عیدین کے خطبے کا بیان

١٢٨٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ. قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا كَاهِلٍ، وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ. فَحَدَّثَنِي أَخِي عَنْهُ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ عَلَى نَاقَةٍ، وَحَبَشِيٌّ آخِذٌ بِخِطَامِهَا.

١٢٨٤- حضرت ابو کاہل احمسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو اونٹنی پر خطبہ ارشاد فرماتے دیکھا اور ایک حبشی نے اونٹنی کی مہار پکڑ رکھی تھی۔

١٢٨٣- [حسن] انظر، ح: ٢٥١ لعلته، والحديث الصحيح برقم: ١٢٨١ شاهد له.

١٢٨٤- [إسناده حسن] أخرجه النسائي: ٣/ ١٨٥، صلاة العيدين، الخطبة على البعير، ح: ١٥٧٤ من حديث إسماعيل به، وأحمد: ٤/ ٣٠٦ عن وكيع به، وأخوه سعيد كما صرح به ابن الأثير في روايته (أسد الغابة، ترجمة أبي كاهل)، وكذا في تهذيب الكمال وغيره.

فوائد ومسائل: ① یہ خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا گیا۔ ② حبشی سے مراد حضرت بلال ؓ ہیں۔ ③ بزرگ شخصیت کے لیے جائز ہے کہ کسی سے معمولی خدمت لے لے۔ ④ اس سے معلوم ہوا کہ سواری وغیرہ پر سوار ہو کر تقریر کی جا سکتی ہے۔ یہ جانوروں پر ظلم کے زمرے میں نہیں آتا اور بوقت ضرورت اونچا سٹیج بھی بنایا جا سکتا ہے تاکہ خطیب لوگوں کو آسانی نظر آ سکے۔

١٢٨٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عَائِذٍ، هُوَ أَبُو كَاهِلٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ عَلٰى نَاقَةٍ حَسْنَاءَ، وَحَبَشِيٌّ آخِذٌ بِخِطَامِهَا.

١٢٨٥- حضرت ابو کاہل قیس بن عائذ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو ایک خوبصورت اونٹنی پر سوار ہو کر خطبہ دیتے ہوئے سنا اور ایک حبشی نے اس کی مہار تھام رکھی تھی۔

فوائد ومسائل: ① سفر حج کے دوران میں رسول اللہ ﷺ نے جس اونٹنی پر سواری کی تھی اس کا نام قصواء تھا۔ (صحیح مسلم، الحج، باب حجة النبي صلى الله عليه وسلم، حدیث:١٢١٨) ② جن حضرات نے آپ کی سواری تک کی شکل وصورت یاد رکھی وہ آپ کے فرمان کی کس طرح حفاظت کرتے ہوں گے؟

١٢٨٦ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نُبَيْطٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ حَجَّ فَقَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ عَلٰى بَعِيرِهِ.

١٢٨٦- حضرت سلمہ بن نبیط اپنے والد (حضرت نبیط بن شریط ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے حج کیا اور فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو اونٹنی پر (سوار ہو کر) خطبہ دیتے دیکھا ہے۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس حدیث کے بعض حصے کے شواہد ابوداود میں ہیں، تاہم دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد بن حنبل:٣١/ ١٨، ١٩، و سنن ابن ماجه للدكتور بشار عواد، حدیث:١٢٨٦) بنابریں روایت میں مذکور مسئلہ فی نفسہ درست ہے۔ واللہ أعلم.

١٢٨٥ـ [حسن] انظر الحديث السابق.

١٢٨٦ـ [ضعيف] أخرجه النسائي: ٥/ ٢٥٣، مناسك الحج، الخطبة بعرفة قبل الصلاة، ح: ٣٠١٠ وح: ٣٠١١ من حديث سلمة به، أخرجه أبوداود، ح: ١٩١٦ بسند صحيح عن سلمة بن نبيط عن رجل من الحي عن أبيه نبيط به، والرجل مجهول، ولبعض الحديث شواهد عند أبي داود، ح: ١٩١٧ وغيره.

١٢٨٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدِ الْمُؤَذِّنِ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُكَبِّرُ بَيْنَ أَضْعَافِ الْخُطْبَةِ. يُكْثِرُ التَّكْبِيرَ فِي خُطْبَةِ الْعِيدَيْنِ.

۱۲۸۷- حضرت سعد القرظ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ خطبے کے دوران میں تکبیرات کہا کرتے تھے۔ عیدین کے خطبے میں کثرت سے تکبیرات کہتے تھے۔

١٢٨٨- حَدَّثَنَا أَبُوكُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُوأُسَامَةَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَخْرُجُ يَوْمَ الْعِيدِ. فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ يُسَلِّمُ فَيَقِفُ عَلَى رِجْلَيْهِ فَيَسْتَقْبِلُ النَّاسَ وَهُمْ جُلُوسٌ. فَيَقُولُ: «تَصَدَّقُوا. تَصَدَّقُوا» فَأَكْثَرُ مَنْ يَتَصَدَّقُ النِّسَاءُ، بِالْقُرْطِ وَالْخَاتَمِ وَالشَّيْءِ. فَإِنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ يُرِيدُ أَنْ يَبْعَثَ بَعْثًا يَذْكُرُهُ لَهُمْ. وَإِلَّا انْصَرَفَ.

۱۲۸۸- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ عید کے دن باہر (عیدگاہ میں) تشریف لے جاتے تھے لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھاتے‘ پھر سلام پھیر کر اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جاتے۔ لوگوں کی طرف چہرہ مبارک کر لیتے جب کہ لوگ بیٹھے رہتے۔ آپ فرماتے: ’’صدقہ کرو‘ صدقہ کرو۔‘‘ تو زیادہ تر عورتیں صدقہ کرتیں‘ بالی‘ انگوٹھی اور (اس طرح کی) کوئی چیز (صدقہ میں پیش کرتیں) اگر آپ کوئی لشکر روانہ کرنے کی ضرورت محسوس فرماتے تو یہ بات بھی لوگوں کو بتا دیتے ورنہ (خطبہ ختم کر کے) واپس آ جاتے۔

فوائد ومسائل: ① عید کی نماز مسجد کے بجائے کھلے میدان میں ادا کرنی چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبوی جیسی افضل ترین جگہ چھوڑ کر میدان میں نماز عید ادا کی۔ ② خطبہ‘ عید کی نماز کے بعد دینا چاہیے۔ ③ عید کا خطبہ منبر پر نہیں‘ زمین پر کھڑے ہو کر ہی دینا چاہیے۔ ④ خطبے میں حالات کے مطابق مناسب مسائل بیان کرنے چاہئیں۔ ⑤ عورت اپنی ذاتی چیز خاوند کی اجازت کے بغیر صدقہ کر سکتی ہے۔ ⑥ خطبہ اطمینان سے بیٹھ کر سننا چاہیے‘ تاہم کوئی شخص اٹھ جائے تو جائز ہے۔

١٢٨٩- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ:

۱۲۸۹- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ انھوں

١٢٨٧- [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ١١٠١ لعلته.

١٢٨٨- أخرجه البخاري، الحيض، باب ترك الحائض الصوم، ح: ٣٠٤، ٩٥٦ من حديث عياض به مطولاً ومختصرًا، ومسلم، صلاة العيدين، باب: كتاب صلاة العيدين، ح: ٨٨٩ من حديث داود بن قيس به مطولاً.

١٢٨٩- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناد فيه إسماعيل بن مسلم (المكي) وقد أجمعوا على ضعفه، ◄◄

حَدَّثَنَا أَبُو بَحْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا أَبُوالزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ فِطْرٍ أَوْ أَضْحٰى. فَخَطَبَ قَائِمًا ثُمَّ قَعَدَ قَعْدَةً ثُمَّ قَامَ.

نے فرمایا: عیدالفطر یا عیدالاضحیٰ کے دن رسول اللہ ﷺ باہر (میدان میں) تشریف لے گئے۔ آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا' پھر تھوڑی دیر بیٹھ گئے' پھر کھڑے ہو گئے (اور خطبہ دیا۔)

فائدہ: یہ روایت سخت ضعیف ہے۔ یہ کیفیت (درمیان میں بیٹھنا) صرف خطبۂ جمعہ میں ثابت ہے۔

(المعجم ١٥٩) - بَابُ مَا جَاءَ فِي انْتِظَارِ الْخُطْبَةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ (التحفة ١٩٨)

باب: ۱۵۹- نماز عید کے بعد خطبے کے لیے بیٹھے رہنا

١٢٩٠- حَدَّثَنَا هَدِيَّةُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، وَعَمْرُو بْنُ رَافِعٍ الْبَجَلِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: حَضَرْتُ الْعِيدَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَصَلّٰى بِنَا الْعِيدَ، ثُمَّ قَالَ: «قَدْ قَضَيْنَا الصَّلَاةَ. فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَجْلِسَ لِلْخُطْبَةِ فَلْيَجْلِسْ. وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَذْهَبَ فَلْيَذْهَبْ».

۱۲۹۰- حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نماز عید میں شریک ہوا۔ آپ ﷺ نے ہمیں عید کی نماز پڑھائی' پھر فرمایا: ''ہم نے نماز پڑھ لی ہے۔ (اب) جو شخص خطبہ سننے کے لیے بیٹھنا چاہے بیٹھ جائے اور جو شخص جانا چاہے چلا جائے۔''

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ عید کا خطبہ سننا واجب نہیں' تاہم افضل یہی ہے کہ خطبہ سن کر جائیں جس طرح صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کیا کرتے تھے۔

(المعجم ١٦٠) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ صَلَاةِ الْعِيدِ وَبَعْدَهَا (التحفة ١٩٩)

باب: ۱۶۰- نماز عید سے پہلے یا بعد میں نفل نماز

١٢٩١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

۱۲۹۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

وأبوبحر (البكراوي) ضعيف"، وفيه علة أخرى.

١٢٩٠ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الجلوس للخطبة، ح: ١١٥٥ من حديث الفضل به، وصححه ابن خزيمة، والحاكم، والذهبي، وأعلّ بما لا يقدح.

١٢٩١ـ أخرجه البخاري، العيدين، باب الخطبة بعد العيد، ح: ٩٦٤، ومسلم، صلاة العيدين، باب ترك الصلاة، قبل العيد وبعدها في المصلى، ح: ٨٨٤ب من حديث شعبة به.

يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ فَصَلَّى بِهِمُ الْعِيدَ. لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ باہر (میدان میں) تشریف لے گئے اور لوگوں کو نماز عید پڑھائی۔ اس سے پہلے یا بعد میں کوئی (نفل) نماز ادا نہیں کی۔

فائدہ: جس طرح فرض نماز سے پہلے اور بعد میں نفل نمازیں ہیں، جنھیں سنت مؤکدہ یا غیر مؤکدہ کہا جاتا ہے، نماز عید کے ساتھ اس قسم کی کوئی نماز مسنون نہیں، اس موقع پر ایسی کوئی نماز نہ پڑھنا ہی سنت ہے۔

١٢٩٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطَّائِفِيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا فِي عِيدٍ.

۱۲۹۲- حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے، اور وہ اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما) سے روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے نماز عید کے موقع پر اس سے پہلے یا بعد میں نماز (نفل) ادا نہیں فرمائی۔

١٢٩٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو الرَّقِّيِّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا يُصَلِّي قَبْلَ الْعِيدِ شَيْئاً. فَإِذَا رَجَعَ إِلَى مَنْزِلِهِ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ.

۱۲۹۳- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ عید کی نماز سے پہلے کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے پھر جب (نماز عید کی ادائیگی کے بعد گھر) واپس تشریف لاتے تو دو رکعت نماز پڑھتے۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین، مثلاً: امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور حافظ ابن حجر، امام بوصیری، شیخ البانی، شیخ حسین اسد اور الموسوعۃ الحدیثیہ کے محققین نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس مسئلہ پر فتح الباری میں سیر حاصل بحث کی ہے اور سنن ابن ماجہ کی

١٢٩٢ـ [إسناده حسن] "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

١٢٩٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٨، ٤٠ من حديث عبيدالله بن عمرو به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد حسن" * ابن عقيل ضعيف تقدم، ح: ٣٩٠.

مذکورہ روایت کو حسن قرار دے کر دونوں قسم کی روایات میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ جن احادیث میں نفل وغیرہ نہ پڑھنے کا ذکر ہے' اس سے مراد یہ ہے کہ آپ عیدگاہ میں کوئی نوافل ادا نہیں کرتے تھے۔ گھر آ کر ادا کیے جانے والے نفلوں کا تعلق نماز عید سے نہیں بلکہ یہ مطلق نفل ہیں۔ واللہ أعلم. تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري: ۲/ ۶۱۳' ۶۱۴' والموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد بن حنبل: ۱۷/ ۳۲۴' ۳۲۵' ۳۲۶' و سنن ابن ماجه للدكتور بشار عواد' حدیث: ۱۲۹۳)

(المعجم ١٦١) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُرُوجِ إِلَى الْعِيدِ مَاشِيًا** (التحفة ٢٠٠)

باب: ۱۶۱- عیدگاہ کو پیدل جانا

١٢٩٤- **حَدَّثَنَا** هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ إِلَى الْعِيدِ مَاشِيًا، وَيَرْجِعُ مَاشِيًا.

۱۲۹۴- حضرت سعد القرظ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نماز عید کے لیے پیدل تشریف لے جاتے تھے اور پیدل واپس آتے تھے۔

١٢٩٥- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْعُمَرِيُّ، عَنْ أَبِيهِ. وَ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَخْرُجُ إِلَى الْعِيدِ مَاشِيًا، وَيَرْجِعُ مَاشِيًا.

۱۲۹۵- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نماز عید کے لیے پیدل تشریف لے جاتے تھے اور پیدل واپس آتے تھے۔

١٢٩٦- **حَدَّثَنَا** يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ أَنْ

۱۲۹۶- حضرت علی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نماز عید کے لیے چل کر جانا سنت ہے۔

١٢٩٤ـ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري، انظر، ح: ١١٠١ لعلته، وللحديث شواهد ضعيفة عند الترمذي، ح: ٥٣٠ وغيره.

١٢٩٥ـ [إسناده ضعيف جدًا] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد فيه عبدالرحمن بن عبدالله العمري، وهو ضعيف"، أقول وهو متروك كما في التقريب.

١٢٩٦ـ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٩٥ لعلته، وفيه علة أخرى.

يَمْشِيَ إِلَى الْعِيدِ.

١٢٩٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ الْخَطَّابِ: حَدَّثَنَا مِنْدَلٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَأْتِي الْعِيدَ مَاشِياً.

۱۲۹۷- حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید کی نماز کے لیے پیدل جاتے تھے۔

فائدہ: اس باب کی تمام روایات کو اکثر محققین نے ضعیف قرار دیا ہے جن میں ہمارے فاضل محقق ڈاکٹر بشار عواد اور شیخ البانی رحمہ اللہ شامل ہیں' تاہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت (۱۲۹۶) کو امام ترمذی نے حسن قرار دیا ہے لیکن شیخ البانی رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں شاید امام ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت کو دیگر شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہو جو ابن ماجہ کے مذکورہ باب کے تحت آئے ہیں' مزید لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایات انفرادی طور پر ضعیف ہیں لیکن مجموعی طور پر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ کی کوئی نہ کوئی اصل ضرور ہے۔ اور پھر اس مسئلہ کی تائید میں ایک مرسل روایت پیش کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنازے میں شرکت اور عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی نماز کی ادائیگی کے لیے پیدل تشریف لے جاتے تھے' نیز سعید بن مسیب رحمہ اللہ کا قول ہے کہ عید الفطر کی تین سنتیں ہیں: ''عیدگاہ کی طرف پیدل جانا' عید نماز کی ادائیگی کے لیے جانے سے پہلے کوئی چیز کھانا اور عید نماز کے لیے غسل کرنا۔'' تفصیل کے لیے دیکھیے: (إرواء الغليل' للألباني: ۱۰۳/۳' ۱۰۴) الحاصل مذکورہ بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ عیدگاہ کی طرف پیدل جانا کم از کم مستحب ضرور ہے' تاہم ضرورت کے پیش نظر سواری پر سوار ہو کر بھی جایا جا سکتا ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٦٢) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُرُوجِ يَوْمَ الْعِيدِ مِنْ طَرِيقٍ وَالرُّجُوعِ مِنْ غَيْرِهِ** (التحفة ٢٠١)

باب: ۱۶۲- عید کے دن ایک راستے سے عیدگاہ جا کر دوسرے راستے سے واپس آنا

١٢٩٨- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ: أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ إِلَى الْعِيدَيْنِ سَلَكَ عَلَى دَارِ

۱۲۹۸- حضرت سعد القرظ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب عیدین کی نماز کے لیے تشریف لے جاتے تو حضرت سعید بن ابو العاص کے گھر کے پاس سے گزرتے' پھر خیموں والوں کے پاس سے گزرتے' پھر

١٢٩٧_ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ١٢٤٧ لعلته.

١٢٩٨_ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ١١٠١ لعلته، وقال البوصيري: "هٰذا الإسناد ضعيف".

سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْعَاصِ. ثُمَّ عَلٰى أَصْحَابِ الْفَسَاطِيطِ. ثُمَّ انْصَرَفَ فِي الطَّرِيقِ الأُخْرٰى طَرِيقِ بَنِي زُرَيْقٍ. ثُمَّ يَخْرُجُ عَلٰى دَارِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ وَدَارِ أَبِي هُرَيْرَةَ إِلَى الْبَلَاطِ.

(نماز کے بعد) دوسرے راستے سے یعنی بنو زریق کے راستے سے واپس ہوتے‘ پھر حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے گھر کے پاس سے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس سے گزر کر میدان میں پہنچتے۔ (اور وہاں سے مسجد نبوی اور امہات المومنین کے گھروں کی طرف چلتے۔)

١٢٩٩- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَخْرُجُ إِلَى الْعِيدِ فِي طَرِيقٍ، وَيَرْجِعُ فِي أُخْرٰى. وَيَزْعُمُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

١٢٩٩- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ عید کی نماز کے لیے ایک راستے سے جاتے اور دوسرے سے واپس آتے اور بیان کرتے کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح کرتے تھے۔

١٣٠٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الأَزْهَرِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْخَطَّابِ: حَدَّثَنَا مِنْدَلٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْتِي الْعِيدَ مَاشِياً، وَيَرْجِعُ فِي غَيْرِ الطَّرِيقِ الَّذِي ابْتَدَأَ فِيهِ.

١٣٠٠- حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ عید کی نماز کے لیے پیدل تشریف لے جاتے تھے اور جس راستے سے جاتے تھے‘ اس کے علاوہ دوسرے راستے سے واپس تشریف لاتے تھے۔

١٣٠١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو تُمَيْلَةَ، عَنْ فُلَيْحِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ

١٣٠١- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب عید کی نماز کے لیے باہر تشریف لے جاتے‘ تو

١٢٩٩ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الخروج إلى العيد في طريق ويرجع في طريق، ح: ١١٥٦ من حديث عبدالله العمري به * العمري عن نافع قوي، قواه أحمد وغيره، وسئل ابن معين عن العمري: ما حاله في نافع؟ فقال: صالح (تاريخ الدارمي: ٥٢٣ وغيره).

١٣٠٠ـ [ضعيف] تقدم، ح: ١٢٩٧.

١٣٠١ـ أخرجه البخاري، العيدين، باب من خالف الطريق إذا رجع يوم العيد، ح: ٩٨٦ تعليقًا، والترمذي، ح: ٥٤١ موصولاً، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي، وله طريق آخر عند البخاري، ورجحه عليه، والطريقان محفوظان.

سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ الزُّرَقِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ إِلَى الْعِيدِ رَجَعَ فِي غَيْرِ الطَّرِيقِ الَّذِي أَخَذَ فِيهِ.

جس راستے سے جاتے اس کے سوا دوسرے راستے سے واپس آتے تھے۔

فائدہ: یہ عمل مستحب ہے اس میں یہ حکمت ہے کہ مسلمانوں کی شان وشوکت ظاہر ہو اور جاتے اور آتے وقت تکبیرات پڑھنے سے اللہ کی زیادہ سے زیادہ مخلوق شجر وحجر وغیرہ قیامت کے دن مومن کی نیکیوں کی گواہی دیں۔

(المعجم ١٦٣) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّقْلِيسِ يَوْمَ الْعِيدِ** (التحفة ٢٠٢)

باب:۱۶۳-عید کے دن دف بجانا

١٣٠٢- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ عَامِرٍ قَالَ: شَهِدَ عِيَاضٌ الْأَشْعَرِيُّ عِيدًا بِالْأَنْبَارِ، فَقَالَ: مَا لِي لَا أَرَاكُمْ تُقَلِّسُونَ كَمَا كَانَ يُقَلَّسُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۱۳۰۲- حضرت عامر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت عیاض اشعری رضی اللہ عنہ نے ایک عید انبار میں منائی تو فرمایا: کیا بات ہے میں تمھیں گاتے بجاتے نہیں دیکھ رہا جس طرح رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں گانا بجانا ہوتا تھا؟

فوائد ومسائل: ① انبار ایک شہر کا نام ہے۔ ② تقلیس کے معنی ہیں خوشی کے موقع پر اظہار مسرت کے لیے قومی کھیل کود بچیوں کا قومی گیت گانا یا دف وغیرہ بجا لینا۔ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خوشی کے موقعوں پر ان چیزوں کا جواز نبی ﷺ نے باقی رکھا ہے لیکن ایک چیز ہے گھریلو سطح پر گھریلو بچیوں کا محدود دائرے میں دف بجا کر یا آباء واجداد کے مفاخر ومآثر کے تذکروں پر مبنی قومی گیت گا کر خوشی کا اظہار کرنا اور ایک ہے ماہر فن مغنیات کا عشقیہ مخرب اخلاق رہزن تمکین وہوش اور غارت گر ایمان قسم کے گانے ساز وآواز کے جادو کے ساتھ گانا یا پیشہ ور فاحشہ قسم کی عورتوں کا عریاں یا نیم عریاں رقص وسرود کا مظاہرہ کرنا ان دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اوّل الذکر کے جواز کا مطلب ثانی الذکر کے جواز کی دلیل نہیں بن سکتا۔ بڑا ظالم ہے وہ شخص جو احادیث میں بیان کردہ اوّل الذکر قسم کے واقعات سے دوسری قسم کے فواحش ومنکرات کا جواز ثابت کر کے نبی ﷺ کو بھی ان بے ہودگیوں کا (نعوذ باللہ) مؤید ثابت کرتا ہے حالانکہ آپ تو ان فواحش ومنکرات کو مٹانے کے لیے آئے تھے نہ کہ ان کو برقرار رکھنے یا ان کی حوصلہ افزائی کرنے کے لیے۔ هداهم الله تعالى. علاوہ ازیں اوّل الذکر چیزیں

١٣٠٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٧/ ٣٧١، ح: ١٠١٧ من طريقين عن شريك، انظر، ح: ١٤٩ به، وشيخه المغيرة بن مقسم الضبي كان يدلس كما في التقريب وغيره وعنعن.

بھی صرف مباح (جائز) ہی ہیں نہ کہ فرض و واجب یا سنت و مستحب۔ اور یہ مسلمہ اصول ہے کہ کوئی مباح کام حرام کا ذریعہ بن رہا ہو تو وہ مباح کام بھی ناجائز قرار پاتا ہے اور حرام سے بچنے بچانے کے لیے مباح کام سے بھی لوگوں کو روک دیا جاتا ہے' اس لیے جو علماء شادی وغیرہ کے موقع پر ان جائز چیزوں سے بھی روکتے ہیں' حکمت عملی کے اعتبار سے ان کا موقف اسلام کے زیادہ قریب ہے کیونکہ بات صرف دف تک ہی نہیں رہتی' ڈھول ڈھمکوں' ساز و موسیقی اور بینڈ باجوں تک بلکہ مجروں اور کھلم کھلا فواحش و منکرات کے ارتکاب تک پہنچ جاتی ہے۔ أعاذنا الله منه.

١٣٠٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى : حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: مَا كَانَ شَيْءٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَّا وَقَدْ رَأَيْتُهُ. إِلَّا شَيْءٌ وَاحِدٌ. فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُقَلَّسُ لَهُ يَوْمَ الْفِطْرِ.

١٣٠٣- حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں جو جو کچھ ہوتا تھا' وہ سب میں نے (تم لوگوں کو کرتے) دیکھ لیا ہے' سوائے ایک چیز کے۔ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں عیدالفطر کے دن گانا بجانا ہوتا تھا۔ (جو تم نے ترک کر دیا ہے۔)

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَا ابْنُ دِيزِيلَ: حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ عَامِرٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ جَابِرٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَامِرٍ، نَحْوَهُ.

امام صاحب کے شاگرد ابوالحسن نے یہی حدیث اپنی تین سندوں' یعنی بواسطہ ابن دیزیل عن آدم عن شیبان عن جابر عن عامر اور بواسطہ إسرائیل عن جابر اور بواسطہ ابراھیم بن نصر عن أبی نعیم عن شریك عن أبی إسحاق عن عامر بیان کی۔

فائدہ: مذکورہ روایت ہمارے فاضل محقق کے نزدیک سنداً ضعیف ہے جبکہ بعض محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے بنابریں عید کے دن بچیوں کے لیے جائز ہے کہ گھر میں کوئی گیت وغیرہ گالیں اگرچہ ساتھ دف بھی ہو۔ (صحیح البخاري' العیدین' باب سنة العیدین لأهل الإسلام' حدیث:٩٥٢) ایک دفعہ عیدالاضحیٰ کے ایک دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر انصار کی بچیوں نے دف بجا کر اپنے بزرگوں کی تعریف میں کچھ اشعار گانے شروع کیے۔ رسول اللہ ﷺ نے منع نہیں فرمایا' البتہ منہ پھیر کر لیٹ گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو بچیوں کو ڈانٹا۔ رسول اللہ ﷺ

١٣٠٣- [إسناده ضعيف] وطريق قيس صححه البوصيري * أبوإسحاق عنعن، وتقدم، ح:٤٦، وانظر، ح:١٠٣٩، وتابعه جابر الجعفي عند القطان: الراوي عن ابن ماجه، وأحمد:٣/ ٤٢٢ وغيرهما، وهو ضعيف، رافضي، تقدم، ح:٣٥٦.

نے فرمایا: ''رہنے دو' یہ ہماری عید کا دن ہے۔'' اس لیے عید کے دن گانے بجانے کی اجازت ہے لیکن مندرجہ ذیل امور کو مدنظر رکھنا ضروری ہے: (ا) اس کی اجازت صرف خاص خاص موقعوں کے لیے ہے' مثلاً: عیدالفطر' عیدالاضحیٰ' ایام تشریق (قربانی کے دن) اور شادی کے موقع پر۔ (ب) بچیوں کو صرف اجازت دی جائے' ان کی حوصلہ افزائی نہ کی جائے نہ بزرگ مرد اور خواتین اس میں شریک ہوں۔ (ج) جو اشعار پڑھے جائیں' ان میں حیا کے منافی' بداخلاقی کا سبق دینے والی یا شرکیہ باتیں نہ ہوں۔ (د) دف کے سوا کوئی دوسرا ساز نہ بجایا جائے۔ (ھ) وہ گانے بجانے کی پیشہ ور عورتیں نہ ہوں جیسے کہ صحیح بخاری میں ہے: [وَلَيْسَتَا بِمُغَنِّيَتَيْنِ] ''وہ گانے والیاں نہ تھیں۔'' (صحيح البخاري' العيدين' باب سنة العيدين لأهل الإسلام' حديث:٩٥٢) (و) اس موقع پر نوجوان بچوں اور بچیوں کا اختلاط نہ ہو جیسے ہمارے معاشرے میں شادی وغیرہ کی تقریبات میں عام طور پر ہوتا ہے۔

(المعجم ١٦٤) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَرْبَةِ يَوْمَ الْعِيدِ** (التحفة ٢٠٣)

باب:١٦٤- عید کے دن برچھی لے جانا

١٣٠٤ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَغْدُو إِلَى الْمُصَلَّى فِي يَوْمِ الْعِيدِ. وَالْعَنَزَةُ تُحْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ. فَإِذَا بَلَغَ الْمُصَلَّى، نُصِبَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ. فَيُصَلِّي إِلَيْهَا. وَذٰلِكَ أَنَّ الْمُصَلَّى كَانَ فَضَاءً، لَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ يُسْتَتَرُ بِهِ.

١٣٠٤- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید کے دن صبح کے وقت عیدگاہ تشریف لے جاتے' آپ کے آگے آگے برچھی لے جائی جاتی۔ جب آپ عیدگاہ پہنچتے تو آپ کے سامنے برچھی گاڑ دی جاتی' آپ ﷺ اس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عیدگاہ ایک کھلا میدان تھی' اس میں کوئی ایسی چیز نہیں تھی جسے سترہ بنایا جا سکے۔

فوائد ومسائل: ① [عَنَزَة] چھوٹے نیزے یا برچھی کو کہتے ہیں۔ ② نماز میں امام کے سامنے سترہ ہونا چاہیے۔ مسجد میں دیوار ہی کافی ہے جبکہ میدان میں کوئی اور چیز رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ③ بزرگ شخصیت کے لیے اس کی ضرورت کی چیز اٹھا کر لے جانا اور اس طرح کی دوسری خدمت انجام دینا احترام میں شامل ہے۔ ④ نماز باجماعت میں امام کے لیے سترہ کافی ہے' مقتدیوں کے آگے سترہ رکھنے کی ضرورت نہیں۔

١٣٠٤ـ أخرجه البخاري، العيدين، باب حمل العنزة أو الحربة بين يدي الإمام يوم العيد، ح: ٩٧٣ من حديث الوليد به مختصرًا.

١٣٠٥- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى يَوْمَ عِيدٍ أَوْ غَيْرَهُ، نُصِبَتِ الْحَرْبَةُ بَيْنَ يَدَيْهِ. فَيُصَلِّي إِلَيْهَا، وَالنَّاسُ مِنْ خَلْفِهِ.

قَالَ نَافِعٌ: فَمِنْ ثَمَّ اتَّخَذَهَا الْأُمَرَاءُ.

١٣٠٥- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ عید کے دن یا کسی اور دن جب نماز ادا فرماتے تو آپ کے سامنے برچھی گاڑ دی جاتی۔ آپ اس کی طرف منہ کر کے نماز ادا فرماتے اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہو جاتے تھے۔

امام نافع ؒ نے فرمایا: اسی وجہ سے خلفاء نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① سترہ صرف عید کی نماز کے لیے خاص نہیں' دوسری کوئی نماز بھی جب مسجد کے باہر ادا کی جائے' مثلاً: سفر میں..... تو امام کے سامنے سترہ ہونا چاہیے۔ ② مقتدیوں کے لیے الگ سترے کی ضرورت نہیں' ہاں جب مقتدی علیحدہ سنتیں وغیرہ پڑھیں گے تو ان کے لیے الگ سترہ ضروری ہے۔

١٣٠٦- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى الْعِيدَ بِالْمُصَلَّى مُسْتَتِرًا بِحَرْبَةٍ.

١٣٠٦- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عیدگاہ میں عید کی نماز برچھی کو سترہ بنا کر ادا فرمائی۔

(المعجم ١٦٥) - بَابُ مَا جَاءَ فِي خُرُوجِ النِّسَاءِ فِي الْعِيدَيْنِ (التحفة ٢٠٤)

باب: ١٦٥- عیدین میں عورتوں کا عیدگاہ جانا

١٣٠٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

١٣٠٧- حضرت ام عطیہ ؓ سے روایت ہے' انھوں

١٣٠٥_ أخرجه البخاري، الصلاة، باب سترة الإمام سترة من خلفه، ح: ٤٩٤، ومسلم، الصلاة، باب سترة المصلي والندب إلى الصلاة إلى سترة . . . الخ، ح: ٥٠١ من حديث عبيدالله بن عمر به.

١٣٠٦_ [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ١٧٧٠ من حديث ابن وهب به، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

١٣٠٧_ أخرجه مسلم، صلاة العيدين، باب ذكر إباحة خروج النساء في العيد إلى المصلى . . . الخ، ح: ٨٩٠ من حديث هشام به.

حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ. أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نُخْرِجَهُنَّ فِي يَوْمِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ. قَالَ، قَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ: فَقُلْنَا: أَرَأَيْتَ إِحْدَاهُنَّ لَا يَكُونُ لَهَا جِلْبَابٌ؟ قَالَ: «فَلْتُلْبِسْهَا أُخْتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا».

نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ میں عورتوں کو لے کر جائیں۔ ام عطیہ ؓ نے بیان فرمایا کہ ہم نے عرض کیا: یہ فرمایئے کہ اگر ہم میں سے کسی عورت کے پاس چادر نہ ہو؟ (تو وہ کیا کرے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے اس کی بہن اپنی چادر اوڑھا دے۔“

فوائد ومسائل: ① جس طرح فرض نمازوں میں اور جمعے میں عورتوں کا مسجد میں آنا جائز ہے‘ اسی طرح عیدین میں بھی ان کی حاضری ضروری ہے۔ ② اس میں ایک حکمت تو یہ ہے کہ خطبے میں دین کے مسائل بیان کیے جاتے ہیں اور دین سیکھنا عورتوں پر بھی فرض ہے‘ دوسرے عید مسلمانوں کی اجتماعی شان وشوکت کے اظہار کا دن ہے‘ عورتوں اور بچوں کی شرکت سے یہ مقصد زیادہ بہتر طریقے پر پورا ہوتا ہے‘ تیسرے یہ کہ عید اجتماعی خوشی کا موقع ہے جس میں مرد اور عورتیں سبھی اہل ایمان شامل ہیں‘ لہٰذا عورتوں کو اس خوشی میں شرکت سے محروم رکھنے کا کوئی جواز نہیں۔ ③ اگر کسی خاتون کو ایسا عذر لاحق ہو جس کی وجہ سے وہ عید کے اجتماع میں شریک نہ ہو سکتی ہو تو اس کا یہ عذر اگر دور ہو سکتا ہو تو ضرور کیا جائے‘ اسے نماز عید پڑھنے اور خطبہ سننے سے محروم نہ رکھا جائے۔ ④ اگر کسی کے پاس چادر نہ ہو تو دوسری خاتون اسے اپنی چادر میں شریک کرے۔ دو عورتوں کا ایک چادر اوڑھ کر چلنا ایک مشکل کام ہے لیکن اس کا حکم دیا گیا ہے‘ اس سے عورتوں کے عید میں شریک ہونے کی انتہائی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔ ⑤ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دوسری خاتون کے پاس دو چادریں ہوں تو وہ ایک چادر اس عورت کو دے دے جس کے پاس چادر نہیں۔ صحیح ابن خزیمہ کی روایت کے الفاظ سے یہ مفہوم ظاہر ہوتا ہے۔ (صحیح ابن خزیمۃ: ۲/۳۶۲‘ حدیث: ۱۴۶۷) ⑥ پردہ اس قدر اہم ہے کہ چادر نہ ہونے کو بے پردہ باہر جانے کے لیے عذر تسلیم نہیں کیا گیا حتی کہ اگر دوسری عورتوں سے عاریتاً بھی چادر نہ ملے تو دو عورتیں ایک چادر اوڑھ کر چلیں‘ بغیر چادر کے نہ جائیں۔

١٣٠٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَخْرِجُوا الْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ.

۱۳۰۸- حضرت ام عطیہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نوجوان‘ پردہ نشین بچیوں کو بھی (نماز عید کے لیے) گھروں سے باہر (عیدگاہ میں) لے کر آؤ‘ انھیں چاہیے کہ وہ عید میں اور مسلمانوں کی دعا میں

١٣٠٨ـ أخرجه البخاري، العيدين، باب خروج النساء والحيض إلى المصلى، ح: ٩٧٤، ومسلم، انظر الحديث السابق من حديث أيوب به.

لِيَشْهَدْنَ الْعِيدَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ. وَلْيَجْتَنِبْنَّ الْحُيَّضُ مُصَلَّى النَّاسِ».

حاضر ہوں' حیض والی عورتیں عام لوگوں (نماز پڑھنے والی عورتوں) کی نماز کی جگہ سے الگ رہیں۔

فوائد و مسائل: ① جب بچیاں جوان ہو جائیں تو انھیں گھروں میں رہنا چاہیے۔ ② عید کی نماز میں ان پردہ نشین بچیوں کو بھی شامل ہونا چاہیے' تاہم پردے کا اہتمام کر کے باہر نکلیں۔ ③ حیض والی عورتیں بھی عید گاہ میں جائیں۔ ④ اس میں یہ اشارہ ہے کہ مسجد عید پڑھنے کی جگہ نہیں کیونکہ حیض والی عورتیں وہاں نہیں جاسکتیں جب کہ ان کا عید کے اجتماع میں حاضر ہونا ضروری ہے۔ ⑤ [دعوة المسلمین] کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ جب مسلمان دعا کریں تو جن عورتوں نے ماہانہ عذر کی وجہ سے نماز نہیں پڑھی' وہ دعا میں شریک ہو جائیں' اس طرح انھیں بھی خیر و برکت میں حصہ مل جائے گا' دوسرا مفہوم وعظ و تبلیغ ہے' یعنی نماز نہ پڑھنے کے باوجود وہ خطبہ تو سن سکتی ہیں اور جو مسائل بیان کیے جائیں ان سے مستفید ہو سکتی ہیں۔ ⑥ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عید کی نماز پڑھتے ہی خطبہ سنے بغیر نہیں چلے جانا چاہیے اگرچہ حدیث: ۱۲۹۰ کی روشنی میں چلے جانے کا جواز ہے' تاہم عید کی پوری برکات اور فوائد حاصل کرنے کے لیے خطبہ سننا ضروری ہے۔

١٣٠٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُخْرِجُ بَنَاتِهِ وَنِسَاءَهُ فِي الْعِيدَيْنِ.

۱۳۰۹- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ عیدین میں اپنی صاحب زادیوں اور خواتین کو گھر سے باہر (عید گاہ میں) لے جایا کرتے تھے۔

(المعجم ١٦٦) - **بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا إِذَا اجْتَمَعَ الْعِيدَانِ فِي يَوْمٍ** (التحفة ٢٠٥)

باب: ۱۶۶- ایک دن میں دو عیدوں کا جمع ہو جانا

١٣١٠- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُوأَحْمَدَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ

۱۳۱۰- حضرت ایاس بن ابو رملہ شامی رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے ایک آدمی کو حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے سوال کرتے سنا: کیا آپ رسول اللہ

١٣٠٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٢٣١ عن حفص به، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف لتدليس حجاج بن أرطاة" (٤٩٦، ١١٢٩).

١٣١٠ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب إذا وافق يوم الجمعة يوم عيد، ح: ١٠٧٠ من حديث إسرائيل به، وصححه ابن خزيمة، وابن المديني، والحاكم، والذهبي وغيرهم.

إِيَاسِ بْنِ أَبِي رَمْلَةَ الشَّامِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلاً سَأَلَ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ: هَلْ شَهِدْتَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عِيدَيْنِ فِي يَوْمٍ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَكَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ؟ قَالَ: صَلَّى الْعِيدَ. ثُمَّ رَخَّصَ فِي الْجُمُعَةِ. ثُمَّ قَالَ: «مَنْ شَاءَ أَنْ يُصَلِّيَ فَلْيُصَلِّ».

ﷺ کے ساتھ ایک دن میں دو عیدوں (جمعہ اور عید) میں حاضر ہوئے ہیں؟ انھوں کہا: ہاں۔ اس نے کہا: پھر رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے؟ فرمایا: آپ ﷺ نے عید کی نماز ادا فرمائی' پھر جمعے کی رخصت دے دی۔ پھر فرمایا: ''جو کوئی (جمعے کی نماز) پڑھنا چاہے پڑھ لے۔''

١٣١١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنِي مُغِيرَةُ الضَّبِّيُّ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «اجْتَمَعَ عِيدَانِ فِي يَوْمِكُمْ هٰذَا. فَمَنْ شَاءَ أَجْزَأَهُ مِنَ الْجُمُعَةِ. وَإِنَّا مُجَمِّعُونَ إِنْ شَاءَ اللهُ».

۱۳۱۱- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''تمھارے اس دن میں دو عیدیں جمع ہو گئی ہیں تو جو شخص چاہے اس کے لیے یہ (نماز عید) جمعے کے بدلے کفایت کرے گی اور ہم ان شاء اللہ جمعہ پڑھیں گے۔''

حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ رَبِّهِ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُغِيرَةَ الضَّبِّيِّ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ ؒ نے بقیہ کے دوسرے شاگرد یزید بن عبدربہ سے محمد بن یحییٰ کے واسطے سے حضرت ابوہریرہ کی سند سے نبی ﷺ سے مذکورہ روایت کی مثل بیان کیا۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ مسئلہ فی نفسہٖ درست ہے جیسا کہ گزشتہ حدیث میں مذکور ہے اور وہ روایت بھی ہمارے شیخ کے نزدیک حسن ہے۔ ② ایک دن میں دو عیدیں جمع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ عید کا دن جمعے کو واقع ہو کیونکہ جمعہ مسلمانوں کی ہفت روزہ عید ہے اور عیدالفطر یا عیدالاضحیٰ سالانہ عید ہے۔ ③ جو لوگ شہر کے باہر ڈیروں میں رہتے ہیں' انھیں عید کی نماز کے لیے شہر آنا چاہیے۔ اسی

١٣١١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، الباب السابق، ح: ١٠٧٣ عن محمد بن المصفى وغيره به، وصححه الحاكم، والذهبي، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات" * مغيرة تقدم قريبًا، ح: ١٣٠٢، وبقية، لم يصرح بالسماع المسلسل، والحديث السابق يغني عنه.

طرح جمعے کی نماز بھی کسی بستی ہی میں ادا کرنی چاہیے۔④ جمعے کے دن عید آ جائے تو ان لوگوں سے جمعہ کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے۔ وہ اپنی قیام گاہوں پر ظہر کی نماز پڑھ سکتے ہیں۔⑤ شہر اور بستی والوں کو عید کے دن جمعے کی نماز میں حاضر ہونا چاہیے۔

١٣١٢- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ: حَدَّثَنَا مِنْدَلُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: اجْتَمَعَ عِيدَانِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَصَلَّى بِالنَّاسِ، ثُمَّ قَالَ: «مَنْ شَاءَ أَنْ يَأْتِيَ الْجُمُعَةَ فَلْيَأْتِهَا. وَمَنْ شَاءَ أَنْ يَتَخَلَّفَ فَلْيَتَخَلَّفْ».

١٣١٢- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دو عیدیں (ایک دن میں) جمع ہو گئیں۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو (عید کی) نماز پڑھائی' پھر فرمایا: ''جو شخص جمعے کی نماز میں آنا چاہے آ جائے جو پیچھے رہنا چاہے پیچھے رہ جائے۔''

(المعجم ١٦٧) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْعِيدِ فِي الْمَسْجِدِ إِذَا كَانَ مَطَرٌ (التحفة ٢٠٦)

باب: ١٦٧- بارش کی وجہ سے مسجد میں عید کی نماز ادا کرنے کا بیان

١٣١٣- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى بْنِ أَبِي فَرْوَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا يَحْيَى عُبَيْدَ اللهِ التَّيْمِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَصَابَ النَّاسَ مَطَرٌ فِي يَوْمِ عِيدٍ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَصَلَّى بِهِمْ فِي الْمَسْجِدِ.

١٣١٣- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں (ایک دفعہ) عید کے دن بارش ہو گئی تو آپ نے مسجد میں نماز (عید) پڑھائی۔

فائدہ: یہ روایت معناً صحیح ہے' یعنی مسئلہ اسی طرح ہے کہ عید کھلے میدان میں پڑھنا افضل ہے' تاہم اگر کوئی ایسی مجبوری ہو کہ باہر عید پڑھنا ناممکن ہو تو مسجد میں پڑھنا جائز ہے۔

١٣١٢ـ [حسن] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف جبارة، (ح:٧٤٠)، ومندل، (ح:١٢٤٧)"، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق: ١٣١٠.

١٣١٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب يصلي بالناس العيد في المسجد إذا كان يوم مطر، ح:١١٦٠ من حديث الوليد به * عيسى مجهول، وشيخه عبيدالله التيمي مستور.

(المعجم ١٦٨) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي لُبْسِ السِّلَاحِ فِي يَوْمِ الْعِيدِ** (التحفة ٢٠٧)

باب:۱۶۸-عید کے دن ہتھیار پہننے کا بیان

١٣١٤- حَدَّثَنَا عَبْدُالْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا نَائِلُ بْنُ نَجِيحٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زِيَادٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يُلْبَسَ السِّلَاحُ فِي بِلَادِ الْإِسْلَامِ فِي الْعِيدَيْنِ إِلَّا أَنْ يَكُونُوا بِحَضْرَةِ الْعَدُوِّ.

۱۳۱۴-حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مسلمانوں کے علاقے میں عیدین کے موقع پر ہتھیار پہننے سے منع فرمایا' الا یہ کہ وہ دشمن کے مقابل ہوں۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم مسئلہ درست ہے جیسے کہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کا قول مروی ہے جس سے عید کے موقع پر ہتھیار پہننے کی شرعاً ممانعت معلوم ہوتی ہے۔ (صحیح البخاري' العيدين' باب مايكره من حمل السلاح في العيد والحرم' حديث:٩٦٦) ② ممانعت میں یہ حکمت ہے کہ مسلمانوں کا اجتماع ہونے کی وجہ سے کسی کو بلا ارادہ جو نقصان پہنچ سکتا ہے اس سے بچاؤ رہے۔

(المعجم ١٦٩) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الِاغْتِسَالِ فِي الْعِيدَيْنِ** (التحفة ٢٠٨)

باب:۱۶۹-عید کے دن غسل کرنے کا بیان

١٣١٥- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ تَمِيمٍ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْأَضْحَى.

۱۳۱۵-حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن غسل کیا کرتے تھے۔

١٣١٦- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ

۱۳۱۶-حضرت فاکہ بن سعد ؓ سے روایت ہے

١٣١٤ـ [**إسناده ضعيف جدًا**] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد فيه نائل بن نجيح وإسماعيل بن زياد وهما ضعيفان" قلت: إسماعيل هٰذا "متروك، كذبوه" كما في التقريب.

١٣١٥ـ [**إسناده ضعيف جدًا**] أخرجه البيهقي: ٣/ ٢٧٨ من حديث جبارة به من طريق ابن عدي، وذكر كلامًا، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف جبارة" * وشيخه حجاج بن تميم ضعيف أيضًا كما في التقريب، والسند ضعفه الحافظ في الدراية.

١٣١٦ـ [**إسناده موضوع**] أخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ٤/ ٧٨ عن نصر بن علي به، وقال◀◀

الْجَهْضَمِيُّ : حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ خَالِدٍ : حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الْخَطْمِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُقْبَةَ بْنِ الْفَاكِهِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ جَدِّهِ الْفَاكِهِ ابْنِ سَعْدٍ، وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ النَّحْرِ وَيَوْمَ عَرَفَةَ. وَكَانَ الْفَاكِهُ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالْغُسْلِ فِي هٰذِهِ الأَيَّامِ.

کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر کے دن‘ قربانی کے دن اور عرفہ کے دن غسل کرتے تھے۔ حضرت فاکہ ؓ بھی ان ایام میں اپنے گھر والوں کو غسل کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔

فائدہ: مذکورہ باب کی دونوں روایات ضعیف ہیں جنھیں محققین نے ضعیف قرار دیا ہے‘ تاہم دوسرے دلائل کی رو سے عید کے دن غسل کرنا مستحب ہے جیسا کہ سنن ابن ماجہ ہی میں حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یقیناً اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے جمعے کے دن کو عید بنایا ہے‘ چنانچہ جو شخص جمعے کے لیے آئے تو اسے چاہیے کہ غسل کرے اور اگر خوشبو ہو تو استعمال کرے اور مسواک کا بھی ضرور اہتمام کرے۔“ (سنن ابن ماجه‘ إقامة الصلوات‘ باب ماجاء في الزينة يوم الجمعة‘ حديث:١٠٩٨) اس حدیث سے علمائے حدیث یہ استدلال کرتے ہیں کہ جب حدیث میں جمعہ کے دن غسل کرنے‘ خوشبو استعمال کرنے اور مسواک کرنے کا سبب یہ بیان کیا گیا کہ جمعہ کو اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کے لیے عید بنایا ہے تو عید کے دن ان تینوں کاموں کا کرنا اور زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہوگا۔ علاوہ ازیں امام مالک ؒ حضرت نافع ؒ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ عید الفطر کے دن عید گاہ جانے سے قبل غسل کیا کرتے تھے۔ (موطأ إمام مالك‘ العيدين:١/١٧٧)‘ نیز شیخ البانی ؒ نے بھی ”إرواء“ میں اس مسئلہ پر مفصل بحث کی ہے اور لکھا ہے کہ اس مسئلہ میں کوئی صحیح مرفوع حدیث تو نہیں ہے‘ البتہ موقوف روایت ہے جو امام بیہقی سے مروی ہے‘ انھوں نے آخر میں اس غسل کو مستحب قرار دیا ہے اور اس کی تائید میں حضرت علی ؓ کا قول نقل کیا ہے‘ لہٰذا ان تمام دلائل کی روشنی میں عید کے دن غسل کرنا ان شاء اللہ مستحب ہے۔ واللہ أعلم. تفصیل کے لیے دیکھیے: (إرواء الغليل:١/١٧٥‘١٧٦‘١٧٧‘ حديث:١٤٦)

(المعجم ١٧٠) - بَابٌ: فِي وَقْتِ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ (التحفة ٢٠٩)

باب:١٧٠- نمازِ عیدین کا وقت

البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف يوسف بن خالد، قال فيه ابن معين: كذاب خبيث زنديق" قال السندي، قلت: "وكذبه غير واحد، وقال ابن حبان: كان يضع الحديث" ❁ وعبدالرحمٰن بن عقبة مجهول(تقريب).

١٣١٧- حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ بْنُ الضَّحَّاكِ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ النَّاسِ يَوْمَ فِطْرٍ أَوْ أَضْحَى، فَأَنْكَرَ إِبْطَاءَ الإِمَامِ، وَقَالَ: إِنْ كُنَّا لَقَدْ فَرَغْنَا سَاعَتَنَا هٰذِهِ، وَذٰلِكَ حِينَ التَّسْبِيحِ.

۱۳۱۷- حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے دن لوگوں کے ساتھ (عید گاہ کی طرف) روانہ ہوئے۔ انھوں نے امام کے دیر کرنے کو ناپسند فرمایا۔ اور فرمایا: ہم تو اس وقت تک فارغ ہو جایا کرتے تھے۔ اس وقت نفل نماز کی ادائیگی کا وقت ہو چکا تھا۔

فوائد ومسائل: ① امام غلطی کرے تو عالم آدمی اس کی غلطی واضح کر سکتا ہے۔ ② نفل نماز کی ادائیگی سے مراد یہ ہے کہ کراہت کا وقت ختم ہو جائے۔ یہاں اس سے مراد ضحیٰ، یعنی چاشت کی نماز کا وقت ہے جیسے کہ طبرانی کی روایت میں ہے: [وَ ذٰلِكَ حِينَ يُسَبِّحُ الضُّحٰى] ''یہ وہ وقت تھا جب ضحیٰ کے نفل پڑھے جاتے ہیں۔'' ③ مذکورہ حدیث نماز عید جلد ادا کرنے کی مشروعیت اور زیادہ تاخیر کرنے کی کراہت پر دلالت کرتی ہے۔ نماز جلدی ادا کرنے کی مشروعیت پر حضرت براء رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی دلالت کرتی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم عید کے دن سب کاموں سے پہلے نماز ادا کرتے تھے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ عید کے دن نماز عید اور اس کے لیے روانگی کے علاوہ کسی اور کام میں مشغول ہونا مناسب نہیں اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ نماز عید جلد ادا کی جائے۔ (فتح الباري: ۲/۴۵۷) البتہ امام ابن قیم رحمہ اللہ اس مسئلہ کی بابت لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز عید الفطر قدرے تاخیر سے اور نماز عید الاضحیٰ جلدی ادا کرتے تھے۔ (زاد المعاد: ۱/۴۴۱)

(المعجم ۱۷۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ رَكْعَتَيْنِ (التحفة ۲۱۰)

باب: ۱۷۱- رات کی نماز دو رکعت ادا کرنا

١٣١٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى.

۱۳۱۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ رات کو دو دو رکعت نماز ادا کرتے تھے۔

١٣١٧ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب وقت الخروج إلى العيد، ح: ١١٣٥ من طريق آخر صحيح، عن صفوان به، وصححه الحاكم على شرط البخاري، ووافقه الذهبي.

١٣١٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ١١٤٤.

فوائد ومسائل: ① نماز تہجد کو صلاۃ اللیل (رات کی نماز) کہا جاتا ہے کیونکہ اس کا وقت عشاء کے بعد شروع ہو کر صبح صادق طلوع ہونے پر ختم ہوتا ہے۔ ② نماز تہجد بہت فضیلت کی حامل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز رات کی نماز ہے۔“ (صحيح مسلم، الصيام، باب فضل صوم المحرم، حديث: ١١٦٣) ③ نبی اکرم ﷺ نماز تہجد عام طور پر دو دو رکعت کر کے ادا کرتے تھے یعنی ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے تھے لیکن چار چار رکعت پڑھنا بھی سنت سے ثابت ہے۔ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ چار رکعتیں پڑھتے، آپ ان رکعتوں کی خوبصورتی اور طول کے بارے میں کچھ نہ پوچھیں (کہ بیان نہیں ہو سکتا) پھر چار رکعتیں پڑھتے، آپ ان کی خوبصورتی اور طول کے بارے میں کچھ نہ پوچھیں، پھر تین رکعت (وتر) پڑھتے۔“ (صحيح البخاري، التهجد، باب قيام النبي صلى الله عليه وسلم بالليل في رمضان وغيره، حديث: ١١٤٧)

١٣١٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ : أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى».

١٣١٩- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔“

١٣٢٠- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ. وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ. وَعَنِ ابْنِ أَبِي لَبِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ. وَعَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ فَقَالَ: «يُصَلِّي مَثْنَى مَثْنَى. فَإِذَا خَافَ الصُّبْحَ أَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ».

١٣٢٠- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے رات کی نماز (تہجد) کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”(نمازی کو چاہیے کہ) دو دو رکعت پڑھتا رہے، جب صبح صادق ہو جانے کا خوف محسوس ہو تو ایک وتر پڑھ لے۔“

١٣١٩ـ أخرجه البخاري، الوتر، باب ماجاء في الوتر، ح: ٩٩٠، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنى مثنى، والوتر ركعة من آخر الليل، ح: ٧٤٩ من حديث مالك عن نافع وغيره به مطولاً، وله طرق عندهما.

١٣٢٠ـ أخرجه البخاري، التهجد، باب: كيف صلاة النبي ﷺ؟ وكم كان النبي ﷺ يصلي بالليل؟، ح: ١١٣٧، و ح: ٩٩٠ من حديث عبدالله بن دينار، ومن حديث الزهري عن سالم عن أبيه به، وحديث طاوس أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنى مثنى، والوتر ركعة من آخر الليل، ح: ٧٤٩الف، ومن حديث سفيان به، وحديث أبي سلمة أخرجه النسائي: ٣/ ٢٢٧، ح: ١٦٦٩.

فوائد ومسائل: ① تہجد کی نماز آٹھ رکعت سے کم بھی ہو سکتی ہے۔ ② صبح صادق ہو جانے سے پہلے وتر پڑھ کر فارغ ہو جانا چاہیے۔ ③ وتر ایک رکعت بھی جائز ہے۔ ④ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تین وتر دو سلاموں کے ساتھ ادا فرماتے تھے، یعنی دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرتے، پھر ایک رکعت پڑھتے۔ (صحيح البخاري، الوتر، باب ماجاء في الوتر، حديث:٩٩١)

١٣٢١- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا عَثَّامُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ.

١٣٢١- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ رات کو دو دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔

(المعجم ١٧٢) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنَى مَثْنَى** (التحفة ٢١١)

باب: ١٧٢- رات اور دن میں (نفل) نماز دو دو رکعت کر کے ادا کرنے کا بیان

١٣٢٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَأَبُوبَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا الأَزْدِيَّ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنَى مَثْنَى».

١٣٢٢- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "رات اور دن کی (نفل) نماز دو دو رکعت ہے۔"

فائدہ: نفل نماز دو دو رکعت کر کے ادا کرنی چاہیے، تاہم چار چار رکعت پڑھنا بھی درست ہے۔

١٣٢٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ

١٣٢٣- حضرت ام ہانی بنت ابو طالب رضی اللہ عنہا سے

١٣٢١_ [ضعيف] تقدم، ح: ٢٨٨.

١٣٢٢_ [حسن] أخرجه أبوداود، التطوع، باب صلاة النهار، ح: ١٢٩٥ من حديث شعبة به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والبخاري، والبيهقي وغيرهم.

١٣٢٣_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، التطوع، باب صلاة الضحٰى، ح: ١٢٩٠ من حديث ابن وهب به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٢٣٤.

رُمْح: أَنْبَأَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ كُرَيْبٍ، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، يَوْمَ الْفَتْحِ، صَلَّى سُبْحَةَ الضُّحَى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ. سَلَّمَ مِنْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ.

روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے روز ضحیٰ کی نماز آٹھ رکعت ادا کی اور ہر دو رکعت پر سلام پھیرا۔

١٣٢٤- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ السَّعْدِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ تَسْلِيمَةٌ».

۱۳۲۴- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہر دو رکعت میں سلام ہے۔''

١٣٢٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنِي عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ أَبِي أَنَسٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ نَافِعِ بْنِ الْعَمْيَاءِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنِ الْمُطَّلِبِ - يَعْنِي ابْنَ أَبِي وَدَاعَةَ - قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى. وَتَشَهَّدُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ. وَتَبَاءَسُ وَتَمَسْكَنُ وَتُقْنِعُ. وَتَقُولُ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي. فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَهِيَ خِدَاجٌ».

۱۳۲۵- حضرت مطلب بن ابو وداعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رات کی نماز دو دو رکعت ہے' ہر دو رکعت کے بعد تشہد ہے اور عجز و مسکنت کا اظہار ہے' اور ہاتھ اٹھا کر کہو: اے اللہ! مجھے بخش دے۔ جس نے ایسے نہ کیا' اس کی نماز ناقص ہے۔''

١٣٢٤_ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ٥٢٠ لحال أبي سفيان طريف بن شهاب السعدي.

١٣٢٥_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، التطوع، باب صلاة النهار، ح: ١٢٩٦ من حديث شعبة به، وأشار ابن خزيمة إلى ضعفه، وضعفه البخاري، وابن عبدالبر وغيرهما، وابن العمياء ضعفه الجمهور، وضعفه راجح.

فائدہ: مذکورہ روایت ضعیف ہے' لہٰذا بعض علماء کا اس حدیث کو فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کے لیے دلیل بنانا درست نہیں۔

(المعجم ١٧٣) - بَابُ مَا جَاءَ فِي قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ (التحفة ٢١٢)

باب:١٧٣- ماہ رمضان کے قیام یعنی نماز تراویح کا بیان

١٣٢٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَقَامَهُ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

١٣٢٦- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے (اللہ کے وعدوں پر) ایمان رکھتے ہوئے' ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اور رمضان کا قیام کیا' اس کے وہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے جو پہلے (سرزد) ہو چکے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① ہر عمل کے لیے خلوص نیت بہت ضروری ہے۔ روزے اور قیام کا ثواب بھی تب ہی مل سکتا ہے جب یہ عمل محض اللہ کی رضا کے حصول کے لیے ہو' ریاکاری کے طور پر نہ ہو۔ ② گزشتہ گناہوں کی معافی سے عام طور پر صغیرہ گناہوں کی معافی مراد لی گئی ہے لیکن بعض اوقات کسی بڑی نیکی کی وجہ سے کبیرہ گناہ بھی معاف ہو سکتا ہے۔ روزہ اور قیام جس قدر خلوص نیت کا حامل اور سنت کے مطابق ہوگا' اتنا ہی زیادہ گناہوں کی معافی کا باعث ہوگا۔

١٣٢٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا مَسْلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ الْوَلِيدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُرَشِيِّ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: صُمْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ رَمَضَانَ. فَلَمْ يَقُمْ بِنَا شَيْئًا مِنْهُ. حَتَّى بَقِيَ سَبْعُ لَيَالٍ. فَقَامَ بِنَا

١٣٢٧- حضرت ابوذر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں رمضان کے روزے رکھے۔ آپ نے ان ایام میں قیام نہ فرمایا حتی کہ سات راتیں باقی رہ گئیں تو ساتویں رات آپ ﷺ نے ہمیں نماز (تراویح) پڑھائی حتی کہ تقریباً تہائی رات گزر گئی' پھر اس سے متصل چھٹی رات آئی تو آپ ﷺ نے قیام نہ فرمایا' پھر اس سے متصل پانچویں رات

١٣٢٦ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في فضل شهر رمضان، ح: ٦٨٣ من حديث محمد ابن عمرو به.

١٣٢٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، شهر رمضان، باب في قيام شهر رمضان، ح: ١٣٧٥ من حديث داود به، وصححه الترمذي، ح: ٨٠٦، وابن خزيمة، وابن حبان.

لَيْلَةَ السَّابِعَةِ حَتَّى مَضٰى نَحْوٌ مِنْ ثُلُثِ اللَّيْلِ. ثُمَّ كَانَتِ اللَّيْلَةُ السَّادِسَةُ الَّتِي تَلِيهَا. فَلَمْ يَقُمْهَا. حَتَّى كَانَتِ الْخَامِسَةُ الَّتِي تَلِيهَا، ثُمَّ قَامَ بِنَا حَتَّى مَضٰى نَحْوٌ مِنْ شَطْرِ اللَّيْلِ. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ لَوْ نَفَّلْتَنَا بَقِيَّةَ لَيْلَتِنَا هٰذِهِ. فَقَالَ: «إِنَّهُ مَنْ قَامَ مَعَ الْإِمَامِ حَتَّى يَنْصَرِفَ، فَإِنَّهُ يَعْدِلُ قِيَامَ لَيْلَةٍ» ثُمَّ كَانَتِ الرَّابِعَةُ الَّتِي تَلِيهَا، فَلَمْ يَقُمْهَا. حَتَّى كَانَتِ الثَّالِثَةُ الَّتِي تَلِيهَا. قَالَ، فَجَمَعَ نِسَاءَهُ وَأَهْلَهُ وَاجْتَمَعَ النَّاسُ. قَالَ، فَقَامَ بِنَا حَتَّى خَشِينَا أَنْ يَفُوتَنَا الْفَلَاحُ. قِيلَ: وَمَا الْفَلَاحُ؟ قَالَ: السُّحُورُ. قَالَ، ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا شَيْئًا مِنْ بَقِيَّةِ الشَّهْرِ.

آئی تو آپ ﷺ نے ہمیں نماز (تراویح) پڑھائی حتی کہ تقریباً آدھی رات گزر گئی۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کاش آپ ہمیں اس رات کا باقی حصہ بھی عطا فرماتے۔ (پوری رات قیام فرماتے) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص امام کے ساتھ اس کے فارغ ہونے تک قیام کرتا ہے (اس کا) وہ (قیام) پوری رات کے (قیام کے) برابر ہوتا ہے۔“ پھر اس سے متصل چوتھی رات آئی تو رسول اللہ ﷺ نے قیام نہ فرمایا۔ پھر اس سے متصل تیسری رات آئی تو آپ ﷺ نے اپنی خواتین کو اور اہل خانہ کو اکٹھا کیا' اور (بہت زیادہ) لوگ بھی جمع ہو گئے۔ نبی ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی حتی کہ ہمیں خطرہ محسوس ہوا کہ ہماری فلاح چھوٹ جائے گی۔ (ابوذر رضی اللہ عنہ سے) پوچھا گیا: فلاح کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: سحری کا کھانا' پھر فرمایا: اس کے بعد مہینے کی باقی راتوں میں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز (تراویح) نہیں پڑھائی۔

فوائد ومسائل: ① رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت کا اہتمام معمول سے زیادہ کرنا چاہیے۔ ② نماز تراویح نفل نماز ہے' اس لیے نبی کریم ﷺ نے پورا مہینہ نہیں پڑھائی' صرف چند راتیں پڑھائی۔ ③ نماز تراویح میں قیام' رکوع اور سجود وغیرہ طویل ہونے سے زیادہ وقت تک نماز ادا کی جا سکتی ہے اور کم تلاوت اور مختصر رکوع وسجود کے ساتھ کم وقت میں بھی فراغت حاصل کی جا سکتی ہے' اس میں عام نمازیوں کے شوق اور ہمت کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ ④ نفل نماز میں تلاوت کی کوئی خاص مقدار مقرر کرنا ضروری نہیں' کسی دن طویل اور کسی دن مختصر قیام ہو سکتا ہے۔ ⑤ طویل نماز پڑھنے کا ارادہ ہو تو تلاوت زیادہ کر لی جائے یا تلاوت ترتیل کے ساتھ کی جائے' رکعتیں زیادہ کرنے کی ضرورت نہیں' کسی روایت میں یہ صراحت نہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان راتوں میں رکعتوں کی تعداد میں اضافہ فرمایا تھا بلکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فرمان کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی نماز رمضان میں بھی اور دوسرے مہینوں میں بھی وتروں سمیت گیارہ رکعت ہی ہوتی تھی۔ (صحيح البخاري' التهجد' باب قيام النبي صلى الله عليه وسلم بالليل في رمضان وغيره' حديث: ١١٤٧) ⑥ نماز تراویح میں عورتوں اور بچوں کو بھی شریک ہونا چاہیے۔ ⑦ سحری کا کھانا بھی اہمیت کا حامل ہے۔ یہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے روزوں میں امتیاز بھی ہے اور باعث برکت بھی' اس لیے

صحابۂ کرام ؓ نے اسے ''فلاح'' یعنی ''کامیابی'' کا نام دیا ہے۔ ⑧ رسول اللہ ﷺ نے پورا رمضان تراویح نہیں پڑھائی کیونکہ نبیٔ کریم ﷺ کو خطرہ محسوس ہوا کہ اگر فرض ہوگئی تو امت کو اس پر عمل کرنا مشکل ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد چونکہ یہ خطرہ نہیں رہا' اس لیے صحابۂ کرام ؓ نے پورا مہینہ باجماعت تراویح کا اہتمام فرمایا۔ ویسے بھی رسول اللہ ﷺ نے قیامِ رمضان کی ترغیب دی تھی' اس لیے اس پر عمل کرنا مسنون ہے' اسے بدعت میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔

١٣٢٨ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، وَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى، عَنْ نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيِّ. عَنِ النَّضْرِ بْنِ شَيْبَانَ، ح: وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا أَبُودَاوُدَ: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، وَالْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ الْحُدَّانِيُّ، كِلَاهُمَا عَنِ النَّضْرِ بْنِ شَيْبَانَ قَالَ: لَقِيتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقُلْتُ: حَدِّثْنِي بِحَدِيثٍ سَمِعْتَهُ مِنْ أَبِيكَ يَذْكُرُهُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ. قَالَ: نَعَمْ: حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ ذَكَرَ شَهْرَ رَمَضَانَ فَقَالَ: «شَهْرٌ كَتَبَ اللهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ، وَسَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهُ. فَمَنْ صَامَهُ وَقَامَهُ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ».

١٣٢٨- حضرت نضر بن شیبان ؒ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میری ملاقات حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن ؒ سے ہوئی۔ میں نے کہا: مجھے کوئی حدیث سنائیے جو آپ نے اپنے والد سے ماہِ رمضان کے بارے میں سنی ہو۔ انھوں نے کہا: اچھا۔ مجھے والد صاحب (حضرت عبدالرحمٰن بن عوف زہری ؓ) نے حدیث سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے ماہ رمضان کا ذکر کیا تو فرمایا: ''یہ ایسا مہینہ ہے جس کے روزے اللہ نے تم پر فرض کیے ہیں اور میں نے تمھارے لیے اس کی راتوں کے قیام کا طریقہ جاری کیا ہے۔ چنانچہ جو شخص ایمان رکھتے ہوئے اور ثواب کی نیت سے اس کے روزے رکھے گا اور قیام کرے گا' وہ گناہوں سے اس طرح نکل (کر پاک صاف ہو) جائے گا جس طرح اس دن (پاک صاف) تھا جب وہ اپنی ماں کے ہاں پیدا ہوا تھا۔''

(المعجم ١٧٤) - بَابُ مَا جَاءَ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ (التحفة ٢١٣)

باب:١٧٤- رات کا قیام (نماز تہجد)

١٣٢٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي: ٤/ ١٥٨، الصيام، ذكر اختلاف يحيى بن أبي كثير والنضر بن شيبان فيه، ح: ٢٢١٠ـ٢٢١٢ عن نصر بن علي، وغيره به ۞ النضر بن شيبان لين الحديث(تقريب)، وقال ابن معين: "ليس حديثه بشيء".

١٣٢٩- حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ بِاللَّيْلِ بِحَبْلٍ فِيهِ ثَلَاثُ عُقَدٍ. فَإِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ. فَإِذَا قَامَ فَتَوَضَّأَ، انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ. فَإِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ انْحَلَّتْ عُقَدُهُ كُلُّهَا، فَيُصْبِحُ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ قَدْ أَصَابَ خَيْراً. وَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ، أَصْبَحَ كَسِلاً خَبِيثَ النَّفْسِ لَمْ يُصِبْ خَيْراً».

۱۳۲۹- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شیطان رات کو انسان کے سر کے پچھلے حصے میں رسی سے تین گرہیں لگاتا ہے۔ اگر انسان جاگ کر اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے' پھر جب اٹھ کر وضو کر لیتا ہے تو ایک (اور) گرہ کھل جاتی ہے' پھر جب نماز پڑھنے کھڑا ہو جاتا ہے تو اس کی تمام گرہیں کھل جاتی ہیں۔ چنانچہ وہ صبح کو چاق چوبند اور خوش باش ہوتا ہے' اسے بھلائی مل گئی ہوتی ہے۔ اگر (انسان) یہ کام نہ کرے تو صبح کو سست اور بوجھل طبیعت ہوتا ہے' اسے بھلائی نہیں ملی ہوتی۔''

فوائد ومسائل: ① شیطان ہماری نظر سے اوجھل مخلوق ہے۔ اس کے بارے میں جو کچھ قرآن وحدیث سے ثابت ہو اس پر یقین رکھنا چاہیے۔ ② رسی' دھاگے یا بالوں میں گرہ لگا کر پھونک مارنا جادوگروں کا طریقہ ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَ مِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ﴾ (الفلق:٤) ''اور (میں) گرہوں میں پھونکیں مارنے والیوں کے شر سے (اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔'') شیطان اس طرح انسان پر نفسیاتی اثر ڈال کر اللہ کی یاد سے غافل کرتا ہے جیسے کہ حدیث میں ہے کہ وہ ہر گرہ لگاتے وقت کہتا ہے: ''ابھی بہت لمبی رات پڑی ہے' سو یا رہ۔'' (صحيح البخاري' التهجد' باب عقد الشيطان على قافية الرأس إذا لم يصل بالليل' حديث:١١٤٢) ③ اللہ کی یاد شیطان کی تدبیروں کا بہترین توڑ ہے۔ جاگ کر اللہ کا نام لینا' یعنی یہ دعا پڑھنا شیطان کی لگائی ہوئی گرہ کھول دیتا ہے: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَ إِلَيْهِ النُّشُورُ] (صحيح البخاري' الدعوات' باب مايقول إذا نام' حديث:٦٣١٢) ''تعریفیں اس اللہ کی ہیں جس نے ہمیں موت دینے کے بعد (دوبارہ) زندگی بخشی اور (قیامت کے دن) اٹھ کر اسی کے پاس جانا ہے۔'' ④ نماز تہجد شیطان کے شر سے محفوظ رکھنے والی ایک اہم چیز ہے۔ ⑤ اللہ کی یاد اور نماز کی برکت سے روح کو آسودگی اور دل کو خوشی حاصل ہوتی ہے اور ان چیزوں سے گریز پریشانی' پژمردگی اور سستی کا باعث ہوتی ہے۔ ⑥ اللہ کی یاد سے دنیا کی بھلائی حاصل ہوتی ہے اور اللہ کی رضا بھی نصیب ہوتی ہے۔

١٣٢٩ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٥٣ عن أبي معاوية ثنا الأعمش به، وله شواهد عند البخاري، التهجد، باب عقد الشيطان على قافية الرأس . . . الخ، ح: ١١٤٢، ومسلم، صلاة المسافرين، باب الحث على صلاة الليل وإن قلت، ح: ٧٧٦ وغيرهما من حديث أبي هريرة به.

١٣٣٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: ذُكِرَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ رَجُلٌ نَامَ لَيْلَةً حَتَّى أَصْبَحَ. قَالَ: «ذٰلِكَ الشَّيْطَانُ بَالَ فِي أُذُنَيْهِ».

۱۳۳۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں ایک شخص کا ذکر ہوا کہ وہ رات سے صبح تک (ساری رات) سویا رہا' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس شخص کے کانوں میں شیطان نے پیشاب کر دیا تھا۔''

فوائد ومسائل: ① بچے کو سلانے کے لیے کانوں پر یا کانوں کے قریب تھپکی دی جاتی ہے۔ شیطان جب کسی کو رات کے قیام سے محروم کرنے کی نیت سے سلانا چاہتا ہے تو تھپکی دینے کے بجائے شیطانی طریقہ اختیار کرتا ہے کہ اس کے کانوں میں پیشاب کر دیتا ہے۔ ② جس طرح جنات کے اجسام ہماری نظروں سے اوجھل ہیں' اسی طرح ان کی حرکات وسکنات بھی ہم محسوس نہیں کرتے۔ ان کا کھانا پینا بھی انسانوں سے مختلف ہے' اسی طرح ان کے پیشاب کا بھی ہمیں احساس نہیں ہوتا لیکن جس طرح ان کا وجود یقینی ہے اسی طرح ان کی حرکات کا یہ اثر بھی شک وشبہ سے بالاتر ہے کیونکہ ہمیں اس کی خبر سچے نبی نے دی ہے۔ ③ تہجد کی نماز اگرچہ نفل ہے اور اس کا ترک گناہ نہیں، تاہم اس کی برکات سے محرومی شیطان کی خوشی کا باعث ہے' اس لیے شیطان کی خواہش ہوتی ہے کہ انسان اس عظیم عمل سے محروم ہی رہے' اس لیے انسان کو چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ راتوں میں قیام کی کوشش کرے۔

١٣٣١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ، كَانَ يَقُومُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ».

۱۳۳۱- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فلاں کی طرح نہ ہو جانا۔ وہ رات کو قیام کیا کرتا تھا' پھر اس نے رات کا قیام (تہجد پڑھنا) ترک کر دیا۔''

فوائد ومسائل: ① نیکی کے کام کا معمول بن جائے تو اسے قائم رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ② اپنے کسی ساتھی

١٣٣٠ـ أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب صفة إبليس وجنوده، ح: ٣٢٧٠، ومسلم، صلاة المسافرين، الباب السابق، ح: ٧٧٤ من حديث جرير به.

١٣٣١ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب لزوجك عليك حق، ح: ٥١٩٩ من حديث الأوزاعي به مطولاً بغير هٰذا اللفظ، وللحديث عنده طرق، ومسلم، الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به، أو فوت به حقًا . . . الخ، ح: ١١٥٩ من طرق عن يحيى به.

یا عزیز میں نیکی سے غفلت محسوس ہو تو مناسب انداز سے توجہ دلانا اور نیکی کی ترغیب دینا چاہیے۔

١٣٣٢- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَالْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الصَّبَّاحِ، وَالْعَبَّاسُ ابْنُ جَعْفَرٍ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو الْحَدَثَانِيُّ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُنَيْدُ بْنُ دَاوُدَ: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ لِسُلَيْمَانَ: يَابُنَيَّ! لاَ تُكْثِرِ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ. فَإِنَّ كَثْرَةَ النَّوْمِ بِاللَّيْلِ تَتْرُكُ الرَّجُلَ فَقِيرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۱۳۳۲- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حضرت سلیمان بن داود ؑ کی والدہ نے حضرت سلیمان ؑ سے فرمایا: پیارے بیٹے! رات کو زیادہ نہ سویا کر رات کو زیادہ سونے کی وجہ سے انسان قیامت کے دن مفلس ہو جائے گا۔''

١٣٣٣- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّلْحِيُّ: حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ مُوسَى أَبُو يَزِيدَ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَثُرَتْ صَلاَتُهُ بِاللَّيْلِ، حَسُنَ وَجْهُهُ بِالنَّهَارِ».

۱۳۳۳- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص رات کو زیادہ نماز پڑھے اس کا چہرہ دن کو خوبصورت ہو جاتا ہے۔''

١٣٣٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، وَعَبْدُ الْوَهَّابِ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ

۱۳۳۴- حضرت عبداللہ بن سلام ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ مدینہ شریف تشریف لائے تو لوگ فوراً آپ ﷺ کی خدمت میں

١٣٣٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في المعجم الصغير: ١/ ١٢١ من حديث سنيد به، وأورده ابن الجوزي في الموضوعات، وقال: "لا يصح"، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف يوسف بن محمد بن المنكدر، وسنيد بن داود".

١٣٣٣ـ [موضوع] أخرجه ابن الجوزي في الموضوعات: ٢/ ١٠٩، ١١٠ من حديث ثابت بن موسى به، وقال: "لا يصح"، وقال ابن حبان: "هٰذا قول شريك قاله عقب حديث الأعمش، فأدرج ثابت قول شريك في الخبر، ثم سرق هٰذا من شريك جماعة ضعفاء"، وقال ابن معين في ثابت: "كذاب"، وفيه علل أخرى.

١٣٣٤ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، صفة القيامة، باب حديث: أفشوا السلام . . . الخ، ح: ٢٤٨٥ عن محمد بن بشار به، وقال: "صحيح".

عَوْفِ بْنِ أَبِي جَمِيلَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَدِينَةَ انْجَفَلَ النَّاسُ إِلَيْهِ. وَقِيلَ: قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَجِئْتُ فِي النَّاسِ لأَنْظُرَ إِلَيْهِ. فَلَمَّا اسْتَبَنْتُ وَجْهَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَرَفْتُ أَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ. فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ تَكَلَّمَ بِهِ، أَنْ قَالَ: «يَاأَيُّهَا النَّاسُ أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ».

حاضر ہو گئے (جمگھٹا ہو گیا) لوگوں نے (خوشی سے ایک دوسرے کو) کہا: اللہ کے رسول ﷺ تشریف لے آئے ہیں۔ لوگوں کے ساتھ میں بھی آپ کی زیارت کے لیے گیا' جب میں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ اقدس کو توجہ سے دیکھا تو مجھے یقین ہو گیا کہ آپ کا چہرہ' کسی جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں۔ نبی ﷺ نے سب سے پہلے جو کلام فرمایا' وہ یہ تھا: ''لوگو! سلام کو عام کرو' کھانا کھلایا کرو' رات کو جب لوگ سو رہے ہوں تو تم نماز پڑھا کرو' سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔''

فوائد ومسائل: ① حضرت عبداللہ بن سلام ؓ اسلام لانے سے پہلے یہودی تھے' لہٰذا ان علامات سے باخبر تھے جو سابقہ کتب میں نبی اکرم ﷺ کے لیے بیان کی گئی تھیں' اسی بنیاد پر وہ قبول اسلام سے مشرف ہوئے۔ ② نیکی اور بدی' سچ اور جھوٹ کا اثر انسان کے ظاہر پر بھی پڑتا ہے جس کی وجہ سے سمجھ دار آدمی چہرے سے پہچان لیتا ہے کہ کون سا آدمی سچا ہے اور کون سا جھوٹا۔ ③ سلام عام کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان ایک دوسرے کو کثرت سے سلام کہیں حتی کہ جس مسلمان سے براہ راست قرابت یا دوستی کا تعلق نہ ہو یا جو مسلمان اجنبی ہو اسے بھی سلام کہا جائے۔ ④ کھانا کھلانے سے مراد غریب' محتاج اور مستحق افراد کی مادی امداد ہے جو مسلمانوں کی باہمی ہمدردی کی وجہ سے اسلامی معاشرے کی ایک اہم خوبی ہے۔ اس کے علاوہ مہمان کی خدمت اور اس کے لیے عام کھانے سے بہتر کھانا تیار کرنا بھی اس میں شامل ہے۔ ⑤ نماز تہجد گناہوں کی معافی اور درجات کی بلندی کا باعث ہے۔ ⑥ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی سے جنت ملتی ہے۔ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہونے کا مطلب گناہوں یا نیک اعمال کی کثرت کی وجہ سے جہنم کی سزا برداشت کیے بغیر جنت میں داخلہ ہے۔ ایک روایت کے مطابق اس حدیث میں یہ جملہ بھی ہے: [وَصِلُوا الْأَرْحَامَ] ''اور صلہ رحمی کرو' یعنی رشتہ داروں کے حقوق ادا کرو۔'' (مسند أحمد: ٥/٤٥١)

(المعجم ١٧٥) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ أَيْقَظَ أَهْلَهُ مِنَ اللَّيْلِ (التحفة ٢١٤)

باب: ۱۷۵- رات کو اپنے گھر والوں کو (تہجد کے لیے) جگانا

١٣٣٥- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ

۱۳۳۵- حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ہریرہ ؓ

١٣٣٥- **[إسناده ضعيف]** أخرجه أبوداود، التطوع، باب قيام الليل، ح: ١٣٠٩ من حديث شيبان (وغيره) به. ◄◄

الدِّمَشْقِيُّ : حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ : حَدَّثَنَا شَيْبَانُ أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ عَلِيِّ ابْنِ الأَقْمَرِ، عَنِ الأَغَرِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا اسْتَيْقَظَ الرَّجُلُ مِنَ اللَّيْلِ وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ فَصَلَّيَا رَكْعَتَيْنِ، كُتِبَا مِنَ الذَّاكِرِينَ اللهَ كَثِيراً وَالذَّاكِرَاتِ».

سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی رات کو جاگے اور اپنی بیوی کو بھی جگائے' پھر وہ دونوں دو رکعت نماز پڑھیں تو ان کے نام اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرنے والے مردوں اور بہت زیادہ ذکر کرنے والی عورتوں میں لکھ دیے جاتے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن ابن ماجه للدکتور بشار عواد' حدیث:۱۳۳۵' وصحیح سنن أبي داود' (مفصل) للألباني' حدیث:۱۱۸۲) ② تہجد میں دو رکعت نماز پڑھ لینا بھی بہت زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ زیادہ رکعتیں پڑھنے سے اور زیادہ ثواب ہوگا۔ ③ میاں بیوی کو چاہیے کہ نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون اور ایک دوسرے کی حوصلہ افزائی کریں۔

١٣٣٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ الْجَحْدَرِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ عَجْلاَنَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «رَحِمَ اللهُ رَجُلاً قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّى وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ فَصَلَّتْ. فَإِنْ أَبَتْ رَشَّ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ. رَحِمَ اللهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ وَأَيْقَظَتْ زَوْجَهَا فَصَلَّى. فَإِنْ أَبَى رَشَّتْ فِي وَجْهِهِ الْمَاءَ».

۱۳۳۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس مرد پر رحمت فرمائے جس نے رات کو جاگ کر نماز پڑھی اور اپنی بیوی کو جگایا تو اس نے بھی نماز پڑھی۔ اگر عورت نے (جاگنے سے) انکار کیا تو اس (مرد) نے اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔ اللہ تعالیٰ اس عورت پر رحمت فرمائے جس نے رات کو جاگ کر نماز پڑھی اور اپنے خاوند کو جگایا تو اس نے بھی نماز پڑھی۔ اگر مرد نے (جاگنے سے) انکار کیا تو اس (عورت) نے مرد کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔''

◀◀ وصححه ابن حبان وغيره * وفيه الأعمش، وعنعن، وتقدم، ح: ١٧٨.

١٣٣٦ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، التطوع، باب قيام الليل، ح:١٣٠٨ من حديث يحيى القطان به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي، والنووي.

فوائد ومسائل: ① میاں بیوی میں سے اگر ایک تہجد پڑھنے کا عادی ہو تو اسے چاہیے کہ دوسرے کو یہ عادت ڈالنے کی کوشش کرے۔ ② اگر نیند غالب ہو تو پانی کے چھینٹوں سے بیدار ہونا آسان ہو جائے گا' پھر وضو کر کے نماز ادا کی جا سکے گی۔ مطلب یہ ہے کہ پوری کوشش کی جائے کہ خاوند یا بیوی میں سے کوئی بھی اس نیکی سے محروم نہ رہے۔ ③ نیکی میں تعاون اور ترغیب کا یہ عمل اللہ کی رحمت کا باعث ہے۔

(المعجم ١٧٦) - بَابٌ فِي حُسْنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ (التحفة ٢١٥)

١٣٣٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ بَشِيرِ بْنِ ذَكْوَانَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو رَافِعٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، وَقَدْ كُفَّ بَصَرُهُ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ. فَقَالَ: مَنْ أَنْتَ؟ فَأَخْبَرْتُهُ. فَقَالَ: مَرْحَبًا بِابْنِ أَخِي. بَلَغَنِي أَنَّكَ حَسَنُ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ. سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ نَزَلَ بِحَزَنٍ، فَإِذَا قَرَأْتُمُوهُ فَابْكُوا. فَإِنْ لَمْ تَبْكُوا فَتَبَاكَوْا. وَتَغَنَّوْا بِهِ. فَمَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِهِ، فَلَيْسَ مِنَّا».

باب: ١٧٦- خوبصورت آواز سے قرآن مجید کی تلاوت کرنا

١٣٣٧- حضرت عبدالرحمٰن بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہمارے ہاں تشریف لائے' اس وقت ان کی بینائی ختم ہو چکی تھی۔ میں نے سلام کیا تو انھوں نے فرمایا: تم کون ہو؟ میں نے بتایا (کہ عبدالرحمٰن بن سائب ہوں) تو فرمایا: بھتیجے کو خوش آمدید! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم قرآن مجید کی تلاوت بڑی عمدہ آواز سے کرتے ہو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد مبارک سنا ہے: ''یہ قرآن غم کے ساتھ نازل ہوا ہے' جب تم اسے پڑھو تو رویا کرو' رونا نہ آئے تو تکلف سے روؤ اور اسے اچھی آواز سے پڑھو۔ جو اسے اچھی آواز سے (تجوید کے اصولوں کے مطابق) نہ پڑھے' وہ ہم میں سے نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے' نیز دیگر محققین نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے' تاہم دکتور بشار عواد سنن ابن ماجہ کی تحقیق میں لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت سنداً تو ضعیف ہے لیکن اس کا آخری جملہ [وَتَغَنَّوْا بِهِ' فَمَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِهِ' فَلَيْسَ مِنَّا] ''اور قرآن مجید کو اچھی آواز سے پڑھو......'' صحیح ہے کیونکہ یہی مسئلہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے صحیح بخاری میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ] ''جو شخص قرآن کو خوش الحانی سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔'' لہٰذا اس جملے کے سوا باقی

١٣٣٧- [إسناده ضعيف] أخرجه أبويعلى الموصلي في مسنده، ح: ٦٨٩ من حديث الوليد به، وقال البوصيري: "فيه أبورافع واسمه إسماعيل بن رافع ضعيف متروك"، وفيه علة أخرى.

روایت سنداً ضعیف ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن ابن ماجه للدكتور بشار عواد' حديث: ١٣٣٧) ④ اس حدیث کے آخری جملے [وَتَغَنَّوْا بِهِ فَمَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ......] کا ایک دوسرا مفہوم بھی ہے جسے علامہ خطابی نے ذکر کیا ہے کہ "لَمْ يَتَغَنَّ" بمعنی "لَمْ يَسْتَغْنِ" ہے' یعنی جو شخص قرآن مجید پڑھ کر اس کا علم حاصل کر کے طلب دنیا اور دیگر لایعنی علوم بالخصوص لغو قسم کے شعر وسخن سے بے پروانہ ہو جائے تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (معالم السنن: ٢/ ١٣٨) مقصد یہ ہے کہ قاریٔ قرآن اور عالم دین کو چاہیے کہ اس شرف کے حاصل ہو جانے پر دنیا کا مال و دولت جمع کرنے اور لغو مشاغل سے بالاتر رہے۔

١٣٣٨- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ سَابِطٍ الْجُمَحِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَتْ: أَبْطَأْتُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَيْلَةً بَعْدَ الْعِشَاءِ. ثُمَّ جِئْتُ فَقَالَ: «أَيْنَ كُنْتِ؟» قُلْتُ: كُنْتُ أَسْتَمِعُ قِرَاءَةَ رَجُلٍ مِّنْ أَصْحَابِكَ لَمْ أَسْمَعْ مِثْلَ قِرَاءَتِهِ وَصَوْتِهِ مِنْ أَحَدٍ. قَالَتْ، فَقَامَ وَقُمْتُ مَعَهُ حَتّٰى اسْتَمَعَ لَهُ. ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ: «هٰذَا سَالِمٌ مَوْلٰى أَبِي حُذَيْفَةَ. الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَ فِي أُمَّتِي مِثْلَ هٰذَا».

١٣٣٨- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں ایک رات عشاء کے بعد مجھے (حاضر خدمت ہونے میں) دیر ہو گئی' پھر میں آئی تو نبی ﷺ نے فرمایا: "تم کہاں تھیں؟" میں نے کہا: میں آپ کے ایک صحابی کی قراءت سن رہی تھی' میں نے کسی اور کی ایسی (عمدہ) قراءت اور آواز نہیں سنی۔ ام المومنین نے بیان فرمایا: اللہ کے نبی اٹھ کھڑے ہوئے' میں بھی اٹھ کر آپ کے ساتھ گئی حتی کہ آپ ﷺ نے بھی اس کی قراءت سنی' پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: "یہ حضرت ابو حذیفہ ؓ کے مولیٰ سالم ہیں۔ اللہ کی تعریف ہے (اور اس کا شکر ہے) جس نے میری امت میں ایسے افراد پیدا فرمائے۔"

فوائد ومسائل: ① کوئی شخص تلاوت کر رہا ہو تو خاموشی اور توجہ سے سننا چاہیے۔ ② صحابۂ کرام ؓ میں تلاوت سننے کا شوق بہت زیادہ تھا۔ ③ رسول اللہ ﷺ بھی صحابۂ کرام ؓ سے تلاوت سنتے تھے اس لیے ایک بڑے عالم یا بلند درجہ شخص کو بھی کم درجہ شخص سے تلاوت سننے میں تکلف نہیں کرنا چاہیے۔ ④ عورت اجنبی مرد کی تلاوت اور تقریر سن سکتی ہے۔ ⑤ کسی کو اللہ نے کوئی خوبی عطا فرمائی ہو تو اس کی تعریف کرنے میں کوئی حرج نہیں' خصوصاً جب تعریف اس کی موجودگی میں نہ ہو۔ ⑥ شاگرد کی خوبی استاد کے لیے خوشی کا باعث ہوتی ہے' اس پر بھی اللہ کا شکر کرنا چاہیے' اسی

١٣٣٨- [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٦٥ عن ابن نمير قال ثنا حنظلة به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح ورجاله ثقات".

طرح اولاد کی نیکی خوبی اور کمال پر والدین کو اللہ کا شکر کرنا چاہیے۔

١٣٣٩- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الضَّرِيرُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُجَمِّعٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ صَوْتاً بِالْقُرْآنِ الَّذِي إِذَا سَمِعْتُمُوهُ يَقْرَأُ، حَسِبْتُمُوهُ يَخْشَى اللهَ».

۱۳۳۹- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قرآن کی تلاوت میں اچھی آواز والا وہ ہے جسے تم تلاوت کرتے سن کر یہ گمان کرو کہ وہ اللہ کا خوف رکھتا ہے۔“

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (التعليق الرغيب: ٢/ ٢١٥، وصفة الصلاة) جس طرح حسن صوت تلاوت کی زینت ہے اسی طرح یہ چیز بھی تلاوت کے حسن میں اضافہ کرتی ہے کہ پڑھنے والے کے انداز سے محسوس ہو کہ وہ قرآن کا اثر قبول کر رہا ہے اور اس کے دل میں اللہ کا خوف موجود ہے۔ ② یہ مقصد اس وقت حاصل ہو سکتا ہے جب تلاوت کرنے والا قرآن کے معانی و مطالب بھی سمجھتا ہو لہٰذا قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر سیکھنے اور اس پر عمل کرنے پر بھی توجہ دینا ضروری ہے۔

١٣٤٠- حَدَّثَنَا رَاشِدُ بْنُ سَعِيدٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ مَيْسَرَةَ، مَوْلَى فَضَالَةَ، عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَلَّهُ أَشَدُّ أَذَناً إِلَى الرَّجُلِ الْحَسَنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ

۱۳۴۰- حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اچھی آواز والے آدمی کو بلند آواز سے قرآن پڑھتے ہوئے اس سے بھی زیادہ توجہ سے سنتا ہے جس قدر توجہ سے گانے والی لونڈی کا مالک اپنی لونڈی کا گانا سنتا ہے۔“

١٣٣٩_ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف إبراهيم بن إسماعيل بن مجمع، وعبدالله بن جعفر"، (ابن نجيح المدني)، وفيه علة أخرى، وانظر، ح: ١٠٦٩.

١٣٤٠_ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ١٩، ٢٠ من حديث الوليد به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ٦٥٩، والحاكم، وتعقبه الذهبي بقوله: "بل هو منقطع" * الوليد لم يصرح بالسماع المسلسل، وتقدم، ح: ٢٥٥، وخالفه الجبل الوليد بن مزيد فرواه عن الأوزاعي عن إسماعيل عن فضالة به منقطعًا، وهو الصواب (والسند حسنه البوصيري).

يَجْهَرُ بِهِ مِنْ صَاحِبِ الْقَيْنَةِ إِلَى قَيْنَتِهِ».

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق اور دیگر محققین نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ الموسوعۃ الحدیثیہ کے محققین نے لکھا ہے کہ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم روایت کے پہلے حصے سے' یعنی اللہ تعالیٰ اچھی اور خوبصورت آواز والے شخص کی تلاوت توجہ سے سنتا ہے' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث' جو کہ صحیح بخاری میں ہے' کفایت کرتی ہے' لہٰذا مذکورہ روایت آخری جملے ''جس قدر توجہ سے گانے والی......'' کے سوا صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٣٩/٣٧٢)

١٣٤١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَسْجِدَ فَسَمِعَ قِرَاءَةَ رَجُلٍ فَقَالَ: «مَنْ هٰذَا؟» فَقِيلَ: عَبْدُ اللهِ بْنُ قَيْسٍ. فَقَالَ: «لَقَدْ أُوتِيَ هٰذَا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ».

١٣٤١- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو ایک آدمی کی تلاوت کی آواز سنائی دی۔ فرمایا: ''یہ کون ہے؟'' عرض کی گئی: عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ ہیں۔ فرمایا: ''اسے تو آل داود علیہ السلام کا ایک ساز مل گیا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ جو حضرت ابو موسیٰ اشعری کے نام سے معروف ہیں خوش آواز تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی تلاوت کی تحسین فرمائی۔ ② اچھی آواز اللہ کی ایک نعمت ہے۔ اس سے نیکی کے کاموں میں فائدہ اٹھانا قابل تعریف ہے۔ ③ ساز سے مراد خوش کن آواز ہے۔

١٣٤٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ طَلْحَةَ الْيَامِيَّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْسَجَةَ،

١٣٤٢- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن کو اپنی آوازوں کے ساتھ مزین کرو۔''

١٣٤١ـ [إسناده حسن] أخرجه البغوي في شرح السنة: ٤/ ٤٨٨، ح: ١٢١٩ من حديث محمد بن يحيى به، وقال: "هٰذا حديث صحيح" أخرجه أحمد: ٢/ ٤٥٠ عن يزيد به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات"، وللحديث شواهد كثيرة عند البخاري، ومسلم، والنسائي وغيرهم.

١٣٤٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الوتر، باب كيف يستحب الترتيل في القراءة، ح: ١٤٦٨ من حديث طلحة به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان.

قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ [بْنَ عَازِبٍ] يُحَدِّثُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ».

فوائد و مسائل: ① قرآن مجید کو اچھی آواز کے ساتھ تلاوت کرنا چاہیے۔ ② قرآن کی اچھے طریقے سے تلاوت کا مطلب یہ ہے کہ حروف کو صحیح مخارج سے ادا کیا جائے' اعراب اور مد وغیرہ کی غلطی سے اجتناب کیا جائے' معنی اور مفہوم کو پیش نظر رکھ کر متناسب زیر و بم سے تلاوت کی جائے۔ موسیقی کے اصولوں کو قرآن پر لاگو کرنے کی کوشش کرنا درست نہیں' نہ آواز کے ساتھ قرآن کو مزین کرنے کا مطلب ہی یہ ہے کہ تلاوت قرآن میں ساز و موسیقی کے اصول استعمال کیے جائیں۔

(المعجم ١٧٧) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ مِنَ اللَّيْلِ (التحفة ٢١٦)

باب: ۱۷۷- جو شخص نیند کی وجہ سے رات کو معمول کی تلاوت یا اذکار نہ کر سکے وہ کیا کرے؟

١٣٤٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَنْبَأَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ، وَ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَاهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ، أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ، فَقَرَأَهُ فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الظُّهْرِ، كُتِبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ».

۱۳۴۳- حضرت عمر بن خطاب ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنا وظیفہ (تلاوت یا اذکار کا مقررہ معمول) یا وظیفے کا کچھ حصہ نیند کی وجہ سے نہ پڑھ سکا' پھر اس نے وہ (چھوٹا ہوا حصہ) فجر اور ظہر کے درمیان (کسی وقت) پڑھ لیا' اس کے لیے اتنا ہی ثواب لکھا جائے گا' گویا اس نے وہ رات کو پڑھا۔''

فوائد و مسائل: ① نماز تہجد میں قرآن مجید کی کوئی خاص مقدار تلاوت کرنے کا معمول بنا لینا درست ہے۔ ② تلاوت اور ذکر اذکار کے لیے کوئی وقت مکروہ نہیں۔ ③ رات کے نوافل اور تلاوت کا ثواب زیادہ ہے لیکن مذکورہ صورت میں دن کے وقت بھی پورا ثواب ملے گا' گویا عذر شرعی عند اللہ معتبر ہے اور اس کی وجہ سے ہو جانے والی کوتاہی

١٣٤٣- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب جامع صلاة الليل، ومن نام عنه أو مرض، ح: ٧٤٧ عن أبي الطاهر أحمد بن عمرو بن السرح وغيره به.

کالعدم متصور ہوگی۔

١٣٤٤- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللهِ الْحَمَّالُ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ الأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدَةَ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَتَى فِرَاشَهُ، وَهُوَ يَنْوِي أَنْ يَقُومَ فَيُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ، فَغَلَبَتْهُ عَيْنُهُ حَتَّى يُصْبِحَ، كُتِبَ لَهُ مَا نَوَى. وَكَانَ نَوْمُهُ صَدَقَةً عَلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ».

۱۳۴۴- حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے بستر پر (سونے کے لیے) آتا ہے اور اس کی نیت ہوتی ہے کہ وہ رات کو اٹھ کر نماز پڑھے گا' پھر اس پر صبح تک نیند غالب آ جاتی ہے' اس کے لیے اس کی نیت کے مطابق (پورا ثواب) لکھا جائے گا اور اس کی نینداس کے رب کی طرف سے اس پر صدقہ ہوگی۔“

فوائد ومسائل: ① نیت دل کے ارادے کا نام ہے' یعنی سوتے وقت پورا پختہ ارادہ ہونا چاہیے کہ آج رات کو جاگنا ضرور ہے تاکہ تہجد ادا کی جائے۔ یہ نہیں کہ دل میں عزم تو نہ ہو' صرف زبان سے یہ اظہار کر کے سمجھے کہ نیند بھی پوری کرلیں گے اور ثواب بھی مل جائے گا۔ اس قسم کا ارادہ حقیقی نیت ہے ہی نہیں' لہٰذا اس پر مذکورہ ثواب نہیں ملے گا۔ ② خلوص نیت کی یہ برکت ہے کہ عمل نہ ہو سکنے پر بھی ثواب مل جاتا ہے بشرطیکہ جان بوجھ کر سستی اور کوتاہی نہ کی جائے۔

(المعجم ١٧٨) - بَابٌ: فِي كَمْ يُسْتَحَبُّ يُخْتَمُ الْقُرْآنُ (التحفة ٢١٧)

باب: ۱۷۸- کتنے عرصے میں قرآن ختم کرنا مستحب ہے

١٣٤٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۱۳۴۵- حضرت اوس بن حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ قبیلہ ثقیف کے وفد میں

١٣٤٤_ [صحيح موقوف] أخرجه النسائي: ٣/ ٢٥٨، قيام الليل، باب من أتى فراشه وهو ينوي القيام فنام، ح: ١٧٨٨، وابن خزيمة، ح: ١١٧٢ وغيرهما من حديث حسين الجعفي به، وصححه الحاكم، والذهبي على شرطهما: ١/ ٣١١، وخالفه الثقة معاوية بن عمرو فرواه عن زائدة به موقوفًا، البيهقي: ٣/ ١٥ وغيره * الأعمش تقدم، ح: ١٧٨، وحبيب تقدم أيضًا، ح: ٣٨٣ وهما مدلسان وعنعنا، ورواه جرير عن الأعمش عن حبيب عن عبدة عن زر بن حبيش عن أبي الدرداء به موقوفًا، وأخرج ابن خزيمة في صحيحه: ٢/ ١٩٧، ح: ١١٧٥ بإسناد صحيح عن عبدة عن زر أو سويد عن أبي ذر أو أبي الدرداء، وأكبر ظنه فيهما الأخير به موقوفًا، وهو صحيح.

١٣٤٥_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، شهر رمضان، باب تحزيب القرآن، ح: ١٣٩٣ من حديث أبي خالد به * عثمان بن عبدالله مستور، لم يوثقه غير ابن حبان.

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْلَى الطَّائِفِيِّ، عَنْ عُثْمَانَ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ جَدِّهِ أَوْسِ بْنِ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي وَفْدِ ثَقِيفٍ. فَنَزَّلُوا الأَحْلاَفَ عَلَى الْمُغِيرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ. وَأَنْزَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَنِي مَالِكٍ فِي قُبَّةٍ لَهُ. فَكَانَ يَأْتِينَا كُلَّ لَيْلَةٍ بَعْدَ الْعِشَاءِ فَيُحَدِّثُنَا قَائِمًا عَلَى رِجْلَيْهِ، حَتَّى يُرَاوِحَ بَيْنَ رِجْلَيْهِ. وَأَكْثَرُ مَا يُحَدِّثُنَا مَا لَقِيَ مِنْ قَوْمِهِ مِنْ قُرَيْشٍ. وَيَقُولُ: «وَلاَ سَوَاءَ. كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ مُسْتَذَلِّينَ. فَلَمَّا خَرَجْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ كَانَتْ سِجَالُ الْحَرْبِ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ. نُدَالُ عَلَيْهِمْ وَيُدَالُونَ عَلَيْنَا». فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ لَيْلَةٍ أَبْطَأَ عَنِ الْوَقْتِ الَّذِي كَانَ يَأْتِينَا فِيهِ. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ لَقَدْ أَبْطَأْتَ عَلَيْنَا اللَّيْلَةَ. قَالَ: «إِنَّهُ طَرَأَ عَلَيَّ حِزْبِي مِنَ الْقُرْآنِ فَكَرِهْتُ أَنْ أَخْرُجَ حَتَّى أُتِمَّهُ».

شامل ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' انھوں نے قریش کے حلیفوں کو تو حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ کے ہاں ٹھہرایا اور رسول اللہ ﷺ نے بنو مالک کو اپنی ایک عمارت میں ٹھہرایا۔ (حضرت اوس فرماتے ہیں) نبی ﷺ ہر رات عشاء کے بعد ہمارے پاس تشریف لاتے اور قدموں پر کھڑے ہو کر ہم سے بات چیت فرماتے (وعظ و نصیحت کرتے جو بعض اوقات طویل ہو جاتی) حتی کہ آپ کبھی ایک پاؤں پر بوجھ دے کر کھڑے ہوتے' کبھی دوسرے پر۔ رسول اللہ ﷺ ہمیں اکثر وہ باتیں سناتے جو آپ کو اپنی قوم قریش کی طرف سے تکلیفیں پہنچی تھیں اور فرماتے: ''(ہم اور وہ) برابر نہیں تھے۔ ہم لوگ تو کمزور اور دبے ہوتے تھے (وہ غالب اور زور آور تھے) پھر جب ہم مدینے آ گئے تو ہمارے اور ان کے درمیان لڑائی کا توازن کم و بیش ہونے لگا' کبھی ہم ان پر غالب آتے' کبھی وہ ہمیں نقصان پہنچا جاتے۔'' ایک رات ایسا ہوا کہ آپ ﷺ جس وقت ہمارے پاس تشریف لایا کرتے تھے' اس کی نسبت تاخیر سے تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آج رات آپ کو ہمارے ہاں تشریف لانے میں دیر ہو گئی۔ فرمایا: ''میری (روزمرہ کی) قرآن کی منزل پوری نہیں ہو سکی تھی' مجھے یہ بات اچھی نہ لگی کہ اسے پورا کیے بغیر تمھارے پاس آ ؤں۔''

قَالَ أَوْسٌ: فَسَأَلْتُ أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، كَيْفَ تُحَزِّبُونَ الْقُرْآنَ؟ قَالُوا: ثَلاَثٌ وَخَمْسٌ وَسَبْعٌ وَتِسْعٌ وَإِحْدَى عَشْرَةَ وَثَلاَثَ عَشْرَةَ وَحِزْبُ الْمُفَصَّلِ.

حضرت اوس ؓ نے بیان فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ؓ سے دریافت کیا: آپ لوگ (روزانہ تلاوت کے لیے) قرآن مجید کے حصے کس طرح مقرر کرتے ہیں؟ تو انھوں نے فرمایا: (پہلا حصہ) تین

سورتوں کا (بقرہ‘ آل عمران اور نساء) (دوسرا حصہ) پانچ سورتوں کا (مائدہ سے براءۃ تک) (تیسرا حصہ) سات سورتوں کا (یونس سے نحل تک) (چوتھا حصہ) نو سورتوں کا (بنی اسرائیل سے فرقان تک) (پانچواں حصہ) گیارہ سورتوں کا (شعراء سے یٰس تک) (چھٹا حصہ) تیرہ سورتوں کا (صافات سے حجرات تک) اور (ساتواں حصہ) مفصل کا (قٓ سے آخر تک۔)

١٣٤٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ حَكِيمِ بْنِ صَفْوَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: جَمَعْتُ الْقُرْآنَ فَقَرَأْتُهُ كُلَّهُ فِي لَيْلَةٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي أَخْشَى أَنْ يَطُولَ عَلَيْكَ الزَّمَانُ، وَأَنْ تَمَلَّ. فَاقْرَأْهُ فِي شَهْرٍ». فَقُلْتُ: دَعْنِي أَسْتَمْتِعْ مِنْ قُوَّتِي وَشَبَابِي. قَالَ: «فَاقْرَأْهُ فِي عَشَرَةٍ» قُلْتُ: دَعْنِي أَسْتَمْتِعْ مِنْ قُوَّتِي وَشَبَابِي. قَالَ: «فَاقْرَأْهُ فِي سَبْعٍ» قُلْتُ: دَعْنِي أَسْتَمْتِعْ مِنْ قُوَّتِي وَشَبَابِي. فَأَبَى.

١٣٤٦- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: میں نے قرآن مجید حفظ کرلیا‘ پھر میں نے ایک ہی رات میں اس کی تلاوت کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے خطرہ ہے کہ طویل وقت گزرنے پر تم کو اکتاہٹ پیش آ جائے گی۔ اس لیے ایک مہینے میں (پورے) قرآن کی تلاوت کیا کرو۔‘‘ میں نے کہا: مجھے اپنی طاقت اور جوانی سے فائدہ اٹھا لینے دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’پھر دس دن میں (پورا) قرآن پڑھ لیا کرو۔‘‘ میں نے کہا: مجھے اپنی طاقت اور جوانی سے فائدہ اٹھانے دیں۔ فرمایا: ’’پھر سات دن میں (پورا) قرآن پڑھ لیا کرو۔‘‘ میں نے کہا: مجھے اپنی طاقت اور جوانی سے (مزید) فائدہ اٹھانے دیں تو رسول اللہ ﷺ نے (میری درخواست قبول کرنے سے) انکار فرمادیا۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے لیکن مزید لکھتے ہیں کہ یہ روایت دیگر شواہد کی بنا پر حسن درجے کی ہے۔ غالباً اسی وجہ سے شیخ البانی ؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے‘ نیز دکتور بشار

١٣٤٦- [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٨٠٦٤، وأحمد: ٢/ ١٦٣، ١٩٩ من حديث ابن جريج به، وصرح بالسماع عند الأخير، وصححه ابن حبان، وللحديث شواهد فهو بها حسن * يحيى بن حكيم لم يوثقه غير ابن حبان فيما أعلم فهو مستور.

عواداس حدیث کی بابت لکھتے ہیں کہ اس روایت کی سند تو ضعیف ہے' البتہ متن صحیح ہے' لہٰذا مذکورہ روایت قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نیکیوں میں بہت رغبت رکھتے تھے' اس لیے زیادہ سے زیادہ نیک عمل کرنے کی کوشش کرتے تھے اگرچہ اس میں کتنی مشقت ہو۔ ② رسول اللہ ﷺ کی اپنی امت پر شفقت واضح ہے۔ اگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو اس قدر زیادہ محنت کرنے کی اجازت مل جاتی تو بعد کے لوگ بھی اس کے مطابق عمل کرنا چاہتے اور نہ کر سکتے۔ ③ جسم پر برداشت سے زیادہ بوجھ ڈالنا درست نہیں۔ ④ صوفیاء میں جو بعض ایسے اعمال رائج ہو گئے ہیں جن میں جسم پر انتہائی مشقت کا بوجھ ڈالا جاتا ہے' سنت کے خلاف ہیں۔ ⑤ نیک عمل کے معمول کو قائم رکھنے کی کوشش مستحسن ہے' تاہم اس پر اس حد تک پابندی کرنا درست نہیں کہ نفل اور فرض میں عملاً فرق ہی نہ رہے۔ ⑥ نماز تہجد میں پڑھنے کے لیے اپنی سہولت کے مطابق تلاوت کی مناسب مقدار مقرر کر لینا درست ہے' مثلاً: ایک پارہ' تین پارے یا ایک منزل' وغیرہ۔

١٣٤٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَمْ يَفْقَهْ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ».

١٣٤٧- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جس نے تین دن سے کم مدت میں قرآن مجید پورا پڑھا اس نے قرآن کو سمجھا ہی نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت میں قرآن مجید ختم کرنے کی مدت تین دن بیان ہوئی ہے اور گزشتہ روایت میں سات دن اور بعض روایات میں پانچ دنوں کا ذکر بھی ملتا ہے' حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ ان روایات میں کوئی تضاد نہیں ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمرو کو مختلف اوقات میں تاکید کے طور پر یہ ارشادات فرمائے' نیز امام نووی رحمہ اللہ اس کی بابت یوں رقمطراز ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ختم قرآن کی بابت دنوں کی تعیین میں مختلف فرامین ہیں تو اس سے مراد یہ ہے کہ آپ نے مختلف اشخاص کے احوال کے پیش نظر یہ فرامین ارشاد فرمائے' یعنی آپ نے ایک صحابی کو تین دن فرمائے اور ایک کو سات دن اور ایک کو پانچ دن' لہٰذا تین دن سے کم مدت میں قرآن مجید ختم نہیں کرنا چاہیے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري:٩/٩٧' والموسوعة الحديثية مسند الإمام

١٣٤٧_ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، شهر رمضان، باب تحزيب القرآن، ح: ١٣٩٤ من حديث قتادة به، وصححه الترمذي.

أحمد: ۱۱/۵۲، ۵۳) ② تلاوت قرآن مجید کا اصل مقصد اس کا فہم اور اس پر غور و فکر ہے' اس لیے قرآن مجید کا ترجمہ سیکھنا ضروری ہے' مزید کسی اچھے عالم کی تفسیر کا مطالعہ بھی کرنا چاہیے' تاہم سلف صالحین کی فکر سے ہٹ کر تفسیر کرنے والوں کی تصنیفات سے اجتناب ضروری ہے۔

١٣٤٨ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ [سَعْدِ] بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لاَ أَعْلَمُ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ حَتَّى الصَّبَاحِ.

۱۳۴۸- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ''میرے علم میں نہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے صبح تک پورا قرآن مجید پڑھا ہو۔''

فائدہ: ایک یا دو راتوں میں قرآن مجید پورا کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے' حفاظ میں شبینے کا جو طریقہ رائج ہے' یہ بھی ترک کر دینے کے قابل ہے' البتہ تین راتوں میں قرآن ختم کیا جائے تو پھر اس کا جواز ہو سکتا ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ۱۷۹) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ** (التحفة ۲۱۸)

باب: ۱۷۹- تہجد میں تلاوت کے مسائل

١٣٤٩ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، عَنْ أَبِي الْعَلاَءِ، عَنْ يَحْيَى ابْنِ جَعْدَةَ، عَنْ أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ قَالَتْ: كُنْتُ أَسْمَعُ قِرَاءَةَ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ

۱۳۴۹- حضرت ام ہانی بنت ابو طالب ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: مجھے رات کو نبی ﷺ کی تلاوت کی آواز سنائی دیتی تھی جب کہ میں اپنے گھر کی چھت پر ہوتی تھی۔

۱۳٤۸ـ [صحيح] أخرجه النسائي: ۳/ ۲۱۸، قيام الليل، الاختلاف على عائشة في إحياء الليل، ح: ۱٦٤۲ وغيره من حديث سعيد به، ولفظه: "لا أعلم رسول الله ﷺ قرأ القرآن كله في ليلة ولا قام ليلة حتى الصباح ولا صام شهرًا كاملاً قط غير رمضان" * سعيد صرح بالسماع كما في سنن النسائي، ح: ۲۳٥۰، وقتادة عنعن، ولحديثه شواهد كثيرة.

۱۳٤۹ـ [حسن] أخرجه النسائي: ۲/ ۱۷۸، ۱۷۹، الافتتاح، باب رفع الصوت بالقرآن، ح: ۱۰۱٤ من حديث وكيع به * أبوالعلاء هو هلال بن خباب، صدوق تغير بآخره (تقريب وغيره)، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات"، وهٰذا يدل على أن سماع مسعر منه قبل تغيره عند البوصيري.

وَأَنَا عَلَى عَرِيشِي.

فوائد و مسائل: ① نبی اکرم ﷺ تہجد میں جہری قراءت فرماتے تھے' تاہم سری قراءت بھی جائز ہے جیسے کہ حدیث:١٣٥٤ میں آ رہا ہے۔ ② ''عریش'' چھپر کو کہتے ہیں۔ یہاں گھر کی چھت مراد ہے۔ حضرت ام ہانی ؓ کے گھر کی چھت سادہ سی تھی' اس لیے انھوں نے اسے چھپر کہہ دیا۔ مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں تلاوت کرتے تھے تو مجھے اپنے گھر میں تلاوت سنائی دیتی تھی۔ اس کی وجہ نبی علیہ السلام کی بلند آوازی کے علاوہ رات کی پرسکون خاموشی اور حضرت ام ہانی ؓ کے گھر کا زیادہ دور نہ ہونا بھی ممکن ہے۔

١٣٥٠ - حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ أَبُو بِشْرٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ قُدَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ جَسْرَةَ بِنْتِ دَجَاجَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ يَقُولُ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ بِآيَةٍ حَتَّى أَصْبَحَ يُرَدِّدُهَا. وَالآيَةُ: ﴿إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾. [المائدة: ١١٨]

١٣٥٠- حضرت ابوذر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے صبح تک ایک ہی آیت بار بار پڑھتے ہوئے قیام فرمایا۔ آیت یہ ہے: ﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَ إِنْ تَغْفِرْلَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ ''اگر تو ان کو سزا دے تو بے شک وہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف فرما دے تو بے شک تو ہی غالب ہے' بڑی حکمت والا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① اگر کسی شخص کو زیادہ قرآن مجید یاد نہ ہو تو جتنا کچھ یاد ہو' اسی کو بار بار پڑھ کر طویل قیام اور کثیر قراءت کا ثواب حاصل کر سکتا ہے۔ ② یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ہے کہ جب قیامت میں ان سے ان کی امت کی گمراہی کے بارے میں سوال کیا جائے گا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ جواب عرض کریں گے جو اس آیت میں بیان کیا گیا ہے۔ اس میں اللہ کی عظمت وجلال کا اعتراف بھی ہے اور اپنی عاجزی' اطاعت اور امید رحمت کا اظہار بھی اور ایک لطیف پیرائے میں امت کے لیے مغفرت کی درخواست بھی۔ ③ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد ان کی امت میں غلط عقائد پیدا ہوئے' وہ ان سے بے خبر ہیں کیونکہ نبی عالم الغیب نہیں ہوتے۔ ④ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت اپنی امت کے حق میں دعا کے طور پر تلاوت فرمائی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کی کسی دعا کو کوئی شخص اپنے حالات کے موافق پا کر' اپنے لیے دعا کے طور پر پڑھ سکتا ہے۔ ⑤ قیام میں تلاوت کے دوران میں دعا مانگنا جائز ہے' تاہم اس کے لیے ہاتھ نہیں اٹھائے جائیں گے۔ ⑥ قیام کے

١٣٥٠ـ [إسناده حسن] أخرجه النسائي: ٢/ ١٧٧، الافتتاح، ترديد الآية، ح: ١٠١١ من حديث يحيى القطان به، أخرجه أحمد: ٥/ ١٤٩ عن فليت العامري عن جسرة به (انظر أطراف المسند: ٦/ ٢١٤)، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات"، وصححه الحاكم: ١/ ٢٤١، والذهبي.

علاوہ سجدہ اور تشہد بھی دعا کے لیے مناسب موقع ہے' اس لیے اپنی ضرورت کی کوئی دعا ان اوقات میں مانگی جا سکتی ہے۔(صحيح البخاري' الأذان' باب ما يتخير من الدعاء بعد التشهد' و ليس بواجب' حديث:٨٣٥' وصحيح مسلم' الصلاة' باب النهي عن قراءة القرآن في الركوع والسجود' حديث:٤٧٩)

١٣٥١ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ الأَحْنَفِ، عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ، عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى . فَكَانَ إِذَا مَرَّ بِآيَةِ رَحْمَةٍ سَأَلَ . وَ إِذَا مَرَّ بِآيَةِ عَذَابٍ اسْتَجَارَ . وَ إِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيهَا تَنْزِيهُ اللهِ سَبَّحَ .

١٣٥١- حضرت حذیفہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے نماز پڑھی۔ آپ جب کسی رحمت کی آیت پر پہنچتے تو (اللہ کی رحمت کا) سوال فرماتے اور جب کسی عذاب کی آیت پر پہنچتے تو (اللہ کے عذاب سے) پناہ مانگتے اور جب کسی ایسی آیت پر پہنچتے جس میں اللہ کی تقدیس اور پاکیزگی کا ذکر ہوتا تو اللہ کی تسبیح بیان فرماتے۔

فوائد ومسائل: ① قراءت قرآن انتہائی غور وفکر سے کرنی چاہیے' خواہ نماز کے دوران میں ہو یا اس کے علاوہ ② تلاوت قرآن کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ رحمت کی آیات پر دعا اور آیات عذاب پر تعوذ کیا جائے اور یہ تبھی ممکن ہے جب اس کا ترجمہ اور مفہوم آتا ہو۔ ہمارے ہاں مساجد میں امام کی قراءت کے دوران میں مقتدی بلند آواز سے ان آیات کا جواب دیتے ہیں جو کہ کسی طرح بھی جائز نہیں ہے' لہٰذا اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ③ اللہ کی تسبیح کا طریقہ یہ ہے کہ "سبحان اللہ" کہا جائے' یعنی اللہ پاک ہے۔ عذاب کی آیت پر [اَللّٰهُمَّ أَجِرْنِي مِنَ النَّارِ] "اے اللہ! مجھے آگ (کے عذاب) سے پناہ دے۔" یا ایسی کوئی مناسب دعا پڑھی جا سکتی ہے۔

١٣٥٢ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ أَبِي لَيْلَى. قَالَ: صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تَطَوُّعًا .

١٣٥٢- حضرت ابو لیلیٰ بلال انصاری ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ رات کو نفل نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے آپ کے پہلو میں نماز پڑھی۔ (تلاوت کے دوران میں) نبی ﷺ ایک آیت پر پہنچے جس میں عذاب کا ذکر تھا تو آپ نے فرمایا: [أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ

١٣٥١_ [صحيح] تقدم، ح: ٨٩٧.

١٣٥٢_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الدعاء في الصلاة، ح: ٨٨١ من حديث محمد بن أبي ليلى به، وانظر، ح: ٨٥٤ لعلته.

فَمَرَّ بِآيَةِ عَذَابٍ، فَقَالَ: «أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ النَّارِ. وَوَيْلٌ لأَهْلِ النَّارِ».

النَّارِ، وَوَيْلٌ لِأَهْلِ النَّارِ ”میں جہنم سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور جہنمیوں کے لیے ہلاکت ہے۔“

١٣٥٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، عَنْ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: كَانَ يَمُدُّ صَوْتَهُ مَدًّا.

١٣٥٣- حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کی تلاوت کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ آواز کو طویل کرتے تھے۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ جو الفاظ کھینچ کر پڑھے جا سکتے ہیں انھیں کھینچ کر لمبا کر کے پڑھتے تھے مثلاً: جب کسی حرف کے ساتھ الف ملا ہوا ہو یا پیش کے بعد ساکن واؤ آ رہا ہو یا زیر کے بعد ساکن یا آ رہی ہو تو ان حروف کو نسبتاً طویل کر کے پڑھا جائے گا' صرف زبر' زیر اور پیش والے حرف کو کھینچ کر پڑھنا درست نہیں جب کہ ان کے بعد الف' واو اور یاء ساکن موجود نہ ہو' مثلاً: ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾ میں إِنَّ یا أَعْطَيْنَ پڑھنا غلط ہے' اسی طرح ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ﴾ کو فَصَلِّي لِرَبِّكَا پڑھنا درست نہیں۔

١٣٥٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ بُرْدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ، عَنْ غُضَيْفِ ابْنِ الْحَارِثِ قَالَ: أَتَيْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ: أَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَجْهَرُ بِالْقُرْآنِ أَوْ يُخَافِتُ بِهِ؟ قَالَتْ: رُبَّمَا جَهَرَ وَرُبَّمَا خَافَتَ. قُلْتُ: اللهُ أَكْبَرُ، الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَ فِي هٰذَا الأَمْرِ سَعَةً.

١٣٥٤- حضرت غضیف بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: کیا رسول اللہ ﷺ (نماز میں) بلند آواز سے قراءت کرتے تھے یا خاموشی سے؟ انھوں نے فرمایا: کبھی جہر سے تلاوت کرتے تھے کبھی خاموشی سے۔ میں نے کہا: ”اللہ اکبر! شکر ہے اللہ کا جس نے اس معاملہ میں گنجائش (اور آسانی) رکھی۔

(المعجم ١٨٠) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ إِذَا قَامَ الرَّجُلُ مِنَ اللَّيْلِ (التحفة ٢١٩)

باب: ١٨٠- جب آدمی رات کو قیام کے لیے جاگے تو دعا مانگنا (مسنون ہے)

١٣٥٣- [صحيح] أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب مد القراءة، ح: ٥٠٤٥ من حديث جرير به.

١٣٥٤- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الجنب يؤخر الغسل، ح: ٢٢٦ من حديث إسماعيل ابن علية وغيره به.

١٣٥٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا تَهَجَّدَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ: «اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ. أَنْتَ نُورُ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ. وَلَكَ الْحَمْدُ. أَنْتَ قَيَّامُ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ. وَلَكَ الْحَمْدُ. أَنْتَ مَالِكُ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ. وَلَكَ الْحَمْدُ. أَنْتَ الْحَقُّ، وَوَعْدُكَ حَقٌّ، وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ، وَقَوْلُكَ حَقٌّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ، وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ. اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ. فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ. وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ. أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ. لاَ إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ. وَلاَ إِلٰهَ غَيْرُكَ. وَلاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلَّا بِكَ».

١٣٥٥- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو نماز کے لیے بیدار ہوتے تو فرماتے: [اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ نُورُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ...... فَاغْفِرْلِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ] ”اے اللہ! تیرے ہی لیے تعریف ہے تو آسمانوں کا زمین کا اور جو کوئی ان کے درمیان ہیں ان کا نور ہے اور تیرے ہی لیے تعریف ہے کہ تو آسمانوں کو زمین کو اور جو کوئی ان کے درمیان ہیں ان کو قائم رکھنے والا ہے۔ اور تیرے ہی لیے تعریف ہے کہ تو آسمانوں کا زمین کا اور جو کوئی ان کے درمیان میں ہیں ان کا مالک ہے اور تیرے ہی لیے تعریف ہے تو ہی حق ہے تیرا وعدہ حق ہے تیری ملاقات حق ہے تیرا فرمان حق ہے جنت حق ہے جہنم حق ہے قیامت حق ہے (تمام) انبیاء حق ہیں اور حضرت محمد ﷺ حق ہیں۔ اے اللہ! میں تیرا مطیع فرمان ہوں تجھ پر ایمان لایا ہوں میرا اعتماد تجھی پر ہے میں تیری ہی طرف رجوع کرنے والا ہوں (مخالفین حق سے) تیری ہی مدد سے بحث و تکرار کرتا ہوں تجھی کو اپنا فیصل بناتا ہوں تو میرے سب گناہ معاف فرما دے جو میں نے پہلے کیے بعد میں کیے چھپ کر کیے اور جو علانیہ کیے تو ہی آگے بڑھانے والا ہے اور تو ہی پیچھے ہٹانے والا ہے صرف تو ہی معبود ہے تیرے سوا کوئی (برحق) معبود نہیں

١٣٥٥ـ أخرجه البخاري، التهجد، باب التهجد بالليل، ح: ١١٢٠ وغيره، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ٧٦٩ من حديث سفيان به، وله طرق أخرى.

اور تیری توفیق کے بغیر نہ بچاؤ ہے نہ طاقت۔‘‘

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ : حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ أَبِي مُسْلِمٍ الْأَحْوَلُ، خَالُ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، سَمِعَ طَاوُساً، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ لِلتَّهَجُّدِ . فَذَكَرَ نَحْوَهُ .

امام ابن ماجہ ؒ نے ابوبکر خلاد الباہلی کی سند سے بھی یہ روایت ذکر کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو تہجد کے لیے کھڑے ہوتے...... پھر مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی بیان کیا۔

فوائد ومسائل: ① نماز تہجد کے لیے جاگیں تو پہلے یہ دعا پڑھیں پھر وضو وغیرہ کر کے نماز شروع کریں۔ ② اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے‘ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ سب انوار اسی کے دیے ہوئے اور پیدا کیے ہوئے ہیں۔ اللہ کی ذات کی تجلی برداشت کرنا اس دنیا میں تو پہاڑ کے لیے بھی ممکن نہیں‘ البتہ جنت میں مومنوں کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا جیسے کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ (صحيح مسلم‘ الإيمان‘ باب معرفة طريق الرؤية‘ حديث:۱۸۲) ③ ’’تو حق ہے‘‘ اس میں اللہ کے وجود کا اقرار بھی ہے اور یہ اظہار بھی کہ اس کے تمام احکام درست ہیں‘ خواہ ہمیں ان کی حکمت کا علم ہو یا نہ ہو۔ ④ اللہ کے وعدوں سے مراد وہ امور ہیں جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے کہ فلاں کام کا یہ ثواب ہے اور فلاں کام کے نتیجے میں دنیا یا آخرت میں یہ سزا ملے گی۔ ⑤ اللہ کی ملاقات سے مراد یہ ہے کہ موت کے بعد جی اٹھنا یقینی ہے جس کے بعد اپنی زندگی کے اعمال کا حساب دینا ہوگا اور یہ مطلب بھی ہے کہ جنت میں اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوگی۔ ⑥ اللہ کے فرمان کے حق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کے ذریعے سے ہمیں ماضی کے جو واقعات بتائے ہیں‘ وہ یقیناً اسی طرح پیش آئے تھے جس طرح بیان کیے گئے ہیں۔ اسی میں کائنات کی تخلیق کے مسائل بھی آجاتے ہیں اور انبیائے کرام کا اپنی اقوام کو تبلیغ کرنا‘ ایذاؤں پر صبر کرنا‘ قوم میں سے انکار کرنے والوں پر عذاب آنا وغیرہ بھی شامل ہیں۔ اس میں وہ ابدی اور دائمی قوانین بھی شامل ہیں جو انبیائے کرام کے ذریعے سے ہمیں بتائے گئے ہیں‘ مثلاً: ﴿مَنْ يَّعْمَلْ سُوْءًا يُّجْزَ بِهٖ﴾ (النسآء:۱۲۳) ’’جو شخص برا کام کرے گا‘ اسے اس کی سزا مل جائے گی۔‘‘ اور [مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِّنْ مَّالٍ‘ وَ مَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا‘ وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلّٰهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ] (صحيح مسلم‘ البر والصلة و الأدب‘ باب استحباب العفو و التواضع‘ حديث:۲۵۸۸) ’’صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا اور معاف کرنے سے اللہ بندے کی عزت ہی میں اضافہ فرماتا ہے اور جو کوئی بھی اللہ کی رضا کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے‘ اللہ تعالیٰ اسے ضرور بلندی عطا فرماتا ہے۔‘‘ ⑦ جنت اور جہنم کے حق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ حقیقت میں موجود ہیں‘ ان کا ذکر تشبیہ اور استعارہ کے طور پر نہیں کیا گیا‘ ان کی نعمتوں اور عذاب کی جو تفصیل قرآن مجید اور صحیح احادیث میں وارد ہے‘ وہ شک وشبہ سے بالاتر ہے۔ ⑧ ’’قیامت

حق ہے" یعنی اس کے لیے اللہ نے جو وقت مقرر کیا ہے' اس وقت یقیناً آئے گی اور اس کی جو تفصیلات قرآن وحدیث میں مذکور ہیں' وہ سب یقینی ہیں۔ ⑨ تمام انبیائے کرام علیہم السلام اور بالخصوص حضرت محمد ﷺ کے حق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ تمام حضرات اپنے اپنے وقت پر اللہ کی طرف سے مبعوث ہوئے' وہ سچے تھے اور کردار کی تمام خوبیوں کے حامل اور ہر قسم کی عملی اور اخلاقی کمزوریوں سے پاک تھے' انھوں نے اللہ کے احکام اپنی اپنی امت تک پہنچانے میں کوئی کوتاہی نہیں کی اور اپنی طرف سے مسائل گھڑ کر اللہ کی طرف منسوب نہیں کیے۔ ⑩ [مُحَمَّدٌ حَقٌّ] تک وہ عقیدہ بیان ہوا ہے جو ہر مسلمان کو رکھنا چاہیے اور اس کے بعد ایک مخلص مومن کا اللہ کے ساتھ تعلق اور اس کے مختلف پہلو اجاگر کیے گئے ہیں۔ ⑪ یہ دعا اس لحاظ سے بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ اس میں صحیح عقیدے کا اقرار' اللہ کے صحیح تعلق کی وضاحت' اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا اور آخر میں پھر اللہ کی تعریف اور اپنے عجز کا اظہار ہے۔ رات کے آخری حصے کی تنہائی میں جب بندہ اللہ کے سامنے عبودیت کا اس انداز سے اظہار کرتا ہے تو یقیناً اسے اللہ کی رضا اور قرب کے عظیم درجات حاصل ہوتے ہیں۔ و باللہ التوفیق.

١٣٥٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ: حَدَّثَنِي أَزْهَرُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَاصِمِ ابْنِ حُمَيْدٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ: مَاذَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَفْتَتِحُ بِهِ قِيَامَ اللَّيْلِ؟ قَالَتْ: لَقَدْ سَأَلْتَنِي عَنْ شَيْءٍ مَا سَأَلَنِي عَنْهُ أَحَدٌ قَبْلَكَ. كَانَ يُكَبِّرُ عَشْرًا. وَيَحْمَدُ عَشْرًا. وَيُسَبِّحُ عَشْرًا. وَيَسْتَغْفِرُ عَشْرًا. وَيَقُولُ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي وَعَافِنِي» وَيَتَعَوَّذُ مِنْ ضِيقِ الْمُقَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

١٣٥٦- حضرت عاصم بن حمید رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا: نبی ﷺ رات کے قیام (تہجد) کی ابتدا کس چیز سے کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: تم نے مجھ سے وہ بات پوچھی ہے جو تم سے پہلے کسی نے نہیں پوچھی' آپ دس بار [اَللّٰهُ أَكْبَر] دس بار [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ] دس بار [سُبْحَانَ اللّٰه] اور دس بار أَسْتَغْفِرُ اللّٰه کہتے تھے۔ پھر فرماتے: [اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي وَ عَافِنِي] "اے اللہ! مجھے بخش دے' مجھے ہدایت دے' مجھے رزق عنایت فرما اور مجھے آرام وراحت سے بہرہ ور فرما" اور آپ قیامت کے دن (میدان حشر میں) کھڑے ہونے کی تنگی سے اللہ کی پناہ چاہتے تھے۔

فائدہ: [ضِيقِ الْمُقَامِ] سے پناہ کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! جب قیامت کے دن تیرے سامنے پیش ہو کر زندگی کے اعمال کا حساب دینا ہے' اس وقت مشکل نہ بنے' آسانی سے حساب کتاب سے فراغت ہو جائے۔

١٣٥٦- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب ما يستفتح به الصلاة من الدعاء، ح: ٧٦٦ من حديث زيد به.

١٣٥٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ الْيَمَامِيُّ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ: بِمَا كَانَ يَسْتَفْتِحُ النَّبِيُّ ﷺ صَلَاتَهُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ؟ قَالَتْ: كَانَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ رَبَّ جِبْرَئِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ، فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ. اهْدِنِي لِمَا اخْتُلِفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ، إِنَّكَ لَتَهْدِي إِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ».

١٣٥٧- حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا: نبی ﷺ جب رات کو اٹھتے تھے تو اپنی نماز کس طرح شروع کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: آپ کہتے تھے: [اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَئِيلَ وَ مِيكَائِيلَ وَ إِسْرَافِيلَ، فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ. اِهْدِنِي لِمَا اخْتُلِفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ، إِنَّكَ لَتَهْدِي إِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ] ”اے اللہ! اے جبرئیل، میکائیل اور اسرافیل کے مالک! اے آسمانوں اور زمین کے خالق! اے پوشیدہ اور ظاہر (سب چیزوں) کا علم رکھنے والے! اپنے بندوں میں تو ہی فیصلہ کرے گا جس جس چیز میں وہ اختلاف کرتے تھے۔ حق کے جن مسائل میں اختلاف کیا گیا ہے، ان میں مجھے اپنے حکم سے ہدایت نصیب فرما، بے شک تو ہی سیدھی راہ کی طرف ہدایت دیتا ہے۔“

قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُمَرَ: احْفَظُوهُ - جِبْرَئِيلُ - مَهْمُوزَةً. فَإِنَّهُ كَذَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

(امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے استاد) عبدالرحمٰن بن عمر رحمہ اللہ نے کہا: (اس دعا میں) جبرئیل کا لفظ ہمزہ کے ساتھ یاد کرو کیونکہ نبی ﷺ سے اسی طرح مروی ہے۔

فوائد و مسائل: ① نماز تہجد میں یہ دعا بھی دعائے استفتاح کے طور پر پڑھی جا سکتی ہے۔ ② جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام اللہ کے مقرب ترین اور افضل ترین فرشتے ہیں لیکن وہ بھی اللہ کے بندے ہیں اور اللہ ان کا بھی رب ہے، رب کی صفات اور اختیارات میں ان کا بھی کوئی حصہ نہیں۔ توحید کا یہ نکتہ توجہ کے قابل ہے۔ ③ بندوں کے اختلافات کا فیصلہ دنیا میں انبیائے کرام علیہم السلام کی بعثت اور ان پر وحی کے نزول کے ذریعے سے کر دیا گیا ہے، پھر بھی بعض لوگ نئے نئے شبہات پیدا کر کے اختلاف ڈالتے ہیں یا حق واضح ہو جانے کے بعد بھی حق کو قبول نہیں کرتے اور جھگڑنے

١٣٥٧ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ٧٧٠ من حديث عمر بن يونس به.

سے باز نہیں آتے۔ ان کا فیصلہ قیامت ہی کو ہوگا' جب انھیں سزا ملے گی اور نیک لوگ اللہ کے انعامات سے بہرہ ور ہوں گے۔ ④ ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے' اس لیے اللہ سے ہدایت کی دعا کرتے رہنا چاہیے۔ ⑤ جبرئیل کا لفظ کئی طرح پڑھا جا سکتا ہے جِبرِیل' جَبرِیل' جِبرَئِیل' جَبرَئِیل' جِبرَائِیل جَبرَائِیل لیکن اس دعا میں جِبرَئِیل ہمزہ کے ساتھ ہے۔ ⑥ محدثین کرام حدیث کے الفاظ پر بھی توجہ دیتے تھے اور ہر لفظ اس طرح روایت کرنے کی کوشش کرتے تھے جس طرح استاد سے سنا ہو' حالانکہ روایت بالمعنیٰ جائز ہے۔ محدثین کے اس طرز عمل سے ان کی دیانت اور صداقت ظاہر ہوتی ہے اور یہ کہ ان کی روایت کردہ احادیث قابل عمل اور قابل اعتماد ہیں بشرطیکہ صحت حدیث کے معیار پر پوری اتریں۔

(المعجم ١٨١) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي كَمْ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ** (التحفة ٢٢٠)

باب: ۱۸۱- رات کو کتنی رکعت پڑھیں

١٣٥٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ. وَهٰذَا حَدِيثُ أَبِي بَكْرٍ. قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي، مَا بَيْنَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلاَةِ الْعِشَاءِ إِلَى الْفَجْرِ، إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً. يُسَلِّمُ فِي كُلِّ اثْنَتَيْنِ. وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ. وَيَسْجُدُ فِيهِنَّ سَجْدَةً، بِقَدْرِ مَا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً، قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ. فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنَ الأَذَانِ الأَوَّلِ مِنْ صَلاَةِ الصُّبْحِ، قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ.

۱۳۵۸- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نماز عشاء سے فارغ ہونے کے بعد سے صبح صادق تک گیارہ رکعت نماز ادا کرتے تھے۔ ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے اور ایک رکعت وتر پڑھتے اور ان رکعتوں میں (اتنا لمبا) سجدہ کرتے تھے کہ آپ ﷺ کے سر اٹھانے سے پہلے کوئی شخص پچاس آیتیں پڑھ سکتا تھا۔ پھر جب مؤذن نماز فجر کی پہلی اذان دے کر خاموش ہوتا تو آپ ﷺ اٹھ کر ہلکی سی دو رکعتیں پڑھ لیتے تھے۔

١٣٥٨- [صحيح] أخرجه أبوداود، التطوع، باب في صلاة الليل، ح: ١٣٣٦ عن عبدالرحمٰن بن إبراهيم وغيره به، أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل . . . الخ، ح: ٧٣٦ من حديث الزهري به * الزهري صرح بالسماع عند ابن حبان وغيره، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

فوائد ومسائل: ① نماز تہجد کا وقت نماز عشاء سے فراغت کے بعد شروع ہوتا ہے اور صبح صادق کے طلوع ہونے پر ختم ہو جاتا ہے۔ ② نماز تہجد میں رسول اللہ ﷺ کا معمول' وتر سمیت گیارہ رکعت پڑھنے کا تھا۔ ③ نماز تہجد میں ہر دو رکعت پر سلام پھیرنا بھی درست ہے اور چار چار رکعت ایک سلام سے پڑھنا بھی درست ہے۔ ④ تہجد کی نماز کے بعد ایک وتر پڑھنا بھی جائز ہے اور تین یا پانچ رکعت پڑھنا بھی درست ہے۔ ⑤ نماز تہجد میں جب قیام طویل کیا جائے تو اسی نسبت سے رکوع اور سجدہ بھی طویل کرنا چاہیے۔ ⑥ فجر کی نماز کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے جب کہ اس وقت تہجد اور وتر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ ⑦ فجر کی سنتوں میں قراءت مختصر ہوتی ہے۔

١٣٥٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً.

۱۳۵۹- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ رات کو تیرہ رکعت نماز ادا کرتے تھے۔

فائدہ: مذکورہ روایت گیارہ رکعت والی حدیث کے مخالف نہیں بلکہ ان کے درمیان علمائے حدیث یوں تطبیق دیتے ہیں: عشاء کی سنت یا فجر کی سنت کی دو رکعت ملا کر تیرہ رکعت کہا جا سکتا ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه حديث: ۱۳۶۱) تیرہ رکعت کی ایک اور صورت آگے آ رہی ہے۔ دیکھیے: (حدیث: ۱۳۶۲)

١٣٦٠- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكَعَاتٍ.

۱۳۶۰- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ رات کو نو رکعتیں پڑھتے تھے۔

فائدہ: اس میں آٹھ رکعت تہجد اور ایک رکعت وتر شامل ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ چھ رکعت تہجد پڑھ کر تین رکعت وتر کی نماز ادا کی ہو۔

١٣٦١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ

۱۳۶۱- حضرت عامر بن شراحیل شعبی ؒ سے

١٣٥٩ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل . . . الخ، ح: ٧٣٧ عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

١٣٦٠ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب منه، ح: ٤٤٣ عن هناد به، وقال: "صحيح"، وله شواهد عند مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا . . . الخ، ح: ٧٣٠ وغيره.

١٣٦١ـ [صحيح] * عبيد بن ميمون مستور (تقريب)، وأبوإسحاق عنعن، وتقدم، ح: ٤٦، وله شواهد كثيرة جدًا.

مَيْمُونٍ، أَبُو عُبَيْدٍ [الْمَدَنِيُّ]: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ، عَنْ صَلاَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِاللَّيْلِ. فَقَالاَ: ثَلاَثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً. مِنْهَا ثَمَانٍ. وَيُوتِرُ بِثَلاَثٍ. وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْفَجْرِ.

روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: (نبی ﷺ کی نماز) تیرہ رکعت ہوتی تھی۔ ان میں آٹھ رکعتیں (بطور نوافل) ہوتی تھیں اور آپ تین وتر پڑھتے تھے اور دو رکعتیں فجر طلوع ہونے کے بعد پڑھتے تھے۔

١٣٦٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلاَمِ بْنُ عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نَافِعِ بْنِ ثَابِتٍ الزُّبَيْرِيُّ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ. قَالَ: قُلْتُ، لأَرْمُقَنَّ صَلاَةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ اللَّيْلَةَ. قَالَ، فَتَوَسَّدْتُ عَتَبَتَهُ، أَوْ فُسْطَاطَهُ. فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ. ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ، طَوِيلَتَيْنِ، طَوِيلَتَيْنِ. ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا. ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا. ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا. ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ أَوْتَرَ. فَتِلْكَ ثَلاَثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً.

١٣٦٢- حضرت زید بن خالد جہنی ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے (دل میں) کہا آج رات میں ضرور رسول اللہ ﷺ کی نماز (تہجد) دیکھوں گا چنانچہ میں آپ کی چوکھٹ یا خیمے (کے نچلے حصے) پر سر رکھ کر لیٹ گیا۔ رسول اللہ ﷺ (رات کو) اٹھے آپ نے (پہلے) ہلکی دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں جو بہت ہی طویل تھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں جو ان سے کم طویل تھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں جو ان سے پہلے والی رکعتوں سے کم طویل تھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں جو ان سے بھی کم طویل تھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر وتر پڑھا۔ یہ کل تیرہ رکعتیں ہوئیں۔

فائدہ: گزشتہ روایت میں فجر کی سنتوں سمیت تیرہ رکعتیں مذکور ہیں جب کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فجر کی سنتوں کے علاوہ بھی گیارہ کے بجائے تیرہ رکعتیں پڑھنا درست ہے۔

١٣٦٢_ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ٧٦٥ من حديث مالك به.

١٣٦٣- حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسٰى: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ كُرَيْبٍ، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ نَامَ عِنْدَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، وَهِيَ خَالَتُهُ. قَالَ، فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ الْوِسَادَةِ. وَاضْطَجَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَهْلُهُ فِي طُولِهَا. فَنَامَ النَّبِيُّ ﷺ. حَتَّى إِذَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ، أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيلٍ، أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيلٍ، اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ ﷺ. فَجَعَلَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدِهِ. ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ آيَاتٍ مِنْ آخِرِ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ. ثُمَّ قَامَ إِلَى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ، فَتَوَضَّأَ مِنْهَا، فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ. ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي.

۱۳۶۳- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں سوئے اور وہ ان کی خالہ تھیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: میں تکیے کے عرض میں لیٹا اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کی اہلیہ اس کے طول میں لیٹ گئے۔ نبی ﷺ سو گئے۔ جب آدھی رات ہوئی یا آدھی رات سے تھوڑا سا پہلے یا تھوڑا سا بعد کا وقت تھا تو نبی ﷺ بیدار ہو گئے اور نیند دور کرنے کے لیے چہرے پر ہاتھ پھیرنے لگے، پھر آپ نے سورۂ آل عمران کی آخری دس آیات پڑھیں، پھر ایک (کھونٹی پر) لٹکی ہوئی مشک کی طرف گئے اور اس سے وضو کیا، آپ نے خوب اچھی طرح وضو کیا، پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔

قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ: فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ. ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ. فَوَضَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى رَأْسِي. وَأَخَذَ أُذُنِي الْيُمْنٰى يَفْتِلُهَا. فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ أَوْتَرَ. ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى جَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ. فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ. ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ میں نے اسی طرح کیا (آیات پڑھیں اور وضو کیا) جس طرح نبی ﷺ نے کیا تھا، پھر میں جا کر آپ کے (بائیں) پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ (اور نبی ﷺ کی اقتدا میں نماز شروع کر دی) رسول اللہ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا (اور مجھے اپنے پیچھے سے اپنے دائیں پہلو میں کر لیا) اور میرا دایاں کان پکڑ کر مروڑنے لگے۔ نبی ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں، پھر دو

١٣٦٣- أخرجه البخاري، الوضوء، باب قراءة القرآن بعد الحدث وغيره، ح: ١٨٣، ومسلم، صلاة المسافرين، الباب السابق، ح: ٧٦٣ب من حديث مالك به.

رکعتیں پڑھیں' پھر دو رکعتیں پڑھیں' پھر دو رکعتیں پڑھیں' پھر دو رکعتیں پڑھیں' پھر دو رکعتیں پڑھیں' پھر وتر پڑھا۔ پھر لیٹ گئے حتی کہ مؤذن آ گیا۔ آپ نے ہلکی سی دو رکعتیں پڑھیں' پھر نماز پڑھنے کے لیے گھر سے (مسجد میں) تشریف لے گئے۔

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کو ان کی خالہ ام المومنین حضرت میمونہ ؓ کے گھر میں رات گزارنے کی اجازت دی کیونکہ وہ ام المومنین کے بھانجے ہونے کی وجہ سے محرم تھے۔ ② حضرت ابن عباس ؓ کا مقصد رسول اللہ ﷺ کا عمل ملاحظہ کرنا تھا' اس لیے نبی ؑ نے انھیں موقع عنایت فرمایا کہ وہ عملی نمونہ دیکھ سکیں۔ ③ تہجد کے لیے جاگ کر سورۂ آل عمران کی آخری آیات پڑھنا مسنون ہے۔ ④ تلاوت کے لیے باوضو ہونا ضروری نہیں۔ ⑤ امام کے ساتھ صرف ایک مقتدی ہو تو بھی نماز باجماعت ادا کی جاسکتی ہے۔ ⑥ نماز تہجد نفلی نماز ہے' تاہم اس کی باجماعت ادائیگی درست ہے اور بارہ رکعت تہجد اور ایک وتر پڑھنا درست ہے۔ ⑥ نبی ﷺ نے حضرت ابن عباس ؓ کا کان مروڑا تاکہ ان سے نیند کا اثر ختم ہو جائے۔ ⑦ نماز کے دوران میں ضرورت کے تحت حرکت سے نماز میں خرابی نہیں آتی۔ ⑧ تہجد سے فارغ ہو کر فجر کی اذان سے پہلے لیٹ جانا درست ہے جبکہ یہ خطرہ نہ ہو کہ فجر کی نماز کے لیے بروقت جاگ نہیں آئے گی۔ ⑨ امام کو نماز کا وقت ہو جانے پر گھر سے بلا لینا درست ہے۔ ⑩ مقتدی بے خبری کی وجہ سے بائیں جانب کھڑا ہو جائے تو امام اسے پکڑ کر اپنی دائیں جانب کر لے (جیسا کہ اس روایت کے اکثر طرق میں اس طرح ہی بیان ہوا ہے) کیونکہ جب دو شخص جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں تو مقتدی کو امام بننے والے شخص کی دائیں جانب کھڑا ہونا چاہیے۔

(المعجم ١٨٢) - بَابُ مَا جَاءَ فِي أَيِّ سَاعَاتِ اللَّيْلِ أَفْضَلُ (التحفة ٢٢١)

باب: ١٨٢- رات کی کونسی گھڑی زیادہ فضیلت والی ہے؟

١٣٦٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ. قَالُوا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ طَلْقٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْبَيْلَمَانِيِّ،

١٣٦٤- حضرت عمرو بن عبسہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کے ساتھ کون کون اسلام لایا ہے؟ فرمایا: ''آزاد اور غلام۔'' میں نے کہا: کیا کوئی گھڑی دوسری گھڑی کی نسبت اللہ

١٣٦٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٢٥١.

عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ أَسْلَمَ مَعَكَ؟ قَالَ: «حُرٌّ وَعَبْدٌ» قُلْتُ: هَلْ مِنْ سَاعَةٍ أَقْرَبُ إِلَى اللهِ مِنْ أُخْرٰى؟ قَالَ: «نَعَمْ. جَوْفُ اللَّيْلِ الأَوْسَطُ».

سے زیادہ قرب کا باعث ہے؟ فرمایا: ''ہاں' رات کا درمیانی حصہ۔''

فوائد و مسائل: ① یہ واقعہ پہلے حدیث:۱۲۵۱ کے تحت گزر چکا ہے' اس کے بعض فوائد وہاں ذکر کیے گئے ہیں۔ ② حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ جب خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے' اس وقت رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں تشریف فرما تھے' ابھی ہجرت نہیں کی تھی۔ واقعہ کی تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: (صحيح مسلم' صلاة المسافرين' باب إسلام عمرو بن عبسة رضی اللہ عنہ' حديث:۸۳۲) ③ آزاد اور غلام سے مراد حضرت ابوبکر اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما ہیں' یعنی تھوڑے سے افراد جو اسلام لائے تھے' ان میں نمایاں حضرات یہ تھے۔

١٣٦٥ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ، وَيُحْيِي آخِرَهُ.

۱۳۶۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ رات کے شروع حصہ میں سوتے تھے اور آخری حصے میں عبادت کرتے تھے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے رات کو تہجد پڑھنے اور آرام کرنے کے سلسلے میں کئی انداز سے عمل فرمایا ہے' جن میں سے ایک صورت یہ بھی ہے۔

١٣٦٦ - حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ وَيَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ قَالاَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ. وَ أَبِي عَبْدِ اللهِ

۱۳۶۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ہر رات جب رات کا آخری تیسرا حصہ باقی ہوتا ہے تو (آسمان دنیا پر) نزول فرماتا ہے اور کہتا ہے: کون ہے جو مجھ سے مانگے تو

١٣٦٥ـ أخرجه البخاري، التهجد، باب من نام أول الليل وأحيا آخره، ح:١١٤٦، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل . . . الخ، ح:٧٣٩ من حديث أبي إسحاق به.

١٣٦٦ـ أخرجه البخاري، التهجد، باب الدعا والصلاة من آخر الليل، ح:١١٤٥، ومسلم، صلاة المسافرين، باب الترغيب في الدعاء والذكر في آخر الليل والإجابة فيه، ح:٧٥٨ من حديث مالك عن الزهري به.

الأَغَرِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى، حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الآخِرُ كُلَّ لَيْلَةٍ، فَيَقُولُ: مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ؟ مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ؟ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ؟ حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ» فَلِذٰلِكَ كَانُوا يَسْتَحِبُّونَ صَلَاةَ آخِرِ اللَّيْلِ عَلَى أَوَّلِهِ.

میں اسے عطا کروں؟ کون ہے جو مجھ سے دعا کرے تو میں اس کی دعا قبول کروں؟ کون ہے جو مجھ سے بخشش مانگے تو میں اسے بخش دوں؟ (اللہ تعالیٰ اسی طرح فرماتا رہتا ہے) حتی کہ صبح صادق طلوع ہو جاتی ہے۔'' اسی لیے سلف رات کے پہلے حصے کے بجائے آخری حصے میں نماز پڑھنا زیادہ پسند کرتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں رات کے آخری حصے میں نماز اور دعا کی فضیلت کا بیان ہے۔ ② اللہ کی رحمت اتنی عظیم ہے کہ اللہ تعالیٰ خود بندوں کو اپنی ذات سے مانگنے کو کہتا ہے۔ ③ اللہ تعالیٰ کا پہلے آسمان پر تشریف لانا اسی طرح اللہ کی صفت ہے جس طرح اس کا عرش پر تشریف فرما ہونا اور کلام کرنا۔ ان صفات پر ایمان لانا چاہیے' انکار یا تاویل کرنا جائز نہیں' البتہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو مخلوق کی صفات جیسی نہیں سمجھنا چاہیے۔ ہمیں یہ ماننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نزول فرماتا ہے جیسے اس کی شان کے لائق ہے۔

١٣٦٧ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبٍ، عَنِ الأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ رِفَاعَةَ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ يُمْهِلُ حَتَّى إِذَا ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ نِصْفُهُ أَوْ ثُلُثَاهُ، قَالَ: لَا يَسْأَلَنَّ عِبَادِي غَيْرِي. مَنْ يَدْعُنِي أَسْتَجِبْ لَهُ. مَنْ يَسْأَلْنِي أُعْطِهِ. مَنْ يَسْتَغْفِرْنِي أَغْفِرْ لَهُ. حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ».

١٣٦٧- حضرت رفاعہ (بن عرابہ) جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ مہلت دیتا ہے حتی کہ جب آدھی یا دو تہائی رات گزر جاتی ہے تو فرماتا ہے: میرے بندوں کو میرے سوا کسی سے ہرگز نہیں مانگنا چاہیے۔ جو مجھے پکارے گا' میں اس کی دعا قبول کروں گا۔ جو مجھ سے مانگے گا' میں اسے دوں گا۔ جو مجھ سے بخشش طلب کرے گا' میں اسے بخش دوں گا۔'' (یہ کیفیت مسلسل جاری رہتی ہے) حتی کہ صبح صادق طلوع ہو جاتی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① مہلت دینے کا مطلب یہ ہے کہ بندوں کو سونے اور آرام کرنے کا وقت دیتا ہے۔ بندوں

١٣٦٧- [صحيح] أخرجه أحمد: ١٦/٤ بإسناد صحيح عن يحيٰى به، وصرح بالسماع عند الآجري في الشريعة وغيره، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ٧٥٨ وغيره.

سے چوبیس گھنٹے عبادت میں مشغول رہنے کا مطالبہ نہیں کرتا یا یہ مطلب ہے کہ حدیث میں مذکور ندا ایک خاص وقت کے بعد شروع ہوتی ہے۔ ② آدھی رات یا تہائی رات باقی ہو تو اٹھ کر تہجد پڑھنا اور دعا کرنا ابتدائی رات میں تہجد پڑھنے اور دعا کرنے سے افضل ہے، البتہ جس شخص کو یہ خطرہ ہو کہ وہ افضل وقت میں بیدار نہیں ہو سکے گا وہ عشاء کے بعد ہی تہجد وغیرہ ادا کر سکتا ہے تاکہ ثواب سے بالکل محروم نہ رہ جائے۔ ③ بندوں کو اپنی امید اور خوف کا مرکز صرف اللہ کی ذات کو بنانا چاہیے کیونکہ جو راحت یا تکلیف مخلوق کے ہاتھ سے پہنچتی ہے، وہ بھی اللہ کی رحمت اور حکمت کی بنیاد پر اسی کے حکم سے پہنچتی ہے۔ ④ رات کی نفلی عبادت دن کی نفلی عبادت سے افضل ہے۔

(المعجم ١٨٣) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا يُرْجَى أَنْ يَّكْفِيَ مِنْ قِيَامِ اللَّيْلِ (التحفة ٢٢٢)

باب: ١٨٣- تہجد رہ جائے تو کون سے عمل سے اس کی تلافی کی امید کی جا سکتی ہے

١٣٦٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَ أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْآيَتَانِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، مَنْ قَرَأَهُمَا فِي لَيْلَةٍ، كَفَتَاهُ».

١٣٦٨- حضرت عبدالرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ نے حضرت علقمہ رحمہ اللہ سے اور انھوں نے حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں (یہ شان رکھتی ہیں کہ) جو شخص انھیں ایک رات میں پڑھ لے، وہ اس کے لیے کافی ہوں گی۔“

قَالَ حَفْصٌ فِي حَدِيثِهِ: قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: فَلَقِيتُ أَبَا مَسْعُودٍ وَهُوَ يَطُوفُ فَحَدَّثَنِي بِهِ.

راوی حدیث حفص اپنی حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ نے فرمایا: (بعد میں) میری ملاقات حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے ہوئی جب کہ وہ (کعبہ شریف کا) طواف کر رہے تھے تو انھوں نے (خود) یہ حدیث مجھے سنائی۔

فائدہ: کافی ہونے کا یہ مطلب ہے کہ جس کو تہجد کا وقت نہ ملا، وہ کم از کم یہ دو آیتیں ہی تلاوت کر لے تو اسے اللہ کی وہ رحمت حاصل ہو جائے گی جو تہجد پڑھنے والے کو حاصل ہوتی ہے یا یہ مطلب ہے کہ پریشانیوں اور آفات سے بچاؤ کے لیے کافی ہوں گی۔

١٣٦٨- أخرجه البخاري، المغازي، ح: ٤٠٠٨، ٥٠٤٠، ومسلم، صلاة المسافرين، باب فضل الفاتحة وخواتيم سورة البقرة . . . الخ، ح: ٨٠٨ من حديث الأعمش به.

١٣٦٩ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَرَأَ الْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ، كَفَتَاهُ».

۱۳۶۹- حضرت ابومسعود ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں رات کو پڑھے گا' وہ اس کے لیے کافی ہوں گی۔“

(المعجم ١٨٤) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُصَلِّي إِذَا نَعَسَ (التحفة ٢٢٣)

باب:۱۸۴- جب نمازی کو اونگھ آنے لگے تو کیا کرے

١٣٧٠ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ أَبِي حَازِمٍ، جَمِيعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ: «إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ، فَلْيَرْقُدْ حَتَّى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ. فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي إِذَا صَلَّى وَهُوَ نَاعِسٌ، لَعَلَّهُ يَذْهَبُ فَيَسْتَغْفِرُ، فَيَسُبُّ نَفْسَهُ».

۱۳۷۰- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو اونگھ آئے تو اسے چاہیے کہ سو جائے حتی کہ نیند جاتی رہے۔ (کیونکہ) اگر وہ اونگھ کی حالت میں نماز پڑھے گا تو کیا معلوم وہ (اللہ سے) بخشش مانگنے لگے تو (نیند کے غلبے کی وجہ سے پتہ نہ چلے اور) اپنے آپ کو برا بھلا کہہ دے۔“

فوائد ومسائل: ① نماز فرض ہو یا نفل' اس کی ادائیگی کے وقت انسان کو ہوش وحواس میں ہونا چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ کی تعریف اور دعا کے الفاظ سمجھ کر پڑھے اور اس طرح اس کے دل اور روح کو پورا فائدہ حاصل ہو۔ ② نماز تہجد کا وقت بہت وسیع ہے' اس لیے ضروری نہیں کہ انسان اپنے آپ کو مجبور کر کے ساری رات یا رات کے خاص حصے میں جاگنے کی کوشش کرے۔ ③ نیند کے غلبے کے وقت نماز پڑھنا مناسب نہیں بلکہ پہلے نیند پوری کر لے یا کوئی اور دوسرا طریقہ اختیار کر لے جس سے نیند ختم ہو کر دل اور دماغ ہوشیار ہو جائے' مثلاً: وضو کر لے یا اٹھ کر چہل قدمی کر لے۔ ④ جو شخص قیام اللیل کا عادی نہیں' اسے چاہیے کہ تھوڑے عمل سے شروع کرے' مثلاً: پہلے پہل دس پندرہ منٹ نماز اور

١٣٦٩ـ [صحيح] انظر الحديث السابق.

١٣٧٠ـ [صحيح] أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب أمر من نعس في صلاته ... الخ، ح: ٧٨٦ عن أبي بكر ابن أبي شيبة وغيره به، أخرجه البخاري، الوضوء، باب الوضوء من النوم ... الخ، ح: ٢١٢، ومسلم أيضًا وغيرهما من حديث مالك عن هشام به.

اذکار میں گزارے پھر آہستہ آہستہ اضافہ کر کے آدھا گھنٹہ پھر ایک گھنٹے تک لے جائے۔

١٣٧١- حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى اللَّيْثِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَرَأَى حَبْلاً مَمْدُودًا بَيْنَ سَارِيَتَيْنِ. فَقَالَ: «مَا هٰذَا الْحَبْلُ؟» قَالُوا: لِزَيْنَبَ. تُصَلِّي فِيهِ. فَإِذَا فَتَرَتْ تَعَلَّقَتْ بِهِ. فَقَالَ «حُلُّوهُ. حُلُّوهُ. لِيُصَلِّ أَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ. فَإِذَا فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ».

١٣٧١- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو آپ کو دو ستونوں کے درمیان (ایک ستون سے دوسرے ستون تک) ایک رسی بندھی ہوئی نظر آئی۔ فرمایا: ''یہ رسی کیسی ہے؟'' صحابہ نے عرض کیا: زینب رضی اللہ عنہا کی ہے' وہ اس مقام پر نماز پڑھا کرتی ہیں جب تھک جاتی ہیں تو (غفلت دور کرنے کے لیے) اس کے ساتھ لٹک جاتی ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے کھول دو' اسے کھول دو۔ انسان کو (ذہنی اور جسمانی) نشاط (اور آمادگی) کی حالت میں نماز پڑھنی چاہیے۔ جب تھک جائے تو بیٹھ جائے۔''

فوائد ومسائل: ① صحابیات میں متعدد خواتین کا نام زینب تھا۔ ان میں سے دو خواتین امہات المومنین ہیں۔ اس حدیث میں کس زینب رضی اللہ عنہا کا ذکر ہے' اس کے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں تفصیل سے کلام کیا ہے۔ ان کا رجحان اس طرف معلوم ہوتا ہے کہ یہ خاتون ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ہیں۔ واللہ أعلم. (فتح الباري: ٣/ ٣٧' حدیث: ١١٥٠) ② عبادت اور ذکر کی مقدار اس حد تک مقرر کرنی چاہیے کہ انسان بہت زیادہ مشقت محسوس نہ کرے۔ ③ مشقت محسوس کرنے کی صورت میں اپنے طور پر مقرر نفلی عبادت میں کمی کرنا جائز ہے۔

١٣٧٢- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ يَحْيَى بْنِ النَّضْرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَاسْتَعْجَمَ الْقُرْآنُ عَلَى لِسَانِهِ، فَلَمْ يَدْرِ مَا يَقُولُ، اضْطَجَعَ».

١٣٧٢- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص جب رات کو قیام کرے' پھر اس کی زبان پر قرآن مشکل ہو جائے اور اسے پتہ نہ چلے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے تو (اسے چاہیے کہ) وہ لیٹ جائے۔''

١٣٧١ـ أخرجه البخاري، التهجد، باب ما يكره من التشديد في العبادة، ح: ١١٥٠، ومسلم، صلاة المسافرين، باب فضيلة العمل الدائم من قيام الليل وغيره . . . الخ، ح: ٧٨٤ من حديث عبدالوارث به.

١٣٧٢ـ [صحيح] * أبوبكر مستور، ولحديثه شواهد عند مسلم، صلاة المسافرين، باب أمر من نعس في صلاته أو استعجم عليه القرآن . . . الخ، ح: ٧٨٧ وغيره.

فائدہ: قرآن مشکل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اونگھ کی وجہ سے قرآن پڑھنا مشکل ہو جائے اور نیند کی وجہ سے اپنے کہے ہوئے الفاظ بھی سمجھ میں نہ آ رہے ہوں تو نماز اور تلاوت ختم کر کے سونے کے لیے لیٹ جانا چاہیے۔

(المعجم ١٨٥) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ** (التحفة ٢٢٤)

باب: ۱۸۵- مغرب اور عشاء کے درمیان (نفل) نماز

١٣٧٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ الْوَلِيدِ [الْمَدَنِيُّ]، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى، بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، عِشْرِينَ رَكْعَةً، بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ».

۱۳۷۳- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص مغرب اور عشاء کے درمیان بیس رکعت نماز پڑھے، اس کے لیے اللہ تعالیٰ جنت میں ایک گھر تعمیر کر دیتا ہے۔“

١٣٧٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. وَأَبُو عُمَرَ حَفْصُ بْنُ عُمَرَ. قَالَا: حَدَّثَنَا زَيْدُ ابْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ أَبِي خَثْعَمٍ الْيَمَامِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى سِتَّ رَكَعَاتٍ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، لَمْ يَتَكَلَّمْ بَيْنَهُنَّ بِسُوءٍ، عُدِلَتْ لَهُ عِبَادَةَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً».

۱۳۷۴- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مغرب کے بعد چھ رکعت نماز پڑھی اور ان کے درمیان کوئی بری بات نہ کہی تو اس کو بارہ سال کی عبادت کے برابر ثواب ہوگا۔“

فائدہ: بعض لوگ اس نماز کو اوابین کے نام سے پکارتے ہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ صلاۃ الاوابین نماز چاشت (ضحیٰ) کا دوسرا نام ہے جیسے کہ ارشاد نبوی ہے: [صَلَاةُ الْأَوَّابِينَ حِينَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ] (صحيح مسلم، صلاة

١٣٧٣- [إسناده موضوع] وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف، يعقوب بن الوليد، قال فيه الإمام أحمد: من الكذابين الكبار، وكان يضع الحديث، وقال الحاكم: يروي عن هشام بن عروة المناكير، قلت: واتفقوا على ضعفه" انتهى، وكذبه ابن معين وغيره، وله شاهد ضعيف جدًا عند ابن عدي: ٥/ ١٧٩٨ ☆ فيه عمرو بن جرير البجلي، كذبه أبو حاتم.

١٣٧٤- [ضعيف جدًا] تقدم، ح: ١١٦٧.

المسافرين' باب صلاة الأوابين حين ترمض الفصال ' حدیث:۷۴۸)"اللہ کی طرف رجوع کرنے والوں کی نماز اس وقت ہوتی ہے جب اونٹ کے بچوں کے پاؤں (ریت کی گرمی سے) جلنے لگیں۔" مذکورہ دونوں روایتیں ضعیف ہیں' اس لیے دونوں ناقابل حجت ہیں۔نماز چاشت کی وضاحت آگے آرہی ہے۔

(المعجم ١٨٦) - بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّطَوُّعِ فِي الْبَيْتِ (التحفة ٢٢٥)

باب:١٨٦-نفل نماز گھر میں ادا کرنا

١٣٧٥ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُوالأَحْوَصِ، عَنْ طَارِقٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: خَرَجَ نَفَرٌ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ إِلَى عُمَرَ. فَلَمَّا قَدِمُوا عَلَيْهِ، قَالَ لَهُمْ: مِمَّنْ أَنْتُمْ؟ قَالُوا: مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ. قَالَ: فَبِإِذْنٍ جِئْتُمْ؟ قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ، فَسَأَلُوهُ عَنْ صَلَاةِ الرَّجُلِ فِي بَيْتِهِ. فَقَالَ عُمَرُ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «أَمَّا صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي بَيْتِهِ فَنُورٌ. فَنَوِّرُوا بُيُوتَكُمْ».

١٣٧٥- حضرت عاصم بن عمرو ؒ سے روایت ہے کہ عراق سے چند افراد حضرت عمر ؓ سے ملنے کے لیے (وطن سے) آئے' جب وہ حضرت عمر ؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں (حضرت عمر) نے کہا: آپ لوگ کس قوم سے تعلق رکھتے ہیں؟ انھوں نے کہا: عراق کے رہنے والے ہیں۔فرمایا: آپ لوگ اجازت لے کر آئے ہیں؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ انھوں نے (حضرت عمر ؓ سے) گھر میں نماز پڑھنے کے متعلق سوال کیا۔حضرت عمر ؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق سوال کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:"آدمی کا گھر میں نماز پڑھنا نور (کا باعث) ہے' اس لیے اپنے گھروں کو منور کیا کرو۔"

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْحُسَيْنِ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ جَعْفَرٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ عُمَرَ

امام ابن ماجہ نے اپنے استاد محمد بن ابی حسین کی سند سے یہ روایت بیان کی تو عاصم بن عمرو اور عمر بن خطاب ؓ کے درمیان عمیر کا واسطہ بیان کیا۔

١٣٧٥ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف" * عاصم بن عمرو وثقه ابن حبان، وأبوحاتم، وضعفه البخاري، والعقيلي، و"أرسل عن عمر" كما في التهذيب وغيره، والسند الثاني معلول * أبوإسحاق عنعن وعمير مستور.

ابْنِ الْخَطَّابِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. نَحْوَهُ.

١٣٧٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى. قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ ابْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا قَضٰى أَحَدُكُمْ صَلاَتَهُ، فَلْيَجْعَلْ لِبَيْتِهِ مِنْهَا نَصِيبًا. فَإِنَّ اللهَ جَاعِلٌ فِي بَيْتِهِ مِنْ صَلاَتِهِ خَيْرًا».

۱۳۷۶- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص اپنی نماز پوری کر لے تو اسے چاہیے کہ اس کا ایک حصہ اپنے گھر کے لیے بھی رکھے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کی نماز کی وجہ سے اس کے گھر میں بھلائی عطا فرمائے گا۔''

فوائد ومسائل: ① مردوں کے لیے فرض نماز مسجد میں ادا کرنا ضروری ہے۔ ② نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ فرض نمازوں کی سنتیں بھی نوافل میں شامل ہیں۔ ③ نفل نماز مسجد میں ادا کرنا بھی جائز ہے۔ ④ گھر میں نفل نماز ادا کرنا گھر میں خیر وبرکت کا باعث ہے۔ ⑤ عورتیں مسجد میں نماز ادا کر سکتی ہیں' تاہم ان کا گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ اگر وہ جماعت کا ثواب حاصل کرنا چاہیں تو گھر کی عورتیں مل کر باجماعت نماز ادا کر سکتی ہیں۔

١٣٧٧- حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ، وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عُمَرَ. قَالاَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ تَتَّخِذُوا بُيُوتَكُمْ قُبُورًا».

۱۳۷۷- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے گھروں کو قبریں نہ بنالو۔''

فوائد ومسائل: ① ذکر الٰہی دل کی زندگی ہے۔ ذکر نہ کرنے والا مردے کی مانند ہے۔ نماز ذکر کا بہترین طریقہ ہے۔ ② قبرستان میں نماز پڑھنا منع ہے۔ ③ گھروں کو قبریں بنانے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح قبرستان میں نماز نہیں پڑھی جاتی' اسی طرح گھروں میں نماز پڑھنے سے پرہیز نہ کرو کہ فرض نمازوں کے علاوہ تمام نفلی نمازیں بھی مسجد

١٣٧٦ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة النافلة في بيته وجوازها في المسجد . . . الخ، ح:٧٧٨ من حديث الأعمش به، وصححه البغوي، والبوصيري.

١٣٧٧ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب كراهية الصلاة في المقابر، ح:٤٣٢، ومسلم، صلاة المسافرين، الباب السابق، ح:٧٧٧ من حديث يحيى القطان به.

ہی میں ادا کرنے لگو بلکہ نفل نمازیں گھر میں بھی پڑھا کرو۔

١٣٧٨ - حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ مُعَاوِيَةَ ابْنِ صَالِحٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ حَرَامِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ: أَيُّمَا أَفْضَلُ؟ الصَّلَاةُ فِي بَيْتِي أَوِ الصَّلَاةُ فِي الْمَسْجِدِ؟ قَالَ: «أَلَا تَرَى إِلَى بَيْتِي؟ مَا أَقْرَبَهُ مِنَ الْمَسْجِدِ فَلَأَنْ أُصَلِّيَ فِي بَيْتِي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُصَلِّيَ فِي الْمَسْجِدِ. إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَلَاةً مَكْتُوبَةً».

١٣٧٨- حضرت عبداللہ بن سعد ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: کون سی چیز افضل ہے؟ گھر میں نماز پڑھنا یا مسجد میں نماز پڑھنا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم میرا گھر نہیں دیکھ رہے کہ وہ مسجد سے کتنا قریب ہے؟ مجھے مسجد میں نماز پڑھنے سے اپنے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ پسند ہے سوائے اس کے کہ فرض نماز ہو۔''

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کو نفل نماز گھر میں پڑھنا پسند ہونے کی وجہ یہ نہیں کہ مسجد میں آنے جانے میں مشقت ہوتی تھی جیسے کہ مسجد دور ہونے کی صورت میں ہو سکتی ہے بلکہ اصل وجہ یہ تھی کہ گھر میں نفل نماز ادا کرنا افضل ہے۔ ② عالم آدمی جب سوال کرنے والے کو اپنا عمل بیان کر دے تو یہ بھی مسئلہ بتانے کی ایک صورت ہے اس کا فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے سائل کو زیادہ اطمینان حاصل ہو جاتا ہے۔

(المعجم ١٨٧) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الضُّحٰى (التحفة ٢٢٦)

باب: ١٨٧- نمازِ ضحیٰ کا بیان

١٣٧٩ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: سَأَلْتُ فِي زَمَنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، وَالنَّاسُ مُتَوَافِرُونَ، أَوْ مُتَوَافُونَ، عَنْ صَلَاةِ الضُّحٰى فَلَمْ أَجِدْ

١٣٧٩- حضرت عبداللہ بن حارث ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: حضرت عثمان بن عفان ؓ کے زمانے میں جب صحابۂ کرام ؓ کثیر تعداد میں موجود تھے میں نے نمازِ ضحیٰ کے متعلق دریافت کیا تو مجھے حضرت ام ہانی ؓ کے سوا کوئی شخص ایسا نہ ملا جو مجھے بتائے کہ

١٣٧٨ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٤٢ عن ابن مهدي به مطولاً، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٢٠٢، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

١٣٧٩ـ [صحيح] تقدم، ح: ٦١٤ من حديث الزهري عن عبدالله به.

أَحَدًا يُخْبِرُنِي أَنَّهُ صَلاَّهَا، يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ، غَيْرَ أُمِّ هَانِئٍ فَأَخْبَرَتْنِي أَنَّهُ صَلاَّهَا ثَمَانَ رَكَعَاتٍ.

رسول اللہ ﷺ نے یہ نماز پڑھی ہے' البتہ حضرت ام ہانی ؓ نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس نماز کی آٹھ رکعتیں پڑھی تھیں۔

فوائد ومسائل: ① صحیح مسلم میں حضرت زید بن ارقم ؓ سے اس نماز کی مشروعیت کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد مروی ہے جو حدیث:١٣٧٤ کے فائدہ میں ذکر ہوا۔ ② اکثر صحابہ کرام ؓ کو اس نماز کا علم شاید اس لیے نہیں ہو سکا کہ نبی ﷺ یہ نماز ہمیشہ نہیں پڑھتے تھے اور جب پڑھتے تو گھر میں پڑھتے تھے۔

١٣٨٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَأَبُو كُرَيْبٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ، عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ صَلَّى الضُّحَى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً، بَنَى اللهُ لَهُ قَصْرًا مِنْ ذَهَبٍ فِي الْجَنَّةِ».

١٣٨٠- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو شخص ضحیٰ کی بارہ رکعتیں پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں سونے کا ایک محل تعمیر کرے گا۔''

١٣٨١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يَزِيدَ الرِّشْكِ، عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ قَالَتْ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ: أَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الضُّحَى؟ قَالَتْ: نَعَمْ. أَرْبَعاً. وَيَزِيدُ مَا شَاءَ اللهُ.

١٣٨١- حضرت معاذہ عدویہ ؒ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے حضرت عائشہ ؓ سے سوال کیا: کیا نبی ﷺ ضحیٰ (چاشت) کی نماز پڑھتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں' چار رکعت پڑھتے تھے اور اس سے زیادہ بھی پڑھ لیتے تھے' جس قدر اللہ تعالیٰ چاہتا۔

فوائد ومسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ام ہانی ؓ کے علاوہ حضرت عائشہ ؓ نے بھی نبی اکرم ﷺ کو

١٣٨٠- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الوتر، باب ماجاء في صلاة الضحى، ح: ٤٧٣ عن أبي كريب به، وقال: "غريب" * وابن إسحاق صرح بالسماع عنده، وموسى بن فلان بن أنس مجهول كما في التقريب وغيره.

١٣٨١- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحى، وأن أقلها ركعتان ... الخ، ح: ٧١٩ من حديث شعبة به.

ضحیٰ (چاشت) کی نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ اور مسئلہ تو ایک صحابی کی روایت سے بھی ثابت ہو جاتا ہے۔ ② ضحیٰ کی نماز آٹھ رکعت سے کم یا زیادہ بھی پڑھی جاسکتی ہے' اس کی کم از کم مقدار دو رکعت ہے۔ (صحیح مسلم' صلاة المسافرين' باب استحباب صلاة الضحىٰ...... ' حديث:٧٢١،٧٢٠) فتح مکہ کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے آٹھ رکعتیں پڑھی تھیں۔ حدیث:١٣٧٩ میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

١٣٨٢ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ النَّهَّاسِ بْنِ قَهْمٍ، عَنْ شَدَّادٍ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَافَظَ عَلَى شُفْعَةِ الضُّحى، غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ وَ إِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ».

١٣٨٢- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص نماز ضحیٰ کا دوگانہ پابندی سے ادا کرے گا' اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے' خواہ سمندر کی جھاگ کی طرح (بہت زیادہ) ہوں۔''

(المعجم ١٨٨) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الاسْتِخَارَةِ (التحفة ٢٢٧)

باب:١٨٨- نمازِ استخارہ کا بیان

١٣٨٣ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِي قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ يُحَدِّثُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا الاسْتِخَارَةَ، كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ. يَقُولُ: «إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ، ثُمَّ لِيَقُلْ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ. وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ. وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ.

١٣٨٣- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں استخارہ (کی دعا) اسی طرح (اہتمام سے) سکھاتے تھے جس طرح قرآن مجید کی سورت کی تعلیم دیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: ''جب کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ فرض کے علاوہ دو رکعتیں (نفل) پڑھے پھر کہے: [اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ...... اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ هٰذَا الْأَمْرَ] ''یہاں اس چیز کا نام لے'' [خَيْراً لِي فِي عَاجِلِ أَمْرِي] (یا یوں فرمایا:) [خَيْراً لِي فِي دِينِي وَ مَعَاشِي وَ عَاقِبَةِ أَمْرِي وَ آجِلِه

١٣٨٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الوتر، باب ماجاء في صلاة الضحى، ح: ٤٧٦ من حديث النهاس به، وقال: "ولا نعرفه إلا من حديثه" ※ والنهاس هٰذا ضعيف كما في التقريب وغيره.

١٣٨٣ـ أخرجه البخاري، التهجد، باب ماجاء في التطوع مثنى مثنى، ح: ١١٦٢ وغيره من حديث عبدالرحمٰن به.

فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلاَ أَقْدِرُ. وَتَعْلَمُ وَلاَ أَعْلَمُ. وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ. اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ هٰذَا الأَمْرَ فَيُسَمِّيهِ، مَا كَانَ مِنْ شَيْءٍ خَيْرًا لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي، أَوْ خَيْرًا لِي فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَاقْدُرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي وَبَارِكْ لِي فِيهِ. وَ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ، يَقُولُ مِثْلَ مَا قَالَ فِي الْمَرَّةِ الأُولَى وَإِنْ كَانَ شَرًّا لِي، فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ، وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُمَا كَانَ. ثُمَّ رَضِّنِي بِهِ».

فَاقْدُرْهُ لِي وَ يَسِّرْهُ لِي وَ بَارِكْ لِي فِيهِ وَ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ هٰذَا الأَمْرَ] (جس طرح پہلے کہا تھا' اسی طرح یہاں کہے)[و إِنْ كَانَ شَرًّا لِّي فِي دِينِي وَ مَعَاشِي وَ عَاقِبَةِ أَمْرِي (یا کہے) شَرًّا لِّي فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ' فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُمَا كَانَ ثُمَّ رَضِّنِي بِهِ]''اے اللہ! میں تیرے علم کے واسطے سے تجھ سے بھلائی طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت کے واسطے سے (حصولِ خیر کی) طاقت مانگتا ہوں اور تجھ سے تیرے عظیم فضل کا سوال کرتا ہوں۔ بے شک تو (ہر چیز پر) قدرت رکھتا ہے اور میں (کسی چیز پر) قدرت نہیں رکھتا' تو (غیب) جانتا ہے' میں نہیں جانتا۔ تو (تمام) پوشیدہ امور سے باخبر ہے۔ اے اللہ! اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لیے میری دنیا' میری معاش اور انجام کار میں بہتر ہے...... (یا فرمایا) میرے فوری معاملات میں اور بعد کے معاملات میں بہتر ہے...... تو اسے میرے لیے مقدر کر دے' اسے میرے لیے آسان فرما دے اور میرے لیے اس میں برکت عطا فرما اور اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لیے برا ہے (یعنی) پہلے جملے والے الفاظ (دوبارہ) کہے (کہ میری دنیا میں' میری معاش میں اور میرے انجام کار میں ...... یا میرے فوری معاملات میں اور بعد کے معاملات میں) تو اس کام کو مجھ سے دور ہٹا دے اور مجھے اس سے (بہتر کام کی طرف) پھیر دے اور میرے لیے خیر مقدر کر دے جہاں کہیں بھی ہو' پھر مجھے اس پر راضی (اور مطمئن) کر دے۔''

فوائد ومسائل: ① "استخارے" کا مطلب اللہ سے خیر اور بہتری کی درخواست ہے۔ جب کسی کام کا ارادہ ہو تو اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کر لینا بہتر ہے کہ اگر اس کا انجام میرے لیے بہتر ہے تو یہ خیریت سے مکمل ہو ورنہ جو کچھ میرے لیے بہتر ہو وہ حاصل ہو جائے۔ ② استخارے کا مسنون طریقہ یہی ہے کہ دو رکعت نماز پڑھ کر دعا کی جائے۔ اس کے علاوہ جو مختلف قسم کے استخارے مشہور ہیں وہ سب غیر مسنون ہیں۔ ③ استخارے کے بعد خواب آنا شرط نہیں بلکہ کام کا انتظام کرنا چاہیے اگر بہتر ہوگا تو خیریت سے مکمل ہو جائے گا ورنہ کوئی رکاوٹ آ جائے تو سمجھ لینا چاہیے کہ اس کا اس انداز سے مکمل ہونا میرے حق میں بہتر نہیں۔ اسی طرح اگر استخارے کے بعد اس کام پر دل مطمئن ہو جائے تو وہ کام کر لیا جائے ورنہ چھوڑ دیا جائے۔ ④ دعا میں "هٰذَا الْأَمْرَ" کی جگہ مطلوبہ کام کا نام لینا چاہیے' مثلاً: هٰذَا النِّكَاحَ (یہ نکاح) هٰذَا السَّفَرَ (یہ سفر) هٰذِهِ التِّجَارَةَ (یہ تجارت) وغیرہ یا هٰذَا الْأَمْرَ" کہتے وقت دل میں اس کام کا تصور کر لیا جائے۔ ⑤ "مجھے اس سے پھیر دے" کا مطلب یہ ہے کہ میں وہ کام نہ کروں اور دل میں بھی یہ خیال نہ رہے کہ کاش یوں کر لیتا تو بہتر ہوتا۔

(المعجم ١٨٩) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْحَاجَةِ (التحفة ٢٢٨)

باب:١٨٩- نماز حاجت کا بیان

١٣٨٤- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الْعَبَّادَانِيُّ، عَنْ فَائِدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى الْأَسْلَمِيِّ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ إِلَى اللهِ، أَوْ إِلَى أَحَدٍ مِنْ خَلْقِهِ، فَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ لِيَقُلْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ. سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ. الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ، وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ، وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ، وَالسَّلَامَةَ

١٣٨٤- حضرت عبداللہ بن ابو اوفی اسلمی ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: "جس کو اللہ سے یا مخلوق میں سے کسی سے کوئی حاجت درپیش ہو اسے چاہیے کہ وضو کر کے دو رکعتیں پڑھے' پھر کہے: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ...... قَضَيْتَهَا لِي] "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو حلم والا اور کرم والا ہے۔ پاک ہے اللہ جو عرش عظیم کا مالک ہے' تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو جہانوں کو پالنے والا ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے وہ چیزیں (اعمال وخصال) مانگتا ہوں جو تیری رحمت کا سبب ہیں اور تیری بخشش کا باعث بننے والے (اعمال) اور ہر نیکی میں حصہ

١٣٨٤- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الترمذي، الوتر، باب ماجاء في صلاة الحاجة، ح: ٤٧٩ من حديث فائد به، وقال: "هٰذا حديث غريب وفي إسناده مقال"، وانظر، ح: ٤١٦ لعلته.

مِنْ كُلِّ إِثْمٍ. أَسْأَلُكَ أَلَّا تَدَعَ لِي ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ. وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَّجْتَهُ، وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا إِلَّا قَضَيْتَهَا لِي. ثُمَّ يَسْأَلُ اللهَ مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ مَا شَاءَ. فَإِنَّهُ يُقَدَّرُ».

اور ہر گناہ سے سلامتی کا سوال کرتا ہوں۔ میں تجھ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ میرا کوئی گناہ معاف کیے بغیر‘ کوئی غم ختم کیے بغیر اور کوئی حاجت جو تیری رضا کے مطابق ہو‘ پوری کیے بغیر نہ چھوڑ۔‘‘ پھر اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی جو حاجت چاہے مانگ لے۔ اس کی قسمت میں وہ چیز ہو جائے گی۔‘‘

١٣٨٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورِ بْنِ سَيَّارٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْمَدَنِيِّ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّ رَجُلًا ضَرِيرَ الْبَصَرِ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ادْعُ اللهَ لِي أَنْ يُعَافِيَنِي. فَقَالَ: «إِنْ شِئْتَ أَخَّرْتُ لَكَ وَهُوَ خَيْرٌ. وَإِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ» فَقَالَ: ادْعُهْ. فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ فَيُحْسِنَ وُضُوءَهُ. وَيُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ. وَيَدْعُوَ بِهٰذَا الدُّعَاءِ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ، وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ. يَا مُحَمَّدُ إِنِّي قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هٰذِهِ لِتُقْضَى. اللَّهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ».

١٣٨٥- حضرت عثمان بن حنیف ؓ سے روایت ہے کہ ایک نابینا آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میرے لیے دعا کیجیے کہ اللہ مجھے شفا دے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’اگر تو چاہے تو میں تیرے لیے آخرت کی بھلائی چاہوں اور وہ تیرے لیے بہتر ہے اور اگر تو چاہے تو میں دعا کر دوں۔‘‘ اس نے کہا: دعا ہی کر دیجیے۔ نبی ﷺ نے اسے حکم دیا کہ وہ خوب اچھی طرح وضو کر کے دو رکعتیں پڑھے‘ پھر یہ دعا مانگے: [اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَ أَتَوَجَّهُ...... فَشَفِّعْهُ فِيَّ] ’’اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور نبیِ رحمت حضرت محمد ﷺ کے ذریعے سے تیری طرف توجہ کرتا ہوں۔ اے محمد! میں آپ کے ذریعے سے اپنی اس حاجت کے سلسلے میں اپنے رب کی طرف توجہ کرتا ہوں تاکہ وہ حاجت پوری ہو جائے۔ اے اللہ! نبی ﷺ کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔‘‘

قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

ابو اسحاق نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے۔

١٣٨٥- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب: ١١٨، ح: ٣٥٧٨ من حديث عثمان بن عمر به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وزاد الحاكم: ١/ ٣١٣، ٥١٩ في الأخير: "وشفعني فيه"، وصححه هو، والذهبي وغيرهما مرةً على شرطهما، ومرةً قالا: "صحيح" ولا أشير إلى هٰذا الاختلاف للاختصار إلا نادرًا لأن لهما أوهامًا في بعض الأحيان، وهٰذا الشرح المختصر لا يتحمل الردود، فليتنبه.

فوائد ومسائل: ① شفا اللہ کے ہاتھ میں ہے کسی بندے کے ہاتھ میں نہیں' اس لیے شفا کی درخواست اللہ ہی سے کرنی چاہیے۔ ② کسی نیک بزرگ شخص سے اپنے حق میں دعا کرانا جائز ہے۔ ③ بیماری اور مصیبت پر صبر کرنا درجات کی بلندی کا باعث ہے لیکن اس سے نجات کی دعا کرنا بھی توکل اور رضا کے منافی نہیں۔ ④ ضرورت پوری ہونے کی نیت سے دو رکعت نفل نماز پڑھنا اور پھر مناسب دعا کرنا اس سے دعا کی قبولیت کی زیادہ امید ہوتی ہے۔ ⑤ صحابی نے نبیٔ اکرم ﷺ سے شفا کی درخواست نہیں کی بلکہ شفا کے لیے دعا کرنے کی درخواست کی اور خود بھی دعا کی۔ گویا نبی ﷺ کی دعا اس شخص کی دعا کی قبولیت کے لیے تھی' اس لیے اسے ''شفاعت'' کہا گیا۔ ⑥ بعض لوگوں نے اس حدیث سے رواجی وسیلہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، حالانکہ اس میں نبیٔ اکرم ﷺ کی ذات کو وسیلہ نہیں بنایا گیا بلکہ رسول اللہ ﷺ کی دعا کو وسیلہ بنایا گیا ہے اور پھر یہ نبیٔ اکرم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں تھا' وفات کے بعد قبر شریف میں آپ کو مخاطب نہیں کیا گیا۔ ⑦ رسول اللہ ﷺ کو وفات کے بعد مخاطب کرنا قرآن مجید کے اس فرمان کے بھی خلاف ہے: ﴿وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ﴾ (الحجرات:٢) ''رسول اللہ ﷺ کو بلند آواز سے نہ بلاؤ جس طرح تم ایک دوسرے کو بلند آواز سے پکار لیتے ہو۔'' بلکہ اس کا ادب بتاتے ہوئے فرمایا: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِن وَرَآءِ الْحُجُرَٰتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۝ وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّىٰ تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ﴾ (الحجرات:٤'٥) ''جو لوگ حجروں کے باہر سے آپ کو آوازیں دیتے ہیں' وہ اکثر بے عقل ہوتے ہیں۔ اگر وہ لوگ صبر کریں حتی کہ آپ خود ان کے پاس باہر تشریف لے آئیں تو یہ ان کے لیے بہتر ہے۔'' اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ حجرۂ مبارک میں دفن ہونے کے بعد نبی ﷺ کو نہ پکارا جائے حتی کہ قیامت کو وہ خود ہی باہر تشریف لے آئیں۔

(المعجم ١٩٠) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ التَّسْبِيحِ (التحفة ٢٢٩)

باب:١٩٠- نمازِ تسبیح کا بیان

١٣٨٦ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَبُو عِيسَى الْمَسْرُوقِيُّ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ، مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِلْعَبَّاسِ: «يَا عَمِّ أَلَا

١٣٨٦- حضرت ابو رافع ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس ؓ سے فرمایا: ''چچا جان! کیا میں آپ کو ایک تحفہ نہ دوں؟ آپ کو فائدہ نہ پہنچاؤں؟ آپ سے صلہ رحمی نہ کروں؟'' انھوں نے کہا: اللہ کے رسول! ضرور ایسا کیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آپ چار رکعتیں پڑھیں۔ ہر رکعت میں

١٣٨٦ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الوتر، باب ماجاء في صلاة التسبيح، ح:٤٨٢ من حديث زيد العكلي به، وقال: "غريب"، وانظر، ح:٢٥١ لعلته، وللحديث شواهد، منها الحديث الآتي.

أَحْبُوكَ، أَلاَ أَنْفَعُكَ، أَلاَ أَصِلُكَ» قَالَ: بَلٰى. يَارَسُولَ اللهِ قَالَ: «فَصَلِّ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ. تَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ. فَإِذَا انْقَضَتِ الْقِرَاءَةُ فَقُلْ: سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلاَ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ، خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً قَبْلَ أَنْ تَرْكَعَ. ثُمَّ ارْكَعْ فَقُلْهَا عَشْرًا. ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ فَقُلْهَا عَشْرًا. ثُمَّ اسْجُدْ فَقُلْهَا عَشْرًا. ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ فَقُلْهَا عَشْرًا. ثُمَّ اسْجُدْ فَقُلْهَا عَشْرًا. ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ فَقُلْهَا عَشْرًا قَبْلَ أَنْ تَقُومَ. فَتِلْكَ خَمْسٌ وَسَبْعُونَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ. وَهِيَ ثَلاَثُمِائَةٍ فِي أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ. فَلَوْ كَانَتْ ذُنُوبُكَ مِثْلَ رَمْلِ عَالِجٍ، غَفَرَهَا اللهُ لَكَ» قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ يَقُولُهَا فِي يَوْمٍ؟ قَالَ: «قُلْهَا فِي جُمُعَةٍ. فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقُلْهَا فِي شَهْرٍ» حَتَّى قَالَ: «فَقُلْهَا فِي سَنَةٍ».

سورۂ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھیں۔ جب قراءت مکمل ہو جائے تو رکوع کرنے سے پہلے پندرہ بار یوں کہیں: [سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ] ''اللہ پاک ہے اور تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے'' پھر رکوع کریں تو (رکوع کی حالت میں رکوع کی تسبیحات پڑھنے کے بعد) یہ تسبیح دس بار پڑھیں' پھر رکوع سے سر اٹھائیں تو (قومے کے اذکار کے بعد) دس بار یہ کہیں' پھر سجدہ کریں تو (سجدے کی تسبیحات کے بعد) دس بار یہی پڑھیں' پھر سر اٹھائیں تو (جلسے کی دعا پڑھ کر) دس بار یہ پڑھیں' پھر سجدہ کریں تو (سجدے کی تسبیحات کے بعد) دس بار یہی پڑھیں' پھر (سجدے سے) سر اٹھائیں تو کھڑے ہونے سے پہلے (جلسۂ استراحت میں) دس بار یہی پڑھیں۔ یہ ایک رکعت میں پچھتر تسبیحات ہیں اور چار رکعتوں میں تین سو تسبیحات ہیں۔ اگر آپ کے گناہ صحرائے عالج کی ریت (کے ذروں) کے برابر بھی ہوں گے تو (اس نماز کی وجہ سے) اللہ تعالیٰ وہ سب بخش دے گا۔'' حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جو روزانہ یہ نماز نہ پڑھ سکے تو (کیا کرے؟) آپ نے فرمایا: ''ہفتے میں ایک بار پڑھ لیں۔ اگر آپ سے یہ بھی نہ ہو سکے تو مہینے میں ایک بار پڑھ لیں۔'' حتی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ورنہ سال میں ایک بار تو پڑھ لیں۔''

فوائد ومسائل: ① اللہ تعالیٰ کی وسیع اور بے کراں رحمت کا ایک مظہر یہ بھی ہے کہ اس نے بعض آسان اور بظاہر معمولی اعمال کا ثواب بہت زیادہ رکھ دیا ہے' لہٰذا اس قسم کے اعمال پر توجہ دے کر ہمیں اللہ کی رحمت زیادہ سے زیادہ

حاصل کرنی چاہیے۔ ② اگر کوئی نیکی کثرت سے نہ ہو سکے تو کبھی کبھار جب ہو سکے اسے انجام دینا چاہیے۔ یہ سوچ کر چھوڑ نہیں دینی چاہیے کہ ہم سے اس پر پابندی کے ساتھ عمل نہیں ہو سکتا۔ ③ اللہ کی تسبیح و تقدیس اور حمد و تعریف کے کلمات اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ پسند ہیں' لہٰذا عام اذکار میں بھی ان کو اہمیت دینی چاہیے' مثلاً: [سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ] کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ یہ کلمات زبان پر ہلکے ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہیں اور قیامت کے دن اعمال کی ترازو میں ان کا وزن بہت زیادہ ہوگا۔ دیکھیے: (صحیح البخاری کی آخری حدیث) نماز تسبیح میں بھی تسبیح' حمد' توحید اور تکبیر کا ذکر کثرت سے کیا جاتا ہے' اس لیے یہ نماز اس قدر عظیم ثواب کی حامل ہے۔ ④ نیکی کی تلقین کرنے کے لیے ایسا انداز اختیار کرنا چاہیے جس سے سامعین کے دل میں اس نیکی کا شوق پیدا ہو جائے۔

١٣٨٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرِ ابْنِ الْحَكَمِ النَّيْسَابُورِيُّ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ أَبَانٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ: «يَا عَبَّاسُ يَا عَمَّاهُ أَلاَ أُعْطِيكَ، أَلاَ أَمْنَحُكَ، أَلاَ أَحْبُوكَ، أَلاَ أَفْعَلُ لَكَ عَشْرَ خِصَالٍ. إِذَا أَنْتَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ غَفَرَ اللهُ لَكَ ذَنْبَكَ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ، وَقَدِيمَهُ وَحَدِيثَهُ، وَخَطَأَهُ وَعَمْدَهُ، وَصَغِيرَهُ وَكَبِيرَهُ، وَسِرَّهُ وَعَلاَنِيَتَهُ. عَشْرُ خِصَالٍ، أَنْ تُصَلِّيَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ. تَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ. فَإِذَا فَرَغْتَ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي أَوَّلِ رَكْعَةٍ قُلْتَ وَأَنْتَ قَائِمٌ. سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ. خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً. ثُمَّ تَرْكَعُ

١٣٨٧- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس بن عبدالمطلب سے فرمایا: ''اے عباس! اے چچا جان! کیا میں آپ کو عطیہ نہ دوں' آپ کو ہدیہ نہ دوں' آپ کو تحفہ نہ دوں' آپ کے لیے دس خوبیاں (دس قسم کے گناہوں کا کفارہ بن جانے والا عمل) نہ بیان کروں؟ جب آپ وہ کام کریں تو اللہ تعالیٰ آپ کے پہلے پچھلے' پرانے اور نئے' غلطی سے کیے ہوئے اور جان بوجھ کر کیے ہوئے' چھوٹے اور بڑے' پوشیدہ اور ظاہر گناہ بخش دے۔ دس خوبیاں یہ ہیں (دس قسم کے گناہوں کا کفارہ بن جانے والا عمل) آپ چار رکعات ادا کریں ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ کوئی اور سورت بھی پڑھیں۔ جب آپ پہلی رکعت میں قراءت سے فارغ ہوں تو کھڑے کھڑے کہیں: [سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ] ''اللہ پاک ہے۔ سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے

١٣٨٧- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، التطوع، باب صلاة التسبيح، ح:١٢٩٧ عن عبدالرحمٰن به، وصححه أبوبكر الآجري، وأبوالحسن المقدسي، وأبوداود، وحسنه ابن حجر وغيره.

فَتَقُولُ، وَأَنْتَ رَاكِعٌ عَشْرًا . ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ الرُّكُوعِ فَتَقُولُهَا عَشْرًا . ثُمَّ تَهْوِي سَاجِدًا فَتَقُولُهَا وَأَنْتَ سَاجِدٌ عَشْرًا . ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ السُّجُودِ فَتَقُولُهَا عَشْرًا . ثُمَّ تَسْجُدُ فَتَقُولُهَا عَشْرًا . ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ السُّجُودِ فَتَقُولُهَا عَشْرًا . فَذٰلِكَ خَمْسَةٌ وَّسَبْعُونَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ . تَفْعَلُ فِي أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ . إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تُصَلِّيَهَا فِي كُلِّ يَوْمٍ مَرَّةً فَافْعَلْ . فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَفِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً . فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً . فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي عُمُرِكَ مَرَّةً».

ہیں۔ اور اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ اور اللہ سب سے بڑا ہے۔" پندرہ بار یہ تسبیح پڑھیں' پھر رکوع کریں اور رکوع میں دس بار یہی تسبیح کہیں' پھر رکوع سے سر اٹھا کر دس بار یہی کہیں' پھر سجدہ کریں اور سجدے میں دس بار یہ پڑھیں' پھر سجدے سے سر اٹھا کر یہی تسبیح دس بار کہیں' پھر سجدہ کریں اور دس بار یہ تسبیح پڑھیں' پھر سجدے سے سر اٹھائیں تو دس بار یہی پڑھیں اس طرح ہر رکعت میں پچھتر بار تسبیح ہوگی۔ چاروں رکعات میں اسی طرح پڑھیں۔ اگر آپ میں طاقت ہو تو ہر روز ایک بار ضرور یہ نماز پڑھیں۔ اگر اس کی ہمت نہ ہو تو ہفتے میں ایک بار پڑھ لیں۔ اگر اس کی بھی قدرت نہ ہو تو مہینے میں ایک بار پڑھیں اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو ساری عمر میں ایک بار پڑھ لیں۔"

(المعجم ١٩١) - بَابُ مَاجَاءَ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ (التحفة ٢٣٠)

باب:١٩١- نصف شعبان کی رات (شب براءت) کا بیان

١٣٨٨- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا ابْنُ أَبِي سَبْرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ،

١٣٨٨- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب نصف شعبان کی رات آئے تو اس رات کو قیام کرو اور دن کو روزہ رکھو۔ اس رات اللہ تعالیٰ سورج کے غروب ہوتے ہی پہلے آسمان پر نزول فرمالیتا ہے اور صبح صادق طلوع ہونے تک کہتا رہتا ہے: کیا کوئی مجھ سے بخشش مانگنے والا ہے کہ میں اسے معاف کر دوں؟

١٣٨٨ـ [إسناده موضوع] أخرجه المزي في تهذيب الكمال: (٣٣/ ١٠٧ ترجمة ابن أبي سبرة) من حديث الحسن بن علي به، وقال البوصيري: "إسناده ضعيف لضعف ابن أبي سبرة واسمه أبوبكر بن عبدالله بن محمد أبي سبرة، قال فيه أحمد بن حنبل وابن معين يضع الحديث"، وضعفه ابن رجب في لطائف المعارف * إبراهيم بن محمد لا يعرف، ولعله ابن أبي يحيٰى (متروك)، راجع التهذيب وغيره.

فَقُومُوا لَيْلَهَا وَصُومُوا نَهَارَهَا. فَإِنَّ اللهَ يَنْزِلُ فِيهَا لِغُرُوبِ الشَّمْسِ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا. فَيَقُولُ: أَلاَ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ لِي فَأَغْفِرَ لَهُ أَلاَ مُسْتَرْزِقٌ فَأَرْزُقَهُ أَلاَ مُبْتَلًى فَأُعَافِيَهُ أَلاَ كَذَا أَلاَ كَذَا، حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ».

کیا کوئی رزق طلب کرنے والا ہے کہ اسے رزق دوں؟ کیا کوئی (کسی بیماری یا مصیبت میں) مبتلا ہے کہ میں اسے عافیت عطا فرما دوں؟''

فائدہ: یہ روایت سخت ضعیف ہی نہیں بلکہ موضوع (من گھڑت) ہے' اس لیے پندرہ شعبان کے روزے کی کوئی اصل نہیں۔ اسی طرح اس رات میں خاص طور پر اللہ تعالیٰ کے آسمانِ دنیا پر نزول کا مسئلہ ہے جیسا کہ اس روایت میں اور اگلی روایت میں ہے' وہ بھی صحیح نہیں' البتہ صحیح روایات سے یہ ثابت ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہر رات کو پہلے آسمان پر نزول فرماتا ہے۔ اس نزول کی کیفیت کیا ہے؟ اسے ہم جان سکتے ہیں' نہ بیان کر سکتے ہیں' تاہم اس صفت نزول پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔

١٣٨٩- حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْخُزَاعِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ أَبُوبَكْرٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا حَجَّاجٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَقَدْتُ النَّبِيَّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ. فَخَرَجْتُ أَطْلُبُهُ. فَإِذَا هُوَ بِالْبَقِيعِ، رَافِعٌ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ. فَقَالَ: «يَا عَائِشَةُ أَكُنْتِ تَخَافِينَ أَنْ يَحِيفَ اللهُ عَلَيْكِ وَرَسُولُهُ؟» قَالَتْ، قَدْ قُلْتُ: وَمَا بِي ذٰلِكَ. وَلٰكِنِّي ظَنَنْتُ أَنَّكَ أَتَيْتَ بَعْضَ نِسَائِكَ. فَقَالَ: «إِنَّ اللهَ تَعَالَى يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَغْفِرُ لِأَكْثَرَ مِنْ

١٣٨٩- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو (گھر میں) نہ پایا۔ میں آپ کی تلاش میں نکلی تو دیکھا کہ آپ بقیع میں ہیں اور آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا ہوا ہے۔ (جب مجھے دیکھا تو) فرمایا: ''عائشہ! کیا تجھے یہ ڈر تھا کہ اللہ اور اس کا رسول تجھ پر ظلم کریں گے؟'' حضرت عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ: میں نے عرض کیا: مجھے یہ خوف تو نہیں تھا لیکن میں نے سوچا (شاید) آپ اپنی کسی (اور) زوجۂ محترمہ کے ہاں تشریف لے گئے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نصف شعبان کو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور بنو کلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ (لوگوں) کو معاف فرما دیتا ہے۔''

١٣٨٩_ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في ليلة النصف من شعبان، ح: ٧٣٩ من حديث يزيد به، وقال: "سمعت محمدًا (البخاري) يضعف هٰذا الحديث، وقال: يحيٰى لم يسمع من عروة، والحجاج بن أرطاة لم يسمع من يحيى بن أبي كثير"، وانظر أيضًا، ح: ٤٩٦، ١١٢٩.

عَدَدِ شَعَرِ غَنَمِ كَلْبٍ».

١٣٩٠- حَدَّثَنَا رَاشِدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ رَاشِدٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ أَيْمَنَ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَرْزَبٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ لَيَطَّلِعُ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ. فَيَغْفِرُ لِجَمِيعِ خَلْقِهِ. إِلَّا لِمُشْرِكٍ أَوْ مُشَاحِنٍ».

۱۳۹۰- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت بیان کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات (اپنے بندوں پر) نظر فرماتا ہے' پھر مشرک اور (مسلمان بھائی سے) دشمنی رکھنے والے کے سوا ساری مخلوق کی مغفرت فرما دیتا ہے۔''

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا أَبُوالأَسْوَدِ النَّضْرُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اپنے استاد محمد بن اسحاق کی سند سے یہ روایت بیان کی تو انھوں نے ضحاک بن عبدالرحمٰن اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے درمیان ضحاک کے باپ کا واسطہ بیان کیا۔

فوائد ومسائل: ① شب براءت (شعبان کی پندرھویں رات) کے فضائل میں جتنی روایات آتی ہیں وہ سب کی سب اکثر علماء کے نزدیک ضعیف ہیں حتی کہ یہ (۱۳۹۰) روایت بھی' اس لیے ان علماء کے نزدیک اس رات کی کوئی خاص فضیلت ثابت نہیں ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک بھی اکثر روایات ضعیف ہیں لیکن صرف یہ روایت (۱۳۹۰) ان کے نزدیک حسن ہے' اس لیے ان کے موقف کی رُو سے اس حدیث میں شب براءت کی فضیلت کا بیان ہے۔ ② اس رات اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کرنا مناسب ہے' آتش بازی اور مخصوص کھانے تیار کرنا یا اس قسم کی دوسری رسمیں سب خود ساختہ ہیں' ان سے پرہیز ضروری ہے۔ افضل اوقات کے فضائل و برکات سے صرف توحید والے کو حصہ ملتا ہے' شرک اکبر کا مرتکب ان سے محروم رہتا ہے۔ ③ مسلمان بھائی سے ناحق دشمنی رکھنا اللہ کی رحمت سے

١٣٩٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ٥١٠ من حديث أبي الأسود به على تصحيف فيه، وقال البوصيري: "إسناده ضعيف لضعف عبدالله بن لهيعة وتدليس الوليد بن مريم" * والضحاك بن أيمن مجهول(تقريب)، وفيه علة أخرى، والزبير بن سليم، وعبدالرحمٰن بن عرزب مجهولان(تقريب)، وللحديث طرق عن معاذ، وأبي ثعلبة، وعبدالله بن عمرو، وأبي هريرة، وأبي بكر، وعوف بن مالك، وعائشة، ولا يصح منها شيء.

محرومی کا باعث ہے۔

(المعجم ١٩٢) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ وَالسَّجْدَةِ عِنْدَ الشُّكْرِ** (التحفة ٢٣١)

باب: ۱۹۲- شکر کے طور پر نماز پڑھنے یا سجدہ کرنے کا بیان

١٣٩١- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ رَجَاءٍ: حَدَّثَتْنِي شَعْثَاءُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى، يَوْمَ بُشِّرَ بِرَأْسِ أَبِي جَهْلٍ رَكْعَتَيْنِ.

۱۳۹۱- حضرت عبداللہ بن ابو اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس دن رسول اللہ ﷺ کو ابو جہل کا سر کاٹے جانے کی خوشخبری دی گئی آپ نے دو رکعتیں پڑھیں۔

١٣٩٢- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ بْنِ صَالِحٍ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا أَبِي: أَنْبَأَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدَةَ السَّهْمِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بُشِّرَ بِحَاجَةٍ، فَخَرَّ سَاجِدًا.

۱۳۹۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کو ایک کام ہو جانے کی خوش خبری دی گئی تو آپ سجدے میں گر پڑے۔

فائدہ: کسی بھی خوشی کے موقع پر اللہ کا شکر ادا کرنے کے لیے ایک سجدہ کرنا مسنون ہے۔ یہ سجدہ کافی طویل بھی ہو سکتا ہے۔

١٣٩٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا تَابَ اللهُ عَلَيْهِ خَرَّ سَاجِدًا.

۱۳۹۳- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی تو وہ سجدے میں گر پڑے۔

١٣٩١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الحافظ المزي في تهذيبه: (٣٥/ ٢٠٦ ترجمة شعثاء) من حديث سلمة به * شعثاء لا تعرف (تقريب).

١٣٩٢ـ [حسن] انظر، ح: ٣٣٠ لعلته.

١٣٩٣ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب حديث كعب بن مالك وقول الله تعالى: "وعلى الثلاثة الذين خلفوا" ح: ٤٤١٨ من حديث الزهري به مطولاً.

فائدہ: حضرت کعب بن مالک' حضرت مرارہ بن ربیع اور حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہم غزوۂ تبوک سے محض سستی کی بنا پر کسی معقول عذر کے بغیر پیچھے رہ گئے تھے جس پر اللہ کے حکم سے تمام مسلمانوں نے ان تینوں حضرات سے پچاس دن تک بائیکاٹ کر دیا۔ اتنی طویل مدت تک یہ حضرات پریشان رہے اور توبہ کرتے رہے' آخر پچاس دن بعد توبہ قبول ہوئی تو اللہ کے نبی ﷺ نے اس دن کو ان کی زندگی کا افضل ترین دن قرار دیا۔ (صحیح البخاري' المغازي' باب حدیث کعب بن مالك' حدیث:٤٤١٨) قرآن مجید میں سورۂ توبہ آیت:١١٨ میں اسی واقعے کی طرف اشارہ ہے۔

١٣٩٤- حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْخُزَاعِيُّ، وَ أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ. قَالاَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ بَكَّارِ بْنِ عَبْدِالْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَتَاهُ أَمْرٌ يَسُرُّهُ أَوْ يُسَرُّ بِهِ، خَرَّ سَاجِدًا، شُكْرًا لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى.

١٣٩٤- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کو جب کوئی خوشی والا معاملہ پیش آتا تو آپ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے سجدہ ریز ہوجاتے۔

(المعجم ١٩٣) - بَابُ مَا جَاءَ فِي أَنَّ الصَّلاَةَ كَفَّارَةٌ (التحفة ٢٣٢)

باب:١٩٣- نماز سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں

١٣٩٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَ نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ. قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ وَ سُفْيَانُ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ الثَّقَفِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ الْوَالِبِيِّ، عَنْ أَسْمَاءَ بْنِ الْحَكَمِ الْفَزَارِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: كُنْتُ إِذَا

١٣٩٥- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں جب رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث سنتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے جو فائدہ دینا ہوتا دے دیتا اور جب مجھے کوئی اور آدمی نبی ﷺ کی حدیث سناتا تو میں اس سے قسم لیتا۔ اگر وہ قسم کھاتا تو میں اس پر اعتبار کر لیتا۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے حدیث سنائی اور

١٣٩٤_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في سجود الشكر، ح:٢٧٧٤ من حديث أبي عاصم به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، ح:١٥٧٨، وقال البوصيري: "موقوف" لكنه صحيح الإسناد ورجاله ثقات.

١٣٩٥_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الوتر، باب في الاستغفار، ح:١٥٢١ من حديث عثمان بن المغيرة به، وحسنه الترمذي، ح:٤٠٦، وابن عدي وغيرهما، وصححه ابن حبان.

سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَدِيثًا، يَنْفَعُنِي اللهُ بِمَا شَاءَ مِنْهُ. وَإِذَا حَدَّثَنِي عَنْهُ غَيْرُهُ، اسْتَحْلَفْتُهُ. فَإِذَا حَلَفَ صَدَّقْتُهُ. وَإِنَّ أَبَابَكْرٍ حَدَّثَنِي وَصَدَقَ أَبُو بَكْرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ رَجُلٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا، فَيَتَوَضَّأُ، فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ. ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، وَقَالَ مِسْعَرٌ: ثُمَّ يُصَلِّي وَيَسْتَغْفِرُ اللهَ، إِلَّا غَفَرَ اللهُ لَهُ».

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سچ فرمایا۔ انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بھی شخص کوئی گناہ کر لیتا ہے' پھر اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھتا ہے اور اللہ سے بخشش مانگتا ہے تو اللہ اسے ضرور بخش دیتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① حدیث نبوی قبول کرنے میں احتیاط اور صحیح غلط میں امتیاز کا عمل صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے شروع ہوا ہے۔ ② حضرت علی رضی اللہ عنہ اس لیے قسم نہیں لیتے تھے کہ انھیں صحابہ کی روایت پر یقین نہیں تھا بلکہ اس کا مقصد یہ تھا کہ دوسرے لوگ حدیث کی اہمیت کو محسوس کریں اور وہی حدیث بیان کریں جو انھیں خوب اچھی طرح یاد ہو۔ اس کے علاوہ یہ فائدہ بھی پیش نظر تھا کہ اگر وہ حدیث کسی کو سنائیں تو پورے اعتماد سے سنائیں کہ حدیث صحیح ہے۔ ③ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صداقت پر اتنا یقین تھا کہ ان کی سنائی ہوئی حدیث بے چون و چرا تسلیم کر لیتے تھے۔ ④ وضو اور نماز گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہیں۔ ⑤ نماز کے باوجود دل میں نادم ہوتے ہوئے اللہ سے مغفرت کی دعا کرنا ضروری ہے' البتہ بعض چھوٹے گناہ صرف وضو سے یا صرف نماز سے بھی معاف ہو جاتے ہیں۔

١٣٩٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ سُفْيَانَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَظُنُّهُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُفْيَانَ الثَّقَفِيِّ أَنَّهُمْ غَزَوْا غَزْوَةَ السَّلَاسِلِ، فَفَاتَهُمُ الْغَزْوُ. فَرَابَطُوا. ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى مُعَاوِيَةَ وَعِنْدَهُ أَبُوأَيُّوبَ وَعُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ. فَقَالَ

١٣٩٦- حضرت عاصم بن سفیان ثقفی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مسلمانوں نے ذات سلاسل کی جنگ کی لیکن یہ لوگ (عاصم اور ان کے کچھ ساتھی) جنگ میں شریک نہ ہو سکے۔ (بعد میں پہنچے چنانچہ) وہ لوگ (کچھ عرصہ) محاذ پر مورچہ زن رہے (لیکن دوبارہ جنگ کی نوبت نہ آئی تو)' پھر وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس

١٣٩٦_ [حسن] أخرجه النسائي: ١/ ٩٠، ٩١، الطهارة، باب ثواب من توضأ كما أمر، ح: ١٤٤ من حديث الليث به، ولم يشك فيه، وكذا رواه الجماعة عن الليث به بدون شك، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٦٦، وأشار المنذري إلى أنه حسن، وله طريق آخر عند البخاري في التاريخ الكبير: ٧/ ٤٢، ولأصل الحديث شواهد * سفيان هو ابن عبدالرحمٰن بن عاصم الثقفي.

عَاصِمٌ: يَا أَبَا أَيُّوبَ فَاتَنَا الْغَزْوُ الْعَامَ. وَقَدْ أُخْبِرْنَا أَنَّهُ مَنْ صَلَّى فِي الْمَسَاجِدِ الأَرْبَعَةِ، غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ. فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي أَدُلُّكَ عَلَى أَيْسَرَ مِنْ ذٰلِكَ. إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ تَوَضَّأَ كَمَا أُمِرَ، وَصَلَّى كَمَا أُمِرَ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ عَمَلٍ» أَكَذٰلِكَ يَا عُقْبَةُ؟ قَالَ: نَعَمْ.

واپس آ گئے۔ اس وقت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حضرت ابوایوب اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔ عاصم رحمہ اللہ نے کہا: ابوایوب! ہم تو اس سال جہاد سے محروم رہ گئے۔ ہمیں بتایا گیا کہ جو شخص چار مسجدوں میں نماز پڑھے‘ اس کا گناہ بخش دیا جاتا ہے۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بھتیجے! میں تجھے اس سے آسان عمل بتاتا ہوں‘ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”جو شخص وضو کرے جس طرح حکم دیا گیا ہے اور نماز اس طرح پڑھے جس طرح حکم دیا گیا ہے تو اس کے گزشتہ عمل معاف ہو جائیں گے۔“ عقبہ! کیا یہ حدیث اسی طرح ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں (اسی طرح ہے۔)

فوائد و مسائل: ① ایک غزوہ ذات سلاسل ۸ھ میں فتح مکہ سے پہلے ہوا تھا۔ یہ اور جنگ ہے جو ذات سلاسل کے نام سے مشہور ہے۔ یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں واقع ہوئی۔ ② ”سلاسل“ کا مطلب ریت کے ٹیلوں کا سلسلہ ہے۔ یہ دونوں جنگیں صحرائی علاقے میں واقع ہونے کی وجہ سے ذات سلاسل کے نام سے معروف ہوئیں۔ ③ حضرت عاصم رحمہ اللہ کا جنگ میں شریک نہ ہونا گناہ نہیں تھا کیونکہ ہر جہاد میں کچھ مجاہد شریک ہوتے ہیں‘ کچھ ہنگامی حالات کے لیے یا کسی اور جنگ میں شریک ہونے کے لیے یا دوسرے فرائض انجام دینے کے لیے پیچھے رہتے ہیں۔ اس جنگ میں حضرت عاصم رحمہ اللہ کا پیچھے رہ جانا شاید ان کی کسی کوتاہی کی وجہ سے پیش آیا ہوگا کہ وہ ارادہ رکھنے کے باوجود شریک نہ ہو سکے ہوں گے‘ اس لیے انھوں نے اپنا ایک گناہ شمار کیا۔ ④ چار مساجد سے مراد مسجد حرام‘ مسجد نبوی‘ مسجد اقصیٰ اور مسجد قباء ہیں جن کی زیارت کے لیے جانے کی ترغیب احادیث میں مروی ہے۔ ⑤ حکم کے مطابق وضو اور نماز سے مراد اچھی طرح آداب و سنن کو ملحوظ رکھتے ہوئے وضو کرنا اور نماز پڑھنا اور نماز میں توجہ اور خشوع و خضوع کا اہتمام کرنا ہے‘ یعنی بہترین انداز سے وضو کر کے بہترین انداز سے نماز ادا کی جائے۔ ⑥ سنت کے مطابق وضو اور نماز اتنا بڑا عمل ہے کہ اس سے بعض بڑے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔

١٣٩٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ:

۱۳۹۷- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ انھوں

١٣٩٧_ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٧١، ٧٢ عن يعقوب به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَمِّهِ: حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي فَرْوَةَ أَنَّ عَامِرَ بْنَ سَعْدٍ أَخْبَرَهُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَانَ ابْنَ عُثْمَانَ يَقُولُ: قَالَ عُثْمَانُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ بِفِنَاءِ أَحَدِكُمْ نَهْرٌ يَجْرِي يَغْتَسِلُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ، مَا كَانَ يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ؟» قَالَ: لَا شَيْءَ. قَالَ: «[فَإِنَّ] الصَّلَاةَ تُذْهِبُ الذُّنُوبَ كَمَا يُذْهِبُ الْمَاءُ الدَّرَنَ».

نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ نے فرمایا: "بھلا بتاؤ! اگر کسی کے گھر کے سامنے (صاف پانی کا) ایک دریا بہتا ہو' وہ اس میں روزانہ پانچ بار غسل کرے تو اس (کے جسم) پر کتنی میل باقی رہ جائے گی؟" حاضرین نے کہا: بالکل نہیں رہے گی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "نماز گناہوں کو اسی طرح ختم کر دیتی ہے جس طرح پانی سے میل کچیل ختم ہو جاتی ہے۔"

فوائد و مسائل: ① مسنون وضو اور نماز سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ② شرعی مسئلہ مثالیں دے کر بیان کرنے سے زیادہ سمجھ میں آتا ہے اور زیادہ یاد رہتا ہے۔ دوسرے علمی مسائل کی بھی یہی کیفیت ہے۔

١٣٩٨- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَجُلًا أَصَابَ مِنَ امْرَأَةٍ، يَعْنِي مَا دُونَ الْفَاحِشَةِ. فَلَا أَدْرِي مَا بَلَغَ. غَيْرَ أَنَّهُ دُونَ الزِّنَا. فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ. فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ. فَأَنْزَلَ اللهُ سُبْحَانَهُ: ﴿وَأَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ طَرَفَيِ ٱلنَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ ٱلَّيْلِ ۚ إِنَّ ٱلْحَسَنَٰتِ يُذْهِبْنَ ٱلسَّيِّـَٔاتِ ۚ ذَٰلِكَ ذِكْرَىٰ لِلذَّٰكِرِينَ﴾. [هود: ١١٤] فَقَالَ: يَا رَسُولَ

١٣٩٨- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کسی عورت سے زنا سے کم تر ناجائز حرکت کی۔ یہ تو معلوم نہیں کہ اس نے کس حد تک غلطی کی' تاہم زنا نہیں کیا' پھر وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ بات عرض کی۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کر دی: ﴿وَ أَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذٰلِكَ ذِكْرَىٰ لِلذَّاكِرِينَ﴾ "دن کے کناروں میں بھی نماز قائم کیجیے اور رات کی گھڑیوں میں بھی' یقیناً نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ یہ نصیحت ہے نصیحت قبول کرنے والوں

١٣٩٨ـ أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب الصلاة كفارة، ح:٥٢٦، ٤٦٨٧، ومسلم، التوبة، باب قوله تعالى: "إن الحسنات يذهبن السيئات"، ح:٢٧٦٣ من حديث سليمان به.

اللهِ أَلِي هٰذِهِ؟ قَالَ: «لِمَنْ أَخَذَ بِهَا».

کے لیے۔'' صحابی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ (رعایت) صرف میرے لیے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو بھی اس پر عمل کرے، اس کے لیے ہے۔''

فوائد و مسائل: ① مرد کا کسی عورت کو اور عورت کا کسی مرد کو گناہ آلود نظر سے دیکھنا' چھونا اور بوس و کنار وغیرہ کرنا یہ سب گناہ کے کام ہیں اور حدیث میں انھیں بھی ''زنا'' قرار دیا گیا ہے' تاہم یہ بدفعلی سے کم تر درجے کے گناہ ہیں' اس لیے جب کوئی شخص ایسی حرکت کا ارتکاب کر کے دل میں نادم ہو، توبہ کرے اور وضو کر کے نماز پڑھ لے تو اس کا گناہ معاف ہو جائے گا' البتہ ناجائز جنسی عمل کے ارتکاب پر حد کا نفاذ ضروری ہے' حد لگ جانے سے وہ بھی معاف ہو جاتا ہے۔ ② مومن کے دل میں اللہ کا خوف ہونا چاہیے۔ اگر نفس امارہ اور شیطان کے غلبے سے غلطی ہو جائے تو فوراً اس کے ازالہ اور معافی کی فکر ہونی چاہیے۔ ③ دن کے کناروں کی نمازیں فجر اور عصر کی ہیں جن کے درمیان ظہر کی نماز آ جاتی ہے اور رات کی نمازیں مغرب اور عشاء ہیں' یعنی نماز پنجگانہ کی ادائیگی گناہوں کی معافی کا باعث ہے۔

(المعجم ١٩٤) - بَابُ مَا جَاءَ فِي فَرْضِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ وَالْمُحَافَظَةِ عَلَيْهَا (التحفة ٢٣٣)

باب: ۱۹۴- پانچ نمازوں کی فرضیت اور محافظت کا بیان

١٣٩٩- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَرَضَ اللهُ عَلَى أُمَّتِي خَمْسِينَ صَلَاةً. فَرَجَعْتُ بِذٰلِكَ. حَتَّى آتِيَ عَلَى مُوسَى. فَقَالَ مُوسَى: مَاذَا افْتَرَضَ رَبُّكَ عَلَى أُمَّتِكَ؟ قُلْتُ: فَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِينَ صَلَاةً. قَالَ: فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ. فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ. فَرَاجَعْتُ رَبِّي.

۱۳۹۹- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں۔ میں یہ حکم لے کر واپس آیا حتی کہ موسیٰ ؑ کے پاس پہنچا' موسیٰ ؑ نے فرمایا: آپ کے رب نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا: اس نے مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی ہیں۔ انھوں نے فرمایا: اپنے رب کے پاس واپس جائیے کیونکہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ میں دوبارہ اپنے رب کی طرف گیا تو اس نے نصف نمازیں معاف فرما دیں۔ میں پھر موسیٰ ؑ کے پاس آیا اور انھیں بتایا۔ انھوں نے

١٣٩٩ـ أخرجه البخاري، الصلاة، كيف فرضت الصلاة في الإسراء، ح: ٣٤٩، ١٦٣٦، ٣٣٤٢، ومسلم، الإيمان، باب الإسراء برسول الله ﷺ إلى السماوات وفرض الصلوات، ح: ١٦٣ من حديث يونس به.

فَوَضَعَ عَنِّي شَطْرَهَا . فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسٰى فَأَخْبَرْتُهُ. فَقَالَ: ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ. فَرَاجَعْتُ رَبِّي. فَقَالَ هِيَ خَمْسٌ وَّهِيَ خَمْسُونَ. لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ. فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسٰى. فَقَالَ: ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ. فَقُلْتُ: قَدِ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّي».

فرمایا: اپنے رب کے پاس واپس جائیے کیونکہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ میں پھر اپنے رب کی طرف گیا تو اس نے فرمایا: یہ (ادا کرنے میں) پانچ ہیں اور یہی (ثواب میں) پچاس ہیں۔ میرا فرمان تبدیل نہیں ہوتا۔ میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ انھوں نے فرمایا: اپنے رب کے پاس واپس جائیے' میں نے کہا: مجھے اپنے رب سے شرم محسوس ہوتی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① یہ حدیث واقعہ معراج کا ایک حصہ بیان کرتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح البخاري' الصلاة' باب كيف فرضت الصلاة في الإسراء' حديث:٣٤٩) ② حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو فرمایا کہ آپ کی امت زیادہ نمازیں پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتی' اس کی وجہ یہ ہے کہ انھیں بنی اسرائیل سے اس قسم کا تجربہ ہوا تھا کہ بنی اسرائیل نے اللہ کے حکم کے مطابق نمازیں ادا کرنے میں کوتاہی کی تھی۔ (صحيح مسلم' الإيمان' باب الإسراء برسول الله صلى الله عليه وسلم إلى السموات و فرض الصلوات' حديث:١٦٢) ③ پچاس نمازوں کا حکم تبدیل کر کے پانچ کر دینا اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت ہے اور مسلمانوں پر اللہ کا احسان عظیم ہے۔ اس احسان کا شکر صرف اسی طرح ادا کیا جا سکتا ہے کہ پانچوں نمازیں پابندی سے اور پورے آداب کا لحاظ رکھ کر بروقت ادا کی جائیں۔ ④ پانچ نمازوں کو پچاس قرار دے کر فرمایا کہ میرا فرمان تبدیل نہیں ہوتا' اس کی وجہ یہ ہے کہ خود اسی کا قانون ہے کہ صحیح انداز سے خلوص کے ساتھ ادا کی ہوئی نیکی کا ثواب کم از کم دس گنا لکھا جاتا ہے۔ ارشاد ہے: ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾ (الأنعام:١٦٠) ''جو نیکی لے کر حاضر ہوا' اس کا دس گنا (بدلہ) ملے گا۔'' ⑤ آخری بار رسول اللہ ﷺ نے مزید تخفیف کی درخواست کرنے سے اجتناب فرمایا کیونکہ پانچ پر پچاس کے ثواب کی خوشخبری میں یہ ارشاد تھا کہ اب مزید تخفیف نہیں کی جائے گی۔

١٤٠٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُصْمٍ أَبِي عُلْوَانَ، عَنِ ابْنِ

۱۴۰۰- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: تمھارے نبی ﷺ کو پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا تھا تو انھوں نے تمھارے رب سے تخفیف

١٤٠٠- [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٣١٥، والمزي في تهذيب الكمال: (١٥/ ٣٠٧، ٣٠٨ ترجمة عبدالله بن عصم) من حديث أبي الوليد هشام بن عبدالملك به * شريك تقدم، ح: ١٤٩، وعنعن، وشيخه مختلف فيه، ولحديثهما شواهد معنوية، انظر الحديث السابق.

عَبَّاسٍ قَالَ: أُمِرَ نَبِيُّكُمْ ﷺ بِخَمْسِينَ صَلَاةً. فَنَازَلَ رَبَّكُمْ أَنْ يَجْعَلَهَا خَمْسَ صَلَوَاتٍ.

کرا کے پانچ کروالیں۔

١٤٠١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ، عَنِ الْمُخْدَجِيِّ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللهُ عَلَى عِبَادِهِ. فَمَنْ جَاءَ بِهِنَّ لَمْ يَنْتَقِصْ مِنْهُنَّ شَيْئًا، اسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ. فَإِنَّ اللهَ جَاعِلٌ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَهْدًا أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ. وَمَنْ جَاءَ بِهِنَّ قَدِ انْتَقَصَ مِنْهُنَّ شَيْئًا، اسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ، لَمْ يَكُنْ لَهُ عِنْدَ اللهِ عَهْدٌ. إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ، وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ».

١٤٠١- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: ''پانچ نمازیں ہیں جو اللہ نے اپنے بندوں پر فرض کی ہیں تو جو شخص انھیں اس طرح لے کر حاضر ہوا کہ ان کے حق کو غیر اہم سمجھ کر ان میں کمی نہ کی ہو تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے وعدہ فرمائے گا کہ اسے جنت میں داخل کر دے گا اور جو انھیں اس طرح لے کر آیا کہ ان کے حق کو اہمیت نہ دیتے ہوئے ان میں کمی کی (پوری نمازیں ادا نہ کیں) تو اسے اللہ کے ہاں کوئی عہد حاصل نہیں ہوگا (اللہ کی مرضی ہے) چاہے اسے عذاب دے چاہے بخش دے۔''

فوائد و مسائل: ① صرف پانچ نمازیں فرض ہیں۔ باقی سب نفل ہیں لیکن بعض نمازوں کی تاکید زیادہ ہے بعض کی کم تاہم ان کی ادائیگی میں بھی کوتاہی کرنا جائز نہیں کیونکہ فرضوں کی کمی نوافل سے پوری ہوگی۔ ② کمی کرنے سے مراد بعض نمازیں ترک کر دینا یا نماز کی ادائیگی کے دوران میں خشوع و خضوع وغیرہ کا خیال نہ رکھنا ہے۔ ③ دین کے فرائض کو کما حقہ اہمیت نہ دینا اللہ کی رضا سے محرومی کا باعث ہے۔ ④ نماز صحیح طریقے اور پابندی سے ادا کرنے والا یقیناً جنت میں جائے گا اگرچہ بعض گناہوں کی وجہ سے کچھ وقت کے لیے جہنم میں بھی بھیج دیا جائے گا۔ ⑤ نماز کو اہمیت نہ دینا مغفرت سے محرومی کا باعث بن سکتا ہے اس لیے ترک نماز کو کفر قرار دیا گیا ہے کہ جس طرح کافر جنت میں نہیں جا سکتا اسی طرح بے نماز بھی عذاب کا مستحق ہوگا۔

١٤٠١ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الوتر، باب فيمن لم يوتر، ح: ١٤٢٠ من حديث محمد بن يحيى بن حبان به، وصححه ابن حبان، وابن عبدالبر، والنووي، والمنذري، وله شواهد.

١٤٠٢- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ فِي الْمَسْجِدِ، دَخَلَ رَجُلٌ عَلَى جَمَلٍ فَأَنَاخَهُ فِي الْمَسْجِدِ. ثُمَّ عَقَلَهُ. ثُمَّ قَالَ لَهُمْ: أَيُّكُمْ مُحَمَّدٌ؟ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ مُتَّكِئٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ. قَالَ فَقَالُوا: هٰذَا الرَّجُلُ الأَبْيَضُ الْمُتَّكِىءُ. فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: يَا ابْنَ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «قَدْ أَجَبْتُكَ» فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: يَا مُحَمَّدُ إِنِّي سَائِلُكَ وَمُشَدِّدٌ عَلَيْكَ فِي الْمَسْأَلَةِ. فَلاَ تَجِدَنَّ عَلَيَّ فِي نَفْسِكَ. فَقَالَ: «سَلْ مَا بَدَا لَكَ» قَالَ لَهُ الرَّجُلُ: نَشَدْتُكَ بِرَبِّكَ وَرَبِّ مَنْ قَبْلَكَ. آللّٰهُ أَرْسَلَكَ إِلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اللّٰهُمَّ نَعَمْ» قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللهِ، آللّٰهُ أَمَرَكَ أَنْ تُصَلِّيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اللّٰهُمَّ نَعَمْ» قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللهِ، آللّٰهُ أَمَرَكَ أَنْ تَصُومَ هٰذَا الشَّهْرَ مِنَ السَّنَةِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اللّٰهُمَّ نَعَمْ» قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللهِ، آللّٰهُ

۱۴۰۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: ہم مسجد میں بیٹھے تھے کہ اسی اثنا میں ایک آدمی اونٹ پر سوار ہو کر مسجد میں داخل ہوا۔ اس نے مسجد میں اونٹ بٹھایا' اس کا گھٹنا باندھا' پھر کہا: آپ لوگوں میں محمد (ﷺ) کون ہیں؟ رسول اللہ ﷺ صحابہ کی مجلس میں ٹیک لگائے تشریف فرما تھے۔ انھوں نے کہا: یہ سفید فام جو ٹیک لگا کر تشریف فرما ہیں۔ اس آدمی نے کہا: عبدالمطلب کے بیٹے! نبی ﷺ نے فرمایا: ''(بات کرو) جواب دے رہا ہوں۔'' اس آدمی نے کہا: اے محمد! میں آپ سے کچھ دریافت کروں گا اور سوال میں سختی ہو گی' آپ دل میں (ناراضی) محسوس نہ کیجیے گا۔ آپ نے فرمایا: ''جو چاہو پوچھ لو۔'' آدمی نے کہا: آپ کو آپ کے رب کی اور آپ سے پہلے لوگوں کے رب کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ کو اللہ نے سب لوگوں کی طرف بھیجا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ گواہ ہے' ہاں (یہی بات ہے۔'') اس نے کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا اللہ نے آپ کو رات دن میں پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم دیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ گواہ ہے' ہاں (ایسا ہی ہے۔'') اس نے کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ کو اللہ نے سال میں اس مہینے (رمضان) کے روزے رکھنے کا حکم دیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ گواہ ہے' ہاں۔'' اس نے کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا

١٤٠٢ـ أخرجه البخاري، العلم، باب القراءة والعرض على المحدث، ح: ٦٣ من حديث الليث به.

أَمَرَكَ أَنْ تَأْخُذَ هٰذِهِ الصَّدَقَةَ مِنْ أَغْنِيَائِنَا فَتَقْسِمَهَا عَلٰى فُقَرَائِنَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ نَعَمْ» فَقَالَ الرَّجُلُ: آمَنْتُ بِمَا جِئْتَ بِهِ. وَأَنَا رَسُولُ مَنْ وَرَائِي مِنْ قَوْمِي. وَأَنَا ضِمَامُ بْنُ ثَعْلَبَةَ أَخُو بَنِي سَعْدِ ابْنِ بَكْرٍ.

ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ ہمارے دولت مندوں سے یہ صدقہ (زکاۃ) لے کر ہمارے غریبوں میں تقسیم فرمائیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ گواہ ہے ہاں۔'' اس شخص نے کہا: میں آپ کی لائی ہوئی (شریعت) پر ایمان لے آیا ہوں اور میں اپنے پیچھے اپنی قوم کے افراد کی طرف سے پیغام رساں بن کر آیا ہوں۔ میں بنوسعد بن بکر (قبیلہ) کا ایک فرد ضمام بن ثعلبہ ہوں۔

فوائد و مسائل: ① نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں مسجد سادہ اور کچی تھی' اس لیے اونٹ وغیرہ کے آنے سے منع نہیں کیا گیا۔ ممکن ہے اونٹوں کے بٹھانے کے لیے جگہ مخصوص ہو۔ اس بنا پر آج کل مسجد کے ساتھ سائیکلوں' سکوٹروں اور گاڑیوں وغیرہ کے لیے جگہ خاص کی جا سکتی ہے۔ ② مجلس میں معزز شخصیت کے لیے نمایاں نشست مخصوص کی جا سکتی ہے تاکہ آنے والے اجنبیوں کو پہچاننے میں مشکل نہ ہو۔ ③ اگر سائل سوال کرتے ہوئے ادب و احترام کا مناسب خیال نہ رکھ سکے تو عالم کو چاہیے کہ ناراضی محسوس نہ کرے۔ ④ ایک راوی کی روایت (خبر واحد) قابل قبول ہے جب کہ وہ راوی قابل اعتماد (ثقہ) ہو۔ ⑤ عالم کے پاس سفر کر کے جانا اور اس سے مسائل کی تحقیق کرنا مستحسن ہے۔ ⑥ نازل سند کے ساتھ حدیث معلوم ہو تو عالی سند حاصل کرنے کی کوشش کرنا اچھی بات ہے۔ ⑦ قراءت علی الشیخ بھی حصول علم کا ایک درست طریقہ ہے۔ ⑧ جب قوم کسی فرد کو اپنا نمائندہ منتخب کر لے تو پھر اس کی کارروائی پر اعتماد کرنا چاہیے' الا یہ کہ اس سے واضح غلطی سرزد ہو جائے۔

١٤٠٣- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا ضُبَارَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي السُّلَيْكِ: أَخْبَرَنِي دُوَيْدُ بْنُ نَافِعٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ: إِنَّ أَبَا قَتَادَةَ بْنَ رِبْعِيٍّ أَخْبَرَهُ أَنَّ

١٤٠٣- حضرت ابو قتادہ بن ربعی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل نے فرمایا: میں نے آپ کی امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور میں نے اپنے آپ سے وعدہ کیا ہے کہ جو شخص انھیں وقت پر پابندی سے ادا کرے گا میں اسے جنت میں داخل کروں گا اور جس نے انھیں پابندی سے ادا نہ کیا'

١٤٠٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب المحافظة على الصلوات، ح: ٤٣٠ من حديث بقية به * وضبارة مستور، ولم أجد تصريح سماع الزهري فيه، وأشار البوصيري إلى ضعفه، وللحديث شاهدان ضعيفان عند أحمد: ٤/ ٢٤٤، ح: ١٨٣١٢، والدارمي، ح: ١٢٢٩.

رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: افْتَرَضْتُ عَلٰى أُمَّتِكَ خَمْسَ صَلَوَاتٍ وَعَهِدْتُ عِنْدِي عَهْداً أَنَّهُ مَنْ حَافَظَ عَلَيْهِنَّ لِوَقْتِهِنَّ أَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ. وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهِنَّ، فَلاَ عَهْدَ لَهُ عِنْدِي».

اس کے حق میں میرا کوئی وعدہ نہیں۔"

(المعجم ١٩٥) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّلاَةِ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ** (التحفة ٢٣٤)

باب:۱۹۵- مسجد حرام اور مسجد نبوی میں نماز کی فضیلت

١٤٠٤- حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ [الْمَدَنِيُّ]، أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ رَبَاحٍ. وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الأَغَرِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «صَلاَةٌ فِي مَسْجِدِي هٰذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلاَةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ».

۱۴۰۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری اس مسجد میں ایک نماز' مسجد حرام کے سوا' کسی بھی مسجد میں پڑھی جانے والی ہزار نمازوں سے افضل ہے۔"

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اپنے استاد ہشام بن عمار سے' انھوں نے سفیان بن عیینہ سے' انھوں نے زہری سے' انھوں نے سعید بن مسیّب سے' انھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے نبی ﷺ سے اسی طرح روایت بیان کی۔

فوائد و مسائل: ① دنیا میں سب سے افضل مسجدیں تین ہیں: مسجد حرام جس کے اندر خانہ کعبہ ہے' مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ' اس لیے ان تینوں مسجدوں کی زیارت کے لیے اور وہاں عبادت کی نیت سے سفر کرنا جائز اور ثواب کا کام ہے۔ ان کے علاوہ کسی بھی مقام' مسجد' مزار وغیرہ کی طرف اس نیت سے سفر کر کے جانا جائز نہیں کہ وہاں عبادت کا ثواب زیادہ ہوگا کیونکہ قبرستان میں تو نماز پڑھنا منع ہے اور دوسری تمام مساجد کا ثواب برابر ہے' لہٰذا سفر کا فائدہ نہیں'

١٤٠٤ـ أخرجه البخاري، فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، ح: ١١٩٠، ومسلم، الحج، باب فضل الصلاة بمسجدي مكة والمدينة، ح: ١٣٩٤ من حديث مالك به، أخرجه أيضًا من حديث سفيان به.

البتہ مسجد قباء کی فضیلت بھی دیگر احادیث سے ثابت ہے' اس لیے یہ چوتھی مسجد ہے جس کی' مدینے میں ہوتے ہوئے' زیارت کے لیے جانا مستحب ہے۔ ③ مسجد نبوی میں ایک نماز کا ثواب ایک ہزار نماز کے برابر ہے' اس لیے جب مدینہ شریف جانے کا موقع ملے تو زیادہ سے زیادہ نمازیں مسجد نبوی میں باجماعت ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے' اس میں چالیس نمازیں پوری کرنے کی شرط نہیں۔ ④ بعض روایات میں مسجد نبوی میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر آیا ہے' مثلاً: سنن ابن ماجہ حدیث:۱۴۱۳ لیکن یہ حدیث ضعیف ہے۔

١٤٠٥- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هٰذَا، أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ. إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ».

۱۴۰۵- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''میری اس مسجد میں ایک نماز' مسجد حرام کے سوا' دوسری مسجدوں میں پڑھی جانے والی ہزار نمازوں سے افضل ہے۔''

فائدہ: ''میری اس مسجد'' سے مراد مسجد نبوی کا صرف وہ حصہ نہیں جو نبی اکرم ﷺ کی زندگی میں مسجد میں شامل تھا بلکہ اس میں ہونے والے بعد کے تمام اضافے بھی شامل ہیں کیونکہ ان اضافوں کی حیثیت الگ مسجد کی نہیں' اس لیے مسجد نبوی کے پرانے یا نئے جس حصے میں بھی نماز ادا کی جائے' یہ ثواب حاصل ہو جائے گا' البتہ اگلی صفوں کی افضلیت جس طرح دوسری مساجد میں ہے' وہاں بھی ہے۔

١٤٠٦- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَسَدٍ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ: أَنْبَأَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ. إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ. وَصَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَفْضَلُ مِنْ مِائَةِ أَلْفِ صَلَاةٍ

۱۴۰۶- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری مسجد میں نماز مسجد حرام کے سوا کسی بھی مسجد کی ہزار نمازوں سے افضل ہے اور مسجد حرام میں ایک نماز پڑھنا کسی دوسری مسجد کی ایک لاکھ نمازوں سے افضل ہے۔''

١٤٠٥- أخرجه مسلم من حديث ابن نمير وغيره به، انظر الحديث السابق.

١٤٠٦- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٤٣، ٣٩٧ من حديث عبيدالله بن عمرو الرقي به، وصححه البوصيري، وابن عبدالهادي في التنقيح وغيرهما.

فِيمَا سِوَاهُ».

فائدہ: مسجد نبوی کی ایک نماز ہزار نمازوں کے برابر نہیں بلکہ ہزار نمازوں سے بہتر ہے' اسی طرح مسجد حرام کی ایک نماز ایک لاکھ نمازوں کے برابر نہیں بلکہ ان سے بھی افضل ہے' تاہم خشوع وخضوع' آداب وارکان کے لحاظ اور توجہ وانابت وغیرہ کی کمی بیشی کی بنا پر اس ثواب میں بھی کمی بیشی ہو سکتی ہے۔

(المعجم ١٩٦) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي مَسْجِدِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ (التحفة ٢٣٥)

باب:۱۹۶- بیت المقدس کی مسجد میں نماز کا بیان

١٤٠٧- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا ثَوْرُ ابْنُ يَزِيدَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي سَوْدَةَ، عَنْ أَخِيهِ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي سَوْدَةَ، عَنْ مَيْمُونَةَ، مَوْلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَفْتِنَا فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ. قَالَ: «أَرْضُ الْمَحْشَرِ وَالْمَنْشَرِ. ائْتُوهُ فَصَلُّوا فِيهِ. فَإِنَّ صَلَاةً فِيهِ كَأَلْفِ صَلَاةٍ فِي غَيْرِهِ» قُلْتُ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ أَتَحَمَّلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: «فَتُهْدِي لَهُ زَيْتًا يُسْرَجُ فِيهِ. فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَهُوَ كَمَنْ أَتَاهُ».

۱۴۰۷- نبی ﷺ کی آزاد کردہ خاتون حضرت میمونہ بنت سعد ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہمیں بیت المقدس کے بارے میں مسئلہ بتا دیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ حشر نشر کی سرزمین ہے۔ وہاں جا کر نماز پڑھا کرو کیونکہ اس جگہ میں ایک نماز پڑھنا کسی اور جگہ ہزار نمازیں پڑھنے کی طرح ہے۔'' میں نے عرض کیا: یہ فرمایئے کہ اگر مجھے سفر کر کے وہاں جانے کی طاقت نہ ہو (تو کیا کروں؟) فرمایا: ''اس مسجد کے لیے تیل بھیج دو جس سے اس میں چراغ جلائے جائیں۔ جس نے یہ کام کیا' وہ بھی ایسے ہی ہے جیسے وہ شخص جو (زیارت کے لیے) وہاں گیا۔''

١٤٠٨- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ الْجَهْمِ

۱۴۰۸- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے'

١٤٠٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٤٦٣ من حديث عيسى بن يونس به، وصححه البوصيري، وضعفه عبدالحق، وابن القطان، وقال الذهبي: "هٰذا حديث منكر جدًا" * زياد وأخوه ثقتان، راجع التهذيب وغيره، وللحديث طريق مبتور عند أبي داود، ح: ٤٥٧ وغيره * ثور عنعن، وعثمان لم يصرح بالسماع عن ميمونة.

١٤٠٨ـ [صحيح] أخرجه ابن خزيمة في صحيحه: ٢/ ٢٨٨، ح: ١٣٣٤ عن عبيدالله بن الجهم به * أيوب لم ينفرد به، تابعه الأوزاعي عند الحاكم: ١/ ٣٠، ٣١ به، وأخرج أحمد، والحاكم: ٢/ ٣٤ وغيرهما من حديث ربيعة بن يزيد حدثني عبدالله بن فيروز الديلمي به، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ١٦٣٣، والحاكم، والذهبي، وللحديث طريق آخر صحيح عند النسائي: ٢/ ٣٤، ح: ٦٩٤.

الأَنْمَاطِيُّ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُوَيْدٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ [السَّيْبَانِيِّ] يَحْيَى بْنِ أَبِي عَمْرٍو: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الدَّيْلَمِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَمَّا فَرَغَ سُلَيْمَانُ ابْنُ دَاوُدَ مِنْ بِنَاءِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، سَأَلَ اللهَ ثَلَاثًا: حُكْمًا يُصَادِفُ حُكْمَهُ، وَمُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ، وَأَلَّا يَأْتِيَ هٰذَا الْمَسْجِدَ أَحَدٌ، لَا يُرِيدُ إِلَّا الصَّلَاةَ فِيهِ، إِلَّا خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ» فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَمَّا اثْنَتَانِ فَقَدْ أُعْطِيَهُمَا. وَأَرْجُو أَنْ يَكُونَ قَدْ أُعْطِيَ الثَّالِثَةَ».

نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب حضرت سلیمان بن داود ؑ بیت المقدس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو انھوں نے اللہ سے تین چیزیں مانگیں: ایسا فیصلہ جو اللہ کے فیصلے کے مطابق ہو اور ایسی بادشاہت جو ان کے بعد کسی کے شایاں نہ ہو اور جو شخص بھی اس مسجد میں صرف نماز کی نیت سے آئے وہ گناہوں سے اسی طرح پاک صاف ہو جائے جس طرح اس دن (گناہوں سے پاک) تھا جب اسے اس کی ماں نے جنم دیا تھا۔“ نبی ﷺ نے فرمایا: ”دو چیزیں تو انھیں مل چکیں اور مجھے امید ہے کہ تیسری بھی مل ہی گئی ہے۔“

فوائد ومسائل: ① اللہ کے فیصلے کے مطابق کا مطلب یہ ہے کہ انھیں صحیح فیصلے کرنے کی توفیق ملے اور ان سے اجتہادی غلطی نہ ہو۔ ② پہلی دو درخواستوں کی قبولیت قرآن میں مذکور ہے۔ ارشاد ہے: ﴿وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَ فَصْلَ الْخِطَابِ﴾ (صٓ:٢٠) ”ہم نے اسے حکمت دی اور بات کا فیصلہ کرنا۔“ نیز ارشاد ہے: ﴿قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ○ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ ○ وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّ غَوَّاصٍ ○ وَ اٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ﴾ (صٓ:٣٥۔ ٣٨) ”انھوں نے کہا: اے میرے رب مجھے بخش دے اور مجھے ایسی بادشاہت عطا فرما جو میرے سوا کسی کے لائق نہ ہو، بلاشبہ تو ہی بہت عطا کرنے والا ہے، چنانچہ ہم نے ہوا کو ان کے ماتحت کر دیا، وہ ان کے حکم سے جہاں وہ چاہتے، نرمی سے پہنچا دیا کرتی تھی اور ہر عمارت بنانے والے غوطہ خور شیاطین (جنات) کو بھی (ان کے ماتحت کر دیا۔) اور دوسرے (جنات) کو بھی جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔“ ③ اس حدیث میں بیت المقدس کی زیارت اور وہاں نماز پڑھنے کی فضیلت کا بیان ہے۔

١٤٠٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ،

١٤٠٩- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کجاوے کس کر صرف تین

١٤٠٩ـ أخرجه البخاري، فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، باب: ١، ح: ١١٨٩، ومسلم، الحج، باب فضل المساجد الثلاثة، ح: ١٣٩٧ من حديث الزهري به.

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: مَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِي هٰذَا، وَالْمَسْجِدِ الأَقْصٰى».

مسجدوں کی طرف سفر کیا جا سکتا ہے۔ مسجد حرام' میری یہ مسجد (مسجد نبوی) اور مسجد اقصیٰ۔''

فائدہ: کسی اور مسجد' قبر' پہاڑ یا غار وغیرہ کی طرف ثواب کی نیت سے سفر کرنا یا زیارت کے لیے جانا ممنوع ہے۔ صرف یہ تین مساجد ایسی ہیں جن کی طرف ثواب کی نیت سے سفر کرنا جائز ہے۔ حجاج کرام کو چاہیے کہ جب مکہ سے مدینہ جائیں تو نیت مسجد نبوی کی ہونی چاہیے نہ کہ نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک کی کیونکہ قبر کی نیت سے سفر کرنے کا حکم نہیں دیا گیا ہے۔

١٤١٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ قَزَعَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: إِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَإِلَى الْمَسْجِدِ الأَقْصٰى، وَإِلَى مَسْجِدِي هٰذَا».

۱۴۱۰- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کجاوے کس کر سفر نہ کیا جائے مگر تین مسجدوں کی طرف۔ مسجد حرام کی طرف' مسجد اقصیٰ کی طرف اور میری اس مسجد کی طرف۔''

فائدہ: زیارت کے لیے سفر صرف ان تین مساجد کی طرف جائز ہے۔ اس کے علاوہ کسی جائز مقصد کے لیے سفر کر کے کسی بھی مقام پر جانا جائز ہے' مثلاً: حصول علم کے لیے' جہاد کے لیے' علماء و صلحاء سے ملاقات کے لیے' اقارب اور احباب سے ملاقات کے لیے یا تجارت اور ملازمت کے لیے' اسی طرح جو شخص مدینہ میں موجود ہے تو وہ مسجد قباء میں جائے تو یہ بھی جائز ہے کیونکہ یہ سفر نہیں۔

(المعجم ١٩٧) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي مَسْجِدِ قُبَاءٍ (التحفة ٢٣٦)

باب: ۱۹۷- مسجد قباء میں نماز کی فضیلت کا بیان

١٤١١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۴۱۱- نبی ﷺ کے صحابی حضرت اسید بن ظہیر

١٤١٠ـ أخرجه البخاري، فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، باب مسجد بيت المقدس، ح: ١١٩٧ وغيره، ومسلم، الحج، باب سفر المرأة مع محرم إلى حج وغيره، ح: ٨٢٧ من حديث قزعة عن أبي سعيد به.

١٤١١ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ما جاء في الصلاة في مسجد قباء، ح: ٣٢٤ من حديث أبي أسامة ◄◄

حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الأَبْرَدِ، مَوْلَى بَنِي خَطْمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أُسَيْدَ بْنَ ظُهَيْرٍ الأَنْصَارِيَّ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِ قُبَاءٍ كَعُمْرَةٍ».

انصاری ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''مسجد قباء میں ایک نماز ایک عمرے کے برابر ہے۔''

فوائد ومسائل: ① مسجد قباء وہ مسجد ہے جو ہجرت کے بعد سب سے پہلے تعمیر ہوئی۔ نبی اکرم ﷺ مدینہ پہنچنے سے پہلے چند روز قباء میں تشریف فرما رہے اور وہاں مسجد کی بنیاد رکھی۔ نبی اکرم ﷺ ہفتہ میں ایک بار وہاں جا کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ (صحيح البخاري' فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة' باب من اتى مسجد قباء كل سبت' حديث: ١١٩٣) ② مدینہ میں قیام کے دوران میں مسجد قباء کی زیارت کے لیے جانا چاہیے تاکہ عمرے کا ثواب حاصل ہو اور نبی اکرم ﷺ کے اتباع کا ثواب بھی مل جائے۔

١٤١٢ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، وَ عِيسَى بْنُ يُونُسَ. قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْكِرْمَانِيُّ. قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ بْنَ [سَهْلِ] بْنِ حُنَيْفٍ يَقُولُ: قَالَ [سَهْلُ] بْنُ حُنَيْفٍ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَطَهَّرَ فِي بَيْتِهِ، ثُمَّ أَتَى مَسْجِدَ قُبَاءٍ، فَصَلَّى فِيهِ صَلَاةً، كَانَ لَهُ كَأَجْرِ عُمْرَةٍ».

١٤١٢- حضرت ابو امامہ اسعد بن سہل بن حنیف ؓ نے اپنے والد حضرت سہل بن حنیف ؓ سے روایت کیا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے گھر میں وضو کرے پھر مسجد قباء میں آئے اور اس میں ایک نماز پڑھے اسے ایک عمرے کا ثواب ملے گا۔''

(المعجم ١٩٨) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ الْجَامِعِ (التحفة ٢٣٧)

باب: ١٩٨- جامع مسجد میں نماز کا ثواب

◀◀ به، وقال: "حسن غريب"، ونقل المزي وغيره عنه "حسن صحيح"، وصححه المنذري في الترغيب * أبو الأبرد وثقه ابن حبان، والترمذي، وقال الحاكم: ١/ ٤٨٧ "صحيح الإسناد إلا أن أبا الأبرد مجهول"، ووافقه الذهبي، وانظر الحديث الآتي.

١٤١٢ـ [حسن] أخرجه النسائي: ٢/ ٣٧، المساجد، فضل مسجد قباء والصلاة فيه، ح: ٧٠٠ من حديث الكرماني به * محمد بن سليمان ذكره ابن حبان في الثقات، والحديث السابق شاهد له.

١٤١٣- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْخَطَّابِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا رُزَيْقٌ أَبُوعَبْدِ اللهِ الْأَلْهَانِيُّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي بَيْتِهِ بِصَلَاةٍ، وَصَلَاتُهُ فِي مَسْجِدِ الْقَبَائِلِ بِخَمْسٍ وَعِشْرِينَ صَلَاةً، وَصَلَاتُهُ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي يُجَمَّعُ فِيهِ بِخَمْسِمِائَةِ صَلَاةٍ. وَصَلَاتُهُ فِي الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى بِخَمْسِينَ أَلْفَ صَلَاةٍ. وَصَلَاتُهُ فِي مَسْجِدِي بِخَمْسِينَ أَلْفَ صَلَاةٍ. وَصَلَاتُهُ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَةِ أَلْفِ صَلَاةٍ».

۱۴۱۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا ایک نماز کے برابر ہے اور اس کا قبیلے (یا محلے) کی مسجد میں نماز پڑھنا پچیس نمازوں کے برابر ہے اور جامع مسجد میں نماز پڑھنا پانچ سو نمازوں کے برابر ہے اور مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے اور میری مسجد (مسجد نبوی) میں نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے اور مسجد حرام میں نماز پڑھنا ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔''

(المعجم ١٩٩) - بَابُ مَا جَاءَ فِي بَدْءِ شَأْنِ الْمِنْبَرِ (التحفة ٢٣٨)

باب:۱۹۹- سب سے پہلے منبر کیسے بنا؟

١٤١٤- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو الرَّقِّيُّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي إِلَى جِذْعٍ إِذْ كَانَ الْمَسْجِدُ عَرِيشاً. وَكَانَ يَخْطُبُ إِلَى

۱۴۱۴- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب مسجد نبوی ایک چھپر کی صورت میں تھی تو رسول اللہ ﷺ کھجور کے ایک تنے کی طرف (منہ کرکے) نماز پڑھا کرتے تھے اور اسی تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ دیتے تھے۔ ایک صحابی نے عرض کیا: کیا ہم آپ کے لیے کوئی ایسی چیز نہ بنا دیں جس پر آپ جمعے کے دن

١٤١٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن الجوزي في العلل المتناهية: ٢/ ٨٦، ح: ٩٤٦ من حديث ابن ماجه به، وقال: "هذا حديث لا يصح"، وقال البوصيري: "إسناده ضعيف لأن أبا الخطاب الدمشقي لا يعرف حاله"، وقال الحافظ في التقريب: "مجهول"، وقال الذهبي في حديثه: "هذا منكر جدًا" (ميزان الاعتدال: ٤/ ٥٢٠).

١٤١٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ١٣٧ من حديث عبيدالله بن عمرو به، وتابعه سعيد بن سلمة بن أبي الحسام المديني عن ابن عقيل به عند عبدالله بن أحمد في زوائد المسند، ص: ١٣٨، وقال البوصيري في زوائد ابن ماجه: "هذا إسناد حسن" ٭ ابن عقيل ضعيف، وتقدم، ح: ٣٩٠.

ذٰلِكَ الْجِذْعِ. فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ: هَلْ لَكَ أَنْ نَجْعَلَ لَكَ شَيْئًا تَقُومُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ حَتَّى يَرَاكَ النَّاسُ وَتُسْمِعَهُمْ خُطْبَتَكَ؟ قَالَ: «نَعَمْ» فَصَنَعَ لَهُ ثَلَاثَ دَرَجَاتٍ. فَهِيَ الَّتِي أَعْلَى الْمِنْبَرِ. فَلَمَّا وُضِعَ الْمِنْبَرُ، وَضَعُوهُ فِي مَوْضِعِهِ الَّذِي هُوَ فِيهِ. فَلَمَّا أَرَادَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَقُومَ إِلَى الْمِنْبَرِ، مَرَّ إِلَى الْجِذْعِ الَّذِي كَانَ يَخْطُبُ إِلَيْهِ. فَلَمَّا جَاوَزَ الْجِذْعَ خَارَ حَتَّى تَصَدَّعَ وَانْشَقَّ. فَنَزَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَمَّا سَمِعَ صَوْتَ الْجِذْعِ. فَمَسَحَهُ بِيَدِهِ حَتَّى سَكَنَ. ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الْمِنْبَرِ. فَكَانَ إِذَا صَلَّى، صَلَّى إِلَيْهِ. فَلَمَّا هُدِمَ الْمَسْجِدُ وَغُيِّرَ، أَخَذَ ذٰلِكَ الْجِذْعَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ. وَكَانَ عِنْدَهُ فِي بَيْتِهِ حَتَّى بَلِيَ. فَأَكَلَتْهُ الْأَرَضَةُ وَعَادَ رُفَاتًا.

(خطبہ دینے کے لیے) کھڑے ہوا کریں تا کہ لوگ آپ کی طرف متوجہ ہو سکیں اور آپ کا خطبہ (اچھی طرح) سن سکیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' اس نے آپ کے لیے (منبر کے) تین درجے بنا دیے۔ وہی (تین سیڑھیاں) اب (موجود) منبر کا سب سے بالائی حصہ ہے۔ جب منبر تیار ہو گیا تو صحابۂ کرام نے اسے اسی مقام پر رکھا جہاں وہ اب ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ اٹھ کر منبر پر جانے لگے تو اس تنے کے پاس سے گزرے جس سے ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ جب آپ اس سے آگے بڑھے تو وہ زور زور سے رونے لگا حتی کہ (شدت غم سے) اس کی آواز پھٹ گئی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے تنے (کے رونے) کی آواز سنی تو (منبر سے) نیچے تشریف لے آئے' اس (تنے) پر ہاتھ پھیرتے رہے حتی کہ وہ خاموش ہو گیا۔ اس کے بعد آپ پھر منبر پر تشریف لے گئے۔ آپ جب نماز پڑھتے تھے تو اس کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ جب مسجد نبوی کو (دوبارہ تعمیر کرنے کے لیے) منہدم کیا گیا اور مسجد کی عمارت میں تبدیلی (اور توسیع) کی گئی تو وہ تنا حضرت ابی بن کعب ؓ نے لے لیا' وہ ان کے پاس ان کے گھر ہی میں رہا حتی کہ بہت پرانا ہو گیا' پھر اسے دیمک نے کھا لیا اور وہ ریزہ ریزہ ہو گیا۔

فوائد و مسائل: ① خطبہ کھڑے ہو کر دینا مسنون ہے۔ ② خطبہ منبر پر دینا چاہیے۔ ③ بڑھئی کا پیشہ ایک جائز پیشہ ہے۔ ④ بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری خاتون سے کہا تھا کہ اپنے غلام سے منبر بنوا دو اور اس نے بنوا دیا۔ ممکن ہے پہلے کسی مرد نے یہ تجویز پیش کی ہو' اس کے بعد اس غلام سے کہا گیا ہو اور بعد میں رسول اللہ ﷺ نے خود بھی اس انصاری خاتون کو یاد دہانی کرا دی ہو۔ واللہ أعلم. ⑤ امام اور قائد کو اپنے متبعین کی

اچھی رائے قبول کرنی چاہیے۔ ⑥ جب منبر پہلے پہل بنایا گیا تو اس کے تین درجے تھے۔ نبی ﷺ کے بعد اس کے نیچے مزید درجات کا اضافہ کر کے اسے مزید بلند کر دیا گیا۔ ⑦ بظاہر بے جان نظر آنے والی چیزوں میں شعور اور احساس موجود ہے لیکن ہم اسے محسوس نہیں کر سکتے۔ ⑧ کھجور کے تنے کا آواز سے اس طرح رونا کہ سب لوگ سنیں، ایک معجزہ ہے۔ ⑨ رسول اللہ ﷺ سے تعلق رکھنے والی اشیاء کو تبرک کے طور پر محفوظ رکھنا درست ہے بشرطیکہ اس نسبت کی صحت کا یقین ہو۔ ⑩ مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین، مثلاً: شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن اور الموسوعۃ الحدیثیہ کے محققین نے اسے صحیح لغیرہ قرار دیا ہے، نیز انھوں نے کافی تفصیل سے اس روایت کی بابت لکھا ہے، دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٣٥/١٧١، ١٧٢) لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔

١٤١٥- حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَخْطُبُ إِلَى جِذْعٍ. فَلَمَّا اتَّخَذَ الْمِنْبَرَ ذَهَبَ إِلَى الْمِنْبَرِ. فَحَنَّ الْجِذْعُ فَأَتَاهُ فَاحْتَضَنَهُ فَسَكَنَ. فَقَالَ: «لَوْ لَمْ أَحْتَضِنْهُ لَحَنَّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ».

١٤١٥- حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت انس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ دیتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے منبر بنوایا تو آپ منبر کی طرف چلے۔ تنا (ستون) رو پڑا۔ نبی ﷺ اس کے پاس آئے اور اسے سینے سے لگایا۔ تب وہ خاموش ہوا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اگر میں اسے گلے نہ لگاتا تو یہ قیامت تک روتا رہتا۔“

١٤١٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ الْجَحْدَرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: اخْتَلَفَ النَّاسُ فِي مِنْبَرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ هُوَ؟ فَأَتَوْا سَهْلَ ابْنَ سَعْدٍ فَسَأَلُوهُ. فَقَالَ: مَا بَقِيَ أَحَدٌ مِنَ

١٤١٦- حضرت ابو حازم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ لوگوں میں رسول اللہ ﷺ کے منبر کے بارے میں اختلاف پیدا ہو گیا کہ وہ کس چیز (کی لکڑی) سے بنا ہوا تھا؟ چنانچہ وہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے پوچھا۔ انھوں نے فرمایا: یہ بات مجھ سے

١٤١٥- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٤٩، ٢٦٧، ٣٦٣ من حديث حماد به، وقال البوصيري: "إسناده صحيح، ورجاله ثقات"، وقال ابن كثير: "هٰذا الإسناد على شرط مسلم" (البداية والنهاية: ٦/ ١٢٩).

١٤١٦- أخرجه البخاري، الصلاة، باب الصلاة في السطوح والمنبر والخشب، ح: ٣٧٧، ومسلم، المساجد، باب جواز الخطوة والخطوتين في الصلاة وأنه لا كراهة في ذٰلك . . . الخ، ح: ٥٤٤ من حديث سفيان به.

النَّاسِ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي. هُوَ مِنْ أَثْلِ الْغَابَةِ. عَمِلَهُ فُلَانٌ مَوْلَى فُلَانَةَ، نَجَّارٌ. فَجَاءَ بِهِ. فَقَامَ عَلَيْهِ حِينَمَا وُضِعَ. فَاسْتَقْبَلَ وَقَامَ النَّاسُ خَلْفَهُ. فَقَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَرَجَعَ الْقَهْقَرَى حَتَّى سَجَدَ بِالأَرْضِ. ثُمَّ عَادَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ فَقَامَ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرَى حَتَّى سَجَدَ بِالأَرْضِ.

زیادہ جاننے والا کوئی باقی نہیں رہا۔ وہ غابہ کے جھاؤ سے بنا تھا۔ اسے فلاں خاتون کے فلاں بڑھئی غلام نے بنایا تھا۔ وہ اسے لے کر حاضر ہوا۔ جب وہ (اپنے مقام پر) رکھا گیا تو نبی ﷺ اس پر کھڑے ہوئے' آپ نے قبلے کی طرف منہ کیا۔ لوگ آپ کے پیچھے (آپ کی اقتدا میں نماز ادا کر رہے) تھے' رسول اللہ ﷺ نے قراءت کی' پھر رکوع کیا' پھر (رکوع سے) سر اٹھایا' پھر آپ الٹے پاؤں پیچھے ہٹے حتی کہ زمین پر سجدے کیے' پھر دوبارہ منبر پر کھڑے ہو گئے اور قراءت کی' پھر رکوع کیا' پھر قومہ کیا' پھر الٹے پاؤں پیچھے ہٹے حتی کہ زمین پر سجدے کیے۔"

فوائد و مسائل: ① "مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی باقی نہیں رہا۔" یعنی جنھیں زیادہ معلوم تھا' وہ فوت ہو چکے ہیں۔ ② نماز باجماعت میں امام اگر مقتدیوں سے بلند مقام پر ہو تو کوئی حرج نہیں۔ ③ نماز کے اندر کسی ضرورت سے پیچھے ہٹنے یا آگے بڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ ④ منبر پر کھڑے ہو کر جماعت کرانے کا مقصد یہ تھا کہ لوگ اچھی طرح نماز کا طریقہ دیکھ اور سمجھ لیں۔

١٤١٧- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُومُ إِلَى أَصْلِ شَجَرَةٍ أَوْ قَالَ إِلَى جِذْعٍ ثُمَّ اتَّخَذَ مِنْبَرًا. قَالَ فَحَنَّ الْجِذْعُ؛ قَالَ جَابِرٌ: حَتَّى سَمِعَهُ أَهْلُ الْمَسْجِدِ، حَتَّى أَتَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَمَسَحَهُ

۱۴۱۷- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایک درخت کی جڑ یا فرمایا ایک درخت کے تنے کے قریب کھڑے ہوتے تھے' پھر آپ نے منبر بنوالیا تو تنا رونے لگا حتی کہ مسجد میں موجود لوگوں نے اس کی آواز سنی (وہ روتا رہا) حتی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے پاس آ کر اس پر ہاتھ پھیرا تو وہ خاموش ہو گیا۔ ایک آدمی نے کہا: اگر آپ ﷺ اس

١٤١٧ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٠٦ عن محمد بن أبي عدي به، وقال البوصيري: "إسناده صحيح"، وقال ابن كثير: "هذا على شرط مسلم" (البداية والنهاية: ٦/ ١٢٨)، قلت: حديث حنين الجذع متواتر كما في قطف الأزهار المتناثرة في الأخبار المتواترة للسيوطي: ٩٨.

فَسَكَنَ. فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَوْ لَمْ يَأْتِهِ لَحَنَّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

کے پاس نہ آتے تو وہ قیامت تک روتا رہتا۔

(المعجم ٢٠٠) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي طُولِ الْقِيَامِ فِي الصَّلَوَاتِ** (التحفة ٢٣٩)

باب:٢٠٠- نماز میں لمبا قیام کرنے کا بیان

١٤١٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ، وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ مُسْهِرٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: صَلَّيْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتَّى هَمَمْتُ بِأَمْرِ سَوْءٍ. قُلْتُ: وَمَا ذَاكَ الْأَمْرُ؟ قَالَ: هَمَمْتُ أَنْ أَجْلِسَ وَأَتْرُكَهُ.

١٤١٨- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں نماز (تہجد) پڑھی۔ آپ اتنا عرصہ کھڑے رہے کہ میں نے ایک برے کام کا ارادہ کر لیا۔ (ابووائل فرماتے ہیں) میں نے کہا: وہ کون سا کام تھا؟ فرمایا: میں نے ارادہ کیا کہ میں بیٹھ جاؤں اور رسول اللہ ﷺ کو کھڑا رہنے دوں۔

فوائد و مسائل: ① نماز تہجد باجماعت جائز ہے۔ ② نماز تہجد میں طویل قراءت افضل ہے۔ ③ شاگردوں کو تربیت دینے کے لیے ان سے مشکل کام کروانا جائز ہے اگرچہ اس میں مشقت ہو۔ ④ استاد کا خود نیک عمل کرنا شاگردوں کو اس کا شوق دلاتا اور ہمت پیدا کرتا ہے۔ ⑤ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نیکی کا اس قدر شوق رکھتے تھے کہ افضل کام کو چھوڑ کر جائز کام اختیار کرنے کو انھوں نے "برا کام" قرار دیا۔ ⑥ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارادہ نبی ﷺ کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کا تھا' اب اتباع اور محبت کا تقاضا ہے کہ اس نیکی میں آخر تک ساتھ دیا جائے' اس لیے بیٹھ جانے کو انھوں نے برا سمجھا کہ یہ محبت کے تقاضے کے خلاف ہے۔

١٤١٩- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، سَمِعَ الْمُغِيرَةَ يَقُولُ: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ. فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ غَفَرَ

١٤١٩- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے قیام فرمایا حتی کہ آپ کے قدم مبارک سوج گئے۔ عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! اللہ نے آپ کے تو اگلے پچھلے گناہ معاف کر

١٤١٨ـ أخرجه البخاري، التهجد، باب طول القيام في صلاة الليل، ح: ١١٣٥، ومسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب تطويل القراءة في صلاة الليل، ح: ٧٧٣ من حديث الأعمش به.

١٤١٩ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله "ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك . . . الخ"، ح: ٤٨٣٦، ومسلم، صفات المنافقين، باب إكثار الأعمال والاجتهاد في العبادة، ح: ٢٨١٩ من حديث سفيان به.

اللهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ. قَالَ: «أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا».

دیے ہیں (پھر آپ اتنی مشقت کیوں کرتے ہیں؟) فرمایا: ''کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟''

فوائد و مسائل: ① پیغمبر گناہ سے معصوم ہوتے ہیں لیکن اگر فرض کر لیا جائے کہ کوئی گناہ سرزد ہو جائے گا تو اس کو پہلے سے معاف کرنے کا اعلان کر دیا گیا۔ اس سے مقصد رسول اللہ ﷺ کے بلند مقام و مرتبہ کا اظہار ہے یا ''گناہ'' سے مراد وہ اعمال ہو سکتے ہیں جہاں نبی اکرم ﷺ نے کسی مصلحت کی بنا پر افضل کام کو چھوڑ کر دوسرا جائز کام اختیار فرمایا۔ ② اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اعلیٰ مقام دے تو اسے چاہیے کہ شکر کا زیادہ اہتمام کرے۔ ③ شکر کا بہترین طریقہ عبادت میں محنت کرنا ہے' خصوصاً نماز اور تلاوت قرآن مجید میں۔ نماز تہجد میں یہ دونوں چیزیں ہوتی ہیں۔

١٤٢٠- حَدَّثَنَا أَبُوهِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَمَانٍ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي حَتَّى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ. فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ اللهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ. قَالَ: «أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا».

١٤٢٠- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (طویل) نماز پڑھتے تھے حتی کہ آپ کے قدموں پر ورم آ جاتا۔ عرض کیا گیا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تو کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟''

١٤٢١- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ أَبُوبِشْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ: أَيُّ الصَّلَاةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «طُولُ الْقُنُوتِ».

١٤٢١- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ سے سوال کیا گیا: کون سی نماز افضل ہے؟ فرمایا: ''لمبا قنوت (طویل قیام والی نماز۔'')

(المعجم ٢٠١) - بَابُ مَا جَاءَ فِي كَثْرَةِ السُّجُودِ (التحفة ٢٤٠)

باب: ٢٠١- کثرت سے سجدے کرنے کا بیان

١٤٢٠- [صحيح] قواه البوصيري، والسند معلول، ولكن له شواهد كثيرة، منها ما أخرجه ابن خزيمة في صحيحه، ح: ١١٨٤ من حديث محمد بن عمرو عن أبي سلمة عن أبي هريرة به، وإسناده حسن، وانظر الحديث السابق.

١٤٢١- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب أفضل الصلاة طول القنوت، ح: ٧٥٦ من حديث أبي عاصم به.

١٤٢٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيَّانِ. قَالاَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ أَنَّ أَبَافَاطِمَةَ حَدَّثَهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ أَسْتَقِيمُ عَلَيْهِ وَأَعْمَلُهُ. قَالَ: «عَلَيْكَ بِالسُّجُودِ. فَإِنَّكَ لاَ تَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَكَ اللهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ بِهَا عَنْكَ خَطِيئَةً».

۱۴۲۲- حضرت ابو فاطمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی عمل بتائیے جس پر میں قائم رہوں اور اسے کیا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کثرت سے سجدے کیا کر کیونکہ تو اللہ کے لیے جو بھی سجدہ کرے گا اس کی وجہ سے اللہ تیرا ایک درجہ بلند کر دے گا اور تیری ایک غلطی معاف کر دے گا۔“

فوائد و مسائل: ① نماز کے تمام اعمال ہی اللہ کے قرب کا باعث ہیں لیکن سجدے کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے کیونکہ یہ اللہ کے سامنے عاجزی کا سب سے بڑا مظہر ہے اور یہ عجز ہی عبادت کی روح ہے۔ ② طویل قیام کی فضیلت تلاوت قرآن کی وجہ سے ہے اور سجدے کی فضیلت عجز و نیاز کی وجہ سے، اس لیے طویل سجدہ بھی ایک عظیم عمل ہے جیسے کہ احادیث میں رسول اللہ ﷺ کے طویل سجدوں کا بھی ذکر ہے۔ دیکھیے: (سنن النسائي، التطبيق، باب هل يجوز أن تكون سجدة أطول من سجدة، حديث: ۱۱۴۲) ③ سجدے سے درجات بھی بلند ہوتے ہیں اور گناہ بھی معاف ہوتے ہیں۔

١٤٢٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَمْرٍو أَبُو عَمْرٍو

۱۴۲۳- حضرت معدان بن ابوطلحہ یعمری رحمہ اللہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے ملا تو میں نے عرض کیا: مجھے کوئی حدیث سنائیے شاید اللہ

١٤٢٢ـ [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢٢/ ٣٢١، ٣٢٢، ح: ٨٠٩ من حديث بقية عن عبدالرحمٰن بن ثابت ابن ثوبان به مطولاً * مكحول تابعه الحارث بن يزيد الحضرمي عند الطبراني، وللحديث طرق أخرى، منها ما أخرجه الطبراني من حديث أبي عبدالرحمٰن الحبلي عن أبي فاطمة به، وقال المنذري: "رواه ابن ماجه بإسناد جيد"، وللحديث شواهد، انظر الحديث الآتي، وأخرج النسائي، ح: ٤١٧٢ من طريق آخر عن كثير بن مرة به، وإسناده صحيح.

١٤٢٣ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب فضل السجود والحث عليه، ح: ٤٨٨ من حديث الوليد به بلفظ: "عليك بكثرة السجود لله فإنك لا تسجد لله سجدة إلا رفعك الله بها درجة وحط عنك بها خطيئة".

الأَوْزَاعِيُّ. قَالَ: حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ هِشَامٍ الْمُعَيْطِيُّ: حَدَّثَهُ مَعْدَانُ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمُرِيُّ قَالَ: لَقِيتُ ثَوْبَانَ فَقُلْتُ لَهُ: حَدِّثْنِي حَدِيثًا عَسَى اللهُ أَنْ يَنْفَعَنِي بِهِ. قَالَ: فَسَكَتَ. ثُمَّ عُدْتُ فَقُلْتُ مِثْلَهَا. فَسَكَتَ. ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. فَقَالَ لِي: عَلَيْكَ بِالسُّجُودِ لِلَّهِ. فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْجُدُ لِلَّهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَهُ اللهُ بِهَا دَرَجَةً، وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً».

مجھے اس سے فائدہ پہنچائے۔ وہ خاموش رہے۔ میں نے دوبارہ عرض کیا تو وہ خاموش رہے۔ میں نے تین بار یہی کہا تو مجھ سے فرمایا: اللہ کے لیے سجدے کیا کر کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''جو بندہ اللہ کے لیے ایک سجدہ کرتا ہے' اس کی وجہ سے اللہ اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ایک غلطی معاف کر دیتا ہے۔''

قَالَ مَعْدَانُ: ثُمَّ لَقِيتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ.

حضرت معدان رحمہ اللہ نے فرمایا: پھر میری ملاقات حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے ہوئی' میں نے ان سے یہی درخواست کی تو انھوں نے بھی مجھے یہی جواب دیا۔

١٤٢٤- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ الْمُرِّيِّ، عَنْ يُونُسَ بْنِ مَيْسَرَةَ ابْنِ حَلْبَسٍ، عَنِ الصُّنَابِحِيِّ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْجُدُ لِلَّهِ سَجْدَةً إِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهُ بِهَا حَسَنَةً، وَمَحَا عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةً، وَرَفَعَ لَهُ بِهَا دَرَجَةً. فَاسْتَكْثِرُوا مِنَ السُّجُودِ».

۱۴۲۴- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''جو بندہ بھی اللہ کے لیے ایک سجدہ کرتا ہے' اللہ اس کے بدلے میں اس کے لیے ایک نیکی لکھتا ہے اور اس (سجدہ) کی وجہ سے اس کا ایک گناہ معاف کرتا ہے اور اس (سجدہ) کی وجہ سے اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے' اس لیے سجدے کثرت سے کرو۔''

فائدہ: بکثرت سجدے کرنے میں سنت اور نفل نمازوں کی ادائیگی بھی شامل ہے اور سجدۂ شکر' سجدۂ تلاوت وغیرہ کی کثرت بھی۔

١٤٢٤ـ [صحيح] أخرجه أبونعيم في الحلية: ٥/ ١٣٠ من حديث الوليد به، وصرح بالسماع من شيخه خالد، وضعفه البوصيري لعنعنة الوليد، ح: ٢٥٥، ولكن له شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

(المعجم ٢٠٢) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي أَوَّلِ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ الصَّلَاةُ** (التحفة ٢٤١)

باب: ۲۰۲- بندے سے سب سے پہلا حساب نماز کا ہوگا

١٤٢٥ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ عَلِيِّ ابْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ حَكِيمٍ الضَّبِّيِّ قَالَ: قَالَ لِي أَبُوهُرَيْرَةَ: إِذَا أَتَيْتَ أَهْلَ مِصْرِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، الصَّلَاةُ الْمَكْتُوبَةُ فَإِنْ أَتَمَّهَا، وَإِلَّا قِيلَ: انْظُرُوا هَلْ لَهُ مِنْ تَطَوُّعٍ؟ فَإِنْ كَانَ لَهُ تَطَوُّعٌ أُكْمِلَتِ الْفَرِيضَةُ مِنْ تَطَوُّعِهِ. ثُمَّ يُفْعَلُ بِسَائِرِ الْأَعْمَالِ الْمَفْرُوضَةِ مِثْلُ ذٰلِكَ».

۱۴۲۵- حضرت انس بن حکیم ضبی رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ مجھ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تو اپنے شہر والوں کے پاس پہنچے تو انھیں بتانا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''مسلمان بندے سے قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا حساب لیا جائے گا' وہ فرض نماز ہے۔ اگر اس نے پوری نمازیں پڑھی ہوں گی تو ٹھیک ہے ورنہ کہا جائے گا: دیکھو کیا اس کے کوئی نفل بھی ہیں؟ اگر اس کے نفل ہوئے تو اس کے فرضوں کی کمی نفلوں سے پوری کر دی جائے گی' پھر دوسرے فرض اعمال کا حساب بھی اسی طرح ہوگا۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے' نیز ہمارے شیخ نے بھی تحقیق میں اس کی بابت لکھا ہے کہ آئندہ آنے والی حدیث کے بعض حصے اس کے شاہد ہیں۔ علاوہ ازیں مذکورہ روایت سنن ابوداود میں بھی ہے وہاں پر ہمارے شیخ لکھتے ہیں کہ یہ روایت بھی سنداً ضعیف ہے لیکن اس کے بعد آنے والی روایت (٨٦٦) اس سے کفایت کرتی ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۱۵/ ۲۹۹، ۳۰۰) ② اس حدیث میں فرض نماز کی اہمیت بیان ہوئی ہے۔ ③ فرض نماز' فرض روزے' فرض حج اور فرض زکاۃ پر خاص توجہ دینی چاہیے کہ ان میں حتی المقدور کوتاہی نہ ہو۔ ④ نفل نمازوں' نفل روزوں' نفل حج وعمرہ اور نفل صدقات وخیرات کی اہمیت بھی بہت زیادہ ہے۔ ⑤ نفل نمازوں میں سب سے اہم وہ نمازیں ہیں جنھیں سنت

١٤٢٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب قول النبي ﷺ: "كل صلاة لا يتمها صاحبها تتم من تطوعه"، ح: ٨٦٤ من حديث الحسن عن أنس بن حكيم به، وصححه الحاكم، والذهبي، والحديث الآتي شاهد لبعضه.

مؤکدہ کہا جاتا ہے اور وہ فرض نماز سے پہلے یا بعد میں ادا کی جاتی ہیں اس کے بعد نماز تہجد اہم ہے۔ ⑨ روانہ ہونے والے شاگرد کو مناسب نصیحت کرنا بہت مفید ہے تاکہ وہ آئندہ زندگی میں اس سے فائدہ اٹھائے۔

١٤٢٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ؛ ح: وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أَنْبَأَنَا حُمَيْدٌ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَ دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ زُرَارَةَ ابْنِ أَوْفَى، عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَلَاتُهُ. فَإِنْ أَكْمَلَهَا كُتِبَتْ لَهُ نَافِلَةً. فَإِنْ لَمْ يَكُنْ أَكْمَلَهَا، قَالَ اللهُ سُبْحَانَهُ لِلْمَلَائِكَةِ: انْظُرُوا، هَلْ تَجِدُونَ لِعَبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ؟ فَأَكْمِلُوا بِهَا مَا ضَيَّعَ مِنْ فَرِيضَتِهِ. ثُمَّ تُؤْخَذُ الْأَعْمَالُ عَلَى حَسَبِ ذٰلِكَ».

١٤٢٦- حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن بندے سے جس عمل کا سب سے پہلے حساب لیا جائے گا‘ وہ اس کی (فرض) نماز ہے۔ اگر اسے پورا ادا کیا ہوگا تو (باقی نمازیں) اس کے لیے نفل لکھ دی جائیں گی۔ اگر انھیں پورا نہیں ادا کیا ہوگا تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا: دیکھو کیا تمھیں میرے بندے کے کوئی نفل ملتے ہیں؟ اس نے اپنے فرائض میں جو کوتاہی کی تھی‘ وہ ان (نوافل) سے پوری کرو‘ پھر دوسرے اعمال کا حساب بھی اسی انداز سے ہوگا۔“

(المعجم ٢٠٣) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ النَّافِلَةِ حَيْثُ تُصَلَّى الْمَكْتُوبَةُ (التحفة ٢٤٢)

باب:٢٠٣- جہاں فرض نماز پڑھی جائے وہیں نفل نماز پڑھنے کا بیان

١٤٢٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

١٤٢٧- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی

١٤٢٦ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، الباب السابق، ح:٨٦٦ من حديث حماد به، وصححه الحاكم علٰى شرط مسلم، وله شاهد عند أحمد بإسناد حسن.

١٤٢٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، ح:١٠٠٦ من حديث ليث بن أبي مليم به، وضعفه البخاري في صحيحه، ح:٨٤٨ بقوله: "ولم يصح" * ليث تقدم حاله، ح:٢٠٨، وإبراهيم مجهول، وللحديث شواهد ضعيفة، وأثر علي لم أجده في مصنف ابن أبي شيبة بهٰذا اللفظ، وأخرج ابن أبي شيبة بإسناد ضعيف عن علي نحوه بدون◀◀

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ حَجَّاجِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ، إِذَا صَلَّى، أَنْ يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ، أَوْ عَنْ يَمِينِهِ، أَوْ عَنْ شِمَالِهِ» يَعْنِي السُّبْحَةَ.

ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم میں سے کسی سے یہ نہیں ہو سکتا کہ جب وہ نماز پڑھے تو آگے پیچھے یا دائیں بائیں ہو جائے۔'' یعنی نفل و سنت پڑھتے وقت۔

فائدہ: نماز کے اس ادب سے اکثر لوگ غافل ہیں۔ فرض نماز کے بعد سنتیں اور نفل اسی جگہ نہیں پڑھنے چاہئیں یا تو جگہ بدل لے یا اپنے ساتھی سے کوئی بات چیت کر لے مثلاً: سلام کر کے اس کی خیریت دریافت کر لے یا اذکار مسنونہ کرنے کے بعد اسی جگہ پڑھ لے۔ یہ مضمون صحیح احادیث میں بھی بیان ہوا ہے، اسی لیے بعض حضرات کے نزدیک یہ روایت بھی صحیح ہے۔

١٤٢٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ عُثْمَانَ ابْنِ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يُصَلِّي الْإِمَامُ فِي مُقَامِهِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ الْمَكْتُوبَةَ، حَتَّى يَتَنَحَّى عَنْهُ».

۱۴۲۸- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''امام اس جگہ (نفل یا سنت) نماز نہ پڑھے جہاں اس نے فرض نماز ادا کی ہے حتی کہ وہاں سے ایک طرف ہٹ جائے۔''

حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ التَّمِيمِيِّ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اپنے استاد کثیر بن عبید حمصی سے' انھوں نے بقیہ سے' انھوں نے ابو عبدالرحمن تمیمی سے' بواسطہ عثمان بن عطاء' حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا۔

(المعجم ٢٠٤) - بَابُ مَا جَاءَ فِي تَوْطِينِ الْمَكَانِ فِي الْمَسْجِدِ يُصَلَّى فِيهِ (التحفة ٢٤٣)

باب: ۲۰۴- مسجد میں نماز کے لیے ایک جگہ مقرر کر لینے کا بیان

◄◄ قوله: "من السنة"، فيه مدلس، وقد عنعن، وعباد بن عبدالله تقدم حاله، ح: ١٢٠.

١٤٢٨- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الإمام يتطوع في مكانه، ح: ٦١٦ من طريق آخر عن عطاء به، وقال: "عطاء الخراساني لم يدرك المغيرة بن شعبة"، فالسند منقطع، وله شواهد، فالحديث حسن.

١٤٢٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ. ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ مَحْمُودٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ ثَلَاثٍ: عَنْ نَقْرَةِ الْغُرَابِ، وَعَنْ فَرْشَةِ السَّبُعِ، وَأَنْ يُوطِنَ الرَّجُلُ الْمَكَانَ الَّذِي يُصَلِّي فِيهِ كَمَا يُوطِنُ الْبَعِيرُ.

۱۴۲۹- حضرت عبدالرحمٰن بن شبل ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے تین کاموں سے منع فرمایا ہے: کوے کی طرح ٹھونگیں مارنے سے درندے کی طرح بازو پھیلانے سے اور اس بات سے کہ آدمی نماز کے لیے ایک جگہ مقرر کر لے جس طرح اونٹ (باڑے میں اپنے لیے) جگہ مقرر کر لیتا ہے۔“

فوائد ومسائل: ① کوے کی طرح ٹھونگیں مارنے کا مطلب جلدی جلدی سجدے کرنا ہے۔ یہ عمل نماز میں توجہ اور خشوع کے خلاف ہے اس لیے تمام ارکان اطمینان سے پورے اذکار اور دعائیں پڑھتے ہوئے ادا کرنے چاہییں۔ ② سجدہ کرتے وقت صرف ہاتھ زمین پر رکھنے چاہییں کہنیوں تک بازو زمین پر پھیلا دینا درست نہیں۔ ③ نماز کے لیے جگہ مقرر کرنا اور دوسروں کو وہاں نماز پڑھنے سے روکنا جائز نہیں کیونکہ مسجد سب کے لیے مشترک ہے ہاں اگر جگہ خالی دیکھ کر وہاں نماز پڑھتا ہے اور اکثر ایسا ہو جاتا ہے کہ وہیں نماز پڑھے تو جائز ہے یا مثلاً: ایک شخص صف میں دائیں طرف کھڑا ہونا پسند کرتا ہے تو یہ جائز ہے جب کہ پہلے سے بیٹھے ہوئے شخص کو اٹھایا نہ جائے۔

١٤٣٠- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّهُ كَانَ يَأْتِي إِلَى سُبْحَةِ الضُّحَى فَيَعْمِدُ إِلَى الْأُسْطُوَانَةِ دُونَ

۱۴۳۰- حضرت یزید بن ابوعبید ؒ حضرت سلمہ بن اکوع ؓ کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ ضحیٰ کے نفل پڑھنے کے لیے تشریف لاتے تو اس ستون کی طرف جاتے جو مصحف کے پاس ہے۔ اس کے قریب نماز پڑھتے۔ میں (یزید بن ابوعبید) مسجد کے کسی حصے کی طرف اشارہ

١٤٢٩ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب صلاة من لا يقيم صلبه في الركوع والسجود، ح: ٨٦٢ من طريق آخر عن أبي عبدالحميد جعفر بن عبدالله الأنصاري به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي
* تميم موثق عند الجمهور وتعديله راجح.

١٤٣٠ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب الصلاة إلى الأسطوانة، ح: ٥٠٢، ومسلم، الصلاة، باب دنو المصلي من السترة، ح: ٥٠٩ من حديث يزيد بن أبي عبيد به.

[الْمُصْحَفِ]، فَيُصَلِّي قَرِيباً مِنْهَا. فَأَقُولُ لَهُ: أَلاَ تُصَلِّي هٰهُنَا؟ وَأُشِيرُ إِلٰى بَعْضِ نَوَاحِي الْمَسْجِدِ. فَيَقُولُ: إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَتَحَرَّى هٰذَا الْمَقَامَ.

کر کے کہتا: آپ یہاں کیوں نہیں نماز پڑھ لیتے؟ وہ فرماتے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس جگہ اہتمام سے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

فائدہ: افضل مقام پر نماز پڑھنے کی کوشش کرنا درست ہے بشرطیکہ اس سے دوسروں کو تکلیف نہ ہو اور پہلے پہنچنے والے کو وہاں سے ہٹایا نہ جائے۔

(المعجم ٢٠٥) - بَابُ مَا جَاءَ فِي أَيْنَ تُوضَعُ النَّعْلُ إِذَا خُلِعَتْ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٢٤٤)

باب:۲۰۵-نماز پڑھتے وقت اگر جوتے اتارے جائیں تو کہاں رکھے جائیں؟

١٤٣١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى يَوْمَ الْفَتْحِ، فَجَعَلَ نَعْلَيْهِ عَنْ يَسَارِهِ.

۱۴۳۱- حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے نماز پڑھی تو اپنے جوتے اپنی بائیں طرف رکھے۔

فوائد و مسائل: ① جوتے پہن کر نماز پڑھنا بھی جائز ہے اور جوتے اتار کر پڑھنا بھی۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ، حدیث:۱۰۳۸) ② جوتے اتار کر نماز پڑھیں تو انھیں بائیں طرف رکھیں۔

١٤٣٢- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبٍ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ. قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ

۱۴۳۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے جوتے اپنے پاؤں میں رکھو (پہنے رہو۔) اگر انھیں اتارو تو اپنے دونوں پاؤں کے درمیان رکھو۔ انھیں اپنی دائیں طرف نہ رکھنا' نہ اپنے

١٤٣١ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الصلاة في النعل، ح: ٦٤٨ من حديث يحيى به * وصرح ابن جريج بالسماع عنده، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان.

١٤٣٢ـ [إسناده ضعيف جدًا] وانظر، ح: ٢٦٠ لعلته، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، عبدالله بن سعيد متفق على تضعيفه".

أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلْزِمْ نَعْلَيْكَ قَدَمَيْكَ. فَإِنْ خَلَعْتَهُمَا فَاجْعَلْهُمَا بَيْنَ رِجْلَيْكَ. وَلاَ تَجْعَلْهُمَا عَنْ يَمِينِكَ، وَلاَ عَنْ يَمِينِ صَاحِبِكَ، وَلاَ وَرَاءَكَ، فَتُؤْذِيَ مَنْ خَلْفَكَ».

ساتھی کے دائیں طرف رکھنا' نہ اپنے پیچھے رکھنا کہ اپنے پیچھے والے (نمازی) کو تکلیف دو۔''

فوائد ومسائل: ① اس سند کے ساتھ تو یہ روایت ضعیف ہے' تاہم صحیح ابن خزیمہ میں یہ حدیث ان الفاظ میں وارد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص نماز پڑھے تو اپنے جوتے اپنے دائیں طرف نہ رکھے' نہ اپنے بائیں طرف رکھے سوائے اس حال کے کہ اس کے بائیں طرف کوئی نہ ہو۔ (نمازی کو) چاہیے کہ انھیں اپنے دونوں پاؤں کے درمیان رکھ لے۔'' (صحيح ابن خزيمة' الصلاة' جماع أبواب الصلاة على البسط' باب ذكر الزجر عن وضع المصلي نعليه عن يساره إذا كان عن يساره مصلٍ......) اس پر علامہ البانی رحمہ اللہ نے فرمایا: ''اس کی سند حسن ہے جیسے کہ میں نے صحیح ابوداود حدیث: (٦٦١) میں بیان کیا ہے اور اس سے پہلے والی روایت: (١٠٠٩) کی سند کی وجہ سے یہ حدیث صحیح ہے۔'' (صحيح ابن خزيمة حاشيه حديث: ١٠١٦) یعنی شیخ البانی رحمہ اللہ نے وہاں اسے صحیح لغیرہ قرار دیا ہے۔ ② جوتے بائیں طرف رکھنا اس وقت منع ہیں جب بائیں طرف کوئی نمازی موجود ہو۔ اس صورت میں وہ اس نمازی کی دائیں طرف ہو جائیں گے۔ ③ جوتے پیچھے رکھنا جائز ہے لیکن اگر پیچھے کوئی اور شخص نماز پڑھ رہا ہو تو یہ جوتے اس کے لیے اذیت کا باعث ہوں گے' اس صورت میں اپنے پیچھے نہ رکھے' ہاں ایسی جگہ رکھ سکتا ہے جہاں وہ کسی دوسرے نمازی کے دائیں طرف نہ ہوں' یعنی بالکل پیچھے یا بالکل بائیں طرف رکھے۔ ④ بعض علماء نے لکھا ہے کہ جب دائیں طرف جوتے رکھنا ممنوع ہے تو نمازی کا اپنے آگے جوتا رکھنا بطریق اَولیٰ ممنوع ہوگا لیکن یہ استدلال اس لیے صحیح معلوم نہیں ہوتا کہ جب ایک شخص جوتوں سمیت نماز پڑھے گا (جو کہ ایک جائز امر ہے) تو اس صورت میں بھی تو جوتے دوسرے نمازی کے آگے ہی ہوں گے' اس لیے محض جوتوں کے آگے ہونے کو تو ممنوع نہیں سمجھا جا سکتا۔ ممانعت کی واضح نص ہونی چاہیے جو کہ ہمارے علم کی حد تک نہیں ہے۔ دوسرا استدلال معجم صغیر طبرانی کی اس روایت سے کیا جاتا ہے جس میں نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ''جب تمھارا کوئی شخص جوتے اتارے تو انھیں اپنے سامنے نہ رکھے تاکہ جوتوں کی اقتدا لازم نہ آئے......'' (الحدیث) لیکن شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ضعیف ہی نہیں' سخت ضعیف قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (الضعيفة' حديث: ٩٨٦) اس لیے اس حدیث سے بھی استدلال صحیح نہیں۔ اس اعتبار سے نمازی کے آگے جوتے ہونے یا رکھنے کی ممانعت کی کوئی واضح دلیل نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ نمازی کے آگے جوتے رکھنے کو خلاف ادب تصور کر کے اس سے بچنے کو بہتر قرار دیا جا سکتا ہے۔ والله أعلم.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(المعجم ٦) أَبْوَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَنَائِزِ (التحفة ٤)

جنازے سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - بَابُ مَا جَاءَ فِي عِيَادَةِ الْمَرِيضِ (التحفة ١)

باب:۱- مریض کی عیادت کا بیان

١٤٣٣ - حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ : حَدَّثَنَا أَبُوالْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لِلْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتَّةٌ بِالْمَعْرُوفِ: يُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِذَا لَقِيَهُ. وَيُجِيبُهُ إِذَا دَعَاهُ. وَيُشَمِّتُهُ إِذَا عَطَسَ. وَيَعُودُهُ إِذَا مَرِضَ. وَيَتْبَعُ جِنَازَتَهُ إِذَا مَاتَ. وَيُحِبُّ لَهُ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ».

۱۴۳۳- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دستور کے مطابق مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں۔ جب اس سے ملے تو سلام کہے' جب وہ اسے دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کرے' جب اسے چھینک آئے تو اسے دعا دے' جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی بیمار پرسی کرے' جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جائے اور اس کے لیے وہی کچھ پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① مسلمان معاشرے میں امن قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ تمام مسلمان ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں۔ مسلمانوں کے باہمی تعلقات کو صحیح رکھنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے بہت سی چیزیں بتائی ہیں جن میں یہ چھ چیزیں بھی شامل ہیں۔ ان کی اہمیت کی وجہ سے انھیں ''مسلمان کا حق'' قرار دیا گیا ہے تاکہ ہر مسلمان دوسرے بھائی کے بارے میں ان امور کا خیال رکھے جس کے نتیجے میں باہمی محبت قائم ہوگی اور لڑائیاں جھگڑے ختم ہو کر امن قائم ہو جائے گا۔ ② سلام ایک دعا ہے۔ جب مسلمان اپنے بھائی سے ملتا ہے تو اسے سلامتی کی دعا دیتا ہے۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس کے دل میں اس بھائی کے لیے نفرت یا

١٤٣٣ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في تشميت العاطس، ح:٢٧٣٦ عن هناد به، وقال: "حسن" * الحارث ضعيف كما تقدم، ح: ٩٥، وفي السند علة أخرى، وله شواهد عند مسلم، ح:٢١٦٢ وغيره، دون قوله: "ويحب له ما يحب لنفسه"، ولهذا اللفظ أيضًا شواهد عند البخاري، ومسلم وغيرهما.

بغض نہیں ہے' یعنی مسلمان کا فرض ہے کہ وہ دوسرے مسلمان کے لیے برا نہ سوچے' تبھی وہ سلام کا حق ادا کر سکے گا۔ جس کو سلام کیا جائے' اس کا بھی فرض ہے کہ انھی جذبات کے ساتھ سلام کا جواب دے۔ دیکھیے: (حدیث:۱۴۳۵) ③ سلام کے آداب میں یہ بھی ہے کہ چھوٹا بڑے کو' سوار پیدل کو' چلنے والا بیٹھنے والے کو اور چھوٹی جماعت بڑی جماعت کو سلام کہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الاستئذان' باب تسلیم القلیل علی الکثیر' حدیث:۶۲۳۱' و باب یسلم الراکب علی الماشي' حدیث:۶۲۳۲) ④ دعوت سے مراد کھانے کی دعوت ہے۔ یہ دعوت کسی امیر آدمی کی طرف سے دی جائے یا غریب آدمی کی طرف سے' اسے قبول کرنا چاہیے' خواہ وہ معمولی کھانا ہی پیش کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر مجھے بکری کے ایک پائے کی دعوت دی جائے تو میں اس (دعوت) کو قبول کروں گا اور اگر مجھے تحفہ کے طور پر بکری کا ایک پایا دیا جائے تو اسے قبول کروں گا۔'' (صحیح البخاري' النکاح' باب من أجاب إلی کراع' حدیث:۵۱۷۸) ⑤ [وَيُجِيبُهُ إِذَا دَعَاهُ] کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو پکارے تو وہ اس کی بات سنے' یعنی سنی ان سنی نہ کر دے' ممکن ہے اسے کسی مدد یا مشورے کی ضرورت ہو۔ اگر مدد کرنا یا مشورہ دینا ممکن ہوا تو اس کا بھلا ہو جائے گا اور مدد کرنے یا مشورہ دینے والے کو ثواب مل جائے گا۔ ⑥ چھینک پر دعا دینے کا مطلب یہ ہے کہ جسے چھینک آئے وہ [اَلْحَمْدُلِلّٰہِ] کہے تو دوسرے کو چاہیے کہ ضرور [يَرْحَمُكَ اللّٰهُ] کہے' یعنی اللہ تجھ پر رحمت فرمائے۔ یہ مسلمان کی مسلمان کے لیے دعا ہے۔ جب [يَرْحَمُكَ اللّٰهُ] کہا جائے تو چھینکنے والے کو چاہیے کہ یوں کہے: [يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ] ''اللہ تمھاری رہنمائی فرمائے اور تمھارے کام سنوارے۔'' (صحیح البخاري' الأدب' باب: إذا عطس کیف یُشَمَّتُ؟ حدیث:۶۲۲۴) ⑦ اگر چھینکنے والا [اَلْحَمْدُلِلّٰہِ] نہ کہے تو اسے [يَرْحَمُكَ اللّٰهُ] نہ کہا جائے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' الزھد والرقائق' باب تشمیت العاطس' وکراھة التثاؤب' حدیث:۲۹۹۱) ⑧ بیمار کی خیریت معلوم کرنے کے لیے جانا بھی بیمار مسلمان کا دوسروں پر حق ہے۔ اس موقع پر مریض کو تسلی تشفی دینا اور اس کے لیے دعا کرنا مسنون ہے' مثلاً یہ کہنا: [لَا بَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی] ''کوئی حرج نہیں' اللہ نے چاہا تو (یہ بیماری گناہوں سے) پاک کرنے والی ہے۔'' (صحیح البخاري' المرض' باب عیادة الأعراب' حدیث:۵۶۵۶) اور یہ دعا بھی دینی چاہیے: [أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ اشْفِ وَأَنْتَ الشَّافِي' لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ' شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا] ''اے انسانوں کے رب! بیماری دور فرما دے' شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے' تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں' ایسی شفا دے جو بیماری کو بالکل باقی نہ چھوڑے۔'' (صحیح البخاري' المرض' باب دعاء العائد للمریض' حدیث:۵۶۷۵) ⑨ میت کے ساتھ جانا اور اس کا جنازہ پڑھنا بھی لازمی حق ہے۔ جنازہ پڑھ کر واپس آ جانا جائز ہے۔ لیکن قبر تیار کرنے اور دفن کرنے میں مدد دینا اور دفن سے فارغ ہو کر آنا دگنے ثواب کا باعث ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه' حدیث:۱۵۳۹) ⑩ مومن کے لیے اچھی چیز چاہنے کا مطلب یہ ہے کہ

اس کی خیر خواہی کرے اور اس سے اس قسم کا سلوک کرے جس قسم کے سلوک کی وہ خود دوسروں سے توقع رکھتا ہے مثلاً: جس طرح ایک آدمی کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کا احترام کیا جائے اور بے عزتی نہ کی جائے اسی طرح اسے دوسروں کا احترام کرنا اور دوسروں کی بے عزتی کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے جس طرح وہ چاہتا ہے کہ مشکل میں دوسرے اس کی مدد کریں' اسے چاہیے کہ خود بھی دوسروں کی مدد کرے۔

١٤٣٤- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ، بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ أَفْلَحَ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لِلْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ أَرْبَعُ خِلاَلٍ: يُشَمِّتُهُ إِذَا عَطَسَ، وَيُجِيبُهُ إِذَا دَعَاهُ، وَيَشْهَدُهُ إِذَا مَاتَ، وَيَعُودُهُ إِذَا مَرِضَ».

۱۴۳۴- حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کے ذمے مسلمان کے چار کام ہیں: جب اسے چھینک آئے تو اسے دعا دے' جب وہ اسے دعوت دے تو قبول کرے' جب وہ فوت ہو جائے تو (اس کے جنازے میں) حاضر ہو اور جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرے۔''

١٤٣٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَمْسٌ مِنْ حَقِّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ: رَدُّ التَّحِيَّةِ، وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ، وَشُهُودُ الْجِنَازَةِ، وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ، وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ إِذَا حَمِدَ اللهَ».

۱۴۳۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ چیزیں مسلمان کے مسلمان پر حقوق میں شامل ہیں: سلام کا جواب دینا' دعوت قبول کرنا' جنازے میں حاضر ہونا' بیمار کی عیادت کرنا اور جب چھینکنے والا اللہ کی تعریف کرے (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے) تو اسے دعا دینا (یَرْحَمُكَ اللّٰہُ کہنا)۔''

١٤٣٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ

۱۴۳۶- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت

١٤٣٤- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٧٣ عن يحيى بن سعيد به، وصححه البوصيري، والحاكم: ٤/ ٦٤، والذهبي.

١٤٣٥- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٣٢ عن محمد بن بشر به، وقال البوصيري: "إسناده صحيح ورجاله ثقات".

١٤٣٦- أخرجه البخاري، المرض، باب عيادة المغمى عليه، ح: ٥٦٥١، ومسلم، الفرائض، باب ميراث الكلالة، ح: ١٦١٦ من حديث سفيان به مطولاً.

الصَّنْعَانِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ يَقُولُ: سَمِعْتُ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: عَادَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ مَاشِياً، وَأَبُو بَكْرٍ، وَأَنَا فِي بَنِي سَلِمَةَ.

ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پیدل چل کر میری عیادت کے لیے تشریف لائے جبکہ میں بنوسلمہ کے محلے میں تھا۔

١٤٣٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا مَسْلَمَةُ بْنُ عُلَيٍّ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لاَ يَعُودُ مَرِيضاً إِلَّا بَعْدَ ثَلاَثٍ.

۱۴۳۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ تین دن کے بعد ہی بیمار کی عیادت فرماتے تھے۔

١٤٣٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ السَّكُونِيُّ، عَنْ مُوسَى ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا دَخَلْتُمْ عَلَى الْمَرِيضِ فَنَفِّسُوا لَهُ فِي الأَجَلِ. فَإِنَّ ذٰلِكَ لاَ يَرُدُّ شَيْئاً. وَهُوَ يَطِيبُ بِنَفْسِ الْمَرِيضِ».

۱۴۳۸- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم مریض کے پاس جاؤ تو اسے زندگی کی امید دلاؤ' اس سے (تقدیر کا فیصلہ تو) کچھ نہیں ٹلتا لیکن بیمار کا دل خوش ہو جاتا ہے۔''

١٤٣٩- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ هُبَيْرَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مَكِينٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

۱۴۳۹- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک بیمار کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے تو اس سے فرمایا: ''تمھارا کس چیز کو جی چاہتا

١٤٣٧ـ [إسناده ضعيف جدًا] انظر، ح: ٣٥١ لعلته، وفيه علل أخرى، وقال أبوحاتم: "هٰذا حديث باطل موضوع"، وله شاهد موضوع ـ لا يستشهد به ـ عند الطبراني في الأوسط * فيه نصر بن حماد وهو كذاب كما قال ابن معين رحمه الله.

١٤٣٨ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الترمذي، الطب، باب تطييب نفس المريض، ح: ٢٠٨٧ من حديث عقبة به، وقال: "غريب" * موسى بن محمد التيمي منكر الحديث كما في التقريب وغيره.

١٤٣٩ـ [إسناده ضعيف] * صفوان بن هبيرة لين الحديث كما في التقريب، وانظر، ح: ٣٤٤٠.

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَادَ رَجُلًا فَقَالَ: «مَا تَشْتَهِي؟» قَالَ: أَشْتَهِي خُبْزَ بُرٍّ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ كَانَ عِنْدَهُ خُبْزُ بُرٍّ فَلْيَبْعَثْ إِلَى أَخِيهِ» ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا اشْتَهَى مَرِيضُ أَحَدِكُمْ شَيْئاً، فَلْيُطْعِمْهُ».

ہے؟'' اس نے کہا: گندم کی روٹی کو جی چاہتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس کسی کے پاس گندم کی روٹی ہو' وہ اپنے بھائی کے پاس بھیجے۔'' پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کا مریض کسی چیز کی خواہش کرے تو وہ اسے کھلا دے۔''

١٤٤٠- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى مَرِيضٍ يَعُودُهُ. فَقَالَ: «أَتَشْتَهِي شَيْئاً؟ أَتَشْتَهِي كَعْكاً؟» قَالَ: نَعَمْ. فَطَلَبُوا لَهُ.

۱۴۴۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ایک بیمار کے پاس اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ نے فرمایا: ''تمھارا کسی چیز کو جی چاہتا ہے؟ کیا کعک کی خواہش ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں' چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسے کعک (ایک خاص قسم کی روٹی) منگوا دی۔

١٤٤١- حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ: حَدَّثَنِي كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا دَخَلْتَ عَلَى مَرِيضٍ فَمُرْهُ أَنْ يَدْعُوَ لَكَ. فَإِنَّ دُعَاءَهُ كَدُعَاءِ الْمَلَائِكَةِ».

۱۴۴۱- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''جب تو کسی مریض کے پاس جائے تو اسے کہہ کہ تیرے لیے دعا کرے کیونکہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کی طرح ہے۔''

(المعجم ٢) - بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ مَنْ عَادَ مَرِيضًا (التحفة ٢)

باب:۲- بیمار کی عیادت کرنے والے کے ثواب کا بیان

١٤٤٠- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "إسناده ضعيف"، وانظر، ح:٣٤٤١ * يزيد بن أبان تقدم، ح:١٠٨٠، وفيه علل أخرٰى.

١٤٤١- [إسناده ضعيف] وقال المنذري: "رواته ثقات مشهورون، إلا أن ميمون بن مهران لم يسمع من عمر"، ورواه الحسن بن عرفة عن كثير عن عيسى بن إبراهيم الهاشمي عن جعفر به، وهٰذا من المزيد في متصل الأسانيد ولكن طريق ابن ماجه أيضًا محفوظ بدليل تصريح سماع كثير من جعفر، وأشار الحافظ في التهذيب إلٰى خطاء في ذكر تصريح السماع بين كثير وجعفر، فيصير الحديث ضعيفًا جدًا، لأن الهاشمي هٰذا منكر الحديث.

١٤٤٢- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أَتٰى أَخَاهُ الْمُسْلِمَ عَائِداً، مَشٰى فِي خِرَافَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَجْلِسَ. فَإِذَا جَلَسَ غَمَرَتْهُ الرَّحْمَةُ. فَإِنْ كَانَ غُدْوَةً صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُمْسِيَ. وَإِنْ كَانَ مَسَاءً صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُصْبِحَ».

۱۴۴۲- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے پاس عیادت کے لیے آتا ہے تو وہ مریض کے پاس آ کر بیٹھنے تک جنت کے پھل چنتا آتا ہے۔ جب وہ بیٹھ جاتا ہے تو اس پر رحمت سایہ فگن ہو جاتی ہے۔ اگر (عیادت) صبح کے وقت ہو تو شام تک ستر ہزار فرشتے اسے دعائیں دیتے رہتے ہیں اور اگر شام کا وقت ہو تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اسے دعائیں دیتے رہتے ہیں۔“

فوائد ومسائل: ① مسلمان بھائی کی عیادت اتنا ثواب کا کام ہے کہ اس مقصد کے لیے چلنا جنت کے باغ میں چلنے اور جنت کے پھل چننے کے برابر ہے۔ اتنے زیادہ ثواب کے عمل کی وجہ سے امید کی جا سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرما دے گا۔ ② عیادت کے لیے مریض کے پاس بیٹھنا اللہ کی رحمت کا باعث ہے۔ ③ فرشتوں کا رحمت کی دعا کرنا بھی اس شخص کے بلند مقام کو ظاہر کرتا ہے اور اس میں اللہ کی رحمت کی خوش خبری ہے کیونکہ فرشتے اللہ کے حکم ہی سے کسی کے حق میں دعائے خیر کرتے ہیں۔

١٤٤٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ: حَدَّثَنَا أَبُوسِنَانٍ الْقَسْمَلِيُّ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي سَوْدَةَ، عَنْ

۱۴۴۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کسی مریض کی عیادت کرتا ہے تو اسے آسمان سے ایک آواز دینے والا

١٤٤٢ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب في فضل العيادة على وضوء، ح: ٣٠٩٨ عن عثمان به، وصححه الحاكم، والذهبي * الأعمش عنعن، تقدم، ح: ١٧٨، وعنعن كشيخه الحكم بن عتيبة، كما في ح: ١١٩٢، وله شواهد عند ابن حبان، ح: ٧١٠ وغيره.

١٤٤٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ما جاء في زيارة الإخوان، ح: ٢٠٠٨ عن محمد بن بشار وغيره به، وقال: "حسن غريب"، وقال الإمام المباركفوري رحمه الله ليس في النسخ الموجودة عندنا لفظ حسن بل فيها: "حديث غريب" (تحفة الأحوذي)، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ٧١٢، وقال: أبوسنان هذا هو الشيباني، "اسمه سعيد بن سنان" (الإحسان)، ح: ٢٩٦١، وهذا وهم منه، راجع تحفة الأشراف وغيره، وقال الترمذي: "أبوسنان اسمه عيسى بن سنان"، والشاهد الذي ذكره الترمذي، أخرجه مسلم، ح: ٢٥٦٧، وليس فيه ما يشهد له.

www.KitaboSunnat.com

أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ عَادَ مَرِيضاً نَادَى مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ: طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ، وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلاً».

(فرشتہ) آواز دیتا ہے: تو بھی پاک (اور اچھا) ہے اور تیرا چلنا بھی پاک ہے اور تو نے جنت میں گھر بنالیا۔"

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے شیخ نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (المشكاة للألباني' حديث:١٥٧٥ '٥٠١٥ التحقيق الثاني) ② یہ فرشتوں کی طرف سے عیادت کرنے والے کے لیے خوش خبری ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ دعا ہو۔ اس صورت میں ترجمہ یوں ہوگا: "تو پاک رہے' (تیری زندگی پاک اعمال اور نیک سیرت کے ساتھ گزرے)' تیرا چلنا بھی پاک ہو (آخرت میں تو جنت میں پہنچے) اور تجھے جنت میں گھر نصیب ہو۔"

(المعجم ٣) - بَابُ مَا جَاءَ فِي تَلْقِينِ الْمَيِّتِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ (التحفة ٣)

باب:٣- مرنے والے کو لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ کی تلقین کرنا

١٤٤٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ».

١٤٤٤- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنے مرنے والوں کو [لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ] کی تلقین کرو۔"

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں مرنے والے سے مراد قریب الوفات شخص ہے۔ ② تلقین سے عام طور پر علماء نے یہ مراد لیا ہے کہ قریب الوفات شخص کے پاس [لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ] پڑھا جائے تاکہ وہ بھی سن کر پڑھ لے۔ علامہ محمد فواد عبدالباقی رحمہ اللہ نے صحیح مسلم کے حاشیہ میں یہی فرمایا ہے۔ دیکھیے: (صحيح مسلم' الجنائز' باب تلقين الموتى لا إله إلا الله) نواب وحید الزمان خاں نے سنن ابن ماجہ کے حاشیہ میں اس مقام پر فرمایا: "مستحب ہے کہ میت' یعنی جو مر رہا ہو' اس کو نرمی سے یہ کلمہ یاد دلائیں اور زیادہ اصرار نہ کریں' ایسا نہ ہو کہ انکار کر بیٹھے۔" البتہ علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی رائے اس سے مختلف ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ تلقین سے مراد کلمہ توحید پڑھ کر اسے صرف سنانا ہی نہیں بلکہ اس سے کہا جائے کہ وہ بھی پڑھے۔ اس کی دلیل میں انھوں نے ایک حدیث پیش کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک انصاری کی عیادت کو تشریف لے گئے تو فرمایا: "ماموں جان! [لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ] کہیے۔" اس نے کہا: "میں ماموں ہوں یا چچا؟" آپ نے فرمایا: "بلکہ

١٤٤٤- أخرجه مسلم، الجنائز، باب تلقين الموتى: لا إله إلا الله، ح:٩١٧ عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره به.

ماموں۔'' اس نے کہا: تو [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ] کہنا میرے لیے بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں'' (مسند أحمد:۱۵۲/۳) ③ اس حدیث سے دفن کے بعد تلقین مراد لینا درست نہیں کیونکہ نبی ﷺ نے ایسے نہیں کیا اور نہ کسی صحابی سے صحیح سند سے یہ عمل مروی ہے' لہٰذا اس سے اجتناب کرنا چاہیے' البتہ دفن کے بعد میت کے حق میں استقامت کی دعا کرنا مسنون ہے۔ (سنن أبي داود' الجنائز' باب الاستغفار عند القبر للميت في وقت الانصراف ' حديث:۳۲۲۱)

١٤٤٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ بِلَالٍ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ يَحْيَى ابْنِ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ: لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ».

۱۴۴۵- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے مرنے والوں کو [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه] کی تلقین کرو۔''

١٤٤٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ: لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ لِلأَحْيَاءِ؟ قَالَ: «أَجْوَدُ، وَأَجْوَدُ».

۱۴۴۶- حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے مرنے والوں کو ان الفاظ کی تلقین کرو: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ' سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ' اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ] ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو حلیم وکریم ہے' پاک ہے اللہ جو عرش عظیم کا مالک ہے۔ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔'' صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! زندوں کے لیے یہ ذکر کیسا ہے؟ فرمایا: ''زیادہ اچھا' زیادہ عمدہ۔''

(المعجم ٤) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا يُقَالُ عِنْدَ الْمَرِيضِ إِذَا حُضِرَ (التحفة ٤)

باب:۴- قریب الوفات بیمار کے پاس کیا کہا جائے؟

١٤٤٥_ أخرجه مسلم، الجنائز، الباب السابق، ح: ٩١٦ من حديث سليمان بن بلال به.

١٤٤٦_ [إسناده ضعيف] * إسحاق بن عبدالله مستور (تقريب)، لم يوثقه أحد فيما أعلم.

١٤٤٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيضَ أَوِ الْمَيِّتَ، فَقُولُوا خَيْراً. فَإِنَّ الْمَلاَئِكَةَ يُؤَمِّنُونَ عَلٰى مَا تَقُولُونَ».

۱۴۴۷- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جب تم بیمار کے پاس جاؤ‘‘ یا فرمایا: ’’مرنے والے کے پاس جاؤ تو اچھی بات کہو کیونکہ تم جو کچھ (اس وقت) کہتے ہو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔‘‘

فَلَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ إِنَّ أَبَا سَلَمَةَ قَدْ مَاتَ. قَالَ: «قُولِي اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلَهُ، وَأَعْقِبْنِي مِنْهُ عُقْبٰى حَسَنَةً». قَالَتْ: فَفَعَلْتُ. فَأَعْقَبَنِي اللهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ. مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

(ام المومنین نے فرمایا) جب ابوسلمہ ؓ کی وفات ہوئی تو میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اللہ کے رسول! ابوسلمہ ؓ فوت ہو گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’تم کہو: [اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي وَلَهُ وَأَعْقِبْنِي مِنْهُ عُقْبَى حَسَنَةً] ’’اے اللہ! مجھے اور اسے بخش دے اور مجھے اس کا اچھا بدل عطا فرما۔‘‘ ام المومنین نے فرمایا: میں نے یہی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے بہتر (خاوند) عطا فرما دیا، یعنی اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ۔

فوائد ومسائل: ① قریب الوفات بیمار آدمی کی عیادت بھی ضروری ہے۔ ② وفات کے بعد اہل علم وفضل حضرات کو بھی چاہیے کہ میت والوں کے گھر میں جا کر میت کے لیے مغفرت کی اور متعلقین کے لیے صبر جمیل کی دعا کریں۔ ③ ہمارے ملک میں جو رواج ہے کہ باہر دری یا صفیں بچھا کر تین دن تک بیٹھے رہتے ہیں لوگ آتے ہیں اور بار بار ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھتے ہیں یہ طریقہ سنت سے ثابت نہیں اور اس موقع پر فاتحہ پڑھنے کا بھی جواز نہیں۔ ہاتھ اٹھائے بغیر میت کے لیے اور اس کے ورثاء کے لیے دعا کی جا سکتی ہے۔ ④ میت کے ورثاء کو چاہیے کہ وہ مرنے والے کے خلا کو پر کرنے کے لیے یہ مسنون دعا پڑھیں تاکہ انھیں اللہ تعالیٰ نعم البدل عطا فرمائے۔ ⑤ کسی بھی مصیبت کے وقت یہ دعا پڑھنا بھی مسنون ہے: [إِنَّالِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ' اَللّٰهُمَّ أَجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي' وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِّنْهَا] (صحيح مسلم 'الجنائز' باب: مايقال عند المصيبة؟' حديث:٩١٨) ’’ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اے اللہ! مجھے میری

١٤٤٧ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب ما يقال عند المريض والميت، ح: ٩١٩ عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره به.

مصیبت میں اجر عطا فرما اس کی جگہ بہتر بدل عطا فرما۔'' حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر یہ دعا بھی پڑھی تھی۔(صحیح مسلم' الجنائز' باب مایقال عند المصیبة؟' حدیث:۹۱۸)

١٤٤٨ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ وَلَيْسَ بِالنَّهْدِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اقْرَؤُوهَا عِنْدَ مَوْتَاكُمْ» يَعْنِي يَس.

۱۴۴۸- حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۂ یٰس کے بارے میں فرمایا: ''اسے اپنے فوت ہونے والوں کے پاس پڑھا کرو۔''

فائدہ: مذکورہ روایت ضعیف ہے' اس لیے قریب المرگ شخص پر سورۂ یٰس پڑھنے کا رواج صحیح نہیں ہے' اس کی بجائے اس کے لیے دعا کی جائے کہ یا اللہ! اس کے لیے اس دشوار مرحلہ کو آسان فرما دے۔

١٤٤٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ. جَمِيعاً عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ فُضَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ كَعْباً الْوَفَاةُ، أَتَتْهُ أُمُّ بِشْرٍ بِنْتُ الْبَرَاءِ بْنِ مَعْرُورٍ. فَقَالَتْ: يَاأَبَاعَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنْ لَقِيتَ فُلَاناً فَاقْرَأْ عَلَيْهِ

۱۴۴۹- حضرت عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک اپنے والد کے بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ جب حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا (اور موت کے آثار ظاہر ہونے لگے) تو حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت ام بشر رضی اللہ عنہا ان کے پاس آئیں اور کہا: اے ابوعبدالرحمٰن (کعب بن مالک)! اگر (عالم ارواح میں) فلاں سے (حضرت بشر رضی اللہ عنہ سے) آپ کی ملاقات ہو تو اسے میرا سلام کہہ دیجیے گا' انھوں نے کہا: ام بشر! اللہ آپ کی مغفرت کرے' ہمیں اتنی فرصت کہاں ہوگی؟

١٤٤٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب القراءة عند الميت، ح:٣١٢١ من حديث ابن المبارك به، وصححه ابن حبان، وضعفه الدارقطني * أبوعثمان هٰذا مجهول كما قال ابن المديني وغيره، وله شاهد ضعيف موقوف.

١٤٤٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٩/ ٦٤، ٦٥، ح: ١٢٢ من حديث محمد بن إسحاق به، ولم أجد تصريح سماعه، وانظر، ح: ١٢٠٩، وللحديث علة أخرى، أخرجه الترمذي، ح: ١٦٤١ وغيره من طريق آخر عن الزهري به مختصرًا، وقال: "حسن صحيح"، والحديث الآتي: (٤٢٧١) يغني عنه.

مِنِّي السَّلَامَ. قَالَ: غَفَرَ اللهُ لَكِ يَا أُمَّ بِشْرٍ نَحْنُ أَشْغَلُ مِنْ ذٰلِكَ. قَالَتْ: يَاأَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَمَا سَمِعْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ أَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِينَ فِي طَيْرٍ خُضْرٍ، تَعْلَقُ بِشَجَرِ الْجَنَّةِ» قَالَ: بَلٰى. قَالَتْ: فَهُوَ ذَاكَ.

ام بشر ؓ نے کہا: ابوعبدالرحمٰن! کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد مبارک نہیں سنا: ''مومنوں کی روحیں سبز پرندوں میں ہیں، جنت کے درختوں سے (پھل) کھاتی ہیں۔'' انھوں نے کہا: ہاں (یہ تو سنا ہے۔) انھوں نے کہا: میرا بھی یہی مطلب ہے۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے آئندہ آنے والی حدیث: (۱۴۷۱) اس سے کفایت کرتی ہے لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ ② میت کو جنت میں اس کے درجے کے مطابق نیا جسم مل جاتا ہے۔ ③ جنت کی راحت اور جہنم کا عذاب مرنے کے بعد شروع ہو جاتا ہے۔ ④ ان معاملات کا تعلق عالم غیب سے ہے جو اس دنیا سے بالکل مختلف جہان ہے۔ اس کے حالات کو دنیا کے حالات کی روشنی میں سمجھنا ممکن نہیں، اس لیے جتنی بات قرآن اور صحیح حدیث سے ثابت ہو اس پر ایمان رکھنا چاہیے، اس کی کیفیت کی بحث میں نہیں پڑنا چاہیے۔

١٤٥٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسٰى: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ الْمَاجِشُونِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَهُوَ يَمُوتُ. فَقُلْتُ: اِقْرَأْ عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ السَّلَامَ.

۱۴۵۰- حضرت محمد بن منکدر ؒ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: جب حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کی وفات کا وقت تھا تو میں ان کے پاس گیا اور میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کو سلام کہہ دیجیے گا۔

(المعجم ٥) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُؤْمِنِ يُؤْجَرُ فِي النَّزْعِ (التحفة ٥)

باب: ۵- مومن کو نزع کی سختی پر ثواب ملتا ہے

١٤٥١- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ:

۱۴۵۱- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ

١٤٥٠_ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٩١ عن محمد بن مقاتل المروزي عن يوسف بن يعقوب الماجشون به، وأخرجه: ٣/ ٦٩ عن أبي إبراهيم إسماعيل بن محمد عن الماجشون به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات إلا أنه موقوف".

١٤٥١_ [إسناده ضعيف] وصححه البوصيري * الوليد يدلس تدليس التسوية ولم يصرح بالسماع المسلسل، وتقدم

حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا حَمِيمٌ لَهَا يَخْنُقُهُ الْمَوْتُ. فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ ﷺ مَا بِهَا قَالَ لَهَا: «لاَ تَبْتَئِسِي عَلَى حَمِيمِكِ. فَإِنَّ ذٰلِكَ مِنْ حَسَنَاتِهِ».

رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے جب کہ ان کے پاس ان کا ایک رشتہ دار تھا جس پر موت کی سختی طاری تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ ؓ کا رنج دیکھا تو فرمایا: ”عائشہ! اپنے رشتہ دار پر غم نہ کرو' یہ بھی اس کی نیکیوں میں سے ہے۔“

١٤٥٢- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ أَبُو بِشْرٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ الْمُثَنَّى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «الْمُؤْمِنُ يَمُوتُ بِعَرَقِ الْجَبِينِ».

۱۴۵۲- حضرت بریدہ بن حصیب ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”مومن پیشانی کے پسینے کے ساتھ مرتا ہے۔“

فوائد و مسائل: ① [جَبِين] کا ترجمہ عام طور پر پیشانی کیا جاتا ہے لیکن حافظ صلاح الدین یوسف ﷾ نے تفسیر ”احسن البیان“ میں سورۂ صافات آیت: ۱۰۳ کی تفسیر میں لکھا ہے: ”ہر انسان کے چہرے پر دو جبینیں (دائیں اور بائیں) ہوتی ہیں اور درمیان میں پیشانی (جبهة) ہے۔“ ② جبین کے پسینے کا ایک مطلب تو یہ بیان کیا گیا ہے کہ مومن پر موت کی سختی کی وجہ سے اسے پسینہ آ جاتا ہے۔ ایک مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ اسے بہت زیادہ سختی نہیں ہوتی بلکہ محض پسینہ آنے جیسی مشقت ہوتی ہے۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ مومن حلال کمائی کے لیے کوشش اور محنت کرتے ہوئے یا زیادہ سے زیادہ نیکیاں کمانے کی کوشش کرتے ہوئے دوڑ دھوپ کرتا رہتا ہے حتی کہ اس کا آخری وقت آ جاتا ہے۔ واللہ أعلم.

١٤٥٣- حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ: حَدَّثَنَا

۱۴۵۳- حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ سے روایت

◀◀ في ح: ٢٥٥.

١٤٥٢ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء أن المؤمن يموت بعرق الجبين، ح: ٩٨٢ من حديث يحيى بن سعيد به، وقال: "حسن"، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣٦١، ووافقه الذهبي * قتادة لم يتفرد به بل تابعه كهمس بن الحسن التميمي عند النسائي: ٤/ ٦، ح: ١٨٣٠، وإسناده صحيح.

١٤٥٣ـ [إسناده ضعيف جدًا] وقال البوصيري: "في إسناده نصر بن حماد، كذبه يحيى بن معين وغيره"، وشيخه مجهول(تقريب).

نَصْرُ بْنُ حَمَّادٍ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ كَرْدَمٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، مَتَى تَنْقَطِعُ مَعْرِفَةُ الْعَبْدِ مِنَ النَّاسِ؟ قَالَ: «إِذَا عَايَنَ».

ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: بندہ لوگوں کو پہچاننا کب چھوڑ دیتا ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب وہ (آخرت کی چیزوں یا موت کے فرشتوں کا) مشاہدہ کر لیتا ہے۔''

(المعجم ٦) - بَابُ مَا جَاءَ فِي تَغْمِيضِ الْمَيِّتِ (التحفة ٦)

باب:٦- میت کی آنکھیں بند کرنا

١٤٥٤- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَسَدٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى أَبِي سَلَمَةَ، وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهُ، فَأَغْمَضَهُ. ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ الرُّوحَ إِذَا قُبِضَ، تَبِعَهُ الْبَصَرُ».

۱۴۵۴- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ حضرت ابو سلمہ ؓ (کی میت) کے پاس آئے تو ان کی آنکھیں کھلی تھیں، آپ نے ان کی آنکھیں بند کر دیں اور فرمایا: ''جب روح قبض کی جاتی ہے تو نظر اس کا تعاقب کرتی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① مطلب یہ ہے کہ جب روح پرواز کرتی ہے تو نظر اس کا تعاقب کرتی ہے لیکن نظر کہاں تک تعاقب کر سکتی ہے، تعاقب کے تو صرف چند لمحات ہی ہوتے ہیں۔ اس کے بعد انسان کا ہر عضو بے حس ہو جاتا ہے اور آنکھیں بھی بے حس اور بے نور ہو جاتی ہیں۔ اب انھیں کھلے رہنے دینے کا کیا فائدہ؟ اب وہ ان آنکھوں سے دیکھ تو نہیں سکے گا۔ ② آنکھیں بند کر دینے میں یہ حکمت ہے کہ اگر میت کی آنکھیں کھلی رہیں تو یہ ایک ناپسندیدہ منظر ہوتا ہے اور بعض انسان اس سے خوف محسوس کر سکتے ہیں لیکن اگر آنکھیں بند ہوں تو اس کی ظاہری کیفیت نیند سے مشابہ ہوتی ہے جو ایک مانوس منظر ہے اس طرح دیکھنے والے کو میت ایک قابل احترام صورت میں نظر آتی ہے۔ مسلمان کے احترام کا تقاضا ہے کہ اس کی میت اس انداز سے نہ رکھی جائے جو ناپسندیدہ منظر پیش کرے۔

١٤٥٤_ أخرجه مسلم، الجنائز، باب في إغماض الميت والدعاء له إذا حضر، ح: ٩٢٠ من حديث معاوية بن عمر به.

١٤٥٥- حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، سُلَيْمَانُ بْنُ تَوْبَةَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا قَزَعَةُ ابْنُ سُوَيْدٍ، عَنْ حُمَيْدٍ الأَعْرَجِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ، عَنْ شَدَّادِ ابْنِ أَوْسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا حَضَرْتُمْ مَوْتَاكُمْ، فَأَغْمِضُوا الْبَصَرَ. فَإِنَّ الْبَصَرَ يَتْبَعُ الرُّوحَ. وَقُولُوا خَيْراً. فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تُؤَمِّنُ عَلَى مَا قَالَ أَهْلُ الْبَيْتِ».

۱۴۵۵- حضرت شداد بن اوس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم اپنے فوت ہونے والوں کے پاس موجود ہو تو (ان کی) آنکھیں بند کر دیا کرو کیونکہ نظر بھی روح کے پیچھے پیچھے جاتی ہے اور اچھی بات کہو کیونکہ (اس وقت) گھر والے جو کچھ کہتے ہیں' فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھتے ہیں کہ گزشتہ حدیث اس سے کفایت کرتی ہے' نیز دیگر محققین نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:۲۸/۳۶۰) لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی وجہ سے قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ ② وفات کے بعد میت کا ذکر اچھے انداز میں کرنا چاہیے اور اس کے حق میں دعائے خیر کرنی چاہیے' مثلاً یوں کہے: اللہ اس پر رحمت کرے' اللہ اسے معاف کرے' اللہ اسے جنت دے۔ اس کے بارے میں نامناسب باتیں کرنے اور اس کے عیب بیان کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اسی طرح پس ماندگان کے بارے میں بھی اچھی بات کہیں' مثلاً: اللہ تمھیں صبر عطا فرمائے' اللہ آپ لوگوں کی مدد فرمائے۔ جیسے کہ حدیث: ۱۴۴۷ اور اس کے فوائد میں ذکر ہوا۔

(المعجم ٧) - بَابُ مَا جَاءَ فِي تَقْبِيلِ الْمَيِّتِ (التحفة ٧)

باب:۷- میت کو بوسہ دینے کا بیان

١٤٥٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ

۱۴۵۶- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون

١٤٥٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ١٢٥ من حديث قزعة به، وصححه الحاكم: ١/ ٣٥٢، والذهبي، وحسنه البوصيري، والحديث السابق يغني عنه * قزعة بن سويد ضعيف، ضعفه الجمهور.

١٤٥٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب في تقبيل الميت، ح: ٣١٦٣ من حديث سفيان به، وصححه الترمذي، ح: ٩٨٩، والحاكم * عاصم ضعيف كما تقدم، ح: ٩٠٧، وله شاهد عند البزار (مختصر زوائد البزار، ح: ٥٤٩) عن العمري عن عاصم بن عبيدالله عن عبدالله بن عامر بن ربيعة عن أبيه به، الخ، وقال الحافظ ابن حجر: "إسناده لين".

سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَبَّلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُونٍ وَهُوَ مَيِّتٌ. فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى دُمُوعِهِ تَسِيلُ عَلَى خَدَّيْهِ.

رضی اللہ عنہ کو ان کی وفات کے بعد بوسہ دیا۔ گویا میں نبی ﷺ کے رخساروں پر آنسو بہتے دیکھ رہی ہوں۔

فوائد ومسائل: ① حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کبار صحابہ میں سے ہیں۔ ان سے پہلے صرف تیرہ افراد اسلام لائے تھے۔ ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ کے شرف سے مشرف ہوئے۔ جنگ بدر میں بھی شریک ہوئے۔ نواب وحید الزمان خان رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون رسول اللہ ﷺ کے دودھ شریک بھائی بھی تھے۔ ② غم کی وجہ سے رونا اور آنکھوں سے آنسو بہنا صبر کے منافی نہیں بلکہ رحمت اور نرم دلی کی علامت ہے۔ ③ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے، رسول اللہ ﷺ سے میت کو بوسہ دینا ثابت نہیں، البتہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کو وفات کے بعد بوسہ دیا تھا جیسا کہ آئندہ روایت میں مذکور ہے۔

١٤٥٧- **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ، وَالْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ، وَسَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ قَبَّلَ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مَيِّتٌ.

۱۴۵۷- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی وفات کے بعد آپ کو بوسہ دیا۔

(المعجم ٨) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي غُسْلِ الْمَيِّتِ** (التحفة ٨)

باب: ۸- میت کو غسل دینے کا بیان

١٤٥٨- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ

۱۴۵۸- حضرت ام عطیہ (نسیبہ بنت کعب انصاریہ) رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کی صاحب زادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو غسل دے رہی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے،

١٤٥٧- أخرجه البخاري، المغازي، باب مرض النبي ﷺ ووفاته، ح: ٤٤٥٥-٤٤٥٧ من حديث يحيى به.

١٤٥٨- أخرجه البخاري، الجنائز، باب ما يستحب أن يغسل وترًا، ح: ١٢٥٤ من حديث الثقفي، ومسلم، الجنائز، باب في غسل الميت، ح: ٩٣٩ من حديث أيوب به.

نُغَسِّلُ ابْنَتَهُ أُمَّ كُلْثُومٍ. فَقَالَ: «اغْسِلْنَهَا ثَلاَثاً أَوْ خَمْساً أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، إِنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكَ، بِمَاءٍ وَسِدْرٍ. وَاجْعَلْنَ فِي الآخِرَةِ كَافُوراً أَوْ شَيْئاً مِنْ كَافُورٍ. فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي» فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ. فَأَلْقَى إِلَيْنَا حَقْوَهُ. وَقَالَ: «أَشْعِرْنَهَا إِيَّاه».

آپ نے فرمایا: ''اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ تین بار یا پانچ بار غسل دو۔ اگر ضرورت محسوس ہو تو اس سے زیادہ بار غسل دے دینا اور آخری بار غسل دیتے وقت پانی میں کافور یا فرمایا: تھوڑا سا کافور ڈال لینا اور جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع دینا۔'' ہم نے (غسل دینے سے) فارغ ہو کر آپ ﷺ کو اطلاع دی تو آپ ﷺ نے اپنا تہ بند ہماری طرف پھینک دیا اور فرمایا: ''اسے اس کے جسم سے متصل پہنا دو۔''

فوائد ومسائل: ① عورت کو عورتیں غسل دیں اور مرد فوت ہو جائے تو اسے مرد ہی غسل دیں' البتہ خاوند کا بیوی کو' اور بیوی کا خاوند کو غسل دینا جائز بلکہ بہتر ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ' حدیث:١٤٦٤' ١٤٦٥) ② بیری کے پتوں کو پانی میں جوش دیا جائے اور اسی پانی سے میت کو غسل دیا جائے' اس طرح صفائی بہتر ہوتی ہے یا آج کل صابن سے بھی یہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے۔ ③ میت کے جسم پر ایک سے زیادہ بار پانی بہایا جائے لیکن تعداد طاق ہو۔ ④ کافور کی خوشبو کیڑے مکوڑوں کو دور رکھتی ہے۔ میت کے جسم پر آخری بار جو پانی بہایا جائے اس میں کافور ڈال لینا چاہیے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ کے لباس سے اور دوسری ایسی اشیاء سے جو نبی اکرم ﷺ کے جسم اطہر سے مس ہوئی ہوں' برکت لینا جائز ہے بشرطیکہ ان کی نسبت رسول اللہ ﷺ سے یقینی ہو' صحابہ و تابعین نے کسی اور شخصیت سے تعلق رکھنے والی اشیاء کو تبرک کے طور پر محفوظ نہیں کیا۔

١٤٥٩ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، عَنْ أَيُّوبَ: حَدَّثَتْنِي حَفْصَةُ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ بِمِثْلِ حَدِيثِ مُحَمَّدٍ. وَكَانَ فِي حَدِيثِ حَفْصَةَ: «اغْسِلْنَهَا وِتْراً» وَكَانَ فِيهِ: «اغْسِلْنَهَا ثَلاَثاً أَوْ خَمْساً» وَكَانَ فِيهِ: «ابْدَأُوا بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا» وَكَانَ فِيهِ: أَنَّ أُمَّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: وَمَشَطْنَاهَا ثَلاَثَةَ قُرُونٍ.

١٤٥٩- حضرت ام عطیہ ؓ سے یہی حدیث دوسری سند سے مروی ہے۔ اس میں یہ الفاظ ہیں (آپ ﷺ نے فرمایا:) ''اسے طاق بار غسل دو۔'' اور یہ الفاظ بھی ہیں: ''اسے تین بار یا پانچ بار غسل دو۔'' اور یہ الفاظ بھی ہیں: ''اس کی دائیں جانب سے اور وضو کے اعضاء سے غسل دینا شروع کرو۔'' اور اس میں یہ بھی ہے کہ ام عطیہ ؓ نے فرمایا: ''ہم نے ان کے بالوں کو کنگھی کر کے تین لٹیں بنا دیں۔''

١٤٥٩_ [صحيح] انظر الحديث السابق.

فوائد و مسائل: ① میت کو غسل دیتے وقت پہلے جسم کے دائیں حصے کو غسل دیا جائے' پھر بائیں حصے کو اور اس سے پہلے اعضائے وضو کو دھویا جائے' اس میں دائیں ہاتھ' دائیں بازو اور دائیں پاؤں کو بائیں جانب والے مذکورہ اعضاء پر اولیت دی جائے۔ ② عورت کے بالوں کو کنگھی کرنا اور بالوں کے تین حصے کر کے پیچھے ڈالنا چاہیے۔ ایک روایت میں حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا یہ ارشاد بھی ہے: [فَضَفَرْنَا شَعْرَهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ وَأَلْقَيْنَاهَا خَلْفَهَا] (صحیح البخاري' الجنائز' باب یلقی شعر المرأة خلفها' حدیث: ١٢٦٣) ''ہم نے رسول اللہ ﷺ کی صاحب زادی (رضی اللہ عنہا) کے بالوں کی تین مینڈھیاں بنائیں اور وہ ان کے پیچھے ڈال دیں۔'' ممکن ہے بالوں کو گوندھ کر مینڈھیوں یا چوٹیوں کی شکل دی گئی ہو اور ممکن ہے کہ بالوں کی لٹوں کو تشبیہ کے طور پر مینڈھیاں کہہ دیا ہو لیکن ''ضَفَرْنَا'' کے لفظ سے بظاہر پہلے مفہوم کی تائید ہوتی ہے۔ واللہ أعلم.

١٤٦٠ - **حَدَّثَنَا** بِشْرُ بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تُبْرِزْ فَخِذَكَ، وَلَا تَنْظُرْ إِلَى فَخِذِ حَيٍّ وَلَا مَيِّتٍ».

١٤٦٠- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اپنی ران ظاہر نہ کرو اور کسی زندہ یا مردہ کی ران کو نہ دیکھو۔''

فوائد و مسائل: ٹانگ کا گھٹنے سے اوپر کا حصہ ''فَخِذ'' (ران) کہلاتا ہے۔ اور اس سے متعلق یہ (١٤٦٠) روایت ضعیف ہے' اسی لیے اس کے متعلق علماء میں اختلاف ہے کہ یہ ستر میں شامل ہے یا نہیں اور کسی کی ران کو دیکھنا شرعاً جائز ہے یا ممنوع۔ امام بخاری رحمہ اللہ کا رجحان اس طرف معلوم ہوتا ہے کہ یہ ستر میں شامل تو نہیں' تاہم اسے چھپانا افضل ہے۔ اس کے بارے میں امام بخاری رحمہ اللہ نے جو کچھ فرمایا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے: ''ابن عباس' جرہد اور محمد بن جحش رضی اللہ عنہم سے روایت کی جاتی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ران ستر ہے۔'' اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی ﷺ نے اپنی ران سے کپڑا ہٹا دیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سند کے لحاظ سے زیادہ قوی ہے اور حضرت جرہد رضی اللہ عنہ کی حدیث پر عمل کرنے میں احتیاط ہے تاکہ علماء کے اختلاف سے نکل جائیں.....'' (صحیح البخاري' الصلاة' باب ما یذکر في الفخذ' قبل حدیث: ٣٧١) علامہ البانی رحمہ اللہ نے احکام الجنائز میں ران کے ستر ہونے کو ترجیح دی ہے' امام ترمذی نے [إِنَّ الْفَخِذَ عَوْرَةٌ] ''ران ستر ہے۔''

١٤٦٠_ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه أبوداود، الحمام، باب النهي عن التعري، ح: ٤٠١٥، وضعفه بقوله: "هذا الحديث فيه نكارة" ✽ حبيب عنعن وتقدم ذكره في، ح: ٣٨٣، ولم يسمع من شيخه هذا الحديث بل سمعه من عمرو بن خالد الواسطي، وهو كذاب كما تقدم، ح: ٩٦٦.

والی حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ (جامع الترمذي' الأدب' باب ماجاء أن الفخذ عورة' حديث:٢٧٩٥)

١٤٦١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ مُبَشِّرِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لِيُغَسِّلْ مَوْتَاكُمُ الْمَأْمُونُونَ».

۱۴۶۱- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمھارے مردوں کو وہ لوگ غسل دیں جو قابل اعتماد ہوں۔'' (تاکہ اگر میت کے بارے میں کوئی ایسی چیز معلوم ہو جس کا ظاہر کرنا مناسب نہیں تو وہ اسے راز رکھ سکیں۔)

١٤٦٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِيُّ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ كَثِيرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ خَالِدٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ غَسَّلَ مَيِّتاً وَكَفَّنَهُ وَحَنَّطَهُ وَحَمَلَهُ وَصَلَّى عَلَيْهِ، وَلَمْ يُفْشِ عَلَيْهِ مَا رَأَى، خَرَجَ مِنْ خَطِيئَتِهِ مِثْلَ يَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ».

۱۴۶۲- حضرت علی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے میت کو غسل دیا' کفن دیا' خوشبو لگائی اور اسے اٹھایا (قبرستان کو لے جاتے ہوئے اس کی چارپائی کو کندھا دیا)' اس کا جنازہ پڑھا' اس کی جو چیز نظر آئی (جو ظاہر کرنے کے قابل نہ ہو) اسے ظاہر نہ کیا' وہ گناہوں سے اس طرح پاک صاف ہو جاتا ہے جس طرح اپنی ماں کے ہاں پیدا ہونے کے دن (گناہوں سے پاک صاف) تھا۔''

فائدہ: یہ روایت تو صحیح نہیں ہے' تاہم دوسرے دلائل سے واضح ہے کہ میت کے بارے میں معلوم ہونے والی نامناسب باتوں کو راز میں رکھنا ثواب ہے۔ ارشاد نبوی ہے: ''جس نے کسی مسلمان کو غسل دیا اور اس کے عیب کو چھپالیا' اللہ تعالیٰ اسے چالیس مرتبہ معاف فرما دیتا ہے۔'' (المستدرك للحاكم' الجنائز: ١/٣٦٢) اس کی سند صحیح ہے۔ علامہ البانی ؒ نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحيح الترغيب' حديث: ٣٤٩٢)

١٤٦٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ

۱۴۶۳- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے'

١٤٦١ـ [إسناده موضوع] أخرجه ابن عدي: ٦/ ٢٤١١ من حديث بقية ثنا مبشر بن عبيد به، وانظر، ح: ١١٢٩ لعلته.

١٤٦٢ـ [إسناده موضوع] أخرجه ابن عدي: ٥/ ١٧٧٧ من حديث المحاربي به، وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ١٤٦٠ لعلته * عمرو هو الواسطي، وعباد بن كثير البصري "متروك" قال أحمد: روى أحاديث كذب (تقريب).

١٤٦٣ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في الغسل من غسل الميت، ح: ٩٩٣ عن محمد بن عبدالملك به، وقال: "حسن"، وله طريق آخر حسن عند أبي داود، ح: ٣١٦٢ وغيره، وله شواهد كثيرة، منها ما

ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ غَسَّلَ مَيِّتاً فَلْيَغْتَسِلْ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص میت کو غسل دے وہ خود بھی غسل کرے۔''

فائدہ: یہ حکم استحبابی ہے، وجوبی نہیں، یعنی غسل دینے کے بعد غسل کرنا افضل ہے، واجب نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے فرمایا: ''ہم میت کو غسل دیا کرتے تھے تو کوئی غسل کر لیتا تھا اور کوئی نہیں کرتا تھا۔'' دیکھیے: (سنن الدارقطني، حدیث: ۱۷۹۲، ۲/۲۲۲)

(المعجم ٩) - بَابُ مَا جَاءَ فِي غُسْلِ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ وَغُسْلِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا (التحفة ٩)

باب:۹- خاوند کا بیوی کو اور بیوی کا خاوند کو غسل دینا

١٤٦٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْوَهْبِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَوْ كُنْتُ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا غَسَّلَ النَّبِيَّ ﷺ غَيْرُ نِسَائِهِ.

۱۴۶۴- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: اگر مجھے پہلے وہ خیال آ جاتا جو بعد میں آیا تو نبی ﷺ کو ازواج مطہرات ہی غسل دیتیں۔

فائدہ: خاوند اور بیوی کا باہمی تعلق ایسا ہے جو کسی اور کا نہیں اور ان کا ایک دوسرے سے جسم کے کسی حصہ کا پردہ بھی نہیں، اس لیے سب سے زیادہ انھی کا حق ہے کہ ایک دوسرے کو غسل دیں۔ اس میں ان لوگوں کا رد بھی ہے جو کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد خاوند بیوی ایک دوسرے کا نہ چہرہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں۔

١٤٦٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى:

۱۴۶۵- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، انھوں

◄ أخرجه البيهقي، وإسناده حسن.

١٤٦٤ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب في ستر الميت عند غسله، ح: ٣١٤١، وأحمد: ٦/ ٢٦٧ من حديث محمد بن إسحاق به، وصرح بالسماع، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي وغيرهم به.

١٤٦٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٧/ ٢٢٨ به، ومن طريقه الدارقطني: ٢/ ٧٤، وصححه ابن حبان

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَعْقُوبَ ابْنِ عُتْبَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: رَجَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنَ الْبَقِيعِ. فَوَجَدَنِي وَأَنَا أَجِدُ صُدَاعاً فِي رَأْسِي. وَأَنَا أَقُولُ: وَارَأْسَاهُ. فَقَالَ: «بَلْ أَنَا، يَاعَائِشَةُ وَارَأْسَاهُ» ثُمَّ قَالَ: «مَا ضَرَّكِ لَوْ مِتِّ قَبْلِي فَقُمْتُ عَلَيْكِ فَغَسَّلْتُكِ وَكَفَّنْتُكِ وَصَلَّيْتُ عَلَيْكِ وَدَفَنْتُكِ».

نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بقیع سے آئے تو دیکھا کہ میرے سر میں درد ہو رہا ہے اور میں کہہ رہی ہوں: ہائے میرا سر! نبی ﷺ نے فرمایا: ''بلکہ عائشہ! میں (کہتا ہوں): ہائے میرا سر!'' پھر فرمایا: ''تمھارا کیا نقصان ہے اگر تمھاری وفات مجھ سے پہلے ہوگئی؟ (اس صورت میں) میں خود تمھارے لیے (کفن دفن کا) اہتمام کروں گا' تمھیں خود غسل دوں گا' خود کفن پہناؤں گا' خود تمھارا جنازہ پڑھوں گا اور خود دفن کروں گا۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ مذکورہ حدیث کے بعض حصے کے شواہد صحیح بخاری میں ہیں جبکہ دیگر محققین نے مذکورہ روایت کو حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۴۳/ ۸۱' ۸۲' والإرواء' حدیث: ۷۰۰) لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ ② یہ واقعہ ۲۹ صفر ۱۱ھ بروز پیر کا ہے۔ دیکھیے: (الرحيق المختوم ' ص: ۶۲۳) یہ اس مرض کی ابتدا تھی جس میں رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی۔ ③ جسمانی تکلیف کا اظہار توکل اور رضا بالقضاء کے منافی نہیں۔ ④ خاوند اپنی بیوی کو غسل دے سکتا ہے اور کفن پہنا سکتا ہے۔ بعض علماء نے اس حکم کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص قرار دیا ہے لیکن تخصیص کی کوئی دلیل نہیں بلکہ صحابۂ کرام ؓ کے عمل سے اس کی عمومیت ثابت ہے جیسا کہ موطأ اور بیہقی کی روایات میں ہے: [أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ غَسَّلَتْ أَبَابَكْرٍ حِينَ تُوُفِّيَ] ''ابوبکر کی وفات پر اسماء بنت عمیس نے انھیں غسل دیا۔ (موطأ إمام مالك' الجنائز' باب غسل الميت ' والسنن الكبرى للبيهقي: ۳/ ۳۹۷) ایسے ہی حضرت علی ؓ کے متعلق وارد ہے کہ انھوں نے اپنی زوجۂ محترمہ فاطمہ ؓ بنت رسول اللہ ﷺ کو ان کی وفات پر غسل دیا تھا۔ دیکھیے: (سنن الدارقطني' الجنائز' باب الصلاة على القبر والسنن الكبرى للبيهقي: ۳/ ۳۹۶) اس لیے باقی امت کے لیے بھی یہی حکم ہے اور اسے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص قرار دینا صحیح نہیں ہے۔

(الإحسان)، ح: ٦٥٨٦ وغيره * ابن إسحاق صرح بالسماع في الدلائل للبيهقي: ٧/ ١٦٨، ١٦٩، والسيرة لابن هشام، والزهري عنعن، ولبعض الحديث شواهد عند البخاري وغيره.

(المعجم ۱۰) - بَابُ مَا جَاءَ فِي غُسْلِ النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ۱۰)

باب:۱۰- نبی ﷺ کو غسل دیے جانے کا بیان

١٤٦٦- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الأَزْهَرِ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا أَخَذُوا فِي غُسْلِ النَّبِيِّ ﷺ نَادَاهُمْ مُنَادٍ مِنَ الدَّاخِلِ: لاَ تَنْزِعُوا عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَمِيصَهُ.

۱۴۶۶- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو (گھر کے) اندر سے ایک (نامعلوم) آواز دینے والے نے آواز دی: رسول اللہ ﷺ کی قمیص نہ اتارو۔ (چنانچہ قمیص سمیت غسل دیا گیا۔)

١٤٦٧- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خِذَامٍ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: لَمَّا غَسَّلَ النَّبِيَّ ﷺ ذَهَبَ يَلْتَمِسُ مِنْهُ مَا يَلْتَمِسُ مِنَ الْمَيِّتِ، فَلَمْ يَجِدْهُ. فَقَالَ: بِأَبِي، الطَّيِّبُ، طِبْتَ حَيًّا وَطِبْتَ مَيِّتاً.

۱۴۶۷- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے جب نبی ﷺ کو غسل دیا تو انھوں نے وہ چیز معلوم کرنی چاہی جو میت سے ظاہر ہوا کرتی ہے لیکن ایسی کوئی چیز محسوس نہ ہوئی تو انھوں نے فرمایا: اس پاک ہستی پر میرا باپ قربان ہو! (اے نبی!) آپ زندگی میں بھی پاک تھے وفات کے بعد بھی پاک ہیں۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (تخريج المختارة' رقم :٤٥٢' و سنن ابن ماجه للدكتور

١٤٦٦ـ [حسن] أخرجه المزي في تهذيبه: ٢٢/ ٣٠٠ من حديث أبي معاوية به، وقال البوصيري: "إسناده ضعيف لضعف أبي بردة واسمه عمرو بن يزيد . . . "، وأخرجه الحاكم: ١/ ٣٥٤ عن أبي قتيبة سالم (وفي نسخة: سلمة) بن الفضل الآدمي بمكة عن إبراهيم بن هاشم البغوي ثنا أبوبكر بن أبي شيبة ثنا أبومعاوية ثنا أبوبردة مريد بن عبدالله به، وصححه على شرط الشيخين ووافقه الذهبي، وله شاهد عند أبي داود وغيره، وقد تقدم، ح: ١٤٦٤.

١٤٦٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٣/ ٣٨٨ وغيره من طرق عن معمر به، وصححه البوصيري، والحاكم: ٣/ ٥٩ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وأورده الضياء في المختارة: ٢/ ٤٧٦٢، ورواه ابن المبارك وغيره عن معمر به مرسلاً، ورجحه الدارقطني في العلل: (السؤال: ٣٧١)، وروى صالح بن كيسان عن الزهري حدثني سعيد بن المسيب به مرسلاً (ابن سعد: ٢/ ٢٨١)، وله شاهد عن الشعبي نحوه، قال الذهبي: مرسل جيد (السيرة النبوية، ص: ٥٧٦).

بشار عواد' حدیث:١٤٦٧) ② غسل دینے سے قبل میت کا پیٹ آہستہ سے ملنا چاہیے۔ اگر کوئی نجاست ظاہر ہوتو اسے دھو دیا جائے۔ ③ اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ عام طور اس موقع پر میت سے ایسی چیز نظر آجاتی ہے لیکن رسول اللہ ﷺ سے ایسی کوئی چیز ظاہر نہیں ہوئی۔ ④ رسول اللہ ﷺ کو غسل دینے والے حضرات یہ تھے: حضرت عباس' حضرت علی' حضرت عباس کے دو صاحبزادے فضل اور قثم' رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت شقران' حضرت اسامہ بن زید اور حضرت اوس بن خولی رضی اللہ عنہم حضرت عباس' حضرت فضل اور حضرت قثم رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی کروٹ بدل رہے تھے۔ حضرت اسامہ اور شقران رضی اللہ عنہما پانی بہا رہے تھے' حضرت علی رضی اللہ عنہ غسل دے رہے تھے اور حضرت اوس رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنے سینے سے ٹیک دے رکھی تھی (الرحیق المختوم' ص: ٦٣٣)

١٤٦٨- حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ يَعْقُوبَ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ ابْنِ عَلِيٍّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَنَا مُتُّ فَاغْسِلُونِي بِسَبْعِ قِرَبٍ، مِنْ بِئْرِي بِئْرِ غَرْسٍ».

١٤٦٨- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے میرے کنویں بئر غرس کے پانی کی سات مشکوں سے غسل دینا۔''

فوائد ومسائل: ① بئر غرس مدینہ میں اس طرف ایک کنواں تھا جہاں قبیلۂ بنونضیر کی رہائش ہوا کرتی تھی' یہ کنواں اپنے پانی کی عمدگی کی وجہ سے مشہور تھا۔ (معجم البلدان:٤/١٩٣) ② مذکورہ روایت محققین کے نزدیک ضعیف ہے۔

(المعجم ١١) - بَابُ مَا جَاءَ فِي كَفَنِ النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ١١)

باب:١١- نبی ﷺ کے کفن کا بیان

١٤٦٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

١٤٦٩- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی

١٤٦٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الحافظ المزي في التهذيب: ٦/ ٣٧٨ من حديث أبي بكر بن أبي عاصم عن عباد به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف" * عباد وثقه جماعة، وضعفه جماعة، وكان يشتم عثمان رضي الله عنه، ويقول: "الله أعدل من أن يدخل طلحة والزبير الجنة لأنهما بايعا عليًا ثم قاتلاه"، فمثله لا يحتج به أبدًا، ولم يخرج عنه البخاري إلا مقرونًا.

١٤٦٩ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب الثياب البيض للكفن، ح: ١٢٦٤، ١٢٧١-١٢٧٣، ومسلم، الجنائز،

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كُفِّنَ فِي ثَلاَثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ يَمَانِيَةٍ، لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلاَ عِمَامَةٌ. فَقِيلَ لِعَائِشَةَ: إِنَّهُمْ كَانُوا يَزْعُمُونَ أَنَّهُ قَدْ كَانَ كُفِّنَ فِي حِبَرَةٍ. فَقَالَتْ عَائِشَةُ: قَدْ جَاءُوا بِبُرْدِ حِبَرَةٍ، فَلَمْ يُكَفِّنُوهُ.

ﷺ کو تین سفید یمنی کپڑوں (چادروں) میں کفن دیا گیا' ان میں نہ قمیص تھی نہ عمامہ۔ حضرت عائشہ ؓ سے کہا گیا: بعض لوگ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کو دھاری دار چادروں میں کفن دیا گیا تھا۔ ام المومنین عائشہ ؓ نے فرمایا: لوگ دھاری دار چادریں لائے تھے لیکن آپ ﷺ کو ان میں کفن نہیں دیا گیا۔

فوائد ومسائل: ① کفن کا سفید ہونا بہتر ہے' جیسے آگے حدیث: (۱۴۷۳) میں بھی آ رہا ہے۔ ② رنگ دار یا دھاری دار کپڑے کا کفن بنانا بھی جائز ہے۔ اگر جائز نہ ہوتا تو صحابۂ کرام ؓ نبی اکرم ﷺ کے لیے ایسا کفن تیار نہ کرتے۔ ③ رسول اللہ ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا' اس سے معلوم ہوا کہ مرد وعورت کفن کے کپڑوں میں برابر ہیں۔ عورت کے لیے کفن میں مرد سے زیادہ کپڑے استعمال کرنے کا جواز کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

١٤٧٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ الْعَسْقَلاَنِيُّ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ: هٰذَا مَا سَمِعْتُ مِنْ أَبِي مُعَيْدٍ، حَفْصِ ابْنِ غَيْلاَنَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: كُفِّنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي ثَلاَثِ رِيَاطٍ بِيضٍ سُحُولِيَّةٍ.

۱۴۷۰- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو تین سفید سحولی چادروں میں کفن دیا گیا۔

فائدہ: ''سحول'' یمن کا ایک شہر ہے' وہاں کے بنے ہوئے کپڑے سحولی کہلاتے ہیں۔

١٤٧١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ:

۱۴۷۱- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت

باب في كفن الميت، ح: ٩٤١ من طرق عن هشام به مطولاً ومختصرًا، ولفظ ابن ماجه أتم.

١٤٧٠_ [إسناده حسن] وحسنه البوصيري.

١٤٧١_ [إسناده ضعيف] وانظر، ح: ٥٠٤ لعلته، وفيه علة أخرى، وله طريق آخر ضعيف عند أبي داود، ح: ٣١٥٣، وقال النووي: "هٰذا الحديث ضعيف، لا يصح الاحتجاج به، لأن يزيد بن أبي زياد مجمع على ضعفه"، يعني استقر الإجماع على ضعفه في عهد النووي رحمه الله، وانظر، ح: ٥٠٤، ٢١١٦.

حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُفِّنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ: قَمِيصُهُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ، وَحُلَّةٌ نَجْرَانِيَّةٌ.

ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ ایک نبی ﷺ کی وہ قمیص جسے آپ وفات کے وقت پہنے ہوئے تھے اور نجرانی چادروں کا ایک جوڑا۔

(المعجم ١٢) - **بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْكَفَنِ** (التحفة ١٢)

باب:۱۲- کفن کس طرح کا ہونا بہتر ہے؟

١٤٧٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ الْمَكِّيُّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَيْرُ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضُ. فَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ، وَالْبَسُوهَا».

۱۴۷۲- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمھارے بہترین کپڑے سفید ہیں لہٰذا اپنے مُردوں کو ان میں کفن دیا کرو اور خود بھی پہنو۔''

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں سفید لباس کی تعریف ہے اور اسے بہترین قرار دیا گیا ہے۔ اس لباس میں وقار اور رعنائی ہے جو مردانہ جلال کے مطابق ہے تاہم رنگ دار لباس پہننا بھی جائز ہے بشرطیکہ وہ رنگ ایسا نہ ہو جو عرف عام میں عورتوں کے لباس کا رنگ تصور کیا جاتا ہو کیونکہ مردوں کے لیے عورتوں سے مشابہت حرام ہے۔ ② کفن کے لیے سفید کپڑا بہتر ہے تاہم ہلکے رنگ کا کوئی کپڑا بھی استعمال ہو سکتا ہے ارشاد نبوی ہے: ''جب تمھارا کوئی فرد فوت ہو جائے اور اسے وسعت حاصل ہو تو چاہیے کہ اس کا کفن حبرہ (منقش دھاری دار چادر) کا ہو۔'' (سنن أبي داود الجنائز باب: في الكفن ۳۱۵۰)

١٤٧٣ - حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَنْبَأَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ حَاتِمِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ، عَنْ

۱۴۷۳- حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین کفن جوڑا ہے۔''

١٤٧٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في البياض، ح: ٤٠٦١ من حديث ابن خثيم به، وصححه الترمذي، ح: ٩٩٤، وابن حبان، ح: ١٤٣٩ـ١٤٤١.

١٤٧٣ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب كراهية المغالاة في الكفن، ح: ٣١٥٦ من حديث ابن وهب به، وصححه الحاكم، والذهبي، وله شاهد عند الترمذي وغيره.

أَبِيهِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «خَيْرُ الْكَفَنِ الْحُلَّةُ».

فائدہ: [حُلّہ] ایک ہی طرح کی دو چادروں کو کہتے ہیں۔

١٤٧٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا وَلِيَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفَنَهُ».

۱۴۷۴- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی اپنے بھائی کے معاملات کا نگران بنے تو اسے اچھا کفن دے۔''

فائدہ: اچھے کفن سے مراد یہ ہے کہ صاف ستھرا ہو' اتنا موٹا ہو کہ بدن کو چھپا لے' اتنا بڑا ہو کہ پورا جسم چھپ جائے اور درمیانی قسم کا ہو۔ بہت زیادہ نفیس اور قیمتی مراد نہیں ہے۔

(المعجم ١٣) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّظَرِ إِلَى الْمَيِّتِ إِذَا أُدْرِجَ فِي أَكْفَانِهِ (التحفة ١٣)

باب:۱۳- کفن پہنا کر میت کا آخری دیدار کرنا

١٤٧٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ سَمُرَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا أَبُو شَيْبَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا قُبِضَ إِبْرَاهِيمُ، ابْنُ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تُدْرِجُوهُ فِي أَكْفَانِهِ حَتَّى أَنْظُرَ إِلَيْهِ» فَأَتَاهُ فَانْكَبَّ عَلَيْهِ، وَبَكَى.

۱۴۷۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب نبی ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے اس کے کفن میں (پوری طرح) نہ لپیٹنا' جب تک میں اسے دیکھ نہ لوں۔'' پھر آپ ﷺ ان کے پاس آ کر ان پر جھک گئے اور رو پڑے۔

فائدہ: یہ روایت تو ضعیف ہے' تاہم دیگر روایات سے ثابت ہے کہ میت کا چہرہ بھی دیکھنا جائز ہے اور غم اور صدمے کی وجہ سے آنکھوں سے آنسوؤں کا جاری ہو جانا بھی قابل ملامت نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا اپنے فرزند

١٤٧٤ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب أمر المؤمن بإحسان كفن أخيه، ح: ٩٩٥ عن ابن بشار به، وقال: "حسن غريب"، وله شاهد صحيح عند مسلم، ح: ٩٤٣ وغيره.

١٤٧٥ـ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري * أبوشيبة يوسف بن إبراهيم ضعيف (تقريب).

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات پر رونا ایک اور روایت میں بھی مذکور ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه' حديث: ۱۵۸۹) اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے چہرۂ مبارک سے کپڑا اٹھا کر زیارت کی اور بوسہ دیا۔ (سنن ابن ماجه' حديث: ۱۴۵۷) یہ واقعہ غسل اور کفن سے پہلے کا ہے' تاہم یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ میت کی زیارت غسل اور کفن سے پہلے بھی جائز ہے اور بعد میں بھی کیونکہ بظاہر فرق کی کوئی دلیل نہیں۔ والله أعلم.

(المعجم ١٤) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ النَّعْيِ** (التحفة ١٤)

باب:۱۴- وفات کا اعلان کرنا منع ہے

١٤٧٦- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ بِلاَلِ بْنِ يَحْيٰى قَالَ: كَانَ حُذَيْفَةُ، إِذَا مَاتَ لَهُ الْمَيِّتُ قَالَ: لاَ تُؤْذِنُوا بِهِ أَحَداً. إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَكُونَ نَعْياً. إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، بِأُذُنَيَّ هَاتَيْنِ، يَنْهَى عَنِ النَّعْيِ.

۱۴۷۶- حضرت بلال بن یحییٰ رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے اقارب میں سے کوئی فوت ہو جاتا تو وہ فرماتے: کسی کو اس کی اطلاع نہ کرنا' میں ڈرتا ہوں کہ یہ بھی نعی (اعلان) میں شامل نہ ہو۔ میں نے اپنے ان دونوں کانوں سے رسول اللہ ﷺ کو موت کے اعلان سے منع کرتے سنا ہے۔

فوائد و مسائل: ① جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ جب کوئی آدمی مر جاتا تو چند افراد کو مقرر کیا جاتا کہ بازاروں اور گلی کوچوں میں گھوم پھر کر اس کی وفات کا رو رو کر اعلان کریں۔ مرنے والا جتنی اہم شخصیت کا حامل ہوتا' اتنا ہی زیادہ اہتمام کیا جاتا۔ اسے "نعی" کہتے تھے۔ ② سادہ طریقے سے ایک دوسرے کو اطلاع دینا جائز ہے تاکہ لوگ اس کے کفن دفن کا اہتمام اور نماز جنازہ میں شرکت کر سکیں۔ جب حبشہ میں حضرت نجاشی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی تو مدینہ میں رسول اللہ ﷺ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو خبر دی اور نماز جنازہ غائبانہ ادا فرمائی۔ علاوہ ازیں جنگ موتہ میں حضرت زید' حضرت جعفر طیار اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم مسلمانوں کے لشکر کی قیادت کرتے ہوئے یکے بعد دیگرے شہید ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ کو وحی کے ذریعے سے خبر ہوئی' آپ نے اسی وقت مدینہ منورہ میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو ان حضرات کی شہادت کی خبر دی۔ دیکھیے: (صحيح البخاري'

١٤٧٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في كراهية النعي، ح: ٩٨٦ من حديث حبيب العبسي به، وقال: "حسن صحيح" * حبيب بن سليم وثقه ابن حبان، والترمذي، وقال الذهبي في الكاشف: صالح الحديث، وشيخه بلال بن يحيىٰ وثقه ابن القطان، وابن معين وغيرهما، ولكن قال ابن معين: "روايته عن حذيفة مرسلة"، وبه ضعف الحديث.

الجنائز' باب الرجل ينعى إلى أهل الميت بنفسه' حديث:١٢٤٥' ١٢٤٦) اس جنگ میں حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے لشکر کی قیادت کی اور کامیابی سے واپس لوٹے۔ اسی موقع پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ''اللہ کی تلوار'' کے نام سے یاد فرمایا تھا' چنانچہ ان کا لقب ''سیف اللہ'' مشہور ہو گیا۔ ④ یہ روایت بعض حضرات کے نزدیک حسن ہے اور اس میں بھی ممانعت سے مراد اعلان کا وہ جاہلی انداز ہے جس کی وضاحت سطور بالا میں کی گئی ہے۔

(المعجم ١٥) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي شُهُودِ الْجَنَائِزِ** (التحفة ١٥)

باب:١٥- جنازے کے ساتھ جانا

١٤٧٧ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالاَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَسْرِعُوا بِالْجِنَازَةِ، فَإِنْ تَكُنْ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُونَهَا إِلَيْهِ. وَإِنْ تَكُنْ غَيْرَ ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ».

١٤٧٧- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنازے کو جلدی (قبرستان کی طرف) لے جایا کرو' اگر میت نیک ہے تو تم اسے بھلائی کی طرف لے جا رہے ہو' اگر دوسری صورت ہے تو ایک بری چیز کا بوجھ اپنی گردنوں سے اتار رہے ہو۔''

فوائد و مسائل: ① میت کو غسل اور کفن دینے کے بعد دفن کرنے میں بلاوجہ تاخیر کرنا درست نہیں۔ ② بعض لوگ دفن کرنے میں اس لیے دیر کر دیتے ہیں کہ متوفی کے بعض قریبی رشتہ دار دوسرے شہر یا ملک سے آئیں گے' تب دفن کیا جائے گا' یہ رواج غلط ہے۔ بعد میں آنے والے قبر پر جا کر میت کے حق میں دعا کریں اور چاہیں تو قبر پر نماز جنازہ ادا کر لیں' اس کی دلیل صحیح بخاری کی یہ روایت ہے کہ ایک خاتون مسجد نبوی کی صفائی کیا کرتی تھی' ایک رات اس کی وفات ہو گئی۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دینا مناسب نہ سمجھا اور اس کا جنازہ پڑھ کر اسے دفن کر دیا' جب رسول اللہ ﷺ کو اس خاتون کی وفات کا علم ہوا تو اس کی قبر پر جا کر جنازہ پڑھا۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الجنائز' باب الصلاة على القبر بعد مايدفن' حديث:١٣٣٧) ③ جلدی دفن کرنے کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ نیک مومن جلد اپنے ٹھکانے پر پہنچ جائے کیونکہ اس کے لیے اس جہان میں خیر ہی خیر ہے اور برا آدمی جتنی جلدی گھر سے نکلے اتنا ہی بہتر ہے تاکہ دفن کرنے والے اپنے فرض سے جلد سبکدوش ہو جائیں۔

١٤٧٧ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب السرعة بالجنازة، ح:١٣١٥، ومسلم، الجنائز، باب الإسراع بالجنازة، ح:٩٤٤ من حديث سفيان به.

١٤٧٨- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ عُبَيْدِ ابْنِ نِسْطَاسٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُاللهِ بْنُ مَسْعُودٍ: مَنِ اتَّبَعَ جِنَازَةً فَلْيَحْمِلْ بِجَوَانِبِ السَّرِيرِ كُلِّهَا. فَإِنَّهُ مِنَ السُّنَّةِ. ثُمَّ إِنْ شَاءَ فَلْيَتَطَوَّعْ. وَإِنْ شَاءَ فَلْيَدَعْ.

۱۴۷۸- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جو شخص جنازہ اٹھائے (کندھا دے) اسے چاہیے کہ چارپائی چاروں طرف سے (باری باری) اٹھائے کیونکہ یہ سنت ہے۔ اس کے بعد اگر چاہے تو مزید ثواب حاصل کرلے چاہے تو رہنے دے۔

١٤٧٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عَقِيلٍ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ ثَابِتٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ رَأَى جِنَازَةً يُسْرِعُونَ بِهَا. فَقَالَ: «لِتَكُنْ عَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ».

۱۴۷۹- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے ایک جنازہ دیکھا جسے بڑی تیزی سے لیے جا رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اطمینان سے چلو۔“

١٤٨٠- حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ نَاسًا رُكْبَانًا عَلَى دَوَابِّهِمْ، فِي جِنَازَةٍ. فَقَالَ: «أَلاَ تَسْتَحْيُونَ أَنَّ مَلاَئِكَةَ اللهِ يَمْشُونَ عَلَى أَقْدَامِهِمْ وَأَنْتُمْ رُكْبَانٌ؟».

۱۴۸۰- رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے جنازے کے ساتھ کچھ لوگوں کو جانوروں پر سوار ہو کر جاتے دیکھا تو فرمایا: ”کیا تم لوگ حیا نہیں کرتے کہ اللہ کے فرشتے تو پیدل چل رہے ہیں اور تم سوار ہو؟“

١٤٧٨- [إسناده ضعيف لانقطاعه] وقال البوصيري: "منقطع فإن أباعبيدة لم يسمع من أبيه، قاله أبوحاتم، وأبوزرعة وغيرهما"، وانظر، ح: ١٦٠٦.

١٤٧٩- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/٤٠٣، ٤١٢ من حديث شعبة به * ليث هو ابن أبي سليم كما في المسند، وتقدم حاله، ح: ٢٠٨، وضعفه البوصيري.

١٤٨٠- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ما جاء في كراهية الركوب خلف الجنازة، ح: ١٠١٢ من حديث أبي بكر بن أبي مريم به * أبوبكر هذا ضعيف، وكان قد سرق بيته فاختلط" (تقريب).

فائدہ: مذکورہ تینوں روایات ضعیف ہیں' اس لیے ان سے کسی بھی مسئلے کا اثبات نہیں ہوتا۔ باری باری چارپائی کے چاروں کونوں کو کندھا دینا ضروری ہے' نہ سواری پر سوار ہو کر جنازے میں شریک ہونے میں کوئی قباحت ہے' البتہ سواری پر ہونے کی صورت میں بہتر ہے کہ وہ جنازے کے پیچھے پیچھے چلے' تاہم واپسی پر یہ پابندی از خود ختم ہو جاتی ہے۔

١٤٨١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ: حَدَّثَنِي زِيَادُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ. سَمِعَ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «الرَّاكِبُ خَلْفَ الْجِنَازَةِ وَالْمَاشِي مِنْهَا حَيْثُ شَاءَ».

١٤٨١- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''سوار جنازے کے پیچھے چلے اور پیدل جہاں چاہے (آگے' پیچھے' دائیں یا بائیں)۔''

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جنازے کے ساتھ جاتے ہوئے بھی سوار ہو کر جانا جائز ہے اگرچہ افضل نہیں' البتہ سوار کو جنازے کے پیچھے رہنا چاہیے۔

(المعجم ١٦) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَشْيِ أَمَامَ الْجِنَازَةِ (التحفة ١٦)

باب: ١٦- جنازے کے آگے چلنا

١٤٨٢ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَ سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ

١٤٨٢- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ''میں نے نبی ﷺ' ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جنازے کے آگے چلتے دیکھا ہے۔''

١٤٨١ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في الصلاة على الأطفال، ح: ١٠٣١ وغيره من طريق سعيد عن زياد عن أبيه عن المغيرة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وراجع "نيل المقصود في تخريج سنن أبي داود"، ح: ٣١٨٠، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي، وانظر، ح: ١٥٠٧، وفي سنده زيادة.

١٤٨٢ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب المشي أمام الجنازة، ح: ٣١٧٩ من حديث سفيان بن عيينة به، وأخرجه الترمذي، ح: ١٠٠٧ به، وأخرجه مرسلاً، وقال: "أهل الحديث كلهم يرون أن الحديث المرسل في ذلك أصح"، وضعفه النسائي، وأحمد وغيرهما، وحقق الحافظ في التلخيص وغيره بأنه مدرج (والحديث الآتي شاهد له، والله أعلم).

سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ يَمْشُونَ أَمَامَ الجِنَازَةِ.

فائدہ: [اِتِّبَاعُ الْجَنَائِز] ''جنازوں کے پیچھے جانا'' اس لفظ سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جنازے کے ساتھ جانے والے سبھی افراد کو پیچھے چلنا چاہیے لیکن اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ''پیچھے جانے'' کے لفظ سے ''ساتھ جانا'' مراد ہے' اس لیے ساتھ جانے والے جس طرح میت کی چارپائی کے پیچھے چل سکتے ہیں' اسی طرح آگے بھی چل سکتے ہیں' لہٰذا دائیں یا بائیں چلنا تو بالاولیٰ جائز ہے۔

١٤٨٣- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الجَهْضَمِيُّ، وَ هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَمَّالُ قَالاَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ: أَنْبَأَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ الأَيْلِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ يَمْشُونَ أَمَامَ الْجِنَازَةِ.

۱۴۸۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ' ابوبکر' عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم جنازے کے آگے چلتے تھے۔

١٤٨٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي مَاجِدَةَ الْحَنَفِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْجِنَازَةُ مَتْبُوعَةٌ وَلَيْسَتْ بِتَابِعَةٍ. لَيْسَ مَعَهَا مَنْ تَقَدَّمَهَا».

۱۴۸۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنازے کے پیچھے چلا جاتا ہے' جنازہ کسی کے پیچھے نہیں چلتا' جو اس سے آگے چلے وہ اس کے ساتھ نہیں۔''

(المعجم ١٧) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ التَّسَلُّبِ مَعَ الْجِنَازَةِ (التحفة ١٧)

باب: ۱۷- جنازے کے ساتھ چلتے ہوئے سوگ اور ماتمی کپڑے پہننا منع ہے

١٤٨٣ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في المشي أمام الجنازة، ح: ١٠١٠ من حديث محمد بن بكر به، ونقل عن البخاري قال: "هٰذا حديث خطأ، أخطأ فيه محمد بن بكر" وفيه علة أخرى، انظر، ح: ٧٠٧، وانظر الحديث السابق فهو شاهد له.

١٤٨٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب الإسراع بالجنازة، ح: ٣١٨٤ من حديث يحيى التيمي به، واستغربه الترمذي، ح: ١٠١١، وضعفه البخاري * يحيىٰ لين الحديث، وأبوماجدة مجهول(تقريب).

١٤٨٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَزَوَّرِ، عَنْ نُفَيْعٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ وَ أَبِي بَرْزَةَ قَالاَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي جِنَازَةٍ. فَرَأَى قَوْماً قَدْ طَرَحُوا أَرْدِيَتَهُمْ يَمْشُونَ فِي قُمُصٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَبِفِعْلِ الْجَاهِلِيَّةِ تَأْخُذُونَ؟ أَوْ بِصُنْعِ الْجَاهِلِيَّةِ تَشَبَّهُونَ؟ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَدْعُوَ عَلَيْكُمْ دَعْوَةً تَرْجِعُونَ فِي غَيْرِ صُوَرِكُمْ» قَالَ: فَأَخَذُوا أَرْدِيَتَهُمْ وَلَمْ يَعُودُوا لِذٰلِكَ.

۱۴۸۵- حضرت عمران بن حصین اور حضرت ابو برزہ اسلمی ؓ سے روایت ہے ان دونوں نے کہا: ایک جنازے میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ آپ نے دیکھا کہ کچھ افراد نے (اوڑھنے والی) چادریں اتار پھینکی ہیں اور صرف قمیصیں پہن کر چل رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم جاہلیت کا عمل اختیار کر رہے ہو؟ کیا تم جاہلیت کے کام سے مشابہت اختیار کرتے ہو؟ میرا جی چاہا تھا کہ تمھیں ایسی بددعا دوں کہ تمھاری صورتیں تبدیل ہو جائیں۔'' چنانچہ انھوں نے اپنی چادریں اوڑھ لیں اور دوبارہ یہ غلطی نہیں کی۔

فائدہ: جو کام غیر مسلموں میں رائج ہیں مسلمانوں کو انھیں اختیار کرنے سے پرہیز کرنا ضروری ہے' غیر مسلموں سے مشابہت حرام ہونے کے دلائل قرآن وحدیث میں موجود ہیں' اس لیے خوشی کا موقع ہو یا غمی کا' یہود نصاریٰ اور ہندوؤں کے رسم ورواج سے اجتناب کرنا فرض ہے۔

(المعجم ١٨) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَنَازَةِ لَا تُؤَخَّرُ إِذَا حَضَرَتْ وَلَا تُتْبَعُ بِنَارٍ** (التحفة ١٨)

باب: ۱۸- جب جنازہ تیار ہو جائے تو (نماز جنازہ کی ادائیگی اور دفن میں) دیر نہ کی جائے اور جنازے کے ساتھ آگ نہ لے جائی جائے

١٤٨٦- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى:

۱۴۸۶- حضرت علی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ

١٤٨٥ـ [إسناده موضوع] أخرجه الطبراني: ١٨/ ٢٣٩، ٢٤٠، ح: ٦٠١ من حديث أحمد بن عبدة (في الأصل عبيدة) به، وضعفه البوصيري * نفيع بن الحارث هو أبوداود الأعمى كذبه ابن معين والساجي وغيرهما، وقال ابن عبدالبر: "أجمعوا على ضعفه، وكذبه بعضهم، وأجمعوا على ترك الرواية عنه" (تهذيب التهذيب)، وعلي بن الحزوّر متروك الحديث كما قال النسائي.

١٤٨٦ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في الوقت الأول من الفضل، ح: ١٧١، ١٠٧٥ من حديث ابن وهب به مطولاً، وقال في الرواية الثانية: "هذا حديث غريب، وما أرى إسناده متصلاً"، وصححه الحاكم: ٢/ ١٦٢، ١٦٣، والذهبي * سعيد ثقة وثقه العجلي، وابن حبان وغيرهما، ولا عبرة بمن جهله، ولأصل الحديث شواهد.

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ الْجُهَنِيُّ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عُمَرَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لاَ تُؤَخِّرُوا الْجِنَازَةَ إِذَا حَضَرَتْ».

ﷺ نے فرمایا: ''جب جنازہ تیار ہو جائے تو تاخیر نہ کرو۔''

١٤٨٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ: أَنْبَأَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى الْفُضَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ أَبِي حَرِيزٍ أَنَّ أَبَا بُرْدَةَ حَدَّثَنِي قَالَ: أَوْصَى أَبُو مُوسَى الأَشْعَرِيُّ، حِينَ حَضَرَهُ الْمَوْتُ، فَقَالَ: لاَ تُتْبِعُونِي بِمِجْمَرٍ. قَالُوا لَهُ: أَوَ سَمِعْتَ فِيهِ شَيْئاً؟ قَالَ: نَعَمْ. مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

١٤٨٧- حضرت ابوبردہ رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: جب حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے وصیت کرتے ہوئے فرمایا: میرے ساتھ (خوشبو سلگانے والی) انگیٹھی نہ لے جانا۔ حاضرین نے کہا: کیا آپ نے اس مسئلہ میں کوئی حدیث سنی ہے؟ فرمایا: ہاں' اللہ کے رسول ﷺ سے سنی ہے۔

فوائد ومسائل: ① ہندو اور مجوسی آگ کو مقدس سمجھتے ہیں' اس لیے ان کے ہاں خوشی اور غمی کی رسموں میں آگ کا استعمال ہوتا ہے۔ ہندو مردے کو دفن کرنے کے بجائے آگ میں جلاتے ہیں۔ میت کے ساتھ آگ لے جانے میں ان غیر مسلموں سے ایک طرح مشابہت ہوتی ہے۔ ② اس سے قبروں پر چراغ جلانے کی ممانعت بھی ظاہر ہوتی ہے۔ جب جنازے کے ساتھ آگ لے جانا منع ہے تو دفن کے بعد قبر پر آگ رکھنا بالاولیٰ منع ہوگا' اس کے علاوہ چراغ جلانے میں مال کا ضیاع ہے جو حرام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں پر چراغ جلانے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (جامع الترمذي' الصلاة' باب ماجاء في كراهية أن يتخذ على القبر مسجدا' حديث:٣٢٠) امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ علامہ احمد محمد شاکر رحمہ اللہ نے بھی یہی حکم لگایا ہے۔

(المعجم ١٩) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ صَلَّى عَلَيْهِ جَمَاعَةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ (التحفة ١٩)

باب:١٩- جس کا جنازہ مسلمانوں کی ایک جماعت پڑھے

١٤٨٧- **[إسناده ضعيف]** أخرجه أحمد: ٤/ ٣٩٧ عن معتمر به، وحسنه البوصيري * أبوحريز ضعفه أحمد والجمهور، وانظر، ح: ٢٤٣٠، وللحديث شواهد موقوفة عند مالك: (١/ ٢٢٦) وغيره.

١٤٨٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ: أَنْبَأَنَا شَيْبَانُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ مِائَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ غُفِرَ لَهُ».

۱۴۸۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کا جنازہ سو مسلمان پڑھیں' اسے بخش دیا جائے گا۔''

١٤٨٩- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ سُلَيْمٍ: حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ زِيَادٍ الْخَرَّاطُ، [عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ] عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى عَبْدِاللهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: هَلَكَ ابْنٌ لِعَبْدِ اللهِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ لِي: يَا كُرَيْبُ قُمْ فَانْظُرْ هَلِ اجْتَمَعَ لِابْنِي أَحَدٌ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ. فَقَالَ: وَيْحَكَ كَمْ تَرَاهُمْ؟ أَرْبَعِينَ؟ قُلْتُ: لاَ. بَلْ هُمْ أَكْثَرُ. قَالَ: فَاخْرُجُوا بِابْنِي. فَأَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ أَرْبَعِينَ مِنْ مُؤْمِنٍ يَشْفَعُونَ لِمُؤْمِنٍ إِلَّا شَفَّعَهُمُ اللهُ».

۱۴۸۹- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام حضرت کریب رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک بیٹا فوت ہو گیا۔ انھوں نے مجھے فرمایا: کریب! اٹھ کر دیکھو! کیا میرے بیٹے (کا جنازہ پڑھنے) کے لیے کوئی آیا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: تیرا بھلا ہو' تیرے خیال میں کتنے افراد ہیں؟ چالیس تو ہوں گے؟ میں نے کہا: نہیں' بلکہ اس سے بھی زیادہ ہیں۔ فرمایا: تو میرے بیٹے کو (نماز جنازہ کے لیے) لے چلو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''جو چالیس مومن کسی مومن کے حق میں دعا کریں' اللہ ان کی سفارش قبول فرما لیتا ہے۔''

١٤٨٨ـ [صحيح] وقال البوصيري: "إسناده صحيح ورجاله رجال الصحيحين" * الأعمش عنعن، وقد تقدم، ح:١٧٨، وروى حجاج بن نصير (وهو ضعيف وكان يقبل التلقين)، (تقريب) عن شعبة عن الأعمش به، حلية الأولياء:٧/ ٢٠٨، وله طريق آخر ضعيف عند أبي نعيم: ٧/ ٢٢٨ عن سعد عن أبي هريرة به، وأخرج الطبراني في الكبير، ومن طريقه صاحب الحلية: ٨/ ٣٩١ من حديث ابن عمر به، وفيه مبشر بن أبي المليح ترجمه البخاري في التاريخ الكبير، وقال: "روى عنه شعبة، يعد في البصريين" وشعبة لا يروي إلا عن ثقة عنده، مقدمة لسان الميزان، وله شاهد عند مسلم في صحيحه، ح: ٩٤٧، وبه صح الحديث.

١٤٨٩ـ [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ١١/ ٤٠٨، ح: ١٢١٥٨ من حديث إبراهيم بن المنذر به، وأخرجه مسلم، ح: ٩٤٨ من طريق آخر عن حميد بن زياد أبي صخر عن شريك بن عبدالله بن أبي نمر عن كريب مولى ابن عباس به، باختلاف يسير ولفظه: " ما من رجل مسلم يموت فيقوم على جنازته أربعون رجلاً، لا يشركون بالله شيئًا إلا شفعهم الله فيه".

فوائد و مسائل: ① نماز باجماعت جنازہ کی ہو یا کوئی دوسری نماز' اس میں جتنے زیادہ افراد شریک ہوں اسی قدر افضل ہوتی ہے' اس لیے مسلمانوں کو جنازہ میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہونا چاہیے تاکہ ہر نمازی کو زیادہ سے زیادہ ثواب ملے۔ ② پہلی حدیث میں سو افراد کے جنازہ پڑھنے پر میت کی مغفرت کا ذکر ہے جبکہ دوسری حدیث میں چالیس افراد کا ذکر ہے۔ ممکن ہے پہلے اللہ تعالیٰ نے سو افراد کی دعا سے میت کی مغفرت کا وعدہ فرمایا ہو' بعد میں امت محمدیہ پر مزید احسان فرماتے ہوئے چالیس افراد کی دعا سے مغفرت کی بشارت دے دی ہو۔ ③ یہ وعدہ ایسے مسلمان افراد کے جنازہ پڑھنے پر ہے جو شرک کے مرتکب نہ ہوں کیونکہ صحیح مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''جو مسلمان وفات پا جائے اور اس کے جنازے میں چالیس ایسے آدمی شریک ہوں جو شرک نہ کرتے ہوں تو اللہ ان کی سفارش قبول فرمالیتا ہے۔'' (صحيح مسلم' الجنائز' باب من صلى عليه أربعون' شفعوا فيه' حديث: ٩٤٨)

١٤٩٠ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْيَزَنِيِّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ هُبَيْرَةَ الشَّامِيِّ، وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ، قَالَ: كَانَ إِذَا أُتِيَ بِجِنَازَةٍ، فَتَقَالَّ مَنْ تَبِعَهَا، جَزَّأَهُمْ ثَلاَثَةَ صُفُوفٍ، ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهَا. وَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا صَفَّ صُفُوفٌ ثَلاَثَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى مَيِّتٍ إِلَّا أَوْجَبَ».

۱۴۹۰- حضرت مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ان کی موجودگی میں) جب کوئی جنازہ لایا جاتا اور وہ محسوس کرتے کہ اس کے ساتھ آنے والوں کی تعداد کم ہے تو انھیں تین صفوں میں تقسیم کر دیتے' پھر جنازہ پڑھاتے اور فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''جس میت کا جنازہ مسلمانوں کی تین صفیں ادا کریں' اس کے لیے (مغفرت یا جنت) واجب ہو جاتی ہے۔''

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم بعض حضرات نے مالک بن ہبیرہ کے اثر کو حسن قرار دے کر اس مسئلے کا اثبات کیا ہے' نیز مذکورہ روایت سے امام شوکانی رحمہ اللہ وغیرہ نے نماز جنازہ میں تین صفوں کی فضیلت کا اثبات کیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (نيل الأوطار: ٦٢/٤)

١٤٩٠ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه أبوداود، الجنائز، باب في الصف على الجنازة، ح: ٣١٦٦ من حديث ابن إسحاق به، وحسنه الترمذي، ح: ١٠٢٨، والنووي، وصححه، والحاكم، والذهبي * ابن إسحاق عنعن، وفيه علة أخرٰى قادحة.

(المعجم ٢٠) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الثَّنَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ** (التحفة ٢٠)

باب:۲۰-فوت ہونے والے کی تعریف

١٤٩١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ: مُرَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِجِنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْراً، فَقَالَ: «وَجَبَتْ». ثُمَّ مُرَّ عَلَيْهِ بِجِنَازَةٍ، فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا شَرًّا، فَقَالَ: «وَجَبَتْ» فَقِيلَ: يَارَسُولَ اللهِ قُلْتَ لِهٰذِهِ وَجَبَتْ. وَلِهٰذِهِ وَجَبَتْ. فَقَالَ: «شَهَادَةُ الْقَوْمِ. وَالْمُؤْمِنُونَ شُهُودُ اللهِ فِي الأَرْضِ».

۱۴۹۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا' لوگوں نے اس کی تعریف کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''واجب ہوگئی۔'' پھر ایک اور جنازہ گزرا' اس کے بارے میں بری رائے ظاہر کی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''واجب ہوگئی۔'' عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اس کے حق میں بھی فرمایا: واجب ہوگئی اور اس کے حق میں بھی فرمایا: واجب ہوگئی۔ (اس کا کیا مطلب ہے؟) فرمایا: ''لوگوں کی گواہی (اور اس کے نتیجے میں جنت ہے یا جہنم) مومن زمین میں اللہ کے گواہ ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① نیک مومن اسی کی تعریف کرتے ہیں جو اپنی زندگی نیکی پر قائم رہ کر گزار گیا ہو اور اسی کو برا کہتے ہیں جس میں واقعی برائی موجود ہو' اس لیے اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مرنے والا اپنی نیکیوں کی وجہ سے جنتی ہوگا یا بدکرداری کی وجہ سے اللہ کی ناراضی کا سامنا کرے گا۔ ② اس تعریف اور مذمت سے وہ تعریف اور مذمت مراد ہے جو میت کے بارے میں ایک مومن کی واقعی رائے ہو۔ اگر کسی ذاتی رنجش کی وجہ سے کسی کی خامی کا ذکر کیا جاتا ہے یا کسی کی برائی ذکر کرنے سے اس لیے اجتناب کیا جاتا ہے کہ اب وہ اپنے اعمال کا بدلہ پانے کے لیے اپنے رب کے حضور پہنچ چکا ہے تو اس کی برائیاں ذکر کرنے کا کیا فائدہ؟ تو اس قسم کے اظہار رائے سے فرق نہیں پڑتا۔ ③ اچھائیاں اور برائیاں' خوبیاں اور خامیاں ہر انسان میں ہوتی ہیں' اس لیے اکثر حالات کا اعتبار کیا جائے گا اور اکثر لوگوں کی رائے کی اہمیت ہوگی۔ ④ زندگی میں اچھے اخلاق اختیار کرنے اور دوسروں کے کام آنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ مرنے کے بعد لوگ اچھی رائے کا اظہار کریں اور نماز جنازہ میں دل سے دعائیں کریں۔

١٤٩٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۴۹۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

١٤٩١ـ أخرجه البخاري، الشهادات، باب تعديل كم يجوز؟، ح: ٢٦٤٢، ومسلم، الجنائز، باب فيمن يثنى عليه خير أو شر من الموتى، ح: ٩٤٩ من حديث حماد بن زيد به.

١٤٩٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٩٨، ٤٩٩ وغيره من حديث محمد بن عمرو الليثي به، وصححه

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مُرَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِجِنَازَةٍ، فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْراً، فِي مَنَاقِبِ الْخَيْرِ. فَقَالَ: «وَجَبَتْ». ثُمَّ مَرُّوا عَلَيْهِ بِأُخْرٰى. فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا شَرًّا، فِي مَنَاقِبِ الشَّرِّ. فَقَالَ: «وَجَبَتْ. إِنَّكُمْ شُهَدَاءُ اللهِ فِي الْأَرْضِ».

انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا' اس کی اچھی عادتوں کی وجہ سے اس کی تعریف کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''واجب ہوگئی۔'' پھر لوگ ایک اور جنازہ لے کر گزرے تو اس کی بری عادتوں کی وجہ سے اس کے بارے میں بری رائے ظاہر کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''واجب ہوگئی' تم لوگ زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔''

(المعجم ٢١) - بَابُ مَا جَاءَ فِي أَيْنَ يَقُومُ الْإِمَامُ إِذَا صَلَّى عَلَى الْجِنَازَةِ (التحفة ٢١)

باب:۲۱- جنازہ پڑھاتے وقت امام کہاں کھڑا ہو؟

١٤٩٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ. قَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ ذَكْوَانَ أَخْبَرَنِي، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ الْفَزَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى عَلَى امْرَأَةٍ مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا. فَقَامَ وَسَطَهَا.

۱۴۹۳- حضرت سمرہ بن جندب فزاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک خاتون کا جنازہ پڑھا جو نفاس کے ایام میں فوت ہوگئی تھی تو نبی ﷺ اس کی کمر کے مقابل کھڑے ہوئے۔

١٤٩٤- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي غَالِبٍ قَالَ: رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ صَلَّى عَلَى جِنَازَةِ رَجُلٍ. فَقَامَ حِيَالَ رَأْسِهِ. فَجِيءَ بِجِنَازَةٍ أُخْرَى، بِامْرَأَةٍ.

۱۴۹۴- حضرت ابو غالب رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انھوں نے ایک مرد کا جنازہ پڑھایا تو اس کے سر کے مقابل کھڑے ہوئے' پھر ایک عورت کا جنازہ لایا گیا' حاضرین نے کہا: ابوحمزہ! (انس بن مالک) اس

◀◀ البوصيري.

١٤٩٣ـ أخرجه البخاري، الحيض، باب الصلاة على النفساء وسنتها، ح: ٣٣٢، ١٣٣١، ١٣٣٢، ومسلم، الجنائز، باب أين يقوم الإمام من الميت للصلاة عليه، ح: ٩٦٤ من حديث حسين بن ذكوان المعلم به.

١٤٩٤ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب أين يقوم الإمام من الميت إذا صلى عليه، ح: ٣١٩٤ من حديث نافع أبي غالب به، وحسنه الترمذي، ح: ١٠٣٤.

فَقَالُوا: يَا أَبَا حَمْزَةَ صَلِّ عَلَيْهَا فَقَامَ حِيَالَ وَسَطِ السَّرِيرِ. فَقَالَ لَهُ الْعَلَاءُ بْنُ زِيَادٍ: يَاأَبَاحَمْزَةَ هٰكَذَا رَأَيْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَامَ مِنَ الْجِنَازَةِ مُقَامَكَ مِنَ الرَّجُلِ. وَقَامَ مِنَ الْمَرْأَةِ مُقَامَكَ مِنَ الْمَرْأَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا، فَقَالَ: احْفَظُوا.

کا جنازہ پڑھا دیجیے تو آپ چار پائی کے وسط کے مقابل کھڑے ہوئے (اور جنازہ پڑھایا۔) حضرت علاء بن زیاد (عدوی) رحمہ اللہ نے عرض کیا: ابوحمزہ! کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے کہ آپ ﷺ مرد کے جنازہ میں اس طرح (سر کے برابر) کھڑے ہوئے تھے جس طرح آپ کھڑے ہوئے ہیں اور عورت کے جنازہ میں اس طرح (کمر کے مقابل) کھڑے ہوئے تھے جس طرح آپ کھڑے ہوئے ہیں؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں۔ حضرت علاء رحمہ اللہ نے ہماری طرف متوجہ ہوکر فرمایا: (یہ مسئلہ) یاد کرلو۔

فوائد و مسائل: ① نماز جنازہ ادا کرتے وقت امام کو مرد کے سر کے قریب اور عورت کی کمر کے قریب کھڑے ہونا چاہیے۔ ② امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف رحمہما اللہ سے بھی ایک روایت میں یہی قول منقول ہے' البتہ حنفی مذہب کا مشہور قول یہ ہے کہ مرد ہو یا عورت' امام کو اس کے سینے کے برابر کھڑا ہونا چاہیے۔

(المعجم ٢٢) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ عَلَى الْجِنَازَةِ (التحفة ٢٢)

باب: ۲۲- نماز جنازہ میں قراءت کا بیان

١٤٩٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُثْمَانَ، عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ عَلَى الْجِنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ.

۱۴۹۵- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھی۔

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن معناً و متناً صحیح ہے کیونکہ نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کے پڑھنے کی

١٤٩٥ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في القراءة على الجنازة بفاتحة الكتاب، ح:١٠٢٦ عن أحمد بن منيع به، وقال: "ليس إسناده بذاك القوي، إبراهيم بن عثمان هو أبوشيبة الواسطي منكر الحديث" انتهى، وكذبه شعبة كما في عمدة القاري وغيره، وقال الحافظ: متروك الحديث (تقريب).

بابت صحیح بخاری میں حضرت طلحہ بن عبداللہ بن عوف سے مروی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک جنازہ پڑھا تو انھوں نے سورۂ فاتحہ کی قراءت کی اور کہا: یہ سنت ہے۔ (صحیح البخاري' الجنائز' باب قراءة فاتحة الكتاب على الجنازة' حدیث:۱۳۳۵) اور صحابی کا یہ کہنا کہ یہ سنت ہے مرفوع حدیث کے معنی میں ہوتا ہے۔ اس کا صحابی کے قیاس اور اجتہاد سے کوئی تعلق نہیں ہوتا' لہٰذا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول ''یہ سنت ہے۔'' سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ بھی نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھا کرتے تھے جیسا کہ سنن النسائی کی روایت میں بھی موجود ہے۔ دیکھیے: (سنن النسائي' الجنائز' باب الدعاء' حدیث:۱۹۹۱) بنابریں مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر احادیث کی روشنی میں قابل عمل اور قابل حجت ہے' نیز آئندہ آنے والی حدیث سے بھی اسی مسئلے کا اثبات ہوتا ہے۔

١٤٩٦ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي عَاصِمٍ، النَّبِيلُ، وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُسْتَمِرِّ قَالاً: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ جَعْفَرٍ الْعَبْدِيُّ: حَدَّثَنِي شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ: حَدَّثَتْنِي أُمُّ شَرِيكٍ الأَنْصَارِيَّةُ قَالَتْ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَقْرَأَ عَلَى الْجِنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ.

۱۴۹۶- حضرت ام شریک انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا۔

(المعجم ٢٣) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ فِي الصَّلاَةِ عَلَى الْجِنَازَةِ (التحفة ٢٣)

باب:۲۳- نماز جنازہ کی دعائیں

١٤٩٧ - حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدٍ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ ابْنِ مَيْمُونٍ [الْمَدَنِيُّ]: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْحَرَّانِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ، عَنْ

۱۴۹۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ نے فرمایا: ''جب تم میت کی نماز (جنازہ) پڑھو تو اس کے لیے خلوص سے دعا کرو۔''

١٤٩٦ـ [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢٥/ ٩٧، ح: ٢٥٢ من طريق حماد بن بشير (الجهضمي) عن أبي عبدالله الشامي (مرزوق) عن شهر بن حوشب به * وشهر حسن الحديث كما حققته في نيل المقصود في تخريج سنن أبي داود، وانظر، ح: ٢٧٠٤، وللحديث شواهد عند الطبراني وغيره، انظر مجمع الزوائد: ٣/ ٣٢ إن شئت.

١٤٩٧ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب الدعاء للميت، ح: ٣١٩٩ من حديث محمد بن سلمة به، وصححه ابن حبان، وصرح ابن إسحاق بالسماع عنده.

أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَأَخْلِصُوا لَهُ الدُّعَاءَ».

فوائد ومسائل: ① نماز جنازہ کا اصل مقصد میت کے لیے دعائے مغفرت ہے اور دعا کی قبولیت کے لیے خلوص قلب شرط ہے' اس لیے ہر مسلمان کو جنازہ کی دعائیں یاد کرنی چاہییں۔ ان میں سے تین دعائیں آگے آرہی ہیں۔ ② بعض لوگوں نے اس حدیث سے نماز جنازہ کے بعد اجتماعی طور پر دعا کرنا سمجھا ہے' یہ غلط فہمی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے کسی حدیث میں یہ مروی نہیں کہ آپ نے نماز جنازہ کے بعد دعا مانگی ہو' البتہ میت کو دفن کرنے کے بعد میت کی استقامت کے لیے دعا کرنا مسنون ہے۔ (سنن أبي داود' الجنائز' باب الاستغفار عند القبر للميت في وقت الانصراف' حديث: ٣٢٢١)

١٤٩٨ - حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، إِذَا صَلَّى عَلَى جِنَازَةٍ، يَقُولُ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا، وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا، وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا، وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا. اللَّهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ. وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيمَانِ. اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ».

١٤٩٨- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب جنازہ کی نماز پڑھاتے تو یوں فرماتے: [اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَ مَيِّتِنَا' وَ شَاهِدِنَا وَ غَائِبِنَا' وَ صَغِيرِنَا وَ كَبِيرِنَا' وَ ذَكَرِنَا وَ أُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ وَ مَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيمَانِ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَ لَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ] ''اے اللہ! ہمارے زندوں' مردوں' حاضر' غائب' چھوٹوں' بڑوں' مذکر اور مونث (سب) کی مغفرت فرما دے۔ اے اللہ! ہم میں سے جسے تو زندہ رکھے' اسے اسلام پر زندہ رکھنا اور جسے فوت کرے اس کا خاتمہ ایمان پر کرنا۔ اے اللہ! اس (جانے والے) کے اجر سے ہمیں محروم نہ کرنا اور اس کے بعد ہمیں گمراہ نہ کر دینا۔''

فوائد ومسائل: ① نماز جنازہ کا اصل مقصود تو میت کے لیے دعا کرنا ہے لیکن اس موقع پر ضمناً دوسرے

١٤٩٨ـ [حسن] أخرجه البيهقي: ٤/ ٤١ من حديث ابن إسحاق به، وله طريق آخر عند أبي داود، ح: ٣٢٠١ وغيره، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي * يحيىٰ صرح بالسماع، وله شواهد كثيرة.

مسلمانوں کے لیے بھی دعا کی جاسکتی ہے۔ حدیث میں مذکور دعا ایک ایسی ہی دعا ہے جو تمام مسلمانوں کے لیے ہے۔ ② اسلام اور ایمان ہم معنی الفاظ کے طور پر بھی استعمال ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے مختلف معانی میں بھی۔ جب یہ دونوں الفاظ اکٹھے استعمال ہوں تو اسلام سے مراد ظاہری اعمال اور ایمان سے مراد باطنی اور قلبی اعمال ہوتے ہیں۔ زندگی میں دل کے ایمان اور یقین کے ساتھ ظاہری اعمال کی اہمیت زیادہ ہوتی ہے کیونکہ معاشرے میں ظاہری اعمال کی بنیاد ہی پر مسلم اور غیر مسلم میں امتیاز ہوتا ہے۔ وفات کے وقت دل میں یقین اور ایمان ہونا ضروری ہے کیونکہ آخرت میں نجات کا دارومدار اسی پر ہے' اس لیے دعائے جنازہ میں اسلام پر زندگی اور ایمان پر وفات کی درخواست ہے۔ ③ ''ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ رکھنا۔'' اس سے مراد رشتہ دار' عزیز یا دوست کی وفات پر صبر اور دوسرے متعلقہ اعمال سے حاصل ہونے والا ثواب ہے' مثلاً: نماز جنازہ میں شرکت' کفن دفن کا اہتمام اور فوت ہونے والے کے اقارب کو تسلی تشفی اور ان کے غم میں تخفیف کی کوشش' میت کے اقارب کے لیے کھانا تیار کرنا' وغیرہ۔ ان اعمال سے حاصل ہونے والے ثواب کو میت کا ثواب کہا گیا ہے' یعنی وفات کی وجہ سے زندوں کو حاصل ہونے والا ثواب۔ اس ثواب کی دعا کا یہ مطلب ہے کہ ہمیں یہ اعمال خلوص کے ساتھ محض اللہ کی رضا کے لیے کرنے کی توفیق ملے۔ ④ ''اس کے بعد ہمیں گمراہ نہ کرنا۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی وفات کے غم میں نفس امارہ کے اکسانے سے یا شیطان کے وسوسوں کی وجہ سے ناجائز اعمال کا ارتکاب نہ ہو جائے جو گمراہی ہے۔ بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ مرنے والا اپنی زندگی میں نیکی کی تلقین کرتا تھا' برائی سے منع کرتا تھا' صحیح اور غلط کے امتیاز میں رہنمائی کرتا تھا' اس کے دنیا چھوڑ جانے کے بعد اس کی رہنمائی باقی نہیں رہی' اب ہمیں اللہ کی طرف توجہ کرنے کی زیادہ ضرورت ہے کہ وہ ہر قدم پر ہماری رہنمائی فرمائے اور ہمیں گمراہی سے محفوظ رکھے۔

١٤٩٩ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ جَنَاحٍ: حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ مَيْسَرَةَ بْنِ حَلْبَسٍ، عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَأَسْمَعُهُ يَقُولُ «اللَّهُمَّ إِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِي ذِمَّتِكَ، وَحَبْلِ

۱۴۹۹- حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مسلمان کا جنازہ پڑھا تو میں نے آپ کو یوں فرماتے سنا: [اَللّٰهُمَّ إِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِي ذِمَّتِكَ' وَ حَبْلِ جِوَارِكَ' فَقِهِ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَ عَذَابِ النَّارِ' وَ أَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ' فَاغْفِرْلَهُ وَارْحَمْهُ' إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ] ''اے اللہ! فلاں کا بیٹا فلاں تیرے سپرد اور تیری

١٤٩٩_ [حسن] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب الدعاء للميت، ح: ٣٢٠٢ من حديث الوليد به، وصرح بالسماع عند ابن المنذر في الأوسط: (٥/ ٤٤١)، وصححه ابن حبان.

جِوَارِكَ. فَقِهِ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ، وَأَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ والحَقِّ، فَاغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ إِنَّكَ أَنْتَ الغَفُورُ الرَّحِيمُ».

حفاظت میں ہے' اسے قبر کی آزمائش اور آگ کے عذاب سے محفوظ رکھنا' تو وفا اور حق والا ہے' اس کی بخشش فرما دے اور اس پر رحمت فرما' بے شک تو بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① عذاب قبر حق ہے' اس لیے نبی اکرم ﷺ نے میت کے لیے عذاب قبر سے پناہ کی دعا فرمائی لیکن اس کا تعلق عالم غیب سے ہے۔ جس طرح ہم اللہ اور رسول کی بتائی ہوئی دوسری بہت سی چیزوں پر بغیر دیکھے ایمان لاتے ہیں' اسی طرح عذاب قبر پر بھی ایمان لاتے ہیں کیونکہ وہ زندہ لوگوں کے حواس کی گرفت سے باہر ہے۔ ② قبر کا عذاب کفر و شرک کے علاوہ دوسرے گناہوں کی وجہ سے بھی ہو سکتا ہے' مثلاً: جسم اور کپڑوں کو پیشاب سے نہ بچانا اور چغلی کھانا جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب قبروں میں مدفون دو شخصوں کو عذاب ہوتے سنا تو فرمایا: ''ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور عذاب بھی کسی بڑے کام کی وجہ سے نہیں ہو رہا (ایسا گناہ نہیں تھا جس سے بچنا بہت دشوار ہو) ہاں' ایک تو اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا' دوسرا لگائی بجھائی کرتا پھرتا تھا۔ (ایک کی بات دوسرے کو بتا کر آپس میں لڑا دیتا تھا۔'') (صحیح البخاري' الوضوء' باب من الكبائر أن لا يستتر من بوله' حديث:٢١٦) ③ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مذکورہ دعا جنازے میں بلند آواز سے پڑھی گئی تھی۔

١٥٠٠- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا فَرَجُ بْنُ الْفَضَالَةِ: حَدَّثَنِي عِصْمَةُ بْنُ رَاشِدٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى عَلَى رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ. فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ وَاغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ. وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ. وَاغْسِلْهُ بِمَاءٍ وَثَلْجٍ وَبَرَدٍ. وَنَقِّهِ مِنَ الذُّنُوبِ وَالْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ

١٥٠٠- حضرت عوف بن مالک اشجعی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے ایک انصاری آدمی کا جنازہ پڑھایا۔ میں نے سنا کہ آپ فرما رہے تھے: [اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ وَاغْفِرْلَهُ وَارْحَمْهُ ' وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ' وَاغْسِلْهُ بِمَاءٍ وَّ ثَلْجٍ وَّ بَرَدٍ وَّ نَقِّهِ مِنَ الذُّنُوْبِ وَالْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ ' وَأَبْدِلْهُ بِدَارِهِ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ ' وَ أَهْلًا خَيْرًا مِّنْ أَهْلِهِ' وَقِهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ

١٥٠٠ـ [صحيح] أخرجه الطبراني: ١٨/ ٥٩، ح:١٠٨ من طريق آخر عن عصمة بن راشد وغيره به، أخرجه مسلم، ح: ٩٦٣ من حديث حبيب بن عبيد عن جبير بن نفير عن عوف به نحوه، وهو المحفوظ.

الأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ. وَأَبْدِلْهُ بِدَارِهِ دَاراً خَيْراً مِنْ دَارِهِ، وَأَهْلاً خَيْراً مِنْ أَهْلِهِ. وَقِهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ».

النَّار] ''اے اللہ! اس پر رحمت فرما' اس کی مغفرت فرما' اس پر رحم کر' اسے عافیت دے' اسے معاف کر دے' اسے پانی' برف اور اولوں سے دھو ڈال' اسے گناہوں سے اس طرح پاک کر دے جیسے سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔ اسے اس کے گھر کے بدلے اس کے گھر سے بہتر گھر اور اس کے کنبے سے بہتر کنبہ عطا فرما اور اسے قبر کی آزمائش سے اور آگ کے عذاب سے محفوظ فرما۔''

قَالَ عَوْفٌ: فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي مُقَامِي ذٰلِكَ أَتَمَنَّى أَنْ أَكُونَ مَكَانَ ذٰلِكَ الرَّجُلِ.

حضرت عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس مقام پر میرا جی چاہا کہ کاش میں اس (فوت شدہ) آدمی کی جگہ ہوتا (تو رسول اللہ ﷺ میرے لیے یہ دعا فرماتے۔)

فوائد و مسائل: ① یہ دعا بھی اس لحاظ سے اہم ہے کہ اس میں صرف میت کے لیے دعا ہے جو نماز جنازہ کا اصل مقصود ہے۔ ② پانی' برف اور اولوں کے ساتھ دھونے سے اس کی کامل صفائی اور طہارت مراد ہے' چونکہ گناہوں کا شیطان سے اور جہنم کی آگ سے تعلق ہے' اس لیے گناہوں کا اثر ختم کرنے کے لیے ٹھنڈی چیزوں کا ذکر کیا گیا۔ ③ دنیا کے گھر سے بہتر گھر جنت کا گھر ہے اور دنیا کے اہل و عیال سے بہتر اہل و عیال جنت کی حوریں ہیں۔ اس لحاظ سے یہ اس کے لیے دخول جنت کی دعا ہے۔ ④ اس میں عذاب قبر کا ثبوت ہے۔ ⑤ اس میں نماز جنازہ جہری آواز سے پڑھنے کا بھی ثبوت ہے۔

١٥٠١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: مَا أَبَاحَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَلَا أَبُو بَكْرٍ، وَلَا عُمَرُ فِي شَيْءٍ مَا أَبَاحُوا فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ. يَعْنِي لَمْ يُوَقِّتْ.

١٥٠١- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ' حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے ہمیں کسی چیز میں اتنی چھوٹ نہیں دی' جتنی نماز جنازہ میں دی ہے۔'' یعنی اس کے لیے وقت کی حد مقرر نہیں کی۔

١٥٠١ـ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٤٩٦، ١١٢٩/ ١١١٤، ٣٩٥ لعلله.

(المعجم ٢٤) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّكْبِيرِ عَلَى الْجِنَازَةِ أَرْبَعًا** (التحفة ٢٤)

باب:۲۴-نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہنے کا بیان

١٥٠٢ - حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ إِلْيَاسَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ، عَنْ عُثْمَانَ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَكَمِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى عَلَى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ وَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعاً.

۱۵۰۲- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ ادا فرمائی اور چار تکبیریں کہیں۔

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن اس میں بیان کردہ مسئلہ درست ہے کیونکہ دوسری صحیح احادیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس مسئلہ کی دلیل کے طور پر حضرت نجاشی رحمہ اللہ (شاہ حبشہ) کی غائبانہ نماز جنازہ کا واقعہ ذکر فرمایا ہے۔ اس موقع پر نبی علیہ السلام نے نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہی تھیں۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، الجنائز، باب التكبير على الجنازة أربعا، حديث:١٣٣٣) سنن ابن ماجہ کی حدیث: ۱۵۰۴ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

١٥٠٣ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِيُّ: حَدَّثَنَا الْهَجَرِيُّ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى الأَسْلَمِيِّ، صَاحِبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلَى جِنَازَةِ ابْنَةٍ لَهُ. فَكَبَّرَ عَلَيْهَا أَرْبَعاً. فَمَكَثَ بَعْدَ الرَّابِعَةِ شَيْئًا. قَالَ فَسَمِعْتُ الْقَوْمَ يُسَبِّحُونَ بِهِ مِنْ نَوَاحِي الصُّفُوفِ. فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: أَكُنْتُمْ تُرَوْنَ أَنِّي مُكَبِّرٌ خَمْساً؟ قَالُوا:

۱۵۰۳- حضرت ابوبکر ابراہیم بن مسلم ہجری رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابی حضرت عبداللہ بن ابی اوفی اسلمی رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں ان کی ایک بیٹی کا جنازہ پڑھا۔ انھوں نے اس کے جنازے میں چار تکبیریں کہیں۔ چوتھی تکبیر کے بعد وہ کچھ عرصہ ٹھہرے۔ فرماتے ہیں: میں نے صفوں کے اطراف سے لوگوں کو سبحان اللہ کہتے سنا۔ انھوں نے سلام پھیر کر کہا: کیا تمھارا خیال تھا کہ میں پانچ تکبیریں

١٥٠٢ـ [إسناده ضعيف جدًا] انظر، ح: ٧٦٠ لعلته.

١٥٠٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٥٦، ٣٨٣ من حديث إبراهيم بن مسلم الهجري به مطولاً، وانظر، ح: ٧٧٧ لعلته، وأخرج البيهقي: ٤/ ٣٥ بإسناد قوي عن أبي يعفور وقدان عن ابن أبي أوفى به نحوه مختصرًا.

تَخَوَّفْنَا ذٰلِكَ. قَالَ: لَمْ أَكُنْ لِأَفْعَلَ. وَلٰكِنْ رَسُولُ اللهِ ﷺ كَانَ يُكَبِّرُ أَرْبَعاً. ثُمَّ يَمْكُثُ سَاعَةً. فَيَقُولُ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَقُولَ، ثُمَّ يُسَلِّمُ.

کہہ دوں گا؟ حاضرین نے کہا: ہمیں تو یہی خطرہ محسوس ہوا تھا۔ انھوں نے فرمایا: میں تو ایسے نہیں کرنے لگا تھا لیکن رسول اللہ ﷺ چار تکبیریں کہہ کر تھوڑی دیر ٹھہرتے تھے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ چاہتا وہ کہتے (مناسب دعا پڑھتے)' پھر سلام پھیرتے تھے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا عمل چوتھی تکبیر کے فوراً بعد سلام پھیرنے کا بھی تھا اور چوتھی تکبیر کے بعد کوئی دعا پڑھ کر سلام پھیرنے کا بھی' اس لیے دونوں ہی طریقے درست ہیں۔ مذکورہ روایت بعض حضرات کے نزدیک حسن ہے۔

١٥٠٤- حَدَّثَنَا أَبُوهِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، وَأَبُوبَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ خَلِيفَةَ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَبَّرَ أَرْبَعاً.

۱۵۰۴- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے (نماز جنازہ میں) چار تکبیریں کہیں۔

فائدہ: احادیث میں تکبیرات جنازہ کی بابت مروی ہے کہ تکبیرات جنازہ تین سے لے کر نو تک ہیں مگر چار پر سلف اور خلف کا اجماع ہے اور اکثر روایات بھی اسی کی بابت ہیں' نیز صحیح بخاری میں بھی تکبیرات جنازہ چار ہی مروی ہیں۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٢٥) - **بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ كَبَّرَ خَمْسًا** (التحفة ٢٥)

باب:۲۵- نماز جنازہ میں پانچ تکبیریں کہنا

١٥٠٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا

۱۵۰۵- حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ؒ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: حضرت زید بن ارقم ؓ ہم

١٥٠٤ـ [صحيح] أخرجه البيهقي: ٤/ ٥٥ من حديث يحيى بن اليمان به مطولاً، وقال: "هٰذا إسناد ضعيف" * حجاج هو ابن أرطاة(٤٩٦، ١١٢٩)، والمنهال بن خليفة ضعيف (تقريب) قلت: أما التكبير على الجنائز أربعًا فثابت بأسانيد صحيحة، أخرجها البخاري، ومسلم وغيرهما، انظر، ح: ١٥٣٤ وغيره من هٰذا الكتاب، وكأن الإمام ابن ماجه جمع الغرائب فقط في هٰذا الباب.

١٥٠٥ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب الصلاة على القبر، ح: ٩٥٧ عن ابن بشار وغيره به.

يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، وَأَبُو دَاوُدَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى قَالَ: كَانَ زَيْدُ ابْنُ أَرْقَمَ يُكَبِّرُ عَلٰى جَنَائِزِنَا أَرْبَعاً. وَأَنَّهُ كَبَّرَ عَلٰى جِنَازَةٍ خَمْساً. فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُكَبِّرُهَا.

لوگوں کی نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہا کرتے تھے۔ ایک جنازہ میں انھوں نے پانچ تکبیریں کہیں۔ میں نے (اس کے متعلق) سوال کیا تو فرمایا: رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح (پانچ) تکبیریں کہا کرتے تھے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ پانچ تکبیریں بھی جائز ہیں‘ اس صورت میں میت کے لیے کچھ دعائیں تیسری تکبیر کے بعد پڑھ لی جائیں کچھ چوتھی تکبیر کے بعد۔ اس کے بعد پانچویں تکبیر کہہ کر سلام پھیر دیا جائے۔

١٥٠٦- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَلِيٍّ الرَّافِعِيُّ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَبَّرَ خَمْساً.

۱۵۰۶- حضرت کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف ؒ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (نماز جنازہ میں) پانچ تکبیریں کہیں۔

(المعجم ٢٦) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الطِّفْلِ (التحفة ٢٦)

باب:۲۶- بچے کی نماز جنازہ کا بیان

١٥٠٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ. قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ ابْنُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ: حَدَّثَنِي عَمِّي زِيَادُ بْنُ جُبَيْرٍ: حَدَّثَنِي أَبِي جُبَيْرُ بْنُ حَيَّةَ أَنَّهُ سَمِعَ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «الطِّفْلُ يُصَلّٰى عَلَيْهِ».

۱۵۰۷- حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ سے روایت ہے‘ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”بچے کی نماز جنازہ پڑھی جائے۔“

فوائد و مسائل: ① سنن ابوداود کی روایت میں یہ حدیث ان الفاظ میں بیان ہوئی ہے: ”ناتمام بچے کی نماز

١٥٠٦ـ [صحيح] * إبراهيم بن علي ضعيف (تقريب)، وكثير تقدم حاله، ح: ١٦٥، والحديث السابق شاهد له.

١٥٠٧ـ [إسناده صحيح] انظر، ح: ١٤٨١ لتخريجه.

جنازہ ادا کی جائے اور اس کے والدین کے لیے مغفرت اور رحمت کی دعا کی جائے۔" (سنن أبي داود، الجنائز، باب المشي أمام الجنازة، حديث:٣١٨٠) ② مردہ پیدا ہونے والے بچے کی نماز جنازہ اس صورت میں پڑھنی چاہیے جبکہ وہ حمل کے چار ماہ پورے ہونے پر یا اس کے بعد پیدا ہوا ہو کیونکہ جنین میں اسی وقت روح ڈالی جاتی ہے، لہٰذا اس کے بعد پیدا ہونے والے ہی کو "میت" قرار دیا جا سکتا ہے۔

١٥٠٨- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ بَدْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا اسْتَهَلَّ الصَّبِيُّ صُلِّيَ عَلَيْهِ وَوُرِثَ».

١٥٠٨- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب بچہ (پیدائش کے وقت) روئے تو (اس کے فوت ہونے پر) اس کا جنازہ پڑھا جائے اور اس کی وراثت تقسیم کی جائے۔"

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ مذکورہ روایت میں دو مسئلے بیان ہوئے ہیں، ایک بچے کی نماز جنازہ کا جس کا ذکر گزشتہ روایت میں بھی ہے اور ہمارے فاضل محقق نے اسے صحیح قرار دیا ہے، دوسرا مسئلہ بچے کے وارث ہونے کا ہے، یہ مسئلہ سنن ابن ماجہ کی ایک دوسری روایت: ٢٧٥١ میں بھی مروی ہے جسے ہمارے فاضل محقق نے سنداً حسن قرار دیا ہے، لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر روایات کی رو سے قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة، رقم:١٥٢، ١٥٣) ② پیدائش کے وقت بچے کا رونا اس کے زندہ پیدا ہونے کی علامت ہے، اس لیے جب وہ زندہ پیدا ہونے کے تھوڑی دیر بعد فوت ہو جائے تو اس کا حکم وہی ہوگا جو طویل عرصہ زندہ رہ کر فوت ہونے والے کا ہوگا۔ گزشتہ حدیث کے فوائد میں بیان ہو چکا ہے کہ جنازہ نا تمام بچے کا بھی پڑھا جائے گا، البتہ وراثت کے لیے شرط ہے کہ بچہ زندہ پیدا ہو، یعنی مردہ پیدا ہونے والا بچہ وارث نہیں ہوگا، اس لیے اس کی وراثت بھی تقسیم نہیں ہوگی، اگرچہ تخلیق مکمل ہونے پر پیدا ہوا ہو۔

١٥٠٩- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ:

١٥٠٩- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی

١٥٠٨- [ضعيف] انظر، ح:٢٦٩ لعلته، وفيه علة أخرى، وله شواهد كلها ضعيفة، منها ما رواه إسحاق بن يوسف الأزرق عن سفيان الثوري عن أبي الزبير عن جابر به نحوه، أخرجه البيهقي: ٤/ ٨، ٩ من طريق سليمان بن أحمد اللخمي (الطبراني صاحب المعجم الكبير والأوسط)، وقال الطبراني: لم يروه عن سفيان إلا إسحاق به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح:١٢٢٣، والحاكم: ٤/ ٣٤٨، ٣٤٩ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وتعقبه الحافظ في التلخيص: ٢/ ١١٣، الثوري تقدم (١٦٢) وقد عنعن، وكذا شيخه.

١٥٠٩- [إسناده ضعيف جدًا] وضعفه البوصيري، والحافظ ابن حجر في التلخيص: ٢/ ١١٤، ح:٧٥٣ *

حَدَّثَنَا الْبَخْتَرِيُّ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «صَلُّوا عَلَى أَطْفَالِكُمْ فَإِنَّهُمْ مِنْ أَفْرَاطِكُمْ».

ﷺ نے فرمایا: ''اپنے بچوں کا جنازہ پڑھا کرو' وہ تمھارے پیش رو ہیں۔''

(المعجم ٢٧) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى ابْنِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَذِكْرِ وَفَاتِهِ (التحفة ٢٧)

باب: ۲۷- رسول اللہ ﷺ کے فرزند کی وفات اور جنازے کا بیان

١٥١٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى: رَأَيْتَ إِبْرَاهِيمَ بْنَ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: مَاتَ وَهُوَ صَغِيرٌ. وَلَوْ قُضِيَ أَنْ يَكُونَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيٌّ لَعَاشَ ابْنُهُ. وَلٰكِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ.

۱۵۱۰- حضرت اسماعیل بن ابو خالد رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے؟ انھوں نے کہا: وہ تو بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ اگر تقدیر یہ ہوتی کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی اور نبی ہو تو آپ کے (یہ) فرزند زندہ رہتے۔ لیکن نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

فوائد و مسائل: ① اس میں اشارہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت سے نہیں نوازا گیا' نہ آئندہ کسی کو نبوت ملے گی۔ اگر امت محمدیہ میں سے کسی کے لیے نبوت ہوتی تو ابراہیم رضی اللہ عنہ کے لیے ہوتی۔ جب ان کو نہیں ملی تو کسی اور کو کیسے مل سکتی ہے۔ ② ایک روایت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی یہ الفاظ وارد ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔'' دیکھیے: (مسند أحمد: ۱۵۴/۴) اس کا بھی یہی مطلب ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ جیسی شخصیت کو نبوت نہیں ملی جن میں اتنی خوبیاں تھیں کہ اگر انھیں نبوت ملتی تو اس کی ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھا سکتے تھے' پھر کسی اور کو نبوت کیسے مل سکتی ہے؟

١٥١١- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ شَبِيبٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ

۱۵۱۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا جنازہ پڑھا

البختري بن عبيد: "ضعيف متروك"، وأبوه عبيد بن سلمان الطابخي مجهول (تقريب).

١٥١٠- أخرجه البخاري، الأدب، باب من سمى بأسماء الأنبياء، ح: ٦١٩٤ عن ابن نمير به.

١٥١١- [إسناده ضعيف جدًا] انظر، ح: ١٤٩٥ لعلته المدمرة.

ابْنُ عُتَيْبَةَ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا مَاتَ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ رَسُولِ اللهِ ﷺ صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَالَ: «إِنَّ لَهُ مُرْضِعاً فِي الْجَنَّةِ. وَلَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيقاً نَبِيًّا. وَلَوْ عَاشَ لَعَتَقَتْ أَخْوَالُهُ الْقِبْطُ، وَمَا اسْتُرِقَّ قِبْطِيٌّ».

اور فرمایا: ''اس کے لیے جنت میں ایک دودھ پلانے والی مقرر ہے اور اگر وہ زندہ رہتا تو نبی صدیق ہوتا اور اگر وہ زندہ رہتا تو اس کے ماموں قبطی آزاد ہو جاتے' پھر کسی قبطی کو غلام نہ بنایا جاتا۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ علامہ البانی رحمہ اللہ اس روایت کی تحقیق میں لکھتے ہیں کہ یہ جملہ: ''اگر ابراہیم علیہ السلام زندہ رہتے تو نبی ہوتے۔'' مرفوع حدیث کے طور پر ثابت نہیں' البتہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے قول کے طور پر صحیح ہے اور مزید لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت اس جملے [ولو عاش...... وما استرق قبطی] کے سوا صحیح ہے' نیز دکتور بشار عواد نے بھی مذکورہ روایت کو آخری جملے [لَعَتَقَتْ أَخْوَالُهُ] کے سوا صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة: ١/٣٨٧، ٣٨٨، حديث: ٢٢٠، وصحيح سنن ابن ماجه، حديث: ١٢٣٦، وسنن ابن ماجه للدكتور بشار عواد، حديث: ١٥١١) ② حضرت ابراہیم علیہ السلام جب فوت ہوئے تو ان کی دودھ پینے کی عمر تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں یہ شرف بخشا کہ انھوں نے جنت کی حوروں کا دودھ پیا۔ ممکن ہے کہ یہ شرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے مخصوص ہو اور ممکن ہے کہ اہل ایمان کے جو شیر خوار بچے فوت ہو جاتے ہیں' ان سب کے لیے ایسا ہو۔ بہر حال یہ غیبی امور ہیں' اس لیے حقیقت حال سے اللہ تعالیٰ ہی واقف ہے۔

١٥١٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عِمْرَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ أَبِي الْوَلِيدِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْحُسَيْنِ، عَنْ أَبِيهَا الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ الْقَاسِمُ بْنُ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَتْ خَدِيجَةُ: يَارَسُولَ اللهِ دَرَّتْ لُبَيْنَةُ الْقَاسِمِ. فَلَوْ كَانَ اللهُ أَبْقَاهُ حَتَّى يَسْتَكْمِلَ رِضَاعَهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ إِتْمَامَ رِضَاعِهِ فِي الْجَنَّةِ» قَالَتْ: لَوْ أَعْلَمُ

١٥١٢- حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کے فرزند حضرت قاسم علیہ السلام کی وفات ہوئی تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول! (میری چھاتیوں میں) قاسم کا دودھ بہت اتر آیا ہے' کاش اللہ تعالیٰ اسے اتنی زندگی دیتا کہ دودھ پلانے کی مدت پوری ہو جاتی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی دودھ پینے کی مدت جنت میں پوری ہوگی۔'' ام المومنین رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کے رسول!

١٥١٢ـ [إسناده ضعيف جدًا] * هشام بن زياد أبوالوليد تقدم حاله، ح: ٩٥٩، وأمه لا تعرف (آخر التقريب).

ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ لَهَوَّنَ عَلَيَّ أَمْرَهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللهَ تَعَالٰى فَأَسْمَعَكِ صَوْتَهُ» قَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ بَلْ أُصَدِّقُ اللهَ وَرَسُولَهُ.

اگر مجھے یہ بات معلوم ہو جائے تو اس پر میرا غم کچھ ہلکا ہو جائے۔ اللہ کے رسول (ﷺ) نے فرمایا: ''اگر تو چاہے تو میں اللہ سے دعا کروں اور وہ تجھے اس کی آواز سنا دے۔'' انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول! میں اللہ اور اس کے رسول کی بات پر یقین رکھتی ہوں۔

(المعجم ٢٨) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الشُّهَدَاءِ وَدَفْنِهِمْ (التحفة ٢٨)

باب: ۲۸- شہداء کے جنازے اور تدفین کا بیان

١٥١٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ يَزِيدَ ابْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أُتِيَ بِهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ. فَجَعَلَ يُصَلِّي عَلٰى عَشَرَةٍ عَشَرَةٍ. وَحَمْزَةُ هُوَ كَمَا هُوَ. يُرْفَعُونَ وَهُوَ كَمَا هُوَ مَوْضُوعٌ.

۱۵۱۳- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: غزوۂ احد کے دن شہداء کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ ان میں سے دس دس افراد کا جنازہ ادا کرنے لگے۔ حضرت حمزہ ؓ جہاں تھے وہیں رہے (ان کی میت سامنے رہی)' دوسروں کی میتیں اٹھائی جاتی تھیں اور حمزہ ؓ کی میت جیسے تھی' ویسے ہی (سامنے) پڑی رہتی تھی۔

فوائد و مسائل: ① وہ شہید جو کفار کے ساتھ معرکہ میں جام شہادت نوش کرتا ہے اسے غسل نہیں دیا جاتا اگرچہ اس پر جنابت کی وجہ سے غسل واجب بھی ہو بلکہ اسے اس کے جنگی لباس ہی میں دفن کرنے کا حکم ہے جیسا کہ جنگ احد میں حضرت حمزہ اور حضرت حنظلہ ؓ کے ساتھ یہ صورت حال پیش آئی تھی کہ وہ جنگ سے پہلے جنبی تھے پھر جنگ میں شہید ہو گئے تو نبی ؑ نے انھیں بغیر غسل دیے دفن کرنے کا حکم دیا' پھر فرمایا: ''میں نے دیکھا کہ فرشتے ان دونوں کو غسل دے رہے ہیں۔'' دیکھیے: (الطبراني' ۳۹۱/۱۱' حدیث: ۱۲۰۹۴) ان کے علاوہ دیگر شہداء کو بھی بغیر غسل دیے دفن کیا گیا تھا۔ دیکھیے: (أحكام الجنائز' للألباني' ص: ۷۴) ② شہید معرکہ کی نماز جنازہ کے بارے میں علماء کی دو آراء ہیں۔ امام ابن قیم ؒ فرماتے ہیں: ''شہید معرکہ کی نماز جنازہ میں صحیح بات یہی ہے کہ اس کی نماز جنازہ پڑھنا اور نہ پڑھنا دونوں طرح درست ہے کیونکہ اس بارے میں دونوں طرح کے دلائل موجود ہیں۔'' شیخ البانی ؒ دلائل ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ''شہید معرکہ کی نماز

١٥١٣ـ [حسن] انظر، ح: ٥٠٤ لعلته، وفيه علة أخرى، وللحديث شواهد عن الطحاوي في معاني الآثار وغيره: (١/ ٥٠٣) وسنده حسن.

جنازہ پڑھنا واجب تو نہیں' البتہ پڑھنا افضل ہے کیونکہ جنازہ دعا اور عبادت ہے۔'' تفصیل کے لیے دیکھیے: (أحكام الجنائز' ص:١٠٦)

١٥١٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ مِنْ قَتْلٰى أُحُدٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ يَقُولُ: «أَيُّهُمْ أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ؟» فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلٰى أَحَدِهِمْ قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ وَقَالَ: «أَنَا شَهِيدٌ عَلٰى هٰؤُلَاءِ» وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ فِي دِمَائِهِمْ، وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ، وَلَمْ يُغَسَّلُوا.

١٥١٤- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ احد کے شہداء میں سے دو دو تین تین آدمیوں کو ایک ہی کپڑے سے ڈھانپ دیتے تھے' پھر فرماتے: ''ان میں سے کس کو قرآن زیادہ یاد ہے؟'' جب ان میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا تو لحد میں اسے آگے رکھتے اور فرماتے: ''میں ان کے حق میں گواہ ہوں۔'' نبی ﷺ نے انھیں ان کے خون میں غلطاں ہی دفن کرنے کا حکم دیا' نہ ان کا جنازہ پڑھا' نہ انھیں غسل دیا گیا۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت ان لوگوں کی دلیل ہے جو شہید کی نماز جنازہ پڑھنے کے قائل نہیں ہیں لیکن بعض روایات سے نماز جنازہ پڑھنے کا جواز بھی ثابت ہوتا ہے جیسا کہ گزشتہ روایات میں مذکور ہے' اس لیے اس مسئلے میں توسع ہے' تاہم نماز جنازہ پڑھنا بھی علماء کے نزدیک مستحب ہے جیسا کہ شیخ البانی ؒ نے کہا ہے کیونکہ نماز جنازہ دعا اور عبادت ہے لیکن اس استحباب کی بنیاد پر شہید کی نماز جنازہ پڑھنے کو اشتہار بازی اور دنیاوی اغراض ومقاصد کا ذریعہ بنالینا کوئی پسندیدہ امر نہیں ہے اس طریقے سے تو اس کا جواز اور استحباب بھی محل نظر ہو جاتا ہے۔ ② خاص حالات میں ایک سے زیادہ افراد کو ایک قبر میں دفن کرنا جائز ہے۔ ③ حفظ قرآن ایک شرف ہے جس کا خیال دفن کرتے ہوئے بھی رکھا جانا چاہیے۔

١٥١٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ

١٥١٥- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ احد کے شہیدوں کے بارے میں حکم دیا کہ ان سے لوہا (ہتھیار' مثلاً: زرہ'

١٥١٤ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب الصلاة على الشهيد، ح:١٣٤٣ وغيره من حديث الليث به.

١٥١٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب في الشهيد يغسل، ح:٣١٣٤ من حديث علي بن عاصم به * عطاء اختلط، وتقدم، ح:٧٠٣، وعلي بن عاصم تكلموا فيه.

عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلٰى أُحُدٍ أَنْ يُنْزَعَ عَنْهُمُ الْحَدِيدُ وَالْجُلُودُ، وَأَنْ يُدْفَنُوا فِي ثِيَابِهِمْ بِدِمَائِهِمْ.

ڈھال وغیرہ) اور چمڑا (چمڑے کے ملبوسات) اتار دیے جائیں اور انھیں خون سمیت ان کے کپڑوں ہی میں دفن کر دیا جائے۔

١٥١٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَسَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، سَمِعَ نُبَيْحاً الْعَنَزِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلٰى أُحُدٍ أَنْ يُرَدُّوا إِلٰى مَصَارِعِهِمْ. وَكَانُوا نُقِلُوا إِلَى الْمَدِينَةِ.

۱۵۱۶- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے جنگ احد کے شہیدوں کو شہادت کے مقامات پر واپس لے جانے کا حکم دیا جب کہ انھیں مدینہ لایا جا چکا تھا۔

فوائد و مسائل: ① شہیدوں کو وہیں دفن کیا جائے جہاں ان کی شہادت ہوئی ہو۔ یہی افضل ہے۔ ② خاص ضرورت کے بغیر میت کو ایک شہر سے دوسرے شہر میں لے جا کر دفن کرنا مناسب نہیں۔

(المعجم ٢٩) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَائِزِ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ٢٩)

باب: ۲۹- نماز جنازہ مسجد میں ادا کرنا

١٥١٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ «مَنْ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ، فَلَيْسَ لَهُ شَيْءٌ».

۱۵۱۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مسجد میں جنازہ پڑھا اس کے لیے کچھ نہیں۔''

١٥١٦_ [صحيح] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب في الميت يحمل من أرض إلى أرض وكراهة ذلك، ح: ٣١٦٥ من حديث الأسود بن قيس به، وصححه الترمذي، ح: ١٧١٧، وابن خزيمة، وابن حبان وغيرهم.

١٥١٧_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب الصلاة على الجنازة في المسجد، ح: ٣١٩١ من حديث ابن أبي ذئب به، وحسنه ابن القيم، ولم أر لمضعفيه حجة، وروى البيهقي: ٤/ ٥٢ عن صالح: "فرأيت الجنازة توضع في المسجد، فرأيت أباهريرة إذا لم يجد موضعًا إلا في المسجد انصرف ولم يصل عليها"، وفي رواية الطيالسي: ٢٣١٠ عن ابن أبي ذئب عن صالح قال: "وأدركت رجالاً ممن ادركوا النبي ﷺ وأبابكر إذا جاؤوا فلم يجدوا إلا أن يصلوا في المسجد رجعوا فلم يصلوا".

فائدہ: مذکورہ روایت کی بابت حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اس حدیث کے آخری الفاظ کی بابت اختلاف ہے۔ کسی میں "فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ" کسی میں "فَلَا شَيْءَ لَهُ" کسی میں "فَلَيْسَ لَهُ شَيْءٌ" اور کسی میں "لَيْسَ لَهُ أَجْرٌ" کے الفاظ ہیں' ان الفاظ کی بابت امام ابن قیم' حافظ ابن عبدالبر' شیخ البانی اور الموسوعة الحدیثیه کے محققین لکھتے ہیں کہ ان میں سب سے صحیح "فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ" کے الفاظ ہیں۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ اسے خاص اجر نہیں ملے گا' صرف نماز جنازہ کا اجر ملے گا' مطلق اجر کی نفی اس لیے نہیں کی جاسکتی کہ صحیح حدیث سے خود رسول اللہ ﷺ کا نماز جنازہ مسجد میں پڑھنا ثابت ہے۔ علاوہ ازیں امام احمد بن حنبل سے مسجد میں نماز جنازہ کی بابت پوچھا گیا تو فرمایا: یہ سنت ہے' نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد میں پڑھایا' اسی طرح حضرت صہیب نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جنازہ بھی کبار صحابہ کی موجودگی میں مسجد ہی میں پڑھایا تو کسی نے اختلاف نہ کیا' اس لیے مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کو ناجائز نہیں کہا جاسکتا' البتہ مسجد سے باہر پڑھنا افضل اور بہتر ہے۔

١٥١٨ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ: وَحَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ صَالِحِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَبَّادِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: وَاللهِ مَا صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى سُهَيْلِ ابْنِ بَيْضَاءَ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ.

۱۵۱۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: قسم ہے اللہ کی! رسول اللہ ﷺ نے حضرت بیضاء رضی اللہ عنہا کے بیٹے حضرت سہیل رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد ہی میں پڑھا تھا۔

قَالَ ابْنُ مَاجَه: حَدِيثُ عَائِشَةَ أَقْوَى.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے فرمایا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث زیادہ قوی ہے۔

فوائد ومسائل: ① امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ کا جواز زیادہ صحیح ہے کیونکہ منع والی حدیث: (۱۵۱۷) کی نسبت جواز والی حدیث: (۱۵۱۸) زیادہ صحیح ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ نے اگرچہ بعض افراد کا جنازہ مسجد میں ادا کیا ہے' تاہم عام طور پر جنازہ باہر میدان میں ادا کیا جاتا تھا' جہاں عید وغیرہ بھی پڑھتے تھے' یہ جگہ مصلیٰ کہلاتی تھی۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الجنائز' باب الصلاة على الجنائز

١٥١٨ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب الصلاة على الجنازة في المسجد، ح: ٣١٨٩ من حديث فليح به ● صالح مستور، لم يوثقه غير ابن حبان، وقال البخاري: "صالح عن عباد مرسل"، وتابعه محمد بن عبدالله بن عباد عند أبي داود، ح: ٣١٨٩، وهو مجهول (تقريب)، وله شاهد صحيح عند مسلم، ح: ٩٧٣ وغيره، ولا تعارض بين الحديثين، هٰذا يدل بجواز الصلاة على الميت في المسجد لعذر، والأول محمول على غالب الأحوال.

بالمصلی و المسجد' حدیث:۱۳۲۸) ③ اس حدیث میں ان لوگوں کا رد ہے جو مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کو ممنوع قرار دیتے ہیں۔

(المعجم ٣٠) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَوْقَاتِ الَّتِي لَا يُصَلَّى فِيهَا عَلَى الْمَيِّتِ وَلَا يُدْفَنُ (التحفة ٣٠)

باب: ۳۰- ان اوقات کا بیان جن میں میت کا جنازہ نہیں پڑھا جاتا اور اسے دفن نہیں کیا جاتا

١٥١٩ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، جَمِيعاً، عَنْ مُوسَى ابْنِ عُلَيِّ بْنِ رَبَاحٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ يَقُولُ: ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيهِنَّ أَوْ نَقْبِرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً، وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ حَتَّى تَمِيلَ الشَّمْسُ، وَحِينَ تَضَيَّفُ لِلْغُرُوبِ حَتَّى تَغْرُبَ.

۱۵۱۹- حضرت عقبہ بن عامر جہنی ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: تین اوقات ایسے ہیں جن سے اللہ کے رسول ﷺ ہمیں منع فرماتے تھے کہ ان (اوقات) میں نماز پڑھیں یا ان میں اپنے فوت شدگان کو دفن کریں: جب سورج طلوع ہو رہا ہو اور عین دوپہر (زوال) کے وقت حتی کہ سورج ڈھل جائے اور جب سورج غروب ہونے کے قریب ہوحتی کہ (پوری طرح) غروب ہو جائے۔

فوائد و مسائل: ① مکروہ اوقات میں جس طرح عام نماز پڑھنا مکروہ ہے اسی طرح نماز جنازہ بھی مکروہ ہے۔ ② ان اوقات میں میت کو دفن کرنے سے بھی اجتناب کرنا چاہیے۔ سوائے اس کے کہ کوئی خاص مجبوری ہو۔

١٥٢٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ، عَنْ مِنْهَالِ بْنِ خَلِيفَةَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ

۱۵۲۰- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو رات کے وقت قبر میں اتارا اور اس کی قبر میں چراغ لے گئے۔

١٥١٩ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب الأوقات التي نهي عن الصلاة فيها، ح: ٨٣١ من حديث موسى بن عُلَيّ به.

١٥٢٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في الدفن بالليل، ح: ١٠٥٧ من حديث يحيى بن اليمان عن المنهال بن خليفة عن الحجاج بن أرطاة عن عطاء عن ابن عباس به، وقال: "حسن"، وضعفه البيهقي، وانظر، ح: ١٥٠٤ لعلته.

رَسُولَ اللهِ ﷺ أَدْخَلَ رَجُلاً قَبْرَهُ لَيْلاً، وَأَسْرَجَ فِي قَبْرِهِ.

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ امام ترمذی اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے حسن قرار دیا ہے' نیز شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کے دیگر شواہد بھی بیان کیے ہیں' دیکھیے: (أحکام الجنائز' ص: ۱۰۸) لہٰذا رات کو دفن کرنا مجبوری کے وقت جائز ہے۔ جیسا کہ آئندہ آنے والی حدیث سے بھی یہی مسئلہ ثابت ہوتا ہے جسے ہمارے شیخ نے صحیح مسلم کی حدیث: (۹۴۳) کی بنا پر قابل حجت اور قابل عمل قرار دیا ہے' دیکھیے آئندہ حدیث کی تحقیق و تخریج۔ ② رات کو دفن کرتے وقت روشنی کے لیے چراغ وغیرہ جلانا درست ہے' خواہ چراغ قبر کے اندر تک لے جانا پڑے۔ ممنوع کام دفن کے بعد قبر کے اوپر چراغ جلانا ہے۔

١٥٢١- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ الأَوْدِيُّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ يَزِيدَ الْمَكِّيِّ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ تَدْفِنُوا مَوْتَاكُمْ بِاللَّيْلِ إِلَّا أَنْ تُضْطَرُّوا».

۱۵۲۱- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے فوت ہونے والوں کو رات کو دفن نہ کرو' سوائے اس کے کہ تمھیں کوئی مجبوری ہو۔''

١٥٢٢- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «صَلُّوا عَلَى مَوْتَاكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ».

۱۵۲۲- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اپنے فوت ہونے والوں کا جنازہ رات کو بھی پڑھو اور دن کو بھی۔''

فائدہ: حدیث (۱۵۱۹) میں جو مکروہ اوقات ذکر ہوئے ہیں ان کے علاوہ کسی بھی وقت نماز جنازہ ادا کی

١٥٢١ـ [ضعيف] * إبراهيم بن يزيد الخوزي المكي متروك الحديث (تقريب)، وفيه علة أخرى، وله طرق ضعيفة عند ابن الجوزي في العلل المتناهية: ٢/ ٤٢٧، ح: ١٥١٩، ١٥٢٠ وغيره، وراجع للدفن بالليل معاني الآثار للطحاوي: ١/ ٥١٣، ٥١٥ وغيره، وحديث مسلم: (٩٤٣) يغني عنه.

١٥٢٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ٣٦ بإسناد صحيح عن يحيى بن إسحاق السيلحيني أنبأ ابن لهيعة عن أبي الزبير به، وزاد في الأخير: "أربع تكبيرات سواء" انظر، ح: ٣٣٠ لعلته * وأبوالزبير تقدم، ح: ٣٩٥، وعنعن، إن صح السند إليه، يحيى بن إسحاق من قدماء أصحاب ابن لهيعة كما في تهذيب التهذيب: ٢/ ٣٦١، انظر ترجمة حفص بن هاشم.

جاسکتی ہے لیکن رات کو جنازہ پڑھنے میں حاضری کم ہوگی۔ بہت سے مسلمانوں کو اطلاع نہیں ہو سکے گی یا اطلاع کے باوجود ان کو حاضر ہونے میں مشقت ہوگی' اس لیے بہتر ہے کہ ایسے وقت جنازہ پڑھا جائے جب زیادہ سے زیادہ لوگ شریک ہوسکیں۔ یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے' تاہم دوسرے دلائل سے ثابت ہے کہ مکروہ اوقات کے علاوہ ہر وقت نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے۔

(المعجم ٣١) - **بَابٌ فِي الصَّلَاةِ عَلَى أَهْلِ الْقِبْلَةِ** (التحفة ٣١)

باب:٣١- اہل قبلہ کی نماز جنازہ ادا کرنا

١٥٢٣ - حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللهِ ابْنُ أُبَيٍّ، جَاءَ ابْنُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ أَعْطِنِي قَمِيصَكَ أُكَفِّنْهُ فِيهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «آذِنُونِي بِهِ» فَلَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ قَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: مَا ذَاكَ لَكَ. فَصَلَّى عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «أَنَا بَيْنَ خِيرَتَيْنِ: ﴿ٱسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ﴾». [التوبة: ٨٠] فَأَنْزَلَ اللهُ سُبْحَانَهُ: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰٓ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِۦٓ﴾. [التوبة: ٨٤]

١٥٢٣- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب عبداللہ بن اُبَي مرا تو اس کے بیٹے نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے اپنی قمیص عنایت فرمایئے' میں اس (قمیص) میں اسے کفناؤں گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اس (کا جنازہ تیار ہونے) کی اطلاع دینا۔'' جب نبی ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ آپ کے لائق نہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: مجھے دو چیزوں میں سے ایک کے انتخاب کا اختیار ہے (کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:) ﴿اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ﴾ ''آپ ان کے لیے بخشش مانگیں یا نہ مانگیں (برابر ہے۔'') تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ أَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ﴾ ''(اے نبی!) ان میں سے جو مر جائے آپ اس کی نماز (جنازہ) ہرگز نہ پڑھیں اور نہ کبھی اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔''

١٥٢٣ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب الكفن في القميص الذي يكف أو لا يكف، ح: ١٢٦٩ من حديث يحيى ابن سعيد به وغيره، ومسلم، صفات المنافقين، باب صفات المنافقين وأحكامهم، ح: ٢٧٧٤ من حديث عبيدالله بن عمر به.

[قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ : فِي هَذَا الْحَدِيثِ مِنَ الْفِقْهِ أَنَّ الْقِيَامَ عَلَى الْقَبْرِ بِرٌّ لِلْحَيِّ]

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ کسی زندہ شخص کا قبر پر کھڑے ہونا (اور میت کے لیے دعا کرنا) نیکی ہے۔

فوائد و مسائل: ① عبداللہ بن اُبی منافقوں کا سردار تھا جو زندگی بھر مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتا رہا اور مسلمان کہلانے کے باوجود رسول اللہ ﷺ کو مختلف انداز سے تکلیفیں پہنچاتا رہا لیکن اس کا بیٹا سچا مسلمان تھا' اس کا نام بھی عبداللہ تھا۔ ② رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ کی دلجوئی کے لیے ان کے منافق باپ عبداللہ بن ابی کو پہنانے کے لیے اپنی قمیص عطا فرمائی۔ ③ کفن کے کپڑے بن سلے ہوتے ہیں لیکن اگر کوئی خاص صورت حال پیش آ جائے تو سلا ہوا کپڑا بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ ④ رسول اللہ ﷺ کو معلوم تھا کہ اس منافق کی بخشش نہیں ہوگی اس کے باوجود نبی ﷺ نے اس کے لیے دعا کرنے کا ارادہ فرمایا کیونکہ اللہ سے دعا کرنا ایک نیکی ہے' اس کے لیے قبولیت شرط نہیں۔ ⑤ نفاق ایک قلبی کیفیت ہے جسے اللہ ہی جانتا ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ نے نہیں بتایا رسول اللہ ﷺ کو بھی یقینی علم حاصل نہیں ہوا۔ جیسے کہ ارشاد ہے: ﴿وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ﴾ (التوبة:١٠١) ''مدینہ والوں میں سے کچھ ایسے (منافق) ہیں جو نفاق پر اڑے ہوئے ہیں۔ آپ ان کو نہیں جانتے' ہم انھیں جانتے ہیں۔'' بعد میں نبی اکرم ﷺ کو بتا دیا گیا اور حکم دیا گیا کہ ان کی نماز جنازہ نہ پڑھیں۔ ⑥ ہم ظاہر کے مطابق عمل کے مکلّف ہیں جو شخص لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ کا اقرار کرتا ہے' اسے مسلمان سمجھا جائے گا جب تک وہ کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے اس کا کافر ہونا ظاہر ہو جائے' اس لیے جب تک کسی کا کفر ثابت نہ ہو جائے اس کے مرنے پر اس کا جنازہ پڑھا جائے گا' اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا' اس کے مسلمان رشتہ دار اس کے وارث ہوں گے جب کہ غیر مسلم یا مرتد کے احکام اس کے برعکس ہوں گے۔ ⑦ اگر دل میں ایمان نہ ہو تو کسی برکت والی چیز کا کوئی فائدہ نہیں' اس لیے ظاہری اشیاء سے برکت حاصل کرنے کی کوشش کے بجائے دل کی اصلاح ضروری ہے۔ ⑧ جس کا کفر معلوم ہو' اس کے حق میں دعائے مغفرت جائز نہیں' مثلاً: کوئی عیسائی' ہندو یا قادیانی ہمسایہ یا رشتہ دار ہو تو اس کی وفات پر جس طرح اس کا جنازہ نہیں پڑھا جاتا' اس کے حق میں دعا کرنا بھی درست نہیں۔ دیکھیے: (التوبة: ١١٣)

١٥٢٤- حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ خَالِدٍ الْوَاسِطِيُّ، وَ سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ. قَالَا :

۱۵۲۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: مدینہ میں منافقوں کا سردار (عبداللہ بن ابی)

١٥٢٤ـ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ١١ لعلته، والحديث صحيح، انظر الحديث السابق.

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مُجَالِدٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: مَاتَ رَأْسُ الْمُنَافِقِينَ بِالْمَدِينَةِ. وَأَوْصَى أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ. وَأَنْ يُكَفِّنَهُ فِي قَمِيصِهِ. فَصَلَّى عَلَيْهِ وَكَفَّنَهُ فِي قَمِيصِهِ وَقَامَ عَلَى قَبْرِهِ. فَأَنْزَلَ اللهُ: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰٓ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِۦٓ﴾.

مرگیا۔ اس نے (مرنے سے پہلے) وصیت کی کہ نبی ﷺ اس کی نمازِ جنازہ پڑھائیں اور اپنی قمیص مبارک کا کفن پہنائیں' چنانچہ نبی ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی' اپنی قمیص میں اسے کفنایا اور اس کی قبر پر (اس کے حق میں دعا کرنے کے لیے) کھڑے ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ﴾ (التوبة:۸۴) ''(اے نبی!) ان میں سے جو مرجائے آپ ہرگز اس کی نماز (جنازہ) نہ پڑھیں اور نہ (کبھی) اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔''

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف اور معناً صحیح قرار دیا ہے۔ جبکہ دیگر محققین نے اس کی بابت لکھا ہے کہ اس روایت میں وصیت کا تذکرہ منکر ہے اس کے علاوہ باقی حدیث صحیح ہے جیسا کہ گزشتہ حدیث میں بھی اس کا تذکرہ ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن ابن ماجه للدكتور بشار عواد' حديث:۱۵۲۴' وأحكام الجنائز' ص:۱۲۰)

١٥٢٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ نَبْهَانَ: حَدَّثَنَا عُتْبَةُ بْنُ يَقْظَانَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الأَسْقَعِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صَلُّوا عَلَى كُلِّ مَيِّتٍ. وَجَاهِدُوا مَعَ كُلِّ أَمِيرٍ».

۱۵۲۵- حضرت واثلہ بن اسقع ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر میت کا جنازہ پڑھو اور ہر امیر کی قیادت میں جہاد کرو۔''

١٥٢٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ

۱۵۲۶- حضرت جابر بن سمرہ ؓ سے روایت ہے

١٥٢٥ـ [إسناده موضوع] انظر، ح: ٧٥٠ لعلته.

١٥٢٦ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب ترك الصلاة على القاتل نفسه، ح: ٩٧٨، والترمذي، ح: ١٠٦٨ وغيرهما من طرق عن سماك به مختصرًا، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

زُرَارَةَ: حَدَّثَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ رَجُلاً مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ جُرِحَ، فَآذَتْهُ الْجِرَاحَةُ. فَدَبَّ إِلَى مَشَاقِصَ، فَذَبَحَ بِهَا نَفْسَهُ. فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ. قَالَ: وَكَانَ ذٰلِكَ مِنْهُ أَدَباً.

کہ نبی ﷺ کے ساتھیوں میں سے ایک صاحب زخمی ہو گئے۔ انھیں زخم سے تکلیف ہوئی' وہ رینگ کر تیر کے پھل تک پہنچا' اور اس کے ذریعے سے اپنے آپ کو ذبح کر لیا۔ نبی ﷺ نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے تنبیہ کے طور پر ایسا کیا۔

فوائد ومسائل: ① خودکشی کبیرہ گناہ ہے۔ ② کبیرہ گناہ کے مرتکب کا جنازہ پڑھانے سے اگر معزز اور عالم لوگ اجتناب کریں تو اس سے دوسروں کو عبرت ہوگی اور وہ اس گناہ سے بچنے کی کوشش کریں گے لیکن عوام کو ایسے شخص کا جنازہ پڑھنا چاہیے بغیر جنازہ پڑھے دفن نہ کیا جائے۔ ③ ایسے موقع پر امام کو حالات کا جائزہ لے کر فیصلہ کرنا چاہیے اگر اس کے انکار سے غیر مطلوب نتائج برآمد ہونے کا خطرہ ہو اور فائدے سے نقصان بڑھ جانے کا اندیشہ ہو تو جنازہ پڑھانے سے انکار نہ کیا جائے۔ دوسرے موقع پر مناسب انداز سے نصیحت کی جائے۔

(المعجم ٣٢) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ (التحفة ٣٢)

باب: ۳۲- قبر پر نماز جنازہ پڑھنے کا بیان

١٥٢٧ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ كَانَتْ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ. فَفَقَدَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَسَأَلَ عَنْهَا بَعْدَ أَيَّامٍ. فَقِيلَ لَهُ: إِنَّهَا مَاتَتْ. قَالَ: «فَهَلَّا آذَنْتُمُونِي» فَأَتَى قَبْرَهَا، فَصَلَّى عَلَيْهَا.

۱۵۲۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سیاہ فام خاتون مسجد کی صفائی کیا کرتی تھیں' وہ رسول اللہ ﷺ کو نظر نہ آئیں تو چند دن بعد ان کے متعلق دریافت فرمایا۔ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ وہ فوت ہو گئی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تم نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی؟'' پھر نبی ﷺ ان کی قبر پر تشریف لے گئے اور نماز جنازہ ادا کی۔

فوائد ومسائل: ① خدام کی خبر گیری اور ان کے حالات معلوم کرنا اخلاقی فرض ہے۔ ② چند دن بعد غالباً

١٥٢٧ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب كنس المسجد والتقاط الخرق والقذى والعيدان، ح: ٤٥٨ وغيره، ومسلم، الجنائز، باب الصلاة على القبر، ح: ٩٥٦ من حديث حماد بن زيد به.

اس لیے دریافت فرمایا کہ اس سے پہلے یہ خیال ہوسکتا ہے کہ کسی کام سے یا کسی رشتہ دار کو ملنے چلی گئی ہوگی یا معمولی بیماری یا مصروفیت کی وجہ سے مسجد کی صفائی کے لیے نہیں آسکی۔ ③ جو شخص کسی وجہ سے نماز جنازہ میں شریک نہ ہوسکا ہو وہ قبر پر جا کر نماز جنازہ ادا کرسکتا ہے اس کی کیفیت وہی ہوگی' جیسے میت چارپائی پر سامنے رکھ کر جنازہ پڑھا جاتا ہے۔ ④ نماز جنازہ کی مذکورہ بالا صورت کے سوا کوئی بھی نماز قبرستان میں ادا کرنا حرام ہے۔ ارشاد نبوی ہے: ''ساری زمین مسجد (عبادت کی جگہ) ہے۔ سوائے قبرستان اور حمام کے۔'' (سنن أبي دواد' الصلاة' باب في المواضع التي لاتجوز فيها الصلاة' حديث:٤٩٢' وجامع الترمذي' الصلاة' باب ماجاء أن الأرض كلها مسجد إلاالمقبرة والحمام' حديث:٣١٧) نیز ارشاد نبوی ہے: ''قبروں کی طرف رخ کر کے نماز نہ پڑھو نہ ان پر بیٹھو۔'' (صحيح مسلم' الجنائز' باب النهي عن الجلوس على القبر والصلاة عليه' حديث:٩٧٢) ⑤ سنن بیہقی میں اس خاتون کا نام ام محجن رضی اللہ عنہا مذکور ہے۔ دیکھیے: (سنن الکبریٰ للبیهقي:٤/٤٨)

١٥٢٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ يَزِيدَ ابْنِ ثَابِتٍ، وَكَانَ أَكْبَرَ مِنْ زَيْدٍ. قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ. فَلَمَّا وَرَدَ الْبَقِيعَ فَإِذَا هُوَ بِقَبْرٍ جَدِيدٍ. فَسَأَلَ عَنْهُ. فَقَالُوا: فُلاَنَةُ. قَالَ فَعَرَفَهَا وَقَالَ: «أَلَا آذَنْتُمُونِي بِهَا» قَالُوا: كُنْتَ قَائِلاً صَائِماً. فَكَرِهْنَا أَنْ نُؤْذِيَكَ. قَالَ: «فَلاَ تَفْعَلُوا. لاَ أَعْرِفَنَّ مَا مَاتَ مِنْكُمْ مَيِّتٌ، مَا كُنْتُ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ، إِلَّا آذَنْتُمُونِي بِهِ. فَإِنَّ صَلاَتِي عَلَيْهِ لَهُ رَحْمَةٌ» ثُمَّ أَتَى الْقَبْرَ، فَصَفَفْنَا خَلْفَهُ، فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعاً.

١٥٢٨- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی حضرت یزید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ باہر گئے جب آپ ﷺ بقیع (کے قبرستان) میں پہنچے تو آپ کو ایک نئی قبر نظر آئی' نبی ﷺ نے اس کے بارے میں دریافت فرمایا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: فلاں خاتون ہے (یہ ان کی قبر ہے۔) آپ نے اسے پہچان لیا۔ فرمایا: ''تم نے مجھے اس کی (وفات کی) اطلاع کیوں نہ دی؟'' انھوں نے کہا: آپ دوپہر کو آرام فرما رہے تھے اور آپ روزے سے تھے تو ہمیں یہ بات اچھی نہ لگی کہ آپ کو تکلیف دیں۔ آپ نے فرمایا: ''یوں نہ کیا کرو۔ مجھے (تم سے دوبارہ ایسے عمل کی) ہرگز خبر نہ ملے۔ جب تک میں تمھارے درمیان (زندہ) موجود ہوں' تم میں سے جو

١٥٢٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه النسائي: ٤/ ٨٤، ٨٥، الجنائز، باب الصلاة على القبر، ح: ٢٠٢٤ من حديث عثمان بن حكيم أبي سهل به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ٧٥٩ـ٧٦١.

کوئی بھی فوت ہو، مجھے ضرور اطلاع کیا کرو کیونکہ میری دعا ان کے لیے رحمت کا باعث ہے۔'' پھر آپ ﷺ قبر پر تشریف لے گئے، ہم نے آپ کے پیچھے صف بنالی اور آپ نے اس پر چار تکبیریں کہیں۔

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ اپنے تمام صحابہ کی خبر گیری فرماتے تھے اگرچہ کوئی بظاہر معمولی حیثیت کا حامل ہو۔ لیڈر اور سربراہ کا اپنے کارکنوں سے اس طرح کا تعلق ہونا چاہیے۔ ② صحابۂ کرام ؓ نے رسول اللہ ﷺ کے آرام کا خیال کیا اور تکلیف دینا مناسب نہ سمجھا۔ چھوٹوں کو بزرگوں کا اسی طرح خیال رکھنا چاہیے۔ ③ قبر پر جنازہ پڑھنے کا وہی طریقہ ہے جو دفن سے پہلے میت کا جنازہ پڑھنے کا ہے۔

١٥٢٩ - حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ ابْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ مَاتَتْ وَلَمْ يُؤْذَنْ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ. فَأُخْبِرَ بِذَٰلِكَ. فَقَالَ: «هَلَّا آذَنْتُمُونِي بِهَا» ثُمَّ قَالَ لِأَصْحَابِهِ: «صُفُّوا عَلَيْهَا» فَصَلَّى عَلَيْهَا.

١٥٢٩- حضرت عبداللہ بن عامر ؓ اپنے والد حضرت عامر بن ربیعہ ؓ سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے فرمایا: ایک سیاہ فام خاتون کی وفات ہوگئی۔ نبی ﷺ کو اس کی اطلاع نہ دی گئی۔ (بعد میں) آپ ﷺ کو اس (کی وفات) کا علم ہوا تو فرمایا: ''تم نے مجھے اس کی وفات کی اطلاع کیوں نہ دی؟'' پھر آپ نے صحابۂ کرام ؓ سے فرمایا: ''اس (کی نماز جنازہ) کے لیے صفیں بناؤ۔'' تب آپ نے اس کا جنازہ پڑھا۔

١٥٣٠ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَاتَ رَجُلٌ. وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَعُودُهُ. فَدَفَنُوهُ بِاللَّيْلِ. فَلَمَّا أَصْبَحَ

١٥٣٠- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ایک آدمی فوت ہوگیا۔ (وفات سے پہلے بیماری کے ایام میں) رسول اللہ ﷺ اس کی عیادت کیا کرتے تھے۔ صحابۂ کرام نے اسے رات ہی کو دفن کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو انھوں نے رسول اللہ

١٥٢٩- [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٤٤ عن قتيبة بن سعيد عن الدراوردي به، وحسنه البوصيري.

١٥٣٠- أخرجه البخاري، الجنائز، باب الإذن بالجنازة، ح: ١٢٤٧ من حديث أبي معاوية، ومسلم، الجنائز، باب الصلاة على القبر، ح: ٩٥٤ من حديث الشيباني به.

أَعْلَمُوهُ. فَقَالَ: «مَا مَنَعَكُمْ أَنْ تُعْلِمُونِي؟» قَالُوا: كَانَ اللَّيْلُ. وَكَانَتِ الظُّلْمَةُ. فَكَرِهْنَا أَنْ نَشُقَّ عَلَيْكَ. فَأَتَى قَبْرَهُ، فَصَلَّى عَلَيْهِ.

ﷺ کو بتایا۔ آپ نے فرمایا: ''مجھے خبر کرنے میں تمھیں کیا مانع تھا؟'' انھوں نے کہا: رات کا وقت تھا اور اندھیرا بھی تھا تو ہم نے آپ کو تکلیف دینا پسند نہ کیا۔ آپ ﷺ نے اس شخص کی قبر پر جا کر نماز جنازہ ادا کی۔

١٥٣١ - حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى. قَالَا: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى عَلَى قَبْرٍ بَعْدَمَا قُبِرَ.

۱۵۳۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک قبر پر میت کی تدفین کے بعد نمازِ جنازہ پڑھی۔

١٥٣٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا مِهْرَانُ بْنُ أَبِي عُمَرَ، عَنْ أَبِي سِنَانٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى عَلَى مَيِّتٍ بَعْدَمَا دُفِنَ.

۱۵۳۲- حضرت سلیمان بن بریدہ رحمہ اللہ اپنے والد حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے ایک میت کا جنازہ اس کے دفن کیے جانے کے بعد ادا کیا۔

١٥٣٣ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ شُرَحْبِيلَ، عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: كَانَتْ سَوْدَاءُ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ. فَتُوُفِّيَتْ لَيْلًا. فَلَمَّا أَصْبَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أُخْبِرَ بِمَوْتِهَا. فَقَالَ: «أَلَا آذَنْتُمُونِي بِهَا؟» فَخَرَجَ بِأَصْحَابِهِ، فَوَقَفَ عَلَى قَبْرِهَا، فَكَبَّرَ عَلَيْهَا وَالنَّاسُ مِنْ

۱۵۳۳- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سیاہ فام خاتون مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی۔ ایک رات وہ فوت ہوگئی۔ صبح کو رسول اللہ ﷺ کو اس کی وفات کی اطلاع دی گئی۔ آپ نے فرمایا: ''تم نے مجھے (اس وقت) کیوں نہ اس کی وفات کی اطلاع دی؟'' پھر آپ صحابہ کو ساتھ لے کر نکلے اور اس کی قبر پر جا کھڑے ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اور آپ کے پیچھے تمام لوگوں نے اس پر (نماز جنازہ کی) تکبیریں کہیں اور اس

١٥٣١ـ أخرجه مسلم، الجنائز، الباب السابق، ح: ٩٥٥، انظر الحديث السابق من حديث غندر به.

١٥٣٢ـ [صحيح] وحسنه البوصيري ﷺ محمد بن حميد حافظ ضعيف، وكان ابن معين حسن الرأي فيه(تقريب)، وشيخه متكلم فيه، فالسند ضعيف، والحديث السابق شاهد له، وبه صح الحديث.

١٥٣٣ـ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٣٣٠ لعلته.

خَلْفِهِ، وَدَعَا لَهَا، ثُمَّ انْصَرَفَ.

کے لیے دعائیں کیں (نماز جنازہ پڑھی)، پھر واپس آ گئے۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین اس کی بابت لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت سنداً تو ضعیف ہے لیکن متناً و معناً صحیح ہے۔ دکتور بشار عواد مزید لکھتے ہیں کہ اس حدیث کا متن صحیح ہے کیونکہ صحیح روایات، مثلاً: صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ اور صحیح ابن حبان سے اس کی تائید ہوتی ہے، نیز سنن ابن ماجہ (حدیث: ۱۵۲۸) میں بھی یہی مسئلہ بیان ہوا ہے جسے ہمارے فاضل محقق نے صحیح قرار دیا ہے، لہٰذا مذکورہ روایت سنداً تو ضعیف ہے لیکن متناً صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن ابن ماجه، للدكتور بشار عواد، حديث: ۱۵۳۳، و صحيح ابن ماجه للألباني، رقم: ۱۲۵۳)

(المعجم ٣٣) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى النَّجَاشِيِّ (التحفة ٣٣)

باب: ۳۳- حضرت نجاشی رحمہ اللہ کی نماز جنازہ کا بیان

١٥٣٤ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ النَّجَاشِيَّ قَدْ مَاتَ» فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ إِلَى الْبَقِيعِ. فَصَفَّنَا خَلْفَهُ. وَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ.

۱۵۳۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نجاشی فوت ہو گیا ہے۔'' (اس کے بعد) رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھی بقیع میں تشریف لے گئے۔ آپ نے اپنے پیچھے ہماری صفیں بنائیں' رسول اللہ ﷺ (خود) آگے بڑھے اور چار تکبیریں کہیں۔

فوائد و مسائل: ① حضرت نجاشی رحمہ اللہ حبشہ کے بادشاہ تھے' ان کا نام اصحمہ تھا۔ (صحيح البخاري، مناقب الأنصار، باب موت النجاشي، حديث: ۳۸۷۹) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے نجاشی رحمہ اللہ کی وفات ۸ یا ۹ ہجری لکھی ہے اور فرمایا ہے کہ اکثر علماء کے نزدیک ان کی وفات ۹ ہجری میں ہوئی ہے۔ دیکھیے: (فتح الباري: ۲۳۰/۷، حديث: ۳۸۷۷) ② مذکورہ حدیث سے غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے کا جواز معلوم ہوتا ہے' تاہم یہ مسئلہ آج تک علماء کے مابین مختلف فیہ چلا آ رہا ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ ہر ایک میت کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے حتی کہ بعض نے تو یہاں تک کہا ہے کہ آدمی کو چاہیے کہ ہر شام کو نماز جنازہ پڑھے اور نیت یہ کرے کہ ہر اس

١٥٣٤ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب الصفوف على الجنازة، ح: ١٣١٨ من حديث معمر، ومسلم، الجنائز، باب في التكبير على الجنازة، ح: ٩٥١ من حديث الزهري به مطولاً ومختصرًا.

مسلمان کی نماز جنازہ ہے جو آج روئے زمین پر فوت ہوا ہے۔ کچھ اہل علم کا کہنا ہے کہ ہر ایک کی غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں' صرف اس شخص کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی جائے جس کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ اور شیخ ابن عثیمین رحمہما اللہ نے اسی قول کو راجح قرار دیا ہے جبکہ ایک تیسرے گروہ کا کہنا ہے کہ ہر اس شخص کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی جائے جس نے علم نافع وغیرہ کی صورت میں مسلمانوں پر احسان کیا ہو' تاہم اس مسئلہ کی بابت ہمارے نزدیک راجح اور اقرب الی الصواب بات درج ذیل باتوں کو ملحوظ رکھنا ہے:

- فوت ہونے والا اچھی شہرت اور سیاسی' مذہبی اور علمی حیثیت کا حامل ہو۔ ہر چھوٹے بڑے کی نماز جنازہ غائبانہ طور پر پڑھنا غیر مسنون ہے۔
- غائبانہ نماز جنازہ کی ادائیگی میں سیاسی یا مالی مفادات وابستہ نہ ہوں' صرف اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی مطلوب ہو۔
- اس کے لیے اعلانات کرنا' اشتہارات اور بینر وغیرہ لگانا' مخصوص علمائے کرام یا مذہبی و سیاسی قائدین سے نماز جنازہ پڑھوانا' نیز انتظار اور اسی قسم کے دیگر ذرائع ابلاغ کو استعمال کرنا' جیسا کہ آج کل ہمارے ہاں یہ وبا عام ہے' شرعی طور پر محل نظر ہے' لہٰذا اس کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے۔
- غائبانہ نماز جنازہ کے موقع پر تقاریر یا خطابات کا بھی قطعاً اہتمام نہ ہو' ایسا کرنا رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں۔ بصورت دیگر فوت ہونے والے شخص کے لیے صرف دعا کرنا ہی زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ اسے اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھا جائے۔ واللہ أعلم بالصواب. ③ غائبانہ نماز جنازہ کا طریقہ وہی ہے جو میت سامنے ہونے کی صورت میں ہے۔

١٥٣٥- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ ؛ح: وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، جَمِيعاً عَنْ يُونُسَ، عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَخَاكُمُ النَّجَاشِيَّ قَدْ مَاتَ، فَصَلُّوا عَلَيْهِ» قَالَ فَقَامَ فَصَلَّيْنَا

١٥٣٥- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمھارا بھائی نجاشی فوت ہو گیا ہے' اس کا جنازہ پڑھ لو۔'' صحابی بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور ہم نے آپ کی اقتدا میں نماز (جنازہ) ادا کی۔ میں دوسری صف میں تھا۔ آپ نے دو صفیں بنا کر اس کا جنازہ پڑھایا۔

١٥٣٥ـ أخرجه مسلم، الجنائز، الباب السابق، ح: ٩٥٣ من حديث أيوب عن أبي قلابة به.

خَلْفَهُ. وَإِنِّي لَفِي الصَّفِّ الثَّانِي. فَصَلَّى عَلَيْهِ صَفَّيْنِ.

١٥٣٦ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ حُمْرَانَ بْنِ أَعْيَنَ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنْ مُجَمِّعِ بْنِ جَارِيَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَخَاكُمُ النَّجَاشِيَّ قَدْ مَاتَ. فَقُومُوا فَصَلُّوا عَلَيْهِ» فَصَفَفْنَا خَلْفَهُ صَفَّيْنِ.

۱۵۳۶- حضرت مجمع بن جاریہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمھارا بھائی نجاشی فوت ہوگیا ہے۔ اٹھو اس کا جنازہ پڑھ لو۔'' تو ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے دو صفیں بنالیں۔

١٥٣٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنِ الْمُثَنَّى ابْنِ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ بِهِمْ فَقَالَ: «صَلُّوا عَلَى أَخٍ لَكُمْ مَاتَ بِغَيْرِ أَرْضِكُمْ» قَالُوا: مَنْ هُوَ؟ قَالَ: «النَّجَاشِيُّ».

۱۵۳۷- حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر نکلے اور فرمایا: ''اپنے ایک بھائی کا جنازہ پڑھو جو تمھارے علاقے سے باہر فوت ہوگیا ہے۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: وہ کون ہے؟ فرمایا: ''نجاشی۔''

١٥٣٨ - حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَبُو السَّكَنِ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى عَلَى النَّجَاشِيِّ، فَكَبَّرَ أَرْبَعًا.

۱۵۳۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے نجاشی رحمہ اللہ کا جنازہ پڑھا تو چار تکبیریں کہیں۔

١٥٣٦- [صحيح] أخرجه ابن أبي شيبة: ٣/ ٣٦٢ وغيره * حمران ضعيف، رمي بالرفض (تقريب)، وفيه علة أخرى، والحديث السابق شاهد له.

١٥٣٧- [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٧ من حديث المثنى به، وتابعه جماعة * قتادة مدلس، وتقدم، ح: ١٧٥، ولم أجد تصريح سماعه، ولحديثه شواهد، انظر، ح: ١٥٣٤، ١٥٣٥.

١٥٣٨- [إسناده صحيح] انفرد به ابن ماجه.

(المعجم ٣٤) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ مَنْ صَلَّى عَلَى جِنَازَةٍ وَمَنِ انْتَظَرَ دَفْنَهَا** (التحفة ٣٤)

باب: ۳۴- نماز جنازہ کی ادائیگی اور میت کے دفن تک ٹھہرنے والے کا ثواب

١٥٣٩ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَلَّى عَلَى جِنَازَةٍ فَلَهُ قِيرَاطٌ. وَمَنِ انْتَظَرَ حَتَّى يُفْرَغَ مِنْهَا فَلَهُ قِيرَاطَانِ» قَالُوا: وَمَا الْقِيرَاطَانِ؟ قَالَ: «مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ».

۱۵۳۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جنازے کی نماز پڑھی اس کے لیے ایک قیراط ثواب ہے اور جس نے انتظار کیا حتی کہ اس (کے دفن) سے فراغت ہو جائے' اس کے لیے دو قیراط ثواب ہے۔'' صحابہ نے کہا: دو قیراط کیسے ہوتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''دو پہاڑوں کے برابر۔''

فوائد و مسائل: ① جس طرح مسلمان کا جنازہ پڑھنا فرض ہے' اسی طرح اسے دفن کرنا بھی ضروری ہے ان دونوں کاموں کے لیے عام مسلمانوں کے تعاون کی ضرورت ہے' لہٰذا جس طرح ثواب کی نیت سے نماز جنازہ میں شرکت کی کوشش کی جاتی ہے اسی طرح قبر کھودنے' میت کو دفن کرنے اور قبر کو برابر کرنے میں بھی زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ② جس طرح نماز جنازہ میں میت کے لیے دعا کی جاتی ہے' اسی طرح دفن کے بعد بھی اس کی ثابت قدمی کے لیے اور سوالوں کے جواب کی توفیق کے لیے دعا کی جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ جب میت کو دفن کر کے فارغ ہوتے تو قبر کے پاس کھڑے ہو کر فرماتے: ''اپنے بھائی کے حق میں دعائے مغفرت کرو اور اس کے لیے ثابت قدمی کی دعا کرو کیونکہ اس سے اب سوال ہو رہا ہے۔'' (سنن أبي داود' الجنائز' باب الاستغفار عندالقبر للميت في وقت الانصراف ' حديث:۳۲۲۱) ③ قیراط قدیم دور کا ایک سکہ اور ایک وزن ہے۔ علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ نے قیراط کو دینار کا بیسواں یا چوبیسواں حصہ قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (النهاية. مادہ قرط) علامہ وحید الزماں رحمہ اللہ نے قیراط کا وزن درہم کا بارھواں حصہ بتلایا ہے جس کا اندازہ دورتی بیان فرمایا ہے۔ آج کل گرام کے پانچویں حصے (۲۰۰ ملی گرام) کو قیراط یا کیرٹ کہتے ہیں۔ حدیث میں اس سے مراد ثواب کی ایک خاص مقدار ہے جو پہاڑ کے برابر ہے۔ ایک روایت میں ''احد پہاڑ کے برابر'' کے الفاظ بھی وارد ہیں۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه حديث:۱۵۴۰) ④ شاگرد کو چاہیے کہ اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو استاد سے پوچھ لے اور استاد کو بھی دوبارہ وضاحت کرنے میں تامل نہیں کرنا چاہیے۔

١٥٣٩ـ أخرجه البخاري، ح:(٤٧، ١٣٢٥)، النسخة الهندية: ١/ ١٧٧، وتحفة الأشراف: ١٠/ ٤٨، ومسلم، الجنائز، باب فضل الصلاة على الجنازة واتباعها، ح: ٩٤٥ من حديث معمر به.

١٥٤٠ - حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ: حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَلّٰى عَلٰى جِنَازَةٍ فَلَهُ قِيرَاطٌ. وَمَنْ شَهِدَ دَفْنَهَا فَلَهُ قِيرَاطَانِ» قَالَ: فَسُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْقِيرَاطِ؟ فَقَالَ: «مِثْلُ أُحُدٍ».

۱۵۴۰- حضرت ثوبان ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جنازے کی نماز پڑھی اس کے لیے ایک قیراط (ثواب) ہے اور جو اس کے دفن تک حاضر رہا اس کے لیے دو قیراط (ثواب) ہے۔'' نبی ﷺ سے قیراط کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''احد (پہاڑ) کے برابر۔''

١٥٤١ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِيُّ، عَنْ حَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَلّٰى عَلٰى جِنَازَةٍ فَلَهُ قِيرَاطٌ. وَمَنْ شَهِدَهَا حَتّٰى تُدْفَنَ فَلَهُ قِيرَاطَانِ. وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ الْقِيرَاطُ أَعْظَمُ مِنْ أُحُدٍ هٰذَا».

۱۵۴۱- حضرت ابی بن کعب ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جنازے کی نماز پڑھی' اس کے لیے ایک قیراط (ثواب) ہے اور جو حاضر رہا حتی کہ (میت کو) دفن کیا جائے' اس کے لیے (ثواب کے) دو قیراط ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے' (ثواب کا) قیراط اس اُحد سے بھی بڑا ہے۔''

(المعجم ٣٥) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِيَامِ لِلْجِنَازَةِ (التحفة ٣٥)

باب: ۳۵- جنازہ آتا دیکھ کر کھڑے ہونا

١٥٤٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ،

۱۵۴۲- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے حضرت عامر بن ربیعہ ؓ سے روایت بیان کی کہ نبی ﷺ نے

١٥٤٠ـ أخرجه مسلم، الجنائز، الباب السابق، ح: ٩٤٦، انظر الحديث السابق من حديث قتادة به، وله شواهد، انظر الحديث السابق.

١٥٤١ـ [صحيح] وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ٤٩٦، ١١٢٩ لعلته.

١٥٤٢ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب القيام للجنازة، ح: ١٣٠٧، ١٣٠٨، ومسلم، الجنائز، باب القيام للجنازة، ح: ٩٥٨ من حديث الليث وسفيان به.

عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ؛ ح: وَحَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، سَمِعَهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الْجِنَازَةَ فَقُومُوا لَهَا حَتَّى تُخَلِّفَكُمْ أَوْ تُوضَعَ».

فرمایا: ''جب تم جنازہ دیکھو تو اس کے لیے کھڑے ہو جاؤ حتی کہ وہ آگے گزر جائے یا (زمین پر) رکھ دیا جائے۔''

فوائد و مسائل: ① جب کوئی شخص راستے میں بیٹھا ہو اور جنازہ آجائے تو اسے چاہیے کہ کھڑا ہو جائے۔ جب جنازہ گزر جائے تو بیٹھ جائے۔ ② حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس عمل کو منسوخ قرار دیا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ بعض اوقات کھڑے نہیں ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی یہی فرمایا ہے: (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۱۵۴۴) لیکن ان دونوں احادیث کو اس طرح بھی جمع کیا جا سکتا ہے کہ کھڑا ہونا واجب قرار نہ دیا جائے بلکہ اسے مستحب (بہتر) کہا جائے۔ ③ جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونے میں کیا حکمت ہے؟ حدیث میں اس کے دو اسباب ذکر ہوئے ہیں۔ ایک یہ کہ موت ایک ایسی چیز ہے جس کی وجہ سے انسان غمگین اور پریشان ہوتا ہے اور آخرت کی یاد سے دل پر خوف طاری ہوتا ہے' اس کے اظہار کے لیے جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونا چاہیے۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۱۵۴۳) دوسری وجہ ان فرشتوں کا احترام ہے جو جنازے کے ساتھ ہوتے ہیں۔ سنن نسائی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی کا جنازہ گزرا تو نبی ﷺ کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ''میں فرشتوں کی وجہ سے کھڑا ہوا ہوں۔'' (سنن النسائي، الجنائز، باب الرخصة في ترك القيام، حديث: ۱۹۳۱) ④ جو لوگ جنازے کے ساتھ ہوں وہ اس وقت تک نہ بیٹھیں جب تک چارپائی زمین پر نہ رکھ دی جائے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ۔ جو اس (جنازے) کے ساتھ جائے وہ نہ بیٹھے حتی کہ (چارپائی کو زمین پر) رکھ دیا جائے۔'' (صحیح البخاري، الجنائز، باب من تبع جنازة فلا يقعد حتى توضع عن مناكب الرجال فإن قعد أمر بالقيام، حديث: ۱۳۱۰)

١٥٤٣ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ. قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مُرَّ عَلَى

۱۵۴۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپ کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ''کھڑے ہو جاؤ' موت کی ایک گھبراہٹ (اور پریشانی) ہوتی ہے۔''

١٥٤٣ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٨٧ من حديث محمد بن عمرو به، وصححه البوصيري.

النَّبِيِّ ﷺ بِجَنَازَةٍ. فَقَامَ، وقَالَ: «قُومُوا. فَإِنَّ لِلْمَوْتِ فَزَعاً».

١٥٤٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ مَسْعُودِ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِجِنَازَةٍ، فَقُمْنَا. حَتَّى جَلَسَ، فَجَلَسْنَا.

۱۵۴۴- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جنازہ دیکھ کر کھڑے ہوئے تو ہم بھی کھڑے ہو گئے پھر رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے تو ہم بھی بیٹھ گئے۔

فائدہ: اس حدیث سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونا منسوخ ہے لیکن یہ اس صورت میں ہے جب [قَامَ] اور [قُمْنَا] کے لفظ میں استمرار (ایک کام بار بار کرنے) کا مفہوم سمجھا جائے اور یوں ترجمہ کیا جائے: ''نبی ﷺ جنازہ دیکھ کر کھڑے ہوتے تھے تو ہم بھی کھڑے ہوتے تھے پھر نبی علیہ السلام بیٹھنے لگے تو ہم نے بھی بیٹھنا شروع کر دیا۔'' لیکن اس کا ایک دوسرا ترجمہ بھی ہو سکتا ہے یعنی [قَامَ] اور [قُمْنَا] سے ایک دفعہ کا واقعہ سمجھا جائے تو مطلب یہ ہوگا: ''رسول اللہ ﷺ جنازہ دیکھ کر کھڑے ہوئے تو ہم بھی کھڑے ہو گئے حتی کہ نبی ﷺ بیٹھ گئے تو ہم بھی بیٹھ گئے۔'' یعنی جب تک نبی ﷺ کھڑے رہے ہم بھی کھڑے رہے جب جنازہ گزر گیا تو نبی ﷺ بیٹھ گئے تب ہم بھی بیٹھ گئے اس صورت میں کھڑا ہونا منسوخ نہیں سمجھا جائے گا۔

١٥٤٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَعُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسٰى: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ رَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا اتَّبَعَ جِنَازَةً، لَمْ يَقْعُدْ حَتَّى تُوضَعَ فِي اللَّحْدِ. فَعَرَضَ لَهُ

۱۵۴۵- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب کسی جنازے کے ساتھ جاتے تو میت کو قبر میں رکھے جانے تک نہ بیٹھتے (ایک بار) نبی ﷺ کو ایک یہودی عالم ملا اس نے کہا: اے محمد! ہم بھی اسی طرح کرتے ہیں۔ تب رسول اللہ ﷺ بیٹھنے لگے اور فرمایا: ''ان کی مخالفت کرو۔''

١٥٤٤ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب نسخ القيام للجنازة، ح: ٩٦٢ من حديث شعبة به.

١٥٤٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب القيام للجنازة، ح: ٣١٧٦ من حديث أبي الأسباط بشر ابن رافع به، وقال الترمذي، ح: ١٠٢٠ "غريب وبشر بن رافع ليس بالقوي في الحديث" * وعبدالله بن سليمان ضعيف، وأبوه منكر الحديث (تقريب)، وللحديث شواهد ضعيفة.

حَبْرٌ فَقَالَ: هٰكَذَا نَصْنَعُ يَا مُحَمَّدُ فَجَلَسَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَالَ: «خَالِفُوهُمْ».

فوائد ومسائل: ① اس سے واضح ہوتا ہے کہ میت کی تدفین تک کھڑے رہنا منسوخ ہے بلکہ جب میت کی چارپائی زمین پر رکھ دی جائے تو ساتھ آنے والے بیٹھ سکتے ہیں۔ ② غیر مسلموں سے امتیاز قائم کرنا اسلام کا ایک اہم اصول ہے۔ شریعت میں اس اصول کا لحاظ عبادات میں بھی رکھا گیا ہے اور دوسرے روزمرہ معاملات میں بھی' لہٰذا عیسائیوں کا بڑا دن' نیا سال (یکم جنوری کو خوشی منانا) اور ہندوؤں کی بسنت' ہولی اور دیوالی' شادی غمی کی رسمیں' مثلاً: غم کے موقع پر سیاہ لباس پہننا یا بیوہ کی دوسری شادی کو معیوب سمجھنا یا شادی کے موقع پر دولہا کا دلہن کی رشتہ دار عورتوں سے بلاتکلف ملنا اور آپس میں ہنسی مذاق کرنا اور اس طرح کے دیگر معاملات اسلام کی تعلیمات کے خلاف ہونے کی وجہ سے اور غیر مسلموں کے رواج ہونے کی وجہ سے حرام ہیں جن سے پرہیز انتہائی ضروری ہے۔ ③ مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ یہی روایت سنن ابی داود (حدیث: ٣١٧٦) میں بھی مروی ہے وہاں پر بھی ہمارے شیخ نے اس کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے لیکن مزید لکھا ہے کہ صحیح مسلم کی روایت: (٩٦٢) اس سے کفایت کرتی ہے' لہٰذا مسئلہ اسی طرح ہے کہ بعض محققین کے نزدیک میت کو دیکھ کر کھڑا ہونا منسوخ ہے اور بعض کے نزدیک کھڑا ہونا مستحب ہے' صرف وجوب منسوخ ہے۔ واللہ أعلم۔

(المعجم ٣٦) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا يُقَالُ إِذَا دَخَلَ الْمَقَابِرَ (التحفة ٣٦)

باب: ٣٦- قبرستان میں جا کر کیا کہے؟

١٥٤٦- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَقَدْتُهُ تَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ فَإِذَا هُوَ بِالْبَقِيعِ. فَقَالَ: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ. أَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَإِنَّا بِكُمْ لَاحِقُونَ. اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُمْ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُمْ».

١٥٤٦- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک رات نبی ﷺ مجھے (بستر پر) نظر نہ آئے۔ دیکھا تو آپ بقیع (قبرستان) میں تھے۔ (وہاں) آپ نے فرمایا: [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ' دَارَقَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ' أَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ' وَإِنَّا بِكُمْ لَاحِقُونَ۔ اَللّٰهُمَّ لَاتَحْرِمْنَا أَجْرَهُمْ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُمْ] ''اے مومن لوگوں کی بستی والو! تم پر سلامتی ہو' تم ہمارے پیش رو ہو اور ہم بھی تم سے آملنے والے ہیں۔ اے اللہ!

١٥٤٦_ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٧١ من حديث شريك به، انظر، ح: ٩٠٧ لعلته، والحديث الآتي يغني عنه.

ہمیں ان (پر صبر) کے ثواب سے محروم نہ رکھنا اور ان (کی وفات) کے بعد ہمیں آزمائش میں مبتلا نہ کرنا۔"

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس روایت سے آئندہ آنے والی روایت کفایت کرتی ہے' غالباً اسی وجہ سے دیگر محققین نے مذکورہ روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ الحاصل مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن دیگر روایات کی وجہ سے معناً صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:٤٠/ ٤٨٦، ٤٨٧ وصحيح ابن ماجه، رقم:١٢٦٦) ② قبروں کی زیارت مسنون ہے تاکہ موت یاد آئے اور دنیا سے بے رغبتی پیدا ہو کر آخرت کی طرف توجہ ہو جائے۔ ③ قبروں کی زیارت جس طرح دن کے وقت کی جا سکتی ہے' رات کو بھی جائز ہے۔ ④ قبروں کی زیارت کا مقصد فوت ہونے والوں کے لیے دعا ہے' فوت شدگان سے کچھ مانگنا جائز نہیں کیونکہ وہ لوگ نہ ہماری باتیں سنتے ہیں' نہ ہماری درخواست قبول کر سکتے ہیں۔ ⑤ السلام علیکم کہنے سے انھیں سنانا مقصود نہیں بلکہ ان کے لیے دعا اور ان کے حال سے عبرت حاصل کرنا مقصود ہے کہ جس طرح یہ لوگ کل ہمارے ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے' آج قبروں میں پڑے ہیں۔ ہم پر بھی عنقریب وہ وقت آنے والا ہے جب ہم اسی طرح دفن ہو جائیں گے اور دوسروں کی دعاؤں کے محتاج ہوں گے۔ ⑥ دعا کا آخری جملہ نماز جنازہ کی دعاؤں میں شامل ہے۔ وہاں پڑھنا درست ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه، حديث:١٤٩٨)

١٥٤٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادِ بْنِ آدَمَ: حَدَّثَنَا [أَبُو] أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعَلِّمُهُمْ إِذَا خَرَجُوا إِلَى الْمَقَابِرِ. كَانَ قَائِلُهُمْ يَقُولُ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ. نَسْأَلُ اللهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ.

۱۵۴۷- حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ صحابۂ کرام ؓ کو سکھایا کرتے تھے کہ وہ جب قبرستان میں جائیں (تو یہ دعا پڑھیں' چنانچہ) ان میں سے جو شخص (قبرستان میں جا کر) دعا کرتا' وہ یوں کہتا: [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ' أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ' وَإِنَّا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ۔ نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ] "تم پر سلامتی ہو' اے مومنوں اور مسلمانوں کی بستی والو! ہم بھی ان شاء اللہ تم سے آ ملنے والے ہیں۔

١٥٤٧ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب ما يقال عند دخول القبور والدعاء لأهلها، ح: ٩٧٥ من حديث أبي أحمد محمد بن عبدالله به.

ہم اللہ سے اپنے لیے اور تمھارے لیے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① اگر ہم اپنے کسی عزیز یا بزرگ کی قبر کی زیارت کے لیے جائیں یا مسلمانوں کے قبرستان میں جائیں تو ہمیں چاہیے کہ ان مسنون الفاظ کے ساتھ ان کے حق میں دعائے خیر کریں۔ ② فاتحہ پڑھ کر ثواب پہنچانا سنت سے ثابت نہیں' لہٰذا ایسے اعمال سے اجتناب بہتر ہے۔

(المعجم ٣٧) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجُلُوسِ فِي الْمَقَابِرِ** (التحفة ٣٧)

باب: ۳۷- قبرستان میں بیٹھنا

١٥٤٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ خَبَّابٍ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ زَاذَانَ، عَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي جِنَازَةٍ. فَقَعَدَ حِيَالَ الْقِبْلَةِ.

۱۵۴۸- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازے میں گئے تو آپ ﷺ قبلہ رو ہو کر بیٹھ گئے۔

فوائد ومسائل: ① قبر پر پاؤں رکھ کر گزرنا منع ہے اور کسی قبر پر مجاور بن کر بیٹھنا بھی منع ہے لیکن قبروں کے درمیان کسی ضرورت کے تحت بیٹھنا جائز ہے' مثلاً: قبر ابھی تیار نہ ہوئی ہو تو انتظار میں بیٹھ جانا درست ہے۔ ② نماز کے علاوہ بھی قبلے کی طرف منہ کر کے بیٹھنا بہتر ہے۔

١٥٤٩ - حَدَّثَنَا أَبُوكُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُوخَالِدٍ الأَحْمَرُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ زَاذَانَ، عَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي جِنَازَةٍ. فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ. فَجَلَسَ وَجَلَسْنَا، كَأَنَّ عَلَى رُؤُوسِنَا الطَّيْرَ.

۱۵۴۹- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم ایک جنازے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گئے۔ ہم قبر تک پہنچے تو آپ ﷺ بیٹھ گئے اور ہم بھی (بڑی خاموشی سے) بیٹھ گئے' گویا ہمارے سروں پر پرندے ہیں۔

١٥٤٨ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب كيف يجلس عند القبر، ح: ٣٢١٢ من حديث المنهال به، أخرجه مطولاً، ح: ٤٧٥٣، ٤٧٥٤، وصححه البيهقي في إثبات عذاب القبر، وشعب الإيمان * يونس لم ينفرد به.

١٥٤٩ـ [حسن] انظر الحديث السابق.

فوائد ومسائل: ① صحابۂ کرام ؓ نبی اکرم ﷺ کا انتہائی احترام کرتے تھے' اس لیے آپ کی موجودگی میں بلاضرورت بات نہیں کرتے تھے۔ ② قبرستان میں فضول باتیں کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ③ سروں پر پرندے ہونے کا مطلب بہت زیادہ خاموشی سے بیٹھنا ہے' جیسے اگر کسی کے سر پر پرندہ بیٹھ جائے اور وہ اسے پکڑنا چاہتا ہو تو خاموش ہو کر بیٹھتا ہے اور غیر محسوس طریقے سے حرکت کرتا ہے تاکہ پرندہ اڑ نہ جائے۔

(المعجم ٣٨) - بَابُ مَا جَاءَ فِي إِدْخَالِ الْمَيِّتِ الْقَبْرَ (التحفة ٣٨)

باب:۳۸- میت کو قبر میں اتارنے کا بیان

١٥٥٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدثَنَا لَيْثُ ابْنُ أَبِي سُلَيْمٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ: حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أُدْخِلَ الْمَيِّتُ الْقَبْرَ، قَالَ: «بِسْمِ اللهِ. وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُولِ اللهِ». وَقَالَ أَبُو خَالِدٍ مَرَّةً: إِذَا وُضِعَ الْمَيِّتُ فِي لَحْدِهِ قَالَ: «بِسْمِ اللهِ. وَعَلٰى سُنَّةِ رَسُولِ اللهِ». وَقَالَ هِشَامٌ فِي حَدِيثِهِ: «بِسْمِ اللهِ. وَفِي سَبِيلِ اللهِ. وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُولِ اللهِ».

۱۵۵۰- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب میت کو قبر میں داخل کیا جاتا تو نبی ﷺ فرماتے تھے: [بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ] ''اللہ کے نام سے اور اس کے رسول کی ملت پر۔'' راویٔ حدیث ابو خالد نے ایک روایت میں یہ الفاظ بیان کیے ہیں: جب میت کو لحد میں رکھا جاتا تو آپ فرماتے: [بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى سُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ] ''اللہ کے نام سے اور اس کے رسول کے طریقے کے مطابق۔'' اور راویٔ حدیث ہشام نے اپنی روایت میں یوں بیان کیا: [بِسْمِ اللّٰهِ وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ' وَ عَلٰى مِلَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ] ''اللہ کے نام سے' اللہ کی راہ میں اور اللہ کے رسول کی ملت پر۔''

١٥٥٠ـ[صحيح] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء ما يقول إذا أدخل الميت القبر، ح:١٠٤٦ عن عبدالله بن سعيد الأشج به، وقال: "حسن غريب"، وفيه حجاج بن أرطاة، وقد تقدم، ح:٤٩٦، ١١٢٩، والطريق الأول فيه الليث بن أبي سليم، وتقدم، ح:٢٠٨، فالسند ضعيف، وله شواهد عند أبي داود، ح:٣٢١٣ وغيره، وأخرج الحاكم: ١/٣٦٦ بإسناد صحيح عن البياضي رضي الله عنه عن رسول الله ﷺ قال: "إذا وضع الميت في قبره فليقل الذين يضعونه حين يوضع في اللحد: باسم الله وبالله وعلى ملة رسول الله ﷺ"، وأخرج الحاكم وغيره بإسناد صحيح عن ابن عمر "أنه كان إذا وضع الميت في قبره (وفي رواية: وضع ميتًا في قبره/ هق) قال: بسم الله وعلى سنة رسول الله"، وفي رواية: وعلى ملة رسول الله ﷺ (هق)، وأخرج البيهقي: ٤/٥٦ بإسناد قوي عن علي رضي الله عنه أدخل ميتًا في قبره فقال: "اللهم عبدك وابن عبدك، نزل بك وأنت خير منزول به، ولا نعلم به إلا خيرًا، وأنت أعلم به كان يشهد أن لا إله إلا الله وأن محمدًا رسول الله ﷺ فاغفر له ذنبه ووسع له في مدخله".

فائدہ: جب میت کو قبر میں اتارا جائے تو اتارنے والوں کو چاہیے کہ مذکورہ بالا دعا پڑھیں۔

١٥٥١- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّقَاشِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْخَطَّابِ: حَدَّثَنَا مِنْدَلُ بْنُ عَلِيٍّ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ دَاوُدَ ابْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: سَلَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ سَعْداً وَرَشَّ عَلَى قَبْرِهِ مَاءً.

١٥٥١- حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو سر کی طرف سے قبر میں اتارا اور ان کی قبر پر پانی چھڑکا۔

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم اس مسئلہ کی بابت ایک روایت سنن ابی داود میں مروی ہے جسے محققین نے صحیح قرار دیا ہے۔ اس میں ہے کہ حارث اعور نے وصیت کی کہ حضرت عبداللہ بن یزید خطمی رضی اللہ عنہ ان کی نماز جنازہ پڑھائیں چنانچہ انھوں نے جنازہ پڑھایا پھر انھیں پائینتی کی طرف سے قبر میں اتارا اور فرمایا یہ سنت ہے۔ (سنن أبي داود، الجنائز، باب كيف يدخل الميت قبره، حديث:٣٢١١) اسے امام بیہقی، شیخ البانی اور شیخ علی زئی نے صحیح قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں صحابی کا کسی عمل کو سنت کہنے سے رسول اللہ ﷺ کی سنت مراد ہوتی ہے اور اسے اصطلاحاً مرفوع حکمی کہتے ہیں نیز پانی چھڑکنے کا ذکر ہمیں کسی صحیح حدیث سے نہیں مل سکا۔ واللہ أعلم۔

١٥٥٢- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ. عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُخِذَ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ، وَاسْتُقْبِلَ اسْتِقْبَالاً.

١٥٥٢- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے جسم مبارک کو قبلے کی طرف سے لیا گیا اور اٹھا کر قبر میں داخل کر دیے گئے۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم میت کو قبر میں داخل کرنے کا صحیح طریقہ وہی ہے جو گزشتہ حدیث کے فوائد میں مذکور ہے۔ باقی رہا میت کا چہرہ اور جسم قبلہ کی طرف کرنا تو اس کی بابت علمائے کرام یہی لکھتے ہیں کہ یہ عمل کسی صحیح حدیث سے تو ثابت نہیں ہے البتہ چہرہ قبلے کی طرف کر دیا جائے تو بہتر ہے۔ امام ابن حزم رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے لے کر آج تک مسلمانوں کا اسی پر عمل

١٥٥١_ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ١٢٤٧ لضعف مندل وشيخه.

١٥٥٢_ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٣٧ لعلته، وفيه علة أخرى.

ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (المحلی لابن حزم: ۱۷۳/۵، و أحکام الجنائز، ص: ۱۹۲) ② حدیث کے الفاظ [واستل استلالا] کی بابت علمائے محققین لکھتے ہیں ان الفاظ کی کوئی اصل نہیں ہے کیونکہ امام مزی نے تحفۃ الاشراف اور امام بوصیری نے مصباح الزجاجہ میں ان کو ذکر نہیں کیا بلکہ ان الفاظ کی بجائے [واستقبل استقبالا] کا ذکر کیا ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه للدکتور بشار عواد، حدیث: ۱۵۵۲)

١٥٥٣- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ [الْكَلْبِيُّ]: حَدَّثَنَا إِدْرِيسُ الأَوْدِيُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: حَضَرْتُ ابْنَ عُمَرَ فِي جِنَازَةٍ. فَلَمَّا وَضَعَهَا فِي اللَّحْدِ قَالَ: بِسْمِ اللهِ. وَفِي سَبِيلِ اللهِ. وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُولِ اللهِ. فَلَمَّا أُخِذَ فِي تَسْوِيَةِ اللَّبِنِ عَلَى اللَّحْدِ قَالَ: اللّٰهُمَّ أَجِرْهَا مِنَ الشَّيْطَانِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. اللّٰهُمَّ جَافِ الأَرْضَ عَنْ جَنْبَيْهَا، وَصَعِّدْ رُوحَهَا، وَلَقِّهَا مِنْكَ رِضْوَانًا. قُلْتُ: يَا ابْنَ عُمَرَ أَشَيْءٌ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَمْ قُلْتَهُ بِرَأْيِكَ؟ قَالَ: إِنِّي إِذًا لَقَادِرٌ عَلَى الْقَوْلِ. بَلْ شَيْءٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۱۵۵۳- حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں ایک جنازے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ حاضر تھا۔ جب انھوں نے میت کو قبر میں رکھا تو فرمایا: [بِسْمِ اللّٰهِ وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَ عَلٰى مِلَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ] ''اللہ کے نام سے اللہ کی راہ میں اور اللہ کے رسول ﷺ کی ملت پر۔'' جب لحد پر کچی اینٹیں لگانا شروع کی گئیں تو فرمایا: [اَللّٰهُمَّ أَجِرْهَا مِنَ الشَّيْطَانِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔ اَللّٰهُمَّ جَافِ الْأَرْضَ عَنْ جَنْبَيْهَا، وَصَعِّدْ رُوحَهَا، وَلَقِّهَا مِنْكَ رِضْوَانًا] ''اے اللہ! اسے شیطان سے اور قبر کے عذاب سے پناہ دے، اے اللہ! اس کے پہلوؤں سے (قبر کی) زمین کو دور رکھ، اس کی روح کو بلند کر اور اسے اپنی خوشنودی نصیب فرما۔'' (سعید بن مسیب نے فرمایا) میں نے کہا: ابن عمر! کیا آپ نے یہ چیز رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے یا اپنی رائے سے یہ الفاظ کہے ہیں؟ انھوں نے کہا: تب تو میں باتیں بنانے پر قادر ہوں، (نہیں) بلکہ یہ چیز میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔

(المعجم ٣٩) - بَابُ مَا جَاءَ فِي اسْتِحْبَابِ اللَّحْدِ (التحفة ٣٩)

باب: ۳۹- بغلی قبر (لحد) بنانا مستحب ہے

١٥٥٣- [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ٥٥ من طريق ابن عدي، عن هشام به، قال البوصيري: "في إسناده حماد بن عبدالرحمٰن وهو متفق على تضعيفه" * وشيخه إدريس بن صبيح مجهول، (تقريب).

١٥٥٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا حَكَّامُ بْنُ سَلْمٍ الرَّازِيُّ. قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ عَبْدِ الأَعْلَى يَذْكُرُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اللَّحْدُ لَنَا، وَالشَّقُّ لِغَيْرِنَا».

۱۵۵۴- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لحد (بغلی قبر) ہمارے لیے ہے اور شق (صندوقی قبر) ہمارے سوا دوسروں کے لیے ہے۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین اسے صحیح قرار دیتے ہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ لحد بنانا مستحب ہے کیونکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے اتفاق سے رسول اللہ ﷺ کے لیے لحد ہی کھودی گئی تھی۔ دیکھیے: (صحيح مسلم بشرح النووي' كتاب الجنائز' باب في اللحد و نصب اللبن على الميت: ۷/ ۴۸' ۴۹' حدیث: ۹۶۶) لہٰذا جہاں لحد (بغلی قبر) بن سکتی ہو وہاں لحد بنانا مستحب اور افضل ہے' البتہ شق (صندوقی قبر) بنانا بھی جائز ہے جیسا کہ آئندہ آنے والی احادیث میں اس کی صراحت ہے۔ واللہ أعلم۔ ② لحد' یعنی بغلی قبر سے مراد یہ ہے کہ پہلے گڑھا کھودا جائے' پھر اس میں ایک طرف میت کے لیے جگہ بنا کر اس میں میت کو رکھا جائے اور شق کا مطلب یہ ہے کہ بڑا گڑھا کھود کر اس کے درمیان میں میت کے لیے نسبتاً چھوٹا گڑھا کھودا جائے۔ ③ دونوں طرح قبر بنانا جائز ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دونوں طریقوں پر عمل ہوتا تھا جیسے کہ آئندہ حدیث سے ظاہر ہے۔ ④ شق (صندوقی قبر) دوسروں کے لیے ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ہمارے لیے جائز نہیں۔ غالباً اس کا مطلب یہ ہے کہ غیر مسلموں میں زیادہ شق (صندوقی قبر) کا رواج ہے اور مسلمان زیادہ تر لحد (بغلی قبر) بناتے ہیں۔ واللہ أعلم۔

١٥٥٥ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى السُّدِّيُّ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي الْيَقْظَانِ، عَنْ زَاذَانَ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اللَّحْدُ لَنَا، وَالشَّقُّ لِغَيْرِنَا».

۱۵۵۵- حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بغلی قبر ہمارے لیے ہے اور صندوقی قبر دوسروں کے لیے۔''

١٥٥٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب في اللحد، ح:٣٢٠٨ من حديث حكام به، وحسنه الترمذي، ح:١٠٤٥ * عبدالأعلى الثعلبي ضعيف، قال الهيثمي: في المجمع، ح:١٤٧٨ "والأكثر على تضعيفه"، وله شواهد كلها ضعيفة، والله أعلم.

١٥٥٥ـ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري، انظر، ح:١٥٦ لعلته.

فائدہ: یہ روایت معناً صحیح ہے' بلکہ بعض حضرات کے نزدیک سنداً بھی صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے گزشتہ حدیث کے فوائد ملاحظہ ہوں۔

١٥٥٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ الزُّهْرِيُّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدٍ أَنَّهُ قَالَ: إِلْحَدُوا لِي لَحْداً، وَانْصِبُوا عَلَيَّ اللَّبِنَ نَصْبًا، كَمَا فُعِلَ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ.

١٥٥٦- حضرت عامر بن سعد اپنے والد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' انھوں نے فرمایا: میرے لیے لحد تیار کرنا اور مجھ پر کچی اینٹیں لگانا جس طرح رسول اللہ ﷺ کے لیے کیا گیا تھا۔

فائدہ: بغلی (لحد والی) قبر کو بند کرنے کے لیے اینٹیں وغیرہ استعمال کی جاتی ہیں لیکن پکی اینٹ کے استعمال سے اجتناب کرنا چاہیے' قبر کو کچی اینٹوں سے بند کرنا چاہیے۔

(المعجم ٤٠) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّقِّ (التحفة ٤٠)

باب: ۴۰- صندوقی (شق والی) قبر کا بیان

١٥٥٧- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنَا مُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ كَانَ بِالْمَدِينَةِ رَجُلٌ يَلْحَدُ وَآخَرُ يَضْرَحُ. فَقَالُوا: نَسْتَخِيرُ رَبَّنَا وَنَبْعَثُ إِلَيْهِمَا. فَأَيُّهُمَا سُبِقَ تَرَكْنَاهُ. فَأُرْسِلَ إِلَيْهِمَا. فَسَبَقَ صَاحِبُ اللَّحْدِ. فَلَحَدُوا لِلنَّبِيِّ ﷺ.

١٥٥٧- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب نبی ﷺ فوت ہوئے' اس وقت مدینے میں ایک آدمی لحد والی قبر بنایا کرتا تھا اور ایک آدمی سیدھی (شق والی) قبر بناتا تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: ہم اپنے رب سے استخارہ کرتے ہیں (بہتر چیز کی دعا کرتے ہیں) اور دونوں کو بلا بھیجتے ہیں جو پیچھے رہ گیا' اسے چھوڑ دیں گے۔ (اور جو پہلے آ گیا' وہ اپنے طریقے پر قبر تیار کر دے گا) چنانچہ ان دونوں کو پیغام بھیجا گیا تو لحد بنانے والا پہلے آ گیا' چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ کے لیے بغلی قبر تیار کروائی۔

١٥٥٦ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب في اللحد، ونصب اللبن على الميت، ح: ٩٦٦ من حديث عبدالله بن جعفر به.

١٥٥٧ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ١٣٩ عن أبي النضر هاشم بن القاسم به، وصححه البوصيري، وقال: "مبارك ابن فضالة وثقه الجمهور، وصرح بالتحديث فزال تهمة تدليسه"، ولكنه متهم بتدليس التسوية، راجع التقريب، ولم أجد تصريح سماع حميد فيه، والحديث الآتي شاهد له.

فوائد و مسائل: ① صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم دونوں طرح قبر بنانا جائز سمجھتے تھے' اس لیے دونوں کو بلایا گیا اور یہ دونوں حضرات رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بھی فوت ہونے والوں کے لیے اپنے اپنے طریقے سے قبر تیار کرتے تھے۔ اگر ان میں سے کوئی طریقہ شرعاً ممنوع ہوتا تو رسول اللہ ﷺ منع فرما دیتے' مثلاً صندوقی (شق والی) قبر بنانے والے کو حکم دے دیتے کہ وہ آئندہ بغلی (لحد والی) قبر بنایا کرے۔ ② بغلی قبر افضل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے لیے اسی انداز کی قبر پسند فرمائی ہے۔

١٥٥٨ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ شَبَّةَ بْنِ عُبَيْدَةَ ابْنِ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ طُفَيْلٍ الْمُقْرِئُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ الْقُرَشِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا مَاتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اخْتَلَفُوا فِي اللَّحْدِ وَالشَّقِّ. حَتّٰى تَكَلَّمُوا فِي ذٰلِكَ. وَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمْ. فَقَالَ عُمَرُ: لَا تَصْخَبُوا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَيًّا وَلَا مَيِّتًا. أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا. فَأَرْسَلُوا إِلَى الشَّقَّاقِ وَاللَّاحِدِ جَمِيعاً. فَجَاءَ اللَّاحِدُ، فَلَحَدَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ. ثُمَّ دُفِنَ ﷺ.

١٥٥٨- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو صحابہ رضی اللہ عنہم میں بغلی (لحد والی) یا سیدھی (شق والی) قبر کے بارے میں اختلاف ہوگیا۔ انھوں نے اس بارے میں بحث کی حتی کہ ان کی آوازیں بلند ہوگئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے پاس زور سے نہ بولو' خواہ آپ زندہ ہوں یا فوت ہو چکے ہوں' یا ایسے ہی دیگر الفاظ فرمائے' چنانچہ انھوں نے سیدھی (شق والی) قبر بنانے والے اور بغلی (لحد والی) قبر بنانے والے دونوں کو بلا بھیجا۔ بغلی (لحد والی) قبر بنانے والا (پہلے) آ گیا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے لیے بغلی (لحد والی) قبر تیار کی' پھر رسول اللہ ﷺ کو دفن کر دیا گیا۔

فوائد و مسائل: ① صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے بحث مباحثہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی نظر میں دونوں طریقے درست تھے۔ قابل غور مسئلہ صرف یہ تھا کہ نبی ﷺ کی قبر مبارک کے لیے کون سا طریقہ اختیار کیا جائے۔ ② جب کسی معاملہ میں دونوں پہلو قریب قریب برابر ہوں تو ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیے جس پر فریقین رضا مند ہو جائیں اور اختلاف ختم ہو جائے۔ ③ رسول اللہ ﷺ کے احترام کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے پاس زور

١٥٥٨ـ [حسن] وصححه البوصيري * عبيد بن طفيل مجهول وشيخه ضعيف (تقريب)، وأخرج الترمذي، حديثا آخر في وفاة النبي ﷺ، ح: ١٠١٨ من طريق آخر عن عبدالرحمٰن بن أبي بكر عن ابن أبي مليكة به، وضعف عبدالرحمٰن هٰذا، وروى محمد بن سهل التميمي بإسناد صحيح، عن عائشة قالت: كان بالمدينة حفارًا فلما مات النبي ﷺ قالوا: أين ندفنه؟ فقال أبوبكر: في المكان الذي مات فيه، وكان أحدهما يلحد والآخر يشق، فجاء الذي يلحد فلحد للنبي ﷺ، رواه ابن أبي الدنيا عنه، وأرسله مالك عن هشام عن أبيه به، (البداية والنهاية: ٥/ ٢٥٢)، وللحديث شواهد أخرى.

سے نہ بولا جائے۔ یہ احترام وفات کے بعد بھی قائم ہے' لہٰذا قبر مبارک کے قریب بلند آواز سے بات چیت یا بحث وتکرار سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ⑥ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر وعمر ؓ کی قبریں مسجد نبوی سے باہر حضرت عائشہ ؓ کی رہائش گاہ میں بنائی گئی تھیں۔ بعد میں جب مسجد نبوی کی توسیع ہوئی تو امہات المومنین ؓ کے حجرے بھی مسجد میں شامل ہو گئے۔ اب مسجد کے احترام کا تقاضا بھی یہی ہے کہ وہاں بلند آواز سے بات چیت نہ کی جائے' لہٰذا قبر نبوی (علی صاحبها الصلاة والسلام) کی زیارت کرنے والوں کو بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ وہاں بلند آواز سے صلاۃ وسلام وغیرہ نہ پڑھیں بلکہ زیارت قبور کی مسنون دعائیں ہلکی آواز سے پڑھیں۔

(المعجم ٤١) - بَابُ مَا جَاءَ فِي حَفْرِ الْقَبْرِ (التحفة ٤١)

باب:۴۱- قبر کھودنا

١٥٥٩ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ الْأَدْرَعِ السُّلَمِيِّ قَالَ: جِئْتُ لَيْلَةً أَحْرُسُ النَّبِيَّ ﷺ. فَإِذَا رَجُلٌ قِرَاءَتُهُ عَالِيَةٌ. فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ هٰذَا مُرَاءٍ. قَالَ فَمَاتَ بِالْمَدِينَةِ. فَفَرَغُوا مِنْ جِهَازِهِ. فَحَمَلُوا نَعْشَهُ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «ارْفُقُوا بِهِ، رَفَقَ اللهُ بِهِ. إِنَّهُ كَانَ يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ». قَالَ وَحَفَرَ حُفْرَتَهُ فَقَالَ: «أَوْسِعُوا لَهُ. أَوْسَعَ اللهُ عَلَيْهِ» فَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِهِ: يَا رَسُولَ اللهِ لَقَدْ حَزِنْتَ عَلَيْهِ. فَقَالَ: «أَجَلْ. إِنَّهُ كَانَ يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ».

۱۵۵۹- حضرت ادرع سلمی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں ایک رات رسول اللہ ﷺ کی پہرہ داری کی نیت سے حاضر ہوا' میں نے دیکھا کہ ایک آدمی بہت بلند آواز سے تلاوت کر رہا ہے۔ نبی ﷺ باہر تشریف لائے تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ شخص ریاکار ہے۔ (بعد میں) جب مدینہ میں وہ شخص فوت ہوا اور صحابہ ؓ اس کو تیار کرنے سے (غسل اور کفن وغیرہ سے) فارغ ہوئے اور اس کی چارپائی اٹھائی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس سے نرمی کرو' اللہ تعالیٰ اس پر نرمی کرے' یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا تھا۔'' راوی کہتے ہیں۔ آپ نے اس کی قبر تیار کروائی تو فرمایا: ''اس کی قبر کشادہ کرو' اللہ اس پر کشادگی فرمائے۔'' ایک صحابی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کو اس (کی وفات) کا بہت غم ہوا ہے۔ فرمایا:

١٥٥٩ـ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٢٥١ لعلته، وقال ابن منده: غريب لا نعرفه إلا من هٰذا الوجه، وقال الحافظ في الإصابة: ١/ ٢٦ ت: ٦٣ "فيه موسى بن عبيدة الربذي وهو ضعيف، وقد رويت القصة من طريق زيد بن أسلم من ابن الأدرع، فالله أعلم.

''ہاں' وہ اللہ سے اور اس کے رسول سے محبت رکھتا تھا۔''

١٥٦٠- حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي الدَّهْمَاءِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «احْفِرُوا وَأَوْسِعُوا وَأَحْسِنُوا».

١٥٦٠- حضرت ہشام بن عامر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(قبریں) کشادہ اور اچھی کھودو۔''

فائدہ: یہ ارشاد رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ احد کے شہیدوں کی تدفین کے موقع پر فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا تھا: ''قبریں کشادہ گہری اور اچھی کھودو اور دو دو تین تین (افراد) کو ایک قبر میں دفن کر دو اور جسے قرآن زیادہ یاد ہو اُسے آگے (قبلے کی طرف) رکھو۔'' (سنن النسائي' الجنائز' باب مايستحب من توسيع القبر' حديث: ٢٠١٣)

(المعجم ٤٢) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَلَامَةِ فِي الْقَبْرِ (التحفة ٤٢)

باب: ٤٢- قبر پر علامت رکھنے کا بیان

١٥٦١- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَيُّوبَ أَبُوهُرَيْرَةَ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ نُبَيْطٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَعْلَمَ قَبْرَ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ بِصَخْرَةٍ.

١٥٦١- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پر (اس کے سرہانے) علامت کے طور پر ایک بڑا پتھر رکھا۔

فائدہ: قبر کے سرہانے نشانی کے لیے ایک پتھر لگا دینا کافی ہے' جس سے معلوم ہو کہ یہ قبر ہے' تاکہ کوئی اس پر پاؤں رکھ کر نہ گزرے اور کسی دوسری میت کو دفن کرنے کے لیے غلطی سے اس قبر کا کچھ حصہ نہ کھل جائے۔ اس پتھر پر کچھ لکھنا یا کتبہ لگانا منع ہے جیسے کہ حدیث: (١٥٦٣) میں آ رہا ہے۔

١٥٦٠- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ما جاء في دفن الشهداء، ح: ١٧١٣، عن أزهر بن مروان به، وقال: "حسن صحيح".

١٥٦١- [حسن] وقال البوصيري: "هذا إسناد حسن، وله شاهد من حديث المطلب بن أبي وداعة، رواه أبوداود، ح: ٣٢٠٦، والله أعلم".

(المعجم ٤٣) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْبِنَاءِ عَلَى الْقُبُورِ وَتَجْصِيصِهَا وَالْكِتَابَةِ عَلَيْهَا** (التحفة ٤٣)

باب: ۴۳- قبروں پر عمارت بنانے' انھیں پختہ کرنے اور ان پر لکھنے (یا کتبہ لگانے) کی ممانعت کا بیان

١٥٦٢- حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ تَقْصِيصِ الْقُبُورِ.

۱۵۶۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو چونا گچ کرنے سے منع فرمایا۔

فائدہ: چونا گچ کرنا گزشتہ زمانے میں عمارت میں پختگی پیدا کرنے کا طریقہ تھا' آج کل اس مقصد کے لیے سیمنٹ استعمال کیا جاتا ہے۔ قبر پر صرف قبر کے گڑھے سے نکلی ہوئی مٹی ڈالنا کافی ہے' مزید مٹی ڈالنا یا قبر کو پختہ کرنا منع ہے۔ اس لحاظ سے اس پر کمرہ یا قبے وغیرہ تعمیر کرنا بالاولیٰ منع ہوگا۔

١٥٦٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُكْتَبَ عَلَى الْقَبْرِ شَيْءٌ.

۱۵۶۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ نے قبر پر کوئی چیز لکھنے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ فوت ہونے والے کا نام اور تاریخ وفات بھی نہیں لکھنی چاہیے۔ نشانی کے لیے کوئی پتھر وغیرہ رکھ دینا کافی ہے۔

١٥٦٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الرَّقَاشِيُّ: حَدَّثَنَا [وُهَيْبٌ]:

۱۵۶۴- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے قبر پر کوئی چیز تعمیر کرنے سے منع فرمایا۔

١٥٦٢ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب النهي عن تجصيص القبر والبناء عليه، ح: ٩٧٠ من حديث أيوب به باختلاف يسير في اللفظ.

١٥٦٣ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب في البناء على القبر، ح: ٣٢٢٦ من حديث حفص به، وأخرج الترمذي، ح: ١٠٥٢ من حديث محمد بن ربيعة عن ابن جريج عن أبي الزبير عن جابر قال: "نهى رسول الله ﷺ أن تجصص القبور وأن يكتب عليها وأن يبنى عليها وأن توطأ"، وقال: "حسن صحيح".

١٥٦٤ـ [صحيح] وصححه البوصيري، وقال ابن معين في القاسم بن مخيمرة: "لم يسمع أنه سمع من أحد من الصحابة" (تهذيب)، وله شاهد صحيح عند مسلم، ح: ٩٧٠ وغيره من حديث ابن جريج عن أبي الزبير عن جابر به.

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى أَنْ يُبْنٰى عَلَى الْقَبْرِ.

فائدہ: قبر پر تعمیر کرنا مطلقاً منع ہے۔ جتنی زیادہ تعمیر ہوگی اسی قدر اس ارشاد مبارک کی خلاف ورزی ہوگی اور اسی لحاظ سے تعمیر کرنے والوں کو گناہ بھی زیادہ ہوگا۔ اگر فوت ہونے والا زندگی میں اس عمل کو پسند کرتا تھا اور خواہش رکھتا تھا کہ اس کی قبر پختہ بنائی جائے یا اس پر عمارت بنائی جائے تو اسے بھی اتنا ہی گناہ ہوگا۔

(المعجم ٤٤) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي حَثْوِ التُّرَابِ فِي الْقَبْرِ** (التحفة ٤٤)

باب:۴۴- قبر پر ہاتھوں سے مٹی ڈالنے کا بیان

١٥٦٥- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ كُلْثُومٍ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلّٰى عَلٰى جِنَازَةٍ، ثُمَّ أَتٰى قَبْرَ الْمَيِّتِ. فَحَثٰى عَلَيْهِ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ ثَلَاثاً.

۱۵۶۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک میت کا جنازہ پڑھا‘ پھر اس کی قبر پر آئے اور اس کے سر کی طرف سے اس پر (مٹی کی) تین لپیں ڈالیں۔

فوائد و مسائل: ① جنازہ پڑھنے والا اگر دفن تک رکے تو اسے چاہیے کہ قبر پر کم از کم تین لپیں مٹی ڈالے۔ ② لپ سے مراد دونوں ہاتھ ملا کر مٹی ڈالنا ہے‘ جسے پنجابی میں ”بُک“ کہتے ہیں۔ ایک ہاتھ بھر کر کوئی چیز لینے کو اردو میں ”چلو“ کہتے ہیں‘ حدیث میں یہ مراد نہیں۔

(المعجم ٤٥) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْمَشْيِ عَلَى الْقُبُورِ وَالْجُلُوسِ عَلَيْهَا** (التحفة ٤٥)

باب:۴۵- قبروں پر چلنے اوران پر بیٹھنے کی ممانعت کا بیان

١٥٦٥- [إسناده حسن] أخرجه المزي في تهذيب الكمال: ١١/ ٣١٢ من حديث العباس بن الوليد به، (انظر ترجمة سلمة بن كلثوم) وزاد: "فكبر عليها اربعًا"، صححه ابن أبي داود، وقال أبوحاتم: "إنه باطل"، وصححه ابن الملقن، ح: ٨٢١.

١٥٦٦- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَأَنْ يَجْلِسَ أَحَدُكُمْ عَلٰى جَمْرَةٍ تُحْرِقُهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلٰى قَبْرٍ».

۱۵۶۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کسی کا انگارے پر بیٹھ جانا اور آگ کا اسے جلا دینا' اس کے لیے قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے۔''

١٥٦٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ سَمُرَةَ: حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ، عَنِ اللَّيْثِ ابْنِ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْيَزَنِيِّ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَأَنْ أَمْشِيَ عَلٰى جَمْرَةٍ أَوْ سَيْفٍ، أَوْ أَخْصِفَ نَعْلِي بِرِجْلِي، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَمْشِيَ عَلٰى قَبْرِ مُسْلِمٍ. وَمَا أُبَالِي أَوَسْطَ الْقُبُورِ قَضَيْتُ حَاجَتِي، أَوْ وَسَطَ السُّوقِ».

۱۵۶۷- حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان کی قبر پر چلنے کے مقابلے میں مجھے یہ بات پسند ہے کہ میں انگارے پر یا تلوار پر چلوں یا اپنا جوتا اپنی ٹانگ سے سی لوں' (اسی طرح) سر بازار قضائے حاجت کرنا اور قبروں کے درمیان قضائے حاجت کرنا میرے نزدیک برابر ہے۔''

فوائد و مسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے مذکورہ روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس کے شواہد ہیں اور یہی روایت مصنف ابن ابی شیبہ (۳/ ۳۳۸' ۳۳۹) میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے لیکن حکماً مرفوع ہے' جب کہ دیگر محققین نے مذکورہ روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإرواء للألباني' رقم: ٦٣' و سنن ابن ماجه للدكتور بشار عواد' حديث:۱۵٦۷) الحاصل مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ ② قبروں میں قضائے حاجت کرنا بہت بری حرکت ہے۔ ③ بعض علماء نے قبر پر بیٹھنے سے بھی یہی مراد لیا ہے۔ بعض نے قبر پر چڑھ کر

١٥٦٦ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب النهي عن الجلوس على القبر والصلاة عليه، ح: ٩٧١ من حديث سهيل به.

١٥٦٧ـ [إسناده ضعيف] من أجل عنعنة المحاربي، وصححه البوصيري في الزوائد، وقال المنذري: "رواه ابن ماجه بإسناد جيد" * عبدالرحمٰن بن محمد المحاربي تقدم حاله في التدليس، ح: ٦٤٩، وللحديث شواهد، وأخرجه ابن أبي شيبة: ٣/ ٣٣٨، ٣٣٩ بإسناد صحيح عن عقبة به موقوفًا، وله حكم الرفع.

بیٹھنا مراد لیا ہے جس طرح ہم کسی اونچی جگہ پر بیٹھ جاتے ہیں کیونکہ اس سے میت کی اہانت ہوتی ہے۔④ جس طرح آگ پر یا تلوار پر چلنا کوئی پسند نہیں کرتا' اسی طرح مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھنے سے انتہائی پرہیز کرنا چاہیے۔ افسوس کی بات ہے کہ آج کل مسلمان اس چیز کی بالکل پروا نہیں کرتے اور قبروں پر سے راستہ بنا لیتے ہیں۔⑤ قبروں پر بیٹھنے کا ایک مطلب مجاور بن کر بیٹھنا بھی بیان کیا گیا ہے۔ یہ کام بھی دوسرے دلائل کی روشنی میں ممنوع ہے۔⑥ حدیث کے آخری جملے کا لفظی ترجمہ یہ ہے: ''مجھے پروا نہیں کہ قبروں کے درمیان قضائے حاجت کروں یا بازار کے درمیان۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر مجھے مجبور کیا جائے کہ میں ان دو برے کاموں میں سے ایک کام ضرور کروں تو میری نظر میں دونوں کام برابر ہوں گے۔ یا یوں کہا جا سکتا ہے کہ اگر کوئی قبرستان میں قضائے حاجت کرنے سے شرم نہیں کرتا تو اسے سر بازار قضائے حاجت کرنے سے بھی شرم نہیں کرنی چاہیے۔ اگر وہ بازار میں سب کے سامنے ننگا ہو کر نہیں بیٹھ سکتا تو قبروں میں بھی اسے اتنی ہی شرم کرنا ضروری ہے۔

(المعجم ٤٦) - بَابُ مَا جَاءَ فِي خَلْعِ النَّعْلَيْنِ فِي الْمَقَابِرِ (التحفة ٤٦)

باب:٤٦- قبرستان میں جوتے اتار کر چلنا چاہیے

١٥٦٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الأَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ سُمَيْرٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ، عَنْ بَشِيرِ ابْنِ الْخَصَاصِيَّةِ قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: «يَا ابْنَ الْخَصَاصِيَّةِ مَا تَنْقِمُ عَلَى اللهِ؟ أَصْبَحْتَ تُمَاشِي رَسُولَ اللهِ» فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ مَا أَنْقِمُ عَلَى اللهِ شَيْئاً. كُلُّ خَيْرٍ قَدْ آتَانِيهِ اللهُ. فَمَرَّ عَلَى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِينَ. فَقَالَ: «أَدْرَكَ هٰؤُلَاءِ خَيْراً كَثِيراً». ثُمَّ مَرَّ عَلَى مَقَابِرِ الْمُشْرِكِينَ. فَقَالَ: «سَبَقَ هٰؤُلَاءِ

١٥٦٨- حضرت بشیر ابن خصاصیہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا کہ آپ نے فرمایا: ''اے ابن خصاصیہ! تجھے اللہ سے کیا شکوہ ہے (حالانکہ تجھے یہ مقام حاصل ہو گیا ہے کہ) تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا ہے؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اللہ تعالیٰ سے کوئی شکوہ نہیں۔ مجھے اللہ نے ہر بھلائی عنایت فرمائی ہے۔ (اسی اثناء میں) آپ مسلمانوں کی قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''انھیں بہت بھلائی مل گئی۔'' پھر مشرکوں کی قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''یہ بہت سی بھلائی سے محروم رہ گئے۔'' اچانک آپ کی نگاہ ایسے آدمی پر پڑی جو

١٥٦٨- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب المشي بين القبور في النعل، ح:٣٢٣٠ من حديث الأسود به، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي.

خَيْراً كَثِيراً» قَالَ: فَالْتَفَتَ فَرَأَى رَجُلاً يَمْشِي بَيْنَ الْمَقَابِرِ فِي نَعْلَيْهِ. فَقَالَ: «يَا صَاحِبَ السِّبْتِيَّتَيْنِ أَلْقِهِمَا».

قبروں کے درمیان جوتوں سمیت چل رہا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے جوتوں والے! انھیں اتار دے۔''

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ يَقُولُ: حَدِيثٌ جَيِّدٌ، وَرَجُلٌ ثِقَةٌ.

امام ابن ماجہ نے اپنے استاذ محمد بن بشار سے بیان کیا کہ ابن مہدی کہتے ہیں' عبداللہ بن عثمان کہا کرتے تھے یہ حدیث عمدہ ہے اور اس کا راوی خالد بن سمیر ثقہ ہے۔

فوائد ومسائل: ① قبرستان میں جوتے پہن کر چلنے کو علامہ نواب وحید الزماں خاں ؒ نے کراہت تنزیہی پر محمول کیا ہے کیونکہ دوسری صحیح حدیث میں قبر میں ہونے والے سوالات کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔ ''بندے کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی (دفن کرنے والے افراد) واپس لوٹتے ہیں حتی کہ وہ ابھی ان کے جوتوں کی آواز سن رہا ہوتا ہے کہ اس کے پاس دو فرشتے آجاتے ہیں.....'' (صحیح البخاري' الجنائز' باب المیِّتِ یَسْمَعُ خَفْقَ النِّعَالِ' حدیث:۱۳۳۸) ② مومن کے لیے موت خیر کا باعث ہے کیونکہ موت کے بعد ہی اسے اپنے نیک اعمال کی جزا اور جنت کی نعمتیں ملتی ہیں جب کہ کافر کے لیے موت اس کے برے اعمال کی سزا کی ابتدا ہے۔ ③ اللہ کی نعمتوں کا اعتراف کرنا چاہیے اور ان پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ ④ غلطی پر تنبیہ کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ غلطی کرنے والے کو براہ راست اس کی غلطی سے آگاہ کر دیا جائے اور اسے غلطی کے ازالے کا حکم دیا جائے۔ یہ اس صورت میں زیادہ مؤثر ہے جب منع کرنے والا غلطی کرنے والے کی نگاہ میں قدر ومنزلت کا حامل ہو۔ اس صورت میں اس کا احترام اور اس کی عظمت کا احساس نصیحت قبول کرنے کی ایک اہم وجہ بن جاتا ہے۔

(المعجم ٤٧) - بَابُ مَا جَاءَ فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ (التحفة ٤٧)

باب:٤٧- قبروں کی زیارت کا بیان

١٥٦٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

۱۵۶۹- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قبروں کی زیارت کیا کرو' یہ تمھیں آخرت کی یاد دہانی کراتی ہے۔''

١٥٦٩ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب استئذان النبي ﷺ ربه ـ عزوجل ـ في زيارة قبر أمه، ح: ٩٧٦ب عن أبي بكر ابن أبي شيبة وغيره به مطولاً.

قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «زُورُوا الْقُبُورَ. فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الآخِرَةَ».

فوائد ومسائل: ① قبروں کی زیارت سے مراد عام قبرستان میں جانا ہے جہاں اپنے دوستوں اور بزرگوں کی قبریں ہوں' انھیں دیکھ کر انسان کے ذہن میں یہ سوچ پیدا ہوتی ہے کہ جس طرح یہ لوگ کبھی ہمارے ساتھ تھے لیکن آج ہم سے جدا ہو چکے ہیں' اسی طرح ہم بھی ایک دن یہ دنیا چھوڑ کر رب کے دربار میں حاضر ہو جائیں گے' پھر ہمیں اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔ ② جن قبروں پر عمارتیں تعمیر کی گئی ہوں' وہاں جا کر آخرت کی یاد کا مقصد حاصل نہیں ہوتا کیونکہ توجہ دنیا کی بے ثباتی کی طرف نہیں ہوتی بلکہ عمارت کے نقش ونگار اور عمارت کی خوبصورتی اور اس کی تعمیر کا انداز انسان کی توجہ کو مشغول کر لیتے ہیں جس کی وجہ سے قبروں کی زیارت کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ ③ قبروں کی زیارت کا طریقہ یہ ہے کہ وہاں جا کر مدفون مسلمانوں کے لیے دعائے خیر کی جائے جیسے کہ گزشتہ احادیث میں بیان ہوا۔ دیکھیے (سنن ابن ماجہ' حدیث:۱۵۴۶' ۱۵۴۷)

١٥٧٠- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ : حَدَّثَنَا رَوْحٌ : حَدَّثَنَا بِسْطَامُ ابْنُ مُسْلِمٍ. قَالَ : سَمِعْتُ أَبَاالتَّيَّاحِ. قَالَ : سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَخَّصَ فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ.

۱۵۷۰- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کی اجازت دی۔

فائدہ: اجازت کا لفظ اس لیے فرمایا ہے کیونکہ نبی ؑ نے پہلے قبروں کی زیارت سے منع فرمایا تھا' بعد میں اجازت دے دی جیسے کہ اگلی حدیث میں آ رہا ہے۔

١٥٧١- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى : حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ : أَنْبَأَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ هَانِئٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ

۱۵۷۱- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے تمھیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا تو (اب) ان کی زیارت کیا کرو

١٥٧٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي : ٤/ ٧٨ من حديث بسطام به مطولاً، وصححه الذهبي في تلخيص المستدرك : ١/ ٣٧٦.

١٥٧١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي : ٤/ ٧٧، والحاكم : ١/ ٣٧٥ من حديث ابن وهب به مطولاً، وصححه البوصيري * أيوب ضعيف كما قال ابن معين، وللحديث شواهد عند مسلم وغيره إلا قوله : "فإنها تزهد في الدنيا"، وله شاهد عند البيهقي، والحاكم من حديث أنس رضي الله عنه : "فإنها ترق القلب وتدمع العين"، وهو في المسند للإمام أحمد : ٣/ ٢٥٠ من حديث يحيى بن الحارث التيمي عن عمرو بن عامر عن أنس به.

ابْنِ الْأَجْدَعِ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ، فَزُورُوهَا. فَإِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا، وَتُذَكِّرُ الْآخِرَةَ».

کیونکہ وہ دنیا سے بے رغبتی پیدا کرتی ہے اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ [فَإِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا] کے سوا باقی حدیث کے شواہد صحیح مسلم میں ہیں جیسا کہ پہلا جملہ صحیح مسلم کی حدیث میں موجود ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: ''میں نے تمھیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا تو ان کی زیارت کیا کرو اور میں نے تمھیں قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ رکھنے سے منع کیا تھا' اب جب تک چاہو رکھ سکتے ہو......الخ۔'' (صحيح مسلم' الأضاحي' باب بيان ما كان من النهي عن أكل لحوم الأضاحي بعد ثلاث في أول الإسلام و بيان نسخه و إباحته إلى متى شاء' حديث:١٩٧٧) زیارت قبور کی حکمت بھی دوسری صحیح حدیث میں وارد ہے' جیسے حدیث ۱۵۷۲ میں آ رہا ہے: ''قبروں کی زیارت کرو' یہ تمھیں موت کی یاد دلاتی ہے۔'' یہ جملہ بھی صحیح مسلم کی ایک حدیث میں وارد ہے۔ دیکھیے: (صحيح مسلم' الجنائز' باب استئذان النبي ﷺ ربه عزوجل في زيارة قبر أمه' حديث:٩٧٦) لہٰذا مذکورہ روایت [فَإِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا] جملے کے سوا شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ ② جس طرح قرآن مجید کی بعض آیات سے پہلے سے نازل شدہ بعض آیات میں مذکور حکم منسوخ ہو جاتا ہے' اسی طرح ایک حدیث سے بھی سابقہ حدیث منسوخ ہو سکتی ہے جیسے کہ اس روایت میں صراحت موجود ہے۔ ③ دنیا میں جائز طریقے سے رزق کمانا اور فخر وتکبر کے بغیر فضول خرچی نہ کرتے ہوئے اپنی ذات پر اور اہل خانہ پر خرچ کرنا جائز ہے لیکن دولت کی ہوس اور عیش وآرام میں انہماک انسان کو آخرت سے غافل کر دیتا ہے۔ دل کی اس کیفیت کا علاج کرنے کے لیے قبرستان میں جانا چاہیے تاکہ اپنی موت یاد آئے اور اگلے جہان کے لیے تیاری کرنے کی رغبت پیدا ہو۔

(المعجم ٤٨) - بَابُ مَا جَاءَ فِي زِيَارَةِ قُبُورِ الْمُشْرِكِينَ (التحفة ٤٨)

باب: ۴۸- مشرکوں کی قبروں کی زیارت کرنا

١٥٧٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

۱۵۷۲- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی' آپ خود بھی روئے اور نبی ﷺ کی کیفیت

١٥٧٢_[صحيح] تقدم، ح: ١٥٦٩.

قَالَ: زَارَ النَّبِيُّ ﷺ قَبْرَ أُمِّهِ فَبَكَى وَأَبْكَى مَنْ حَوْلَهُ. فَقَالَ: «اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي فِي أَنْ أَسْتَغْفِرَ لَهَا فَلَمْ يَأْذَنْ لِي. وَاسْتَأْذَنْتُ رَبِّي فِي أَنْ أَزُورَ قَبْرَهَا فَأَذِنَ لِي، فَزُورُوا الْقُبُورَ. فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْمَوْتَ».

دیکھ کر جو (حضرات آپ کے ہمراہ) آپ کے ارد گرد تھے وہ بھی اشک بار ہو گئے۔ تب آپ نے فرمایا: ''میں نے اپنے رب سے ان کے لیے (والدہ ماجد کے لیے) دعائے مغفرت کی اجازت طلب کی تو اس نے مجھے اجازت نہیں دی اور میں نے اپنے رب سے ان کی قبر کی زیارت کی اجازت طلب کی تو اس نے مجھے اجازت دے دی اس لیے قبروں کی زیارت کیا کرو یہ تمھیں موت کی یاد دلائے گی۔''

فوائد ومسائل: ① غیر مسلموں کے قبرستان میں جانا جائز ہے لیکن وہاں جا کر وہ دعا نہ پڑھیں جو مسلمانوں کے قبرستان میں جا کر پڑھی جاتی ہے کیونکہ غیر مسلم کے لیے دعائے مغفرت جائز نہیں۔ ② غیر مسلموں کی قبروں کی زیارت سے بھی موت کی یاد اور دنیا سے بے رغبتی کا فائدہ حاصل ہوتا ہے بشرطیکہ وہاں وہ زیب وزینت اور سج دھج نہ ہو جو توجہ کو اپنی طرف مبذول کر کے آخرت اور موت کی یاد سے غافل کر دے۔ ③ شفاعت وہی قبول ہو سکتی ہے جو اللہ کی اجازت سے ہو۔ مشرکین کے حق میں شفاعت نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی اجازت نہیں دی۔ دیکھیے: (التوبة:۱۱۳) قیامت کے دن بھی گناہ گار مومنوں کے حق میں شفاعت ہو گی شرک اکبر کے مرتکب لوگوں کے حق میں نہیں۔

١٥٧٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ الْبَخْتَرِيِّ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أَبِي كَانَ يَصِلُ الرَّحِمَ، وَكَانَ وَكَانَ. فَأَيْنَ هُوَ؟ قَالَ: «فِي النَّارِ» قَالَ فَكَأَنَّهُ

۱۵۷۳- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اللہ کے رسول! میرا والد صلہ رحمی کرتا تھا اور اس میں فلاں فلاں خوبیاں تھیں وہ کہاں ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جہنم میں ہے۔'' اس کو یہ جواب گویا ناگوار گزرا تو کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کے والد کہاں ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو جہاں بھی کسی

١٥٧٣ـ [إسناده ضعيف] وصححه البوصيري، وأورده الضياء في المختارة، وأخرج البزار (البحر الزخار)، ح:١٠٨٩، والطبراني وغيرهما من طريقين(يزيد بن هارون وغيره) عن الزهري عن عامر بن سعد عن أبيه به . . . الخ، وانظر، ح:٧٠٧ لعلته، وطريق البزار أرجح من رواية ابن ماجه، رواه زيد بن أخزم ومحمد بن عثمان بن مخلد كلاهما عن يزيد به من حديث عامر بن سعد عن أبيه .

وَجَدَ مِنْ ذٰلِكَ. فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ فَأَيْنَ أَبُوكَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «حَيْثُمَا مَرَرْتَ بِقَبْرِ مُشْرِكٍ، فَبَشِّرْهُ بِالنَّارِ» قَالَ فَأَسْلَمَ الأَعْرَابِيُّ بَعْدُ. وَقَالَ: لَقَدْ كَلَّفَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ تَعَبًا. مَا مَرَرْتُ بِقَبْرِ كَافِرٍ إِلَّا بَشَّرْتُهُ بِالنَّارِ.

مشرک کی قبر کے پاس سے گزرے تو اسے جہنم کی خوش خبری دے دے۔'' بعد میں اس اعرابی نے اسلام قبول کر لیا۔ (بعد میں یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے) اس نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ نے ایک مشکل کام میرے ذمے لگا دیا ہے' جب بھی میرا گزر کسی کافر کی قبر کے پاس سے ہوتا ہے' میں اسے جہنم کی خوشخبری دیتا ہوں۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے شیخ نے ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین اسے صحیح قرار دیتے ہیں۔ دیکھیے: (الصحيحة للألباني' رقم:۱۸' و سنن ابن ماجه للدكتور بشار عواد' حديث:۱۵۷۳) ② اسلام قبول کیے بغیر بڑی سے بڑی نیکیاں بھی جہنم سے نجات کا ذریعہ نہیں بن سکتیں۔ ③ نبی ﷺ کی نبوت کا یقین ہونے کے باوجود جب تک باقاعدہ اسلام قبول کر کے نبی ﷺ کی اطاعت اور احکام شریعت پر عمل کرنے کا وعدہ نہ کیا جائے' نجات نہیں ہوتی' جیسے فرعون کو یقین تھا کہ موسیٰ علیہ السلام سچے ہیں لیکن ایمان و اطاعت کے بغیر اس یقین کا اسے کوئی فائدہ نہیں ہوا' اسی لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا: ﴿لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ أَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ إِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ بَصَآئِرَ ۝ وَإِنِّي لَأَظُنُّكَ يَا فِرْعَوْنُ مَثْبُورًا﴾ (بني إسرائيل:۱۰۲) ''تجھے معلوم ہے کہ یہ (معجزات و دلائل) آسمان اور زمین کے مالک ہی نے بصیرت بنا کر (غور کرنے کے لیے) نازل کیے ہیں اور اے فرعون! میں تو سمجھتا ہوں کہ تو یقیناً تباہ ہونے والا ہے۔'' اسی طرح ابوطالب بھی اس بات کا اقرار کرتا تھا کہ حضرت محمد ﷺ کا دین سچا ہے لیکن اسے قبول نہیں کیا' لہٰذا نبی علیہ السلام کی قرابت بھی اسے جہنم سے نہ بچا سکی۔ ④ اگر کوئی ایسا سوال پوچھ لیا جائے جس کا صریح جواب دینا حکمت کے منافی ہو تو مناسب انداز سے سائل کو کسی بہتر چیز کی طرف متوجہ کیا جا سکتا ہے۔ ⑤ ہر مشرک کو جہنم کی خوشخبری دینے کا حکم ایک نفسیاتی علاج تھا۔ اسے اپنے والد کے جہنمی ہونے کا سن کر جو صدمہ ہوا تھا' اس کا یہ علاج کیا گیا کہ صرف تمھارے باپ کے لیے نہیں بلکہ ہر کافر کے لیے یہی حکم ہے' داعی اور عالم کو چاہیے کہ لوگوں کی نفسیات کا خیال رکھے لیکن صحیح کو غلط اور غلط کو صحیح نہ کہے۔

(المعجم ٤٩) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ زِيَارَةِ النِّسَاءِ الْقُبُورَ** (التحفة ٤٩)

باب:۴۹- عورتوں کے لیے قبروں کی (بکثرت) زیارت کرنا منع ہے

١٥٧٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ،

۱۵۷۴- حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت

١٥٧٤ـ [حسن] أخرجه أحمد:٣/٤٤٢ من حديث سفيان الثوري به، وصححه البوصيري، والحديث الآتي: (١٥٧٦) شاهد له.

وَأَبُو بِشْرٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ الْعَسْقَلاَنِيُّ: حَدَّثَنَا الْفِرْيَابِيُّ وَقَبِيصَةُ كُلُّهُمْ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ بَهْمَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ زُوَّارَاتِ الْقُبُورِ.

ہے انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے قبروں کی بکثرت زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

١٥٧٥- حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ زُوَّارَاتِ الْقُبُورِ.

۱۵۷۵ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے قبروں کی بکثرت زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

١٥٧٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ [الْعَسْقَلاَنِيُّ] أَبُو نَصْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَالِبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ زُوَّارَاتِ الْقُبُورِ.

۱۵۷۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے قبروں کی بکثرت زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

فائدہ: اس سے مراد بار بار زیارت کرنے والیاں ہیں۔ ''زوّارات'' مبالغے کا صیغہ ہے یعنی ''کثرت سے یا بار بار زیارت کرنے والی عورتیں'' کبھی کبھار جانے کا جواز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت فرمایا کہ قبرستان میں جا کر مدفونین کے لیے کس طرح دعا کروں تو رسول اللہ

١٥٧٥_ [حسن] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب في زيارة النساء القبور، ح:٣٢٣٦، والترمذي، الصلاة، باب ماجاء في كراهية أن يتخذ على القبر مسجدًا، ح:٣٢٠ من حديث ابن جحادة به، بلفظ: "لعن رسول الله ﷺ زائرات القبور والمتخذين عليها المساجد والسرج"، وحسنه.

١٥٧٦_ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في كراهية زيارة القبور للنساء، ح:١٠٥٦ من حديث أبي عوانة به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح:٣١٧٨.

ﷺ نے انھیں یہ نہیں فرمایا: ''تم جایا ہی نہ کرو بلکہ فرمایا: یوں کہو: [اَلسَّلَامُ عَلٰی أَھْلِ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِینَ وَالْمُسْلِمِینَ...... الخ] دیکھیے: (صحیح مسلم' الجنائز' باب مایقال عند دخول القبور والدعاء لأھلھا' حدیث:٩٧٤)

(المعجم ٥٠) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي اتِّبَاعِ النِّسَاءِ الْجَنَائِزَ** (التحفة ٥٠)

باب:٥٠- عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانے کا بیان

١٥٧٧ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ حَفْصَةَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: نُهِينَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا.

١٥٧٧- حضرت ام عطیہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہمیں جنازوں کے ساتھ جانے سے منع کیا گیا ہے لیکن پختہ حکم نہیں دیا گیا۔

فائدہ: پختہ حکم کا مطلب حرمت کی صراحت ہے' یعنی اللہ کے رسول ﷺ نے منع تو فرمایا لیکن زیادہ سختی سے نہیں۔ گویا حضرت ام عطیہ ؓ کے فرمان کے مطابق جنازے کے ساتھ عورتوں کا جانا حرام نہیں مکروہ ہے اور مکروہ سے اجتناب ہی افضل ہوتا ہے۔ نماز جنازہ میں عورتوں کا شریک ہونا جائز ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ کی وفات ہوئی تو نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات (ؓ) نے پیغام بھیجا کہ جنازہ مسجد میں لایا جائے تاکہ وہ بھی نماز جنازہ میں شریک ہو سکیں' چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جنازہ امہات المومنین کے حجروں کے پاس رکھا گیا تاکہ وہ جنازہ پڑھ لیں' پھر اسے مقاعد کی طرف باب الجنائز سے (نکال کر قبرستان میں) لے جایا گیا۔ (بعد میں) انھیں معلوم ہوا کہ کچھ لوگوں نے اس عمل پر تنقید کی ہے اور کہا ہے کہ (رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں) جنازہ مسجد میں نہیں لے جایا جاتا تھا۔ حضرت عائشہ ؓ کو یہ بات معلوم ہوئی تو فرمایا: ''لوگوں کو جس بات کا علم نہیں ہوتا' اس پر کتنی جلدی تنقید کرنے لگتے ہیں۔ ہم پر یہ تنقید کرتے ہیں کہ جنازہ مسجد میں لے جایا گیا' حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن بیضاء ؓ کا جنازہ مسجد ہی کے اندر ادا کیا تھا۔''
(صحیح مسلم' الجنائز' باب الصلاۃ علی الجنازۃ في المسجد' حدیث:٩٧٣)

١٥٧٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ

١٥٧٨- حضرت علی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے تو دیکھا کچھ

١٥٧٧- أخرجه البخاري، الحيض، باب الطيب للمرأة عند غسلها من المحيض، ح:٣١٣، ومسلم، الجنائز، باب نهي النساء عن اتباع الجنائز، ح:٩٣٨ من حديث حفصة به، أخرجه مسلم عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره به.

١٥٧٨- [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ٧٧ من حديث إسرائيل به * إسماعيل بن سلمان بن أبي المغيرة الكوفي ضعيف (تقريب).

إِسْمَاعِيلَ بْنِ [سَلْمَانَ]، عَنْ دِينَارٍ أَبِي عُمَرَ، عَنِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَإِذَا نِسْوَةٌ جُلُوسٌ. فَقَالَ: «مَا يُجْلِسُكُنَّ؟» قُلْنَ: نَنْتَظِرُ الْجِنَازَةَ. قَالَ: «هَلْ تَغْسِلْنَ؟» قُلْنَ: لَا. قَالَ: «هَلْ تَحْمِلْنَ؟» قُلْنَ: لَا. قَالَ: «هَلْ تُدْلِينَ فِيمَنْ يُدْلِي؟» قُلْنَ: لَا. قَالَ: «فَارْجِعْنَ مَأْزُورَاتٍ، غَيْرَ مَأْجُورَاتٍ».

خواتین بیٹھی ہیں۔ فرمایا: ''تم کیوں بیٹھی ہوئی ہو؟'' انھوں نے کہا: جنازے کا انتظار کر رہی ہیں۔ فرمایا: ''کیا غسل دوگی؟'' انھوں نے کہا: جی نہیں۔ فرمایا: ''(میت کی چارپائی کو) کندھا دوگی؟'' انھوں نے کہا: جی نہیں۔ فرمایا: ''(میت کو) قبر میں اتارنے والوں کے ساتھ تم بھی اتاروگی؟'' انھوں نے کہا: جی نہیں۔ فرمایا: ''گناہ لے کر ثواب سے محروم ہو کر واپس چلی جاؤ۔''

(المعجم ٥١) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ النِّيَاحَةِ (التحفة ٥١)

باب: ۵۱- نوحہ اور بین کرنے کی ممانعت

١٥٧٩ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ مَوْلَى الصَّهْبَاءِ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ﴿وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ﴾ [الممتحنة: ١٢] قَالَ: «النَّوْحُ».

۱۵۷۹- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے آیت مبارکہ ﴿وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ﴾ ''نیکی کے کام میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی۔'' کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: ''نوحہ کے بارے میں ہے۔''

فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں جس آیت کی طرف اشارہ ہے وہ یوں ہے: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (الممتحنة: ١٢) ''اے نبی! جب آپ کے پاس مسلمان عورتیں آئیں (اور) وہ آپ سے ان باتوں پر بیعت کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی، چوری نہیں کریں گی، بدکاری نہیں کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی، اور کوئی ایسا بہتان نہ باندھیں گی جو خود اپنے ہاتھوں اور پیروں کے سامنے گھڑ لیں اور کسی نیک کام میں تیری بے حکمی نہ کریں گی تو آپ ان سے بیعت لے لیا کریں اور ان کے لیے اللہ سے مغفرت طلب کریں۔ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا معاف کرنے والا ہے۔''

١٥٧٩ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة الممتحنة، ح: ٣٣٠٧ من حديث يزيد به مطولاً، وقال: "حسن غريب".

④ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نوحہ سے پرہیز بھی ان نیک کاموں میں شامل ہے جن احکام کی تعمیل کا وعدہ مسلمان عورتوں نے اللہ کے نبی ﷺ سے کیا ہے۔ ③ نوحہ سے مراد ہے مرنے والے کی خوبیاں ذکر کر کے اور اپنے غم کے اظہار کے لیے مختلف فقرے بول بول کر بلند آواز سے رونا۔ اسلام سے پہلے عورتیں مرنے والوں پر اظہار غم کے لیے اسی طرح روتی تھیں اور اسے مرنے والے سے محبت کا اظہار سمجھا جاتا تھا۔ اسلام نے اس غلط رسم سے سختی سے منع کیا ہے۔ صرف آنکھوں سے آنسو بہانا جائز ہے یا کوئی ایک آدھ جملہ کہہ دیا جائے جو نوحہ کے انداز سے نہ ہو تو وہ جائز ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو نبی ﷺ اشک بار تھے۔ حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کو تعجب ہوا تو نبی ﷺ نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: ”آنکھ سے آنسو بہتے ہیں، دل غمگین ہے لیکن ہم زبان سے وہی کچھ کہیں گے جس سے اللہ راضی ہو۔ ابراہیم! ہمیں تیری جدائی کا بہت غم ہے۔“ (صحيح البخاري، الجنائز، باب قول النبي ﷺ إنا بك لمحزونون، حدیث:١٣٠٣)

١٥٨٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ دِينَارٍ: حَدَّثَنَا حَرِيزٌ، مَوْلَى مُعَاوِيَةَ قَالَ: خَطَبَ مُعَاوِيَةُ بِحِمْصَ، فَذَكَرَ فِي خُطْبَتِهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ النَّوْحِ.

١٥٨٠- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت جریر رحمہ اللہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حمص شہر میں خطبہ دیا تو اس خطبے کے دوران میں یہ بھی ذکر فرمایا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے نوحہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

١٥٨١- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى. قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ كَثِيرٍ، عَنِ ابْنِ مُعَانِقٍ أَوْ أَبِي مُعَانِقٍ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ

١٥٨١- حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نوحہ (بین) جاہلیت کا رواج ہے۔ نوحہ کرنے والی اگر توبہ کیے بغیر مر گئی تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے تارکول کے کپڑے اور آگ کے شعلے کی قمیص تیار کرے گا۔“

١٥٨٠_ [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٩/ ٣٧٣، ح: ٨٧٦ من حديث إسماعيل به مطولاً * عبدالله بن دينار الحمصي (الشامي) ضعيف (تقريب)، ضعفه الجمهور، وتابعه الثقة محمد بن مهاجر الانصاري، وشيخهما حريز بالحاء مجهول(تقريب)، فالسند ضعيف، والحديث حسن، له شواهد عند البخاري، ح: ١٣٠٦، ومسلم، ح: ٩٣٦ وغيرهما.

١٥٨١_ [حسن] وقال البوصيري: "إسناده صحيح، ورجاله ثقات"، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ٦٦٨٦، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ٩٣٤ وغيره.

ﷺ: «النِّيَاحَةُ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ. وَإِنَّ النَّائِحَةَ إِذَا مَاتَتْ وَلَمْ تَتُبْ قَطَعَ اللهُ لَهَا ثِيَاباً مِنْ قَطِرَانٍ، وَدِرْعاً مِنْ لَهَبِ النَّارِ».

فوائد و مسائل: ① جاہلیت سے مراد نبئ اکرم ﷺ کی بعثت سے پہلے کا زمانہ ہے جب کسی کام کو جاہلیت کا کام قرار دیا جائے تو اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور یہ کام مسلمانوں کو زیب نہیں دیتا' اسے کافر ہی کرتے ہیں' انھی کے لائق ہے۔ ② کافروں کے رسم و رواج اختیار کرنے سے اور ان کی نقل کرنے سے اجتناب اسلام کا ایک اہم اصول ہے۔ زندگی کے ہر معاملے میں یہ اصول مسلمانوں کے پیش نظر رہنا چاہیے۔ ③ توبہ کرنے سے کبیرہ گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔ ④ نوحہ کرنے والی کو یہ عذاب قیامت کے دن جہنم میں داخل ہونے سے پہلے ہوگا' جیسے آئندہ حدیث سے واضح ہے۔ ممکن ہے جہنم میں بھی ہو۔

١٥٨٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّد بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ رَاشِدٍ الْيَمَامِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «النِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ. فَإِنَّ النَّائِحَةَ إِنْ لَمْ تَتُبْ قَبْلَ أَنْ تَمُوتَ، فَإِنَّهَا تُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهَا سَرَابِيلُ مِنْ قَطِرَانٍ. ثُمَّ يُعْلَى عَلَيْهَا بِدِرْعٍ مِنْ لَهَبِ النَّارِ».

١٥٨٢- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میت پر نوحہ کرنا جاہلیت کا رواج ہے۔ نوحہ کرنے والی اگر توبہ کیے بغیر مر گئی تو اسے قیامت کے دن اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ اس کے جسم پر تارکول کی قمیصیں ہوں گی' پھر ان پر آگ کے شعلوں کی قمیص پہنائی جائے گی۔''

فائدہ: یہ حکم عورت کے لیے خاص نہیں بلکہ مرد بھی اگر اس جرم کا ارتکاب کرے گا تو قیامت کو اسے بھی یہی سزا ملے گی۔ حدیث میں عورت کا ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ عرب میں عورتیں ہی نوحہ کرتی تھیں۔ ارشاد نبوی ہے: ''جو شخص رخساروں پر تھپڑ مارے' گریبان چاک کرے اور جاہلیت کی طرح پکارے (نوحہ کرے)' وہ ہم میں سے نہیں۔'' (صحيح البخاري' الجنائز' باب: ليس منا من ضرب الخدود' حديث:١٢٩٧ وسنن ابن ماجه' حديث:١٥٨٤) اس میں مرد بھی شامل ہیں۔

١٥٨٢ـ [حسن] * عمر بن راشد ضعيف (تقريب)، والحديث السابق شاهد له.

١٥٨٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ: أَنْبَأَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي يَحْيٰى، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تُتْبَعَ جِنَازَةٌ مَعَهَا رَانَّةٌ.

۱۵۸۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ نے اس جنازے کے ساتھ جانے سے منع فرمایا ہے جس کے ساتھ نوحہ کرنے والی عورت ہو۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ الموسوعۃ الحدیثیۃ کے محققین اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ موسوعۃ الحدیثیۃ کے محققین اس کی بابت لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت مجموع طرق اور شواہد کی بنا پر حسن درجے کی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۹/ ۴۷۹، ۴۸۰ و أحكام الجنائز' ص: ۷۰) ② جنازہ کے ساتھ جانا مسلمان کا مسلمان پر ایک اہم حق ہے لیکن گناہ کے ارتکاب کی صورت میں یہ حق ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح دعوت قبول کرنا بھی مسلمان کا مسلمان پر حق ہے لیکن اگر تقریب میں گناہ کے کام ہو رہے ہوں' مثلاً: بے پردگی' تصویر کشی' ویڈیو فلم بنانا' ہندوانہ رواج پر عمل تو ایسی تقریب میں شریک نہ ہونا درست ہے۔ خاص طور پر جب حاضر نہ ہونے سے گناہ کا ارتکاب کرنے والے کو تنبیہ ہونے کی توقع ہو۔

(المعجم ٥٢) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ ضَرْبِ الْخُدُودِ وَشَقِّ الْجُيُوبِ (التحفة ٥٢)

باب: ۵۲- (مصیبت کے وقت) چہرے پر طمانچے مارنا اور گریبان چاک کرنا منع ہے

١٥٨٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، جَمِيعاً عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مَسْرُوقٍ. ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ مُحَمَّدٍ وَ أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ. قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ

۱۵۸۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص گریبان چاک کرے اور رخساروں پر طمانچے مارے اور جاہلیت کی طرح بین (نوحہ) کرے' وہ ہم میں سے نہیں۔''

١٥٨٣ـ [إسناده ضعيف] * أبويحيى القتات تكلموا فيه، وقال أحمد: "روى عنه إسرائيل أحاديث كثيرة مناكير جدًا" (الزوائد للبوصيري)، وللحديث شواهد ضعيفة.

١٥٨٤ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب ليس منا من شق الجيوب، ح: ١٢٩٤ من حديث سفيان الثوري عن زبيد به، والبخاري، ح: ٣٥١٩، ومسلم، الإيمان، باب تحريم ضرب الخدود وشق الجيوب والدعاء بدعوى الجاهلية، ح: ١٠٣ من حديث الأعمش به.

عَبْدِاللهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ شَقَّ الْجُيُوبَ وَضَرَبَ الْخُدُودَ، وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ».

فوائد و مسائل: ① دل کا غم اور آنکھوں سے آنسوؤں کا بہنا صبر کے منافی نہیں' البتہ اس کے علاوہ لوگ بے صبری کی وجہ سے جو مختلف قسم کی نامناسب حرکات کرتے ہیں' وہ شرعاً ممنوع ہیں۔ ② اسلام سے پہلے لوگوں میں یہ عادت تھی کہ مرنے والے پر اظہار غم کے لیے بلند آواز سے میت کی تعریفیں کر کے روتے تھے اور گریبان چاک کر دیتے تھے' اسلام میں ان چیزوں سے منع کر دیا گیا ہے۔ ③ [لَيْسَ مِنَّا] ''وہ ہم میں سے نہیں۔'' اس کا یہ مطلب نہیں کہ ایسی حرکات کرنے والا اسلام سے خارج ہو جاتا ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ وہ ہمارے طریقے پر نہیں' مسلمانوں کا یہ طریقہ نہیں کیونکہ یہ اہل جاہلیت کی غلط عادتوں میں سے ہے۔ ہمیں اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

١٥٨٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ الْمُحَارِبِيُّ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ كَرَامَةَ. قَالاَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ مَكْحُولٍ، وَ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَعَنَ الْخَامِشَةَ وَجْهَهَا، وَالشَّاقَّةَ جَيْبَهَا، وَالدَّاعِيَةَ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُورِ.

١٥٨٥- حضرت ابوامامہ (اسعد بن سہل بن حنیف) ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (اظہار غم کے لیے) چہرہ نوچنے والی پر' گریبان چاک کرنے والی پر اور بربادی اور ہلاکت پکارنے والی پر لعنت فرمائی ہے۔

فوائد و مسائل: ① بربادی اور ہلاکت پکارنے کا مطلب ایسے جملے بولنا ہے' جیسے ''میں تباہ ہوگئی۔'' ''میں برباد ہوگئی۔'' وغیرہ۔ ② یہ حکم صرف عورتوں کے لیے نہیں بلکہ مردوں کے لیے بھی اس قسم کی حرکات کرنا منع ہے۔ ③ لعنت سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کبیرہ گناہ ہے جو توبہ کیے بغیر معاف نہیں ہوتا۔

١٥٨٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ

١٥٨٦- حضرت عبدالرحمٰن بن یزید اور حضرت

١٥٨٥ـ [حسن] وصححه البوصيري، وسنده ضعيف من أجل عبدالرحمٰن بن يزيد بن عليم وهو بهز بن جابر، وللحديث شواهد عند الترمذي، ح: ١٠٠٥ وغيره.

١٥٨٦ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب تحريم ضرب الخدود وشق الجيوب، والدعاء بدعوى الجاهلية، ح: ١٠٤

حَكِيمِ الأَوْدِيُّ : حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، عَنْ أَبِي الْعُمَيْسِ قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا صَخْرَةَ يَذْكُرُ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، وَأَبِي بُرْدَةَ . قَالاَ : لَمَّا ثَقُلَ أَبُو مُوسٰى أَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ أُمُّ عَبْدِ اللهِ تَصِيحُ بِرَنَّةٍ . فَأَفَاقَ، فَقَالَ لَهَا : أَوَمَا عَلِمْتِ أَنِّي بَرِيءٌ مِمَّنْ بَرِئَ مِنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ وَكَانَ يُحَدِّثُهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ : «أَنَا بَرِيءٌ مِمَّنْ حَلَقَ وَسَلَقَ وَخَرَقَ» .

ابوبردہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ زیادہ بیمار ہوگئے تو ان کی بیوی حضرت ام عبداللہ رضی اللہ عنہا بلند آواز سے رونے لگیں۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو کچھ افاقہ ہوا تو فرمایا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ میں بھی اس سے بے زار ہوں جس سے رسول اللہ ﷺ نے بیزاری کا اظہار فرمایا ہے؟ (اس بیماری سے پہلے) وہ انھیں حدیث سنایا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اس شخص سے بے زار ہوں جو (اظہار غم کے لیے) بال منڈوائے یا بین کرے یا کپڑے پھاڑے۔''

فوائد ومسائل: ① صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے تقویٰ کا یہ کمال ہے کہ انھیں سخت بیماری کی حالت میں بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا خیال رہتا تھا۔ ② گھر میں اگر کوئی غلط کام ہو تو فوراً ٹوک دینا چاہیے۔ ③ جاہلیت میں اظہار غم کے لیے لوگ سر کے بال منڈوا دیا کرتے تھے۔ آج کل بعض لوگ جو ڈاڑھی منڈوانے کے عادی ہوتے ہیں غم کے موقع پر شیو کرنا بند کر دیتے ہیں۔ اس میں ایک خرابی تو یہ ہے کہ یہ بھی ایک لحاظ سے اہل جاہلیت سے مشابہت ہے۔ دوسری خرابی یہ ہے کہ سنت رسول ﷺ یعنی ڈاڑھی رکھنے کا تعلق غم سے جوڑ دیا گیا ہے جب کہ ڈاڑھی صرف حضرت محمد ﷺ ہی کی سنت نہیں بلکہ تمام انبیائے کرام کی سنت ہے اس لیے اسے ان امور فطرت میں شمار کیا گیا ہے جن کا تمام شریعتوں میں حکم دیا گیا ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ حدیث: ۲۹۳) اسی طرح اظہار غم کے لیے سیاہ لباس پہننا بھی کفار کی نقل ہے جب کہ دین اسلام میں کفار سے مشابہت اختیار کرنا حرام ہے۔

(المعجم ٥٣) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ (التحفة ٥٣)

باب: ۵۳- میت پر رونے کا بیان

١٥٨٧ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ،

۱۵۸۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

◀◀ من حديث جعفر بن عون به .

١٥٨٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي : ٤/ ١٩ ، الجنائز، باب الرخصة في البكاء على الميت، ح : ١٨٥٩ من حديث محمد بن عمرو عن سلمة به * سلمة مستور لم أجد من وثقه، وقال السندي : "قال (الحافظ) في الفتح : رجاله ثقات" .

وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِي جِنَازَةٍ. فَرَأَى عُمَرُ امْرَأَةً فَصَاحَ بِهَا. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «دَعْهَا يَاعُمَرُ. فَإِنَّ الْعَيْنَ دَامِعَةٌ، وَالنَّفْسَ مُصَابَةٌ، وَالْعَهْدَ قَرِيبٌ».

نبی ﷺ ایک جنازے میں شریک تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک خاتون کو دیکھا (جو رو رہی تھی) تو اسے بلند آواز سے منع کیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''عمر! اسے رونے دو، آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں، دل کو غم پہنچا ہے اور وقت زیادہ نہیں گزرا (غم تازہ ہے)۔''

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَزْرَقِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، بِنَحْوِهِ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے کہا: ہمیں ابوبکر بن ابی شیبہ نے عفان سے، انھوں نے حماد بن سلمہ سے، انھوں نے ہشام بن عروۃ سے، انھوں نے وہب بن کیسان سے، انھوں نے محمد بن عمرو بن عطاء سے، انھوں نے سلمہ بن ازرق سے، انھوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے رسول اللہ ﷺ سے اسی (مذکورہ بالا) روایت کی مثل بیان کیا۔

١٥٨٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الأَحْوَلُ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: كَانَ ابْنٌ لِبَعْضِ بَنَاتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَقْضِي. فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ أَنْ يَأْتِيَهَا. فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا أَنَّ «لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى. وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى. فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ». فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ،

١٥٨٨- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی ایک صاحب زادی (حضرت زینب رضی اللہ عنہا) کا ایک بیٹا (علی بن ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہما) حالت نزع میں تھا۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو پیغام بھیجا کہ تشریف لائیں۔ نبی علیہ السلام نے پیغام بھیجا (کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو کہہ دیں:) ''اللہ ہی کا ہے جو وہ لے لے اور اسی کا ہے جو وہ دے دے اور اس کے پاس ہر چیز کی ایک مدت مقرر ہے، اس لیے

١٥٨٨ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب قول النبي ﷺ: يعذب الميت ببعض بكاء أهله عليه . . . الخ، ح: ١٢٨٤ وغيره، ومسلم، الجنائز، باب البكاء على الميت، ح: ٩٢٣ من حديث عاصم به.

فَأَقْسَمَتْ عَلَيْهِ. فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقُمْتُ مَعَهُ. وَمَعَهُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، وَعُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ. فَلَمَّا دَخَلْنَا نَاوَلُوا الصَّبِيَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، وَرُوحُهُ تَقَلْقَلُ فِي صَدْرِهِ. قَالَ: حَسِبْتُهُ قَالَ: كَأَنَّهَا شَنَّةٌ. قَالَ: فَبَكٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَقَالَ لَهُ عُبَادَةُ ابْنُ الصَّامِتِ: مَا هٰذَا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «الرَّحْمَةُ الَّتِي جَعَلَهَا اللهُ فِي بَنِي آدَمَ. وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ».

(زینب ؓ کو چاہیے کہ) وہ صبر کریں اور اللہ سے ثواب کی امید رکھیں۔'' انھوں نے قسم دی (کہ نبی ﷺ ضرور تشریف لائیں) چنانچہ رسول اللہ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے آپ کے ساتھ میں بھی تھا اور حضرت معاذ بن جبل' ابی بن کعب اور عبادہ بن صامت (ؓ) بھی روانہ ہوئے جب ہم ان کے ہاں پہنچے تو بچے کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچایا گیا جبکہ بچے کی جان اس کے سینے میں تھی (سانس اکھڑ چکا تھا معلوم ہوتا تھا آخری وقت ہے) راوی نے غالباً یہ بھی کہا: یوں لگتا تھا کہ جیسے پرانی مشک ہے (جس طرح اس میں پانی حرکت کرتا ہے۔ اس طرح سانس مشکل سے آ رہا تھا) رسول اللہ ﷺ اشک بار ہوگئے۔ حضرت عبادہ بن صامت ؓ نے (تعجب سے) کہا: اللہ کے رسول! یہ کیا؟'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ وہ رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنی آدم میں رکھی ہے اور اللہ بھی اپنے ان بندوں پر رحم کرتا ہے جو (دوسروں پر) رحم کرنے والے ہوتے ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① مصیبت کے وقت صبر اسلام کی اہم تعلیمات میں سے ہے۔ ② انسان کو مصیبت کے وقت یہ سوچنا چاہیے کہ جو کچھ اللہ نے ہم سے لیا ہے' وہ ہمارا نہیں تھا بلکہ اللہ ہی کا تھا' لہٰذا ہم نے اللہ کی ایک امانت واپس کی ہے۔ ③ یہ اللہ کا احسان ہے کہ وہ اپنی نعمت ایک مدت تک ہمارے پاس رہنے دیتا ہے اور ہم اس سے فائدہ اٹھاتے اور دل خوش کرتے ہیں اور جب وہ اپنی امانت واپس لیتا ہے تو پھر صبر کرنے پر بھی ہمیں اجر و ثواب عطا فرماتا ہے' یہ بھی اس کا ایک احسان ہے۔ ④ دل کا غم اور آنکھوں سے آنسو بہنا صبر کے منافی نہیں۔ ⑤ کسی کو قسم دے کر کوئی مطالبہ کرنا جائز ہے۔ ⑥ جس کام کے لیے قسم دی جائے اگر وہ شرعاً ممنوع نہ ہو تو اسے پورا کرنا ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے۔ ⑦ غم کا موقع ہو یا خوشی کا' اگر مسئلہ پوچھا جائے تو وضاحت کر دینی چاہیے۔ ⑧ اپنی یا کسی کی مصیبت پر دل کا غمگین ہونا نرم دلی کی علامت ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ ⑨ اللہ کی مخلوق پر رحمت و شفقت کرنے سے بندے کو اللہ کی رحمت حاصل ہوتی ہے۔ ⑩ وفات کے

وقت تمام رشتہ داروں کا حاضر ہونا ضروری نہیں' تاہم گھر والوں کی یہ خواہش جائز ہے کہ ایسے وقت میں نیک لوگ قریب ہوں تاکہ ان کی دعا و برکت سے جان کنی کا مرحلہ آسانی سے طے ہو جائے۔

١٥٨٩- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ، عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ قَالَتْ: لَمَّا تُوُفِّيَ ابْنُ رَسُولِ اللهِ ﷺ، إِبْرَاهِيمُ، بَكَى رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَقَالَ لَهُ الْمُعَزِّي، إِمَّا أَبُوبَكْرٍ، وَإِمَّا عُمَرُ: أَنْتَ أَحَقُّ مَنْ عَظَّمَ اللهَ حَقَّهُ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَدْمَعُ الْعَيْنُ وَيَحْزَنُ الْقَلْبُ، وَلاَ نَقُولُ مَا يُسْخِطُ الرَّبَّ. لَوْلاَ أَنَّهُ وَعْدٌ صَادِقٌ وَمَوْعُودٌ جَامِعٌ، وَأَنَّ الآخِرَ تَابِعٌ لِلأَوَّلِ لَوَجَدْنَا عَلَيْكَ يَا إِبْرَاهِيمُ أَفْضَلَ مِمَّا وَجَدْنَا. وَإِنَّا بِكَ لَمَحْزُونُونَ».

١٥٨٩- حضرت اسماء بنت یزید ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب اللہ کے رسول ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم ؓ کی وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ رو پڑے۔ تعزیت کرنے والے ایک صاحب' حضرت ابوبکر ؓ یا حضرت عمر ؓ نے کہا: آپ کی یہ شان ہے کہ آپ اللہ کے حق کی عظمت کا سب سے زیادہ خیال رکھنے والے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں' دل غمگین ہے' (لیکن) ہم وہ الفاظ نہیں کہیں گے جن سے اللہ ناراض ہو۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ یہ (موت) ایک سچا وعدہ ہے (جس سے مفر نہیں) اور اس وعدہ کی چیز (موت) کی وجہ سے سب (عالم آخرت میں) اکٹھے ہونے والے ہیں اور بعد والا بھی پہلے والے کے پیچھے جانے والا ہے تو اے ابراہیم! ہمیں (اب) جتنا غم ہوا ہے اس سے کہیں زیادہ ہوتا اور ہم تیری وجہ سے یقیناً غمگین ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① کسی عزیز یا دوست کی وفات پر رونا جائز ہے بشرطیکہ جاہلیت کا انداز اختیار نہ کیا جائے۔ ② دوسرے افراد کو چاہیے کہ فوت ہونے والے کے اقارب کو مناسب انداز سے تسلی دیں جس سے ان کے غم میں تخفیف ہو۔ ③ حضرت ابوبکر یا حضرت عمر ؓ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی مرضی یہی تھی' اب اللہ کے فیصلے پر راضی رہنا چاہیے۔ یہ ادب کے دائرے میں رہتے ہوئے صبر کی تلقین ہے۔ ④ اصل صبر یہ ہے کہ غم کے وقت بھی اپنی زبان اور ہاتھ وغیرہ کو ناجائز امور سے محفوظ رکھا جائے۔ ایسے الفاظ نہ کہے جائیں جن سے اللہ پر ناراضی کا اظہار ہوتا ہو۔ ⑤ اللہ کے رسول ﷺ نے وفات سے ہونے والے غم کے سلسلے میں ایک اہم اصولی

١٥٨٩ـ [إسناده حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢٤/ ١٧٠، ١٧١، ح: ٤٣٢، ٤٣٣، وابن سعد: ١/ ١٤٣ من طرق عن يحيى بن سليم به، وحسنه البوصيري، وله شاهد في الصحيح من حديث أنس، البخاري، ح: ١٣٠٣، ومسلم، ح: ٢٣١٥، وللحديث شواهد أخرى.

حقیقت کی طرف توجہ دلائی ہے وہ یہ کہ موت کا وعدہ سچا ہے' اس سے کسی کو مفر نہیں اگر فوت ہونے والا آج نہ جاتا تو کل چلا جاتا' آخر جانا ہی تھا اور دوسری بات یہ کہ موت سے حاصل ہونے والی جدائی ایک عارضی جدائی ہے اگر ایک فرد ہم سے پہلے فوت ہو کر ہم سے جدا ہو گیا ہے تو پیچھے رہ جانے والے کو بھی فوت ہو کر وہیں پہنچنا ہے' پھر یہ جدائی ختم ہو جائے گی اور اس کے بعد جدائی نہیں ہو گی۔ اگر ان دو امور کی طرف توجہ کی جائے تو موت کا غم یقیناً ہلکا ہو جاتا ہے۔

١٥٩٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَرْوِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَحْشٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ أَنَّهُ قِيلَ لَهَا: قُتِلَ أَخُوكِ. فَقَالَتْ: رَحِمَهُ اللهُ، وَإِنَّا لِلّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ. قَالُوا: قُتِلَ زَوْجُكِ. قَالَتْ: وَاحَزَنَاهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ لِلزَّوْجِ مِنَ الْمَرْأَةِ لَشُعْبَةً، مَا هِيَ لِشَيْءٍ».

١٥٩٠- محمد بن عبداللہ بن جحش نے (اپنی پھوپھی) حضرت حمنہ بنت جحش ؓ کے بارے میں بیان فرمایا کہ (غزوۂ احد کے موقع پر) انھیں کہا گیا: آپ کے بھائی جان (حضرت عبداللہ بن جحش ؓ) شہید ہو گئے۔ انھوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے [إِنَّا لِلّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ]۔ (کچھ دیر بعد) لوگوں نے انھیں کہا: آپ کے خاوند (حضرت مصعب بن عمیر ؓ) شہید ہو گئے۔ ان کے منہ سے نکلا' ہائے میرا غم! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورت کو خاوند سے جو قلبی تعلق ہوتا ہے وہ اور کسی سے نہیں ہوتا۔''

١٥٩١- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَنْبَأَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ بِنِسَاءِ عَبْدِ الْأَشْهَلِ يَبْكِينَ هَلْكَاهُنَّ يَوْمَ أُحُدٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:

١٥٩١- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قبیلۂ بنو عبدالاشہل کی عورتوں کے پاس سے گزرے' وہ جنگ احد میں ہلاک ہونے والے اپنے اقارب پر رو رہی تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لیکن حمزہ (ؓ) پر رونے والیاں کوئی نہیں۔'' (یہ سن

١٥٩٠ـ [إسناده ضعيف] * عبدالله بن عمر العمري ضعيف عابد (تقريب) قوي فيما يرويه عن نافع كما تقدم، ح: ٣٦٦، ١٢٩٩، وأخرج البيهقي: ٤/ ٦٦، وشيخه الحاكم: ٤/ ٦١، ٦٢ من طريق الفروي ثنا عبدالله بن عمر العمري عن أخيه عبيدالله عن إبراهيم به * والفروي أيضًا متكلم فيه.

١٥٩١ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٠، ٨٤، ٩٢ من طرق عن أسامة به، وهو حسن الحديث كما تقدم، ح: ١٠٧٢، ورواه أسامة عن الزهري عن أنس به نحوه، أخرجه الحاكم: ١/ ٣٨١، وصححه "على شرط مسلم"، ووافقه الذهبي، وأصله في سنن أبي داود، ح: ٣١٣٦ وغيره.

«لٰكِنَّ حَمْزَةَ لاَ بَوَاكِيَ لَهُ» فَجَاءَ نِسَاءُ الأَنْصَارِ يَبْكِينَ حَمْزَةَ. فَاسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «وَيْحَهُنَّ مَا انْقَلَبْنَ بَعْدُ؟ مُرُوهُنَّ فَلْيَنْقَلِبْنَ، وَلاَ يَبْكِينَ عَلٰى هَالِكٍ بَعْدَ الْيَوْمِ».

کر) انصار کی خواتین آ کر حضرت حمزہ ؓ پر رونے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے تو فرمایا: ''افسوس! یہ ابھی واپس نہیں گئیں۔ انھیں حکم دو کہ واپس چلی جائیں اور آج کے بعد کسی مرنے والے پر نہ روئیں۔''

فوائد و مسائل: ① حضرت حمزہ ؓ جنگ احد میں شہید ہو گئے۔ ان کے گھرانے کی خواتین ابھی ہجرت کر کے مدینے نہیں آئی تھیں' اس لیے نبی ﷺ نے اظہار ترحم کے لیے فرمایا: ''حمزہ پر رونے والا کوئی نہیں۔'' اس کا مقصد رونے والیوں کے عمل کی تعریف کرنا نہیں تھا بلکہ ان کی بے کسی کا اظہار تھا کہ اس موقع پر ان کے اہل خانہ بھی موجود نہیں ہیں جن کو فطری طور پر سب سے زیادہ صدمہ ہوتا ہے۔ ② صحابۂ کرام ؓ رسول اللہ ﷺ کے اشاروں پر فدا ہونے والے تھے۔ یہ ان کی محبت کا کمال تھا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ایسی بات فرمائی جس سے انھیں محسوس ہوا کہ نبی ﷺ چاہتے ہیں کہ حضرت حمزہ ؓ کے لیے رویا جائے تو ان کی خواتین فوراً تیار ہو کر آ گئیں کیونکہ ان کے لیے نبی ﷺ کا دلگیر ہونا اپنے غم و حزن سے زیادہ تکلیف دہ تھا' اس لیے انھوں نے اس غم کی وجہ سے آواز سے رونا شروع کر دیا۔ ③ رسول اللہ ﷺ نے واضح فرما دیا کہ میرا مقصد یہ نہیں تھا' اس لیے ان خواتین کو واپس چلے جانے کا حکم دے دیا۔ ④ میت کے گھر جمع ہو کر رونا پیٹنا اور نوحہ کرنا منع ہے بلکہ نوحہ کے بغیر بھی میت والوں کے گھر جمع ہونا منع ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ' حدیث: ۱۶۱۲) جو شخص تعزیت کے لیے آئے تو وہ تعزیت کر کے چلا جائے۔

١٥٩٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ الْهَجَرِيِّ، عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفٰى قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمَرَاثِي.

۱۵۹۲- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے مرثیہ گوئی سے منع فرمایا۔

(المعجم ٥٤) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَيِّتِ يُعَذَّبُ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ (التحفة ٥٤)

باب: ۵۴- نوحہ کرنے سے میت کو عذاب ہوتا ہے

١٥٩٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۵۹۳- حضرت عمر بن خطاب ؓ سے روایت

١٥٩٢- [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٧٧٧ لعلته، أخرجه أحمد: ٤/ ٣٥٦، ٣٨٣ من حديث الهجري به مطولاً.

١٥٩٣- أخرجه البخاري، الجنائز، باب ما يكره من النياحة على الميت، ح: ١٢٩٢، ومسلم، الجنائز، باب الميت يعذب ببكاء أهله عليه، ح: ٩٢٧ من حديث شعبة به، ورواه مسلم عن ابن بشار به.

حَدَّثنا شَاذَانُ ؛ ح : وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ . قَالاَ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ؛ ح : وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ وَوَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ . قَالُوا : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : «الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ» .

ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''میت پر نوحہ کیا جائے تو اس کی وجہ سے میت کو عذاب ہوتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اگر مرنے والے نے یہ وصیت کی ہو کہ میرے مرنے پر نوحہ کیا جائے تو وہ نوحہ کرنے والیوں کے گناہ میں شریک ہے' اس لیے سزا کا مستحق ہے۔ اسی طرح اگر اس کے خاندان میں بین کرنے' بال نوچنے' گریبان چاک کرنے اور اس طرح کی حرکات کا رواج ہو اور وہ انہیں منع نہ کرے بلکہ اپنے قول وفعل سے اس کی حوصلہ افزائی کرے' تب بھی زندوں کے نوحہ کرنے کی وجہ سے اس مردے کو عذاب ہوگا' البتہ اگر فوت ہونے والا شخص ان کاموں کو پسند نہیں کرتا تھا نہ اس کی حوصلہ افزائی کرتا تھا بلکہ منع کیا کرتا تھا تو اب دوسروں کے اعمال کی ذمہ داری اس پر نہیں' اس لیے اسے عذاب نہیں ہوگا۔ ② ممکن ہے حدیث کا یہ مطلب ہو کہ نوحہ کرنے سے میت کو تکلیف ہوتی ہے' اسے اس بات پر دکھ ہوتا ہے کہ اس کی وفات پر ناجائز کام کیے جارہے ہیں۔ واللہ أعلم.

١٥٩٤- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ : حَدَّثَنَا أَسِيدُ بْنُ أَبِي أَسِيدٍ ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : «الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ ، إِذَا قَالُوا : وَاعَضُدَاهْ . وَاكَاسِيَاهْ .

۱۵۹۴- حضرت اسید بن ابو اسید ؒ نے حضرت موسیٰ بن ابو موسیٰ اشعری سے' انھوں نے اپنے والد (حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ) سے روایت کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''زندہ کے رونے سے فوت شدہ کو عذاب ہوتا ہے' جب وہ (رونے والے) کہتے ہیں: ہائے میرا بازو! ہائے مجھے لباس دینے والا! ہائے میری

١٥٩٤ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في كراهية البكاء على الميت، ح:١٠٠٣، وأحمد: ٤/ ٤١٤ من طريقين عن أسيد به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وأشار المنذري إلى أنه حسن * موسى ابن أبي موسى وثقه ابن معين، الدوري: ٢/ ٥٩٦، وابن حبان وغيرهما.

وَانَاصِرَاهْ. وَاجَبلَاهْ. وَنَحْوَ هٰذَا. يُتَعْتَعُ وَيُقَالُ: أَنْتَ كَذٰلِكَ؟ أَنْتَ كَذٰلِكَ؟».

مدد کرنے والا! ہائے وہ پہاڑ (جیسی عظیم شخصیت) اور اس طرح کے الفاظ کہتے ہیں تو اسے جھڑکا اور جھنجھوڑا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے: ''کیا تو (واقعی) ایسا ہی ہے؟ کیا تو ایسا ہی ہے؟''

قَالَ أَسِيدٌ: فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللهِ. إِنَّ اللهَ يَقُولُ: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ﴾ [فاطر: ١٨] قَالَ: وَيْحَكَ أُحَدِّثُكَ أَنَّ أَبَا مُوسٰى حَدَّثَنِي عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَتَرٰى أَنَّ أَبَا مُوسٰى كَذَبَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ؟ أَوْ تَرٰى أَنِّي كَذَبْتُ عَلٰى أَبِي مُوسٰى؟

حضرت اسید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے کہا: سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ﴾ ''کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔'' حضرت موسیٰ رحمہ اللہ نے فرمایا: تیرا بھلا ہو! میں تو تجھے یہ بتا رہا ہوں کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے مجھے اللہ کے رسول ﷺ کی یہ حدیث سنائی ہے (لیکن تجھے یقین نہیں آتا) کیا تیرا خیال ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ پر جھوٹ باندھا ہے؟ یا تیرا یہ خیال ہے کہ میں نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ پر جھوٹ باندھا ہے؟

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے اس عذاب کی وضاحت ہوگئی ہے جو رونے والوں کے رونے کی وجہ سے مرنے والے کو ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس حدیث میں رونے سے مراد محض آنسو بہانا نہیں بلکہ زبان سے نامناسب الفاظ نکالنا میت کے عذاب کا باعث بنتا ہے۔ ② حضرت موسیٰ رحمہ اللہ نے اپنے شاگرد کے اشکال کے جواب میں سند کی صحت کی طرف توجہ دلائی' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحیح حدیث کبھی قرآن مجید کے خلاف نہیں ہوتی' البتہ بعض اوقات ظاہری طور پر اختلاف محسوس ہوتا ہے۔ ایسے موقع پر آیت اور حدیث میں اسی طرح موافقت پیدا کی جاتی ہے جس طرح قرآن مجید کی دو آیات اگر باہم متعارض محسوس ہوں تو علمائے کرام ان کی اس انداز سے وضاحت فرما دیتے ہیں کہ دونوں میں اختلاف نہیں رہتا۔ ③ قرآن مجید کی آیت کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو اس بات پر گھمنڈ نہیں کرنا چاہیے کہ میرے آباء واجداد میں سے فلاں صاحب بہت بزرگ اور نیک تھے' لہٰذا قیامت میں مجھے بھی نجات مل جائے گی اور نہ کسی کو اس وجہ سے حقیر سمجھنا چاہیے کہ اس کے باپ دادا نیک نہیں تھے بلکہ جو شخص نیک اعمال کرتا ہے' اسے ثواب ملے گا اور جو گناہ کرتا ہے اسے عذاب ہوگا۔ ④ جو شخص کسی کو نیکی کی طرف بلاتا ہے تو نیکی کرنے والے کے برابر اسے بھی ثواب ملتا ہے۔ یہ ایک شخص کے عمل کا ثواب دوسرے کو نہیں ملا بلکہ یہ خود اس کے اس عمل کا ثواب ہے جو کہ اس نے نیکی کی ترغیب دی تھی۔ اس ترغیب کا ثواب دوسرے کے عمل کرنے کے ساتھ ساتھ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اسی طرح گناہ کی ترغیب دینے

کی وجہ سے سزا میں بھی اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ قرآن مجید کی آیت اس حقیقت کی تردید نہیں کرتی۔

١٥٩٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّمَا كَانَتْ يَهُودِيَّةٌ مَاتَتْ. فَسَمِعَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ يَبْكُونَ عَلَيْهَا. قَالَ: «فَإِنَّ أَهْلَهَا يَبْكُونَ عَلَيْهَا وَإِنَّهَا تُعَذَّبُ فِي قَبْرِهَا».

١٥٩٥- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک یہودی عورت مر گئی۔ نبی ﷺ نے ان لوگوں کو اس پر روتے ہوئے سنا تو فرمایا: ''اس کے گھر والے اس پر رو رہے ہیں اور اسے قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔''

فائدہ: حضرت عائشہ ؓ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ پس ماندگان کے رونے سے میت کو عذاب نہیں ہوتا کیونکہ ایک کے عمل کی سزا دوسرے کو نہیں دی جا سکتی۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ بات ایک قانون کے طور پر نہیں فرمائی تھی کہ ہر رونے والے کی وجہ سے میت کو عذاب ہوتا ہے بلکہ یہودیوں کو اپنے مرنے والی پر روتے دیکھ کر فرمایا تھا کہ ان کے رونے کا اسے کیا فائدہ؟ وہ تو اپنے گناہوں کی سزا بھگت ہی رہی ہے' یہ روئیں یا نہ روئیں برابر ہے۔ ام المومنین ؓ کی یہ رائے اپنی جگہ درست ہے کہ رونے پیٹنے کا میت کو کیا فائدہ؟ تاہم حدیث کا وہ مفہوم زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے کہ ان کے رونے سے بھی اسے عذاب ہوتا ہے جبکہ وہ اپنی زندگی میں اسے اچھا سمجھتا رہا ہو' اس کی تلقین کرتا رہا ہو یا اس کی وصیت کی ہو۔ اگر یہ صورت حال نہ ہو تو پھر ان کے رونے پیٹنے اور بین کرنے سے اسے افسوس تو ہوتا ہے کہ جو موقع عبرت حاصل کرنے کا تھا' اس موقع پر بھی وہ گناہ میں ملوث ہیں۔ امام بخاری ؒ نے بھی اسی طرف اشارہ فرمایا ہے' وہ فرماتے ہیں: [باب قول النبي ﷺ "يُعَذَّبُ الْمَيِّتُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ" إِذَا كَانَ النَّوْحُ مِنْ سُنَّتِهِ ......] (صحیح البخاري' الجنائز' باب:٣٢) ''نبی ﷺ کے اس فرمان کا بیان کہ میت کو اس کے بعض گھر والوں کے بعض رونے سے عذاب ہوتا ہے' یعنی جب رونا پیٹنا اس (کے خاندان) کی رسم ہو۔''

(المعجم ٥٥) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّبْرِ عَلَى الْمُصِيبَةِ (التحفة ٥٥)

باب:٥٥- مصیبت پر صبر کرنے کا بیان

١٥٩٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا

١٥٩٦- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت

١٥٩٥- [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٣٨ من حديث عبدالجبار بن الورد عن ابن أبي مليكة به، وفيه "إنما قال رسول الله ﷺ في رجل كافر إنه ليعذب وأهله يبكون عليه"، ولحديث هشام بن عمار شواهد عند البخاري، ح: ١٢٨٩، ومسلم، ح: ٩٣٢ وغيرهما.

١٥٩٦- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء أن الصبر في الصدمة الأولى، ح: ٩٨٧ من حديث

اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الأُولٰى».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صبر ابتدائے صدمہ کے وقت ہی ہوتا ہے۔''

فائدہ: وہ صبر جو شرعاً مطلوب ہے یہ ہے کہ جب مصیبت آئے یا غم پہنچے اس وقت اپنے آپ کو غلط حرکات واقوال سے بچائے کیونکہ جذبات غم کی شدت کے موقع پر اپنے آپ پر قابو رکھنا اور جائز و ناجائز کے فرق کا خیال کرنا بہت مشکل ہے۔ جو شخص اس موقع پر احکام شریعت کو ملحوظ رکھتا ہے اصل صبر اسی کا ہے جس پر اسے وہ تمام انعامات خداوندی حاصل ہوں گے جن کا قرآن وحدیث میں وعدہ کیا گیا ہے بعد میں جیسے جیسے وقت گزرتا جاتا ہے خود بخود صبر آنا شروع ہو جاتا ہے۔ یہ صبر کوئی ایسی چیز نہیں جس پر کسی کی تعریف کی جائے یا اسے ثواب کی امید ہو۔

١٥٩٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ عَجْلَانَ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يَقُولُ اللهُ سُبْحَانَهُ: ابْنَ آدَمَ إِنْ صَبَرْتَ وَاحْتَسَبْتَ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الأُولٰى، لَمْ أَرْضَ لَكَ ثَوَاباً دُونَ الْجَنَّةِ».

١٥٩٧- حضرت ابوامامہ ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے: اے آدم کے بیٹے! اگر ابتدائے صدمہ کے وقت تو صبر کرے اور حصول ثواب کی نیت کرے تو میں تیرے لیے جنت سے کم ثواب پسند نہیں کروں گا۔''

فائدہ: اس میں صبر کی فضیلت اور اللہ کے ہاں اس نیکی کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے کہ اگر احکام شریعت کے مطابق صبر کیا جائے تو یہی نیکی نجات کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

١٥٩٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

١٥٩٨- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت

الليث به، وقال: "غريب"، وهو متفق عليه من حديث أنس رضي الله عنه نحوه.

١٥٩٧ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٥٨، ٢٥٩، والطبراني في الكبير: ٨/ ٢٢٥، ح: ٧٧٨٨ من طرق عن إسماعيل به، وحديثه عن الشاميين قوي، راجع التقريب وغيره * وثابت صدوق حمصي "شامي" راجع التقريب وغيره * وصححه البوصيري، وأخرجه الطبراني من طريق آخر عن ثابت نحوه مختصرًا.

١٥٩٨ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب في الاسترجاع عند المصيبة، ح: ٣٥١١ من طريق آخر عن عمر ابن أبي سلمة به باختلاف يسير، وقال: "غريب"، وله طريق آخر عند أحمد: ٦/ ٢٧.

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ قُدَامَةَ الْجُمَحِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ ابْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصَابُ بِمُصِيبَةٍ فَيَفْزَعُ إِلَى مَا أَمَرَ اللهُ بِهِ، مِنْ قَوْلِهِ: إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ. اللَّهُمَّ عِنْدَكَ احْتَسَبْتُ مُصِيبَتِي، فَأْجُرْنِي فِيهَا، وَعَوِّضْنِي مِنْهَا، إِلَّا آجَرَهُ اللهُ عَلَيْهَا، وَعَاضَهُ خَيْراً مِنْهَا».

ہے انھیں حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے حدیث سنائی کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ”جس مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے اور وہ اس پریشانی میں اللہ کے حکم (کی تعمیل) کا سہارا لیتا ہے' یعنی کہتا ہے: [إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ احْتَسَبْتُ مُصِيبَتِي' فَأْجُرْنِي فِيهَا' وَ عَوِّضْنِي مِنْهَا] ”ہم اللہ کے ہیں اور اسی کی طرف واپس جانے والے ہیں۔ اے اللہ! میں تجھ سے اپنی مصیبت (پر صبر) کا ثواب چاہتا ہوں' مجھے اس کا اجر و ثواب عطا فرما اور اس کا بدل عطا فرما۔“ اللہ تعالیٰ اس (مسلمان) کو اس (مصیبت پر صبر) کا ثواب عنایت فرماتا ہے اور اسے اس (چھن جانے والی نعمت) سے بہتر متبادل عطا فرماتا ہے۔“

قَالَتْ: فَلَمَّا تُوُفِّيَ أَبُو سَلَمَةَ ذَكَرْتُ الَّذِي حَدَّثَنِي عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقُلْتُ: إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ. اللَّهُمَّ عِنْدَكَ احْتَسَبْتُ مُصِيبَتِي هٰذِهِ. فَأْجُرْنِي عَلَيْهَا. فَإِذَا أَرَدْتُ أَنْ أَقُولَ: وَعَوِّضْنِي خَيْراً مِنْهَا، قُلْتُ فِي نَفْسِي: أُعَاضُ خَيْراً مِنْ أَبِي سَلَمَةَ؟ ثُمَّ قُلْتُهَا. فَعَاضَنِي اللهُ مُحَمَّداً ﷺ. وَآجَرَنِي فِي مُصِيبَتِي.

ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو مجھے وہ حدیث یاد آئی جو انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سن کر مجھے سنائی تھی۔ تب میں نے کہا: [إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُون۔ اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ احْتَسَبْتُ مُصِيبَتِي هٰذِهِ فَأْجُرْنِي عَلَيْهَا] ”ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم اسی کی طرف واپس جانے والے ہیں۔ اے اللہ! میں تجھ سے اپنی اس مصیبت (پر صبر) کا ثواب چاہتی ہوں' تو مجھے اس کا اجر و ثواب عطا فرما۔“ جب میں نے یہ کہنا چاہا: [وَ عَوِّضْنِي خَيْرًا مِّنْهَا] ”مجھے اس کا بہتر متبادل عطا فرما“ تو میں نے دل میں سوچا: کیا مجھے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر متبادل بھی مل سکتا ہے؟ پھر میں نے (دعا کے) یہ الفاظ بھی پڑھ دیے (اور حدیث کی تعمیل میں یہ دعا مانگ ہی لی) تو اللہ نے

مجھے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے بدلے حضرت محمد ﷺ دے دیے
اور میری مصیبت کا اجر بھی عطا فرما دیا۔

فوائد و مسائل: ① مصیبت پر صبر کا ثواب آخرت میں بھی ملتا ہے اور دنیا میں بھی صبر کی وجہ سے اللہ کی نعمت حاصل ہوتی ہے۔ ② اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے جس حکم کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس سے مراد قرآن مجید میں اللہ کا یہ فرمان ہے: ﴿وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝﴾ (البقرة: ١٥٥-١٥٧) ”اور ان صبر کرنے والوں کو خوش خبری دے دیجیے جنھیں جب کوئی مصیبت آتی ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ ان پر ان کے رب کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔“ ③ اس سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان کا کمال ظاہر ہوتا ہے کہ بظاہر اس دعا کی قبولیت کا امکان نہیں تھا لیکن پھر بھی ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمان نبوی ﷺ کی تعمیل کرتے ہوئے دعا کی اور ارشاد نبوی کو حق سچ جانا۔ ④ جو لوگ اللہ کے وعدوں پر ایمان رکھتے ہیں اللہ ان کی حاجتیں پوری فرماتا ہے اور اپنے وعدے پورے کرتا ہے۔

١٥٩٩- حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السُّكَيْنِ: حَدَّثَنَا أَبُو هَمَّامٍ: حَدَّثَنَا مُوسَى ابْنُ عُبَيْدَةَ: حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَتَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَاباً بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّاسِ. أَوْ كَشَفَ سِتْراً. فَإِذَا النَّاسُ يُصَلُّونَ وَرَاءَ أَبِي بَكْرٍ. فَحَمِدَ اللهَ عَلٰى مَا رَأٰى مِنْ حُسْنِ حَالِهِمْ، وَرَجَاءَ أَنْ يَخْلُفَهُ اللهُ فِيهِمْ بِالَّذِي رَآهُمْ. فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَيُّمَا أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ، أَوْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أُصِيبَ بِمُصِيبَةٍ فَلْيَتَعَزَّ، بِمُصِيبَتِهِ

١٥٩٩- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے (آخری مرض کے ایام میں ایک دن) وہ دروازہ کھولا یا پردہ ہٹایا جو آپ کے اور (مسجد میں نماز پڑھنے والے) لوگوں کے درمیان حائل تھا۔ دیکھا تو لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ نے انھیں اس اچھے حال میں دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کیا (کہ اللہ کی عبادت میں مشغول ہیں۔) آپ کو یہ امید ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نبی ﷺ (کی وفات) کے بعد بھی ان کو ایسے ہی (اچھے) حال میں رکھے گا جو آپ ﷺ نے ملاحظہ فرمایا، پھر فرمایا: ”اے لوگو! جس شخص کو“ یا فرمایا: ”جس مومن کو کوئی مصیبت

١٥٩٩_ [إسناده ضعيف] * موسى بن عبيدة ضعيف كما تقدم، ح: ٢٥١، ولحديثه شواهد مرسلة وغيرها عند مالك، وابن سعد، وأبي نعيم في "أخبار أصبهان" وغيرهم، ولا يصح منها شيء.

بِي، عَنِ الْمُصِيبَةِ الَّتِي تُصِيبُهُ بِغَيْرِي. فَإِنَّ أَحَدًا مِنْ أُمَّتِي لَنْ يُصَابَ بِمُصِيبَةٍ بَعْدِي، أَشَدَّ عَلَيْهِ مِنْ مُصِيبَتِي».

پہنچے تو اسے چاہیے کہ کسی دوسرے کی (وفات کی) وجہ سے پہنچنے والی مصیبت کا غم ہلکا کرنے کے لیے میری (وفات کی) وجہ سے پہنچنے والی مصیبت کو یاد کر لے کیونکہ میری امت کے کسی فرد کو میری (وفات کی) مصیبت سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں پہنچ سکتی۔"

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کو اپنی حیات مبارکہ کے آخری ایام میں بھی امت کا خیال تھا' چنانچہ جب انھیں نیکی پر قائم دیکھا تو بہت خوشی ہوئی۔ ② جب مصیبت پر صبر مشکل محسوس ہو رہا ہو تو سوچے کہ اگر میرا عزیز یا بزرگ فوت ہو گیا ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں' یہاں جو بھی آیا اسے جانا ہے۔ جب محمد رسول اللہ ﷺ جیسی عظیم شخصیت کی بھی وفات ہو گئی تو پھر اور کون ہے جو ہمیشہ زندہ رہے۔ ③ حدیث کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ جب کوئی مصیبت آئے تو مسلمان رسول اللہ ﷺ پر آنے والی مصیبتوں اور مشکلات کو یاد کرے اور نبی علیہ السلام کے اسوۂ حسنہ کو پیش نظر رکھ کر صبر کرے جس طرح نبی علیہ السلام نے ہر مشکل اور مصیبت کے موقع پر صبر کیا اور مصائب پر جزع فزع کا راستہ اختیار نہیں کیا' اسی طرح ہمیں بھی کرنا چاہیے۔

١٦٠٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْحُسَيْنِ، عَنْ أَبِيهَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ أُصِيبَ بِمُصِيبَةٍ، فَذَكَرَ مُصِيبَتَهُ، فَأَحْدَثَ اسْتِرْجَاعاً، وَإِنْ تَقَادَمَ عَهْدُهَا، كَتَبَ اللهُ لَهُ مِنَ الأَجْرِ مِثْلَهُ يَوْمَ أُصِيبَ».

١٦٠٠- حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "جسے کوئی مصیبت آئی' (بعد میں) پھر اسے وہ مصیبت (دوبارہ) یاد آئی تو اس نے نئے سرے سے [إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ] پڑھ لیا' اگرچہ اس کو گزرے طویل عرصہ گزر گیا ہو' اللہ تعالیٰ اس کے لیے اتنا ہی ثواب لکھے گا جتنا (اس دن ملا تھا) جس دن مصیبت آئی تھی۔"

(المعجم ٥٦) - بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ مَنْ عَزَّى مُصَابًا (التحفة ٥٦)

باب: ٥٦- مصیبت زدہ کو تسلی دینے کے ثواب کا بیان

١٦٠١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

١٦٠١- حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی

١٦٠٠- [إسناده ضعيف جدًا] انظر، ح: ٩٥٩ لعلته، وفيه علة أخرى، انظر، ح: ١٥١٢، وقال البوصيري: "في إسناده ضعف".

١٦٠١- [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ٥٩ من حديث قيس به * قيس ضعفه البخاري، والعقيلي وغيرهما،◄◄

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنِي قَيْسٌ أَبُوعُمَارَةَ، مَوْلَى الأَنْصَارِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللهِ بْنَ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يُعَزِّي أَخَاهُ بِمُصِيبَةٍ إِلَّا كَسَاهُ اللهُ سُبْحَانَهُ مِنْ حُلَلِ الْكَرَامَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

ﷺ نے فرمایا: ''جو مومن اپنے بھائی کو کسی مصیبت پر تسلی دیتا ہے' اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن عزت افزائی کا خلعت عطا فرمائے گا۔''

فوائد و مسائل: ① یہ روایت اگر چہ ضعیف ہے' تاہم تعزیت کرنا صحیح روایات سے ثابت ہے۔ علاوہ ازیں دیگر محققین نے مذکورہ روایت کو حسن بھی قرار دیا ہے' دیکھیے: (الصحيحة رقم:١٩٥، الطبعة الجديدة' والإرواء' رقم: ٧٦٤) ② تعزیت کا مطلب ہے مصیبت زدہ سے یا میت کے اقارب سے اظہار افسوس کرنا' انھیں تسلی دینا' صبر کی تلقین کرنا اور ایسی باتیں کرنا جس سے ان کا غم ہلکا ہو' مثلاً یوں کہے: اللہ مرحوم کی مغفرت فرمائے' ان کے درجے بلند فرمائے اور آپ کو صبر پر اجر عظیم دے یا یہ کہنا کہ اللہ کی امانت تھی جو اس نے لے لی وغیرہ۔ ③ تعزیت کرنا مومن سے ہمدردی کا اظہار ہے اور مومن سے ہمدردی ایمان کا جزو ہے۔ ④ [حُلَّة] (خلعت) سے مراد عمدہ لباس ہے جو قیامت کے دن اللہ کی طرف سے بعض نیکیوں کے بدلے میں دیا جائے گا جس سے سب لوگوں کے سامنے اس شخص کی عزت وعظمت اور اس کے بلند مقام کا اظہار ہوگا۔

١٦٠٢- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ عَزَّى مُصَاباً فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ».

١٦٠٢- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی مصیبت زدہ کو تسلی دے' اسے بھی اس (مصیبت زدہ) کے برابر ثواب ملے گا۔''

وقال الذهبي في المغني: "لا يصح حديثه"، ووثقه ابن حبان وغيره، والجرح مقدم، وللحديث شاهدان ضعيفان عن أنس وأبي برزة، وروي مقطوعًا من قول طلحة بن عبيدالله بن كريز نحو المعنى.

١٦٠٢- **[إسناده ضعيف]** أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في أجر من عزى مصابًا، ح:١٠٧٣ من حديث علي بن عاصم به، وقال: "غريب"، وقال البيهقي: "تفرد به علي بن عاصم، وهو أحد ما أنكر عليه، وقد روي عن غيره"، وله متابعات، لا يصح منها شيء * علي تقدم، ح:١٥١٥.

(المعجم ٥٧) - بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ مَنْ أُصِيبَ بِوَلَدِهِ (التحفة ٥٧)

باب:۵۷- جس کی اولاد فوت ہو جائے اس کے ثواب کا بیان

١٦٠٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لاَ يَمُوتُ لِرَجُلٍ ثَلاَثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ فَيَلِجَ النَّارَ إِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ».

۱۶۰۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کے تین بچے فوت ہو جائیں وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا مگر قسم پوری کرنے کے لیے۔''

فوائد و مسائل: ① انسان کو اپنی اولاد سے فطری طور پر زیادہ محبت ہوتی ہے، اس لیے اولاد کی وفات پر صبر کرنے پر خصوصی ثواب ہے۔ ② الولد (اولاد) میں بچے اور بچیاں دونوں شامل ہیں۔ خواہ بچے فوت ہوں یا بچیاں، ثواب برابر ہے۔ ③ یہ ثواب ماں اور باپ دونوں کے لیے ہے۔ ④ قسم پوری کرنے کا یہ مطلب ہے کہ وہ جہنم پر سے گزرے گا، جہنم میں داخل نہیں ہوگا جیسے کہ ارشاد الٰہی ہے: ﴿وَ إِنْ مِّنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا﴾ (مریم:۷۱) ''تم میں سے ہر ایک اس پر ضرور وارد ہونے والا ہے۔ یہ تیرے رب کا قطعی فیصلہ ہے۔'' نیک مومن آسانی سے پار ہو جائیں گے، گناہ گار مومن اور کافر جہنم میں گر جائیں گے۔ اس کے بعد مومنوں کو اپنے اپنے وقت پر جہنم سے نکال لیا جائے گا اور کافر ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہ جائیں گے۔

١٦٠٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا [حَرِيزُ] بْنُ عُثْمَانَ، عَنْ شُرَحْبِيلَ ابْنِ شُفْعَةَ قَالَ: لَقِيَنِي عُتْبَةُ بْنُ عَبْدٍ السُّلَمِيُّ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ لَهُ ثَلاَثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ، لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ، إِلَّا تَلَقَّوْهُ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ، مِنْ أَيِّهَا شَاءَ دَخَلَ».

۱۶۰۴- حضرت عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: ''جس مسلمان کے تین بچے فوت ہو جائیں جو گناہ کی عمر کو نہ پہنچے ہوں، وہ جنت کے آٹھوں دروازوں پر اس کا استقبال کریں گے، جس دروازے سے چاہے (جنت میں) داخل ہو جائے۔''

١٦٠٣- أخرجه البخاري، الجنائز، باب فضل من مات له ولد فاحتسب، ح: ١٢٥١، ومسلم، البر والصلة، باب فضل من يموت له ولد فيحتسبه، ح: ٢٦٣٣ من حديث سفيان به.

١٦٠٤- [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٧/ ١٢٥، ح: ٣٠٩ من حديث محمد بن عبدالله بن نمير وغيره به.

١٦٠٥- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْمَعْنِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يُتَوَفَّى لَهُمَا ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ، لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ، إِلَّا أَدْخَلَهُمُ اللهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَةِ اللهِ إِيَّاهُمْ».

١٦٠٥- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جن دو مسلمانوں (میاں بیوی) کے تین بچے فوت ہو جائیں جو گناہ کی عمر کو نہ پہنچے ہوں تو اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کر کے انھیں جنت میں داخل کر دے گا۔''

فوائد و مسائل: ① گناہ کی عمر سے مراد بالغ ہونا ہے کیونکہ بالغ ہونے سے پہلے بچے کے گناہ لکھے نہیں جاتے' جب بالغ ہو جاتا ہے پھر اس کے گناہ لکھے جاتے ہیں۔ ② بچوں کی وفات پر صبر کا ثواب جنت میں داخلہ ہے۔ ③ یہ ثواب ماں اور باپ دونوں کے لیے ہے۔ ④ مسلمانوں کے فوت ہونے والے بچے جنتی ہیں۔ ⑤ جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ ہر دروازے سے خاص خاص لوگوں کو داخل ہونے کی اجازت ہوگی۔ بعض افراد کو ایک سے زیادہ دروازوں سے داخل ہونے کی اجازت ہوگی' بعض حضرات ایسے بھی ہوں گے جنھیں آٹھوں دروازوں سے داخل ہونے کی اجازت ہوگی وہ جس دروازے سے چاہیں گے' جنت میں چلے جائیں گے۔

١٦٠٦- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ، عَنِ الْعَوَّامِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ، مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَدَّمَ ثَلَاثَةً مِنَ الْوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ كَانُوا لَهُ حِصْنًا حَصِينًا مِنَ النَّارِ» فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ: قَدَّمْتُ اثْنَيْنِ. قَالَ: «وَاثْنَيْنِ»

١٦٠٦- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے تین بچے آگے بھیجے جو گناہ کی عمر کو نہ پہنچے ہوں' وہ اس کے لیے جہنم سے بچاؤ کے لیے ایک مضبوط رکاوٹ بن جائیں گے۔'' حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے دو بچے آگے بھیجے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اور دو بھی (جہنم سے حفاظت کا باعث بن جائیں گے۔'') قُرّاء کے سردار حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے ایک بچہ

١٦٠٥ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب فضل من مات له ولد فاحتسب، ح: ١٢٤٨ من حديث عبدالوارث به.

١٦٠٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في ثواب من قدم ولداً، ح: ١٠٦١ عن نصر به، وقال: "غريب، وأبوعبيدة لم يسمع من أبيه"، وانظر، ح: ١٤٧٨ * وأبومحمد مولى عمر مجهول "تقريب".

فَقَالَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، سَيِّدُ الْقُرَّاءِ: قَدَّمْتُ وَاحِداً. قَالَ: «وَوَاحِداً».

آگے بھیجا ہے۔'' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اور ایک بھی (جہنم سے بچاؤ کا باعث ہوگا۔'')

فائدہ: صحیحین میں تین یا دو بچوں کی وفات پر جنت کی خوشخبری دی گئی ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے (عورتوں سے) فرمایا: ''تم میں سے جو عورت اپنے تین بچے آگے بھیج دے (وہ فوت ہو جائیں) تو وہ اس کے لیے جہنم کی آگ سے رکاوٹ بن جائیں گے۔'' ایک عورت نے کہا: اور دو بچے؟ (کیا ان کی وفات پر صبر کی بھی یہی فضیلت ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو بچے بھی (آگے بھیجنے والی کے لیے یہی بشارت ہے۔'') (صحیح البخاري' الجنائز' باب فضل من مات له ولد فاحتسب' حديث: ١٢٤٩' وصحيح مسلم' البروالصلة والأدب' باب فضل من يموت له ولد فيحتسبه' حديث: ٢٦٣٢) اور بعض حسن روایات میں ایک بچے پر بھی جنت کی بشارت ہے بشرطیکہ ایمان و احتساب ساتھ ہو۔ دیکھیے: (الصحيحة: ٣/٣٩٨' رقم: ١٤٠٨) اس لیے یہ روایت بھی معناً صحیح ہے۔

(المعجم ٥٨) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ أُصِيبَ بِسِقْطٍ (التحفة ٥٨)

باب: ٥٨- ناتمام بچے کی پیدائش کا صدمہ اٹھانے کا ثواب

١٦٠٧ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ. قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ النَّوْفَلِيُّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَسِقْطٌ أُقَدِّمُهُ بَيْنَ يَدَيَّ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ فَارِسٍ أُخَلِّفُهُ خَلْفِي».

١٦٠٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے ساقط الحمل بچہ اپنے آگے بھیجنا' ایک سوار اپنے پیچھے چھوڑنے سے زیادہ پسند ہے۔''

فائدہ: آگے بھیجنے سے مراد بچے کا فوت ہونا ہے۔ وقت سے پہلے پیدا ہونے والا بچہ زندہ نہیں رہتا یا فوت شدہ پیدا ہوتا ہے۔ اس پر صبر کا بھی ثواب ہے' جیسے دوسری صحیح احادیث میں مذکور ہے۔ سوار پیچھے چھوڑنے سے مراد یہ ہے کہ انسان فوت ہو تو اس کا جواں بیٹا موجود ہو جو گھوڑے پر سوار ہو کر جہاد میں شریک ہو سکے۔ یہ روایت ضعیف ہے' تاہم صحیح الخلقت بچے کی وفات کا اجر صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ کوئی بعید نہیں صبر و احتساب کرنے پر بھی اللہ تعالیٰ تام الخلقت والا اجر عطا فرما دے۔ وما ذلك على الله بعزيز.

١٦٠٧ـ [إسناده ضعيف] * يزيد بن عبدالملك ضعيف (تقريب)، وقال المزي في التهذيب والأطراف: "يزيد بن رومان لم يدرك أبا هريرة" قاله البوصيري.

١٦٠٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى، وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، أَبُوبَكْرٍ الْبَكَّائِيُّ. قَالاَ: حَدَّثَنَا أَبُوغَسَّانَ. قَالَ: حَدَّثَنَا مِنْدَلٌ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحَكَمِ النَّخَعِيِّ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عَابِسِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِيهَا، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ السِّقْطَ لَيُرَاغِمُ رَبَّهُ إِذَا أَدْخَلَ أَبَوَيْهِ النَّارَ. فَيُقَالُ: أَيُّهَا السِّقْطُ الْمُرَاغِمُ رَبَّهُ أَدْخِلْ أَبَوَيْكَ الْجَنَّةَ. فَيَجُرُّهُمَا بِسَرَرِهِ حَتّٰى يُدْخِلَهُمَا الْجَنَّةَ».

۱۶۰۸- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ناتمام بچہ اپنے رب سے جھگڑا کرے گا (اصرار کے ساتھ شفاعت کرے گا) جب اس کا رب اس کے والدین کو جہنم میں داخل کرے گا۔ (اس کی اس شفاعت کے نتیجے میں) اسے کہا جائے گا: اے اپنے رب سے جھگڑنے والے ناتمام بچے! اپنے ماں باپ کو جنت میں لے جا' چنانچہ وہ انھیں اپنی آنول سے کھینچ کر جنت میں داخل کر دے گا۔''

قَالَ أَبُوعَلِيٍّ: يُرَاغِمُ رَبَّهُ، يُغَاضِبُ.

ابو علی نے کہا: ''يُرَاغِمُ رَبَّهُ'' کے معنی ہیں ''يُغَاضِبُ'' کہ وہ اپنے رب سے ناراضی کا اظہار کرے گا۔

١٦٠٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمِ بْنِ مَرْزُوقٍ: حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ مُسْلِمٍ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ السِّقْطَ لَيَجُرُّ أُمَّهُ بِسَرَرِهِ إِلَى الْجَنَّةِ، إِذَا احْتَسَبَتْهُ».

۱۶۰۹- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ناتمام بچہ اپنی ماں کو آنول کے ذریعے سے کھینچ کر جنت میں لے جائے گا جبکہ اس نے اس پر صبر کیا ہو۔''

فائدہ: قیامت کے دن شفاعت وہی کر سکے گا جسے اللہ تعالیٰ اجازت دے گا اور اسی کے حق میں شفاعت کرے گا جس کے حق میں شفاعت کرنے کی اسے اجازت ملے گی۔ جو بچہ اپنی ماں کو کھینچ کر جنت میں لے

١٦٠٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ٣/ ٣٥٤، ح: ١١٨٨٦ من حديث مندل به، وانظر، ح: ١٢٤٧ لعلته * وأسماء بنت عابس لا يعرف حالها (تقريب)، وقال البوصيري: "إسناده ضعيف".

١٦٠٩ـ [إسناده ضعيف] * يحيى بن عبيدالله متروك، وأفحش الحاكم فرماه بالوضع (تقريب)، وقال البوصيري: "اتفقوا على ضعفه".

جائے گا' یہ اللہ کے فضل سے اور اس کی اجازت سے ہوگا' یعنی ایسے بچے کی وفات پر صبر کرنے والی عورت جنت میں جائے گی۔ یہ روایت بعض حضرات کے نزدیک صحیح ہے۔

(المعجم ٥٩) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الطَّعَامِ يُبْعَثُ إِلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ (التحفة ٥٩)

باب:٥٩- میت والوں کے ہاں کھانا بھیجنے کا بیان

١٦١٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالاَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: لَمَّا جَاءَ نَعْيُ جَعْفَرٍ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اصْنَعُوا لآلِ جَعْفَرٍ طَعَاماً. فَقَدْ أَتَاهُمْ مَا يَشْغَلُهُمْ، أَوْ أَمْرٌ يَشْغَلُهُمْ».

١٦١٠- حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب حضرت جعفر (بن ابی طالب) رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر آئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جعفر کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کرو' ان کے پاس وہ چیز آ گئی ہے' یا فرمایا: وہ معاملہ آ گیا ہے جس نے انھیں مشغول کر دیا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① غزوۂ موتہ عیسائی رومی سلطنت کے خلاف جمادی الاولیٰ ٨ھ (اگست یا ستمبر ٦٢٩ء) میں پیش آیا۔ ② اس جنگ میں مسلمانوں کے تین عظیم قائد' حضرت زید بن حارثہ' حضرت جعفر طیار بن ابی طالب اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم یکے بعد دیگرے شہید ہوئے۔ آخر کار حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مسلمانوں نے عیسائیوں کو واپس ہونے پر مجبور کر دیا اور خود مسلمان بھی بڑی حکمت سے کام لے کر سلامتی سے واپس آ گئے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الرحیق المختوم' ص:٥٢٦) ③ میت کے اقارب اور ہمسایوں کا فرض ہے کہ میت کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کریں۔ یہ نہیں کہ میت والوں کے ہاں خود مہمان بن کر کھانے کے لیے جمع ہو جائیں۔ میت والوں کے ہاں جمع ہونے کی ممانعت حدیث: (١٦١٢) میں آ رہی ہے۔

١٦١١- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ، أَبُوسَلَمَةَ. قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ

١٦١١- حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو رسول اللہ ﷺ اپنے گھر والوں کے پاس تشریف لے

١٦١٠ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب صنعة الطعام لأهل الميت، ح: ٣١٣٢ من حديث سفيان ابن عيينة به، وصححه الترمذي، والحاكم، والذهبي، وابن السكن.

١٦١١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٧٠ من حديث ابن إسحاق به * أم عون مستورة الحال، وأم عيسى (الخزاعية) لا يعرف حالها (تقريب)، والحديث السابق يغني عنه.

أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أُمِّ عِيسَى الْجَزَّارِ قَالَتْ: حَدَّثَتْنِي أُمُّ عَوْنٍ ابْنَةُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ جَدَّتِهَا أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ قَالَتْ: لَمَّا أُصِيبَ جَعْفَرٌ رَجَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى أَهْلِهِ فَقَالَ: «إِنَّ آلَ جَعْفَرٍ قَدْ شُغِلُوا بِشَأْنِ مَيِّتِهِمْ، فَاصْنَعُوا لَهُمْ طَعَاماً».

گئے اور فرمایا: ''جعفر ؓ کے گھر والے مرحوم کی وجہ سے مشغول ہیں (غم کی وجہ سے کھانا وغیرہ تیار کرنے کی طرف توجہ نہیں کر سکتے) تم لوگ ان کے لیے کھانا تیار کرو۔''

قَالَ عَبْدُ اللهِ: فَمَا زَالَتْ سُنَّةً، حَتَّى كَانَ حَدِيثاً فَتُرِكَ.

عبداللہ بن ابی بکر ؒ نے فرمایا: یہ طریقہ جاری رہا حتی کہ وہ فخر و مباہات اور شہرت کا سبب بن گیا' چنانچہ اسے ترک کر دیا گیا۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ گزشتہ روایت اس سے کفایت کرتی ہے' غالباً اسی وجہ سے دیگر محققین نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ ② میت کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کرنا اور انھیں کھلانا چاہیے۔ ③ یہ کھانا درمیانے درجہ کا ہونا چاہیے۔ جیسا کھانا کوئی شخص اپنے ہاں معمول کے مطابق تیار کرتا ہے' ویسا ہی تیار کروا کر میت والوں کے ہاں بھیج دینا چاہیے' اس میں تکلف کرنے اور دوسروں سے مقابلہ اور فخر کی کیفیت پیدا کرنے سے اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے۔

(المعجم ٦٠) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الاجْتِمَاعِ إِلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ وَصُنْعَةِ الطَّعَامِ (التحفة ٦٠)

باب: ٦٠- میت والوں کے ہاں جمع ہونے اور کھانا تیار کرنے کی ممانعت کا بیان

١٦١٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى. قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ مَخْلَدٍ، [أَبُو الْفَضْلِ. قَالَ:] حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ

١٦١٢- حضرت جریر بن عبداللہ بجلی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ میت والوں کے ہاں جمع ہونے کو اور (جمع ہونے والوں کے لیے) کھانا تیار کرنے کو نوحہ شمار کرتے تھے۔

١٦١٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٠٤، والطبراني في الكبير: ٢/ ٣٠٧، ٣٠٨، ح: ٢٢٧٨، ٢٢٧٩ من طرق عن إسماعيل به، وصححه النووي، والبوصيري * إسماعيل بن أبي خالد وصفه النسائي بالتدليس، (طبقات المدلسين/ المرتبة الثانية)، ولم أجد تصريح سماعه، وباقي السند صحيح.

عَبْدِ اللهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ: كُنَّا نَرَى الاجْتِمَاعَ إِلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ، وَصَنْعَةَ الطَّعَامِ، مِنَ النِّيَاحَةِ.

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:۱۱/۵۰۵ '۵۰۶' وأحكام الجنائز' ص:۱۶۷' و سنن ابن ماجه للدكتور بشار عواد' حديث:۱۶۱۲) بہر حال اس حدیث کی بابت آخر الذکر محققین کی رائے ہی راجح معلوم ہوتی ہے۔ واللہ أعلم۔ ② تعزیت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ جس کسی کی جہاں کہیں میت کے کسی قریبی سے ملاقات ہو وہاں تعزیت کرلے یا اگر میت والے کے ہاں جائے تو تعزیت کر کے واپس آ جائے۔ وہاں بلاضرورت بیٹھ رہنا اور رشتہ داروں اور ہمسایوں کا جمع رہنا خلاف سنت ہے۔ ③ میت کے گھر والوں کے لیے تو کھانا تیار کیا جانا چاہیے لیکن جب دور و نزدیک سے لوگ آ کر تعزیت کے نام پر مہمان بن بیٹھتے ہیں تو کھانا تیار کرنے والے کو ان سب کے لیے کھانا تیار کرنا پڑتا ہے جو ایک ناروا بوجھ ہے۔ ④ اس طرح کے اجتماع کو نوحہ سے اس لیے تشبیہ دی گئی ہے کہ نوحہ میں بھی عورتوں کا اجتماع ہوتا ہے اور اس اکٹھ کا مقصد سوائے اظہار افسوس کے اور کچھ نہیں ہوتا جبکہ یہ مقصد اس طرح جمع ہوئے بغیر بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ اسی طرح مردوں کو بھی اظہار افسوس اور تعزیت کے لیے جمع ہو کر بیٹھنے کی ضرورت نہیں' تعزیت اس کے بغیر بھی ہو سکتی ہے۔

(المعجم ٦١) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ مَاتَ غَرِيبًا (التحفة ٦١)

باب:۶۱- پردیس میں موت کا بیان

١٦١٣- حَدَّثَنَا جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ. قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْمُنْذِرِ الْهُذَيْلُ بْنُ الْحَكَمِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي رَوَّادٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَوْتُ غُرْبَةٍ شَهَادَةٌ».

۱۶۱۳- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے وطنی کی موت شہادت ہے۔''

١٦١٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني: ١١/ ٢٤٦، ح: ١١٦٢٨، وأبويعلى، ح: ٢٣٨١ من حديث الهذيل به، وهو "لين الحديث" كما في التقريب، جرحه البخاري وغيره، وله شواهد كلها ضعيفة، راجع التلخيص الحبير: ٢/ ١٤١، ١٤٢، وبعضها أوردها ابن الجوزي في الموضوعات: ٢/ ٢٢١.

١٦١٤- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى. قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي حُيَيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْمَعَافِرِيُّ، عَنْ أَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: تُوُفِّيَ رَجُلٌ بِالْمَدِينَةِ مِمَّنْ وُلِدَ بِالْمَدِينَةِ. فَصَلّٰى عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «يَا لَيْتَهُ مَاتَ فِي غَيْرِ مَوْلِدِهِ». فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ النَّاسِ: وَلِمَ يَارَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا مَاتَ فِي غَيْرِ مَوْلِدِهِ قِيسَ لَهُ مِنْ مَوْلِدِهِ إِلٰى مُنْقَطَعِ أَثَرِهِ فِي الْجَنَّةِ».

۱۶۱۴- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: مدینہ میں ایک آدمی فوت ہو گیا' اس کی ولادت بھی مدینہ میں ہوئی تھی۔ نبی ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھایا اور فرمایا: ''کاش! وہ اپنے مقام پیدائش کے سوا (کسی اور مقام پر) فوت ہوتا۔'' حاضرین میں سے ایک صاحب نے کہا: اے اللہ کے رسول! (آپ یہ تمنا) کیوں (کر رہے ہیں)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی اپنی پیدائش کی جگہ کے علاوہ کسی اور مقام پر فوت ہوتا ہے تو اس کے لیے مقام پیدائش سے مقام وفات تک پیمائش کر کے (اس کے برابر جگہ) جنت میں دی جاتی ہے۔''

فائدہ: اللہ کا یہ انعام اس مومن کے لیے ہے جو وطن سے دور فوت ہوتا ہے اور یہ محض اس کا احسان ہے جس میں بندے کی کسی کوشش یا ارادے کو دخل نہیں۔ اس کے نیک اعمال کی وجہ سے اس کے علاوہ بھی جنت میں بہت سی جگہ مل سکتی ہے لیکن یہ خصوصی انعام ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٦٢) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ مَاتَ مَرِيضًا (التحفة ٦٢)

باب: ۶۲- بیماری میں وفات کا بیان

١٦١٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ. قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ. قَالَ: أَنْبَأَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ أَبِي السَّفَرِ. قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ

۱۶۱۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص بیمار ہو کر مرا' وہ شہید ہوا' اسے قبر کے عذاب سے محفوظ رکھا جائے گا اور اسے صبح وشام جنت سے رزق دیا جاتا ہے۔''

١٦١٤ـ [إسناده حسن] أخرجه النسائي: ٤/٧، الجنائز، الموت بغير مولده، ح: ١٨٣٣ من حديث ابن وهب به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ٧٢٩.

١٦١٥ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن الجوزي في الموضوعات: ٣/ ٢١٦ من حديث ابن جريج به * إبراهيم ابن محمد الأسلمي متروك (تقريب).
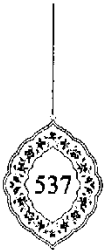
أَبِي عَطَاءٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ وَرْدَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ مَاتَ مَرِيضاً مَاتَ شَهِيداً وَوُقِيَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَغُدِيَ وَرِيحَ عَلَيْهِ بِرِزْقِهِ مِنَ الْجَنَّةِ».

فائدہ: اس روایت کی سند میں ایک راوی ''ابن جریج'' ہے۔اس سے غلطی ہوئی ہے یا ''ابراہیم بن محمد بن ابوعطاء'' نے غلطی کی ہے اس لیے یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ صحیح نہیں ہے۔اصل میں یہ فضیلت جہاد کے موقع پر سرحدوں کی حفاظت کرنے والے کے لیے ہے۔صحیح مسلم میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دن رات سرحد پر ٹھہرنا ایک مہینے کے روزوں اور قیام سے بہتر ہے اور اگر وہ (محاذ پر ٹھہرنے کے دوران میں) فوت ہوگیا تو اس کا وہ عمل جاری رہے گا جو وہ کرتا تھا (اس عمل کا ثواب مرنے کے بعد بھی مسلسل ملتا رہے گا) اور اس کا رزق اسے ملتا رہے گا اور وہ آزمائش سے محفوظ رہے گا۔'' (صحیح مسلم' الإمارة' باب فضل الرباط في سبيل الله عزو جل' حديث:١٦٣)

(المعجم ٦٣) - بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنْ كَسْرِ عِظَامِ الْمَيِّتِ (التحفة ٦٣)

باب:٦٣- مردے کی ہڈیاں توڑنا منع ہے

١٦١٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ. قَالَ: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِهِ حَيًّا».

١٦١٦- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میت کی ہڈی توڑنا ایسے ہی ہے' جیسے اس کی زندگی میں توڑنا۔''

فوائد و مسائل: ① دین اسلام نے جس طرح انسان کی زندگی میں اس کے ساتھ بدسلوکی اور بے حرمتی کو ممنوع قرار دیا ہے اسی طرح اس کے فوت ہو جانے کے بعد بھی اس کی عزت و تکریم اور حرمت کو برقرار رکھا ہے۔② موجودہ دور میں پوسٹ مارٹم کے نام سے مردہ انسان کی چیر پھاڑ کا کام غیر شرعی ہے۔انتہائی شدید شرعی مصلحت کے بغیر اس پر عمل کرنا ناجائز ہے۔سعودی علمائے کرام نے اس مسئلے کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے:

١٦١٦ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب في الحفار يجد العظم هل يتنكب ذٰلك المكان؟، ح:٣٢٠٧ من حديث عبدالعزيز الدراوردي به، وصححه ابن حبان، وابن الجارود وغيرهما، وحسنه ابن القطان الفاسي.

① کسی فوجداری دعویٰ کی تحقیق کی غرض سے پوسٹ مارٹم۔② وبائی امراض کی تحقیق کی غرض سے پوسٹ مارٹم۔ ③ تعلیم وتعلم، یعنی اعلیٰ تعلیمی مقاصد کے لیے پوسٹ مارٹم۔ پہلی اور دوسری صورت میں پوسٹ مارٹم جائز ہے کیونکہ ان صورتوں میں امن وامان اور معاشرے کو وبائی امراض سے بچانے کی بہت سی مصلحتیں کارفرما ہیں اور اس میں اس میت کی بے حرمتی کا جو پہلو ہے، جس کا پوسٹ مارٹم کیا جارہا ہو، وہ ان یقینی اور بہت سی مصلحتوں کے مقابلے میں چھپ جاتا ہے۔ باقی رہی تیسری قسم، یعنی تعلیمی مقاصد کے لیے پوسٹ مارٹم، تو شریعت اسلامیہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ مصالح کو زیادہ سے زیادہ حاصل کیا جائے اور مفاسد کو کم سے کم کیا جائے، خواہ اس کے لیے دو ضرر رساں چیزوں میں سے اس کا ارتکاب کرنا پڑے جس کا ضرر کم ہو اور اسے ختم کیا جا سکے جس کا نقصان زیادہ ہو اور جب مصالح میں تعارض ہو تو اسے اختیار کر لیا جائے گا جو راجح ہو، حیوانی لاشوں کا پوسٹ مارٹم انسانی لاشوں کے پوسٹ مارٹم کا بدل نہیں ہو سکتا اور پوسٹ مارٹم میں چونکہ بہت سی مصلحتیں ہیں جو آج کی علمی ترقی کے باعث طبی مقاصد کے لیے بہت کارآمد ہیں، لہٰذا انسانی لاش کا پوسٹ مارٹم جائز ہے لیکن شریعت نے چونکہ مسلمان کو موت کے بعد بھی اسی طرح عزت وتکریم سے نوازا ہے جس طرح زندگی میں اسے عزت وشرف سے سرفراز کیا ہے جیسا کہ مذکورہ روایت میں ہے۔ اور پوسٹ مارٹم چونکہ عزت وتکریم کے منافی ہے اور اس میں انسانی لاش کی بے حرمتی ہے اور پوسٹ مارٹم کی ضرورت چونکہ غیر معصوم، یعنی مرتد اور حربی لوگوں کی لاشوں کے آسانی سے میسر آ جانے کی وجہ سے پوری ہو جاتی ہے، لہٰذا اس مقصد کے لیے غیر معصوم، یعنی مرتد اور حربی لوگوں کی لاشوں کو استعمال کرنے پر اکتفا کیا جائے اور ان کے علاوہ دیگر لاشوں کو استعمال نہ کیا جائے۔ واللہ أعلم. (تفصیل کے لیے دیکھیے: فتاویٰ اسلامیہ (اُردو): ۲/ ۹۷، ۹۸ مطبوعہ دارالسلام لاہور۔)

١٦١٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ زِيَادٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَمْعَةَ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِ عَظْمِ الْحَيِّ فِي الْإِثْمِ».

۱۶۱۷- حضرت ام المومنین ام سلمہ ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”مردے کی ہڈی توڑنا گناہ کے لحاظ سے ایسا ہی ہے جیسے زندہ کی ہڈی توڑنا۔“

(المعجم ٦٤) - بَابُ مَا جَاءَ فِي ذِكْرِ مَرَضِ رَسُولِ اللهِ ﷺ (التحفة ٦٤)

باب: ۶۴- رسول اللہ ﷺ کے مرض وفات کا بیان

١٦١٧- [إسناده ضعيف] والحديث السابق يغني عنه * عبدالله بن زياد مجهول (تقريب)، وقال الذهبي: "لا يُدرى من هو؟".

١٦١٨- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ: أَيْ أُمَّهْ أَخْبِرِينِي عَنْ مَرَضِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. قَالَتِ: اشْتَكَى فَعَلَقَ يَنْفُثُ. فَجَعَلْنَا نُشَبِّهُ نَفْثَهُ بِنَفْثَةِ آكِلِ الزَّبِيبِ. وَكَانَ يَدُورُ عَلَى نِسَائِهِ. فَلَمَّا ثَقُلَ اسْتَأْذَنَهُنَّ أَنْ يَكُونَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ وَأَنْ يَدُرْنَ عَلَيْهِ.

۱۶۱۸- حضرت عبیداللہ بن عبداللہ بن عقبہ رحمہ اللہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے استفسار کرتے ہوئے کہا: امی جان! مجھے اللہ کے رسول ﷺ کے (قرب وفات) مرض کے متعلق بتائیے۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بیمار ہو گئے۔ آپ پھونک مارنے لگے۔ ہم آپ کی پھونک کو منقیٰ کھانے والے کی پھونک سے تشبیہ دیتے تھے۔ آپ باری باری ازواج مطہرات کے ہاں اقامت فرماتے تھے۔ جب آپ زیادہ بیمار ہو گئے تو امہات المومنین سے اجازت طلب کی کہ نبی ﷺ خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ٹھہرے رہیں اور ازواج مطہرات اپنی اپنی باری پر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتی رہیں۔

قَالَتْ: فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ. وَرِجْلَاهُ تَخُطَّانِ بِالْأَرْضِ. أَحَدُهُمَا الْعَبَّاسُ.

ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ دو آدمیوں کے درمیان (ان کے سہارے سے چلتے ہوئے) میرے گھر میں داخل ہوئے اور (ضعف کی وجہ سے) آپ کے قدم مبارک زمین پر لکیر بناتے آ رہے تھے۔ ان دو حضرات میں سے ایک حضرت عباس رضی اللہ عنہ تھے۔

فَحَدَّثْتُ بِهِ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ: أَتَدْرِي مَنِ الرَّجُلُ الَّذِي لَمْ تُسَمِّهِ عَائِشَةُ؟ هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ.

(عبیداللہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ) میں نے یہ حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے بیان کی۔ انھوں نے فرمایا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ دوسرے صاحب کون تھے جن کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نام نہیں لیا؟ وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔

١٦١٨ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب الغسل والوضوء في المخضب والقدح والخشب والحجارة، ح: ١٩٨، ومسلم، الصلاة، باب استخلاف الإمام إذا عرض له عذر من مرض أو سفر وغيرهما من يصلي بالناس . . . الخ، ح: ٤١٨ من حديث الزهري به مطولاً ومختصرًا.

فوائد و مسائل: ① ''منقیٰ کھانے والے کی پھونک'' کا مطلب یہ ہے کہ منقیٰ یا ایسی کوئی اور چیز کھانے والا آدمی بیجوں کو منہ سے نکالتا ہے تو اس انداز سے پھینکتا ہے کہ ہاتھ سے مدد لیے بغیر بیج دور چلے جاتے ہیں۔ اس پھونک کا مطلب یا تو دعائیں اور سورتیں پڑھ کر بدن پر دم کرنا ہے جیسے کہ پہلے بھی آپ طبیعت کی ناسازی کے موقع پر اپنے آپ کو دم کر لیا کرتے تھے یا سوتے وقت قرآن مجید کی آخری تین سورتیں پڑھ کر ہاتھوں پر پھونک مار کر پورے جسم پر ہاتھ پھیرا کرتے تھے۔ یا یہ مطلب ہے کہ منقیٰ یا انگور زمین پر گر کر اسے غبار لگ جائے تو ہلکی سی پھونک مار کر اسے صاف کر لیا جاتا ہے' بخار کی شدت کی وجہ سے آپ کو سانس زور سے آرہا تھا جیسے کسی چیز پر پھونک ماری جائے۔ اس صورت میں ام المومنین رضی اللہ عنہا کا مقصد مرض کی شدت کا اظہار ہوگا۔ ② رسول اللہ ﷺ نے مرض کی شدت میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے درمیان عدل و انصاف اور مساوات کا اعلیٰ معیار پیش نظر رکھا تاکہ تمام خواتین مطمئن رہیں اور کسی کو یہ احساس نہ ہو کہ اس کے حق کی ادائیگی میں معمولی سی بھی کمی رہ گئی ہے' حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ نے خصوصی حکم نازل فرما دیا تھا' چنانچہ نبی ﷺ پر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے درمیان باری کا اہتمام فرض نہیں تھا۔ دیکھیے: (الأحزاب:٥١) اس میں ہمارے لیے سبق ہے کہ بیویوں میں یا اولاد میں انصاف کا زیادہ سے زیادہ ممکن حد تک خیال رکھا جائے۔ ③ مساوات ہی کا ایک مظہر یہ بھی ہے کہ جب شدت مرض کی وجہ سے نبی ﷺ کا روزانہ گھر تبدیل کرنا مشکل ہو گیا تو سب کی اجازت سے ایک گھر میں قیام فرمایا۔ اس دوران میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو برابر خدمت کا موقع دیا۔ ④ اس حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا اظہار ہے کہ ان کے حجرہ شریف کو نبی ﷺ کی آرام گاہ بننے کا شرف حاصل ہوا اور وفات کے بعد آپ وہیں دفن ہوئے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ اللہ کے افضل ترین بندے ہونے کے باوجود ایک انسان ہی تھے' اس لیے دوسرے انسانوں کی طرح آپ کا جسم اطہر بھی بیماری سے متاثر ہوا اور جسمانی طور پر اس قدر ضعف لاحق ہوا کہ بغیر سہارے کے قدم اٹھانا بھی مشکل ہو گیا۔ ⑥ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کو سہارا دینے والے دوسرے آدمی کا نام نہیں لیا۔ بعض لوگوں نے اس کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ناراضی پر محمول کیا ہے۔ یہ ان حضرات کی غلط فہمی ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان ہونے والی جنگ (جنگ جمل) میں ان دونوں مقدس ہستیوں کا کوئی قصور نہیں تھا بلکہ یہ منافقین کی سازش تھی۔ جنگ کے دوران میں جونہی حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے' جنگ بند ہو گئی۔ بعد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس جنگ میں شرکت کو نہ صرف اپنی غلطی تسلیم کیا بلکہ اس کے کفارہ کے طور پر بار بار غلام آزاد کرتی رہیں۔ اس صورت میں یہ تصور کرنا ممکن نہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام لینا پسند نہیں کیا کہ جنگ جمل میں یہ ان کے مقابل کیوں ہوئے۔ اصل بات یہ ہے کہ مذکورہ واقعہ کے دوران میں ایک طرف تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے سہارا دیا تھا' دوسری طرف تھوڑی دور تک حضرت علی رضی اللہ عنہ اور تھوڑی دور تک حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے سہارا دیا تھا۔ ⑦ حضرات تابعین رحمہم اللہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم

کا انتہائی احترام کرتے تھے۔ حضرت عائشہ ؓ نے حضرت عباس ؓ کے ساتھ دوسرے آدمی کا نام نہیں لیا تو حضرت عبیداللہ ؒ نے پوچھنے کی جرأت نہیں کی کہ اگر ام المومنین ؓ کسی وجہ سے ان کا ذکر نہیں کرنا چاہتیں تو کوئی بات نہیں کسی اور صحابی سے اس چیز کا علم ہو جائے گا' اس لیے طالب علم کو چاہیے کہ استاد کے جذبات کا زیادہ سے زیادہ احترام کرے۔ اگر استاد کسی وقت کسی وجہ سے ایک مسئلہ کی وضاحت نہیں کرنا چاہتا تو اسے مجبور نہ کرے' پھر کبھی اس کی وضاحت ہو جائے گی یا کوئی دوسرا عالم یہ بات بتا دے گا۔

١٦١٩ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَعَوَّذُ بِهٰؤُلاَءِ الْكَلِمَاتِ «أَذْهِبِ الْبَأْسَ. رَبَّ النَّاسِ. وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي. لاَ شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ. شِفَاءً لاَ يُغَادِرُ سَقماً» فَلَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ ﷺ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ أَخَذْتُ بِيَدِهِ فَجَعَلْتُ أَمْسَحُهُ وَأَقُولُهَا. فَنَزَعَ يَدَهُ مِنْ يَدِي ثُمَّ قَالَ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ الأَعْلٰى». قَالَتْ: فَكَانَ هٰذَا آخِرَ مَا سَمِعْتُ مِنْ كَلاَمِهِ ﷺ.

١٦١٩- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ان الفاظ کے ساتھ اللہ کی پناہ حاصل کرتے تھے: [أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ' وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي' لَاشِفَاءَ إِلَّاشِفَاؤُكَ' شِفَاءً لَّايُغَادِرُ سَقَمًا] ''اے انسانوں کے رب! بیماری دور کر دے اور شفا دے دے تو ہی شفا دینے والا ہے' تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں' ایسی شفا عطا فرما جو بیماری کو بالکل باقی نہ چھوڑے۔'' جس بیماری میں نبی ﷺ کی وفات ہوئی' اس کے دوران میں جب طبیعت زیادہ ناساز ہو گئی تو میں یہ دعا پڑھتی اور نبی ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کے جسم پر پھیرتی تھی۔ (حیات مبارکہ کے آخری دن جب میں نے دم کرنا چاہا) تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے ہاتھ سے نکال لیا اور فرمایا: [اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ الْأَعْلٰى] ''اے اللہ! میری مغفرت فرما اور مجھے بلند مرتبہ ساتھیوں سے ملا دے۔'' ام المومنین ؓ نے فرمایا: یہ آخری الفاظ ہیں جو میں نے آپ ﷺ کی زبان مبارک سے سنے۔

١٦١٩- أخرجه البخاري، المرض، باب دعاء العائد للمريض، ح: ٥٦٧٥، ٥٧٤٣، ٥٧٥٠، ومسلم، السلام، باب استحباب رقية المريض، ح: ٢١٩١ من حديث أبي معاوية عن الأعمش وغيره من حديث مسلم أبي الضحٰى به، وتابعه إبراهيم النخعي.

فوائد و مسائل: ① دعا کے ساتھ اللہ کی پناہ حاصل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بیماری سے حفاظت یا نجات کے لیے ان الفاظ کے ساتھ اللہ سے دعا فرمایا کرتے تھے۔ ② بیماری کے موقع پر مسنون الفاظ کے ساتھ دعا اور دم کرنا چاہیے تاکہ ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ شفا عطا فرمائے۔ ③ مشکلات کو حل کرنے اور بیماری سے شفا دینے کا اختیار صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ خود نبی ﷺ نے بھی اللہ ہی سے شفا مانگی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی فرمایا تھا: ﴿وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ﴾ (الشعرآء: ۸۰/۲۶) ''اور جب میں بیمار پڑ جاؤں تو وہی مجھے شفا عطا فرماتا ہے۔'' اس لیے صحت و عافیت کا سوال صرف اللہ سے کرنا چاہیے۔ ④ [الرفيق الأعلى] سے مراد انبیاء و اولیاء ہیں جو نبیٔ اکرم ﷺ سے پہلے رحلت فرما کر جنت میں پہنچ گئے۔ جیسے کہ اگلی حدیث سے اس کی وضاحت ہوتی ہے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ کے ان الفاظ کو موت کی تمنا قرار نہیں دینا چاہیے بلکہ یہ اللہ کے فیصلے پر رضامندی (رضا بالقضا) کا اظہار ہے۔ موت کی تمنا اس وقت منع ہے جب اس کا سبب دنیا کی مشکلات سے پریشانی ہو۔ شہادت کی تمنا بھی ممنوع نہیں۔

١٦٢٠- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ نَبِيٍّ يَمْرَضُ إِلَّا خُيِّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ». قَالَتْ: فَلَمَّا كَانَ مَرَضُهُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ أَخَذَتْهُ بُحَّةٌ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: ﴿مَعَ ٱلَّذِينَ أَنْعَمَ ٱللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ وَٱلصِّدِّيقِينَ وَٱلشُّهَدَآءِ وَٱلصَّـٰلِحِينَ﴾ [النساء: ٦٩] فَعَلِمْتُ أَنَّهُ خُيِّرَ.

۱۶۲۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''جو بھی نبی بیمار ہوتا ہے اسے دنیا اور آخرت میں سے ایک چیز کے انتخاب کا اختیار دیا جاتا ہے۔'' ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ پر وہ بیماری آئی جس میں آپ کی وفات ہوئی (اس دوران میں ایک دفعہ) نبی ﷺ کی آواز بھاری ہوگئی۔ میں نے سنا تو آپ فرما رہے تھے: ﴿مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ﴾ ''ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعامات نازل کیے ہیں نبیوں صدیقوں شہیدوں اور نیک لوگوں میں سے۔'' تب مجھے یقین ہوگیا کہ نبی ﷺ کو وہ اختیار دے دیا گیا ہے۔

١٦٢٠ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب: "فأولئك مع الذين أنعم الله عليهم من النبيين"، ح: ٤٥٨٦ من حديث إبراهيم بن سعد، ومسلم، فضائل الصحابة، باب في فضائل عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها، ح: ٢٤٤٤ من حديث سعد به.

فوائد و مسائل: ① نبیوں کو دنیا میں رہنے یا اللہ کے پاس جانے کا اختیار دیا جانا ان کے مقام و مرتبہ اور شرف و منزلت کے اظہار کے لیے ہے لیکن انبیائے کرام رضا بالقضا کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہوتے ہیں اس لیے وہ دنیا کے مقابلے میں آخرت ہی کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس طرح ان کی وفات بھی اسی وقت پر ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مقرر کر رکھا ہوتا ہے۔ اس مقررہ وقت میں تقدیم و تاخیر نہیں ہوتی۔ ② اس بیماری سے مراد مرضِ وفات ہے۔ ہر بیماری کے موقع پر اختیار دیا جانا مراد نہیں۔ ③ اس موقع پر نبی ﷺ نے جو آیت مبارکہ تلاوت فرمائی' اس سے ارشاد مبارک [اَلحِقْنِي بِالرَّفِيقِ الْأَعْلٰى] کی وضاحت ہوگئی۔ ④ بندوں کے یہ چار گروہ انعام یافتہ ہیں۔ ان میں سے نبوت کا منصب تو محض اللہ کی مشیت کے مطابق اس کے منتخب بندوں کو تفویض ہوا' اس میں بندے کی محنت اور کوشش کا کوئی دخل نہیں۔ باقی تینوں درجات (صدیق' شہید' صالح) ایسے ہیں کہ بندہ کوشش کرے تو اللہ کی توفیق سے انھیں حاصل کر سکتا ہے۔ مومن کو کوشش کرنی چاہیے کہ ان میں سے کوئی درجہ اسے حاصل ہو جائے۔

١٦٢١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ زَكَرِيَّا، عَنْ فِرَاسٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ: اجْتَمَعْنَ نِسَاءُ النَّبِيِّ ﷺ. فَلَمْ تُغَادِرْ مِنْهُنَّ امْرَأَةٌ. فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ كَأَنَّ مِشْيَتَهَا مِشْيَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ: «مَرْحَبًا بِابْنَتِي» ثُمَّ أَجْلَسَهَا عَنْ شِمَالِهِ. ثُمَّ إِنَّهُ أَسَرَّ إِلَيْهَا حَدِيثاً. فَبَكَتْ فَاطِمَةُ. ثُمَّ إِنَّهُ سَارَّهَا. فَضَحِكَتْ أَيْضًا. فَقُلْتُ لَهَا: مَا يُبْكِيكِ؟ قَالَتْ: مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقُلْتُ: مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ فَرَحًا أَقْرَبَ مِنْ حُزْنٍ. فَقُلْتُ لَهَا حِينَ بَكَتْ: أَخَصَّكِ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِحَدِيثٍ

١٦٢١- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: (ایک بار) نبی ﷺ کی ازواج مطہرات ؓ (ایک جگہ) جمع تھیں' ان میں سے کوئی بھی غیر حاضر نہ تھی۔ (اتنے میں) حضرت فاطمہ ؓ تشریف لے آئیں۔ ان کی چال رسول اللہ ﷺ کی چال سے انتہائی مشابہ تھی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میری بیٹی کو خوش آمدید۔'' پھر انھیں اپنی بائیں طرف بٹھا لیا اور چپکے سے انھیں کوئی بات بتائی تو حضرت فاطمہ ؓ رونے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں پھر چپکے سے کوئی بات بتائی تو وہ ہنس پڑیں۔ میں نے ان سے کہا: آپ رو کیوں رہی تھیں؟ انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کا راز ظاہر نہیں کر سکتی۔ میں نے کہا: میں نے کبھی اس طرح غم کے فوراً بعد خوشی حاصل ہوتے نہیں دیکھی

١٦٢١ـ أخرجه البخاري، المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، ح: ٣٦٢٣، ٣٦٢٤، ومسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل فاطمة [بنت النبي ﷺ] رضي الله عنها، ح: ٢٤٥٠ من حديث زكريا به، وتابعه أبوعوانة.

دُونَنَا ثُمَّ تَبْكِينَ؟ وَسَأَلْتُهَا عَمَّا قَالَ. فَقَالَتْ: مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللهِ ﷺ. حَتَّى إِذَا قُبِضَ سَأَلْتُهَا عَمَّا قَالَ. فَقَالَتْ: إِنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُنِي أَنَّ جِبْرَائِيلَ كَانَ يُعَارِضُهُ بِالْقُرْآنِ فِي كُلِّ عَامٍ مَرَّةً. وَأَنَّهُ عَارَضَهُ بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ «وَلاَ أُرَانِي إِلَّا قَدْ حَضَرَ أَجَلِي. وَأَنَّكِ أَوَّلُ أَهْلِي لُحُوقًا بِي. وَنِعْمَ السَّلَفُ أَنَا لَكِ» فَبَكَيْتُ. ثُمَّ إِنَّهُ سَارَّنِي فَقَالَ: «أَلاَ تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ، أَوْ نِسَاءِ هٰذِهِ الأُمَّةِ؟» فَضَحِكْتُ لِذٰلِكَ.

جس طرح آج دیکھی ہے۔ جب وہ روئی تھیں، تو میں نے ان سے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہم سب کو چھوڑ کر آپ سے خاص طور پر بات کی ہے (یہ تو ایک شرف اور خوشی کی بات ہے) پھر بھی آپ رو رہی ہیں؟ میں نے ان سے پوچھا کہ نبی ﷺ نے کیا فرمایا تھا۔ انھوں نے کہا: میں اللہ کے رسول ﷺ کا راز ظاہر نہیں کر سکتی۔ جب نبی ﷺ کی وفات ہو گئی تو اس کے بعد (کسی مناسب موقع پر) میں نے ان سے (پھر) پوچھ لیا کہ آپ ﷺ نے کیا فرمایا تھا۔ حضرت فاطمہ ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مجھے بتا رہے تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کے ساتھ ہر سال ایک بار قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے' اس سال دو بار دور کیا ہے۔ (اور آپ ﷺ نے فرمایا:) ''میرا یہی خیال ہے کہ میرا وقت قریب آ گیا ہے اور میرے گھرانے میں سب سے پہلے تم مجھ سے ملو گی اور میں تمھارا بہتر پیش رو ہوں۔'' (یہ سن کر) مجھے رونا آ گیا' پھر نبی ﷺ نے مجھ سے سرگوشی میں فرمایا: ''کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ تم مومنوں کی عورتوں کی سردار ہو؟ یا فرمایا: کہ تم اس امت کی عورتوں کی سردار ہو؟'' اس (خوشخبری) کی وجہ سے مجھے ہنسی آ گئی۔

فوائد و مسائل: ① یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کے مرض وفات کے دوران میں پیش آیا جب تمام امہات المومنین ؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھیں۔ مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری ؒ نے ''الرحیق المختوم'' میں اسے حیات مبارکہ کے آخری دن کا واقعہ قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ آخری دن نہیں بلکہ آخری ہفتے میں کسی دن پیش آیا تھا۔ واللہ أعلم۔ دیکھیے: (الرحیق المختوم اردو، طبع مکتبہ سلفیہ ص: ٦٢٨) ② اس حدیث میں حضرت فاطمہ ؓ کے شرف اور فضیلت کا اظہار ہے جنھیں رسول اللہ ﷺ نے خصوصی راز عطا فرمایا۔ ③ راز کے طور پر بتائی ہوئی بات ظاہر کرنا مناسب نہیں کیونکہ راز ایک

امانت کی حیثیت رکھتا ہے اور امانت میں خیانت کرنا حرام ہے۔ ④ رسول اللہ ﷺ کا حضرت فاطمہ ؓ کو مستقبل کی خبر دینا اور واقعات کا اسی طرح پیش آنا آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کی دلیل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جس قدر پیش گوئیاں فرمائی ہیں' وہ سب کی سب بعینہٖ اسی طرح پوری ہوئی ہیں جس طرح فرمائی گئی تھیں جن پیش گوئیوں کے پورا ہونے کا ابھی وقت نہیں آیا' ان کے بارے میں بھی ہمارا ایمان ہے کہ وہ ضرور پوری ہوں گی۔ ⑤ حفاظ کرام کا آپس میں قرآن کا دور کرنا اور بالخصوص رمضان المبارک میں اس کا اہتمام کرنا سنت نبوی ہے۔ ⑥ عمر کے آخری حصے میں نیکی کے کاموں کا اہتمام زیادہ ہونا چاہیے۔ ⑦ دوست احباب اور اقارب کے لیے اگر کسی خوش کن خبر کا علم ہو تو انھیں خوش خبری دینی چاہیے۔

١٦٢٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ الْمِقْدَامِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: مَا رَأَيْتُ أَحَداً أَشَدَّ عَلَيْهِ الْوَجَعُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

١٦٢٢- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی پر تکلیف کی شدت نہیں دیکھی۔

فائدہ: جان نکلنے کی سختی یا نرمی اور چیز ہے اور بیماری کی وجہ سے جسم کا تکلیف محسوس کرنا اور چیز ہے۔ بعض اوقات مرض کی شدت کی وجہ سے وفات تک تکلیف رہتی ہے' یہ جسمانی تکلیف ہے' جس کا انسان کے نیک یا بد ہونے سے کوئی تعلق نہیں۔ جان نکلتے وقت فرشتوں کی سختی کی وجہ سے حاصل ہونے والی تکلیف کا تعلق روح سے ہے' اسے قریب بیٹھے ہوئے لوگ بھی محسوس نہیں کر سکتے' البتہ یہ تکلیف نیک لوگوں کو نہیں ہوتی' گناہ گاروں اور کافروں کو ان کے جرائم کے مطابق کم یا زیادہ ہوتی ہے۔

١٦٢٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مُوسَى

١٦٢٣- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب کہ آپ کا آخری وقت تھا۔ آپ کے پاس پانی کا ایک پیالہ

١٦٢٢- أخرجه البخاري، المرض، باب شدة المرض، ح: ٥٦٤٦ من حديث سفيان وغيره به، ومسلم، البر والصلة والآداب، باب ثواب المؤمن فيما يصيبه من مرض أو حزن . . . الخ، ح: ٢٥٧٠ عن ابن نمير عن مصعب.

١٦٢٣- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في التشديد عند الموت، ح: ٩٧٨ من حديث الليث به، وقال: "حسن غريب"، وصححه الحاكم: ٢/ ٤٦٥ و٣/ ٥٦، ٥٧، والذهبي، وعند الترمذي وغيره: يزيد بن عبدالله بن الهاد عن موسى به * وموسى وثقه الترمذي، والحاكم وغيرهما، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن.

ابْنِ سَرْجِسَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ يَمُوتُ وَعِنْدَهُ قَدَحٌ فِيهِ مَاءٌ. فَيُدْخِلُ يَدَهُ فِي الْقَدَحِ، ثُمَّ يَمْسَحُ وَجْهَهُ بِالْمَاءِ ثُمَّ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلٰى سَكَرَاتِ الْمَوْتِ».

تھا۔ نبی ﷺ پیالے میں ہاتھ ڈالتے' پھر پانی (والا ہاتھ) چہرے پر پھیر لیتے' پھر فرماتے: ''اے اللہ! موت کی سختیوں پر میری مدد فرما۔''

فوائد ومسائل: ① یہی واقعہ صحیح بخاری میں بھی ہے' اس میں یہ الفاظ ہیں: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ إِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ] ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' یقیناً موت کی سختیاں ہوتی ہیں۔'' (صحیح البخاري' المغازي' باب مرض النبي ﷺ ووفاته' حدیث:۴۴۴۹) ② رسول اللہ ﷺ نے زندگی کے آخری وقت میں چہرے پر پانی والا ہاتھ پھیرا۔ اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو آخری ایام میں سخت بخار تھا' اس لیے وفات سے چار دن پہلے (جمعرات اور جمعے کی درمیانی رات) عشاء کے وقت نبی ﷺ نے غسل فرمایا تھا تاکہ بخار کی شدت کم ہو تو نماز باجماعت ادا فرمائیں لیکن ضعف کی شدت کی وجہ سے مسجد میں تشریف نہ لے جا سکے۔ ③ نبی اکرم ﷺ نے آخری وقت بھی اللہ کی طرف توجہ فرمائی اور اسی کا ذکر فرمایا' اس لیے مسلمان کو چاہیے کہ سخت سے سخت حالات میں بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف توجہ کرے۔

١٦٢٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، سَمِعَ أَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: آخِرُ نَظْرَةٍ نَظَرْتُهَا إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ، كَشْفُ السِّتَارَةِ يَوْمَ الاِثْنَيْنِ. فَنَظَرْتُ إِلٰى وَجْهِهِ كَأَنَّهُ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ وَالنَّاسُ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ فِي الصَّلَاةِ. فَأَرَادَ أَنْ يَتَحَرَّكَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ أَنِ اثْبُتْ. وَأَلْقَى السِّجْفَ. وَمَاتَ فِي آخِرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ.

۱۶۲۴- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے آخری بار رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ مبارک کی زیارت اس وقت کی جب سوموار کے دن نبی ﷺ نے (حضرت عائشہ ؓ کے حجرۂ مبارکہ کا) پردہ ہٹایا' میری نظر آپ کے چہرۂ مبارک پر پڑی تو وہ یوں محسوس ہو رہا تھا گویا قرآن مجید کا ایک ورق ہو۔ (اس وقت) لوگ حضرت ابوبکر ؓ کی اقتدا میں نماز (فجر) ادا کر رہے تھے۔ حضرت ابوبکر ؓ نے (اپنی جگہ سے) ہٹنا چاہا تو نبی ﷺ نے اشارہ فرمایا کہ (وہیں) کھڑے رہو اور پردہ گرا دیا۔ اسی دن کے آخری

١٦٢٤_ أخرجه البخاري، الأذان، باب: أهل العلم والفضل أحق بالإمامة، ح: ٦٨٠، ومسلم، الصلاة، باب استخلاف الإمام . . . الخ، ح: ٤١٩ من طرق عن الزهري به مطولاً ومختصرًا.

حصے میں آپ کی وفات ہوگئی۔

فوائد و مسائل: ① حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ اقدس کو ورق سے تشبیہ دی کیونکہ بیماری اور کمزوری کی وجہ سے چہرے پر سرخی کی بجائے زردی اور سفیدی غالب تھی۔ مصحف کا ورق اس لیے فرمایا کہ قرآن مجید کا ورق مومنوں کے دلوں میں محبت' احترام اور عقیدت کا حامل ہوتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ مبارک بھی ان صفات سے متصف تھا۔ ② علمائے سیرت کے مشہور قول کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی وفات چاشت (ضحیٰ) کے وقت' یعنی دوپہر سے پہلے ہوئی۔ دیکھیے: (الرحیق المختوم' ص:٦٣٠) ③ رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے آخری ایام میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی میں سترہ نمازیں پڑھائی تھیں۔ (الرحیق المختوم' ص:٦٢٧)

١٦٢٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ صَالِحٍ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ سَفِينَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ: «الصَّلَاةَ، وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ». فَمَا زَالَ يَقُولُهَا حَتَّى مَا يَفِيضُ بِهَا لِسَانُهُ.

١٦٢٥- ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس مرض میں رسول اللہ ﷺ نے انتقال فرمایا' اس کے دوران میں آپ فرمایا کرتے تھے: ''نماز (کی حفاظت کرو) اور (ان لونڈی غلاموں کی) جو تمھارے ہاتھوں کی ملکیت ہیں۔'' آپ نے یہ الفاظ بار بار فرمائے حتی کہ آپ کی زبان مبارک رک گئی۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور انھی کی رائے اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:٢٦١/٤٤' والإرواء:٢٣٨/٧' و سنن ابن ماجه للدكتور بشار عواد' حديث:١٦٢٥) ② رسول اللہ ﷺ نے زندگی کے آخری لمحات میں جو نصیحت فرمائی وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں سے تعلق رکھتی ہے۔ اسلام میں یہ دونوں پہلو انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔ ③ حقوق اللہ میں نماز سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ یہ وہ عمل ہے جسے مسلمان اور کافر کے درمیان پہچان قرار دیا گیا ہے اور اس کے ترک کو کفر و شرک قرار دیا گیا ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: [إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَ بَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ] (صحيح مسلم' الإيمان' باب بيان إطلاق اسم الكفر على من ترك الصلاة'

١٦٢٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٣١١، ٣٢١ من حديث همام به، وقال البوصيري: "إسناده صحيح على شرط الشيخين" * قتادة عنعن، وقد تقدم، ح:١٧٥، وللحديث شواهد، كلها معلولة، انظر، ح:٢٦٩٧، ٢٦٩٨.

حدیث:۸۲) ''بے شک انسان کے درمیان اور شرک وکفر کے درمیان ترک نماز کا معاملہ ہے۔'' یعنی ترک نماز کفر سے ملا دیتا ہے۔ ④ حقوق العباد میں غلاموں کا ذکر فرمایا کیونکہ غلام معاشرے کا مظلوم طبقہ تھا جسے اسلام نے بہت سے حقوق دے کر ان کا درجہ بلند کر دیا۔ انھیں آقاؤں کے بھائی قرار دیا۔ ارشاد نبوی ہے: ''تمھارے خادم تمھارے بھائی ہیں۔ جس کا بھائی اس کے زیردست ہو تو اسے چاہیے کہ جو خود کھائے' اسے کھلائے جو خود پہنے' اسے پہنائے۔'' (صحیح البخاري' الإیمان' باب: المعاصي من أمر الجاھلیة ......' حدیث:۳۰) آج کل کے ذاتی ملازم اور زمینداروں کے مزارع اگرچہ شرعاً اور عرفاً غلام نہیں' تاہم جس طرح وہ حالات کی وجہ سے اپنے آقاؤں کی سختیاں برداشت کرنے پر مجبور ہوتے ہیں' اس کو دیکھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی وصیت ان کے بارے میں بھی سمجھی جا سکتی ہے۔

١٦٢٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ قَالَ: ذَكَرُوا عِنْدَ عَائِشَةَ أَنَّ عَلِيًّا كَانَ وَصِيًّا. فَقَالَتْ: مَتٰى أَوْصٰى إِلَيْهِ؟ فَلَقَدْ كُنْتُ مُسْنِدَتَهُ إِلٰى صَدْرِي، أَوْ إِلٰى حِجْرِي. فَدَعَا بِطَسْتٍ. فَلَقَدِ انْخَنَثَ فِي حِجْرِي فَمَاتَ، وَمَا شَعَرْتُ بِهِ. فَمَتٰى أَوْصٰى ﷺ؟.

۱۶۲۶- حضرت اسود ؒ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: کچھ لوگوں نے حضرت عائشہ ؓ کی موجودگی میں یہ ذکر کیا کہ حضرت علی ؓ وصی تھے (نبی ﷺ نے ان کے حق میں وصیت کی تھی۔) ام المومنین ؓ نے فرمایا: نبی ﷺ نے انھیں کس وقت وصیت کی؟ (جبکہ وفات کے وقت) رسول اللہ کا سر مبارک میرے سینے پر یا (فرمایا) میری گود میں تھا (میں نے ان کو سینے یا گود کا سہارا دیا ہوا تھا) آپ نے برتن طلب فرمایا۔ (اچانک) میری گود ہی میں آپ کا جسم مبارک ڈھیلا پڑ گیا اور مجھے (روح اقدس کے پرواز کر جانے کا) احساس بھی نہ ہوا۔ پھر آپ نے وصیت کس وقت کی؟

فوائد و مسائل: ① شیعہ فرقہ کے خود ساختہ مسائل میں سے ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں حضرت علی ؓ کو اپنا جانشین نامزد فرما دیا تھا لیکن اس دعویٰ کی کوئی مضبوط دلیل نہیں۔ اگر رسول اللہ ﷺ نے کسی کا تعین فرمایا ہوتا تو صحابۂ کرام ؓ کو مشورہ کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی بلکہ رسول اللہ ﷺ کی نظر میں حضرت ابوبکر ؓ ہی جانشینی کے زیادہ لائق تھے۔ خود حضرت علی ؓ نے بھی سقیفۂ بنو ساعدہ میں یہ نہیں فرمایا کہ تمھیں مشورہ کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ مجھے نامزد کیا جا چکا ہے۔ حضرت عمر اور حضرت عثمان ؓ کے

١٦٢٦- أخرجه البخاري، الوصايا، باب الوصايا، ح:٢٧٤١، ومسلم، الوصية، باب ترك الوصية لمن ليس له شيء يوصي فيه، ح:١٦٣٦ عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره، من حديث إسماعيل ابن علية به.

دور حکومت میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس امر کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد بھی انھیں خلافت کی ذمہ داری اٹھانے میں تامل تھا۔ بعض لوگوں کے اصرار پر انھوں نے یہ منصب قبول فرمایا تھا۔ تفصیلات تاریخ کی کتابوں میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔ ② موت کی سختی کا ایک جسمانی اثر ہے جو نیک لوگوں پر بھی ظاہر ہو جاتا ہے۔ ایک روحانی سختی ہے، جس کا تعلق فرشتوں کے روح قبض کرنے سے ہے، یہ نیک مومن افراد پر نہیں ہوتی۔ رسول اللہ ﷺ نے روح پرواز کرنے سے پہلے کچھ گھبراہٹ محسوس کی لیکن جسم سے روح کی جدائی اس قدر غیر محسوس طریقے پر عمل میں آئی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو احساس تب ہوا جب روح اقدس عالم بالا کی طرف پرواز کر چکی تھی۔ ③ رسول اللہ ﷺ شدت ضعف کی وجہ سے پیشاب کی حاجت کے لیے بستر سے اترنے میں مشکل محسوس کر رہے تھے، اس لیے برتن طلب فرمایا تاکہ اس حاجت سے فارغ ہو جائیں اور جسم اطہر اور لباس مبارک بھی قطرات سے محفوظ رہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کی نظر میں جسمانی طہارت و صفائی کی اہمیت کس قدر زیادہ تھی۔ ④ نبی ﷺ نے برتن طلب فرمایا لیکن یہ حاجت پوری کرنے کی نوبت نہ آئی۔ اس سے علم غیب کے عقیدہ کی نفی ہوتی ہے۔ اگر نبی ﷺ کو علم ہوتا کہ برتن کے استعمال کی ضرورت نہیں پڑے گی تو طلب نہ فرماتے۔

(المعجم ٦٥) - بَابُ ذِكْرِ وَفَاتِهِ وَدَفْنِهِ ﷺ (التحفة ٦٥)

باب: ٦٥- رسول اللہ ﷺ کی وفات اور آپ کے دفن کا بیان

١٦٢٧ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَأَبُوبَكْرٍ عِنْدَ امْرَأَتِهِ، ابْنَةِ خَارِجَةَ بِالْعَوَالِي. فَجَعَلُوا يَقُولُونَ: لَمْ يَمُتِ النَّبِيُّ ﷺ. إِنَّمَا هُوَ بَعْضُ مَا كَانَ يَأْخُذُهُ عِنْدَ الْوَحْيِ. فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ، فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ، وَقَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَقَالَ: أَنْتَ أَكْرَمُ عَلَى اللهِ أَنْ يُمِيتَكَ مَرَّتَيْنِ. قَدْ، وَاللهِ مَاتَ

١٦٢٧- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی، اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ عوالی میں اپنی زوجۂ محترمہ، خارجہ کی بیٹی کے ہاں تشریف فرما تھے۔ بعض افراد نے کہا: نبی ﷺ فوت نہیں ہوئے، یہ تو اس سے ملتی جلتی کیفیت ہے جو رسول اللہ ﷺ پر نزول وحی کے موقع پر طاری ہوا کرتی تھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ اقدس سے کپڑا ہٹایا اور دونوں آنکھوں کے درمیان (پیشانی مبارک پر) بوسہ دیا

١٦٢٧- [إسناده ضعيف] وانظر، ح:١٥٥٨ لعلته، وأصل الحديث صحيح، أخرجه البخاري، ح:١٢٤١، ١٢٤٢ وغيره من حديث أبي سلمة عن عائشة رضي الله عنها به نحوه باختلاف يسير.

رَسُولُ اللهِ ﷺ. وَعُمَرُ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ يَقُولُ: وَاللهِ مَا مَاتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. وَلاَ يَمُوتُ حَتّٰى يَقْطَعَ أَيْدِيَ أُنَاسٍ مِنَ الْمُنَافِقِينَ، كَثِيرٍ، وَأَرْجُلَهُمْ. فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللهَ فَإِنَّ اللهَ حَيٌّ لَمْ يَمُتْ. وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِيْن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰٓ أَعْقَٰبِكُمْ وَمَن يَنقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ ٱللَّهَ شَيْـًٔا وَسَيَجْزِى ٱللَّهُ ٱلشَّٰكِرِينَ﴾. [آل عمران: ١٤٤]

اور فرمایا: اللہ کے ہاں آپ کی شان اتنی بلند ہے کہ وہ آپ پر دوبار موت طاری نہیں کرے گا۔ اللہ کی قسم! اللہ کے رسول ﷺ فوت ہوگئے ہیں۔ (اس وقت) حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد کے ایک حصے میں فرما رہے تھے: قسم ہے اللہ کی! اللہ کے رسول ﷺ فوت نہیں ہوئے اور آپ اس وقت تک فوت نہیں ہوں گے جب تک بہت سے منافقوں کے ہاتھ پاؤں نہیں کاٹ دیتے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اٹھ کر منبر پر چلے گئے اور فرمایا: جو کوئی اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ زندہ ہے، فوت نہیں ہوا، اور جو کوئی حضرت محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو (اس کے معبود) حضرت محمد ﷺ کی تو وفات ہوگئی۔ (اور یہ آیت پڑھی:) ﴿وَ مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط أَفَائِنْ مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى أَعْقَابِكُمْ ط وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ط وَ سَيَجْزِي اللّٰهُ الشَّاكِرِيْنَ﴾ ''اور محمد (ﷺ) صرف ایک رسول ہیں۔ اس سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں۔ تو اگر وہ فوت ہو جائیں یا شہید ہو جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ اور جو کوئی الٹے پاؤں پھرے گا وہ اللہ کا کچھ نقصان نہیں کرے گا۔ اور شکر گزاروں کو اللہ جزا دے گا۔''

قَالَ عُمَرُ: فَلَكَأَنِّي لَمْ أَقْرَأْهَا إِلَّا يَوْمَئِذٍ.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (بعد میں) فرمایا: مجھے تو (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے یہ آیت سن کر) یوں محسوس ہوا تھا، گویا میں نے (یہ آیت) اسی دن پڑھی ہے۔ (گویا پہلے کبھی پڑھی یا سنی ہی نہیں۔'')

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس کی اصل الفاظ کے تھوڑے سے فرق کے ساتھ صحیح بخاری کی حدیث: (۱۲۴۱، ۱۲۴۲) میں ہے۔ علاوہ ازیں دیگر محققین نے مذکورہ روایت کو صحیح کہا ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت دحی کے ذکر کے بغیر صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:۳۵۵/۴۱، ۳۵۶، وصحيح سنن ابن ماجه للالباني، رقم:۱۳۲۹، و سنن ابن ماجه للدكتور بشار عواد، حديث:۱۶۲۷) الحاصل مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ کے آخری ایام میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مسلسل حاضر خدمت رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی بیماری کے ایام میں نماز کی امامت کے فرائض انجام دیتے رہے تھے حتی کہ سوموار کے دن فجر کی نماز بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں ادا کی گئی۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کسی کام سے اپنے گھر تشریف لے گئے جو عوالی میں مقام سخ پر واقع تھا۔ وہیں انھیں رسول اللہ ﷺ کی رحلت کی خبر ملی۔ ③ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ عقیدہ نہیں تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو موت نہیں آ سکتی لیکن وہ حضرات اچانک صدمے کی وجہ سے اوسان کھو بیٹھے تھے۔ وفات نبوی ﷺ کا سانحہ ان کے لیے ناقابل برداشت تھا۔ اس ذہنی کیفیت میں بعض حضرات کی زبان سے اس قسم کی باتیں نکل گئیں۔ ④ اس واقعہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی علوشان اور عظیم مرتبے کا اظہار ہوتا ہے کہ اس عظیم سانحہ کے وقت انھوں نے امت کی قیادت اور رہنمائی کا فریضہ انجام دیا جس کے لیے ان حالات میں انتہائی قوت برداشت، صبر، حوصلے اور تدبر کی ضرورت تھی۔ ⑤ یہ بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حکمت تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے الجھنے کے بجائے ایک طرف ہو کر اپنی بات شروع کر دی جس سے حاضرین کی توجہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہٹ گئی اور اس معاملہ پر آسانی سے قابو پا لیا گیا۔ ⑥ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بغیر کسی تمہید کے اصل بات شروع کر دی کیونکہ حالات کا تقاضا یہی تھا۔ ساتھ ہی قرآن مجید کی وہ آیت تلاوت کی جو اس موقع کے لیے مناسب ترین تھی۔ علمائے کرام کو چاہیے کہ کسی بھی وقتی معاملے میں غور و فکر کے بعد صحیح رائے قائم کرنے کی کوشش کریں اگرچہ وہ رائے عوام الناس کی سوچ کے خلاف ہو اور اسے دلائل سے واضح کریں۔ علماء کا فرض عوام کی رہنمائی اور قیادت کرنا ہے ان کے پیچھے چلنا نہیں۔ ⑦ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب اپنی جذباتی کیفیت کی غلطی کا احساس ہوا تو انھوں نے فوراً صحیح بات کو قبول کر لیا۔ علماء کا صرف یہی فرض نہیں کہ حکام کی ہر صحیح اور غلط بات کی مخالفت کریں بلکہ صحیح بات کی تائید کرنا اور اس پر عمل کے سلسلے میں ممکن عملی تعاون پیش کرنا بھی ضروری ہے۔ ⑧ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم معصوم عن الخطا نہیں تھے لیکن رسول اللہ ﷺ کی تربیت کا اثر تھا کہ جب انھیں اپنی غلطی کا احساس ہو جاتا تو فوراً اپنے موقف سے رجوع فرما لیتے تھے۔ مسلمانوں اور خصوصاً علمائے کرام کی بھی یہی عادت ہونی چاہیے۔

١٦٢٨- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: أَنْبَأَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي حُسَيْنُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا أَرَادُوا أَنْ يَحْفِرُوا لِرَسُولِ اللهِ ﷺ بَعَثُوا إِلَى أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ، وَكَانَ يَضْرَحُ كَضَرِيحِ أَهْلِ مَكَّةَ. وَبَعَثُوا إِلَى أَبِي طَلْحَةَ. وَكَانَ هُوَ الَّذِي يَحْفِرُ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ. وَكَانَ يَلْحَدُ. فَبَعَثُوا إِلَيْهِمَا رَسُولَيْنِ. فَقَالُوا: اللَّهُمَّ خِرْ لِرَسُولِكَ. فَوَجَدُوا أَبَا طَلْحَةَ. فَجِيءَ بِهِ. وَلَمْ يُوجَدْ أَبُو عُبَيْدَةَ. فَلَحَدَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ.

١٦٢٨- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے لیے قبر تیار کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا' وہ مکہ والوں کے رواج کے مطابق صندوقی (شق والی) قبر بناتے تھے۔ اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو بھی پیغام بھیجا' وہ مدینہ والوں کی قبریں تیار کیا کرتے تھے اور بغلی (لحد والی) قبر بناتے تھے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے ان دونوں حضرات کی طرف دو (الگ الگ) آدمیوں کو بھیجا اور کہا: اے اللہ! اپنے رسول ﷺ کے لیے بہتر صورت مہیا فرما۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مل گئے انھیں (قبر تیار کرنے کے لیے) لے آیا گیا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ (گھر پر) نہ ملے۔ چنانچہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے لیے بغلی (لحد والی) قبر تیار کی۔

قَالَ، فَلَمَّا فَرَغُوا مِنْ جِهَازِهِ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ، وُضِعَ عَلَى سَرِيرِهِ فِي بَيْتِهِ. ثُمَّ دَخَلَ النَّاسُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ أَرْسَالاً. يُصَلُّونَ عَلَيْهِ. حَتَّى إِذَا فَرَغُوا أَدْخَلُوا النِّسَاءَ. حَتَّى إِذَا فَرَغُوا أَدْخَلُوا الصِّبْيَانَ. وَلَمْ يَؤُمَّ النَّاسَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ أَحَدٌ.

منگل کے دن جب رسول اللہ ﷺ کی تجہیز و تکفین سے فراغت ہوئی تو آپ ﷺ (کے جسد مبارک) کو آپ کے حجرۂ مبارک میں آپ کی چارپائی پر لٹا دیا گیا۔ لوگ گروہ در گروہ اندر داخل ہوتے تھے اور نماز جنازہ ادا کرتے۔ جب مرد فارغ ہو گئے تو خواتین کو داخل ہونے کی اجازت دی گئی۔ جب ان سے فراغت ہوئی تو بچوں کو اندر جانے کی اجازت دی گئی۔ رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ کے لیے کسی نے لوگوں کی امامت نہیں کی۔

١٦٢٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٢٩٢ من حديث جرير بن حازم به مختصرًا * الحسين بن عبدالله ضعيف (تقريب)، ودفن الأنبياء حيث قبضوا صحيح، له شواهد كثيرة عند الترمذي، ح: ١٠١٨ وغيره، وأخرج ابن سعد بإسناد صحيح: ٢/ ٢٩٢ قالوا: أين يدفن؟ فقال أبوبكر: في المكان الذي مات فيه، وصححه الحافظ ابن حجر رحمه الله.

لَقَدِ اخْتَلَفَ الْمُسْلِمُونَ فِي الْمَكَانِ الَّذِي يُحْفَرُ لَهُ . فَقَالَ قَائِلُونَ : يُدْفَنُ فِي مَسْجِدِهِ . وَقَالَ قَائِلُونَ : يُدْفَنُ مَعَ أَصْحَابِهِ . فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ : «مَا قُبِضَ نَبِيٌّ إِلَّا دُفِنَ حَيْثُ يُقْبَضُ» . قَالَ ، فَرَفَعُوا فِرَاشَ رَسُولِ اللهِ ﷺ الَّذِي تُوُفِّيَ عَلَيْهِ . فَحَفَرُوا لَهُ ، ثُمَّ دُفِنَ ﷺ وَسْطَ اللَّيْلِ مِنْ لَيْلَةِ الأَرْبِعَاءِ . وَنَزَلَ فِي حُفْرَتِهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ، وَالْفَضْلُ بْنُ الْعَبَّاسِ ، وَقُثَمُ أَخُوهُ ، وَشُقْرَانُ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ . وَقَالَ أَوْسُ بْنُ خَوْلِيٍّ ، وَهُوَ أَبُو لَيْلَى ، لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ : أَنْشُدُكَ اللهَ وَحَظَّنَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ . قَالَ لَهُ عَلِيٌّ : انْزِلْ . وَكَانَ شُقْرَانُ ، مَوْلَاهُ ، أَخَذَ قَطِيفَةً كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَلْبَسُهَا . فَدَفَنَهَا فِي الْقَبْرِ وَقَالَ : وَاللهِ لَا يَلْبَسُهَا أَحَدٌ بَعْدَكَ أَبَدًا . فَدُفِنَتْ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ .

(اس کے بعد) مسلمانوں میں اس معاملے میں اختلاف رائے پیش آیا کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کہاں تیار کی جائے۔ کچھ حضرات نے کہا: نبی ﷺ کو مسجد نبوی میں دفن کیا جائے۔ کچھ حضرات نے کہا: نبی ﷺ کو اپنے صحابہ کے ساتھ (بقیع کے قبرستان میں) دفن کیا جائے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرمان سنا ہے: ''جو بھی نبی فوت ہوا' وہ جہاں فوت ہوا' وہیں دفن ہوا۔'' چنانچہ صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کا وہ بستر اٹھایا' جس پر آپ کی وفات ہوئی تھی' اور (اس مقام پر) نبی ﷺ کی قبر مبارک تیار کی' پھر بدھ کی رات' آدھی رات کے وقت آپ ﷺ کی تدفین عمل میں آئی۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ' حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما' ان کے بھائی حضرت قثم رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت شقران رضی اللہ عنہ قبر میں اترے۔ حضرت ابولیلیٰ اوس بن خولی رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ کو اللہ کا واسطہ اور رسول اللہ ﷺ سے ہمارے تعلق کا واسطہ! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ بھی (قبر میں) اتر آئیں۔ حضرت شقران رضی اللہ عنہ مولیٰ رسول اللہ ﷺ کے پاس وہ چادر تھی جو رسول اللہ ﷺ اوڑھا کرتے تھے۔ انھوں نے وہ چادر بھی قبر میں دفن کر دی اور کہا: اللہ کی قسم! آپ کے بعد یہ چادر کبھی کوئی دوسرا شخص استعمال نہیں کرے گا' چنانچہ وہ چادر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہی دفن ہوئی۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس روایت میں صرف یہ جملہ [مَا قُبِضَ نَبِيٌّ إِلَّا دُفِنَ حَيْثُ يُقْبَضُ] ''جو بھی نبی فوت ہوا' وہ جہاں فوت ہوا' وہیں دفن

ہوا۔'' صحیح ہے کیونکہ جامع الترمذی (۱۰۱۸) اور ابن سعد (۲/۲۹۲) وغیرہ میں اس کے بہت سے شواہد ہیں جنھیں محققین نے صحیح قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت میں صرف یہی جملہ صحیح ہے' تاہم نبی ﷺ کی وفات اور تدفین کا صحیح واقعہ' حدیث: ۱۵۵۷' ۱۵۵۸ میں گزر چکا ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

١٦٢٩ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ ، أَبُوالزُّبَيْرِ : حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ : لَمَّا وَجَدَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ كَرْبِ الْمَوْتِ مَا وَجَدَ ، قَالَتْ فَاطِمَةُ وَاكَرْبَ أَبَتَاهُ . فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «لَا كَرْبَ عَلَى أَبِيكِ بَعْدَ الْيَوْمِ . إِنَّهُ قَدْ حَضَرَ مِنْ أَبِيكِ مَا لَيْسَ بِتَارِكٍ مِنْهُ أَحَدًا . الْمُوَافَاةُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» .

۱۶۲۹- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' انھوں نے بیان کیا: جب رسول اللہ ﷺ کو وفات کے وقت گھبراہٹ (یا تکلیف) محسوس ہوئی تو حضرت فاطمہ ؓ نے فرمایا: ہائے ابا جان کی تکلیف! اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''آج کے بعد تیرے والد کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی! تیرے والد کو وہ چیز (موت) پیش آ گئی ہے جس سے کسی کو چھٹکارا نہیں۔ قیامت کے روز ملاقات ہوگی۔''

فوائد و مسائل: ① جب کسی کا آخری وقت ہو تو اس کے پاس موجود افراد کو رونا منع نہیں بشرطیکہ وہ طبعی ہو' زمانۂ جاہلیت کی طرح مصنوعی نہ ہو۔ ② مومن کے لیے یہ چیز تسلی کا باعث ہے کہ موت کی شدت کے بعد ہمیشہ کی راحت ہے۔ ③ جب بیمار کی حالت دیکھ کر احباب و اقارب پریشانی محسوس کریں تو مریض کو چاہیے کہ انھیں تسلی دے۔ اسی طرح اگر مریض پریشان ہو تو عیادت کرنے والوں کو چاہیے کہ اسے تسلی دیں۔ ④ موت ایک ایسا مرحلہ ہے جس سے ہر شخص کو لازماً گزرنا ہے لیکن احباب سے یہ جدائی عارضی ہے کیونکہ اللہ کے پاس ملاقات ہو جائے گی۔ ⑤ قیامت سے پہلے بھی فوت ہونے والوں کی ایک دوسرے سے ملاقات ہو سکتی ہے لیکن اصل ملاپ جس کے بعد جدائی کا خطرہ نہیں وہ تو قیامت ہی کو حاصل ہوگا۔ ⑥ نبی ﷺ کی وفات اور تدفین کی واضح صراحتوں کے بعد بھی آپ کی بابت یہ دعویٰ کرنا کہ آپ قبر میں بالکل اسی طرح زندہ ہیں جیسے دنیا میں تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ حقیقی زندگی آپ کو حاصل ہے بڑی ہی عجیب بات ہے۔ ہاں آپ کو برزخی زندگی یقیناً حاصل ہے لیکن وہ کیسی ہے؟ اس کی نوعیت و کیفیت کو ہم جانتے ہیں' نہ جان ہی سکتے ہیں۔

١٦٢٩- [صحيح] أخرجه الترمذي في الشمائل، ح: ٣٩٢ عن نصر به * عبدالله بن الزبير الباهلي مستور، جهله أبوحاتم، وقال الدارقطني: "شيخ بصري صالح"، وله شاهد صحيح عند البخاري، ح: ٤٤٦٢ وغيره، انظر الحديث الآتي.

١٦٣٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنِي حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنِي ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَتْ لِي فَاطِمَةُ: يَا أَنَسُ كَيْفَ سَخَتْ أَنْفُسُكُمْ أَنْ تَحْثُوا التُّرَابَ عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ؟.

۱۶۳۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مجھے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: انس! تمھارے دلوں نے یہ کیسے گوارا کیا کہ تم اپنے ہاتھوں سے رسول اللہ ﷺ (کے جسد اطہر) پر مٹی ڈال دو؟

وَحَدَّثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ فَاطِمَةَ قَالَتْ، حِينَ قُبِضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: وَاأَبَتَاهْ. إِلٰى جِبْرَائِيلَ أَنْعَاهْ. وَاأَبَتَاهْ. مِنْ رَبِّهِ مَا أَدْنَاهْ. وَاأَبَتَاهْ. جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَأْوَاهْ. وَاأَبَتَاهْ. أَجَابَ رَبًّا دَعَاهْ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے (مزید) فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہائے ابا جان! میں جبریل کو آپ کی وفات کی خبر دیتی ہوں۔ ہائے ابا جان! آپ کو اپنے رب کا کتنا قرب حاصل ہے۔ ہائے ابا جان! جنت الفردوس آپ کا ٹھکانا ہے! ہائے ابا جان! رب نے آپ کو بلایا اور آپ نے اس کے بلاوے پر لبیک کہہ دیا۔

قَالَ حَمَّادٌ: فَرَأَيْتُ ثَابِتاً، حِينَ حَدَّثَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ، بَكٰى حَتّٰى رَأَيْتُ أَضْلَاعَهُ تَخْتَلِفُ.

حماد بن زید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے (اپنے استاد اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد) جناب ثابت رحمہ اللہ کو دیکھا کہ جب انھوں نے یہ حدیث بیان فرمائی تو بہت روئے حتی کہ مجھے آپ کی پسلیاں اوپر نیچے ہوتی نظر آتیں۔

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی وفات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے ایک بہت بڑا حادثہ تھا جس پر ان کے غم کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے یہ الفاظ بھی ان کے حزن و غم کا اظہار ہیں۔ ② فرشتوں کو کسی کی موت کی خبر دینے کی ضرورت نہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کلام کا یہ مطلب ہے کہ یہ غم صرف انسانوں کا غم نہیں، اس غم میں تو فرشتے بھی شریک ہیں۔ ③ رب کا قرب حاصل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پہلے روحانی درجات کی بلندی کا شرف حاصل تھا۔ اب تو آپ کی روح مبارک بھی اللہ کے پاس جنت الفردوس میں چلی گئی ہے۔ ④ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ان الفاظ کو بین یا مرثیہ نہیں سمجھا جا سکتا کیونکہ انھوں نے اہل جاہلیت کی طرح

١٦٣٠ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب مرض النبي ﷺ ووفاته، ح: ٤٤٦٢ من حديث حماد به مطولاً، ولم يذكر قول حماد.

سینہ کوبی نہیں کی' گریبان چاک نہیں کیا بلکہ تنہائی میں یا چند قریبی افراد کی موجودگی میں آہستہ آواز سے اپنے غم کا اظہار کیا ہے۔ ⑤ حضرت ثابت رحمہ اللہ بھی جب یہ غم ناک واقعہ بیان فرماتے تھے تو شدید متاثر ہوتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی وفات کے ذکر پر غمگین ہو جاتے تھے کیونکہ انھیں آپ کی زیارت کا شرف حاصل نہیں ہوا۔ ⑥ وفات نبوی انتہائی حزن و ملال کا باعث واقعہ ہے' لہٰذا ۱۲/ ربیع الاول کو خوشی منانا انتہائی نامناسب ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ ﷺ سے انتہائی محبت تھی' پھر بھی انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی ولادت اور وفات کے دن کو عید یا سوگ کے دن کے طور پر نہیں منایا۔ مشہور لوگوں کی سالگرہ اور برسی منانا مسلمانوں کا طریقہ نہیں بلکہ یہ رواج ہمارے معاشرے میں ہندوؤں اور یورپی عیسائیوں سے آیا ہے۔ غیر مسلموں کے اس قسم کے رسم و رواج سے سختی سے اجتناب کرنا چاہیے۔

١٦٣١- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي دَخَلَ فِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَدِينَةَ، أَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ. فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، أَظْلَمَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ. وَمَا نَفَضْنَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ الْأَيْدِيَ حَتَّى أَنْكَرْنَا قُلُوبَنَا.

۱۶۳۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جس دن رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے' اس کی ہر چیز روشن ہو گئی اور جس دن آپ کی وفات ہوئی' مدینہ کی ہر چیز تاریک ہو گئی۔ ہم نے نبی ﷺ کو دفن کر کے اپنے ہاتھ جھاڑے تو اسی وقت ہمیں اپنے دلوں کی حالت بدلی ہوئی محسوس ہوئی۔

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس روحانی اور مادی برکات کا باعث تھی۔ ② پاک صاف دل روحانی برکات کو محسوس کرتا ہے' دل کی توجہ اللہ کی طرف ہو' موت کو یاد کیا جائے' قرآن مجید کی تلاوت' نفل نماز اور روزے کا اہتمام کیا جائے' رزق حلال اور سچ بولنے کی پابندی اختیار کی جائے تو دل روشن ہو جاتا ہے جیسے کہ مختلف احادیث میں وارد ہے۔ ③ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے دل صحبت نبوی اور تعلیم و تزکیہ کی وجہ سے اس قدر منور ہو چکے تھے کہ وہ روحانی انوار و برکات کے نزول یا ان میں کمی کو اسی طرح محسوس فرما لیتے تھے جس طرح عام انسان ظاہری روشنی اور تاریکی کو محسوس کرتا ہے۔ ④ رسول اللہ ﷺ کی مدینہ منورہ میں تشریف آوری سے در و دیوار کا روشن ہو جانا' ایک تو اس خوشی کی وجہ سے ہے جو اہل ایمان کو رسول اللہ ﷺ کی زیارت اور ہمسائیگی کے حصول سے ہوئی۔ دوسرے ان برکات اور رحمتوں کے نزول کی وجہ سے جو آپ ﷺ کی وجہ سے اہل مدینہ کو

١٦٣١ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، المناقب، باب "سلوا الله لي الوسيلة . . . الخ"، ح:٣٦١٨ عن بشر به، وقال: "غريب صحيح".

حاصل ہوئیں۔ اسی طرح وفات نبوی سے تاریکی کا احساس بھی یہ دونوں پہلو رکھتا ہے۔ غم کی حالت میں کوئی چیز اچھی نہیں لگتی' کہیں دل نہیں لگتا۔ اور نبی ﷺ کی رحلت سے نبوت و رسالت کے انوار و برکات سے براہ راست فیض حاصل کرنا بھی ممکن نہ رہا۔ ⑤ دلوں کی کیفیت تبدیل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ایمان میں اضافے کا ایک اہم ذریعہ یعنی صحبت و تعلیم نبوی ختم ہو جانے کی وجہ سے قلبی احوال کا وہ مقام حاصل کرنا ممکن نہ رہا جو پہلے حاصل تھا' اس کے باوجود صحابۂ کرام ؓ کا ایمان امت میں سب سے کامل اور مضبوط تھا۔

١٦٣٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا نَتَّقِي الْكَلَامَ وَالِانْبِسَاطَ إِلٰى نِسَائِنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، مَخَافَةَ أَنْ يُنْزَلَ فِينَا الْقُرْآنُ. فَلَمَّا مَاتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ تَكَلَّمْنَا.

١٦٣٢- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ہم اپنی عورتوں سے بات کرتے ہوئے اور بے تکلفی کا اظہار کرتے ہوئے بھی ڈرتے تھے' اس ڈر سے کہ قرآن (میں ہماری کسی غلطی پر تنبیہ والا فرمان) نازل ہو جائے گا۔ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی تو ہم (ہر قسم کی) باتیں کرنے لگے۔ (اس درجے کی احتیاط نہ رہی۔)

فوائد و مسائل: ① اس سے صحابۂ کرام ؓ کے دل میں نبی اکرم ﷺ کے احترام اور محبت کا اظہار ہوتا ہے کہ بات کرتے ہوئے بھی احتیاط کرتے تھے۔ ② صحابۂ کرام ؓ کا ایمان اس قدر قوی تھا کہ آپ ﷺ کی مجلس ہی میں نہیں بلکہ گھروں میں اور تنہائی میں بھی اپنے اقوال و افعال میں اسی طرح محتاط رہتے تھے۔ ③ صحابۂ کرام ؓ کا یہ عقیدہ نہیں تھا کہ نبی ﷺ براہ راست ہماری باتیں سن رہے ہیں اور ہمارے اعمال دیکھ رہے ہیں بلکہ یہ عقیدہ تھا کہ آپ کو وحی کے ذریعے سے ہمارے اعمال کی اطلاع ہو سکتی ہے۔

١٦٣٣- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ الْعِجْلِيُّ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَإِنَّمَا وَجْهُنَا وَاحِدٌ. فَلَمَّا قُبِضَ نَظَرْنَا هٰكَذَا وَهٰكَذَا.

١٦٣٣- حضرت ابی بن کعب ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں ہم لوگوں کی توجہ ایک ہی (آخرت کی) طرف ہوتی تھی' جب آپ فوت ہو گئے تو ادھر ادھر (کوئی دنیا کو اور کوئی آخرت کو) دیکھنے لگے۔

١٦٣٢ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب الوصاة بالنساء، ح: ٥١٨٧ من حديث سفيان الثوري به.

١٦٣٣ـ [إسناده ضعيف] * الحسن لم يسمع من أبي رضي الله عنه كما في تحفة الأشراف: ١/ ١٢ وغيره.

١٦٣٤- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ: حَدَّثَنَا خَالِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ السَّائِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ السَّهْمِيُّ: حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ الْمَخْزُومِيُّ: حَدَّثَنِي مُصْعَبُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ بِنْتِ أَبِي أُمَيَّةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ النَّاسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، إِذَا قَامَ الْمُصَلِّي يُصَلِّي لَمْ يَعْدُ بَصَرُ أَحَدِهِمْ مَوْضِعَ قَدَمَيْهِ. فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَكَانَ النَّاسُ إِذَا قَامَ أَحَدُهُمْ يُصَلِّي لَمْ يَعْدُ بَصَرُ أَحَدِهِمْ مَوْضِعَ جَبِينِهِ. فَتُوُفِّيَ أَبُوبَكْرٍ، وَكَانَ عُمَرُ. فَكَانَ النَّاسُ إِذَا قَامَ أَحَدُهُمْ يُصَلِّي لَمْ يَعْدُ بَصَرُ أَحَدِهِمْ مَوْضِعَ الْقِبْلَةِ. وَكَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، فَكَانَتِ الْفِتْنَةُ. فَتَلَفَّتَ النَّاسُ يَمِينًا وَشِمَالًا.

۱۶۳۴- نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت ام سلمہ بنت ابو امیہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں لوگوں کی یہ حالت تھی کہ جب آدمی نماز پڑھنے کھڑا ہوتا تو اس کی نظر قدموں سے آگے نہ بڑھتی جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی تو لوگوں کی یہ حالت ہوگئی کہ جب کوئی شخص نماز پڑھنے کھڑا ہوتا تو اس کی نظر اس کی پیشانی رکھنے کی جگہ (سجدے کی جگہ) سے آگے نہیں بڑھتی تھی' پھر ابوبکر ؓ فوت ہوگئے اور حضرت عمر ؓ (خلیفہ) مقرر ہوگئے تو لوگوں کی یہ حالت ہوگئی کہ جب کوئی شخص نماز پڑھنے کھڑا ہوتا تو اس کی نگاہ قبلے کی طرف سے نہیں ہٹتی تھی' پھر حضرت عثمان بن عفان ؓ (خلیفہ) مقرر ہوئے تو (ان کے دور حکومت میں) فتنہ برپا ہوا اور (فتنے کے اس دور میں) لوگ (نماز میں) دائیں بائیں جھانکنے لگے۔

١٦٣٥- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ أَبُوبَكْرٍ، بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ لِعُمَرَ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى أُمِّ أَيْمَنَ نَزُورُهَا كَمَا

۱۶۳۵- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے رحلت فرما جانے کے بعد (ایک بار) حضرت ابوبکر ؓ نے حضرت عمر ؓ سے کہا: چلیے حضرت ام ایمن ؓ کے ہاں چلیں اور ان سے ملاقات کر آئیں جس طرح رسول اللہ ﷺ ان سے ملاقات

١٦٣٤ـ [إسناده ضعيف] * موسى بن عبدالله مجهول (تقريب التهذيب، ص: ٩٨٢ تحقيق أبي الأشبال)، وقال البوصيري: لم أر من جرحه ولا وثقه.

١٦٣٥ـ أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل أم أيمن رضي الله عنها، ح: ٢٤٥٤ من حديث عمرو بن عاصم به، وقال البزار: لا نعلم رواه عن سليمان إلا عمرو، ولا يروى عن أبي بكر إلا بهذا الإسناد، وقال البوصيري: "إسناده صحيح على شرط الشيخين".

كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَزُورُهَا. قَالَ، فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَيْهَا بَكَتْ. فَقَالاَ لَهَا: مَا يُبْكِيكِ؟ فَمَا عِنْدَ اللهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ. قَالَتْ: إِنِّي لأَعْلَمُ أَنَّ مَا عِنْدَ اللهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ. وَلٰكِنْ أَبْكِي لِأَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ. قَالَ، فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ، فَجَعَلاَ يَبْكِيَانِ مَعَهَا.

کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب ہم لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ (رسول اللہ ﷺ کو یاد کر کے) اشک بار ہو گئیں۔ دونوں حضرات نے فرمایا: آپ کیوں رو رہی ہیں؟ اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ اس کے رسول ﷺ کے لیے (دنیا کی متاع اور آسائشوں سے کہیں) بہتر ہے۔ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یہ تو میں بھی جانتی ہوں کہ اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ اس کے رسول ﷺ کے لیے بہتر ہے لیکن میں تو اس لیے روتی ہوں کہ (رسول اللہ ﷺ کی وفات سے) آسمان سے وحی آنا بند ہو گئی ہے۔ ان کی اس بات سے شیخین رضی اللہ عنہما کو بھی رونا آ گیا اور وہ بھی رونے لگے۔

فوائد و مسائل: ① حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کا تعلق حبشہ سے تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے والد محترم کی خدمت گار تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کے بچپن کے ایام میں آپ کی پرورش اور نگہداشت میں ام ایمن رضی اللہ عنہا کا بھی بڑا حصہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں آزاد کر کے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح کر دیا تھا۔ دیکھیے: (ریاض الصالحین کے فوائد از حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ' حدیث:۳۶۱) ② نیک لوگوں سے ملاقات کے لیے جانا مستحب ہے۔ ③ جن حضرات سے بزرگوں کے خوش گوار تعلقات رہے ہوں' اولاد اور دوسرے متعلقین کو بھی یہ تعلقات قائم رکھنے چاہئیں۔ ④ رسول اللہ ﷺ کے پیاروں سے محبت رسول اللہ ﷺ سے محبت میں شامل ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو نبی ﷺ سے جو محبت تھی' اس کی وجہ سے ان کے دل میں آپ کے متعلقین کی بھی محبت پائی جاتی تھی۔ ⑤ عرصہ دراز کے بعد بھی فوت شدہ کی یاد آنے پر رونا آ جائے تو یہ صبر کے منافی نہیں۔ ⑥ غم زدہ کو تسلی دینا مسنون ہے۔ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کو تسلی دینے کے لیے فرمایا کہ جنت کی نعمتیں دنیا سے بہتر ہیں۔ ⑦ وحی اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین نعمت ہے جس کی وجہ سے انسانوں کو ہدایت نصیب ہوئی اور وہ جہنم کے عذابوں سے بچ کر جنت کی گوناگوں نعمتوں اور بلند درجات سے سرفراز ہوئے۔

١٦٣٦ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۶۳۶- حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

١٦٣٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب فضل يوم الجمعة وليلة الجمعة، ح: ١٠٤٧ من حديث الحسين بن علي به، وانظر، ح: ١٠٨٥ لعلته القادحة، ومع ذٰلك صححه غير واحد من العلماء كابن حبان وغيره.

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي الأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. فِيهِ خُلِقَ آدَمُ. وَفِيهِ النَّفْخَةُ. وَفِيهِ الصَّعْقَةُ. فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلاَةِ فِيهِ، فَإِنَّ صَلاَتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ تُعْرَضُ صَلاَتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرِمْتَ؟ يَعْنِي بَلِيتَ. قَالَ: «إِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَى الأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الأَنْبِيَاءِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمعے کا دن تمھارے افضل ایام میں سے ہے۔ اسی میں آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی' اسی دن صور پھونکا جائے گا' اسی دن (قیامت کی) بے ہوشی ہوگی' لہٰذا اس دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ تمھارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب آپ کا جسد اطہر خاک ہو جائے گا تب ہمارا درود کیسے آپ پر پیش کیا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ نبیوں کے جسموں کو کھائے۔''

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے' اس لیے حدیث: ۱۰۸۵ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

١٦٣٧- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلاَلٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَيْمَنَ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَكْثِرُوا الصَّلاَةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. فَإِنَّهُ مَشْهُودٌ تَشْهَدُهُ الْمَلاَئِكَةُ. وَإِنَّ أَحَدًا لَنْ يُصَلِّيَ عَلَيَّ إِلَّا عُرِضَتْ عَلَيَّ صَلاَتُهُ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهَا» قَالَ قُلْتُ: وَبَعْدَ الْمَوْتِ؟ قَالَ: «وَبَعْدَ الْمَوْتِ. إِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَى الأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الأَنْبِيَاءِ. فَنَبِيُّ اللهِ حَيٌّ يُرْزَقُ».

۱۶۳۷- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمعے کے دن مجھ پر درود زیادہ پڑھا کرو' اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور جو شخص بھی مجھ پر درود پڑھے گا تو اس کے فارغ ہونے تک اس کا درود میرے سامنے پیش کیا جاتا رہے گا۔'' میں نے عرض کیا: اور وفات کے بعد؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور وفات کے بعد بھی (ایسے ہی ہوگا) اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ نبیوں کے جسموں کو کھائے' چنانچہ اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے' اسے رزق ملتا ہے۔''

١٦٣٧- **[إسناده ضعيف لانقطاعه]** أخرجه المزي في التهذيب: ١٠/ ٢٣، ٢٤ من حديث ابن وهب به، قال البخاري: "زيد بن أيمن عن عبادة بن نسي مرسل" (تهذيب)، وفيه علة أخرى.

روزوں کی اہمیت وفضیلت

* روزے کی لغوی تعریف: لغت میں صوم کے معنی کسی چیز سے رکنے کے ہیں، جیسے کہا جاتا ہے: [فُلَانٌ صَامَ عَنِ الْكَلَامِ] ''فلاں شخص گفتگو سے رُک گیا۔'' قرآن مجید میں حضرت مریم علیہا السلام کے متعلق ارشاد ہے: ﴿إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا﴾ (مریم ۱۹:۲٦) ''میں نے رحمٰن کے لیے روزے کی نذر مانی ہے۔'' یعنی خاموشی اختیار کی۔ اسی طرح جب سورج دوپہر کے وقت آسمان کے وسط میں ٹھہرا اور رکا ہوا دکھائی دیتا ہے تو اس وقت عرب کہتے ہیں: [صَامَ النَّهَارُ] ''دن رک گیا ہے۔''

* روزے کی اصطلاحی تعریف: شرع میں مکلّف شخص کا طلوع فجر سے غروب آفتاب تک روزے کی نیت سے کھانے پینے اور جماع سے رکنا، روزہ کہلاتا ہے۔

* روزوں کی فرضیت: روزے ۱۰ شعبان ۲ ہجری کو فرض ہوئے۔ روزوں کی فرضیت قرآن وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (البقرۃ ۲:۱۸۳) ''اے ایمان والو! تم پر روزہ رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔'' سنت نبوی میں روزے کی فرضیت کے متعدد دلائل ہیں، مثلاً: حضرت

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اس بات کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور صاحب استطاعت کا بیت اللہ کا حج کرنا۔'' (صحيح البخاري، الإيمان، باب دعاؤكم إيمانكم ...... حديث:٨) امت کا روزوں کی فرضیت پر اجماع ہے۔

* روزوں کی فضیلت: نبیٔ اکرم ﷺ نے حدیث قدسی بیان فرمائی، جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: «اَلصِّيَامُ لِيُ وَأَنَا أَجْزِيْ بِهٖ» (صحيح البخاري، باب فضل الصوم، حديث:١٨٩٤، وصحيح مسلم، الصيام، باب فضل الصيام، حديث:١١٥١) ''روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔''

* روزوں کی اقسام: روزوں کی مندرجہ ذیل چار اقسام ہیں: ① واجب روزے، جیسے: رمضان المبارک، نذر اور کفارات کی ادائیگی کے روزے۔ ② مستحب اور مندوب روزے، جیسے: حضرت داود علیہ السلام کے روزے، یعنی ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھنا، ہر قمری مہینے کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کا روزہ، پیر اور جمعرات کا روزہ، شوال کے چھ روزے، یوم عرفہ کا روزہ، ذوالحجہ کے ۸ دنوں میں روزے، یوم عاشورہ کا روزہ، حرمت والے مہینوں اور ماہ شعبان کے روزے وغیرہ۔ ③ حرام اور ممنوع روزے، جیسے: عورت کا خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنا، رمضان المبارک سے پہلے شک کی بنا پر روزہ رکھنا، عیدالفطر، عیدالاضحیٰ اور ایام تشریق کے روزے، حائضہ اور نفاس والی عورت کا روزہ۔ ④ مکروہ روزے، جیسے: ہمیشہ روزہ رکھنا، صرف جمعے یا صرف ہفتے کے دن کا روزہ، وغیرہ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(المعجم ٧) أَبْوَابُ مَا جَاءَ فِي الصِّيَامِ (التحفة ٥)

روزوں کے احکام ومسائل

(المعجم ١) - بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصِّيَامِ (التحفة ١)

باب:۱- روزے کے فضائل

١٦٣٨ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَ وَكِيعٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ. الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ إِلَى مَا شَاءَ اللهُ. يَقُولُ اللهُ: إِلَّا الصَّوْمَ، فَإِنَّهُ لِي، وَأَنَا أَجْزِي بِهِ. يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أَجْلِي. لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ، وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ. وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ».

۱۶۳۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابن آدم کے ہر عمل (کے ثواب) میں اضافہ کیا جاتا ہے' نیکی کا ثواب دس گنا سے سات سو گنا بلکہ (اس سے بھی زیادہ) جتنا اللہ چاہے ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مگر روزہ (اس قانون سے مستثنیٰ ہے) کیونکہ وہ (خالصتاً) میرے لیے ہوتا ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ بندہ میری خاطر اپنی خواہشات اور کھانا ترک کرتا ہے۔ روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں: ایک خوشی روزہ کھولتے وقت (حاصل ہوتی ہے) اور ایک خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت (حاصل ہوگی۔) اللہ کے ہاں روزہ دار کے منہ کی بو کستوری کی مہک سے بھی زیادہ عمدہ ہے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ بندوں پر اللہ کا خاص فضل ہے کہ بندہ اس کی توفیق سے جو نیکی کرتا ہے' اس کا ثواب صرف ایک نیکی کے برابر دینے کے بجائے بہت زیادہ بڑھا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿مَنْ جَآءَ

١٦٣٨ـ أخرجه البخاري، التوحيد، باب قول الله تعالى: "يريدون أن يبدلوا كلام الله"، ح: ٧٤٩٢ من حديث الأعمش به مطولاً ومختصرًا، ومسلم، الصيام، باب فضل الصيام، ح: ١١٥١/ ١٦٤، عن أبي بكر بن أبي شيبة به، وله طرق كثيرة عندهما.

بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾ (الأنعام٦:١٦٠) ''جو شخص نیکی لے کر حاضر ہوا' اس کے لیے اس کا دس گنا ہے۔'' حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن کی بیان کردہ یہ مقدار کم از کم ہے۔ ثواب اس سے کہیں زیادہ بھی ہو سکتا ہے۔ ② ثواب کی کثرت کا دارومدار حسن نیت' اخلاص اور اتباع سنت پر ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان اس قدر عظیم الشان تھا کہ ان کا اللہ کی راہ میں دیا ہوا آدھ سیر غلہ بعد والوں کے احد پہاڑ برابر سونا خرچ کرنے سے افضل ہے۔ (سنن ابن ماجه' حدیث:۱۶۱) اس لیے ہر شخص کے حالات و کیفیات کے مطابق نیکی کا ثواب سیکڑوں گنا تک پہنچ سکتا ہے۔ ③ عمل وہی قبول ہوتا ہے جو خالص اللہ کی رضا کے لیے کیا گیا ہو' ریا اور دکھاوے کی غرض سے کیا جانے والا عمل اللہ کے ہاں نا قابل قبول ہے۔ چونکہ روزے کا تعلق نیت سے ہوتا ہے اور دوسرے ظاہری اعمال' مثلاً: نماز' زکاۃ اور حج وغیرہ کی نسبت روزہ پوشیدہ ہوتا ہے اور اس میں ریا کا شائبہ بھی کم ہوتا ہے اسی وجہ سے اس کے اجر کو بھی پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ ④ روزے کا اصل فائدہ تبھی حاصل ہوتا ہے جب انسان دل کی غلط خواہشات پوری کرنے سے پرہیز کرے، یعنی جس طرح کھانا کھانے سے پرہیز کرتا ہے' اسی طرح جھوٹ اور غیبت وغیرہ سے بھی اجتناب کرے۔ ⑤ روزہ کھولتے وقت اس بات کی خوشی ہوتی ہے کہ اللہ کے فضل سے ایک نیک کام مکمل کرنے کی توفیق ملی۔ ⑥ قیامت کو خوشی اس لیے ہوگی کہ روزے کا ثواب اس کی توقع سے بڑھ کر ملے گا اور اللہ کی رضا حاصل ہوگی۔ ⑦ منہ کی بو سے وہ بو مراد ہے جو پیٹ خالی رہنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے' چونکہ یہ اللہ کی اطاعت کا ایک کام کرنے کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے اس لیے اللہ کو بہت محبوب ہے۔ ⑧ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ روزے کی حالت میں شام کے وقت مسواک کرنے سے بچنا چاہیے تاکہ اللہ کی پسندیدہ بو ختم نہ ہو جائے لیکن یہ درست نہیں کیونکہ مسواک سے وہ بو ختم ہوتی ہے جو منہ کی صفائی نہ ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ معدہ خالی ہونے کی وجہ سے پیدا ہونے والی بو دوسری ہے' اس کا مسواک کرنے یا نہ کرنے سے کوئی تعلق نہیں۔

١٦٣٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ أَنَّ مُطَرِّفاً، مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ

۱۶۳۹- حضرت مطرف بن عبداللہ رحمہ اللہ جو قبیلۂ بنو عامر بن صعصعہ سے تھے' ان سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن ابوالعاص ثقفی رضی اللہ عنہ نے انھیں پلانے کے لیے دودھ طلب فرمایا۔ مطرف رحمہ اللہ نے کہا: میں

١٦٣٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه النسائي: ٤/ ١٦٧، الصيام، ذكر الاختلاف على محمد بن أبي يعقوب في حديث أبي أمامة في فضل الصائم، ح:٢٢٣٢ من حديث الليث به، وصححه ابن خزيمة، ح:٢١٢٥، وزاد: "وصيام حسن، صيام ثلاثة أيام من كل شهر"، وأشار المنذري إلى أنه حسن، وصححه ابن حبان (موارد)، ح:٩٣١، وللحديث طريق أخرى عند النسائي: ٤/ ١٦٧.

عُثْمَانَ بْنَ أَبِي الْعَاصِ الثَّقَفِيَّ دَعَا لَهُ بِلَبَنٍ يَسْقِيهِ. فَقَالَ مُطَرِّفٌ: إِنِّي صَائِمٌ. فَقَالَ عُثْمَانُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «الصِّيَامُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ، كَجُنَّةِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْقِتَالِ».

روزے سے ہوں۔ حضرت عثمان ثقفی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''روزہ جہنم سے بچانے والی ڈھال ہے جس طرح لڑائی میں تم میں سے کسی کی ڈھال ہوتی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① مہمان کو کھانے پینے کی چیز پیش کرنا اخلاق عالیہ میں شامل ہے۔ ② اگر کھانے پینے کی دعوت دی جائے تو نفلی روزہ کھول کر دعوت قبول کرنا ضروری نہیں۔ ③ اگر کسی موقع پر اپنی کوئی نیکی ظاہر کرنا پڑ جائے تو یہ ریا میں شامل نہیں۔ ④ روزہ دوزخ سے بچاتا ہے' ایک تو اس لیے کہ یہ ایک بڑی نیکی ہے جس کی وجہ سے بہت سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں' دوسرے اس لیے کہ روزے کی وجہ سے انسان بہت سے گناہوں سے بچ جاتا ہے جن کے ارتکاب کی صورت میں وہ جہنم میں جا سکتا ہے۔ گناہوں سے اجتناب اور نیک عمل کی انجام دہی دونوں چیزیں جنت میں لے جانے والی اور جہنم سے بچانے والی ہیں۔

١٦٤٠ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ: حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَاباً يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ. يُدْعٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ. يُقَالُ: أَيْنَ الصَّائِمُونَ؟ فَمَنْ كَانَ مِنَ الصَّائِمِينَ دَخَلَهُ، وَمَنْ دَخَلَهُ لَمْ يَظْمَأْ أَبَداً».

١٦٤٠- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ریّان کہا جاتا ہے۔ قیامت کے دن آواز دی جائے گی' کہا جائے گا: روزے رکھنے والے کہاں ہیں؟ چنانچہ جو شخص روزہ رکھنے والوں میں سے ہوگا وہ اس (دروازے) میں داخل ہو جائے گا۔ اور جو اس میں داخل ہوگا' اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔''

فوائد ومسائل: ① جنت کے آٹھ دروازے ہیں جو مختلف نیکیوں کی طرف منسوب ہیں' مثلاً: باب الصلاة (نماز کا دروازہ) باب الجهاد (جہاد کا دروازہ) باب الصدقة (صدقہ کا دروازہ) دیکھیے: (صحيح البخاري، الصوم، باب الريان للصائمين، حديث: ١٨٩٧) ② ایک شخص جس نیکی کو زیادہ اہمیت دیتا ہے اور اس کی ادائیگی کی زیادہ کوشش کرتا ہے' وہ اس نیکی سے منسوب دروازے سے جنت میں داخل ہوگا۔ اگر زیادہ صفات کا حامل ہو تو ایک سے زیادہ دروازوں سے بلایا جائے گا' مثلاً: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آٹھوں دروازوں سے بلایا

١٦٤٠ــ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في فضل الصوم، ح: ٧٦٥ من حديث هشام بن سعد به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وأخرجه البخاري، ح: ١٨٩٦، ومسلم، ح: ١١٥٢ من حديث أبي حازم به.

جائے گا (صحیح البخاري' الصوم' باب الریان للصائمین' حدیث:۱۸۹۶) ③ "ریان" کا مطلب ''سیراب'' ہے۔ روزہ دار بھوک پیاس برداشت کرتا ہے۔ اور پیاس کا برداشت کرنا بھوک کی نسبت مشکل ہوتا ہے' اس لیے روزہ داروں کے لیے جو دروازہ مقرر ہے اسے بھی ''سیرابی کا دروازہ'' قرار دیا گیا ہے۔ ④ فرض عبادات کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ مسنون نفلی عبادات بھی ممکن حد تک ادا کرتے رہنا چاہیے۔ نفلی عبادات کا اہتمام جنت میں داخلے کا باعث ہے۔

(المعجم ٢) - بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ شَهْرِ رَمَضَانَ (التحفة ٢)

باب:۲- ماہ رمضان کی فضیلت

١٦٤١ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَاناً وَاحْتِسَاباً غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۱۶۴۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ایمان رکھتے ہوئے اور ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے' اس کے سابقہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔''

فائدہ: اس سے مراد وہ صغیرہ گناہ ہیں جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہے۔ کبیرہ گناہ توبہ سے معاف ہوتے ہیں اور حقوق العباد اس وقت تک معاف نہیں ہوتے جب تک انھیں ادا نہ کر دیا جائے' الا یہ کہ صاحب حق معاف کر دے۔

١٦٤٢ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،

۱۶۴۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو شیطانوں اور سرکش جنوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

١٦٤١ـ أخرجه البخاري، الإيمان، باب صوم رمضان احتسابًا من الإيمان، ح: ٣٨ من حديث محمد بن فضيل، ومسلم، صلاة المسافرين، باب الترغيب في قيام رمضان وهو التراويح، ح: ٧٦٠ من حديث يحيى بن أبي كثير عن أبي سلمة به.

١٦٤٢ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في فضل شهر رمضان، ح: ٦٨٢ عن أبي كريب به، وقال: "غريب"، وصححه ابن خزيمة: ٣/ ١٨٨، ح: ١٨٨٣ * الأعمش عنعن، وتقدم، ح: ١٧٨، وتلميذه ضعيف، وتقدم، ح: ٨٥٥، ولكن للحديث شواهد كثيرة عند البخاري، ومسلم وغيرهما، وانظر سنن النسائي: ٤/ ١٢٩، ح: ١٢٠٧، بتحقيقي.

عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ : «إِذَا كَانَتْ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ، صُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ، فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ. وَفُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ. وَنَادٰى مُنَادٍ: يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ أَقْبِلْ. وَيَابَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ. وَلِلّٰهِ عُتَقَاءُ [مِنَ النَّارِ]. وَذٰلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ».

جہنم کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں' ان میں سے کوئی دروازہ کھلا نہیں رہتا اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں' ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں رہتا۔ اور ایک اعلان کرنے والا منادی کرتا ہے: اے نیکی کے طلب گار' آگے بڑھ اور اے برائی کے طلب گار رک جا۔ اور اللہ تعالیٰ جہنم سے (بعض) لوگوں کو آزاد کرتا ہے۔ (رمضان میں) ہر رات اسی طرح ہوتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① ماہ رمضان نیکیوں کا مہینہ ہے' اس مہینے میں اللہ کی طرف سے نیکیوں کے راستے میں حائل بڑی رکاوٹیں دور کردی جاتی ہیں۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص نیکیوں سے محروم رہتا ہے یا برائیوں سے اجتناب کر کے اللہ کی رحمت حاصل نہیں کرتا تو یہ اس کا اپنا قصور ہے۔ ② شیطانوں اور سرکش جنوں کے قید ہوجانے کے باوجود ماہ رمضان میں انسانوں سے جو گناہ سرزد ہوتے ہیں' اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ انسان گیارہ مہینوں میں گناہوں کا مسلسل ارتکاب کرنے کی وجہ سے ان کے عادی ہوجاتے ہیں' پھر رمضان میں نفس کی اصلاح کے لیے کوشش بھی نہیں کرتے' یعنی روزے نہیں رکھتے' کثرت سے تلاوت نہیں کرتے' تراویح نہیں پڑھتے' اس لیے ان کے نفس کی تربیت اور اصلاح نہ ہونے کی وجہ سے وہ گناہوں سے اجتناب نہیں کرسکتے۔ ③ جنت کے دروازے کھل جانے اور جہنم کے دروازے بند ہوجانے سے حقیقتاً ان دروازوں کا کھلنا اور بند ہونا بھی مراد ہے اور یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ مسلمان معاشرے میں ماہ رمضان کو خاص اہمیت دی جاتی ہے' اس لیے نیکیوں کی طرف عام رجحان پیدا ہوتا ہے اور مسلمان ہر قسم کی نیکی کرنے پر مستعد ہوجاتے ہیں اور ہر قسم کے گناہ سے بچنے کی شعوری کوشش کرتے ہیں۔ گویا یہ نیکیاں جنت کے دروازے ہیں اور گناہ جہنم کے دروازے۔ ④ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیکیوں میں آگے بڑھنے اور گناہوں سے باز آنے کا اعلان بھی اس لیے ہے کہ مسلمان نیکیاں کرنے اور گناہوں سے بچنے کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کریں۔ ⑤ ہر رات بعض لوگوں کی جہنم سے آزادی بھی ماہ رمضان کا خصوصی شرف ہے۔ گناہوں سے توبہ کر کے ہر شخص اس شرف کو حاصل کرسکتا ہے۔

١٦٤٣- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ : حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ

۱۶۴۳- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ہر افطار کے وقت کچھ لوگوں

١٦٤٣ـ [حسن] انظر الحديث السابق * أبوبكر بن عياش تابعه أبوإسحاق الفزاري عند صاحب الحلية : ٨/ ٢٥٧، ٩/ ٣١٩، وقال : "غريب"، وتابعهما أبومعاوية عند أحمد : ٢/ ٢٥٤ إلا أنه قال : "عن أبي هريرة أو عن أبي سعيد"، شك الأعمش، وللحديث شواهد كثيرة، راجع الترغيب والترهيب وغيره.

أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ لِلّٰهِ عِنْدَ كُلِّ فِطْرٍ عُتَقَاءَ. وَذٰلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ».

کو آزاد فرماتا ہے۔ اور یہ (رمضان کی) ہر رات میں ہوتا ہے۔''

فائدہ: جہنم سے آزادی کا یہ شرف خلوص کے ساتھ سنت کے مطابق روزہ رکھ کر اور گناہوں سے توبہ کر کے حاصل ہوسکتا ہے۔ واللہ اعلم۔

١٦٤٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرٍ عَبَّادُ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِلَالٍ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: دَخَلَ رَمَضَانُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ هٰذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ. وَفِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ. مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهُ. وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا إِلَّا مَحْرُومٌ».

۱۶۴۴- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رمضان کا مہینہ شروع ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمھارے پاس یہ مہینہ آ گیا ہے' اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینے سے افضل ہے' جو اس رات (کا ثواب حاصل کرنے) سے محروم رہا' وہ ہر بھلائی سے محروم رہا۔ اس کے خیر سے وہی محروم رہتا ہے جو واقعی محروم ہے۔''

فوائد و مسائل: ① وعظ و نصیحت میں موقع محل کا لحاظ رکھنا چاہیے' علمائے کرام عموماً خاص خاص ایام میں خاص موضوعات پر اظہار خیال کرتے ہیں' مثلاً: ماہ محرم میں بدعات محرم کی تردید اور ماہ ربیع الاول میں اس ماہ کی بدعات کا رد لیکن یہ بھی مناسب نہیں کہ پورا مہینہ ایک ہی موضوع پر تقریریں کرنا ضروری سمجھ لیا جائے' جیسے محرم میں حادثۂ کربلا کی جھوٹی سچی تفصیلات اور ماہ ربیع الاول میں رسول اللہ ﷺ کی ولادت اور بچپن کی تفصیلات' بلکہ ان موضوعات کے ساتھ ساتھ دوسرے عملی مسائل بھی بیان کرنے چاہئیں۔ ② اس مہینے کی افضل ترین رات لیلۃ القدر ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی سورۃ القدر میں ہے۔ ③ شب قدر کی عبادت کا ثواب حاصل کرنے کے لیے رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف مسنون ہے' تاہم اگر کوئی شخص اعتکاف نہ کر سکے' تب بھی راتوں کی عبادت' خصوصاً طاق راتوں کی عبادت میں سستی نہیں کرنی چاہیے۔ ④ ایک رات عبادت میں گزارنے سے تیس ہزار سے زیادہ راتوں کی عبادت کا ثواب مل رہا ہو' پھر بھی کوئی شخص محض سستی کی وجہ سے یہ ثواب حاصل نہ کر سکے تو یہ واقعی بہت بڑی محرومی ہے۔ ⑤ یہ روایت بعض حضرات کے نزدیک حسن صحیح ہے۔

١٦٤٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الأوسط، ح: ١٤٦٧ من حديث محمد بن بلال به، وقتادة عنعن، وتقدم، ح: ١٧٥، ولحديثه شاهد منقطع في سنن النسائي: ٤/ ١٢٩، ح: ٢١٠٨، ومرسل في المصنف لعبدالرزاق، ح: ٧٣٨٣، وضعيف الطبراني في الكبير، انظر مجمع الزوائد: ٣/ ١٤٢.

دیکھیے: (صحیح الترغیب' للألباني' رقم:۹۸۹'۹۹۰)

(المعجم ٣) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ يَوْمِ الشَّكِّ (التحفة ٣)

باب:۳- شک کے دن روزہ رکھنا منع ہے

١٦٤٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عَمَّارٍ، فِي الْيَوْمِ الَّذِي يُشَكُّ فِيهِ. فَأُتِيَ بِشَاةٍ. فَتَنَحَّى بَعْضُ الْقَوْمِ. فَقَالَ عَمَّارٌ: مَنْ صَامَ هٰذَا الْيَوْمَ فَقَدْ عَصٰى أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ.

۱۶۴۵- حضرت صلہ بن زفر رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: ہم لوگ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے اور دن وہ تھا جس میں شک کیا جاتا ہے۔ آپ کی خدمت میں ایک (پکائی ہوئی) بکری پیش کی گئی۔ بعض لوگ (کھانے سے اجتناب کرتے ہوئے) ایک طرف ہو گئے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس نے اس دن روزہ رکھا' اس نے ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی۔

فوائد و مسائل: ① شک کے دن سے مراد انتیس شعبان کے بعد والا دن ہے جب کہ چاند نظر آنے کی تصدیق نہ ہوئی ہو۔ یہ دن حقیقت میں شعبان کا تیسواں دن ہے۔ ② بعض لوگ تیس شعبان کو اس لیے روزہ رکھ لیتے ہیں کہ شاید رمضان شروع ہو گیا ہو اور ہمیں معلوم نہ ہوا ہو۔ اب اگر رمضان شروع ہو چکا ہوا تو یہ روزہ رمضان کا ہو جائے گا' ورنہ نفلی روزہ سہی۔ اس طرح کا شک والا روزہ رکھنا شرعاً منع ہے۔ ③ اللہ تعالیٰ نے فرض عبادات کی مقدار اور اوقات کا تعین کر دیا ہے۔ نفلی اور فرض عبادات کے اس امتیاز کو ختم کرنا درست نہیں۔ ④ نیکی کا عمل اگر سنت کے خلاف ہو تو وہ نیکی کا عمل ہی نہیں رہتا۔ ⑤ یہ روایت اکثر محققین کے نزدیک صحیح ہے۔ بعض صحابہ کے روزہ نہ توڑنے کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ انھوں نے معمول کے مطابق روزہ رکھا ہو' جس کی اجازت ہے۔

١٦٤٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ:

۱۶۴۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے چاند نظر آنے سے ایک دن پہلے جلدی کرتے ہوئے روزہ رکھنے سے

١٦٤٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصيام، باب كراهية صوم يوم الشك، ح: ٢٣٣٤ عن ابن نمير به، وأعله البخاري، وصححه الترمذي، وابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي، والدارقطني وغيرهم * أبوإسحاق عنعن، وتقدم، ح: ٤٦، وله شواهد كلها ضعيفة.

١٦٤٦ـ [إسناده ضعيف جدًا] وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ٢٦٠ لعلته.

نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ تَعْجِيلِ صَوْمِ يَوْمٍ قَبْلَ الرُّؤْيَةِ.

منع فرمایا۔

١٦٤٧- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ الْحَارِثِ، عَنِ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ، قَبْلَ شَهْرِ رَمَضَانَ: «الصِّيَامُ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا. وَنَحْنُ مُتَقَدِّمُونَ. فَمَنْ شَاءَ فَلْيَتَقَدَّمْ، وَمَنْ شَاءَ فَلْيَتَأَخَّرْ».

۱۶۴۷- حضرت ابوعبدالرحمٰن قاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ ماہ رمضان (شروع ہونے) سے پہلے منبر پر فرمایا کرتے تھے: ''روزہ فلاں دن ہوگا' اور ہم (عادتاً) اس سے پہلے روزہ رکھنے والے ہیں۔ اب جو چاہے پہلے شروع کرلے اور جو چاہے بعد میں (رمضان شروع ہونے پر روزہ رکھنا) شروع کرے۔''

فائدہ: یہ حدیث ضعیف ہے۔ علاوہ ازیں یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس صحیح حدیث کے خلاف بھی ہے جو آگے آرہی ہے۔ دیکھیے (حدیث:۱۶۵۰)

(المعجم ٤) - بَابُ مَا جَاءَ فِي وِصَالِ شَعْبَانَ بِرَمَضَانَ (التحفة ٤)

باب:۴- (کثرت سے روزے رکھ کر) شعبان کو رمضان سے ملا دینا

١٦٤٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصِلُ شَعْبَانَ بِرَمَضَانَ.

۱۶۴۸- ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ شعبان کو رمضان سے ملا دیتے تھے۔

١٦٤٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٩/ ٣٧٥، ح: ٨٨٠ من حديث مروان بن محمد به، وزاد: "كان يقوم على المنبر قبل رمضان بيوم ويقول" قال البوصيري: "إسناده صحيح ورجاله موثقون لكن قيل إن القاسم أباعبدالرحمٰن لم يسمع من أحد من الصحابة سوى أبي أمامة" قلت: الصواب خلافه، انظر تهذيب الكمال والمعجم الكبير وغيرهما، والحديث شاذ مخالف للأحاديث الصحيحة، انظر، ح: ١٦٥٠.

١٦٤٨ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء في وصال شعبان برمضان، ح: ٧٣٦ من حديث منصور به، وقال: "حسن"، وله شواهد صحيحة عند أبي داود، ح: ٢٣٣٦ وغيره، وانظر الحديث الآتي.

١٦٤٩- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا يَحْيَـى بْنُ حَمْزَةَ : حَدَّثَنِي ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ الْغَازِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ، عَنْ صِيَامِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ : كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ حَتَّى يَصِلَهُ بِرَمَضَانَ .

۱۶۴۹- حضرت ربیعہ بن غاز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے روزوں کے بارے میں سوال کیا تو ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ ﷺ پورا شعبان روزے رکھتے تھے حتی کہ اسے رمضان سے ملا دیتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① سارا شعبان روزے رکھنے سے مراد شعبان میں کثرت سے نفلی روزے رکھنا ہے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو رمضان کے سوا کسی مہینے میں پورا مہینہ روزے رکھتے نہیں دیکھا۔ اور میں نے نبی ﷺ کو کسی مہینے میں شعبان سے زیادہ روزے رکھتے نہیں دیکھا۔" (صحيح البخاري، الصوم، باب صوم شعبان، حديث:١٩٦٩) ② بہتر یہ ہے کہ نصف شعبان کے بعد نفلی روزے نہ رکھے جائیں۔ دیکھیے (حدیث:۱۶۵۱)

(المعجم ٥) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ أَنْ يَتَقَدَّمَ رَمَضَانَ بِصَوْمٍ، إِلَّا مَنْ صَامَ صَوْمًا فَوَافَقَهُ (التحفة ٥)

باب: ۵- رمضان شروع ہونے سے (ایک دن) پہلے روزہ رکھنا منع ہے، سوائے اس شخص کے جو پہلے سے اس دن کا روزہ رکھتا چلا آ رہا ہو

١٦٥٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ حَبِيبٍ، وَ الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ الأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَـى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ تَقَدَّمُوا صِيَامَ رَمَضَانَ بِيَوْمٍ وَلاَ يَوْمَيْنِ. إِلَّا رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْماً فَيَصُومُهُ».

۱۶۵۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "رمضان (شروع ہونے) سے ایک دو دن پہلے روزہ نہ رکھو۔ سوائے اس شخص کے جو پہلے سے وہ روزہ رکھتا چلا آ رہا ہو تو اس دن بھی رکھ لے۔"

فوائد ومسائل: ① رمضان شروع ہونے سے ایک دن پہلے روزہ رکھنے کی ایک صورت "شک کا روزہ" ہے

١٦٤٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في صوم يوم الاثنين والخميس، ح: ٧٤٥ من حديث ثور به، وقال: "حسن غريب"، والحديث السابق شاهد له.

١٦٥٠ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب: لا يتقدم رمضان بصوم يوم ولا يومين، ح: ١٩١٤، ومسلم، الصيام، باب لا تقدموا رمضان بصوم يوم ولا يومين، ح: ١٠٨٢ من حديث يحيى به بألفاظ متقاربة.

جس کی تفصیل گزشتہ باب میں بیان ہوئی' یعنی جس دن مطلع ابر آلود ہونے یا کسی اور وجہ سے چاند نظر آنے کی شرعی گواہی نہ مل سکی ہو اور لوگوں کو اس کی بابت شک ہو کہ تیس شعبان ہے یا یکم رمضان تو اس دن اس نیت سے روزہ رکھنا کہ اگر بعد میں ثابت ہو گیا کہ رمضان شروع ہو چکا تھا تو یہ رمضان کا روزہ شمار ہو گا' ورنہ نفلی روزہ ہو جائے گا' یہ صورت جائز نہیں۔ ② رمضان سے پہلے روزہ رکھنے کی دوسری صورت یہ ہے کہ رمضان شروع نہ ہونے کا یقینی علم ہونے کے باوجود روزہ رکھا جائے۔ اس طرح نفل اور فرض کو باہم ملا دیا جائے تو یہ بھی جائز نہیں بلکہ یہ عمل ظاہری طور پر فرضی عبادت میں اضافے سے مشابہ ہے۔ ③ رمضان سے پہلے روزہ رکھنے کی تیسری صورت یہ ہے' مثلاً: ایک شخص کا معمول' سنت کے مطابق سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھنا ہے۔ اتفاقاً ۲۹ یا ۳۰ شعبان کو سوموار یا جمعرات کا دن تھا اور اس سے اگلے دن یکم رمضان ہو گیا تو یہ روزہ رمضان سے پہلے اس سے متصل ہے' یا کسی کے ذمے قضا وغیرہ کے روزے تھے' وہ ۲۹ یا ۳۰ شعبان کو ختم ہوئے۔ ان صورتوں میں یا ایسی ہی کسی اور صورت میں اس کا ارادہ رمضان کے ساتھ دوسرے روزے ملانے کا نہیں تھا بلکہ اتفاقاً یہ روزے رمضان کے روزوں سے آ ملے تو یہ صورت جائز ہے' اس میں کوئی حرج نہیں۔

۱۶۵۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا كَانَ النِّصْفُ مِنْ شَعْبَانَ، فَلَا صَوْمَ حَتّٰى يَجِيءَ رَمَضَانُ».

۱۶۵۱- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب شعبان آدھا ہو جائے تو رمضان آ جانے تک کوئی روزہ نہیں۔''

فائدہ: گزشتہ حدیث سے رمضان سے پہلے بعض روزے رکھنے کا جواز ظاہر ہوتا ہے' لہٰذا اس حدیث کا مطلب یہ ہو گا کہ رمضان قریب آ جانے پر نفلی روزوں سے اجتناب بہتر ہے تاکہ نفل اور فرض روزوں میں امتیاز ہو جائے اور کوئی شخص اس قدر کمزور نہ ہو جائے کہ رمضان کے روزوں میں خلل پڑنے کا اندیشہ ہو۔

(المعجم ٦) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّهَادَةِ عَلٰى رُؤْيَةِ الْهِلَالِ (التحفة ٦)

باب:٦- چاند دیکھنے کی گواہی

۱۶۵۱_ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصيام، باب في كراهية ذٰلك، ح:۲۳۳۷ من حديث الدراوردي عبدالعزيز بن محمد به، وقال الترمذي، ح:۷۳۸ "حسن صحيح".

١٦٥٢- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ الأَوْدِيُّ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ. قَالاَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ: حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَبْصَرْتُ الْهِلاَلَ اللَّيْلَةَ. فَقَالَ: «أَتَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ؟» قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: «قُمْ يَا بِلاَلُ فَأَذِّنْ فِي النَّاسِ أَنْ يَصُومُوا غَدًا».

۱۶۵۲- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک اعرابی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں نے آج رات چاند دیکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟“ اس نے کہا: جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلال! اٹھو لوگوں میں اعلان کر دو کہ کل روزہ رکھیں۔“

قَالَ أَبُو عَلِيٍّ: هٰكَذَا رِوَايَةُ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ، وَالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ. وَرَوَاهُ حَمَّادُ ابْنُ سَلَمَةَ، فَلَمْ يَذْكُرِ ابْنَ عَبَّاسٍ. وَقَالَ: فَنَادٰى أَنْ يَقُومُوا وَأَنْ يَصُومُوا.

ایک روایت میں ہے: بلال ؓ نے اعلان کر دیا کہ وہ قیام کریں اور روزہ رکھیں۔

فوائد ومسائل: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم سنن ابوداود میں حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: لوگ چاند دیکھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ مجھے چاند نظر آ گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے (اس خبر کے مطابق) خود بھی روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ (سنن أبي داود، الصيام، باب في شهادة الواحد على رؤية هلال رمضان، حديث:٢٣٤٢) محققین نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ ایک مسلمان کی گواہی رمضان شروع ہونے کا یقین کرنے کے لیے کافی ہے۔ ② رؤیت ہلال کے مسئلے میں اہل علم میں اختلاف ہے۔ کچھ اہل علم کی رائے یہ ہے کہ اگر کسی بھی جگہ رمضان کے چاند کی شرعی طریقے سے رؤیت ثابت ہو جائے تو تمام مسلمانوں کے لیے روزہ رکھنا لازم ہو جاتا ہے اور اگر اسی طرح کسی بھی جگہ شوال کے چاند کی رؤیت ثابت ہو جائے تو تمام مسلمانوں کے لیے روزہ چھوڑنا لازم ہو جاتا ہے۔ امام احمد ؒ کا یہی موقف ہے۔ بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ رمضان کے روزے اور شوال کی عید کے احکام ان لوگوں کے لیے واجب ہوں گے جو خود چاند دیکھ لیں یا چاند دیکھنے والوں کا مطلع ایک ہو کیونکہ اہل معرفت یعنی ماہرین فلکیات کا اتفاق ہے کہ ہلال کے مطالع مختلف ہیں لہٰذا ضروری ہے کہ ہر

١٦٥٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصيام، باب في شهادة الواحد على رؤية هلال رمضان، ح: ٢٣٤٠ من حديث زائدة به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، وانظر، ح: ١٧١ لعلته.

ملک اپنی رؤیت کے مطابق عمل کرے اور اس رؤیت کے مطابق عمل ان ملکوں کے لیے واجب ہوگا جن کا مطلع اس کے مطابق ہو اور جن ممالک کا مطلع اس کے مطابق نہ ہوگا وہ اس کے تابع نہ ہوں گے۔ یہ قول شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا ہے۔ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ شیخ الاسلام کے موقف کی بابت لکھتے ہیں کہ مطالع مختلف ہونے کی صورت میں محض عموم کی وجہ سے احکام ہلال ثابت نہ ہوں گے۔ بلاشبہ استدلال کے اعتبار سے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا قول اور موقف قوی ہے اور نظر وقیاس سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ دیکھیے: (فتاویٰ اسلامیہ (أردو): ۲/۱۶۱ مطبوعہ دارالسلام)

آج کل ہمارے ہاں بھی بعض لوگ روزے عیدین اور دیگر عبادات جو چاند سے متعلق ہیں سعودی عرب کی رؤیت ہلال کے مطابق ادا کرتے ہیں اور اسی رؤیت کو اپنے لیے قابل عمل قرار دیتے ہیں۔ اس مسئلے کی بابت سعودی علماء اور مفتیان سے بھی استفسار کیا گیا' لہٰذا سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ ابن باز رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں: ''یہ مسئلہ سعودی عرب کے کبار علماء کی مجلس میں بھی پیش کیا گیا تو ان علماء کی رائے یہ تھی کہ اس مسئلے میں راجح بات یہ ہے کہ اس میں کافی گنجائش ہے' اپنے ملک کے علماء کی رائے کے مطابق عمل کر لیا جائے تو یہ جائز ہے۔ شیخ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میری رائے میں یہ ایک معتدل رائے ہے اور اس سے اہل علم کے مختلف اقوال و دلائل میں تطبیق بھی ہو جاتی ہے۔ آگے چل کر انھوں نے علماء کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ اہل علم پر واجب ہے کہ ماہ کے آغاز و اختتام کے موقع پر اس مسئلہ کی طرف خصوصی توجہ مبذول کریں اور ایک بات پر متفق ہو جائیں جو ان کے اجتہاد کے مطابق حق کے زیادہ قریب ہو' پھر اسی کے مطابق عمل کریں اور لوگوں تک بھی اپنی بات پہنچا دیں' ان کے حکمرانوں اور عام مسلمانوں کو بھی چاہیے کہ اس سلسلے میں اپنے علماء کی پیروی کریں اور اس مسئلہ میں اختلاف نہ کریں کیونکہ اس سے لوگ مختلف گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے اور کثرت سے قیل و قال ہونے لگے گی۔'' دیکھیے: (فتاویٰ اسلامیہ (أردو) ۲/ ۱۵۸' ۱۵۹' مطبوعہ دارالسلام) سعودی مفتیان کے فتاویٰ اور دیگر دلائل سے واضح ہوتا ہے کہ ہر ملک اپنی رؤیت اور اپنے علماء کے متفقہ فیصلے کے مطابق ہی روزے عیدیں اور دیگر عبادات بجالائے' ان شاء اللہ اسی میں خیر ہے۔ واللہ أعلم بالصواب.

۱۶۵۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ أَبِي عُمَيْرِ ابْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمُومَتِي مِنَ الأَنْصَارِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالُوا:

۱۶۵۳- حضرت ابوعمیر عبداللہ بن انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: مجھے میرے چچاؤں نے حدیث سنائی' جو انصاری صحابی تھے' انھوں نے فرمایا: ہمیں شوال کا چاند (بادل وغیرہ کی وجہ سے) نظر نہ آیا تو

۱۶۵۳ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب إذا لم يخرج الإمام للعيد من يومه يخرج من الغد، ح: ۱۱۵۷ من حديث أبي بشر جعفر به، وصححه ابن حبان، والبيهقي، وابن حزم وغيرهم.

أُغْمِيَ عَلَيْنَا هِلاَلُ شَوَّالٍ. فَأَصْبَحْنَا صِيَاماً. فَجَاءَ رَكْبٌ مِنْ آخِرِ النَّهَارِ، فَشَهِدُوا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُمْ رَأَوْا الْهِلاَلَ بِالأَمْسِ. فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُفْطِرُوا، وَأَنْ يَخْرُجُوا إِلٰى عِيدِهِمْ مِنَ الْغَدِ.

ہم نے صبح کو روزہ رکھ لیا۔ دن کے آخری حصے میں ایک قافلہ آیا۔ ان لوگوں نے نبی ﷺ کے پاس گواہی دی کہ انھوں نے کل چاند دیکھا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ روزہ چھوڑ دیں اور اگلے دن عید کے لیے (عیدگاہ کی طرف) نکلیں۔

فوائد ومسائل: ① شوال کے چاند کے لیے کم از کم دو قابل اعتماد مسلمانوں کی گواہی ضروری ہے۔ حضرت حارث بن حاطب ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ چاند دیکھ کر عبادت کریں (روزہ رکھیں اور عید کریں) اگر ہمیں چاند نظر نہ آئے اور دو قابل اعتماد گواہ گواہی دے دیں تو ہم ان کی گواہی کی بنیاد پر عبادت کریں گے۔'' (سنن أبي داود، الصیام، باب شهادة رجلين على رؤية هلال شوال، حدیث: ۲۳۳۸) اس حدیث کو امام دارقطنی نے صحیح قرار دیا ہے۔ ② اگر چاند کی خبر دوپہر کے بعد ملے تو عید کی نماز اگلے دن ادا کی جائے گی لیکن روزہ اسی وقت چھوڑ دیا جائے گا۔ ③ قریب کے شہر کی رؤیت مقبول ہے۔ قافلہ دن بھر کے سفر کے بعد شام کو مدینے پہنچا تھا۔ اتنے فاصلے پر دیکھے ہوئے چاند کی بنیاد پر مدینے میں روزہ کھول دیا گیا۔

(المعجم ٧) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي «صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ»** (التحفة ٧)

باب: ۷- چاند دیکھ کر روزے رکھنا شروع کرو اور چاند دیکھ کر روزے رکھنا ختم کرو

١٦٥٤- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلاَلَ فَصُومُوا. وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا. فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوا لَهُ» وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَصُومُ قَبْلَ الْهِلاَلِ بِيَوْمٍ.

۱۶۵۴- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم چاند دیکھو تو روزے رکھو اور جب چاند دیکھو تو روزے چھوڑ دو۔ اگر تم پر بادل چھا جائے تو اس کا اندازہ کرلو۔'' حضرت ابن عمر ؓ چاند سے ایک دن پہلے روزہ رکھتے تھے۔

١٦٥٤ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب: هل يقال: رمضان، أو شهر رمضان؟ ومن رأى كله واسعًا، ح: ١٩٠٠ من حديث ابن شهاب الزهري به المرفوع فقط، وأخرج مسلم، الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال والفطر ... الخ، ح: ١٠٨١ من حديث إبراهيم بن سعد عن الزهري عن سعيد بن المسيب عن أبي هريرة به.

فوائد ومسائل: ① چاند نظر آنے پر قمری مہینہ شروع ہو جاتا ہے۔ رات اپنے بعد والے دن کے ساتھ گنی جاتی ہے۔ ② چاند دیکھ کر روزہ رکھنے کا مطلب رات ہی کو روزہ رکھنا نہیں کیونکہ روزے کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے۔ ③ چاند دیکھ کر روزہ چھوڑنے کا مطلب یہ ہے کہ جب شوال کا چاند نظر آ جائے تو وہ رات شوال کی پہلی رات ہوگی۔ رمضان کے احکام ختم ہو جائیں گے۔ اگر سورج غروب ہونے سے پہلے چاند نظر آ جائے جیسے: بعض اوقات تیس کا مہینہ ہونے کی صورت میں ہو جاتا ہے تو سورج غروب ہونے سے پہلے روزہ افطار نہ کیا جائے کیونکہ روزہ غروب آفتاب پر ختم ہوتا ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ﴾ (البقرة ۲:۱۸۷) ''پھر رات تک روزہ پورا کرو۔'' ④ بادل ہونے کی صورت میں اندازہ کرنے کا مطلب تیس روزے پورے کرنا ہے کیونکہ دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں: [فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِيْنَ] ''اگر بادل ہو جائیں تو تیس کی گنتی پوری کرلو۔'' (صحيح البخاري' الصوم' باب قول النبي ﷺ إذا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُومُوا ' وَ إِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا حديث:۱۹۰۷) ⑤ تیسواں روزہ رکھنے کو اندازہ اس لیے کہا گیا ہے کہ مذکورہ صورت میں چاند نہ ہونا یقینی نہیں لیکن چاند ہونے کا یقین نہ ہونے کی وجہ سے رمضان کے باقی رہنے کا حکم لگایا گیا ہے۔ اگر یقینی خبر سے چاند ہونا ثابت ہو جائے تو روزہ چھوڑ دیا جائے گا۔ ⑥ حضرت ابن عمر ؓ نے رمضان سے پہلے ایک روزہ رکھا' ممکن ہے وہ ان کی عادت کے مطابق روزہ ہو جو اتفاقاً اس روز واقع ہو گیا ہو۔ دیکھیے (حدیث:۱۶۵۰' فائدہ:۳) یا ممکن ہے انھوں نے نہی کو فضیلت کے معنی میں لیا ہو۔ واللہ أعلم. بہرحال صحابی کے قول وعمل پر رسول اللہ ﷺ کے ارشاد مبارک کو ترجیح دیتے ہوئے یہ روزہ نہ رکھنا ہی بہتر ہے' نیز شیخ البانی ؒ حضرت ابن عمر ؓ کے اس فعل کی بابت لکھتے ہیں: حضرت ابن عمر ؓ کا یہ عمل صرف ابن ماجہ میں ہے اور یہ اضافہ منکر ہے' تفصیل کے لیے دیکھیے: (إرواء الغليل: ۴/۱۰' رقم:۹۰۳)

١٦٥٥ - حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُومُوا . وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا . فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَصُومُوا ثَلَاثِينَ يَوْماً».

۱۶۵۵- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم چاند دیکھو تو روزے رکھو اور جب (دوبارہ) چاند دیکھو تو روزے رکھنا چھوڑ دو۔ اگر تم پر بادل ہو جائیں تو تیس دن روزے رکھ لو۔''

(المعجم ٨) - بَابُ مَا جَاءَ فِي «الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُونَ» (التحفة ٨)

باب:۸- مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے

١٦٥٥ـ أخرجه مسلم، انظر الحديث السابق.

١٦٥٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَمْ مَضٰى مِنَ الشَّهْرِ؟» قَالَ قُلْنَا: اثْنَانِ وَعِشْرُونَ، وَبَقِيَتْ ثَمَانٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الشَّهْرُ هٰكَذَا، وَالشَّهْرُ هٰكَذَا، [وَالشَّهْرُ هٰكَذَا]» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَأَمْسَكَ وَاحِدَةً.

۱۶۵۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مہینے کا کتنا حصہ گزر گیا ہے؟'' ہم نے کہا: بائیس (دن گزر گئے ہیں) اور باقی آٹھ دن ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مہینہ اتنا ہوتا ہے اور مہینہ اتنا ہوتا ہے اور مہینہ اتنا ہوتا ہے۔'' آپ نے تین بار یہ الفاظ فرمائے اور (تیسری بار) ایک انگلی بند فرمالی۔

فائدہ: دو بار دس انگلیوں سے اشارہ فرما کر تیسری بار نو انگلیوں سے اشارہ فرمایا اور واضح کیا کہ مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے ضروری نہیں کہ تیس دن ہی کا ہو۔ انتیس کا چاند ہو جانے کی صورت میں ایک مہینے کے روزوں کے ثواب میں کمی نہیں ہوتی۔

١٦٥٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا» وَعَقَدَ تِسْعاً وَعِشْرِينَ فِي الثَّالِثَةِ.

۱۶۵۷- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مہینہ اتنا' اتنا اور اتنا ہوتا ہے۔'' آپ ﷺ نے تیسری بار کے اشارے سے انتیس کا اشارہ مکمل کیا۔

١٦٥٨- حَدَّثَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ الْمُزَنِيُّ: حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَا صُمْنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ

۱۶۵۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں تیس روزوں کی نسبت انتیس روزے زیادہ دفعہ رکھے۔

١٦٥٦- [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٥١ عن أبي معاوية وغيره، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ٩٢٣، والبوصيري * الأعمش عنعن، وتقدم، ح: ١٧٨، ولحديثه شواهد كثيرة، انظر الحديث الآتي.

١٦٥٧- أخرجه مسلم، الصيام، باب الشهر يكون تسعًا وعشرين، ح: ١٠٨٦ من حديث محمد بن بشر به.

١٦٥٨- [صحيح] وله شاهد صحيح عند أبي داود، الصيام، باب الشهر يكون تسعًا وعشرين، ح: ٢٣٢٢ وغيره.

تِسْعاً وَعِشْرِينَ، أَكْثَرُ مِمَّا صُمْنَا ثَلاَثِينَ.

فوائد و مسائل: ① روزے فرض ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں نو بار ماہ رمضان آیا کیونکہ روزے کی فرضیت ۲ھ میں ہوئی اور ۱۱ھ کا رمضان آنے سے پہلے ماہ ربیع الاول میں نبی ﷺ رحلت فرما گئے۔ اس دوران میں کم از کم پانچ بار رمضان کے انتیس روزے ہوئے۔ ② حدیث ۱۶۵۶ اور ۱۶۵۷ میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تیس کا ہونا ضروری نہیں، کبھی انتیس کا ہوتا ہے کبھی تیس دن کا۔

(المعجم ٩) - بَابُ مَا جَاءَ فِي شَهْرَيِ الْعِيدِ (التحفة ٩)

باب:۹- عید کے دو مہینے

١٦٥٩- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «شَهْرَا عِيدٍ لاَ يَنْقُصَانِ: رَمَضَانُ وَذُو الْحَجَّةِ».

۱۶۵۹- حضرت ابوبکرہ (نفیع بن حارث ثقفی) ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''عید کے دو مہینے ناقص نہیں ہوتے، یعنی رمضان اور ذوالحجہ۔''

فائدہ: اس فرمانِ نبوی کی وضاحت مختلف انداز سے کی گئی ہے۔ ایک قول کے مطابق حدیث کا مطلب یہ ہے کہ یہ مہینے انتیس کے بھی ہوں تو عظمت و ثواب کے لحاظ سے بڑے ہی ہیں، انھیں چھوٹا نہ سمجھو۔ دوسرا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک سال میں دونوں انتیس کے نہیں ہوتے۔ اگر ان میں سے ایک مہینہ انتیس دن کا ہوگا تو دوسرا ضرور تیس کا ہوگا۔ یہ مطلب بھی ایک حد تک صحیح ہے کیونکہ عام طور پر ایسا ہی ہوتا ہے۔ پہلا مطلب زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ رمضان میں روزوں کی عبادت کی جاتی ہے اور ذوالحجہ میں حج کی عبادت ہوتی ہے اور یہ دونوں اسلام کے ارکان میں سے ہیں جب کہ اسلام کے دوسرے ارکان کسی خاص مہینے سے تعلق نہیں رکھتے۔

١٦٦٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ الْمُقْرِئُ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عِيسٰى:

۱۶۶۰- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عید الفطر اس دن ہے جس

١٦٥٩ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب شهرا عيد لا ينقصان، ح: ١٩١٢ من حديث خالد به، ومسلم، الصيام، باب بيان معنى قوله ﷺ: شهرا عيد لا ينقصان، ح: ١٠٨٩ من حديث يزيد به.

١٦٦٠ـ [صحيح] * محمد بن عمر بن أبي عمر المقرىء لا يعرف، ولعله محمد بن أبي عمر الدوري (تقريب)، وشيخه إسحاق بن عيسى بن نجيح، أبويعقوب ابن الطباع صدوق مشهور، وللحديث شواهد عند أبي داود، ح: ٢٣٢٤، والترمذي، ح: ٦٩٧ وغيرهما.

حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْفِطْرُ يَوْمَ تُفْطِرُونَ، وَالأَضْحٰى يَوْمَ تُضَحُّونَ».

دن تم (رمضان مکمل کر کے) روزہ چھوڑتے ہو' اور عیدالاضحیٰ اس دن ہے جس دن تم قربانی کرتے ہو۔''

فائدہ: عیداجتماعی عبادت ہے' اس لیے اگر کسی شخص کو چاند ہونے یا نہ ہونے میں شک ہو' تب بھی اسے عام مسلمانوں کے ساتھ ہی عید منانی چاہیے' اسی لیے چاند کے ثبوت کے لیے کثیر تعداد کی شرط نہیں رکھی گئی بلکہ دو قابل اعتماد افراد کی گواہی پر اعتماد کیا گیا ہے۔

(المعجم ١٠) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ (التحفة ١٠)

باب: ۱۰- سفر میں روزہ رکھنا

١٦٦١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: صَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي السَّفَرِ، وَأَفْطَرَ.

۱۶۶۱- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سفر میں (کبھی) روزہ رکھا' اور (کبھی) چھوڑ دیا۔

فائدہ: جس سفر میں نماز قصر کرنا جائز ہے اس میں مسافر کے لیے روزہ چھوڑنا بھی جائز ہے' خواہ سفر پیدل ہو یا سواری پر اور سواری خواہ گاڑی ہو یا ہوائی جہاز وغیرہ اور خواہ تھکاوٹ لاحق ہوتی ہو جس میں روزہ مشکل ہو یا تھکاوٹ لاحق نہ ہوتی ہو' خواہ سفر میں بھوک پیاس لگتی ہو یا نہ لگتی ہو کیونکہ شریعت نے سفر میں نماز قصر کرنے اور روزہ چھوڑنے کی مطلق اجازت دی ہے اور اس میں سواری کی نوعیت یا تھکاوٹ اور بھوک پیاس وغیرہ کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ﴾ (البقرة ۲:۱۸۴) ''تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ (رمضان کے علاوہ) دوسرے دنوں سے گنتی پوری کر لے۔'' علاوہ ازیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے کہ اس کی عطا کردہ رخصتوں کو قبول کیا جائے جس طرح وہ اس بات کو ناپسند کرتا ہے کہ اس کی معصیت و نافرمانی کا ارتکاب کیا جائے۔ (مسند أحمد: ۲/۱۰۸) البتہ اگر روزہ رکھنے میں کوئی تکلیف نہ ہو اور کوئی روزہ رکھ لے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اگر تکلیف ہو تو پھر روزہ رکھنے سے احتراز کرنا چاہیے۔

١٦٦١ـ [صحيح] أخرجه النسائي: ٤/ ١٨٤، الصيام، ذكر الاختلاف على منصور، ح: ٢٢٩٢ من طريق شعبة عن منصور به، أخرجه البخاري، ح: ١٩٤٨، ومسلم، ح: ١١١٣ وغيرهما من طريق منصور عن مجاهد عن طاوس عن ابن عباس به مطولاً، وهو المحفوظ.

١٦٦٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَأَلَ حَمْزَةُ الأَسْلَمِيُّ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي أَصُومُ. [أَ]فَأَصُومُ فِي السَّفَرِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنْ شِئْتَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ».

۱۶۶۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اور کہا: میں (نفلی) روزے رکھا کرتا ہوں' کیا سفر میں بھی روزہ رکھ لیا کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو چاہے تو روزہ رکھ لے' چاہے تو چھوڑ دے۔''

١٦٦٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَ هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَمَّالُ. قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ جَمِيعاً، عَنْ هِشَامِ بن سَعْدٍ، عَنْ عُثْمَانَ ابْنِ حَيَّانَ الدِّمَشْقِيِّ: حَدَّثَتْنِي أُمُّ الدَّرْدَاءِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ أَنَّهُ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فِي الْيَوْمِ الْحَارِّ. الشَّدِيدِ الْحَرِّ. وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَضَعُ يَدَهُ عَلٰى رَأْسِهِ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ. وَمَا فِي الْقَوْمِ أَحَدٌ صَائِمٌ إِلَّا رَسُولُ اللهِ ﷺ. وَعَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ.

۱۶۶۳- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ ہم لوگ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور اس دن شدید گرمی تھی حتی کہ آدمی گرمی کی شدت سے بچنے کے لیے اپنے سر پر ہاتھ رکھ لیتا تھا۔ (اس دن قافلے کے) لوگوں میں کسی کا روزہ نہیں تھا سوائے رسول اللہ ﷺ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اگر آدمی برداشت کرسکتا ہو تو سفر میں بھی روزہ رکھ سکتا ہے اگرچہ اس میں مشقت ہی ہو۔

(المعجم ١١) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِفْطَارِ فِي السَّفَرِ (التحفة ١١)

باب:۱۱- سفر میں روزہ چھوڑنا

١٦٦٢ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب الصوم في السفر والإفطار، ح: ١٩٤٢، ١٩٤٣، ومسلم، الصيام، باب التخيير في الصوم والفطر في السفر، ح: ١١٢١ من حديث هشام به.

١٦٦٣ـ أخرجه مسلم، الصيام، الباب السابق، ح: ١١٢٢ من حديث هشام بن سعد به.

١٦٦٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالاَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ صَفْوَانَ ابْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عَنْ كَعْبِ ابْنِ عَاصِمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ».

۱۶۶۴- حضرت کعب بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں۔''

١٦٦٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ».

۱۶۶۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں۔''

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ یہ سمجھا جائے کہ چاہے کتنی بھی مشقت ہو سفر میں روزہ ضرور رکھنا ہے۔ یہ سمجھنا اور اس کے مطابق عمل کرنا کوئی نیکی نہیں ہے کیونکہ دین میں آسانی ہے' مشقت نہیں ہے' اس لیے شریعت کی عطا کردہ آسانی کو قبول کرنے کی بجائے مشقت ہی کو اختیار کرنا نیکی نہیں ہے۔ یہ حکم اس وقت ہے جب شدید مشقت ہو اور روزہ پورا کرنے کی صورت میں بیماری کا خوف ہو۔

١٦٦٦- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى التَّيْمِيُّ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ،

۱۶۶۶- حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سفر میں رمضان کا روزہ رکھنے والا ایسے ہی ہے جیسے گھر میں ہوتے ہوئے روزہ نہ رکھنے والا۔ ابواسحاق نے فرمایا: یہ حدیث کسی

١٦٦٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه النسائي: ٤/ ١٧٤، ١٧٥، الصيام، باب ما يكره الصيام في السفر، ح: ٢٢٥٧ من حديث سفيان به، وصححه الحاكم: ١/ ٤٣٣، والذهبي، وله شواهد عند البخاري، ح: ١٩٤٦، ومسلم، ح: ١١١٥ وغيرهما، انظر الحديث الآتي.

١٦٦٥ـ [صحيح] أخرجه الطحاوي في معاني الآثار: ٢/ ٦٣ من حديث محمد بن المصفى به، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ٩١٢ من حديث محمد بن المصفى، والبوصيري.

١٦٦٦ـ [إسناده ضعيف] ☆ أبوسلمة لم يسمع من أبيه كما قال علي بن المديني، وأحمد، وابن معين وغيرهم، والزهري عنعن، وفيه علة أخرى، وأخرج النسائي: ٤/ ١٨٣، ح: ٢٢٨٦ـ ٢٢٨٨ عن الزهري به موقوفًا نحوه.

عَنْ أَبِيهِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صَائِمُ رَمَضَانَ فِي السَّفَرِ كَالْمُفْطِرِ فِي الْحَضَرِ».

قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: هٰذَا الْحَدِيثُ لَيْسَ بِشَيْءٍ.

کام کی نہیں۔

(المعجم ١٢) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِفْطَارِ لِلْحَامِلِ وَالْمُرْضِعِ (التحفة ١٢)

باب:١٢- حاملہ اور دودھ پلانے والی کا روزہ چھوڑنا

١٦٦٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ أَبِي هِلاَلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَوَادَةَ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ، رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ الأَشْهَلِ، وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: مِنْ بَنِي عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ أَغَارَتْ عَلَيْنَا خَيْلُ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ يَتَغَدَّى فَقَالَ: «ادْنُ فَكُلْ» قُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ. قَالَ: «اجْلِسْ أُحَدِّثْكَ عَنِ الصَّوْمِ أَوِ الصِّيَامِ. إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ شَطْرَ الصَّلاَةِ. وَعَنِ الْمُسَافِرِ وَالْحَامِلِ وَالْمُرْضِعِ، الصَّوْمَ، أَوِ الصِّيَامَ». وَاللهِ لَقَدْ قَالَهُمَا النَّبِيُّ ﷺ، كِلْتَا هُمَا أَوْ إِحْدَاهُمَا. فَيَا لَهْفَ نَفْسِي فَهَلَّا كُنْتُ طَعِمْتُ مِنْ طَعَامِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

١٦٦٧- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ یہ صحابی قبیلہ بنوعبدالاشہل کی شاخ بنوعبداللہ بن کعب سے ہیں۔ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے گھڑسوار دستے نے ہمارے قبیلے پر حملہ کیا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کھانا کھا رہے تھے تو آپ نے فرمایا: ''آ جاؤ' کھانا کھالو۔'' میں نے کہا: میرا روزہ ہے۔ فرمایا: ''بیٹھ جاؤ! میں تمھیں روزے کی بات بتاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے مسافر کو آدھی نماز معاف کردی ہے' اور مسافر' حاملہ اور دودھ پلانے والی کو روزہ یا روزے معاف کردیے ہیں۔'' اللہ کی قسم! نبی ﷺ نے یہ دونوں لفظ فرمائے یا ان میں سے ایک لفظ فرمایا۔ مجھے اپنے آپ پر افسوس ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے کھانے میں شریک نہ ہوا۔

١٦٦٧ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الصيام، باب اختيار الفطر، ح:٢٤٠٨ من حديث أبي هلال به، وحسنه الترمذي، ح:٧١٥، وصححه ابن خزيمة.

فوائد ومسائل: ① جس وقت یہ واقعہ پیش آیا' اس وقت حضرت انس بن مالک کعبی رضی اللہ عنہ مسلمان ہو چکے تھے جب کہ ان کا قبیلہ ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا۔ ② مسافر کو آدھی نماز معاف ہونے کا یہ مطلب ہے کہ جن نمازوں میں چار رکعت فرض ہیں' ان میں دو رکعت فرض نماز ادا کی جائے۔ فجر اور مغرب کی نماز سفر میں بھی پوری پڑھی جاتی ہے۔ ③ روزے دار کو کھانے کی دعوت دی جائے تو وہ اپنے روزے کا اظہار کر سکتا ہے' یہ ریا میں شامل نہیں۔ ④ مسافر' بچے کو دودھ پلانے والی اور حاملہ کے لیے رعایت ایک ہی سیاق میں بیان ہوئی ہے' مگر تفصیل میں فرق ہے کہ مسافر کو روزہ معاف ہے' مگر قضا ادا کرنا واجب ہے۔ اور مرضعہ اور حاملہ کی بابت علماء کی چار آراء ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے: ایک رائے تو یہ ہے کہ ان کے لیے فدیہ ہی کافی ہے' بعد میں قضا نہیں۔ دوسری رائے یہ ہے کہ ان پر قضا ہے نہ فدیہ۔ یہ رائے حافظ ابن حزم کی ہے جو انھوں نے "المحلی" (مسئلہ نمبر: ۷۷۰) میں بیان کی ہے۔ تیسری رائے یہ ہے کہ فدیۂ طعام کے علاوہ بعد میں وہ قضا بھی دیں۔ چوتھی رائے یہ ہے کہ وہ مریض کے حکم میں ہیں' وہ روزہ چھوڑ دیں' انھیں فدیہ دینے کی ضرورت نہیں اور بعد میں قضا دیں۔ مولانا محمد علی جانباز رحمہ اللہ نے اسی رائے کو ترجیح دی ہے۔ دیکھیے: (إنجاز الحاجة شرح ابن ماجه: ۵/۵۲۶)' نیز سعودی علماء کی بھی یہی رائے ہے۔ (دیکھیے: فتاویٰ اسلامیہ (اُردو)' ۲/۲۰۳' ۲۰۵' مطبوعہ دارالسلام)

١٦٦٨ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ بَدْرٍ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: رَخَّصَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِلْحُبْلَى الَّتِي تَخَافُ عَلَى نَفْسِهَا، أَنْ تُفْطِرَ. وَلِلْمُرْضِعِ الَّتِي تَخَافُ عَلَى وَلَدِهَا.

۱۶۶۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اس حاملہ کو' جسے اپنی جان کا خطرہ ہو روزہ چھوڑنے کی رخصت دی ہے' اور دودھ پلانے والی اس عورت کو بھی (رخصت دی ہے) جسے اپنے بچے کے بارے میں (نقصان پہنچنے کا) خوف ہو۔

(المعجم ۱۳) - بَابُ مَا جَاءَ فِي قَضَاءِ رَمَضَانَ (التحفة ۱۳)

باب: ۱۳- رمضان کے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا

١٦٦٩ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ،

۱۶۶۹- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میرے ذمے رمضان کے روزے

١٦٦٨ـ [إسناده ضعيف جدًا] انظر، ح: ٢٦٩ لعلته، وفيه علل أخرى.

١٦٦٩ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب: متى يقضى قضاء رمضان؟، ح: ١٩٥٠، ومسلم، الصيام، باب جواز تأخير قضاء رمضان ما لم يجيء رمضان آخر . . . الخ، ح: ١١٤٦ من حديث يحيى بن سعيد به.

[وَ]عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: إِنْ كَانَ لَيَكُونُ عَلَيَّ الصِّيَامُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ، فَمَا أَقْضِيهِ حَتَّى يَجِيءَ شَعْبَانُ.

ہوتے تھے تو میں ان کی قضا نہیں دیتی تھی حتی کہ شعبان آجاتا۔

فوائد ومسائل: ① رمضان میں عذر شرعی کی بنا پر جو روزے چھوٹ جائیں' ان کی قضا سال بھر میں کسی وقت بھی دی جاسکتی ہے' ضروری نہیں کہ وہ روزے شوال ہی میں رکھے جائیں۔ ② ام المومنین ؓ چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا میں اس لیے تاخیر فرماتی تھیں کہ ایسا نہ ہو کہ رسول اللہ ﷺ کو مقاربت کی خواہش ہو' اور وہ روزے کی وجہ سے نبی ﷺ کی خدمت سے محروم رہ جائیں۔ ام المومنین ؓ شعبان میں اس لیے روزے رکھ لیتی تھیں کہ نبی ﷺ اس مہینے میں نفلی روزے کثرت سے رکھتے تھے' چنانچہ تاخیر کی وہ وجہ باقی نہیں رہتی تھی جو دوسرے مہینوں میں ہوتی تھی۔ ③ عورت کو چاہیے کہ خاوند کو خوش رکھنے کے لیے ہر ممکن کوشش کرے' بشرطیکہ شرعی طور پر ناجائز کام کا ارتکاب نہ کرنا پڑے۔

١٦٧٠ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ عُبَيْدَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنَّا نَحِيضُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَيَأْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصَّوْمِ.

١٦٧٠- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کے ہاں رہتے ہوئے ہمیں حیض آتا تھا تو آپ ﷺ ہمیں روزے کی قضا کا حکم دیتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① حیض روزے کے منافی ہے' اس لیے ان ایام میں روزہ رکھنا منع ہے۔ ② اگر روزہ رکھا ہوا ہو اور دن کے وقت حیض شروع ہو جائے تو روزہ ختم ہو جائے گا' وہ روزہ شمار نہیں ہوگا۔ ③ حیض ونفاس کے عذر کی وجہ سے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا بھی اسی طرح ضروری ہے جس طرح بیماری یا سفر کی وجہ سے چھوٹے ہوئے روزے بعد میں رکھے جاتے ہیں۔

(المعجم ١٤) - بَابُ مَا جَاءَ فِي كَفَّارَةِ مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ (التحفة ١٤)

باب:١٤- رمضان کا کوئی روزہ چھوڑنے کا کفارہ

١٦٧١ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

١٦٧١- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' انھوں

١٦٧٠ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في قضاء الحائض الصيام دون الصلاة، ح:٧٨٧ من حديث عبيدة به، وقال: "حسن . . . وعبيدة هو ابن معتب الضبي الكوفي"، وتقدم حاله، ح:١١٥٧.

١٦٧١ـ أخرجه البخاري، كفارات الأيمان، باب متى تجب الكفارة على الغني والفقير؟ . . . الخ، ح:٦٧٠٩، ◀◀

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ: هَلَكْتُ. قَالَ: «وَمَا أَهْلَكَكَ؟» قَالَ: وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَعْتِقْ رَقَبَةً» قَالَ: لاَ أَجِدُ. قَالَ: «صُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ» قَالَ: لاَ أُطِيقُ. قَالَ: «أَطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِيناً» قَالَ: لاَ أَجِدُ. قَالَ: «اجْلِسْ» فَجَلَسَ. فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ أُتِيَ بِمِكْتَلٍ يُدْعَى الْعَرَقَ. فَقَالَ: «اذْهَبْ فَتَصَدَّقْ بِهِ» قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، مَا بَيْنَ لاَبَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَحْوَجُ إِلَيْهِ مِنَّا. قَالَ: «فَانْطَلِقْ فَأَطْعِمْهُ عِيَالَكَ».

نے فرمایا: ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اور بولا: میں تباہ ہوگیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو کیسے تباہ ہوگیا؟'' اس نے کہا: ''میں رمضان میں اپنی بیوی سے ہم بستری کر بیٹھا ہوں۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''ایک انسان (غلام یا لونڈی) آزاد کرو۔'' اس نے کہا: میرے پاس (غلام خریدنے کے لیے مال) نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''مسلسل دو ماہ روزے رکھ لو۔'' اس نے کہا: مجھ میں اس کی طاقت نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو۔'' اس نے کہا: میرے پاس (اتنا مال بھی) نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیٹھ جاؤ۔'' تو وہ بیٹھ گیا۔ اسی اثنا میں آپ ﷺ کی خدمت میں (کھجوروں کا) ایک ٹوکرا لایا گیا' جسے عَرَق کہا جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جاؤ' یہ صدقہ کردو۔'' اس نے کہا: اللہ کے رسول! قسم ہے اس ذات کی' جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث فرمایا' مدینے میں دونوں پتھریلے علاقوں کے درمیان کوئی گھرانا ہم سے زیادہ اس کا ضرورت مند نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جاؤ اور یہ اپنے اہل وعیال کو کھلا دو۔''

حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِذٰلِكَ. فَقَالَ: «وَصُمْ يَوْماً مَكَانَهُ».

ایک دوسری سند سے حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس (روزے) کی جگہ ایک دن کا روزہ رکھ لینا۔''

◄◄ ومسلم، الصيام، باب تغليظ تحريم الجماع في نهار رمضان على الصائم . . . الخ، ح: ١١١١ من حديث سفيان به، وأما السند الثاني ففيه عبدالجبار بن عمر وهو ضعيف (تقريب).

فوائد و مسائل: ① روزے کی حالت میں جان بوجھ کر مباشرت کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور کفارہ بھی لازم ہو جاتا ہے۔ ② کفارے کی مقدار ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا ہے۔ اگر اس کی طاقت نہ ہو یا غلام دست یاب نہ ہو تو مسلسل دو ماہ روزے رکھے۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ ③ جو شخص کسی طرح بھی کفارہ ادا نہ کر سکتا ہو اس سے کفارہ ساقط ہو جاتا ہے کیونکہ اس صحابی کو رسول اللہ ﷺ نے یہ حکم نہیں دیا کہ فی الحال یہ کھجوریں تم خود کھا لو بعد میں کفارہ ادا کر دینا۔ ④ اگر کسی مفلس آدمی پر کسی شرعی غلطی کی وجہ سے کفارہ لازم آ جائے تو مسلمانوں کو چاہیے کہ اس سے مالی تعاون کریں تاکہ وہ کفارہ ادا کر سکے۔ ⑤ جو شخص اپنی غلطی پر پشیمان ہو اسے مزید شرمندہ کرنے کے بجائے اس پر شفقت کا اظہار کرنا چاہیے اور اس کے مسئلے کا شرعی حل پیش کرنا چاہیے۔ حدیث میں مذکور شخص کی پریشانی تو اس کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ اس نے کہا: هَلَكْتُ ''میں تو برباد ہو گیا ہوں'' اس کی کیفیت ایک اور روایت میں زیادہ واضح طور پر بیان کی گئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک اعرابی آیا' وہ چہرہ پیٹ رہا تھا' اور بال کھسوٹ رہا تھا اور کہہ رہا تھا: میں تو برباد ہی ہو گیا ہوں.....'' (مسند أحمد:٢/٥١٦) ⑥ اس ٹوکرے میں کتنی کھجوریں تھیں؟ اس کے بارے میں امام مالک رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کی مقدار پندرہ اور بیس صاع کے درمیان تھی۔ (موطأ الإمام مالك' الصيام' باب كفارة من أفطر في رمضان: ١/٢٧٤' حدیث:٦٧٣) سنن ابوداود میں بھی ایک روایت میں ''پندرہ صاع'' اور دوسری روایت میں ''بیس صاع'' مروی ہے۔ (سنن أبي داود' الصيام' باب: كفارة من أتى أهله في رمضان' حدیث:٢٣٩٥) اس کی مقدار اندازاً ایک من بنتی ہے۔ ⑦ [وَصُمْ يَوْمًا مَكَانَهُ] ''اس کی جگہ ایک روزہ رکھ لینا۔'' اس جملے کے بارے میں محمد فواد عبدالباقی نے لکھا ہے کہ اس کی سند میں ایک راوی عبدالجبار بن عمر ہے' جو ضعیف ہے۔ لیکن شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس جملے کی بابت ارواء الغلیل میں تفصیلاً بحث کی ہے اور آخر میں یوں لکھا ہے: [وبمجموع هذه الطرق تعرف أن لهذه الزيادة أصلاً] یعنی اس روایت کے تمام طرق کو سامنے رکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس جملے کی کوئی نہ کوئی اصل ضرور ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (إرواء الغليل:٤/٨٨-٩٣' رقم:٩٣٩) لہٰذا احتیاط اور تقویٰ اسی میں ہے کہ جو روزہ توڑا گیا ہے' اس کے بدلے روزہ رکھ کر ہی مہینے کے روزوں کی تعداد پوری کی جا سکتی ہے۔ ⑧ مذکورہ کفارہ صرف جماع کی صورت میں ہی لازم آتا' اس کے علاوہ دیگر صورتوں میں یہ لازم نہیں آتا۔ امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ اور ان کے اصحاب کسی بھی صورت میں روزہ توڑ دینے پر کفارہ لازم گردانتے ہیں جبکہ دیگر ائمہ مذکورہ کفارہ صرف جماع سے خاص گردانتے ہیں اور یہی موقف زیادہ راجح معلوم ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ کفارے کے ساتھ اسے اس روزے کی قضا بھی دینا ہوگی۔ (دیکھیے: فتاویٰ اسلامیہ (أردو)' ٢/١٩١' مطبوعہ دارالسلام)

١٦٧٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالاَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنِ ابْنِ الْمُطَوِّسِ، عَنْ أَبِيهِ الْمُطَوِّسِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَفْطَرَ يَوْماً مِنْ رَمَضَانَ، مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ، لَمْ يُجْزِهِ صِيَامُ الدَّهْرِ».

۱۶۷۲- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے بغیر عذر کے رمضان کا ایک بھی روزہ چھوڑ دیا' اس کے بدلے زمانے بھر کے روزے بھی کافی نہیں ہوں گے۔''

(المعجم ١٥) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ أَفْطَرَ نَاسِيًا (التحفة ١٥)

باب:۱۵- جس نے بھول کر روزہ کھول دیا (اس کے لیے کیا حکم ہے؟)

١٦٧٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عَوْفٍ، عَنْ خِلاَسٍ، وَمُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَكَلَ نَاسِياً، وَهُوَ صَائِمٌ، فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ. فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللهُ وَسَقَاهُ».

۱۶۷۳- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے روزے کی حالت میں بھول کر کچھ کھالیا' اسے چاہیے کہ اپنا روزہ پورا کرے' اسے اللہ نے کھلایا اور پلایا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اسلام کے احکام میں انسانی فطرت کی کمزوریوں کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ بھول جانا انسان کی فطرت ہے' اس لیے اللہ تعالیٰ نے بھول کر کیے ہوئے کام کو گناہوں میں شمار نہیں کیا۔ روزے کے بارے میں مزید رحمت فرمائی کہ کھانے پینے کے باوجود روزے کو قائم قرار دیا۔ اللہ کے کھلانے پلانے کا یہی مطلب ہے۔ ② بھول کر کھانے پینے سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ گناہ ہو یا نہ ہو' روزہ تو قائم نہیں رہا کیونکہ روزہ تو کھانے پینے سے پرہیز کا نام ہے' اور وہ پرہیز ٹوٹ گیا ہے۔ روزہ دار کو چاہیے کہ روزے کا باقی وقت اسی طرح گزارے جس طرح عام حالات میں روزے کی پابندیوں کے ساتھ گزارتا ہے۔ اس کا یہ روزہ شرعاً صحیح ہوگا' لہٰذا اس کی قضا

١٦٧٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصيام، باب التغليظ فيمن أفطر عمدًا، ح: ٢٣٩٦ من حديث حبيب به، أخرجه الترمذي، ح: ٧٢٣، وذكر كلامًا ۞ أبوالمطوس لين الحديث، وأبوه مجهول (تقريب).

١٦٧٣ـ أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب: إذا حنث ناسيًا في الأيمان . . . الخ، ح: ٦٦٦٩ من حديث حبيب به، أخرجه مسلم، الصيام، باب أكل الناسي وشربه وجماعه لا يفطر، ح: ١١٥٥ من طريق آخر عن محمد بن سيرين به.

لازم نہیں ہوگی' نہ کوئی کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

١٦٧٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: أَفْطَرْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي يَوْمِ غَيْمٍ. ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ.

۱۶۷۴- حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک ابر آلود دن میں ہم نے روزہ کھول دیا (یہ سمجھے کہ سورج غروب ہو چکا ہے) لیکن پھر (بادل ہٹ گئے اور) سورج نکل آیا۔

قُلْتُ لِهِشَامٍ: أُمِرُوا بِالْقَضَاءِ؟ قَالَ: بُدٌّ مِنْ ذٰلِكَ.

(ابو اسامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:) میں نے ہشام بن عروہ رحمہ اللہ سے کہا: کیا انھیں (روزے کی) قضا کا حکم دیا گیا تھا؟ انھوں نے کہا: یہ تو ضروری تھا۔

فائدہ: حدیث میں مذکور صورت بھول کر کھانے پینے سے مختلف ہے کیونکہ انھوں نے بھول کر نہیں کھایا پیا بلکہ ارادے سے اپنے خیال میں روزہ کھولا تھا۔ اگرچہ غلط فہمی کی بنا پر وقت سے پہلے کھول دیا تھا۔ اس غلط فہمی کی بنا پر وہ گناہ گار تو نہیں ہوئے لیکن روزہ یقیناً ناقص ہو گیا۔ ایسے روزے کی قضا کی بابت علماء میں اختلاف ہے' تاہم جمہور علماء کے نزدیک ایسی صورت میں افطار کیے ہوئے روزے کی قضا واجب ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: فتح الباری: ۴/۲۵۵)

(المعجم ١٦) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّائِمِ يَقِيءُ (التحفة ١٦)

باب: ۱۶- روزے دار کو قے آ جائے (تو کیا حکم ہے؟)

١٦٧٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَعْلَى وَمُحَمَّدٌ ابْنَا عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيُّ.

۱۶۷۵- حضرت فضالہ بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ایک ایسے دن ان

١٦٧٤ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب: إذا أفطر في رمضان ثم طلعت الشمس، ح: ١٩٥٩ عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

١٦٧٥ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٨ عن محمد بن عبيد به، وتابعه إبراهيم بن سعد عنده: ٦/ ٢١ * ابن إسحاق صرح بالسماع، إلا أنه زاد في السند: حنشًا بين أبي مرزوق وفضالة، وحنش بن عبدالله هذا ثقة كما في التقريب وغيره، فالسند حسن، ورواه عميرة بن أبي ناجية عن يزيد به نحو رواية إبراهيم عن ابن إسحاق، كما في الطبراني: ١٨/ ٣١٦، وتابعهما عبدالله بن لهيعة، والمفضل عند أحمد: ٤/ ٢٢٠.

قَالاَ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ ، عَنْ يَزِيدَ ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ ، عَنْ أَبِي مَرْزُوقٍ قَالَ : سَمِعْتُ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ الأَنْصَارِيَّ يُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ عَلَيْهِمْ فِي يَوْمٍ كَانَ يَصُومُهُ . فَدَعَا بِإِنَاءٍ . فَشَرِبَ . فَقُلْنَا : يَارَسُولَ اللهِ إِنَّ هٰذَا يَوْمٌ كُنْتَ تَصُومُهُ . قَالَ : «أَجَلْ . وَلٰكِنِّي قِئْتُ» .

کے پاس تشریف لائے جس دن آپ روزہ رکھا کرتے تھے۔ آپ نے (پانی کا) برتن طلب فرمایا اور پی لیا۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تو وہ دن ہے جس دن آپ روزہ رکھا کرتے تھے۔ فرمایا: ''ہاں' لیکن مجھے قے آ گئی تھی۔''

١٦٧٦- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِالْكَرِيمِ : حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسٰى : حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ . ح : وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ سُلَيْمَانَ ، أَبُوالشَّعْثَاءِ : حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ ، جَمِيعاً عَنْ هِشَامٍ ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : «مَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ ، فَلاَ قَضَاءَ عَلَيْهِ . وَمَنِ اسْتَقَاءَ ، فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ» .

١٦٧٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس کو خود بخود قے آ جائے' اس پر قضا نہیں' اور جو قصداً قے کرے' اس پر قضا ضروری ہے۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں ہمارے فاضل محقق نے سنن ابوداود کی تحقیق میں لکھا ہے کہ یہ مسئلہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ابن ابی شیبہ (۳/۳۸' حدیث: ۹۱۸۸) میں صحیح سند کے ساتھ مروی ہے' لہٰذا یہ روایت سنداً ضعیف ہے اور معناً صحیح ہے' دیکھیے: سنن ابوداود' حدیث: ۲۳۸۰ کی تحقیق و تخریج۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۱۶/۲۸۳' والإرواء' رقم: ۹۲۳) ② اس باب کی دونوں روایتوں میں باہم تعارض محسوس ہوتا ہے لیکن اگر پہلی حدیث کو نفلی روزے پر محمول کر لیا جائے تو تعارض رفع ہو جاتا ہے۔

١٦٧٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصيام، باب الصائم يستقيء عامدًا، ح: ٢٣٨٠ من حديث عيسى بن يونس به، وحسنه الترمذي، ح: ٧٢٠، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي، وضعفه البخاري * هشام بن حسان مدلس، وصفه بالتدليس ابن المديني وغيره (طبقات المدلسين/ المرتبة الثالثة)، ولم أجد تصريح سماعه، وله طرق كلها ضعيفة.

④ روزے کے دوران میں قے کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے اگر کسی وجہ سے قے کرنی پڑے تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے' خواہ روزہ فرضی ہو یا نفلی' تاہم فرضی روزے کی قضا دینا ضروری ہے۔

(المعجم ١٧) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي السِّوَاكِ وَالْكُحْلِ لِلصَّائِمِ** (التحفة ١٧)

باب: ١٧- روزے میں مسواک کرنا اور سرمہ لگانا

١٦٧٧ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ الْمُؤَدِّبُ، عَنْ مُجَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مِنْ خَيْرِ خِصَالِ الصَّائِمِ السِّوَاكُ».

١٦٧٧- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روزے دار کے بہترین اعمال میں سے ایک عمل مسواک بھی ہے۔''

فائدہ: یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے' تاہم صحیح روایات سے روزے کی حالت میں مسواک کرنا ثابت ہے۔ اس سے روزے میں فرق نہیں آتا۔ امام بخاری ؒ نے صحیح البخاری میں کتاب الصوم میں ایک باب کا عنوان اس طرح درج کیا ہے: [باب سواك الرطب واليابس للصائم] یعنی ''روزے دار کا تازہ یا خشک مسواک کرنا'' اس کے بعد بیان کرتے ہیں کہ حضرت عامر بن ربیعہ ؓ سے مذکور ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو روزے کی حالت میں مسواک کرتے اتنی بار دیکھا ہے کہ میں شمار نہیں کر سکتا۔'' دیکھیے: (صحيح البخاري' الصوم' باب سواك الرَّطْبِ واليابس للصائم' قبل حديث:١٩٣٤)

١٦٧٨ - حَدَّثَنَا أَبُو التَّقِيِّ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ: حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ: اكْتَحَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ صَائِمٌ.

١٦٧٨- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے روزے کی حالت میں سرمہ لگایا۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں روزے کی حالت میں سرمہ ڈالنے کی بابت حضرت انس ؓ کا عمل سنن ابوداود میں مروی ہے

١٦٧٧ـ [إسناده ضعيف] وانظر، ح: ١١ لعلته.

١٦٧٨ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "إسناده ضعيف، لضعف الزبيدي، واسمه سعيد بن عبدالجبار، بينه أبوبكر بن أبي داود، والله أعلم" * الزبيدي هذا ضعيف، كان جرير يكذبه (تقريب).

کہ وہ روزے کی حالت میں سرمہ لگایا کرتے تھے۔ اسے شیخ البانی رحمہ اللہ نے حسن موقوف قرار دیا ہے' اسی طرح سنن ابوداود ہی میں ہے کہ جناب اعمش کہتے ہیں (یہ صغار تابعین میں سے ہیں) کہ میں نے اپنے اہل علم دوستوں (فقہاء ومحدثین) میں سے کسی کو نہیں پایا کہ روزے دار کے لیے سرمے کو مکروہ سمجھتے ہوں۔ اور ابراہیم نخعی اجازت دیتے تھے کہ روزے دار ایلوا کو بطور سرمہ استعمال کرے۔ دیکھیے: (سنن أبي داود' الصيام' باب في الكحل عندالنوم للصائم' حديث: ۲۳۷۸' ۲۳۷۹) ان دلائل کی روشنی میں روزے کی حالت میں آنکھوں میں سرمہ ڈالنے سے روزے کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا' لہٰذا روزے کی حالت میں آنکھوں میں سرمہ اور دوائی وغیرہ ڈالنا جائز ہے۔

(المعجم ١٨) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحِجَامَةِ لِلصَّائِمِ (التحفة ١٨)

باب:۱۸- روزے دار کا سینگی لگوانا

١٦٧٩- حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّقِّيُّ، وَ دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا مُعَمَّرُ بْنُ سُلَيْمَانَ: وحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بِشْرٍ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ».

۱۶۷۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سینگی لگانے والے اور لگوانے والے نے روزہ کھول دیا۔''

١٦٨٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ: أَنْبَأَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ: حَدَّثَنِي أَبُو قِلاَبَةَ أَنَّ أَبَا أَسْمَاءَ حَدَّثَهُ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ».

۱۶۸۰- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''سینگی لگانے والے اور لگوانے والے نے روزہ کھول دیا۔''

١٦٧٩ـ [صحيح] فيه علة، وانظر الحديث الآتي.

١٦٨٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصيام، باب في الصائم يحتجم، ح: ٢٣٦٧ من حديث شيبان به، وصححه ابن المديني، والبخاري، وابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي.

١٦٨١- وَبِإِسْنَادِهِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ شَدَّادَ بْنَ أَوْسٍ بَيْنَمَا هُوَ يَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِالْبَقِيعِ. فَمَرَّ عَلَى رَجُلٍ يَحْتَجِمُ، بَعْدَمَا مَضَى مِنَ الشَّهْرِ ثَمَانِي عَشْرَةَ لَيْلَةً. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ».

۱۶۸۱- حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مقام بقیع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے جا رہے تھے کہ آپ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو سینگی لگوا رہا تھا۔ اس وقت رمضان کی اٹھارہ راتیں گزر چکی تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سینگی لگانے والے اور لگوانے والے نے روزہ کھول دیا۔“

١٦٨٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: احْتَجَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ صَائِمٌ، مُحْرِمٌ.

۱۶۸۲- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے روزہ رکھ کر احرام کی حالت میں سینگی لگوائی۔

فوائد ومسائل: ① علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ان الفاظ سے صحیح ہے کہ ”روزے کی حالت میں سینگی لگوائی‘ اور احرام کی حالت میں سینگی لگوائی۔“ (یعنی احرام اور روزے کے واقعات الگ الگ ہیں۔ ایسا نہیں کہ بیک وقت احرام بھی ہو اور روزہ بھی اور اس حالت میں سینگی لگوائی ہو۔ دیکھیے: (إرواء الغليل‘ رقم: ۹۳۲) ② سینگی یا پچھنے لگانا ایک طریق علاج ہے جس میں ایک خاص طریقے سے جسم سے خون نکالا جاتا ہے۔ مریض کے جسم پر کسی تیز دھار آلے سے زخم لگا کر ایک دوسری چیز کے ذریعے سے خون چوسا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص روزہ رکھ کر کسی کو سینگی لگائے‘ یا کوئی روزہ دار سینگی لگوائے تو کیا ان کا روزہ ٹوٹ جائے گا یا قائم رہے گا؟ اس بارے میں علمائے کرام میں دو مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔ جو لوگ روزہ ٹوٹنے کے قائل ہیں‘ ان کی دلیل یہی حدیث ہے جو حضرت ثوبان‘ حضرت شداد بن اوس‘ حضرت رافع بن خدیج اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔ اس کے برعکس حضرت عبداللہ بن عباس‘ حضرت عائشہ اور خود حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے روزہ رکھ کر سینگی لگوائی اور ان کے نزدیک سینگی لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا: کیا آپ لوگ (عہد نبوی میں) روزہ دار کے

١٦٨١ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصيام، الباب السابق، ح: ٢٣٦٨ من حديث شيبان به، وصححه النووي.

١٦٨٢ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصيام، باب في الرخصة في ذٰلك، ح: ٢٣٧٣ من حديث شعبة عن يزيد به، وصححه الترمذي، ح: ٨٣٩، وانظر، ح: ٥٠٤ لعلته، وله شواهد عند البخاري، ح: ١٨٣٥، ١٨٣٦، ٥٦٩٤، وغيره نحوه.

لیے سینگی لگوانا ناپسند کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ''نہیں' صرف کمزوری کی وجہ سے مکروہ سمجھا جاتا تھا۔'' (صحیح البخاري' الصوم' باب الحجامة والقيء للصائم' حدیث:۱۹۴۰) حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم بھی روزے کی حالت میں سینگی لگوالیا کرتے تھے (موطأ الإمام مالك' الصيام' باب ماجاء في حجامة الصائم' حدیث:۶۷۵'۶۷۶) امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: ''روزے دار کو سینگی لگوانا صرف اس لیے مکروہ ہے کہ کمزوری کا اندیشہ ہوتا ہے۔'' (موطأ الإمام مالك' حواله مذکوره بالا) شیخ عبدالقادر ارناؤوط جامع الاصول کے حاشیہ میں لکھتے ہیں: ''سینگی سے روزہ ٹوٹنے کا حکم منسوخ ہے۔'' (جامع الأصول:۶/۲۹۵' حدیث: ۴۴۱۶'۴۴۱۷) امام شوکانی رحمہ اللہ نے اس مسئلہ پر بحث کر کے آخر میں فرمایا: ''حدیثوں میں تطبیق اس طرح دی جاسکتی ہے کہ سینگی لگوانا اس شخص کے لیے مکروہ ہے جسے کمزوری لاحق ہوتی ہو۔ اور اگر کمزوری اس حد تک پہنچتی ہو کہ اس کی وجہ سے افطار کرنا پڑے تو اس صورت میں سینگی لگوانا زیادہ مکروہ ہے اور جس شخص کو کمزوری نہیں ہوتی' اس کے حق میں (سینگی لگوانا) مکروہ نہیں' لہٰذا [أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ] ''سینگی لگانے اور لگوانے والے نے روزہ کھول دیا۔'' کو مجازی معنی میں لینا پڑے گا کیونکہ مذکورہ بالا دلائل اسے حقیقی معنی پر محمول کرنے سے مانع ہیں۔'' (نیل الأوطار' ۴/۲۲۸' أبواب مايبطل الصوم' ومايكره' ومايستحب' وباب ماجاء في الحجامة:۴/۲۲۸) راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ اس قسم کے مسائل میں احتیاط کرنا مناسب ہے' جیسے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ اس کی بابت فرماتے ہیں: ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روزے کی حالت میں سینگی لگوالیا کرتے تھے' پھر انھوں نے یہ عمل ترک کر دیا' چنانچہ وہ رات کو سینگی لگواتے تھے۔ اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے رات کو سینگی لگوائی۔'' (صحیح البخاري' الصوم' باب الحجامة' والقيء للصائم' قبل حدیث: ۱۹۳۸)

(المعجم ١٩) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ** (التحفة ١٩)

باب:۱۹- روزے کی حالت میں بوسے کا حکم

١٦٨٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ الْجَرَّاحِ. قَالاَ: حَدَّثَنَا أَبُوالأَحْوَصِ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلاَقَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُقَبِّلُ فِي شَهْرِ الصَّوْمِ.

۱۶۸۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ماہِ رمضان میں (روزے کی حالت میں) بوسہ لے لیتے تھے۔''

١٦٨٣ـ أخرجه مسلم، الصيام، باب بيان أن القبلة في الصوم ليست محرمة على من لم تحرك شهوته، ح:١١٠٦ عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره به.

١٦٨٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ. وَأَيُّكُمْ يَمْلِكُ إِرْبَهُ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَمْلِكُ إِرْبَهُ؟

۱۶۸۴- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں بوسہ لے لیتے تھے۔ اور تم میں سے کسے اپنی خواہش پر اتنا قابو ہو سکتا ہے جتنا رسول اللہ ﷺ کو اپنی خواہش پر قابو حاصل تھا؟

١٦٨٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ، عَنْ حَفْصَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ.

۱۶۸۵- ام المومنین حضرت حفصہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ روزے کی حالت میں بوسہ لے لیتے تھے۔

فائدہ: روزے کی حالت میں جماع کرنا حرام ہے اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور کفارہ دینا لازم ہو جاتا ہے لیکن اس سے کم تر معاملات سے روزہ نہیں ٹوٹتا' تاہم جس شخص کو خطرہ محسوس ہو کہ پیار کرنے سے اس کے جذبات بے قابو ہو جائیں گے اور وہ جماع کر بیٹھے گا تو اس کو بوس وکنار سے بھی پرہیز کرنا چاہیے' جیسے اگلے باب کی احادیث میں صراحت ہے۔

١٦٨٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِي يَزِيدَ الضِّنِّيِّ، عَنْ مَيْمُونَةَ مَوْلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ رَجُلٍ قَبَّلَ امْرَأَتَهُ وَهُمَا صَائِمَانِ. قَالَ: «قَدْ أَفْطَرَا».

۱۶۸۶- نبی ﷺ کی آزاد کردہ لونڈی حضرت میمونہ بنت سعد ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: نبی ﷺ سے سوال کیا گیا کہ اگر مرد اپنی بیوی کا بوسہ لے لے جب کہ ان دونوں کا روزہ ہو (تو کیا حکم ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان دونوں نے روزہ کھول دیا۔''

(المعجم ٢٠) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُبَاشَرَةِ لِلصَّائِمِ (التحفة ٢٠)

باب: ۲۰- روزے کی حالت میں بیوی سے مباشرت کرنے کا بیان

١٦٨٤ـ أخرجه مسلم، الصيام، الباب السابق، ح:١١٠٦، وانظر الحديث السابق عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

١٦٨٥ـ أخرجه مسلم، الصيام، الباب السابق أيضًا، ح:١١٠٧ عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره به.

١٦٨٦ـ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري * أبويزيد مجهول(تقريب).

١٦٨٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: دَخَلَ الأَسْوَدُ وَمَسْرُوقٌ عَلٰى عَائِشَةَ. فَقَالاَ: أَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ؟ قَالَتْ: كَانَ يَفْعَلُ. وَكَانَ أَمْلَكَكُمْ لِإِرْبِهِ.

۱۶۸۷- حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت اسود اور حضرت مسروق رحمہ اللہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: کیا رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں مباشرت کرتے تھے؟ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ ﷺ ایسے کرلیا کرتے تھے لیکن آپ ﷺ کو اپنی خواہش پر تم سے زیادہ قابو حاصل تھا۔

فوائد ومسائل: ① مرد قابل احترام خاتون سے اور عورتیں قابل احترام مرد سے ادب واحترام کا لحاظ رکھتے ہوئے شرم وحیا سے تعلق رکھنے والے معاملات کے مسائل دریافت کریں تو کوئی حرج نہیں۔ ② اس قسم کے مسائل پوچھتے اور بتاتے ہوئے الفاظ کے انتخاب میں احتیاط سے کام لینا چاہیے تاکہ مسئلہ بھی معلوم ہو جائے اور فحش گوئی بھی نہ ہو۔ ③ مباشرت سے مراد بوس وکنار اور معانقہ وغیرہ جیسے معاملات ہیں۔ ④ یہ جواز اس شخص کے لیے ہے جسے اپنی ذات پر اعتماد ہو کہ جائز حد سے تجاوز نہیں کرے گا۔

١٦٨٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ عَطَاءِ ابْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: رُخِّصَ لِلْكَبِيرِ الصَّائِمِ فِي الْمُبَاشَرَةِ، وَكُرِهَ لِلشَّابِّ.

۱۶۸۸- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: بوڑھے روزے دار کو بیوی سے مباشرت (معانقہ وغیرہ) کی اجازت ہے اور جوان کے لیے مکروہ ہے۔

فوائد ومسائل: ① بوڑھے اور جوان کا یہ فرق سنن بیہقی میں رسول اللہ ﷺ سے بھی مروی ہے۔ (دیکھیے: ۲۳۲/۴) ② عام طور پر بوڑھے کو اپنے آپ پر جو قابو ہوتا ہے' جوان آدمی کو نہیں ہوتا' اس لیے مسئلہ اس طرح بیان فرمایا گیا۔ اگر کوئی شخص زیادہ عمر کا ہونے کے باوجود جوانوں کی طرح قوت اور جوش رکھتا ہے تو اسے جوان کی طرح پرہیز کرنا چاہیے اور اگر کوئی جوان اس طرح کا جوش نہیں رکھتا بلکہ اپنے آپ پر قابو رکھ سکتا ہے تو اس

١٦٨٧ـ أخرجه مسلم، الصيام، باب بيان أن القبلة في الصوم ليس محرمة على من لم تحرك شهوته، ح:١١٠٦ من حديث ابن عون به.

١٦٨٨ـ [صحيح] وله شاهد صحيح عند البيهقي: ٤/ ٢٣٢ * محمد بن خالد ضعيف (تقريب)، وخالد سمع من عطاء بن السائب بعد اختلاطه، وتقدم، ح:٧٠٣ (التقييد والإيضاح للعراقي، ص:٤٢٣)، وللحديث شواهد معنوية عند أبي داود، ح:٢٣٨٧، وسنده حسن، ومعناه صحيح.

کے لیے بوڑھے کی طرح اجازت ہوگی۔

(المعجم ٢١) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغِيبَةِ وَالرَّفَثِ لِلصَّائِمِ** (التحفة ٢١)

باب:۲۱- روزے دار کے لیے غیبت اور فحش گوئی (کی ممانعت) کا بیان

١٦٨٩- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ، وَالْجَهْلَ، وَالْعَمَلَ بِهِ، فَلاَ حَاجَةَ لِلّٰهِ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ».

۱۶۸۹- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے جھوٹ اور بیہودہ باتوں اور بیہودہ اعمال سے اجتناب نہ کیا' اللہ کو کوئی ضرورت نہیں کہ وہ شخص کھانا پینا ترک کر دے۔“

فوائد ومسائل: ① روزے کا بنیادی مقصد تقویٰ کا حصول ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (البقرة ۲:۱۸۳) ”اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تا کہ تم متقی بن جاؤ۔“ ② تقویٰ کے حصول کے لیے صرف کھانے پینے سے پرہیز کافی نہیں بلکہ ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کی شعوری کوشش مطلوب ہے۔ روزہ رکھ کر ہم اللہ کی حلال کردہ چیزوں سے بھی اللہ کے حکم کے مطابق پرہیز کرتے ہیں تو جو کام پہلے بھی ممنوع ہیں' ان سے بچنا زیادہ ضروری ہے تا کہ مومن ان سے پرہیز کا عادی ہو جائے۔ ③ شریعت اسلامیہ میں روزے کے دوران میں بات چیت کرنا جائز ہے بلکہ چپ کا روزہ شرعاً منع ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الأيمان والنذور' باب النذر فيما لا يملك' وفي معصية' حديث: ۶۷۰۴) ④ عبادات انسان کے روحانی اور جسمانی فائدے کے لیے مقرر کی گئی ہیں۔ یہ اللہ کی رحمت ہے کہ وہ ان اعمال پر آخرت میں بھی عظیم انعامات عطا فرماتا ہے۔

١٦٩٠- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

۱۶۹۰- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بعض روزے داروں کو روزے سے بھوک کے سوا کچھ نہیں ملتا اور بعض قیام

١٦٨٩ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب من لم يدع قول الزور والعمل به في الصوم، ح: ١٩٠٣ من حديث ابن أبي ذئب به.

١٦٩٠ـ [إسناده حسن] أخرجه القضاعي في مسند الشهاب، ح: ١٤٢٥ من حديث أسامة به، وله شواهد عند ابن خزيمة، ح: ١٩٩٧، وابن حبان(موارد)، ح: ٦٥٤، والحاكم: ١/ ٤٣١ وغيرهم.

قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «رُبَّ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا الْجُوعُ. وَرُبَّ قَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ قِيَامِهِ إِلَّا السَّهَرُ».

کرنے والوں کو قیام سے بیداری کے سوا کچھ نہیں ملتا۔‘‘

فوائد ومسائل: ① اخلاص کے بغیر نیک اعمال قبول نہیں ہوتے۔ ② عبادت میں جس طرح ظاہری ارکان کی پابندی ضروری ہے‘ اسی طرح باطنی کیفیات اخلاص‘ اللہ کی محبت‘ اللہ کا خوف‘ اللہ سے امید وغیرہ بھی مطلوب ہیں۔ ان کی عدم موجودگی میں ظاہری عمل بے فائدہ ہے۔ ③ اگر کسی موقع پر مطلوبہ باطنی اور قلبی کیفیت موجود نہ ہو تو نیکی کو ترک نہیں کر دینا چاہیے کیونکہ اس کا کم از کم یہ فائدہ تو حاصل ہو ہی جائے گا کہ فرض کا تارک شمار نہیں ہوگا اور وہ نیکی مسلسل انجام دینے سے امید کی جاسکتی ہے کہ دل پر تھوڑا بہت اچھا اثر لازماً ہو جائے گا۔ ④ عبادات میں ان کے آداب کا لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے۔

١٦٩١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَجْهَلْ. وَإِنْ جَهِلَ عَلَيْهِ أَحَدٌ، فَلْيَقُلْ: إِنِّي امْرُؤٌ صَائِمٌ».

۱۶۹۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جب تم میں سے کسی کا دن کو روزہ ہو تو وہ فحش گوئی نہ کرے اور ناروا حرکت نہ کرے‘ اگر کوئی اس سے بدتمیزی کرے تو کہہ دے: میں روزے دار آدمی ہوں۔‘‘

فوائد ومسائل: ① روزے کے فوائد کما حقہ حاصل کرنے کے لیے آداب کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔ ② جہل (ناروا حرکت) سے مراد لڑائی جھگڑے کی بات ہے‘ یعنی روزے دار کو لڑائی میں پہل بھی نہیں کرنی چاہیے اور اگر کوئی دوسرا شخص ایسی بات کرے یا ایسی حرکت کرے جس سے روزے دار کو غصہ آ جائے تب بھی روزے دار کو جواب میں جھگڑنا نہیں چاہیے بلکہ اپنے روزے کا خیال کرتے ہوئے برداشت اور تحمل سے کام لیتے ہوئے جھگڑے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ③ یہ کہنا کہ میں روزے سے ہوں‘ اس کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ دل میں اپنے روزے کا خیال کرے تاکہ جھگڑے سے بچنا ممکن ہو سکے۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ جھگڑنے والے سے کہہ دے کہ میں تمھاری غلط حرکت کا جواب تمھارے انداز میں اس لیے نہیں دے رہا کہ میرا روزہ مجھے اس سے روکتا ہے۔ امید ہے اس سے اس کو شرم آ جائے گی اور وہ روزے دار کے روزے کا احترام کرتے ہوئے جھگڑا ختم کر دے گا۔

١٦٩١- [صحيح] * الأعمش تابعه أبوحصين عند أحمد: ٢/ ٣٥٦، والنسائي في الكبرٰى، وتابعهما عطاء بن أبي رباح عند البخاري، ح: ١٩٠٤، ومسلم، ح: ١١٥١ وغيرهما بنحوه مطولاً.

(المعجم ٢٢) - بَابُ مَا جَاءَ فِي السُّحُورِ (التحفة ٢٢)

باب:٢٢-سحری کھانے کا بیان

١٦٩٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السُّحُورِ بَرَكَةً».

١٦٩٢- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔''

فوائد ومسائل: ①السحور کالفظ سین کی زبر سے بھی پڑھا گیا ہے اور پیش سے بھی۔سین کی زبر سے سحور کا مطلب وہ طعام ہے جو روزہ شروع کرنے سے پہلے کھایا جاتا ہے اور سحور (سین کی پیش سے) کھانے کے عمل کو کہا جاتا ہے۔حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت کھانا کھانا باعث برکت ہے۔اس کا ثواب بھی ملتا ہے کیونکہ یہ ایک مسنون عمل ہے اور اس سے روزے کی تکمیل میں آسانی بھی ہوتی ہے' یا یہ مطلب ہے کہ اس وقت کھائے جانے والے کھانے میں ایک خاص برکت ہے' اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ اس کا تعلق سنت نبوی سے ہے اور اس کی وجہ سے غیر مسلموں کی مشابہت سے بچاؤ بھی ہو جاتا ہے کیونکہ یہود و نصاریٰ سحری نہیں کھاتے۔ دیکھیے:(صحیح مسلم' الصیام' باب فضل السحور و تأکید استحبابه' و استحباب تأخیره...... حدیث:١٠٩٥'١٠٩٦) ② ثواب کا تعلق مشقت سے نہیں' احکام شریعت کی پابندی سے ہے۔سنت کے مطابق تھوڑا اور آسان عمل اس زیادہ اور مشقت طلب عمل سے بہتر ہے جو سنت نبوی کے خلاف ہو۔

١٦٩٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ: حَدَّثَنَا زَمْعَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ سَلَمَةَ، [عَنْ عِكْرِمَةَ]، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اسْتَعِينُوا بِطَعَامِ السَّحَرِ عَلَى صِيَامِ النَّهَارِ. وَبِالْقَيْلُولَةِ عَلَى قِيَامِ اللَّيْلِ».

١٦٩٣- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا:''سحری کے کھانے کے ساتھ دن کے روزے کے لیے مدد حاصل کرو' اور قیلولے کے ذریعے سے قیام اللیل (نماز تہجد) کے لیے مدد حاصل کرو۔''

١٦٩٢ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب بركة السحور من غير إيجاب، ح:١٩٢٣، ومسلم، الصيام، باب فضل السحور وتأكيد استحبابه . . . الخ، ح:١٠٩٥ من طرق عن عبدالعزيز به.

١٦٩٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم:١/ ٤٢٥ من حديث أبي عامر به، وانظر، ح:٣٢٦ لعلته، وله شاهد في العلل لابن أبي حاتم عن أبي هريرة، ذكره الحافظ في التلخيص:٢/ ١٩٩.

(المعجم ٢٣) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي تَأْخِيرِ السُّحُورِ** (التحفة ٢٣)

باب:۲۳-سحری دیر سے کھانے کا بیان

١٦٩٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ قُمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ. قُلْتُ: كَمْ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: قَدْرُ قِرَاءَةِ خَمْسِينَ آيَةً.

۱۶۹۴-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کھائی' پھر اٹھ کر نماز کی طرف چلے۔ (حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:) میں نے کہا: ان دونوں کاموں کے درمیان کتنا وقفہ تھا؟ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پچاس آیتوں کی تلاوت جتنا۔

فوائد ومسائل: ① اگرچہ سحری کا کھانا صبح صادق سے کافی پہلے بھی کھایا جاسکتا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ رات کے آخری حصے میں صبح صادق سے تھوڑی دیر پہلے کھایا جائے۔ ② فجر کی نماز اول وقت میں ادا کرنا افضل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے سحری کے بعد مختصر وقفہ دے کر فجر کی نماز ادا کی۔

١٦٩٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: تَسَحَّرْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. هُوَ النَّهَارُ إِلَّا أَنَّ الشَّمْسَ لَمْ تَطْلُعْ. [قَالَ أَبُوإِسْحَاقَ: حَدِيثُ حُذَيْفَةَ مَنْسُوخٌ لَيْسَ بِشَيْءٍ.]

۱۶۹۵-حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کھائی جب کہ دن نکل آیا تھا لیکن سورج طلوع نہیں ہوا تھا۔
امام ابواسحاق رحمہ اللہ نے کہا: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث منسوخ ہے اور کچھ بھی نہیں۔

فائدہ: اس سے مراد رات کے بالکل آخری حصے میں سحری کھانا ہے جب کہ آدمی کو شبہ ہوسکتا ہے کہ صبح صادق طلوع ہوچکی ہے کیونکہ یہ کھانا نماز فجر سے بہر حال پہلے ہی کھایا گیا ہوگا۔ اور نبی اکرم ﷺ فجر کی نماز

١٦٩٤- أخرجه البخاري، الصوم، باب قدركم بين السحور وصلاة الفجر؟، ح:١٩٢١ من حديث هشام الدستوائي به، ومسلم، الصيام، باب فضل السحور وتأكيد استحبابه . . . الخ، ح:١٠٩٧ من حديث وكيع به.

١٦٩٥- [حسن] * أبوبكر بن عياش ضعيف، تقدم، ح:٨٥٥، وتابعه حماد بن سلمة عند أحمد:٥/٣٩٦، ح:٢٣٧٥٣، وأخرج النسائي بسندين صحيحين عن حذيفة نحوه موقوفًا، ح:٢١٥٥، ٢١٥٦، ولفظه: "تسحرت من حذيفة ثم خرجنا إلى الصلاة، فلما أتينا المسجد، صلينا ركعتين، وأقيمت الصلاة، وليس بينهما إلا هنيهة"، ح:٢١٥٥.

اندھیرے میں ادا کرتے تھے۔ صبح صادق قریب ہوجانے کو دن کے نکلنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس سے مراد تاخیر میں مبالغہ ہے ورنہ روزے دار کے لیے صبح صادق کے بعد کھانا پینا بالاتفاق منع ہے جس کی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ ہے: ﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ﴾ (البقرة ٢:١٨٧) ''اور تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک صبح کا سفید دھاگا (رات کے) سیاہ دھاگے سے ظاہر ہوجائے۔''

١٦٩٦- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدَكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ مِنْ سُحُورِهِ. فَإِنَّهُ يُؤَذِّنُ لِيَنْتَبِهَ نَائِمُكُمْ، وَلِيَرْجِعَ قَائِمُكُمْ. وَلَيْسَ الْفَجْرُ أَنْ يَقُولَ هٰكَذَا. وَلٰكِنْ هٰكَذَا، يَعْتَرِضُ فِي أُفُقِ السَّمَاءِ».

١٦٩٦- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کسی کو بلال (رضی اللہ عنہ) کی اذان سحری کھانے سے مانع نہ ہو وہ تو اس لیے اذان دیتا ہے کہ تم میں سے جو سو رہا ہے وہ جاگ جائے اور جو قیام کر رہا ہے وہ (نماز فجر کی تیاری کی طرف) لوٹ جائے۔ اور فجر یہ نہیں کہ (روشنی) اس طرح (اوپر کو بلند) ہوجائے بلکہ اس طرح ہے یعنی آسمان کے افق پر چوڑائی کے رخ پھیل جائے۔

فوائد ومسائل: ① فجر کے وقت دو اذانیں مسنون ہیں۔ ایک اذان صبح صادق سے پہلے دی جائے جسے عرف عام میں سحری کی اذان کہا جاتا ہے اور دوسری اذان صبح صادق ہونے پر نماز فجر کے لیے دی جائے۔ ② بہتر ہے کہ دونوں اذانوں کے لیے دو الگ الگ مؤذن مقرر کیے جائیں تاکہ لوگوں کو آواز سن کر معلوم ہوجائے کہ اب کون سی اذان ہو رہی ہے۔ مسجد نبوی میں دوسری اذان یعنی نماز فجر کی اذان کے لیے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ مقرر تھے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري، الأذان، باب أذان الأعمٰی إذا كان له من يخبره، حديث:٦١٧) ③ پہلی اذان کے یہ فوائد ذکر کیے گئے ہیں کہ جو شخص سو رہا ہے وہ جاگ اٹھے اگر سحری کھانی ہو تو سحری کھا لے ورنہ نمازِ فجر کی تیاری کرے اور جو شخص تہجد پڑھ رہا ہے وہ اس سے فارغ ہوکر مذکورہ کاموں کے لیے تیاری کرے۔ اور دیگر لوگ قضائے حاجت وغیرہ سے فارغ ہوکر وضو کرکے بروقت مسجد میں پہنچ جائیں تاکہ نماز باجماعت میں شریک ہوسکیں۔ ④ عہد رسالت میں دو اذانوں کا یہ سلسلہ مستقل معمول تھا۔ صرف رمضان ہی کے مہینے میں ایسا نہیں ہوتا تھا جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے اس لیے صرف رمضان میں

١٦٩٦_ أخرجه البخاري، الأذان، باب الأذان قبل الفجر، ح: ٦٢١، ومسلم، الصيام، باب بيان أن الدخول في الصوم . . . الخ، ح: ١٠٩٣ من حديث سليمان التيمي به .

اس کا اہتمام کرنا صحیح نہیں ہے۔⑤ نبی ﷺ نے صبح کاذب اور صبح صادق کا فرق اشارے سے واضح فرمایا۔ پہلے ''اس طرح'' کا مطلب یہ ہے کہ روشنی کا رخ اوپر کی طرف زیادہ ہو۔ اسے صبح کاذب کہتے ہیں۔ دوسرے ''اس طرح'' کا مطلب یہ ہے کہ روشنی اطراف میں پھیلے۔ یہ صبح صادق ہوتی ہے۔⑥ بات سمجھانے کے لیے اشارہ کرنا درست ہے' تاہم خطبے میں دونوں ہاتھ ہلانا اور نعرے وغیرہ لگوانا مناسب نہیں۔

(المعجم ٢٤) - بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْجِيلِ الْإِفْطَارِ (التحفة ٢٤)

باب:۲۴- روزہ کھولنے میں جلدی کرنا

١٦٩٧ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لاَ يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الإِفْطَارَ».

۱۶۹۷- حضرت سہل بن سعد ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''لوگ اس وقت تک بھلائی پر رہیں گے جب تک روزہ جلدی کھولتے رہیں گے۔''

فوائد و مسائل: ① عبادت میں شریعت کی مقرر کردہ حد سے آگے بڑھنا دنیا اور آخرت کے نقصان کا باعث ہے۔② روزہ جلدی کھولنے کا مطلب یہ ہے کہ سورج کی ٹکیہ افق کے نیچے پہنچ جانے کے بعد احتیاط کے نام سے مزید تاخیر نہ کی جائے بلکہ فوراً روزہ کھول لیا جائے۔

١٦٩٨ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ. عَجِّلُوا الْفِطْرَ، فَإِنَّ الْيَهُودَ يُؤَخِّرُونَ».

۱۶۹۸- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ اس وقت تک بھلائی پر رہیں گے جب تک روزہ جلدی کھولتے رہیں گے۔ روزہ جلدی کھولا کرو کیونکہ یہودی دیر کرتے ہیں۔''

فائدہ: یہودی اپنے شرعی مسائل میں افراط وتفریط کا شکار ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ افراط وتفریط سے بچتے

١٦٩٧ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب تعجيل الإفطار، ح: ١٩٥٧ من حديث أبي حازم به، ومسلم، الصيام، باب فضل السحور وتأكيد استحبابه . . . الخ، ح: ١٠٩٨ من حديث عبدالعزيز بن أبي حازم به.

١٦٩٨ـ [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرى، وأحمد: ٢/ ٤٥٠ من حديث محمد بن عمرو به نحو المعنى، وصححه البوصيري.

ہوئے سنت نبوی پر عمل پیرا ہیں۔ اس حدیث سے ان لوگوں کو سبق حاصل کرنا چاہیے جو احتیاط کے نام پر تاخیر کرتے ہیں کہ وہ کس کی پیروی کر رہے ہیں؟

(المعجم ٢٥) - **بَابُ مَا جَاءَ عَلَى مَا يُسْتَحَبُّ الْفِطْرُ** (التحفة ٢٥)

باب: ۲۵- روزہ کس چیز سے کھولنا مستحب ہے؟

١٦٩٩- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عَنِ الرَّبَابِ أُمِّ الرَّائِحِ بِنْتِ صُلَيْعٍ، عَنْ عَمِّهَا سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَفْطَرَ أَحَدُكُمْ، فَلْيُفْطِرْ عَلَى تَمْرٍ. فَإِنْ لَمْ يَجِدْ، فَلْيُفْطِرْ عَلَى الْمَاءِ. فَإِنَّهُ طَهُورٌ».

۱۶۹۹- حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی روزہ کھولے تو اسے چاہیے کہ خشک کھجور سے روزہ کھولے اگر (کھجور) نہ ملے تو پانی سے روزہ کھول لے کیونکہ وہ پاک کرنے والا ہے۔“

فوائد ومسائل: ① تمر خشک کھجور کو کہتے ہیں۔ جامع الترمذی کی دوسری حدیث میں تمر (خشک کھجور) کے علاوہ رطب (تر کھجور) سے روزہ کھولنا بھی مذکور ہے۔ دیکھیے: (جامع الترمذي' الصوم' حديث:٦٩٦) ② کھجور سے روزہ کھولنا اس لیے افضل ہے کہ یہ بابرکت پھل ہے۔ اور پانی کا تعلق طہارت اور پاکیزگی سے ہے۔ روزہ روحانی پاکیزگی کا باعث ہے اور پانی ظاہری پاکیزگی کا۔ اس مناسبت سے پانی سے روزہ کھولنا بھی مستحب ہے۔

(المعجم ٢٦) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي فَرْضِ الصَّوْمِ مِنَ اللَّيْلِ، وَالْخِيَارِ فِي الصَّوْمِ** (التحفة ٢٦)

باب: ۲۶- روزے کی نیت رات کو کرنا اور روزہ پورا کرنے یا نہ کرنے کا اختیار

١٧٠٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۷۰۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ام المومنین

١٦٩٩_ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصيام، باب ما يفطر عليه، ح: ٢٣٥٥ من حديث عاصم به، وصححه الترمذي، ح: ٦٩٥، وابن خزيمة، وابن حبان، وأبوحاتم، والحاكم، والذهبي، وسيأتي طرفه الآخر، ح: ١٨٤٤.

١٧٠٠_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصيام، باب النية في الصوم، ح: ٢٤٥٤ وغيره بإسناد قوي عن عبدالله ◀◀

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ الْقَطَوَانِيُّ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ حَازِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ صِيَامَ، لِمَنْ لَمْ يَفْرِضْهُ مِنَ اللَّيْلِ».

حضرت حفصہ ؓ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص رات سے روزے کا پختہ ارادہ نہ کرے' اس کا کوئی روزہ نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس مسئلہ کی بابت سنن النسائی میں بھی حضرت حفصہ سے مروی ہے' وہ روایت موقوفاً صحیح ہے۔ دیکھیے: مذکورہ روایت کی تحقیق وتخریج۔ غالباً اسی بنا پر دیگر محققین نے مذکورہ روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (إرواء الغليل: ۴/۲۵-۳۰' رقم: ۹۱۴) بنابریں رات سے نیت کرنے کا مطلب شام سے نیت کرنا نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ صبح صادق سے پہلے پہلے نیت کر لینی چاہیے' خواہ رات کے کسی حصے میں نیت کی جائے۔ جب بھی ارادہ بن جائے کہ صبح روزہ رکھنا ہے' وہ درست ہے۔ ② یہ حکم فرض اور واجب روزے کے لیے ہے۔ نفلی روزے کی نیت دن میں بھی کی جاسکتی ہے۔ اسی طرح اگر نفلی روزہ رکھا ہوا ہو تو دن میں کسی وقت چھوڑا جاسکتا ہے۔ اس میں کوئی گناہ نہیں' جیسے اگلی حدیث میں آرہا ہے۔ ③ بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد قضا' نذر اور کفارہ وغیرہ کا روزہ ہے۔

١٧٠١- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ؟» فَنَقُولُ: لَا. فَيَقُولُ: «إِنِّي صَائِمٌ» فَيُقِيمُ عَلَى صَوْمِهِ. ثُمَّ يُهْدَى لَنَا شَيْءٌ فَيُفْطِرُ.

۱۷۰۱- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لاتے اور فرماتے: ''کیا آپ لوگوں کے پاس کوئی (کھانے کی) چیز ہے؟'' ہم کہتے: نہیں' تو فرماتے: ''میرا روزہ ہے۔'' پھر آپ ﷺ روزہ رکھے رہتے۔ پھر ہمیں ہدیہ کے طور پر کوئی چیز مل جاتی تو آپ ﷺ روزہ چھوڑ

◄◄ بن أبي بكر عن الزهري عن سالم به، واستغربه الترمذي، ح: ٧٣٠، وصححه ابن خزيمة، والحاكم * الزهري عنعن، وتقدم، ح: ٧٠٧، وأخرج النسائي: ٤/ ١٩٧، ح: ٢٣٣٨ بإسناد صحيح كالشمس عن حفصة قالت: "لا صيام لمن لم يجمع قبل الفجر"، موقوف.

١٧٠١ـ [حسن] أخرجه النسائي: ٤/ ١٩٤، الصيام، النية في الصيام ... الخ، ح: ٢٣٢٥ من حديث شريك به بألفاظ مختلفة، وأخرجه من طريق أبي الأحوص، ح: ٢٣٢٤ وغيره عن طلحة نحوه، وأصله في صحيح مسلم، ح: ١١٥٤.

قَالَتْ: وَرُبَّمَا صَامَ وَأَفْطَرَ. قُلْتُ: كَيْفَ ذَا؟ قَالَتْ: إِنَّمَا مَثَلُ هٰذَا مَثَلُ الَّذِي يَخْرُجُ بِصَدَقَةٍ. فَيُعْطِي بَعْضاً وَيُمْسِكُ بَعْضاً.

دیتے۔ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ بعض اوقات روزہ رکھتے اور (بعض اوقات) کھول دیتے۔ (حضرت مجاہد ؒ نے فرمایا:) میں نے کہا: یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ ام المومنین ؓ نے فرمایا: اس کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی شخص صدقہ (دینے کے لیے کچھ رقم) نکالتا ہے۔ پھر (اس میں سے) کچھ (کسی مستحق کو) دے دیتا ہے اور کچھ اپنے پاس رکھ لیتا ہے۔

فوائد ومسائل: ① نفلی روزہ پورا کرنا ثواب ہے اور کسی وجہ سے نامکمل چھوڑ دینا بھی جائز ہے لیکن اس صورت میں اسے ثواب نہیں ملے گا۔ ② نفلی صدقے میں جس قدر چیز دینے کا ارادہ کیا جائے اگر دیتے وقت اس سے کم دے دے تو بھی گناہ گار نہیں۔ صرف ثواب اتنا کم ہوجائے گا۔ ③ مسئلہ واضح کرنے کے لیے اس سے ملتے جلتے مسئلے کی مثال دے کر سمجھا دینا چاہیے۔

(المعجم ٢٧) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُصْبِحُ جُنُبًا وَهُوَ يُرِيدُ الصِّيَامَ (التحفة ٢٧)

باب: ٢٧- جو شخص روزہ رکھنا چاہتا ہے اگر اسے جنابت کی حالت میں صبح ہوجائے تو کیا حکم ہے؟

١٧٠٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالاَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ جَعْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو الْقَارِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: لاَ. وَرَبِّ الْكَعْبَةِ مَا أَنَا قُلْتُ «مَنْ أَصْبَحَ، وَهُوَ جُنُبٌ، فَلْيُفْطِرْ». مُحَمَّدٌ ﷺ قَالَهُ.

١٧٠٢- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رب کعبہ کی قسم! یہ بات میں (اپنی طرف سے) نہیں کہتا حضرت محمد ﷺ نے یہ فرمایا ہے: ''جسے جنابت کی حالت میں صبح ہوجائے وہ روزہ چھوڑ دے۔''

١٧٠٢- [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٤٨ عن سفيان به، وكذا أخرجه النسائي في الكبرٰى، وتابعه ابن جريج وأحمد: ٢/ ٢٨٦ * عبدالله بن عمرو بن عبدٍ القاري لم أجد من وثقه، ورمز في التقريب بأنه من رجال مسلم، وقال البوصيري: "إسناده صحيح، وفي الصحيحين أن أبا هريرة سمعه من الفضل، زاد مسلم: ولم أسمعه من النبي ﷺ"، قلت: هٰذا الحديث منسوخ، انظر الحديث الآتي.

فوائد ومسائل: ① یہ حکم منسوخ ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو جب تک اس کے منسوخ ہونے کا علم نہیں تھا' اس وقت تک یہ فتویٰ دیتے تھے۔ حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مسئلہ معلوم کیا' اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ جنابت کی حالت میں صبح ہو جانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا' چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے پہلے فتویٰ سے رجوع فرمالیا۔ (صحيح مسلم' الصيام' باب صحة صوم من طلع عليه الفجر وهو جنب' حدیث:١١٠٩) ② جنابت خواہ احتلام کی وجہ سے ہو' یا جماع کی وجہ سے' دونوں صورتوں میں مسئلہ یہی ہے۔ صبح صادق ہو جانے کے بعد غسل کر کے روزہ مکمل کر سکتے ہیں۔ ③ جنابت کی حالت میں کھانا پینا جائز ہے۔ عورت اس حالت میں کھانا بھی تیار کر سکتی ہے۔ البتہ وضو کر لینا بہتر ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه' الطهارة' حديث:٥٩٢' ٥٩٣)

١٧٠٣ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَبِيتُ جُنُباً. فَيَأْتِيهِ بِلاَلٌ، فَيُؤْذِنُهُ بِالصَّلاَةِ فَيَقُومُ فَيَغْتَسِلُ. فَأَنْظُرُ إِلَى تَحَدُّرِ الْمَاءِ مِنْ رَأْسِهِ. ثُمَّ يَخْرُجُ فَأَسْمَعُ صَوْتَهُ فِي صَلاَةِ الْفَجْرِ.

١٧٠٣- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کو رات کے وقت جنابت کی حالت پیش آ جاتی تھی' (صبح ہونے پر) حضرت بلال رضی اللہ عنہ حاضر ہو کر نماز کا وقت ہو جانے کی اطلاع دیتے تو آپ ﷺ اٹھ کر غسل فرما لیتے (غسل سے فارغ ہونے پر) میں آپ ﷺ کے سر مبارک سے پانی ٹپکتا دیکھتی' پھر آپ تشریف لے جاتے اور میں فجر کی نماز میں آپ کی (تلاوت کی) آواز سنتی۔

قَالَ مُطَرِّفٌ: فَقُلْتُ لِعَامِرٍ: أَفِي رَمَضَانَ؟ قَالَ: رَمَضَانُ وَغَيْرُهُ سَوَاءٌ.

(سند کے ایک راوی) مطرف رحمہ اللہ نے کہا: میں نے امام عامر شعبی رحمہ اللہ سے کہا: کیا رمضان میں (نبی ﷺ اس طرح کرتے تھے)؟ انھوں نے فرمایا: رمضان اور غیر رمضان برابر ہیں۔

فوائد ومسائل: ① اس میں صراحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی اذان کے بعد غسل فرماتے تھے' یعنی روزے کی حالت میں کچھ وقت جنابت کی حالت میں گزر جانے میں کوئی حرج نہیں۔ ② حضرت مطرف رحمہ اللہ نے اپنے استاد سے مذکورہ بالا سوال اس لیے کیا کہ کسی کو یہ شبہ نہ ہو کہ نفلی روزے کی صورت میں شرعی حکم میں نرمی

١٧٠٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٠١، ٢٥٤، والنسائي في الكبرى من حديث مطرف به، وله شواهد عند البخاري، ح: ١٩٢٥، ١٩٢٦، ومسلم، ح: ١١٠٩، ١١١٠ وغيرهما.

ہے۔ شاید فرض روزے کی صورت میں ایسا نہ ہو۔ امام شعبی رحمہ اللہ نے وضاحت فرما دی کہ اس مسئلے میں فرض اور نفل روزے میں کوئی فرق نہیں۔ ③ یہ شبہ نہیں ہونا چاہیے کہ شاید یہ حکم خواب میں ناپاک ہو جانے کی صورت میں ہے کیونکہ یہ کیفیت انسان کے بس میں نہیں۔ حدیث ۱۷۰۴ میں یہ صراحت موجود ہے کہ ہم بستری کی وجہ سے غسل کی حاجت پیش آ جائے، تب بھی شرعی حکم یہی ہے۔ فجر کی اذان ہو جانے کے بعد غسل کر لیا جائے تو روزہ درست ہے۔

١٧٠٤ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: سَأَلْتُ أُمَّ سَلَمَةَ عَنِ الرَّجُلِ يُصْبِحُ، وَهُوَ جُنُبٌ، يُرِيدُ الصَّوْمَ؟ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصْبِحُ جُنُباً مِنَ الْوِقَاعِ، لاَ مِنِ احْتِلَامٍ، ثُمَّ يَغْتَسِلُ وَيُتِمُّ صَوْمَهُ.

۱۷۰۴- حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ اگر آدمی کو جنابت کی حالت میں صبح ہو جائے اور وہ روزہ رکھنا چاہتا ہو (تو کیا حکم ہے؟) ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو بھی اس حال میں صبح ہو جاتی تھی کہ آپ کو خواب کی وجہ سے نہیں بلکہ مباشرت کی وجہ سے غسل کی حاجت ہوتی تھی۔ آپ ﷺ غسل کر کے اپنا روزہ مکمل فرما لیتے تھے۔

(المعجم ٢٨) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ الدَّهْرِ (التحفة ٢٨)

باب: ۲۸- ہمیشہ روزے رکھنے کا بیان

١٧٠٥ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، وَأَبُودَاوُدَ. قَالُوا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۱۷۰۵- حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ہمیشہ روزے رکھے اس نے نہ روزہ رکھا' نہ افطار کیا۔''

١٧٠٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢٣/ ٢٩١، ح: ٦٤٢ من حديث عبيدالله بن عمر به، وله شواهد عند مسلم، ح: ١١٠٩ وغيره.

١٧٠٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه النسائي: ٤/ ٢٠٧، الصيام، النهي عن صيام الدهر وذكر الاختلاف علٰى مطرف بن عبدالله في الخبر فيه، ح: ٢٣٨٣ من حديث أبي داود الطيالسي به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢١٥٠، وابن حبان (موارد)، ح: ٩٣٨، والحاكم: ١/ ٤٣٥، والذهبي.

الشِّخِّيرِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ صَامَ الأَبَدَ، فَلاَ صَامَ وَلاَ أَفْطَرَ».

فوائد ومسائل: ① عبادت میں شرعی حد سے تجاوز کرنا منع ہے۔ ② ہمیشہ روزہ رکھنا منع ہے۔ ③ ''نہ روزہ رکھا' نہ افطار کیا۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ نہ اسے روزے رکھنے کا ثواب ملا' نہ روزے چھوڑنے کا آرام نصیب ہوا۔ گویا نہ اخروی اور روحانی فائدہ حاصل ہوا اور نہ دنیوی اور جسمانی فائدہ حاصل ہوا بلکہ نبی اکرم ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے سے وہ صورت بن سکتی ہے کہ ''نیکی برباد گناہ لازم۔'' ④ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص عیدین اور ایام تشریق کے روزے نہ رکھے' باقی گیارہ مہینے پچیس دن روزے رکھتا رہے تو یہ شخص ہمیشہ روزے رکھنے والا شمار نہیں ہوگا کیونکہ اس نے سال میں پانچ دن روزے نہیں رکھے لیکن غور کیا جائے تو اس عمل سے اس ممانعت کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے ہمیشہ روزے رکھنے شروع کیے تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں اس سے منع فرما دیا۔ ان کی بار بار کی درخواست پر زیادہ سے زیادہ جو اجازت دی وہ داود علیہ السلام والے روزے کی تھی' یعنی ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن نہ رکھنا۔ جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں اس سے افضل عمل کی طاقت رکھتا ہوں۔'' یعنی اس سے زیادہ روزے رکھ سکتا ہوں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا: [لَا أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ] ''اس سے کوئی افضل نہیں۔'' (صحيح البخاري' الصوم' باب صوم الدهر' حديث: ١٩٧٦) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سال میں گیارہ مہینے پچیس دن روزے رکھنے والے کو بھی اتنا ثواب نہیں مل سکتا جتنا صوم داود علیہ السلام رکھنے والے کو ملتا ہے' لہٰذا اگر عیدین اور ایام تشریق کو چھوڑ کر سارا سال روزے رکھنا جائز بھی مان لیا جائے تو کم محنت کے ساتھ زیادہ ثواب حاصل کرنا بہتر ہے' نہ کہ زیادہ محنت کر کے کم ثواب حاصل کرنا۔

١٧٠٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مِسْعَرٍ وَ سُفْيَانَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ الْمَكِّيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ صَامَ مَنْ صَامَ الأَبَدَ».

١٧٠٦- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ہمیشہ روزہ رکھا' اس نے روزہ رکھا ہی نہیں۔''

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ روزے رکھنے والے کو بالکل ثواب نہیں ملتا۔

١٧٠٦_ أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم داود عليه السلام، ح: ١٩٧٩، ومسلم، الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به . . . الخ، ح: ١١٥٩ من حديث حبيب به مطولاً.

(المعجم ٢٩) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ (التحفة ٢٩)

باب:٢٩- ہر مہینے تین روزے رکھنا

١٧٠٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الْمِنْهَالِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ بِصِيَامِ الْبِيضِ. ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ. وَيَقُولُ: «هُوَ كَصَوْمِ الدَّهْرِ، أَوْ كَهَيْئَةِ صَوْمِ الدَّهْرِ».

١٧٠٧- حضرت منہال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایام بیض کے روزے رکھنے کا حکم دیتے تھے، یعنی تیرہ چودہ اور پندرہ تاریخ کو اور فرماتے تھے: ”یہ ہمیشہ کے روزوں کی طرح ہے یا ہمیشہ کے روزوں کی سی کیفیت ہے۔“

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَنْبَأَنَا حَبَّانُ ابْنُ هِلَالٍ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ قَتَادَةَ بْنِ مِلْحَانَ الْقَيْسِيُّ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے یہی روایت اسحاق بن منصور کے واسطے سے قتادہ بن ملحان کے طریق سے بھی روایت کی ہے۔

قَالَ ابْنُ مَاجَه: أَخْطَأَ شُعْبَةُ وَأَصَابَ هَمَّامٌ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس روایت میں شعبہ نے غلطی کی اور ہمام نے صحیح روایت بیان کی (شعبہ نے اسے عبدالملک بن منہال سے روایت کیا ہے تو دراصل عبدالملک بن قتادہ بن ملحان سے مروی ہے۔)

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے' تاہم اس مفہوم کی دوسری احادیث حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہیں جنھیں شیخ عبدالقادر ارناؤوط نے جامع الاصول کے حاشیے میں حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (جامع الأصول' حديث:٤٤٧٤) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث جامع ترمذی اور سنن نسائی میں وارد ہے۔ دیکھیے: (جامع الترمذي' الصوم' باب ماجاء في صوم

١٧٠٧- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصيام، باب في صوم الثلاث من كل شهر، ح: ٢٤٤٩ من حديث همام به، وصححه ابن حبان * عبدالملك لم يوثقه غير ابن حبان فيما أعلم، ولبعض الحديث شواهد كثيرة عند النسائي، ح: ٢٣٨٧ وغيره.

ثلاثه أيام من كل شهر' حديث:٧٦٢' و سنن النسائي ' الصوم' باب: ذكر الاختلاف على موسى بن طلحه في الخبر في صيام ثلاثة أيام من الشهر' حديث:٢٤٣٦) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سنن نسائی میں وارد ہے۔(كتاب الصوم' باب صوم النبي ﷺ' حديث:٢٣٤٧)

١٧٠٨- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، فَذٰلِكَ صَوْمُ الدَّهْرِ».

فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ تَصْدِيقَ ذٰلِكَ فِي كِتَابِهِ: ﴿مَن جَآءَ بِٱلْحَسَنَةِ فَلَهُۥ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾ [الأنعام: ١٦٠] فَالْيَوْمُ بِعَشْرَةِ أَيَّامٍ.

١٧٠٨- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ہر مہینے میں تین روزے رکھے تو یہی ہمیشہ کے روزے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس کی تائید نازل فرما دی: ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾ ''جو شخص نیکی لے کر حاضر ہوا' اس کے لیے اس کا دس گنا (ثواب) ہے۔'' چنانچہ ایک دن (کے روزے) سے دس دن کا ثواب ملتا ہے۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ سنن نسائی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث اس کی شاہد ہے' لہٰذا روایت قابل عمل اور قابل حجت ہے۔

١٧٠٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ يَزِيدَ الرِّشْكِ، عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ. قُلْتُ: مِنْ أَيِّهِ؟

١٧٠٩- حضرت معاذہ عدویہ رحمہا اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہر مہینے میں تین روزے رکھتے تھے۔ (حضرت معاذہ عدویہ رحمہا اللہ نے بیان کیا) میں نے کہا: مہینے کے کس حصے میں؟ انھوں نے کہا: نبی ﷺ اس بات کی پروا نہیں

١٧٠٨_ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في صوم ثلاثة أيام من كل شهر، ح:٧٦٢ من حديث أبي معاوية به، وقال: "حسن صحيح" * أبومعاوية تابعه عبدالرحيم بن سليمان وغيره، وأخرج النسائي: ٤/٢١٩، ح:٢٤١٢ بإسناد صحيح عن عاصم عن أبي عثمان عن رجل عن أبي ذر به، وله شاهد صحيح عند النسائي وغيره من حديث أبي هريرة به، ح:٢٤٠٨، ٢٤٠٩.

١٧٠٩_ أخرجه مسلم، الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة أيام من كل شهر . . . الخ، ح:١١٦٠ من حديث يزيد الرشك به.

قَالَتْ : لَمْ يَكُنْ يُبَالِي مِنْ أَيِّهِ كَانَ .

کرتے تھے کہ کون سے حصے میں (روزے رکھے) ہیں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ مہینے کے درمیانی ایام کے علاوہ بھی کوئی سے تین دن روزے رکھے جاسکتے ہیں' کیونکہ نبی ﷺ بعض اوقات بلاتعیین وتخصیص تین روزے رکھا کرتے تھے تاکہ وجوب نہ سمجھا جائے۔ اس طرح آپ بعض دفعہ مہینے کی ابتدا میں تین روزے رکھتے' چنانچہ جن صحابہ کے علم میں آپ کے یہی ابتدائی دن آئے انھوں نے اس کے مطابق بیان کر دیا' اس لیے ان دونوں یعنی ایام بیض اور ابتدائی ایام میں روزے رکھنے میں کوئی منافات نہیں' تاہم افضل یہی ہے کہ ایام بیض کے ۳ روزے رکھے جائیں کیونکہ نبی ﷺ نے اس کا حکم دیا ہے جیسا کہ حدیث نمبر: ۱۷۰۷ میں گزر چکا ہے

(المعجم ٣٠) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ النَّبِيِّ ﷺ** (التحفة ٣٠)

باب: ۳۰- نبی ﷺ کے روزوں کا بیان

١٧١٠- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَبِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ : سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَوْمِ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَقَالَتْ : كَانَ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ : قَدْ صَامَ. وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ: قَدْ أَفْطَرَ. وَلَمْ أَرَهُ صَامَ مِنْ شَهْرٍ قَطُّ أَكْثَرَ مِنْ صِيَامِهِ مِنْ شَعْبَانَ. كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ. كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ إِلَّا قَلِيلاً .

۱۷۱۰- حضرت ابوسلمہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے حضرت عائشہ ؓ سے نبی ﷺ کے روزوں کے بارے میں سوال کیا تو ام المومنین ؓ نے فرمایا: نبی ﷺ روزے رکھتے تھے حتی کہ ہم کہتے کہ اب تو آپ روزے ہی رکھتے جائیں گے۔ اور روزے چھوڑتے تو ہم کہتے کہ اب تو آپ نے روزے چھوڑ ہی دیے ہیں۔ میں نے نبی ﷺ کو کبھی شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزے رکھتے نہیں دیکھا۔ آپ (تقریباً) پورا شعبان ہی روزے رکھ لیتے تھے۔ آپ چند دن کے سوا ماہ شعبان کے (سارے) روزے رکھ لیتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① نفلی روزے مسلسل رکھنا بھی جائز ہے جب کہ ہر روزہ افطار کیا جائے' یعنی وصال نہ کیا جائے کیونکہ وہ ہمارے لیے ممنوع ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الصوم' باب الوصال' حدیث:۱۹۶۱' وصحیح مسلم' الصیام' باب النهي عن الوصال ' حدیث:۱۱۰۲) ② نفلی روزے سال کے ہر مہینے میں رکھے جاسکتے ہیں۔ ③ مسلسل ایک مہینہ نفلی روزے رکھنا خلاف سنت ہے۔ ④ ماہ شعبان میں نفلی روزوں کا اہتمام زیادہ ہونا چاہیے۔

١٧١٠ـ أخرجه مسلم، الصيام، باب صيام النبي ﷺ في غير رمضان . . . الخ، ح : ١١٥٦ عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره به، وأخرجه البخاري، ح : ١٩٦٩ وغيره من طريق آخر عن أبي سلمة به .

١٧١١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ: لاَ يُفْطِرُ. وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ: لاَ يَصُومُ. وَمَا صَامَ شَهْرًا مُتَتَابِعًا إِلَّا رَمَضَانَ، مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِينَةَ.

۱۷۱۱- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ (مسلسل) روزے رکھتے تھے حتی کہ ہم کہتے: آپ افطار نہیں کریں گے۔ اور افطار کرتے حتی کہ ہم کہتے: آپ روزے نہیں رکھیں گے۔ اور آپ ﷺ جب سے مدینہ تشریف لائے آپ نے رمضان کے سوا کبھی مسلسل ایک مہینہ روزے نہیں رکھے۔

(المعجم ٣١) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ (التحفة ٣١)

باب: ۳۱- حضرت داود ؑ کے روزوں کا بیان

١٧١٢- حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الشَّافِعِيُّ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَبَّاسِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ أَوْسٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللهِ صِيَامُ دَاوُدَ. فَإِنَّهُ كَانَ يَصُومُ يَوْماً وَيُفْطِرُ يَوْماً. وَأَحَبُّ الصَّلاَةِ إِلَى اللهِ صَلاَةُ دَاوُدَ. كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيُصَلِّي ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ».

۱۷۱۲- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کو سب سے زیادہ محبوب روزہ داود ؑ والا روزہ ہے۔ آپ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن چھوڑ تے تھے۔ اور اللہ کو سب سے زیادہ جو نماز پسند ہے وہ داود ؑ کی نماز ہے۔ آپ آدھی رات تک سوتے اور تہائی رات میں نماز پڑھتے اور رات کا چھٹا حصہ سو رہتے۔''

فوائد ومسائل: ① نفلی عبادات کی مقدار کم وبیش ہو سکتی ہے۔ آدمی چاہے تو زیادہ نوافل ادا کرے' چاہے کم رکعتیں پڑھ لے۔ اس طرح چاہے زیادہ روزے رکھے' چاہے کم رکھ لے' البتہ ان امور سے اجتناب کرے جن

١٧١١ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب ما يذكر من صوم النبي ﷺ وإفطاره، ح: ١٩٧١، ومسلم، الباب السابق، ح: ١١٥٧ من حديث أبي بشر به.

١٧١٢ـ أخرجه البخاري، التهجد، باب من نام عند السحر، ح: ١١٣١، ٣٤٢٠، ومسلم، الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به . . . الخ، ح: ١١٦٠/ ١٨٩ من حديث سفيان به.

سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ ② حضرت داود علیہ السلام کے انداز پر نفلی روزے رکھنا سب سے افضل ہے۔ اس سے سمجھا جا سکتا ہے کہ اس سے زیادہ نفلی روزے رکھنے سے ثواب کم ہو جائے گا۔ ③ حضرت داود علیہ السلام والے روزے اس لیے افضل ہیں کہ اس طریقے سے انسان کو جسم کا' اہل وعیال کا' اور دوسرے لوگوں کا وہ حق ادا کرنے کا بھی موقع مل جاتا ہے جو ہمیشہ روزے رکھنے کی صورت میں ادا نہیں کیا جا سکتا اور اللہ کی عبادت کر کے ثواب بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ اور ایک لحاظ سے یہ دائمی عمل بھی بن جاتا ہے جو اللہ کو بہت پسند ہے۔ ④ نماز تہجد رات کے کسی بھی حصے میں ادا کی جا سکتی ہے' تاہم مذکورہ بالا صورت افضل ہے کیونکہ اس میں بھی جسم کے حق اور اللہ کے حق کا ایک خوبصورت توازن موجود ہے۔ ⑤ داود علیہ السلام والی نماز کی صورت یہ ہے' مثلاً: ایک رات بارہ گھنٹے کی ہو تو اس میں چھ گھنٹے آرام کیا جائے' پھر اٹھ کر چار گھنٹے نماز تہجد اور عبادت میں گزارے جائیں' پھر دو گھنٹے تک آرام کر لیا جائے۔

١٧١٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَعْبَدٍ الزِّمَّانِيِّ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: يَارَسُولَ اللهِ كَيْفَ بِمَنْ يَصُومُ يَوْمَيْنِ وَيُفْطِرُ يَوْماً؟ قَالَ: «وَيُطِيقُ ذٰلِكَ أَحَدٌ؟» قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ كَيْفَ بِمَنْ يَصُومُ يَوْماً وَيُفْطِرُ يَوْماً؟ قَالَ: «ذَاكَ صَوْمُ دَاوُدَ» قَالَ: كَيْفَ بِمَنْ يَصُومُ يَوْماً وَيُفْطِرُ يَوْمَيْنِ؟ قَالَ: «وَدِدْتُ أَنِّي طُوِّقْتُ ذٰلِكَ».

۱۷۱۳- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! جو شخص دو دن روزے رکھے اور ایک دن چھوڑ دے تو اس کا یہ معمول کیسا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا کوئی شخص اس کی طاقت رکھتا ہے؟'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جو شخص ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن چھوڑے اس کا یہ معمول کیسا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ داود علیہ السلام کا روزہ ہے۔'' انھوں نے کہا: جو شخص ایک دن روزہ رکھے اور دو دن چھوڑے اس کا یہ معمول کیسا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرا جی چاہتا ہے کہ میں یہ معمول اختیار کر سکوں۔''

فوائد ومسائل: ① دو روزے رکھ کر ایک دن روزہ چھوڑنا اللہ کے نبی ﷺ نے پسند نہیں فرمایا کیونکہ نبی ﷺ نے محسوس فرمایا کہ عام انسان کے لیے یہ معمول اختیار کرنا مشکل ہے' سوائے اس کے کہ کوئی شخص غلو کا رستہ اختیار کرے جو مناسب نہیں۔ ② حدیث میں مذکور باقی دونوں طریقے اللہ کے نبی ﷺ نے پسند فرمائے' لہٰذا وہ جائز ہیں۔ ③ تیسری صورت کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے خواہش ظاہر فرمائی کہ مجھے اس کی طاقت ملے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے دوسری بہت سی مصروفیات کی وجہ سے یہ معمول اختیار کرنا

١٧١٣ـ أخرجه مسلم، الصيام، الباب السابق، ح: ١١٦٢ من حديث حماد بن زيد به.

مشکل تھا' اس لیے نفلی عبادات میں انسان کو وہ معمول اختیار کرنا چاہیے جس سے اس کے دوسرے فرائض کی ادائیگی میں خلل پڑنے کا اندیشہ نہ ہو۔

(المعجم ٣٢) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ نُوحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ (التحفة ٣٢)

باب:۳۲-حضرت نوح علیہ السلام کے روزوں کا بیان

١٧١٤- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِي فِرَاسٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «صَامَ نُوحٌ الدَّهْرَ، إِلَّا يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الأَضْحٰى».

۱۷۱۴- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''حضرت نوح علیہ السلام عیدالفطر کا دن اور عیدالاضحیٰ کا دن چھوڑ کر ہمیشہ روزے رکھتے تھے۔''

(المعجم ٣٣) - بَابُ صِيَامِ سِتَّةِ أَيَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ (التحفة ٣٣)

باب:۳۳-شوال کے چھ روزے

١٧١٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْحَارِثِ الذِّمَارِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أَسْمَاءَ الرَّحَبِيَّ، عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ صَامَ سِتَّةَ أَيَّامٍ بَعْدَ الْفِطْرِ، كَانَ تَمَامَ السَّنَةِ. مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا».

۱۷۱۵- رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے عیدالفطر کے بعد چھ روزے رکھے' اس کے پورے سال کے روزے ہو گئے۔ ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾ جو شخص نیکی کرے' اس کے لیے اس کا دس گنا ثواب ہے۔''

١٧١٤ـ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٣٣٠ لعلته، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف ابن لهيعة".

١٧١٥ـ [صحيح] أخرجه أحمد، والنسائي في الكبرٰى، والبيهقي: ٤/ ٢٩٣ وغيرهم من طرق عن يحيى بن الحارث به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢١١٥، وابن حبان (الإحسان)، ح: ٣٦٣٥، نقل المزي في الأطراف: ١٣٨/٢، ١٣٩ عن ابن ماجه عن هشام بن عمار عن صدقة بن خالد عن يحيى به، ولم يذكر بقية، والله أعلم.

١٧١٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ بِسِتٍّ مِنْ شَوَّالٍ، كَانَ كَصَوْمِ الدَّهْرِ».

۱۷۱۶- حضرت ابوایوب ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے' پھر اس کے بعد شوال میں چھ روزے بھی رکھ لیے تو اس نے گویا زمانے بھر روزے رکھے۔''

فوائد و مسائل: ① یہ مسلمانوں پر اللہ کا خاص احسان ہے کہ اس کی رضا کے لیے جو عمل کیا جائے' اس کا ثواب بہت زیادہ دیتا ہے۔ اس رحمت الٰہی سے فائدہ اٹھانے کے لیے فرضی عبادت کے ساتھ ساتھ نفلی عبادات بھی ادا کرتے رہنا چاہیے۔ ② اکثر علماء کا خیال ہے کہ یہ روزے عید کے دوسرے دن سے شروع کرنا ضروری نہیں اور مسلسل رکھنا بھی ضروری نہیں' تاہم ساتھ ہی رکھ لینے میں آسانی ہے۔ ③ بعض جگہ عوام میں مشہور ہے کہ عید کے بعد یہ چھ روزے رکھ کر شوال کی آٹھ تاریخ کو بھی عید ہوتی ہے۔ بعض لوگ اس دن کچھ اہتمام بھی کرتے ہیں۔ یہ خیال بے اصل ہے' لہٰذا اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ④ ''زمانے بھر'' یعنی سال بھر کے روزوں کا ثواب اس طرح واضح کیا جاتا ہے کہ حسب قاعدہ ﴿مَن جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾ (الأنعام٦:١٦٠) رمضان کے تیس اور شوال کے چھ دن کل چھتیس دن ہوئے اور دس گنا ثواب سے تین سو ساٹھ ہو گئے اور تقریباً یہی تعداد سال کے دنوں کی ہوتی ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٣٤) - **بَابٌ: فِي صِيَامِ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ** (التحفة ٣٤)

باب:۳۴- اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھنا

١٧١٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

۱۷۱۷- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھے گا' اللہ تعالیٰ اس دن کی وجہ سے اس کے چہرے سے جہنم کو ستر سال کے فاصلے تک دور کر

١٧١٦ـ أخرجه مسلم، الصيام، باب استحباب صوم ستة أيام من شوال اتباعًا لرمضان، ح: ١١٦٤ من حديث عبدالله بن نمير به.

١٧١٧ـ أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب فضل الصوم في سبيل الله، ح: ٢٨٤٠ من حديث يحيى بن سعيد وسهيل بن أبي صالح عن النعمان، ومسلم، الصيام، باب فضل الصيام في سبيل الله لمن يطيقه، بلا ضرر ولا تفويت حق، ح: ١١٥٣ عن محمد بن رمح من حديث النعمان به.

الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ يَوْماً فِي سَبِيلِ اللهِ، بَاعَدَ اللهُ، بِذٰلِكَ الْيَوْمِ، النَّارَ عَنْ وَجْهِهِ سَبْعِينَ خَرِيفاً».

دے گا۔"

١٧١٨ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ عَبْدِالْعَزِيزِ اللَّيْثِيُّ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ يَوْماً فِي سَبِيلِ اللهِ، زَحْزَحَ اللهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفاً».

۱۷۱۸- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھے گا' اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو جہنم سے ستر سال کے فاصلے تک دور کر دے گا۔"

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ گزشتہ روایت (۱۷۱۷) اس سے کفایت کرتی ہے۔ غالباً اسی وجہ سے دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ ② "اللہ کی راہ میں" کا مطلب کفار سے جہاد کے وقت روزہ رکھنا ہے' بشرطیکہ اس سے کمزوری پیدا ہو جانے کا احتمال نہ ہو۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ کی رضا کے حصول کے لیے اس کے حکم کی تعمیل میں روزہ رکھا۔ خلوص نیت سے جو کام کیا جائے وہ اللہ ہی کی راہ میں ہوتا ہے۔ ③ ستر سال کے فاصلے کا مطلب یہ ہے کہ جہنم سے اتنا دور کر دے گا جتنا فاصلہ ستر سال میں طے کیا جا سکتا ہے۔ اس سے مراد بہت زیادہ دوری بھی ہو سکتا ہے' فاصلے کی دوری کو واضح کرنے کے لیے ستر سال کی مسافت سے تشبیہ دی گئی۔

(المعجم ٣٥) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ صِيَامِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ (التحفة ٣٥)

باب: ۳۵- ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی ممانعت

١٧١٩ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ

۱۷۱۹- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "منیٰ کے ایام کھانے پینے

١٧١٨ـ [إسناده ضعيف] والحديث السابق يغني عنه * عبدالله بن عبدالعزيز الليثي ضعيف، واختلط بآخره (تقريب).

١٧١٩ـ [إسناده حسن] أخرجه ابن أبي شيبة: ٤/ ٢١، ح: ١٥٢٦٣ عن عبدالرحيم بن سليمان به باختلاف يسير، وللحديث طرق كثيرة جدًا، وهو من الأحاديث المتواترة، كما في قطف الأزهار المتناثرة للسيوطي: ٥١.

ابْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيَّامُ مِنًى، أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ».

کے دن ہیں۔"

١٧٢٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ بِشْرِ بْنِ سُحَيْمٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَطَبَ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ فَقَالَ: «لاَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ. وَإِنَّ هٰذِهِ الأَيَّامَ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ».

۱۷۲۰- حضرت بشر بن سحیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایام تشریق میں خطبہ ارشاد فرمایا' (اس خطبے کے دوران میں) آپ نے فرمایا: "جنت میں صرف مسلمان جان ہی داخل ہوگی۔ اور یہ ایام کھانے پینے کے دن ہیں۔"

فوائد و مسائل: ① ایام تشریق عیدالاضحیٰ کے بعد کے تین دنوں کو کہتے ہیں' یعنی ذوالحجہ کی گیارہ' بارہ اور تیرہ تاریخ۔ ② عیدالاضحیٰ (دس ذوالحجہ) کی طرح یہ تین دن بھی قربانی کے دن ہیں' اس لیے تیرہ ذوالحجہ کو سورج کے غروب ہونے تک قربانی کرنا جائز ہے' تاہم سب سے زیادہ ثواب دس ذوالحجہ کو قربانی کرنے کا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر سو اونٹ قربان کیے اور ان سب کی قربانی دس ذوالحجہ ہی کو دی۔ ③ ایام تشریق میں روزہ رکھنا منع ہے کیونکہ یہ عید کی خوشی کے منافی ہے۔ ④ جو شخص حج تمتع ادا کرے اور اسے قربانی کرنے کی طاقت نہ ہو تو وہ ایام تشریق میں روزے رکھ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَ سَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ﴾ (البقرہ ۲:۱۹۶) "تو جس نے حج (کے احرام) تک عمرے کا فائدہ اٹھایا وہ (احرام کھول کر) جو میسر ہو قربانی سے (وہ کرے)' پھر جو شخص (قربانی) نہ پائے تو وہ تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات اس وقت جب تم گھر لوٹ آؤ' یہ پورے دس (روزے) ہیں۔" ⑤ ایام تشریق کو منیٰ کے ایام اس لیے کہا جاتا ہے کہ حاجی یہ دن منیٰ میں گزارتے ہیں۔ ⑥ قربانی کے متبادل دس روزوں میں سے جو تین روزے حج کے ایام میں رکھنے ضروری ہیں' وہ یوم عرفہ سے پہلے رکھنے چاہئیں' اگر وہ دن گزر جائیں تو ایام تشریق میں رکھے۔

١٧٢٠- **[إسناده صحيح]** أخرجه أحمد: ٤١٥/٣ عن وكيع وغيره به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٩٦٠، والبوصيري، وأخرجه النسائي في الكبرٰى من حديث سفيان به، وتابعه حماد بن زيد، وأخرج أحمد عن شعبة قال أخبرني حبيب بن أبي ثابت أنه سمع نافع بن جبير به.

(صحیح البخاري، الصوم، باب صیام أیام تشریق، حدیث: ۱۹۹۷، ۱۹۹۸) ④ جنت میں داخل ہونے کے لیے صرف زبان سے اسلام کا اظہار کرنا کافی نہیں بلکہ دل میں اللہ کے احکام کی اطاعت کا جذبہ اور عملی طور پر اس کا اظہار بھی ضروری ہے۔ ایمان میں عملی نقص جنت میں فوری داخلے سے رکاوٹ کا باعث ہے۔ جہنم میں سزا بھگتنے کے بعد یا اللہ کی خصوصی رحمت سے معافی حاصل ہو جانے کے بعد جنت میں داخلہ ممکن ہے، البتہ شرک اکبر کا مرتکب اور غیر مسلم جب تک اس شرک اور کفر سے توبہ کر کے نہ مرا ہو، دائمی جہنمی ہے۔

(المعجم ٣٦) - **بَابٌ: فِي النَّهْيِ عَنْ صِيَامِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰى** (التحفة ٣٦)

باب:۳۶- عیدین کے دن روزے رکھنے کی ممانعت

١٧٢١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى التَّيْمِيُّ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ قَزَعَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ نَهَى عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الأَضْحٰى.

۱۷۲۱- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔

١٧٢٢- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ: شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ. فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ صِيَامِ هٰذَيْنِ الْيَوْمَيْنِ، يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الأَضْحٰى. أَمَّا يَوْمُ الْفِطْرِ، فَيَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ. وَيَوْمُ الأَضْحٰى تَأْكُلُونَ فِيهِ مِنْ لَحْمِ نُسُكِكُمْ.

۱۷۲۲- حضرت ابوعبید رحمہ اللہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید میں حاضر تھا۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے خطبے سے پہلے نماز شروع کی اور (نماز کے بعد خطبہ دیتے ہوئے) فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ان دو دنوں کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے، یعنی عید الفطر کے دن اور عید الاضحیٰ کے دن۔ عید الفطر کا دن تو تمھارا روزوں سے فارغ ہونے کا دن ہے اور عید الاضحیٰ کے دن تم اپنی قربانیوں کا گوشت کھاتے ہو۔

١٧٢١ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم يوم النحر، ح: ١٩٩٥، ومسلم، الصيام، باب تحريم صوم يومي العيدين، ح: ٨٢٧/ ١٤٠ من حديث عبدالملك به.

١٧٢٢ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم يوم الفطر، ح: ١٩٩٠، ٥٥٧١، ومسلم، الصيام، الباب السابق، ح: ١١٣٧، ومن حديث الزهري به، انظر الحديث السابق.

فوائد ومسائل: ① نماز عید کا خطبہ نماز کے بعد ہوتا ہے۔ ② عید کے خطبے میں عید کے متعلق مسائل بیان کرنے چاہئیں۔ ③ عیدین کے دن روزہ رکھنا منع ہے کیونکہ اس دن روزہ رکھنا گویا مسلمانوں کی اجتماعی خوشی سے لاتعلق ہونے کا اظہار ہے جو ایک مسلمان کا کام نہیں۔ ④ عیدالفطر کے دن روزہ رکھنے سے عملی طور پر روزوں سے فارغ نہ ہونے کا اظہار ہوتا ہے۔ اس طرح گویا اللہ کے مقرر کردہ فرض میں خود ساختہ اضافہ کر دیا جاتا ہے جو بہت برا فعل ہے۔ ⑤ جس طرح قربانی کرنا اللہ کے حکم کی تعمیل ہے اسی طرح قربانی کے گوشت میں سے کچھ نہ کچھ کھا پی لینا بھی اللہ کی نعمت کا شکر ہے۔ اس دن روزہ رکھنا اس شکر سے پہلو تہی اور اللہ کی نعمت کی ناشکری ہے۔

(المعجم ٣٧) - **بَابٌ: فِي صِيَامِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ** (التحفة ٣٧)

باب: ۳۷- جمعے کے دن روزہ رکھنا

١٧٢٣ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، وَحَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ إِلَّا بِيَوْمٍ قَبْلَهُ، أَوْ يَوْمٍ بَعْدَهُ.

۱۷۲۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے جمعے کے دن کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے سوائے اس صورت کے کہ اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد بھی روزہ رکھ لیا جائے۔

فوائد ومسائل: ① جمعے کے دن مسلمانوں کی ہفت روزہ عید ہے اس لیے اس دن کا اکیلا روزہ رکھنا ایک لحاظ سے عید کے دن روزہ رکھنے سے مشابہ ہو جاتا ہے۔ ② جمعرات کا روزہ رکھنا مسنون ہے جیسے کہ حدیث: ۱۷۳۹، ۱۷۴۰ میں آ رہا ہے۔ اس کے ساتھ ملا کر جمعے کا روزہ بھی رکھا جا سکتا ہے۔ ③ اسی طرح اکیلے ہفتے کے دن کا روزہ بھی ممنوع ہے۔ (دیکھیے حدیث: ۱۷۲۶) البتہ جمعے اور ہفتے کے دنوں کو ملا کر روزہ رکھا جائے تو جائز ہے۔

١٧٢٤ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جُبَيْرِ ابْنِ شَيْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ

۱۷۲۴- حضرت محمد بن عباد بن جعفر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: میں بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا اس دوران میں میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

١٧٢٣ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم يوم الجمعة ... الخ، ح: ١٩٨٥ من حديث الأعمش به، ومسلم، الصيام، باب كراهة إفراد يوم الجمعة بصوم لا يوافق عادته، ح: ١١٤٤ عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره.

١٧٢٤ـ أخرجه البخاري، الصوم، الباب السابق، ح: ١٩٨٤ من حديث عبدالحميد به، ومسلم، الصيام، الباب السابق، ح: ١١٤٣ من حديث سفيان بن عيينة به.

قَالَ : سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ ، وَأَنَا أَطُوفُ بِالْبَيْتِ: أَنَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ صِيَامِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ : نَعَمْ . وَرَبِّ هٰذَا الْبَيْتِ .

سے سوال کیا: کیا نبی ﷺ نے جمعے کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں' قسم ہے اس گھر کے رب کی!

فوائد و مسائل: ① طواف کعبہ کے دوران میں بات چیت کرنا جائز ہے' تاہم فضول بات چیت سے اجتناب کرتے ہوئے دعا و ذکر میں مشغول رہنا افضل ہے۔ ② اللہ کی مخلوق کی قسم کھانا حرام ہے لیکن اللہ کا ذکر اس کی کسی صفت کے ساتھ ہو تو کوئی حرج نہیں' اس لیے کعبہ کی قسم کھانے کے بجائے کعبہ کے رب کی قسم کھانی چاہیے۔ ③ کسی بات کی تاکید کے لیے قسم کھانا جائز ہے' لیکن بلاضرورت کثرت سے قسمیں کھانا اچھا نہیں اور جھوٹی قسم تو بہت بڑا گناہ ہے۔

١٧٢٥- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ : أَنْبَأَنَا أَبُو دَاوُدَ : حَدَّثَنَا شَيْبَانُ ، عَنْ عَاصِمٍ ، عَنْ زِرٍّ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ : قَلَّمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُفْطِرُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ .

۱۷۲۵- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو جمعے کا روزہ کم ہی چھوڑتے دیکھا ہے۔

فائدہ: یہ حدیث گزشتہ احادیث کے مخالف نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے جب جمعے کا روزہ رکھا تو اس کے ساتھ جمعرات یا ہفتے کے دن کا روزہ بھی رکھا ہوگا۔

(المعجم ٣٨) - بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ يَوْمِ السَّبْتِ (التحفة ٣٨)

باب:۳۸- ہفتے کے دن کا روزہ رکھنا

١٧٢٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ

۱۷۲۶- حضرت عبداللہ بن بسر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہفتے کے دن کا روزہ نہ رکھو' سوائے اس روزے کے جو تم پر فرض ہو۔ اگر کسی کو

١٧٢٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود السجستاني، الصيام، باب في صوم الثلاث من كل شهر، ح: ٢٤٥٠ من حديث أبي داود الطيالسي به، وقال الترمذي: "حسن غريب".

١٧٢٦ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصيام، باب النهي أن يخص يوم السبت بصوم، ح: ٢٤٢١ عن حميد بن مسعدة به، وحسنه الترمذي، ح: ٧٤٤، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢١٦٤، والحاكم: ١/ ٤٣٥، والذهبي، وابن السكن، وأورده الضياء المقدسي في الأحاديث المختارة.

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لاَ تَصُومُوا يَوْمَ السَّبْتِ إِلَّا فِيمَا افْتُرِضَ عَلَيْكُمْ. فَإِنْ لَمْ يَجِدْ أَحَدُكُمْ إِلَّا عُودَ عِنَبٍ، أَوْ لِحَاءَ شَجَرَةٍ، فَلْيَمُصَّهُ».

محض انگور کی شاخ یا کسی درخت کی چھال ہی ملے تو اسی کو چوس لے۔“

حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ حَبِيبٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ، عَنْ أُخْتِهِ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ ؒ نے فرمایا: یہ روایت ہمیں حمید بن مسعدہ نے سفیان بن حبیب سے انھوں نے ثور بن یزید سے انھوں نے خالد بن معدان سے انھوں نے عبداللہ بن بسر سے ان کی ہمشیرہ کے واسطے سے رسول اللہ ﷺ سے مذکورہ حدیث کی مثل بیان کی۔

فائدہ: اس سے بھی اکیلے ہفتے کے دن کے روزے کی ممانعت ثابت ہوئی۔ فرض روزے رکھتے ہوئے یہ دن بھی آ تا ہے لیکن وہ اکیلا ہفتے کے دن کا روزہ نہیں ہوتا' اسی طرح قضا روزے رکھتے ہوئے یہ اہتمام کرنے کی ضرورت نہیں کہ ہفتے کے دن نہ رکھا جائے' اسی طرح اتفاقاً اگر ہفتے کے دن کا روزہ آ پڑے' مثلاً: کسی کا ایک روزہ رہ گیا تھا' اس کی قضا میں اس نے روزہ رکھا' اتفاقاً وہ ہفتے کا دن تھا' روزہ رکھنے والے کا ارادہ ہفتے کو اہمیت دینے کا نہیں تھا یا داود علیہ السلام والا روزہ رکھتے ہوئے جمعرات کو روزہ رکھا تو اب ہفتے کو پھر سوموار کو روزہ رکھنا ہوگا تو ایسی صورتوں میں منع نہیں ہوگا۔

(المعجم ٣٩) - بَابُ صِيَامِ الْعَشْرِ (التحفة ٣٩)

باب: ٣٩- ذوالحجہ کے پہلے عشرے کے روزے

١٧٢٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ أَيَّامٍ، الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهَا أَحَبُّ إِلَى اللهِ، مِنْ هٰذِهِ الْأَيَّامِ» يَعْنِي الْعَشْرَ. قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ وَلاَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ

١٧٢٧- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی دن ایسے نہیں جن میں کیا ہوا عمل اللہ کو ان دنوں (میں کیے ہوئے اسی عمل) سے زیادہ محبوب ہو۔“ یعنی ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں میں۔ صحابہ ؓ نے عرض کیا: ”اے اللہ کے رسول! اللہ کی راہ میں جہاد بھی نہیں؟“ فرمایا: ”اللہ کی راہ میں جہاد بھی نہیں! مگر جو شخص اپنی جان اور اپنا مال لے کر (جہاد

١٧٢٧- أخرجه البخاري، العيدين، باب فضل العمل في أيام التشريق، ح: ٩٦٩ من حديث سليمان الأعمش به.

قَالَ: «وَلاَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ. إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذٰلِكَ بِشَيْءٍ».

میں) نکلا' پھر کچھ بھی لے کر واپس نہ آیا۔"

فوائد ومسائل: ① رمضان المبارک کے بعد سب سے افضل ایام ذوالحجہ کے پہلے دس دن ہیں۔ ② نفل روزوں میں ذوالحجہ کے پہلے نو ایام کے روزے زیادہ افضل ہیں' ان میں سے نو ذوالحجہ کا روزہ زیادہ افضل ہے۔ ③ ان افضل ایام میں انجام دیا جانے والا ہر عمل دوسرے ایام سے زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ان ایام کا روزہ بھی دوسرے ایام کے روزوں سے افضل ہے' البتہ دس ذوالحجہ کا روزہ رکھنا جائز نہیں' اس لیے پہلے عشرہ کے روزوں سے مراد پہلے نو دن کے روزے ہیں۔ ④ ان ایام میں کیا ہوا جہاد دوسرے ایام کے جہاد سے افضل ہے۔ صحابہ کرام کے اس سوال "وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ" سے پتہ چلا کہ جہاد دوسری نیکیوں سے افضل عبادت ہے۔ اسی طرح اس حدیث کے عموم سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ ان مبارک ایام میں کیا ہوا کوئی بھی عمل دیگر ایام میں کیے ہوئے عمل یا جہاد سے افضل ہے۔

١٧٢٨ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ شَبَّةَ بْنِ عَبِيدَةَ: حَدَّثَنَا مَسْعُودُ بْنُ وَاصِلٍ، عَنِ النَّهَّاسِ بْنِ قَهْمٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ أَيَّامِ الدُّنْيَا أَيَّامٌ، أَحَبُّ إِلَى اللهِ سُبْحَانَهُ أَنْ يُتَعَبَّدَ لَهُ فِيهَا، مِنْ أَيَّامِ الْعَشْرِ. وَإِنَّ صِيَامَ يَوْمٍ فِيهَا لَيَعْدِلُ صِيَامَ سَنَةٍ، وَلَيْلَةٍ فِيهَا بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ».

۱۷۲۸- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دنیا کے دنوں میں کوئی دن ایسا نہیں جس میں عبادت کرنا اللہ کو ان دس دنوں کی عبادت سے زیادہ محبوب ہو۔ ان میں ایک دن کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہے اور ان کی ایک ایک رات شب قدر کے برابر ہے۔"

١٧٢٩ - حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَامَ الْعَشْرَ قَطُّ.

۱۷۲۹- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دس دنوں میں کبھی روزے رکھتے نہیں دیکھا۔

١٧٢٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في العمل في أيام العشر، ح: ٧٥٨ من حديث مسعود به، وقال: "غريب"، وانظر، ح: ١٣٨٢ لعلته.

١٧٢٩ـ أخرجه مسلم، الاعتكاف، باب صوم عشر ذي الحجة، ح: ١١٧٦ من حديث إبراهيم به.

فوائد ومسائل: ① ممکن ہے ام المومنین ؓ کو اطلاع نہ ہوئی ہو کہ نبی ﷺ اس دن روزے سے ہیں' تاہم ام المومنین ؓ خود عرفہ کے دن کا روزہ رکھتی تھیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انھیں دوسرے صحابہ یا صحابیات (؆) سے اس روزے کی فضیلت کا علم ہو گیا تھا۔ ② اس حدیث کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ نبی ﷺ ان ایام میں مسلسل روزے نہیں رکھتے تھے بلکہ بعض دنوں کا روزہ رکھ لیتے تھے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٤٠) - بَابُ صِيَامِ يَوْمِ عَرَفَةَ (التحفة ٤٠)

باب: ۴۰- عرفے کے دن کا روزہ

١٧٣٠ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَعْبَدٍ الزِّمَّانِيِّ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ، إِنِّي أَحْتَسِبُ عَلَى اللهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ وَالَّتِي بَعْدَهُ».

۱۷۳۰- حضرت ابو قتادہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عرفے کے دن کے روزے کی وجہ سے میں اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ اس سے پہلے سال بھر کے اور اس کے بعد کے سال بھر کے گناہ معاف فرما دے گا۔''

١٧٣١ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ صَامَ يَوْمَ عَرَفَةَ، غُفِرَ لَهُ سَنَةٌ أَمَامَهُ وَسَنَةٌ بَعْدَهُ».

۱۷۳۱- حضرت قتادہ بن نعمان ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''جس شخص نے عرفے کے دن روزہ رکھا' اس کے ایک سال آگے اور ایک سال پیچھے کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کی بابت ہمارے فاضل محقق لکھتے ہیں یہ سنداً ضعیف ہے' البتہ گزشتہ حدیث (۱۷۳۰) اس سے کفایت کرتی ہے کیونکہ یہ سابق حدیث کے ہم معنی ہی ہے' دیگر محققین نے بھی اسے گزشتہ حدیث کی وجہ سے قابل عمل اور قابل حجت قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (إرواء الغليل: ۴/۱۰۹' ۱۱۰ و سنن ابن ماجه للدكتور بشار عواد' حديث: ۱۷۳۱) ② عرفے کے دن سے مراد ذوالحجہ کی نو تاریخ ہے۔ اسے عرفے

١٧٣٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٧١٣.

١٧٣١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٩/ ٥، ح: ٨ من حديث هشام به، وانظر، ح: ٣٤٥ لعلته، والحديث السابق يغني عنه، وقيل رواه زيد بن أسلم عن عياض به، والله أعلم.

کا دن اس لیے کہتے ہیں کہ اس دن حاجی عرفات کے میدان میں ٹھہرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور وقوف عرفات حج کا عظیم ترین رکن ہے، جو شخص اس دن عرفات میں نہ پہنچ سکے اس کا حج نہیں ہوتا۔ ② اس قسم کی احادیث میں گناہوں کی معافی سے مراد عام طور پر صغیرہ گناہ ہوتے ہیں لیکن اخلاص نیت کی وجہ سے شاید بعض کبیرہ گناہ بھی معاف ہو جائیں۔ ③ بعض لوگ عرفے کا روزہ اس دن رکھتے ہیں جس دن سعودی عرب میں ۹ ذوالحجہ ہو' یہ درست نہیں کیونکہ جو عبادات اوقات مقررہ سے تعلق رکھتی ہیں' ان میں عمل کرنے والے کے مقام کا اعتبار ہوتا ہے۔ جس طرح ہم پاکستان میں ظہر کی نماز مکہ میں سورج ڈھل جانے تک مؤخر نہیں کرتے' یا مدینہ میں سورج غروب ہو جانے تک یہاں روزہ کھولنا مؤخر نہیں کر سکتے' اسی طرح تاریخ میں بھی ہر شہر میں مقامی طور پر چاند نظر آنے یا نہ آنے پر دارومدار ہے۔ نیز تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۱۶۵۲ کے فوائد ومسائل۔

۱۷۳۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنِي حَوْشَبُ بْنُ عَقِيلٍ: حَدَّثَنِي مَهْدِيٌّ الْعَبْدِيُّ، عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ فِي بَيْتِهِ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ بِعَرَفَاتٍ؟ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ بِعَرَفَاتٍ.

۱۷۳۲- حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے ان سے عرفات کے میدان میں عرفے کے دن کا روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے عرفات میں عرفے کے دن کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: مذکورہ حدیث میں یوم عرفہ کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت ثابت ہو رہی ہے لیکن یہ حجاج کرام کے ساتھ خاص ہے کہ آپ نے حاجیوں کو اس دن کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے جیسے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر عرفہ کے دن روزہ نہیں رکھا تھا۔ (صحيح البخاري' الصوم' باب صوم يوم عرفة' حديث: ۱۹۸۸) نیز حجاج کو عرفات کا وقوف اور اس اثنا میں دعا ومناجات میں مشغول رہنا ہوتا ہے' اس لیے یہ عمل روزے کی نسبت اولیٰ ہے۔ غیر حاجی کے لیے اس روزے کی فضیلت گزشتہ احادیث سے ثابت ہے۔

(المعجم ٤١) - بَابُ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ (التحفة ٤١)

باب: ۴۱- عاشورے کا روزہ

۱۷۳۲ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصيام، باب في صوم يوم عرفة بعرفة، ح: ٢٤٤٠ من حديث حوشب به
* مهدي الهجري وثقه ابن خزيمة، وابن حبان فهو حسن الحديث.

١٧٣٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُ عَاشُورَاءَ، وَيَأْمُرُ بِصِيَامِهِ.

۱۷۳۳- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ عاشورا (دس محرم) کے دن روزہ رکھتے تھے اور اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیتے تھے۔

١٧٣٤- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ. فَوَجَدَ الْيَهُودَ صُيَّاماً. فَقَالَ: «مَا هٰذَا؟» قَالُوا: هٰذَا يَوْمٌ أَنْجَى اللهُ فِيهِ مُوسٰى، وَأَغْرَقَ فِيهِ فِرْعَوْنَ، فَصَامَهُ مُوسٰى شُكْراً. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نَحْنُ أَحَقُّ بِمُوسٰى مِنْكُمْ» فَصَامَهُ، وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ.

۱۷۳۴- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودیوں کو (عاشورا کا) روزہ رکھتے پایا۔ آپ نے فرمایا: ''یہ کیا ہے؟'' انھوں نے کہا: یہ وہ دن ہے جس میں اللہ نے موسیٰ ؑ کو نجات دی اور فرعون کو غرق کیا تو موسیٰ ؑ نے (اس نعمت کے) شکر کے طور پر روزہ رکھا (اس لیے ہم بھی روزہ رکھتے ہیں۔) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''موسیٰ ؑ پر ہمارا حق تم سے زیادہ ہے۔'' چنانچہ آپ نے اس دن کا روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

فوائد و مسائل: ① ''حضرت موسیٰ ؑ پر ہمارا حق تم سے زیادہ ہے۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ موسیٰ ؑ کو فرعون کی تباہی پر جو خوشی ہوئی اس میں ہم بھی شریک ہیں کیونکہ یہ اللہ کی طرف سے شرک پر توحید کی فتح کا اظہار ہے۔ اور صحیح توحید پر ہم مسلمان قائم ہیں نہ کہ تم یہودی جو موسیٰ ؑ کی امت ہونے کا دعویٰ رکھتے ہو کیونکہ تم نے تو اپنے مذہب میں اتنا شرک شامل کر لیا ہے کہ تم فرعون کے شرکیہ مذہب سے قریب تر ہو گئے ہو۔ ② شکر کے طور پر عبادت کرنا پہلی امتوں میں بھی مشروع تھا۔ ہماری شریعت میں بھی سجدۂ شکر، یا نماز شکرانہ یا شکر کے طور پر روزہ رکھنا، یا صدقہ دینا مشروع ہے۔ ③ ہماری شریعت کی عبادات سابقہ شریعتوں کی عبادت سے ایک حد تک مشابہت رکھنے کے باوجود ان سے مختلف ہیں۔ روزے کے متعدد مسائل میں یہ امتیاز ملحوظ رکھا گیا ہے۔ عاشورا

١٧٣٣ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم يوم عاشوراء، ح: ٢٠٠١، ومسلم، الصيام، باب صوم يوم عاشوراء، ح: ١١٢٥ وغيرهما عن الزهري به مطولاً، وفيه: "فلما فرض رمضان كان من شاء صام يوم عاشوراء ومن شاء أفطر".

١٧٣٤ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم يوم عاشوراء، ح: ٢٠٠٤، ومسلم، الصيام، باب صوم يوم عاشوراء، ح: ١١٣٠ وغيرهما من حديث أيوب عن عبدالله بن سعيد بن جبير عن أبيه به، وأخرجه مسلم من طريق آخر عن سعيد به.

کے روزے میں یہ امتیاز اس طرح قائم کیا گیا ہے کہ وہ لوگ صرف دس محرم کا روزہ رکھتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے اس کے ساتھ ایک روزہ اور ملا لینے کا حکم فرمایا' اس کے لیے دن کی تعیین کی بابت حضرت ابن عباس ؓ سے مروی حدیث: ''یہود کی مخالفت کرو، ان سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد روزہ رکھو۔'' تو ضعیف ہے، تاہم حضرت ابن عباس ہی سے موقوفاً مروی ہے: یہود کی مخالفت کرو، نو اور دس محرم کا روزہ رکھو۔ علمائے محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے، لہٰذا بہتر اور راجح موقف یہی ہے کہ دس کے ساتھ نو کا روزہ رکھا جائے، اگر نو کا روزہ نہ رکھ سکے تو مخالفت یہود کے پیش نظر گیارہ کا روزہ بھی ان شاء اللہ مقبول ہوگا۔ واللہ اعلم۔ مزید دیکھیے (الموسوعة الحديثية مسند الأمام احمد: ۵۲/۴)

١٧٣٥ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَيْفِيٍّ قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، يَوْمَ عَاشُورَاءَ: «مِنْكُمْ أَحَدٌ طَعِمَ الْيَوْمَ؟» قُلْنَا: مِنَّا طَعِمَ وَمِنَّا مَنْ لَمْ يَطْعَمْ. قَالَ: «فَأَتِمُّوا بَقِيَّةَ يَوْمِكُمْ. مَنْ كَانَ طَعِمَ وَمَنْ لَمْ يَطْعَمْ. فَأَرْسِلُوا إِلَى أَهْلِ الْعَرُوضِ فَلْيُتِمُّوا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمْ» قَالَ يَعْنِي أَهْلَ الْعَرُوضِ حَوْلَ الْمَدِينَةِ.

۱۷۳۵- حضرت محمد بن صیفی انصاری ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے عاشورا کے دن ہمیں فرمایا: ''کیا تم میں سے کسی نے آج کھانا کھایا ہے؟'' ہم نے کہا: ہم میں سے بعض نے کھانا کھایا ہے' بعض نے نہیں کھایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دن کے باقی حصے کا روزہ پورا کرو' جس نے کھانا کھایا ہے' (وہ بھی باقی دن کا روزہ رکھے) اور جس نے نہیں کھایا' (وہ بھی روزہ رکھ لے) اور عروض والوں کو بھی کہلا بھیجو کہ وہ دن کے باقی حصے کا روزہ پورا کریں۔'' راویٔ حدیث بیان کرتے ہیں کہ ''عروض'' والوں سے آپ کی مراد مدینہ کے قرب وجوار کے لوگ تھے۔

فوائد ومسائل: ① عاشورا کا روزہ مستحب ہے' تاہم دوسری احادیث کی روشنی میں اکیلے دس محرم کا روزہ نہیں رکھنا چاہیے بلکہ اس کے ساتھ نو محرم کا روزہ بھی رکھ لینا چاہیے۔ ② اگر دن کے وقت چاند ہونے کی اطلاع ملے تو باقی دن کا روزہ رکھنا چاہیے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیا تو دن کا کچھ حصہ گزر چکا تھا' پھر بھی باقی دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

١٧٣٦ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ:

۱۷۳۶- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت

١٧٣٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه النسائي: ٤/ ١٩٢، الصيام، إذا طهرت الحائض أو قدم المسافر في رمضان هل يصوم بقية يومه، ح: ٢٣٢٢، وأحمد: ٤/ ٣٨٨ من حديث حصين به، وصححه البوصيري.

١٧٣٦ـ أخرجه مسلم، الصيام، باب: أي يوم يصام في عاشوراء؟، ح: ١١٣٤، والنسخة الهندية: ١/ ٣٥٩ من ◀◀

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَيْرٍ، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَئِنْ بَقِيتُ إِلَى قَابِلٍ لأَصُومَنَّ الْيَوْمَ التَّاسِعَ».

ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں اگلے سال تک زندہ رہا تو نو تاریخ کا روزہ ضرور رکھوں گا۔''

قَالَ أَبُو عَلِيٍّ: رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ. زَادَ فِيهِ: مَخَافَةَ أَنْ يَفُوتَهُ عَاشُورَاءُ.

ابوعلی نے کہا کہ احمد بن یونس نے ابن ابی ذئب سے یہ روایت بیان کی تو یہ اضافہ بھی بیان کیا: ''(یہ آپ نے) اس خطرے کے پیش نظر (فرمایا) کہ عاشورے کا روزہ چھوٹ نہ جائے۔

فوائد و مسائل: ① نو محرم کو روزہ رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ نے دس محرم کے ساتھ نو محرم کا روزہ رکھنے کا بھی ارادہ فرمایا تاکہ اہل کتاب سے فرق بھی ہو جائے اور افضل دن کے روزے کا ثواب بھی مل جائے۔
② راوی نے جو بیان فرمایا کہ آپ نے نو تاریخ کا روزہ رکھنے کا ارادہ فرمایا تو وہ اس لیے تھا کہ دس تاریخ کا روزہ چھوٹ نہ جائے تو یہ حکم بھی ممکن ہے لیکن پہلی وجہ زیادہ قرین قیاس ہے۔

١٧٣٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ ذُكِرَ، عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، يَوْمُ عَاشُورَاءَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَانَ يَوْماً يَصُومُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ. فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَصُومَهُ فَلْيَصُمْهُ، وَمَنْ كَرِهَهُ فَلْيَدَعْهُ».

١٧٣٧- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے پاس عاشورا کے دن کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا: ''زمانۂ جاہلیت کے لوگ اس دن روزہ رکھا کرتے تھے چنانچہ اب جو شخص اس کا روزہ رکھنا چاہتا ہے رکھ لے اور جو شخص روزہ نہیں رکھنا چاہتا' چھوڑ دے۔''

فوائد و مسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ یہ روزہ فرض نہیں' البتہ ثواب کا کام ضرور ہے۔ ② جاہلیت کے

◄◄ حديث وكيع به، قلت: وقع في نسخة محمد فؤاد: 'عن عبدالله بن عمير (لعله قال عن عبدالله بن عباس)' والصواب: 'عن عبدالله بن عمير عن عبدالله بن عباس' بدون الشك كما في الهندية، والنسخ الهندية للكتب الستة من أتقن النسخ في الدنيا فيما أعلم، ومن شاء التحقيق فليراجعها.

١٧٣٧ـ أخرجه مسلم، الصيام، باب صوم يوم عاشوراء، ح: ١١٢٦ عن محمد بن رمح وغيره به.

جس کام کی تائید قرآن وحدیث سے ہو جائے' وہ ہماری شریعت کا حکم بن جاتا ہے' پھر اسے جاہلیت کا کام سمجھ کر نہیں بلکہ اسلام کا حکم سمجھ کر ادا کیا جاتا ہے اور جس کام سے منع کر دیا جائے وہ بالکل حرام ہوتا ہے۔ جس کام کے بارے میں حکم یا ممانعت کی دلیل نہ ملے اس سے اجتناب کرنا چاہیے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے بہت سے کاموں میں یہود ونصاریٰ کی مخالفت کی ہے حتی کہ صحابۂ کرام ؓ نے سمجھ لیا کہ کفار کی مخالفت' اسلام کا ایک اصول ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب نماز کے وقت کا اعلان کرنے کے لیے مشورہ ہوا تو صحابہ ؓ نے ناقوس بجانے اور آگ جلانے کی تجویز رد کر دی کہ یہ غیر مسلموں کا طریقہ ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن ابن ماجہ' الأذان' باب بدء الأذان' حدیث: ۷۰۶)

۱۷۳۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَعْبَدٍ الزِّمَّانِيِّ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صِيَامُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ، إِنِّي أَحْتَسِبُ عَلَى اللهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ».

۱۷۳۸- حضرت ابوقتادہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عاشورا کے دن کے روزے سے' میں اللہ سے اس قدر ثواب کی امید رکھتا ہوں کہ اس سے پہلے ایک سال کے گناہ معاف فرما دے گا۔''

(المعجم ۴۲) - **بَابُ صِيَامِ يَوْمِ الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ** (التحفة ۴۲)

باب: ۴۲- سوموار اور جمعرات کے دن روزہ رکھنا

۱۷۳۹- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ: حَدَّثَنِي ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ الْغَازِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ صِيَامِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: كَانَ يَتَحَرَّى صِيَامَ الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ.

۱۷۳۹- حضرت ربیعہ بن غاز ؒ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت عائشہ ؓ سے رسول اللہ ﷺ کے روزوں کے متعلق دریافت کیا تو ام المومنین ؓ نے فرمایا: آپ سوموار اور جمعرات کے روزے کا اہتمام فرماتے تھے۔

فائدہ: اہتمام کرنے کا مطلب یہ ہے کہ قصد کے ساتھ روزہ رکھتے تھے اور کوشش کرتے تھے کہ اس دن روزہ ترک نہ کیا جائے۔ اس اہتمام کی وجہ کیا تھی؟ اگلی حدیث میں اس کی وضاحت ہے۔

۱۷۳۸- [صحيح] تقدم، ح: ۱۷۱۳.

۱۷۳۹- [صحيح] تقدم، ح: ۱٦٤٩.

١٧٤٠- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَصُومُ الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ. فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّكَ تَصُومُ الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ؟ فَقَالَ: «إِنَّ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ يَغْفِرُ اللهُ فِيهِمَا لِكُلِّ مُسْلِمٍ. إِلَّا مُتَهَاجِرَيْنِ. يَقُولُ: دَعْهُمَا حَتَّى يَصْطَلِحَا».

۱۷۴۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سوموار اور جمعرات کو روزہ رکھا کرتے تھے۔ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھتے ہیں (اس کی کیا وجہ ہے؟) فرمایا: ''سوموار اور جمعرات کو اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی مغفرت فرما دیتا ہے مگر وہ دو آدمی جو آپس میں قطع تعلق کیے ہوئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: انھیں چھوڑ دو حتی کہ صلح کر لیں۔''

فوائد و مسائل: ① سوموار اور جمعرات کو نفل روزہ رکھنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ ② روزہ ایک بڑا نیک عمل ہے جس کی برکت سے مغفرت کی زیادہ امید کی جا سکتی ہے۔ ③ مسلمانوں کا ایک دوسرے سے بلا وجہ ناراض رہنا بڑا گناہ ہے۔ ④ کسی دینی وجہ سے ناراضی رکھنا اور اہل و عیال کو تنبیہ کرنے کے لیے ناراض ہو جانا اس وعید میں شامل نہیں۔ ⑤ بعض لوگوں نے سوموار کے روزے سے عید میلاد کا جواز ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے سوموار کے دن پیدا ہونے پر علمائے کرام کا اتفاق ہے لیکن یہ استدلال محل نظر ہے' اس لیے کہ اس دن روزہ رکھنا سنت ہے نہ کہ عید منانا اور عید روزے کے منافی ہے' نیز ہفت روزہ عید پر سالانہ عید کو قیاس کرنا درست نہیں کیونکہ ربیع الاول رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ہر سال آتا رہا ہے لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس مہینے میں عید نہیں منائی۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (عید میلاد کی تاریخی و شرعی حیثیت اور مجوزین کے دلائل کا جائزہ: از حافظ صلاح الدین یوسف ﷾)

(المعجم ٤٣) - بَابُ صِيَامِ أَشْهُرِ الْحُرُمِ (التحفة ٤٣)

باب: ۴۳- حرمت والے مہینوں کے روزے

١٧٤١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۷۴۱- حضرت ابو مجیبہ باہلی رحمہ اللہ اپنے والد یا

١٧٤٠ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في صوم يوم الاثنين والخميس، ح:٧٤٧ من حديث أبي عاصم الضحاك به بلفظ: أن رسول الله ﷺ قال: "تعرض الأعمال يوم الاثنين والخميس، فأحب أن يعرض عملي وأنا صائم"، وقال الترمذي: "حسن غريب"، أخرجه أحمد: ٢/ ٣٢٩ عن أبي عاصم به مطولاً، وصححه البوصيري، وابن الملقن، ح: ١٠١٤.

١٧٤١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصيام، باب في صوم أشهر الحرم، ح:٢٤٢٨ من حديث سعيد◄◄

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي السَّلِيلِ، عَنْ أَبِي مُجِيبَةَ الْبَاهِلِيِّ، عَنْ أَبِيهِ أَوْ عَنْ عَمِّهِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ أَنَا الرَّجُلُ الَّذِي أَتَيْتُكَ عَامَ الأَوَّلِ. قَالَ: «فَمَا لِي أَرٰى جِسْمَكَ نَاحِلاً؟» قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ مَا أَكَلْتُ طَعَاماً بِالنَّهَارِ. مَا أَكَلْتُهُ إِلَّا بِاللَّيْلِ. قَالَ: «مَنْ أَمَرَكَ أَنْ تُعَذِّبَ نَفْسَكَ؟» قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ إِنِّي أَقْوٰى. قَالَ: «صُمْ شَهْرَ الصَّبْرِ وَيَوْماً بَعْدَهُ» قُلْتُ: إِنِّي أَقْوٰى. قَالَ: «صُمْ شَهْرَ الصَّبْرِ وَيَوْمَيْنِ بَعْدَهُ» قُلْتُ: إِنِّي أَقْوٰى. قَالَ: «صُمْ شَهْرَ الصَّبْرِ وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ بَعْدَهُ. وَصُمْ أَشْهُرَ الْحُرُمِ».

چچا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انھوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میں وہی شخص ہوں جو پچھلے سال آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''کیا وجہ ہے کہ میں تمھارے جسم کو کمزور دیکھتا ہوں؟'' میں نے کہا: اللہ کے رسول! میں نے کبھی دن کے وقت کھانا نہیں کھایا (ہمیشہ روزہ رکھتا ہوں) صرف رات کو کھانا کھاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''تجھے کس نے اپنی جان کو عذاب میں ڈالنے کا حکم دیا ہے؟'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں طاقت رکھتا ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''صبر کے مہینے (رمضان) کے روزے رکھ اور اس کے بعد ایک دن روزہ رکھ لے۔'' میں نے کہا: اللہ کے رسول! میں زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''ماہ صبر کے روزے رکھ اور اس کے بعد دو روزے (نفلی) رکھ لے۔'' میں نے کہا: میں زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''ماہ صبر کے روزے رکھ اور اس کے بعد تین دن (اور روزے رکھ لے) اور حرمت والے مہینوں میں روزے رکھ۔''

فائدہ: حرمت والے مہینے یہ ہیں: ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ﴾ (التوبة ٩:٣٦) ''بے شک اللہ کے نزدیک مہینوں کی گنتی بارہ مہینے ہی ہے اللہ کی کتاب میں، جس دن سے اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔''

١٧٤٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۷۴۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،

الجريري به، لم يتبين لي من حال مجيبة شيء، والله أعلم.

١٧٤٢ـ أخرجه مسلم، الصيام، باب فضل صوم المحرم، ح: ١١٦٣ عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره به.

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَيُّ الصِّيَامِ أَفْضَلُ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ؟ قَالَ: «شَهْرُ اللهِ الَّذِي تَدْعُونَهُ الْمُحَرَّمَ».

انھوں نے فرمایا: ایک آدمی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: ماہ رمضان کے بعد کون سے روزے افضل ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے اس مہینے کے' جسے تم لوگ محرم کہتے ہو۔''

فوائد ومسائل: ① محرم کو اللہ کا مہینہ کہنے سے اس کے شرف وفضل کی طرف اشارہ ہے' جیسے بیت اللہ' ناقۃ اللہ اور روح اللہ میں اللہ کی طرف نسبت شرف وفضل کے اظہار کے لیے ہے۔ ② محرم میں نفلی روزے رکھنا دوسرے مہینوں کے نفلی روزوں سے افضل ہے۔

١٧٤٣- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَطَاءٍ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ صِيَامِ رَجَبٍ.

۱۷۴۳- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے رجب میں روزے رکھنے سے منع فرمایا۔

١٧٤٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ يَزِيدَ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُسَامَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ كَانَ يَصُومُ أَشْهُرَ الْحُرُمِ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صُمْ

۱۷۴۴- محمد بن ابراہیم ؒ سے روایت ہے کہ حضرت اسامہ بن زید ؓ حرمت والے مہینوں کے روزے رکھتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں فرمایا: ''شوال کے مہینے کے روزے رکھو۔'' چنانچہ انھوں نے حرمت والے مہینوں کے روزے چھوڑ دیے اور وفات

١٧٤٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٠/ ٣٤٨، ح: ١٠٦٨١ من حديث إبراهيم بن المنذر به ✽ داود بن عطاء ضعيف (تقريب)، متفق على تضعيفه (حاشية السندي)، والحديث ضعفه ابن الجوزي، والذهبي.

١٧٤٤ـ [إسناده ضعيف] ✽ محمد بن إبراهيم التيمي ثقة، وقال الحافظ في التهذيب: "وأرسل عن أسيد بن حضير وأسامة".

شَوَّالًا» فَتَرَكَ أَشْهُرَ الْحُرُمِ. ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يَصُومُ شَوَّالاً حَتَّى مَاتَ.

تک شوال میں روزے رکھتے رہے۔

(المعجم ٤٤) - **بَابٌ: فِي الصَّوْمِ زَكَاةُ الْجَسَدِ** (التحفة ٤٤)

باب:۴۴-روزہ جسم کی زکاۃ ہے

١٧٤٥ - **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ سَلَمَةَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، جَمِيعاً عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ جُمْهَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لِكُلِّ شَيْءٍ زَكَاةٌ. وَزَكَاةُ الْجَسَدِ الصَّوْمُ».

۱۷۴۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر چیز کی زکاۃ ہوتی ہے اور جسم کی زکاۃ روزہ ہے۔''

زَادَ مُحْرِزٌ فِي حَدِيثِهِ: وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الصِّيَامُ نِصْفُ الصَّبْرِ».

ایک روایت کے راوی محرز نے یہ اضافہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روزہ آدھا صبر ہے۔''

(المعجم ٤٥) - **بَابٌ: فِي ثَوَابِ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا** (التحفة ٤٥)

باب:۴۵-روزے دار کو افطار کرانے کا ثواب

١٧٤٦ - **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى وَخَالِي يَعْلَى، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ. وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ حَجَّاجٍ كُلُّهُمْ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ فَطَّرَ صَائِماً كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِمْ. مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئاً».

۱۷۴۶- حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے روزے دار کا روزہ افطار کرایا اسے ان (روزے داروں) کے برابر ثواب ملے گا لیکن ان کے ثواب میں کچھ کمی نہیں ہوگی۔''

١٧٤٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ٣/ ٧ عن ابن المبارك به، وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ٢٥١ لعلته، وفيه علة أخرى، وللحديث طرق لا يصح منها شيء.

١٧٤٦ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في فضل من فطر صائما، ح: ٨٠٧ من حديث عبدالملك ابن أبي سليمان به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٠٦٤، وابن حبان (موارد)، ح: ٨٩٥.

فوائد و مسائل: ① روزے دار کا روزہ افطار کرانا ایک عظیم نیکی ہے۔ ② روزہ افطار کرانے کے لیے حسب توفیق کوئی بھی چیز پیش کی جاسکتی ہے۔ پیٹ بھر کھلانا ضروری نہیں۔ اگر کھلائے تو اس کا الگ سے ثواب ہوگا۔ ③ افطار کرانا نیکی میں تعاون ہے اور نیکی کے ہر کام میں تعاون اس نیکی میں شرکت ہے' خواہ بظاہر معمولی ہو۔ ④ روزہ کھلوانے والے کو ثواب' روزہ رکھنے والے کے حصے میں سے نہیں ملتا' اسی طرح کسی بھی نیکی کے کام میں اگر کوئی تعاون پر آمادہ ہو تو اس سے تعاون قبول کرنا چاہیے کیونکہ اس سے کام انجام دینے والے کا درجہ کم نہیں ہو جاتا۔

١٧٤٧ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى اللَّخْمِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: أَفْطَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عِنْدَ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فَقَالَ: «أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُونَ، وَأَكَلَ طَعَامَكُمُ الأَبْرَارُ، وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ».

١٧٤٧- حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ ؓ کے ہاں روزہ افطار کیا تو فرمایا: [أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُونَ، وَأَكَلَ طَعَامَكُمُ الْأَبْرَارُ، وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ] ''تمھارے ہاں روزہ دار روزے افطار کرتے رہیں' تمھارا کھانا نیک لوگ کھائیں' اور فرشتے تمھارے لیے رحمت کی دعائیں کریں۔''

فائدہ: مہمان کو چاہیے کہ کھانا کھانے کے بعد میزبان کو دعا دے۔ اور دعا دینے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا مسنون الفاظ کہے۔

(المعجم ٤٦) - بَابٌ: فِي الصَّائِمِ إِذَا أُكِلَ عِنْدَهُ (التحفة ٤٦)

باب: ۴۶- جب روزے دار کی موجودگی میں کھانا کھایا جائے

١٧٤٨ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَ سَهْلٌ. قَالُوا: حَدَّثَنَا

۱۷۴۸- حضرت ام عمارہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے تو

١٧٤٧ـ [صحيح] أخرجه ابن حبان في صحيحه(موارد)، ح:١٣٥٣ من حديث هشام بن عمار به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف مصعب بن ثابت"، وقال الحافظ لين الحديث وكان عابدًا (تقريب)، وفيه علة أخرى، وله شاهد صحيح عند أبي داود، ح: ٣٨٥٤ وغيره إلا قوله: "أفطر رسول الله ﷺ"، ولهٰذا القول شواهد عند أحمد: ٣/ ١١٨ وغيره، والحديث صححه العراقي، وابن الملقن وغيرهما.

١٧٤٨ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء في فضل الصائم إذا أكل عنده، ح: ٧٨٥، ٧٨٦ من حديث شعبة به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢١٣٨، ٢١٣٩، وابن حبان(موارد)، ح: ٩٥٣ ٭ ليلٰى وثقها الترمذي، وابن خزيمة، وابن حبان وغيرهم، فحديثها لا ينزل عن درجة الحسن.

وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ زَيْدٍ الأَنْصَارِيِّ، عَنِ امْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا لَيْلَى، عَنْ أُمِّ عُمَارَةَ قَالَتْ: أَتَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَرَّبْنَا إِلَيْهِ طَعَاماً. فَكَانَ بَعْضُ مَنْ عِنْدَهُ صَائِماً. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الصَّائِمُ إِذَا أُكِلَ عِنْدَهُ الطَّعَامُ، صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلاَئِكَةُ».

ہم نے آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا۔ آپ کے پاس موجود افراد میں سے کوئی صاحب روزے سے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روزے دار کے پاس جب کھانا کھایا جاتا ہے تو فرشتے اس کے حق میں دعا کرتے ہیں۔''

١٧٤٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِبِلاَلٍ: «الْغَدَاءُ يَا بِلاَلُ» فَقَالَ: إِنِّي صَائِمٌ. قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نَأْكُلُ أَرْزَاقَنَا. وَفَضْلُ رِزْقِ بِلاَلٍ فِي الْجَنَّةِ. أَشَعَرْتَ، يَا بِلاَلُ أَنَّ الصَّائِمَ تُسَبِّحُ عِظَامُهُ وَتَسْتَغْفِرُ لَهُ الْمَلاَئِكَةُ مَا أُكِلَ عِنْدَهُ؟».

١٧٤٩- حضرت سلیمان بن بریدہ اپنے والد حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''بلال! کھانا کھالو۔'' انھوں نے کہا: میرا تو روزہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم لوگ اپنا رزق کھا رہے ہیں اور بلال (رضی اللہ عنہ) کا بچا ہوا رزق جنت میں (محفوظ) ہے۔ بلال! کیا تمھیں معلوم ہے کہ روزے دار کے پاس جب تک کھانا کھایا جاتا رہے اس کی ہڈیاں تسبیح پڑھتی رہتی ہیں اور فرشتے اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں؟''

(المعجم ٤٧) - بَابُ مَنْ دُعِيَ إِلَى طَعَامٍ وَهُوَ صَائِمٌ (التحفة ٤٧)

باب: ٤٧- جب روزے دار کو کھانے کی دعوت دی جائے

١٧٥٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالاَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

١٧٥٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو کھانے کی دعوت

١٧٤٩ـ [إسناده موضوع] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان من حديث بقية به * محمد بن عبدالرحمٰن قال الحافظ في التقريب: "هو القشيري . . . كذبوه"، وقال أبوحاتم: "متروك الحديث يكذب"، وقال ابن عدي: "هو من مشايخ بقية المجهولين، منكر الحديث" (تهذيب)، وقال البوصيري: "متفق على تضعيفه".

١٧٥٠ـ أخرجه مسلم، الصيام، باب ندب الصائم إذا دعي إلى طعام ولم يرد الإفطار . . . الخ، ح: ١١٥٠ عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره به.

ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى طَعَامٍ، وَهُوَ صَائِمٌ، فَلْيَقُلْ: إِنِّي صَائِمٌ».

دی جائے اور وہ روزے سے ہو تو اسے چاہیے کہ کہہ دے: میں روزے سے ہوں۔''

فوائد و مسائل: ① جب روزے دار کو کھانے کی دعوت دی جائے تو اس کے لیے جائز ہے کہ روزہ کھول کر دعوت قبول کرلے اور کھانے میں شریک ہو جائے اور یہ بھی جائز ہے کہ کھانے سے معذرت کرلے۔ ② روزہ دار کا دعوت دینے والے کو بتانا کہ میں روزے سے ہوں' ریا کاری میں شامل نہیں کیونکہ اس کا مقصد اپنی نیکی کا اعلان نہیں بلکہ اپنے عذر کا اظہار ہے۔ ③ یہ حکم نفلی روزے کے لیے ہے۔ فرضی روزہ کھولنا جائز نہیں' سوائے اس کے کہ سفر یا مرض وغیرہ کا ایسا معقول عذر موجود ہو جس کی وجہ سے اس کے لیے روزہ چھوڑنا شرعاً جائز ہو گیا ہو۔

١٧٥١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: أَنْبَأَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ دُعِيَ إِلَى طَعَامٍ، وَهُوَ صَائِمٌ، فَلْيُجِبْ. فَإِنْ شَاءَ طَعِمَ، وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ».

١٧٥١- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے کھانے کی دعوت دی جائے اور وہ روزے سے ہو تو اسے چاہیے کہ دعوت قبول کرلے' پھر چاہے کھانا کھائے' چاہے نہ کھائے۔''

فوائد و مسائل: ① روزہ دار اپنا روزہ قائم رکھتے ہوئے بھی دعوت میں شریک ہو سکتا ہے' اس کا حاضر ہونا ہی دعوت دینے والے کے لیے خوشی کا باعث ہوگا اور اس چیز کا اظہار ہوگا کہ دعوت میں شریک نہ ہونے کا سبب کوئی ناراضی نہیں۔ ② اگر روزہ دار کھانے میں شریک نہ ہو تو اسے چاہیے کہ دعوت دینے والے کو دعا دے۔ ارشاد نبوی ہے: [إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيُجِبْ، فَإِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيُصَلِّ، وَإِنْ كَانَ مُفْطِرًا فَلْيَطْعَمْ] (صحيح مسلم، النكاح، باب الأمر بإجابة الداعي إلى دعوة، حديث:١٤٣١) ''جب کسی کو دعوت دی جائے تو اسے چاہیے کہ قبول کرے' پھر اگر روزے سے ہو تو دعا کرے (یا نماز پڑھے) اور اگر روزے سے نہ ہو تو کھانا کھالے۔'' ③ فَلْيُصَلِّ کا مطلب نماز پڑھنا بھی کیا گیا ہے۔ اس طرح روزے دار کو نماز کا ثواب مل جائے گا اور حاضرین کو نماز کی برکت حاصل ہو جائے گی۔

١٧٥١- أخرجه مسلم، النكاح، باب الأمر بإجابة الداعي إلى دعوة، ح: ١٤٣٠ من حديث أبي عاصم وغيره به.

(المعجم ٤٨) - **بَابٌ: فِي الصَّائِمِ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُ** (التحفة ٤٨)

باب:۴۸- روزے دار کی دعا ردّ نہیں ہوتی

١٧٥٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سَعْدَانَ الْجُهَنِيِّ، عَنْ سَعْدٍ، أَبِي مُجَاهِدٍ الطَّائِيِّ وَكَانَ ثِقَةً، عَنْ أَبِي مُدِلَّةَ وَكَانَ ثِقَةً، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلَاثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمْ: الْإِمَامُ الْعَادِلُ. وَالصَّائِمُ حَتَّى يُفْطِرَ. وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ يَرْفَعُهَا اللهُ دُونَ الْغَمَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَتُفْتَحُ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَيَقُولُ: بِعِزَّتِي لَأَنْصُرَنَّكَ وَلَوْ بَعْدَ حِينٍ».

۱۷۵۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی: انصاف کرنے والا حکمران' اور افطار کرنے تک روزہ دار' اور مظلوم کی دعا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے بادل کے اوپر اٹھائے گا' اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''میری عزت کی قسم! میں ضرور تیری مدد کروں گا' خواہ کچھ دیر بعد ہی کروں۔''

فوائد و مسائل: ① روزہ کھولنے کا وقت دعا کی قبولیت کا وقت ہے' اس لیے اس موقع پر اپنے لیے اور اپنے اہل وعیال کے لیے خیر و برکت اور ضروریات پوری ہونے کی دعا کرنا مناسب ہے۔ ② ظلم سے پرہیز کرنا انتہائی ضروری ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''ظلم قیامت کے دن تاریکیاں بن جائے گا۔'' (صحيح البخاري' المظالم' باب الظلم ظلمات يوم القيامة' حديث:۲۴۴۷) ③ مظلوم کی دعا سے مراد ظالم کے خلاف بددعا ہے' یا ظلم سے نجات کے لیے اللہ سے دعا ہے۔ ④ بادل سے مراد وہ بادل ہے جو اس آیت مبارکہ میں مذکور ہے: ﴿يَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَ نُزِّلَ الْمَلَائِكَةُ تَنْزِيْلًا﴾ (الفرقان ۲۵:۲۵) ''جس دن بادلوں کے ساتھ آسمان پھٹ جائے گا' اور فرشتے پے درپے (نیچے) اتارے جائیں گے۔''

١٧٥٣- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ:

۱۷۵۳- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت

١٧٥٢ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب "سبق المفردون ... الخ"، ح:٣٥٩٨ من حديث سعدان به، وقال: "حسن"، وصححه ابن خزيمة، ح:١٩٠١، وابن حبان (موارد)، ح:٢٤٠٧، ٢٤٠٨ * أبومدلة وثقه الترمذي، وابن خزيمة وغيرهما، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن.

١٧٥٣ـ [حسن] أخرجه الحاكم: ١/ ٤٢٢ على تصحيف في السند من حديث الوليد به، وصححه البوصيري، وقال: "رجاله ثقات"، وحسنه الحافظ في أمالي الأذكار * إسحاق بن عبيدالله المدني وثقه ابن حبان، والبوصيري، ونقل البوصيري عن الذهبي قال: "صدوق"، ولحديثه شاهد عند الضياء في المختارة وغيره.

حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ الْمَدَنِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ لِلصَّائِمِ عِنْدَ فِطْرِهِ لَدَعْوَةً مَا تُرَدُّ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روزے دار کے لیے روزہ کھولتے وقت ایک دعا ایسی ہوتی ہے جو رَدّ نہیں ہوتی۔''

قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عَمْرٍو يَقُولُ، إِذَا أَفْطَرَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ، الَّتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ، أَنْ تَغْفِرَ لِي.

عبداللہ بن ابی ملیکہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کو روزہ افطار کرتے وقت یوں کہتے سنا: [اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ، الَّتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ أَنْ تَغْفِرَلِي] ''اے اللہ! میں تجھ سے تیری اس رحمت کے واسطے سے سوال کرتا ہوں جس نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے کہ تو میری مغفرت فرمادے۔''

(المعجم ٤٩) - بَابٌ: فِي الْأَكْلِ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ (التحفة ٤٩)

باب: ۴۹-عیدالفطر کے دن نماز عید کے لیے نکلنے سے پہلے کچھ کھا لینے کا بیان

١٧٥٤- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى يَطْعَمَ تَمَرَاتٍ.

۱۷۵۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ عیدالفطر کے دن اس وقت تک (نماز عید کے لیے) نہیں نکلتے تھے جب تک چند کھجوریں نہ کھا لیتے۔

فائدہ: عیدالفطر کے لیے روانہ ہونے سے پہلے کچھ کھا لینا مسنون ہے تاکہ روزوں کے ایام سے فرق ہو جائے۔

١٧٥٥- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ:

۱۷۵۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت

١٧٥٤ـ أخرجه البخاري، العيدين، باب الأكل يوم الفطر قبل الخروج، ح:٩٥٣ من حديث هشيم به، وصرح بالسماع.

١٧٥٥ـ [إسناده ضعيف جدًا] وضعفه البوصيري، جبارة، انظرعنه، ح:٧٤٠، ومندل، انظرعنه، ح:١٢٤٧، وقد تقدما، وعمر بن صهبان ضعيف (تقريب).

حَدَّثَنَا مَنْدَلُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ صُهْبَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لاَ يَغْدُو يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى يُغَدِّيَ أَصْحَابَهُ مِنْ صَدَقَةِ الْفِطْرِ.

ہے کہ نبی ﷺ عیدالفطر کے دن نکلنے سے پہلے صحابۂ کرام کو صدقۂ فطر میں سے کچھ کھلا لیتے تھے۔

١٧٥٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا ثَوَابُ بْنُ عُتْبَةَ الْمَهْرِيُّ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ لاَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَأْكُلَ. وَكَانَ لاَ يَأْكُلُ يَوْمَ النَّحْرِ حَتّٰى يَرْجِعَ.

١٧٥٦- حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیدالفطر کے دن کچھ کھائے بغیر (عید کے لیے) نہیں نکلتے تھے اور قربانی کے دن (نمازِ عید سے) واپسی تک نہیں کھاتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① عیدالاضحیٰ کے دن نماز سے پہلے کھانا نہ کھانا مسنون ہے۔ ② عوام اس اجتناب کو روزہ کہہ دیتے ہیں' یہ غلط ہے۔ عید کے دن روزہ رکھنا جائز ہے' نہ نمازِ عید سے پہلے کھانا کھانے سے اجتناب کو روزہ ہی کہا جا سکتا ہے۔

(المعجم ٥٠) - بَابُ مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامُ رَمَضَانَ قَدْ فَرَّطَ فِيهِ (التحفة ٥٠)

باب: ٥٠- جس شخص کے ذمے کوتاہی کی وجہ سے رمضان کے روزے باقی ہوں اور وہ قضا ادا کیے بغیر فوت ہو جائے

١٧٥٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ، عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى،

١٧٥٧- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اس حال میں فوت ہو جائے کہ اس کے ذمے ماہ رمضان کے روزے

١٧٥٦- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجمعة، باب ماجاء في الأكل يوم الفطر قبل الخروج، ح: ٥٤٢ من حديث ثواب به، وقال: "غريب"، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ٥٩٣ وابن خزيمة، ح: ١٤٢٦، والحاكم: ١/ ٢٩٤، والذهبي، وابن القطان الفاسي * ثواب وثقه ابن معين - على الراجح - وابن حبان، وابن شاهين وغيرهم، وشيخه عبدالله ثقة مشهور.

١٧٥٧- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في الكفارة، ح: ٧١٨ عن قتيبة به، وقال: "لا نعرفه مرفوعًا إلا من هذا الوجه، والصحيح عن ابن عمر موقوف، قوله"، وقال: "أشعث هو ابن سوار"، وانظر، ح: ٢٥٩ لعلته.

عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامُ شَهْرٍ، فَلْيُطْعَمْ عَنْهُ، مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ، مِسْكِينٌ».

ہوں تو اس کی طرف سے ہر دن (کے روزے) کی جگہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا جائے۔"

فوائد ومسائل: ① امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا فتویٰ تو ہے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے طور پر صحیح سند سے مروی نہیں۔ (جامع الترمذي، الصوم، باب ماجاء في الكفارة، حديث:٧١٨) ② امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اس حدیث پر جو عنوان لکھا ہے اس سے اشارہ ملتا ہے کہ ان کی رائے میں اگر روزوں کی قضا نہ دینے میں مرنے والے کی کوتاہی کو دخل نہ ہو بلکہ اسے قضا ادا کرنے کا موقع ہی نہ ملا ہو تو اس کی طرف سے کھانا کھلانے کی ضرورت نہیں۔ اس مسئلے کی بابت مزید دیکھیے حدیث:١٧٥٩ کے فوائد ومسائل۔

(المعجم ٥١) - بَابُ مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ مِنْ نَذْرٍ (التحفة ٥١)

باب:٥١- جس شخص کے ذمے نذر کے روزے ہوں اور (قضا دینے سے پہلے) اس کی وفات ہو جائے تو؟

١٧٥٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ وَ الْحَكَمِ وَ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَ عَطَاءٍ وَمُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ إِنَّ أُخْتِي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ. قَالَ: «أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلَى أُخْتِكِ دَيْنٌ، أَكُنْتِ تَقْضِينَهُ؟» قَالَتْ: بَلَى. قَالَ: «فَحَقُّ اللهِ أَحَقُّ».

١٧٥٨- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک خاتون نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! میری ہمشیرہ فوت ہو گئی ہے اور اس کے ذمے مسلسل دو ماہ کے روزے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بھلا اگر تیری بہن پر قرض ہوتا تو کیا تو اسے ادا کرتی؟" اس نے کہا: جی ہاں (ضرور ادا کرتی۔) آپ نے فرمایا: "پھر اللہ کا حق (ادائیگی کا) زیادہ مستحق ہے۔"

١٧٥٨_ أخرجه البخاري، الصوم، باب من مات وعليه صوم، ح:١٩٥٣، ومسلم، ح:١١٤٨.

١٧٥٩- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمٌ، أَفَأَصُومُ عَنْهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ».

١٧٥٩- حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: ایک خاتون نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: اے اللہ کے رسول! میری والدہ فوت ہو گئی اور ان کے ذمے روزے تھے۔ کیا میں ان کی طرف سے روزے رکھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔''

فوائد و مسائل: ① فوت شدہ شخص کے ذمے اگر روزے ہوں تو اس کے وارث اس کی طرف سے روزے رکھ سکتے ہیں۔ ② روزے خواہ رمضان کے ہوں' یا نذر کے' یا کفارے کے' سب کا ایک ہی حکم ہے کیونکہ یہ سب اللہ کا قرض ہے۔ ارشاد نبوی ہے: ''جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے ذمے روزے ہوں اس کا ولی (وارث) اس کی طرف سے روزے رکھے۔'' (صحيح البخاري' الصوم' باب من مات وعليه صوم' حديث:١٩٥٢) اگر ولی یعنی وارث اس کی طرف سے روزے نہ رکھیں تو پھر گزشتہ حدیث: ١٧٥٧ میں جو بیان ہوا ہے اس پر عمل کیا جائے گا کہ ہر دن کے روزے کی جگہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا جائے۔ گو وہ روایت مرفوعاً ضعیف ہے لیکن موقوفاً صحیح ہے۔ ایک اور روایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے صحیح ابن خزیمہ میں بھی مروی ہے کہ ہر دن نصف صاع گندم دی جائے۔ (صحيح ابن خزيمه' حديث:٢٠٥٧) ③ روزے پر دوسری عبادات' مثلاً: نماز کو قیاس نہیں کر سکتے کیونکہ عبادات کے لیے نص (دلیل) کا ہونا لازمی امر ہے۔ عبادت کے جن معاملات میں نیابت حدیث سے ثابت ہے وہی کریں گے باقی کے بارے میں توقف کریں گے۔

(المعجم ٥٢) - بَابٌ: فِيمَنْ أَسْلَمَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ (التحفة ٥٢)

باب: ٥٢- ماہ رمضان میں اسلام قبول کرنے والے کا حکم

١٧٦٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْوَهْبِيُّ: حَدَّثَنَا

١٧٦٠- حضرت عطیہ بن سفیان بن عبداللہ بن ربیعہ رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہمارا جو وفد بنو

١٧٥٩ـ أخرجه مسلم، الصيام، باب قضاء الصوم عن الميت، ح:١١٤٩ من حديث عبدالرزاق به مختصرًا، وانظر، ح:٢٣٩٤.

١٧٦٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير:١٧/ ١٦٩، ح:٤٤٨ على تصحيف فيه، ومن طريقه المزي في تهذيب الكمال:٢٠/ ١٥٠ من حديث أحمد بن خالد به، وفي السيرة لابن هشام قال ابن إسحاق: وحدثني عيسى ابن عبدالله عن (في الأصل: بن، وأراه وهمًا) عطية بن سفيان به مطولاً:٤/ ١٣٧ * عيسى بن عبدالله وثقه ابن حبان، وروى عنه جماعة، وصححه له النيموي الحنفي في آثار السنن، والله أعلم بحاله.

مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ عِيسَى بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مَالِكٍ، عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِاللهِ ابْنِ رَبِيعَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَفْدُنَا الَّذِينَ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ بِإِسْلَامِ ثَقِيفٍ قَالَ، وَقَدِمُوا عَلَيْهِ فِي رَمَضَانَ، فَضَرَبَ عَلَيْهِمْ قُبَّةً فِي الْمَسْجِدِ. فَلَمَّا أَسْلَمُوا صَامُوا مَابَقِيَ عَلَيْهِمْ مِنَ الشَّهْرِ.

ثقیف کے اسلام لانے کی خبر لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا' انھوں نے مجھے بتایا کہ وہ لوگ ماہ رمضان میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے مسجد میں خیمہ لگوادیا۔ جب انھوں نے اسلام قبول کرلیا تو انھوں نے ماہ رمضان کے باقی ایام کے روزے رکھے۔

فائدہ: مذکورہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن اس میں بیان کردہ مسئلہ کہ اسلام قبول کرنے کے بعد انھوں نے رمضان المبارک کے باقی ایام کے روزے رکھے' درست ہے۔ کیونکہ مسلمان ہونے کے بعد روزہ فرض ہو جاتا ہے۔

(المعجم ٥٣) - بَابٌ: فِي الْمَرْأَةِ تَصُومُ بِغَيْرِ إِذْنِ زَوْجِهَا (التحفة ٥٣)

باب: ۵۳- عورت کا خاوند کی اجازت کے بغیر روزہ رکھنا

١٧٦١ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَصُومُ الْمَرْأَةُ، وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ، يَوْماً، مِنْ غَيْرِ شَهْرِ رَمَضَانَ، إِلَّا بِإِذْنِهِ».

۱۷۶۱- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''عورت اپنے خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر ماہ رمضان کے علاوہ کسی دن کا روزہ نہ رکھے۔''

١٧٦٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ

۱۷۶۲- حضرت ابوسعید ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو اپنے خاوندوں کی

١٧٦١- [صحيح] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في كراهية صوم المرأة إلا بإذن زوجها، ح: ٧٨٢ من حديث سفيان به، وقال: "حسن صحيح"، أخرجه البخاري، ح: ٥١٩٥ من حديث أبي الزناد به نحو المعنى بألفاظ مختلفة باختلاف يسير.

١٧٦٢- [إسناده ضعيف] والحديث السابق شاهد له، وأخرج أبوداود، الصيام، باب المرأة تصوم بغير إذن زوجها، ح: ٢٤٥٩ وغيره من حديث الأعمش به مطولاً، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ١٤٨٨، والحاكم، والذهبي * الأعمش عنعن، وانظر، ح: ١٧٨ لتدليسه.

سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ النِّسَاءَ أَنْ يَصُمْنَ إِلَّا بِإِذْنِ أَزْوَاجِهِنَّ.

اجازت کے بغیر روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد ومسائل: ① ہمارے فاضل محقق ﷾ اس روایت کی بابت لکھتے ہیں کہ یہ سنداً تو ضعیف ہے لیکن گزشتہ روایت اس کی شاہد ہے جو کہ صحیح ہے۔ علاوہ ازیں دیگر محققین نے شواہد کی بنا پر اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:١٨/٢٨٣، ٢٨٢ وسنن ابن ماجه للدكتور بشار عواد، حديث:١٧٦٢) لہٰذا مذکورہ روایت میں بیان کردہ مسئلہ دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ ② فرض کی ادائیگی کے لیے کسی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ ③ نفلی روزہ رکھنے میں چونکہ خاوند کا حق متاثر ہونے کا اندیشہ ہے، خصوصاً جب کہ عورت کثرت سے نفلی روزے رکھے، اس لیے نفلی روزے میں عورت کو چاہیے کہ خاوند سے اجازت لے لے۔

(المعجم ٥٤) - **بَابٌ: فِيمَنْ نَزَلَ بِقَوْمٍ فَلَا يَصُومُ إِلَّا بِإِذْنِهِمْ** (التحفة ٥٤)

باب:٥٤- مہمان اپنے میزبانوں کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے

١٧٦٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْأَزْدِيُّ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ دَاوُدَ، وَخَالِدُ ابْنُ أَبِي يَزِيدَ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْمَدَنِيُّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا نَزَلَ الرَّجُلُ بِقَوْمٍ، فَلَا يَصُومُ إِلَّا بِإِذْنِهِمْ».

١٧٦٣- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص کچھ لوگوں کا مہمان ہو تو ان کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے۔“

(المعجم ٥٥) - **بَابٌ: فِيمَنْ قَالَ الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ كَالصَّائِمِ الصَّابِرِ** (التحفة ٥٥)

باب:٥٥- کھانا کھا کر شکر کرنے والا صبر کے ساتھ روزہ رکھنے والے کی طرح ہے

١٧٦٤- حَدثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ

١٧٦٤- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، نبی

١٧٦٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء فيمن نزل بقوم فلا يصوم إلا بإذنهم، ح:٧٨٩ من طريق أيوب بن واقد الكوفي عن هشام به نحو المعنٰى، وقال: "هٰذا حديث منكر" ✽ أيوب متروك كما في التقريب، ثم ذكر الترمذي طريق ابن ماجه، وقال: "وهٰذا حديث ضعيف أيضًا، وأبوبكر ضعيف عند أهل الحديث".

١٧٦٤ـ [حسن] أخرجه الترمذي، صفة القيامة، باب حديث: الطاعم الشاكر . . . الخ، ح:٢٤٨٦ على تصحيف◀

كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْأُمَوِيِّ، عَنْ مَعْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ عَلِيٍّ الْأَسْلَمِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ بِمَنْزِلَةِ الصَّائِمِ الصَّابِرِ».

ﷺ نے فرمایا: ”کھانے والا شکر گزار صبر کرنے والے روزے دار کے درجے میں ہے۔“

١٧٦٥- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي حُرَّةَ، عَنْ عَمِّهِ حَكِيمِ بْنِ أَبِي حُرَّةَ، عَنْ سِنَانِ بْنِ سَنَّةَ الْأَسْلَمِيِّ، صَاحِبِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ، لَهُ مِثْلُ أَجْرِ الصَّائِمِ الصَّابِرِ».

۱۷۶۵- نبی ﷺ کے صحابی حضرت سنان بن سنّہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کھانے والے شکر گزار کے لیے صبر کرنے والے روزہ دار جتنا ثواب ہے۔“

فوائد و مسائل: ① صبر اور شکر دونوں اسلام کی اخلاقی تعلیمات میں اہم مقام رکھتے ہیں۔ مسلمان کو نعمت پر شکر، مصیبت پر صبر اور نیکی پر ثابت قدمی اختیار کرنی چاہیے۔ ② کھانا کھا کر شکر ادا کرنا بھی ایک نیکی ہے جب کہ کھانا حلال طریقے سے حاصل کیا گیا ہو اور وہ چیز خود بھی حلال ہو۔ ③ جس طرح مردار اور خنزیر کا گوشت حرام ہے، اسی طرح چوری، ڈاکے، دھوکے اور جھوٹ کے ذریعے سے یا تصویر سازی، شراب نوشی اور سودی کاروبار وغیرہ سے کمایا ہوا رزق بھی حرام ہے، ایسا رزق کھا کر زبان سے شکر کا لفظ کہہ لینے سے شکر ادا نہیں ہوتا۔ ④ روزے کی افضلیت اس لیے ہے کہ وہ صبر پر مشتمل ہے۔ اللہ کے منع کیے ہوئے کاموں سے اجتناب کرنا بھی صبر ہے۔ اور نیکی کی راہ پر قائم رہنا بھی صبر ہے۔ ⑤ شکر اور روزہ دونوں کے الگ الگ روحانی اور قلبی فوائد ہیں، اس لیے مومن کو دونوں طرح کے اعمال کا اہتمام کرنا چاہیے۔

◄◄ في المطبوع، تحفة الأحوذي: ٧/ ١٥٩، ١٦٠، ح: ٢٦٠٥، وأبويعلى: ٦٥٨٢ من حديث محمد بن معن عن أبيه عن سعيد بن أبي سعيد المقبري عن أبي هريرة به، وقال: "حسن غريب"، وصححه الحاكم: ٤/ ١٣٦، والذهبي، وإسناده حسن، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ٩٥٢ من طريق آخر، وللحديث شواهد.

١٧٦٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٤٣ من حديث عبدالعزيز الدراوردي به، وصححه البوصيري.

(المعجم ٥٦) - **بَابٌ: فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ** (التحفة ٥٦)

باب:٥٦-شب قدر کا بیان

١٧٦٦ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: اِعْتَكَفْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ الْعَشْرَ الأَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ. فَقَالَ: «إِنِّي أُرِيتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَأُنْسِيتُهَا. فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ فِي الْوَتْرِ».

١٧٦٦- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان کے درمیانی عشرے کا اعتکاف کیا' پھر آپ نے فرمایا: ''مجھے شب قدر دکھائی گئی تھی' پھر بھلا دی گئی۔ اسے آخری دہائی کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔''

فوائد و مسائل: ① شب قدر سال کی سب سے افضل رات ہے۔ اس ایک رات کی عبادت ہزار مہینے کی عبادت سے زیادہ فضیلت کی حامل ہے۔ (القدر ٩٧:٣) ② شب قدر کی فضیلت حاصل کرنے کے لیے اعتکاف کرنا سنت ہے' البتہ جو شخص اعتکاف نہ کر سکے' اسے بھی راتیں عبادت میں گزارنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ③ شب قدر بھلائے جانے کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ بات یاد نہ رہی کہ اس سال کون سی رات شب قدر ہے۔ ہر سال اسی رات میں ہونا ضروری نہیں۔ ④ شب قدر آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہوتی ہے' اس لیے جو شخص دس راتیں عبادت نہ کر سکے' اسے یہ پانچ راتیں ضرور عبادت اور تلاوت و ذکر میں گزارنی چاہییں تاکہ شب قدر کی عظیم نعمت سے محروم نہ رہے۔ ⑤ اگرچہ علمائے کرام نے شب قدر کی بعض علامتیں بیان کی ہیں لیکن ثواب کا دارومدار اس چیز پر نہیں کہ عبادت کرنے والے کو یہ رات معلوم ہوئی ہے یا نہیں' اس لیے اس پریشانی میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے کہ ہمیں فلاں فلاں علامت کا احساس نہیں ہوا۔

(المعجم ٥٧) - **بَابٌ: فِي فَضْلِ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ** (التحفة ٥٧)

باب:٥٧-ماہ رمضان کے آخری عشرے کی فضیلت

١٧٦٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ

١٧٦٧- ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے

١٧٦٦_ أخرجه البخاري، فضل ليلة القدر، باب التماس ليلة القدر في السبع الأواخر، ح:٢٠١٦ وغيره، ومسلم، الصيام، باب فضل ليلة القدر والحث على طلبها ... الخ، ح:١١٦٧/٢١٦ من حديث هشام به مطولاً.

١٧٦٧_ أخرجه مسلم، الاعتكاف، باب الاجتهاد في العشر الأواخر من شهر رمضان، ح:١١٧٥ من حديث◄◄

ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ، وَ أَبُو إِسْحَاقَ الْهَرَوِيُّ، إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَاتِمٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ مَا لاَ يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ.

روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ آخری دس دنوں میں اتنی محنت کرتے تھے جتنی اور دنوں میں نہیں کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① افضل ایام میں نیک اعمال کا زیادہ اہتمام کرنا چاہیے۔ ② رمضان کے آخری دس دن سب کے سب افضلیت کے حامل ہیں۔ اسی طرح شب قدر کے علاوہ آخری عشرے کی باقی راتیں بھی رمضان کی دوسری راتوں کی نسبت افضل ہیں اس لیے ان ایام میں ذکر وتلاوت اور صدقات وخیرات جیسی نیکیوں میں پہلے سے اضافہ کر دینا چاہیے۔

١٧٦٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ عُبَيْدِ بْنِ نِسْطَاسٍ، عَنْ أَبِي الضُّحٰى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ، إِذَا دَخَلَتِ الْعَشْرُ، أَحْيَا اللَّيْلَ، وَشَدَّ الْمِئْزَرَ، وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ.

۱۷۶۸- ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب آخری عشرہ شروع ہوتا تو نبی ﷺ راتوں کو جاگتے کمر کس لیتے اور گھر والوں کو بھی بیدار کرتے۔

فوائد ومسائل: ① کمر کسنے سے مراد عبادت اور نیکی میں مزید محنت اور کوشش ہے۔ ② آخری عشرے کی اگر سبھی راتیں عبادت میں گزاری جائیں تو بہت بہتر ہے ورنہ طاق راتوں کو تو اہتمام کرنا ہی چاہیے۔ ③ نیکی کے کاموں میں اہل وعیال کو بھی شریک کرنا چاہیے تاکہ وہ بھی عظیم ثواب سے محروم نہ رہیں اور اللہ کے ہاں بلند درجات حاصل کر سکیں۔ ④ جاگنے کا مقصد عبادت ذکر اور تلاوت میں مشغول ہونا ہے۔ بعض لوگ یہ فضیلت والی راتیں فضول بات چیت میں گزار دیتے ہیں یہ انتہائی محرومی اور بدقسمتی کی بات ہے خاص کر مساجد میں شور وغوغا عبادت کرنے والوں کے لیے بھی پریشانی کا باعث بنتا ہے۔ ⑤ بہت سی مساجد میں طاق راتوں میں

◄◄ عبدالواحد به.

١٧٦٨ـ أخرجه البخاري، فضل ليلة القدر، باب العمل في العشر الأواخر من رمضان، ح: ٢٠٢٤، ومسلم، الاعتكاف، الباب السابق، ح: ١١٧٤ من حديث سفيان بن عيينة به.

اور خاص طور پر ستائیسویں رات کو وعظ وتقریر کا پروگرام ہوتا ہے جس کی وجہ سے رات کا کافی حصہ اسی مصروفیت میں گزر جاتا ہے۔ اسی طرح ختم قرآن کے موقع پر مٹھائی تقسیم کی جاتی ہے جس کی وجہ سے بچے اور بڑے بھی عبادت وتلاوت کو بھول کر مسجد کے آداب کو نظر انداز کرتے ہوئے شور شرابے میں لگے رہتے ہیں جس سے نہ صرف عبادت کرنے والوں کو پریشانی ہوتی ہے بلکہ یہ انتہائی قیمتی وقت فضول کاموں میں ضائع ہو جاتا ہے۔ بہتر ہے ان امور سے اجتناب کیا جائے۔

(المعجم ٥٨) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الاعْتِكَافِ** (التحفة ٥٨)

باب:۵۸- اعتکاف کا بیان

١٧٦٩ - حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعْتَكِفُ كُلَّ عَامٍ عَشْرَةَ أَيَّامٍ. فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ، اعْتَكَفَ عِشْرِينَ يَوْماً. وَكَانَ يُعْرَضُ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ فِي كُلِّ عَامٍ مَرَّةً. فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ عُرِضَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ.

۱۷۶۹- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ہر سال دس دن کا اعتکاف کرتے تھے جب وہ سال آیا جس میں آپ کی وفات ہوئی تو آپ نے بیس دن اعتکاف کیا۔ اور آپ پر ہر سال ایک بار قرآن پیش کیا جاتا تھا جس سال نبی ﷺ کی وفات ہوئی اس سال آپ کو دو بار قرآن کا دور کرایا گیا۔

فوائد ومسائل: ① قرآن پیش کرنے سے مراد قرآن مجید کا دَور کرنا ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام ہر سال رمضان میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جس قدر قرآن نازل ہو چکا ہوتا تھا اس کا دَور کرتے تھے۔ (صحیح البخاري، الصوم، باب: أجود ما كان النبي ﷺ يكون في رمضان، حديث: ١٩٠٢) ② آخری سال بیس دن اعتکاف کرنے کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زندگی کے آخری حصے میں عبادت میں زیادہ جانفشانی سے کام لیا اور اعتکاف بھی چونکہ ایک عبادت ہے اس لیے اس میں بھی اضافہ فرمایا اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایک عشرہ فتح مکہ کے سال کے اعتکاف کی تلافی ہو کیونکہ فتح مکہ کا غزوہ رمضان ۸ھ میں پیش آیا۔ رسول اللہ ﷺ ۱۷/ رمضان کو فاتحانہ طور پر مکہ میں داخل ہوئے۔ اور انیس دن مکہ مکرمہ میں قیام پذیر رہے اس لیے اس سال اعتکاف نہیں ہو سکا چنانچہ رمضان ۱۰ھ میں بیس دن اعتکاف کیا۔ واللہ أعلم.

١٧٦٩ـ أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب الاعتكاف في العشر الأوسط من رمضان، ح: ٢٠٤٤، ٤٩٩٨ من حديث أبي بكر بن عياش به، والحديث الآتي شاهد له.

١٧٧٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ حَمَّادِ ابْنِ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ فَسَافَرَ عَاماً. فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ، اعْتَكَفَ عِشْرِينَ يَوْماً.

۱۷۷۰- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کیا کرتے تھے۔ایک سال آپ ﷺ (آخری عشرے کے دوران میں) سفر میں تھے تو جب اگلا سال آیا' آپ نے بیس دن اعتکاف کیا۔

فائدہ: اگر اس حدیث میں مذکور وہی واقعہ ہے جو گزشتہ حدیث میں ذکر ہوا تو اگلے سال سے مراد ایک سال چھوڑ کر اگلا سال ہوگا کیونکہ سفر والا رمضان فتح مکہ کے موقع پر ۸ھ میں تھا۔ اور نبی ﷺ نے بیس دن کا اعتکاف ۱۰ھ کے رمضان میں کیا۔ ممکن ہے ۹ھ میں بھی بیس دن اعتکاف کیا ہو۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٥٩) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَبْتَدِئُ الاِعْتِكَافَ، وَقَضَاءِ الاِعْتِكَافِ (التحفة ٥٩)

باب:۵۹- اعتکاف شروع کر کے چھوڑ دینا اور اعتکاف کی قضا دینا

١٧٧١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ صَلَّى الصُّبْحَ، ثُمَّ دَخَلَ الْمَكَانَ الَّذِي يُرِيدُ أَنْ يَعْتَكِفَ فِيهِ. فَأَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ الْعَشْرَ الأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ. فَأَمَرَ، فَضُرِبَ لَهُ خِبَاءٌ. فَأَمَرَتْ عَائِشَةُ بِخِبَاءٍ فَضُرِبَ لَهَا.

۱۷۷۱- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ جب اعتکاف کرنا چاہتے تھے تو صبح کی نماز پڑھ کر اس جگہ داخل ہوتے جہاں آپ کا اعتکاف کرنے کا ارادہ ہوتا۔ (ایک بار) آپ نے رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کرنے کا ارادہ فرمایا۔ آپ نے حکم دیا تو آپ کے لیے خیمہ لگا دیا گیا' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی ایک خیمہ لگانے کا حکم دیا تو ان کے لیے بھی لگا دیا گیا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی

١٧٧٠- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصيام، باب الاعتكاف، ح: ٢٤٦٣ من حديث حماد به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي.

١٧٧١- أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب اعتكاف النساء، ح: ٢٠٣٣، ٢٠٣٤، ٢٠٤١، ٢٠٤٥، ومسلم، الاعتكاف، باب متى يدخل من أراد الاعتكاف في معتكفه، ح: ١١٧٣ من طرق عن يحيى بن سعيد عن عمرة عن عائشة به.

وَأَمَرَتْ حَفْصَةُ بِخِبَاءٍ فَضُرِبَ لَهَا. فَلَمَّا رَأَتْ زَيْنَبُ خِبَاءَهُمَا أَمَرَتْ بِخِبَاءٍ فَضُرِبَ لَهَا فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: «آلْبِرَّ تُرِدْنَ» فَلَمْ يَعْتَكِفْ فِي رَمَضَانَ، وَاعْتَكَفَ عَشْراً مِنْ شَوَّالٍ.

ایک خیمہ لگانے کا حکم دیا تو ان کے لیے بھی لگا دیا گیا۔ جب حضرت زینب ؓ نے ان دونوں کے خیمے دیکھے تو انھوں نے بھی ایک خیمہ لگانے کا حکم دیا اور ان کے لیے بھی خیمہ لگا دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب یہ چیز دیکھی تو فرمایا: ''کیا تم نیکی کا ارادہ رکھتی ہو؟'' چنانچہ نبی ﷺ نے رمضان میں اعتکاف نہیں فرمایا' اور شوال میں دس دن اعتکاف کر لیا۔

فوائد و مسائل: ① اعتکاف کے لیے مسجد میں ایک جگہ پردہ کر کے اس میں اعتکاف کرنا مسنون ہے۔ ② اعتکاف مسجد میں ہوتا ہے۔ ③ عورتیں بھی اعتکاف کر سکتی ہیں لیکن ان کے لیے بھی جائے اعتکاف مسجد ہی ہے' تاہم مسجد ایسی ہو جہاں عورتوں کے لیے مردوں سے الگ ہر چیز کا معقول انتظام ہوتا کہ مردوں کے ساتھ کسی بھی مرحلے میں ان کا اختلاط نہ ہو۔ ④ عورتوں میں ایک دوسری کی ریس کرنے کی عادت ہوتی ہے' خاص طور پر سوکنیں ایک دوسری سے رشک رکھتی ہیں۔ اگر اس سے کوئی مسئلہ پیدا ہو جائے تو اسے حکمت سے حل کر لینا چاہیے۔ ⑤ اعتکاف کا پختہ ارادہ کر کے مسجد میں جگہ بنالی گئی ہو' پھر کوئی عذر پیش آ جائے تو اعتکاف چھوڑا جا سکتا ہے۔ ⑥ رمضان کے اعتکاف کی قضا کسی دوسرے مہینے میں بھی دی جا سکتی ہے۔

(المعجم ٦٠) - بَابٌ: فِي اعْتِكَافِ يَوْمٍ أَوْ لَيْلَةٍ (التحفة ٦٠)

باب: ٦٠- ایک دن یا ایک رات کا اعتکاف

١٧٧٢- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْخَطْمِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ عَلَيْهِ نَذْرُ لَيْلَةٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَعْتَكِفُهَا. فَسَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ. فَأَمَرَهُ أَنْ يَعْتَكِفَ.

١٧٧٢- حضرت عمر ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے قبول اسلام سے پہلے ایک رات کے اعتکاف کی نذر مانی تھی (جو اسلام لانے تک پوری نہ کر سکے تھے)' چنانچہ انھوں نے نبی ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا تو آپ ﷺ نے انھیں اعتکاف کرنے کا حکم دیا۔

فوائد و مسائل: ① اعتکاف ایک دن یا ایک رات کا بھی ہو سکتا ہے۔ ② اگر کوئی شخص اسلام قبول کرنے سے پہلے کسی نیک کام کا ارادہ کرے تو اسلام قبول کرنے کے بعد وہ کام کر لینا چاہیے' البتہ اگر کسی غیر شرعی کام کا

١٧٧٢_ أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب من لم ير عليه إذا اعتكف صومًا، ح: ٢٠٤٢، ٢٠٤٣، ومسلم، الأيمان، باب نذر الكافر، وما يفعل فيه إذا أسلم، ح: ١٦٥٦ من حديث نافع به.

ارادہ کیا ہوتو اسے پورا نہیں کرنا چاہیے۔ ③ اللہ کے لیے نذر ماننا عبادت ہے' لہٰذا ایسی نذر پوری کرنا ضروری ہے۔

(المعجم ٦١) - **بَابٌ: فِي الْمُعْتَكِفِ يَلْزَمُ مَكَانًا مِنَ الْمَسْجِدِ** (التحفة ٦١)

باب:٦١- اعتکاف کرنے والا مسجد میں ایک جگہ رہے

١٧٧٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَنْبَأَنَا يُونُسُ أَنَّ نَافِعاً حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ.

١٧٧٣- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری دس دن اعتکاف کیا کرتے تھے۔

قَالَ نَافِعٌ: وَقَدْ أَرَانِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْمَكَانَ الَّذِي يَعْتَكِفُ فِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

حضرت نافع ؒ نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے مجھے وہ جگہ دکھائی تھی جہاں رسول اللہ ﷺ اعتکاف کیا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① اگرچہ اعتکاف کا مطلب مسجد میں رکے رہنا ہے' تاہم سنت سے معلوم ہوا کہ مسجد میں بھی ایک جگہ مقرر کرکے اعتکاف کا وقت اسی جگہ گزارنا چاہیے۔ ② اعتکاف کے لیے پردہ کرکے جگہ بنانے کا مقصد بھی یہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ وقت اسی خیمہ میں گزارا جائے۔ ③ اگر ایک شخص مسجد کے ایک ہی حصے میں ہر سال اعتکاف کرتا ہے تو یہ جائز ہے جب کہ نماز کے لیے مسجد میں ایک جگہ خاص کر لینا درست نہیں۔ گھر میں یہ بھی جائز ہے۔

١٧٧٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ

١٧٧٤- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب اعتکاف کرتے تو ستون توبہ کے

١٧٧٣- أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب الاعتكاف في العشر الأواخر، ح: ٢٠٢٥ من حديث ابن وهب به، ومسلم، الاعتكاف، باب اعتكاف العشر الأواخر من رمضان، ح: ١١٧١ عن أبي الطاهر أحمد بن عمرو به.

١٧٧٤- [إسناده حسن] أخرجه إمام الأئمة ابن خزيمة في صحيحه، ح: ٢٢٣٦ عن محمد بن يحيى به، وصححه البوصيري * عيسى بن عمر وثقه ابن خزيمة، وابن حبان، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن، وأما الحافظ نعيم بن حماد فحسن الحديث كما حققته في "الأسانيد الصحيحة في أخبار أبي حنيفة"، ولم يتهمه أحد فيه خير، وأجاب الإمام المحقق المعلمي اليماني رحمه الله عن الطعون في الإمام نعيم رحمه الله فأجاد وأفاد، جزاه الله خيرًا، راجع "التنكيل بما في تأنيب الكوثري من الأباطيل": ١/ ٤٩٣، وأخرجه الطبراني في الكبير: ١٢/ ٣٨٥، ح: ١٣٤٢٤ من طريق عبدالعزيز بن محمد عن عيسى بن عمر به.

الْمُبَارَكِ، عَنْ عِيسَى بْنِ عُمَرَ بْنِ مُوسٰى، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ إِذَا اعْتَكَفَ، طُرِحَ لَهُ فِرَاشُهُ أَوْ يُوضَعُ لَهُ سَرِيرُهُ وَرَاءَ أُسْطُوَانَةِ التَّوْبَةِ.

قریب آپ کا بستر بچھا دیا جاتا' یا آپ کی چارپائی وہاں بچھادی جاتی۔

فائدہ: ''توبہ کے ستون'' سے مراد مسجد نبوی کا ایک خاص ستون ہے۔ حضرت ابولبابہ ؓ سے ایک غلطی ہوگئی تھی جس کا احساس ہونے پر انھوں نے اپنے آپ کو مسجد نبوی کے اس ستون سے باندھ لیا تھا کہ جب تک اللہ تعالیٰ مجھے معاف نہیں کرے گا میں یہیں بندھا رہوں گا۔ تین دن کے بعد رسول اللہ ﷺ کو وحی کے ذریعے سے حضرت ابولبابہ ؓ کی توبہ قبول ہونے کی بشارت دی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے تشریف لا کر خود انھیں کھولا۔

(المعجم ٦٢) - بَابُ الِاعْتِكَافِ فِي خَيْمَةٍ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ٦٢)

باب:٦٢- مسجد میں خیمہ لگا کر اس میں اعتکاف کرنا

١٧٧٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى الصَّنْعَانِيُّ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنِي عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ ابْنَ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اعْتَكَفَ فِي قُبَّةٍ تُرْكِيَّةٍ. عَلٰى سُدَّتِهَا قِطْعَةُ حَصِيرٍ. قَالَ، فَأَخَذَ الْحَصِيرَ بِيَدِهِ فَنَحَّاهَا فِي نَاحِيَةِ الْقُبَّةِ. ثُمَّ أَطْلَعَ رَأْسَهُ فَكَلَّمَ النَّاسَ.

١٧٧٥- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ترکی قبے میں اعتکاف فرمایا جس کے دروازے پر چٹائی کا ایک ٹکڑا تھا۔ نبی ﷺ نے ہاتھ سے چٹائی پکڑی اور اسے ہٹا کر قبے میں ایک طرف کر دیا' پھر اپنا سر (خیمے سے) باہر نکال کر لوگوں سے بات کی۔

فوائد ومسائل: ① اعتکاف کے لیے جگہ خیمے کے انداز میں بھی بنائی جاسکتی ہے' خصوصاً جب اعتکاف مسجد کے صحن میں کیا جائے اور دھوپ وغیرہ سے بچاؤ کے لیے سائے کی ضرورت ہو۔ ② اعتکاف کے دوران میں لوگوں سے ضروری بات چیت کی جاسکتی ہے۔ ③ غیر مسلم ممالک کا بنا ہوا کپڑا یا دوسری چیز استعمال کرنا جائز ہے' بشرطیکہ اس میں کوئی ایسی بات نہ ہو جو ہماری شریعت میں ممنوع ہو' مثلاً: ایسا مردانہ لباس جو ریشم کا بنا ہوا ہو' استعمال کرنا جائز نہیں۔

١٧٧٥- أخرجه مسلم، الصيام، باب فضل ليلة القدر والحث على طلبها . . . الخ، ح: ١١٦٧/ ٢١٥ عن محمد بن عبدالأعلى به مطولاً، وانظر، ح: ١٧٦٦.

(المعجم ٦٣) - **بَابٌ: فِي الْمُعْتَكِفِ يَعُودُ الْمَرِيضَ وَيَشْهَدُ الْجَنَائِزَ** (التحفة ٦٣)

باب:٦٣- کیا اعتکاف والا آدمی کسی بیمار کی عیادت کرسکتا ہے یا جنازے میں شریک ہوسکتا ہے؟

١٧٧٦- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، وَ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنْ كُنْتُ لَأَدْخُلُ الْبَيْتَ لِلْحَاجَةِ، وَالْمَرِيضُ فِيهِ، فَمَا أَسْأَلُ عَنْهُ إِلَّا وَأَنَا مَارَّةٌ. قَالَتْ: وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ، إِذَا كَانُوا مُعْتَكِفِينَ.

١٧٧٦- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں حاجت کے لیے گھر میں داخل ہوتی اور وہاں کوئی بیمار ہوتا تو میں چلتے چلتے ہی اس کی خیریت پوچھ لیتی تھی۔ انھوں نے فرمایا: جب لوگ اعتکاف میں ہوتے تھے تو رسول اللہ ﷺ گھر میں داخل نہیں ہوتے تھے مگر قضائے حاجت کے لیے۔

فوائد ومسائل: ① اعتکاف والے کو بلا ضرورت مسجد سے نکلنا منع ہے۔ ② قضائے حاجت کے لیے مسجد سے باہر نکلنا جائز ہے۔ ③ اگر مسجد کے ساتھ بیت الخلاء کا انتظام نہ ہو تو اعتکاف والا اس غرض کے لیے گھر جاسکتا ہے۔ ④ غسل جنابت بھی ایک ایسی ہی حاجت ہے جس کے لیے مسجد سے نکلنا ضروری ہے لہٰذا معتکف اس مقصد کے لیے بھی باہر نکل سکتا ہے۔ ⑤ مریض کی بیمار پرسی کے لیے اعتکاف سے نکلنا درست نہیں لیکن اگر کسی جائز سبب سے باہر نکلا ہو اور راستے میں مریض مل جائے تو اس سے حال پوچھنا جائز ہے تاہم اس کے پاس بات چیت کے لیے رک جانا درست نہیں۔

١٧٧٧- **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَبُوبَكْرٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا الْهَيَّاجُ الْخُرَاسَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ بْنُ

١٧٧٧- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اعتکاف والا جنازے کے ساتھ جاسکتا ہے اور بیمار کی بیمار پرسی کرسکتا ہے۔“

١٧٧٦_ أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب لا يدخل البيت إلا لحاجة، ح: ٢٠٢٩ من حديث الليث به، ومسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها وترجيله وطهارة سؤرها . . . الخ، ح: ٢٩٧ عن محمد بن رمح وغيره به.

١٧٧٧_ [إسناده موضوع] وقال البوصيري: "إسناده ضعيف، لأن عبدالخالق وعنبسة وهياج ضعفاء" * عبدالخالق مجهول (تقريب)، وهياج بن بسطام ضعيف، وعنبسة بن عبدالرحمٰن متهم بوضع الحديث كما تقدم، ح: ١٢٤٢.

عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ عَبْدِ الْخَالِقِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْمُعْتَكِفُ يَتْبَعُ الْجِنَازَةَ، وَيَعُودُ الْمَرِيضَ».

(المعجم ٦٤) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُعْتَكِفِ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَيُرَجِّلُهُ** (التحفة ٦٤)

باب:۶۴-اعتکاف کرنے والا سر دھو سکتا ہے اور کنگھی کر سکتا ہے

١٧٧٨ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُدْنِي إِلَيَّ رَأْسَهُ وَهُوَ مُجَاوِرٌ، فَأَغْسِلُهُ وَأُرَجِّلُهُ. وَأَنَا فِي حُجْرَتِي. وَأَنَا حَائِضٌ. وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ.

۱۷۷۸-حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اعتکاف بیٹھے ہوتے تو اپنا سر میرے قریب کر دیتے، میں آپ ﷺ کا سر مبارک دھو کر کنگھی کر دیتی، میں اپنے حجرے میں ہوتی تھی اور ایام سے ہوتی تھی اور آپ ﷺ مسجد میں ہوتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① اعتکاف کے دوران میں نہانا اور سر دھونا جائز ہے۔ ② اعتکاف کی حالت میں اگر جسم کا کوئی حصہ مثلاً: سر مسجد سے نکالا جائے تو اعتکاف میں فرق نہیں آتا۔ ③ جب عورت کے حیض کے ایام ہوں تو وہ مسجد میں داخل نہیں ہو سکتی البتہ ہاتھ بڑھا کر مسجد میں سے کوئی چیز اٹھا سکتی ہے۔ ④ اعتکاف کی حالت میں معتکف کی بیوی اس کی خدمت کر سکتی ہے۔ ⑤ ام المومنین کو اس انداز سے اس لیے خدمت انجام دینے کی ضرورت پیش آئی کہ نبی ﷺ اعتکاف کی وجہ سے گھر نہیں آ سکتے تھے اور ام المومنین خاص ایام میں ہونے کی وجہ سے مسجد میں داخل نہیں ہو سکتی تھیں۔

(المعجم ٦٥) - **بَابٌ: فِي الْمُعْتَكِفِ يَزُورُهُ أَهْلُهُ فِي الْمَسْجِدِ** (التحفة ٦٥)

باب:۶۵-معتکف کی بیوی کا مسجد میں آ کر اسے ملنا

١٧٧٩ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عُمَرَ

۱۷۷۹-نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت صفیہ بنت حُیَی ؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے

١٧٧٨ـ متفق عليه، وقد تقدم، ح: ٦٣٣.

١٧٧٩ـ أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب: هل يخرج المعتكف لحوائجه إلى باب المسجد؟، ح: ٢٠٣٥ وغيره، ومسلم، السلام، باب بيان أنه يستحب لمن رؤي خاليًا بامرأة . . . الخ، ح: ٢١٧٥ من حديث الزهري به بألفاظ متقاربة * عثمان بن عمر بن موسى حسن الحديث على الراجح، وتابعه الثقات.

ابْنِ مُوسَى بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ مَعْمَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا جَاءَتْ [إِلَى] رَسُولِ اللهِ ﷺ تَزُورُهُ. وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فِي الْمَسْجِدِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ. فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً مِنَ الْعِشَاءِ. ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ. فَقَامَ مَعَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْلِبُهَا. حَتَّى إِذَا بَلَغَتْ بَابَ الْمَسْجِدِ الَّذِي كَانَ عِنْدَ مَسْكَنِ أُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، فَمَرَّ بِهِمَا رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ. فَسَلَّمَا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ. ثُمَّ نَفَذَا. فَقَالَ لَهُمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عَلَى رِسْلِكُمَا. إِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ» قَالَا: سُبْحَانَ اللهِ. يَارَسُولَ اللهِ وَكَبُرَ عَلَيْهِمَا ذٰلِكَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنِ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ. وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا شَيْئاً».

ملاقات کے لیے مسجد میں تشریف لے گئیں جبکہ آپ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں مسجد میں معتکف تھے۔ وہ عشاء کے وقت کچھ دیر نبی ﷺ سے بات چیت کرتی رہیں پھر اٹھ کر واپس چل دیں۔ رسول اللہ ﷺ انھیں (مسجد کے دروازے تک) چھوڑنے کے لیے ان کے ساتھ ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت صفیہ ؓ جب مسجد کے اس دروازے تک پہنچیں جو رسول اللہ ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت ام سلمہ ؓ کے حجرے کے قریب تھا تو پاس سے دو انصاری گزرے۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام عرض کیا اور چل دیے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں فرمایا: ''ٹھہرو! یہ صفیہ بنت حُیَي (ؓ) ہیں۔'' انھوں نے کہا: سبحان اللہ! اے اللہ کے رسول! (ہم آپ پر کس طرح شک کر سکتے ہیں؟) انھوں نے (رسول اللہ ﷺ کی) اس بات کو شدت سے محسوس کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شیطان انسان میں خون کی طرح پھرتا ہے۔ مجھے خطرہ محسوس ہوا تھا کہ وہ تمھارے دل میں کوئی (نامناسب) بات نہ ڈال دے۔''

فوائد ومسائل: ① اعتکاف کرنے والے سے دوسرے لوگ مل جل سکتے ہیں اور ضروری بات چیت کر سکتے ہیں۔ ② اعتکاف والے سے اس کی بیوی بھی مسجد میں آ کر ملاقات کر سکتی ہے۔ ③ معتکف کسی ضرورت سے اعتکاف کی جگہ سے اٹھ کر مسجد کے دروازے تک جا سکتا ہے۔ ④ عالم کو اپنی عزت وشرف کا خیال رکھنا چاہیے اور لوگوں کو ایسا موقع نہیں دینا چاہیے کہ وہ شک وشبہ کا اظہار کریں۔ ⑤ خاوند اپنی بیوی کا نام لے سکتا ہے اور اسے نام لے کر بلا بھی سکتا ہے۔ ⑥ ان دو صحابیوں نے رسول اللہ ﷺ کی اس بات سے تکلیف محسوس کی کیونکہ انھیں محسوس ہوا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے بارے میں حسن ظن نہیں رکھتے۔ ⑦ رسول اللہ ﷺ نے ان کا یہ احساس دور کرنے کے لیے وضاحت فرما دی کہ تم نے میرے بارے میں کوئی غلط بات نہیں سوچی لیکن شیطان

وسوسہ ڈال سکتا ہے۔ ⑧ نبی ﷺ کی یہ وضاحت ان حضرات کے لیے باعث رحمت تھی کیونکہ اس طرح شیطان کے وسوسے کا راستہ بند ہوگیا ورنہ نبی ﷺ کے بارے میں کوئی ایسی ویسی سوچ ایمان سے محرومی کا باعث بھی ہوسکتی تھی۔ ⑨ تعجب کے موقع پر سبحان اللہ کہنا درست ہے۔ ⑩ شیطان جنات میں سے ہونے کی وجہ سے انسان پر غیر محسوس طور پر اثر انداز ہوتا ہے' اس لیے اس کا وسوسہ ایک حد سے آگے بڑھ جائے تو انسان کے ایمان کے لیے خطرناک ہوسکتا ہے۔ ان وسوسوں کے شر سے بچنے کے لیے لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اور أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ پڑھنا چاہیے۔

(المعجم ٦٦) - **بَابُ الْمُسْتَحَاضَةِ تَعْتَكِفُ** (التحفة ٦٦)

باب: ٦٦ - استحاضہ کی مریض خاتون کا اعتکاف

١٧٨٠ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ [بْنِ] الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: اعْتَكَفَتْ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ امْرَأَةٌ مِنْ نِسَائِهِ. فَكَانَتْ تَرَى الْحُمْرَةَ وَالصُّفْرَةَ. فَرُبَّمَا وَضَعَتْ تَحْتَهَا الطَّسْتَ.

١٧٨٠- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کی ایک زوجہ محترمہ نے اعتکاف کیا۔ انھیں سرخ اور زرد رنگ (کا استحاضہ) آتا تھا۔ بعض اوقات وہ اپنے نیچے چوڑا برتن رکھ لیا کرتی تھیں۔

فوائد و مسائل: ① استحاضے والی عورت ہر وہ عبادت انجام دے سکتی ہے جو پاک عورت انجام دیتی ہے' چنانچہ وہ اعتکاف بھی کرسکتی ہے۔ ② ماہانہ عادت کے ایام کے علاوہ اگر سرخ خون بھی ظاہر ہو تو وہ استحاضہ ہی شمار ہوگا۔ زرد خون کا بھی یہی حکم ہے۔ ③ برتن میں بیٹھنے کا مقصد یہ تھا کہ مسجد کی چٹائیاں وغیرہ آلودہ نہ ہوں۔ ④ اس حدیث سے ان علماء کے موقف کی تائید ہوتی ہے جو عورتوں کے لیے بھی مسجد میں اعتکاف کرنا ضروری قرار دیتے ہیں کیونکہ اگر گھر میں اعتکاف جائز ہوتا تو نبی ﷺ اس خاتون کو گھر میں اعتکاف کرنے کا حکم دے دیتے تاکہ انھیں برتن نہ رکھنا پڑتا۔

(المعجم ٦٧) - **بَابٌ: فِي ثَوَابِ الِاعْتِكَافِ** (التحفة ٦٧)

باب: ٦٧ - اعتکاف کا ثواب

١٧٨١ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيمِ:

١٧٨١- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت

١٧٨٠ـ أخرجه البخاري، الحيض، باب اعتكاف المستحاضة، ح: ٣١٠ من حديث يزيد بن زريع به.

١٧٨١ـ [إسناده ضعيف] * عبيدة بن بلال العمي مجهول الحال(تقريب)، وقال البوصيري: "إسناده ضعيف لضعف فرقد بن يعقوب السبخي"، وفيه علة أخرى.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أُمَيَّةَ : حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ مُوسَى الْبُخَارِيُّ، عَنْ عُبَيْدَةَ الْعَمِّيِّ، عَنْ فَرْقَدٍ السَّبَخِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ فِي الْمُعْتَكِفِ : «هُوَ يَعْكِفُ الذُّنُوبَ، وَيُجْرَى لَهُ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ كُلِّهَا».

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اعتکاف کرنے والے کے بارے میں فرمایا: ''وہ گناہوں کو روک دیتا ہے۔ اور اس کے لیے ساری نیکیاں انجام دینے والے کی طرح نیکیاں جاری کی جاتی ہیں۔''

(المعجم ٦٨) - **بَابٌ: فِيمَنْ قَامَ لَيْلَتَيِ الْعِيدَيْنِ** (التحفة ٦٨)

باب:٦٨- دونوں عیدوں کی راتوں کا قیام

١٧٨٢- حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الْمَرَّارُ بْنُ حَمُّويَةَ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى : حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : «مَنْ قَامَ لَيْلَتَيِ الْعِيدَيْنِ، مُحْتَسِباً لِلَّهِ، لَمْ يَمُتْ قَلْبُهُ يَوْمَ تَمُوتُ الْقُلُوبُ».

١٧٨٢- حضرت ابوامامہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ سے ثواب حاصل کرنے کی نیت سے عیدین کی دونوں راتوں میں قیام کیا' اس کا دل نہیں مرے گا' جس دن (لوگوں کے) دل مرجائیں گے۔''